ہندوستان میں سب سے پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار

تہذیب النسواں

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلما مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم نے

۱۸۹۸ء میں جاری کیا

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک ۵ روپے پیشگی

نمبر ۱۸	لاہور ہفتہ ۲ مئی ۱۹۳۶ء	جلد ۳۹

تہذیب نسواں

لاہور۔ ہفتہ ۹ صفر المظفر ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

ہم خود

یادگار کے سلسلے میں محترمہ حامدہ بیگم صاحبہ ایڈیٹریہ کا گرامی نامہ درج ذیل ہے:۔

تہذیب نسواں کی خریدار بہنوں کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ مولوی صاحب قبلہ کی آخری تمناؤں کو بھی ہم پورا نہ کرسکے۔ حالانکہ وہ کچھ ان کے فائدے کی نہ تھیں۔ اس میں سراسر ہمارا ہی مفاد ہے۔ جب سے وہ جنت الفردوس میں تشریف لے گئے۔ کچھ معلوم ہے کتنے مقامات میں انجمنیں تہذیب قائم ہوئیں ؟

سب کو معلوم ہے۔ کہ میرا وطن دہلی ہے۔ اور یہ بھی کہ کم بخت بہت بڑا شہر ہے۔ لیکن وہ علم دین یا علم دنیا میں بہت بڑا نہیں ہے۔ شاید مردم شماری میں ہو تو ہو۔ افسوس پچھلے دنوں جب میں نے مولوی صاحب کی صحت کے واسطے دعا مانگنے کا اعلان کیا۔ تو وقت مقررہ پر صرف چند بیبیاں تشریف لائیں ؟

ان کے انتقال کے بعد کوئی جلسہ وغیرہ نہیں کیا۔ کیونکہ جہاں دہلی اور باتوں میں پیچھے ہے۔ تہذیب و شائستگی میں بھی پست ہے۔ اپنے سے جو کچھ ہو سکا کیا۔ وظیفے بھی پڑھے۔ دعائیں بھی مانگیں۔ لیکن وہ سچ ہے۔ کہ ایک ساعت بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتے ؟

اب میں جیپور میں ہوں۔ یہاں ایک بی بی بہت روشن خیال اور منکسر المزاج۔ شریف طبیعت اور سب سے زیادہ طلبگار بھی ہیں۔ وہ چاہتی ہیں۔ کہ جیپور میں انجمن تہذیب قائم ہو جائے۔ میرے خیال میں یہاں کم سے کم آٹھ نو جگہ تہذیب نسواں ضرور آتا ہو گا۔ خریدار بہنوں کو چاہئے۔ کہ سب ان بی بی سے ملیں۔ اگر ان کے ہاں جانا پسند نہ کریں۔ تو اپنے پتے نیچے کے لکھے ہوئے پتے پر بھیجدیں۔ میں اور وہ خود ان کے گھروں پر پہنچیں گے بہت سی بیبیاں یہ جانتی بھی نہ ہوں گی۔ کہ انجمن میں کیا ہوتا ہے۔ یہ بروقت ملاقات ان سے عرض کیا جائے گا۔ جب یہ اخبار جیپوری بہنوں کی خدمت میں پہنچے۔ تو وہ ان بی بی کو اپنے پاس بلائیں۔ یا آپ تشریف لائیں۔ دونوں باتوں میں ایک ضرور کریں ؟

اسی طرح دوسرے شہروں کی بہنوں کو اس ضروری کام کی طرف جلد سے جلد توجہ کرنا چاہئے ؟

پتہ یہ ہے:۔ جیپور متصل رامنواز باغ بیگم حا سید عبدالحم
سپرنٹنڈنٹ ہز ہائنس روڈز ڈیپارٹمنٹ۔ محکمہ خاص

ٹوکیو میں وزرا کا قتل

(از محترمہ مسز براس۔ ٹوکیو)

۲۶ فروری کو آج پھر صبح سے برف باری ہو رہی تھی۔ سڑکوں اور مکانوں کے اطراف میں برف کے سفید شفاف تودے لگے ہوئے تھے۔ درخت برف کے بار سے خمیدہ ہو گئے تھے۔ اس مہینے میں کئی مرتبہ برف پڑ چکی تھی۔ اور اس قدر کثرت سے کہ گزشتہ پچپن سال کا ریکارڈ مات کر دیا تھا۔ مزدوروں کے گھر سے تھے۔ سردی سے لوگ بیزار تھے۔ ہر شخص آتش پرست تھا۔

براس صاحب کی تعطیل بھی اسی تاریخ سے شروع ہو گئی تھی۔ اور وہ گھر پر موجود تھے۔ ہم دوپہر کا کھانا کھا کر کچھ سست ہو گئے۔ ابر اور برف باری کی وجہ سے باہر نکلنے کو دل نہ چاہا۔ میں دوسری منزل میں آرام کرنے کی غرض سے چلی گئی۔

آنکھ لگے چند منٹ ہی گزرے ہوں گے۔ کہ ایک تاتاری شناسا تشریف لائے۔ میں ان کی اطلاع پا کر نیچے اتری۔ انہوں نے خوب صورت اور موٹی تازی بھیڑ بکروں کی تصویریں دکھا کر قربانی کے متعلق دریافت کیا۔ ساتھ ہی یہ خوفناک خبر سنائی۔ کہ شہر میں قتل کی واردات ہو گئی ہے۔ میں سیدھا گینزا سے (گینزا بازار کا نام ہے۔ اور اسے ٹوکیو کا چاندنی چوک سمجھئے) چلا آ رہا ہوں۔ راستے میں جگہ جگہ فوجی سپاہی دیکھے اور سنا ہے کہ فوج کی باغی سپاہ نے کئی آدمیوں کو قتل کر دیا۔

یہ صاحب انگریزی نہ جانتے تھے۔ گھبرا گھبرا کر جاپانی زبان میں قصہ سنا رہے تھے۔ ہم ان کا مطلب تو سمجھ گئے۔ مگر قصے کی تہ کو نہ پہنچے۔ اور تشویش میں مبتلا ہو گئے۔ اخبار کا نہایت بے چینی سے انتظار کرنے لگے۔ خدا خدا کر کے شام کے چھ بجے اخبار ملا۔ لیکن دیر تک ورق گردانی کرنے کے بعد بھی اس سانحہ کی بابت ایک لفظ تک نہ ملا۔

دوسرے روز ہم ایک جلسہ میں مدعو تھے۔ میں تو کسل مندی کی وجہ سے نہیں گئی۔ البتہ براس صاحب چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد ڈاک خانے سے ایک شخص بائسکل پر ایکسپرس انگریزی کا خط لایا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ آج جلسہ نہیں ہو سکتا۔ اطلاعاً تحریر ہے۔ التوائے جلسے کی کوئی وجہ نہ لکھی تھی۔ اس جلسے کا پروگرام ہفتوں پہلے سے بنا گیا تھا۔ اور مدعوین کو دعوتی رقعے بھیجے جا چکے تھے۔ شام کو براس صاحب نے گھر میں گھستے ہی کہا۔ کیسا جلسہ اور کس کی پارٹی۔ شہر میں بڑا سانحہ گزرا ہے۔ اور مارشل لا نافذ ہو گیا ہے۔

قتل کی واردات صحیح: اخبارات کے مطالعہ سے قتل کے حالات معلوم ہوئے۔ جو مختصراً تحریر ہیں تفصیلی حالات ہنوز معلوم نہیں ہو سکے۔ اور نہ ابھی امید ہے۔ کیونکہ اخبارات نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ ہمیں تفصیلات شائع کرنے کی اجازت نہیں

قتل کا واقعہ اس طرح ہے۔ کہ ۲۶ فروری کی صبح کو پانچ بجے فوج کا دستہ جو تعداد میں نو سو سے کچھ زیادہ تھا۔ لاریوں میں مع مشین گن کے سوار ہو کر یکے بعد دیگرے پانچ وزراء کے مکانوں پر حملہ آور ہوا۔ اس حملے سے تین وزراء آناً فاناً جاں بحق ہو گئے۔ اور دو شدید مجروح ہوئے دوسرے روز مجروح وزراء میں سے ایک وزیر راہ عدم کو سدھارے۔ مرنے والوں میں بڑے نامور وزراء شامل ہیں۔ چنانچہ امیر البحر اوکادا" وزیر اعظم اپنے سرکاری محل میں قتل کئے گئے۔ امیر البحر وائی کاؤنٹ "سائیتو" جو سابق وزیر اعظم تھے۔ اور حال میں لارڈ کیپر آف دی پریوی سیل تھے۔ اپنے مکان میں مارے گئے۔ جنرل "واتانابے" انسپکٹر جنرل آف ملیٹری ایجوکیشن اپنے مکان میں قتل ہوئے۔ وزیر مالیات اپنے مکان میں سخت مجروح ہوئے۔ اور دوسرے روز انتقال کر گئے۔ امیر البحر سنرو کی "گرینڈ چیمبرلین اپنے مکان میں زخمی ہوئے" کاؤنٹ ماکینو ٹوکیو کے باہر شہر "یوگاوارا" میں گئے ہوئے تھے۔ پولیس نے ان کو اطلاع کر دی۔ اور وہ فوج کے سپاہیوں کے آنے سے قبل فرار ہو گئے۔ اس لئے وہ بچ گئے۔ مگر ہنوز لاپتہ ہیں۔ سپاہیوں نے اس خیال سے کہ وہ گھر میں موجود ہیں۔ ان کے مکان کو نذر آتش کر دیا۔ پرنس سائی یون جی" بھی پولیس کی اطلاع پر کہیں روپوش ہو گئے تھے۔ اور مکان میں موجود نہ تھے۔ سپاہیوں نے ان کے مکان پر حملہ کیا۔ مگر وہاں کیا تھا۔ وہ زندہ ہیں ۔

یہ پرنس بزرگان قوم میں سے معمر ترین شخص ہیں۔ ان کے ساتھی سب مر کھپ گئے۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں۔ جن کے مشورے سے بادشاہ وزیر اعظم کا انتخاب کیا کرتا ہے۔ سنا ہے۔ کہ اب بادشاہ سلامت نے ایماء ظاہر فرمایا ہے۔ کہ پرنس سائی یون جی پر آنچ نہ آنے پائے۔ وائی کاؤنٹ سائتو" کی اہلیہ کی بابت خبر ہے۔ کہ وہ اپنے شوہر کو حملہ آوروں سے بچا رہی تھیں۔ اس کوشش میں ان کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ شورش کرنے والے فوج نے تمام وزراء کے مکانات پر مشین گن سے حملہ کیا تھا۔ اور مقتولین کے جسم کو گولیوں سے چھلنی کر دیا تھا۔ اخبار "اساہی" جو جاپان میں سب سے بڑا ہے۔ اس کے دفتر پر بھی حملہ کیا گیا۔ اخبار اساہی کے کئی ہزار ٹائپ باغی سپاہ نے نہر میں پھینک دیئے۔

ان سپاہیوں کے پاس سے جو تحریریں

آمد ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شورش کا مقصد یہ تھا۔ کہ جو لوگ جاپانی قوم کی تباہی کا باعث ہو رہے ہیں۔ ان کو ہلاک کر دیا جائے۔ یعنی بزرگان قوم۔ قرب شاہی میں رہنے والے مدبرین۔ مالیات کے ماہرین اور کروڑپتی۔ فوجی طبقہ۔ عہدہ داران سلطنت۔ سیاسی پارٹیاں۔ کیونکہ فی الوقت جاپان کی اندرونی اور بیرونی سیاسیات معرض خطر میں ہے۔ وہ ضرورت ہے۔ کہ اصول عظیم کی تشریح کی جائے۔ اور جاپانی قوم کی حفاظت کی جائے۔ اور اسے اپنی قومیت کے اظہار کا موقع دیا جائے۔ اس کے ساتھ ایک تسلی آمیز فقرہ یہ بھی تھا۔ کہ ٹوکیو کی متعینہ افواج نے اس موقع پر شہر کی حفاظت کے تمام انتظام مکمل کر لئے ہیں۔

اس روز دوپہر سے آدھی رات تک وقتاً فوقتاً ریڈیو کے ذریعے مختلف مرکزوں سے براڈکاسٹ ہوتا رہا۔ جس سے اہل شہر کو اس واقعہ کی اجمالی کیفیت معلوم ہوئی۔ مگر اس تاریخ کے اخبارات نے اس کا مطلق ذکر نہ کیا۔ کیونکہ ان کو ممانعت کر دی گئی تھی۔ تمام دنیا میں یہ خبر آناً فاناً پھیل گئی۔ مگر یہاں کے اخبارات خاموش رہے۔ دوسرے روز یعنی ۲۷ فروری کے صبح کے اخبارات نے اس کا اعلان کیا۔

۲۶ فروری کی شب کو آٹھ بجے سے تمام ٹوکیو میں مارشل لا نافذ ہو گیا۔ بیرونجات سے افواج پہنچ گئی ہیں۔ ۲۰ ہزار کے دستے امن قائم کرنے کو انتظام ہے۔ مگر حالات تشویشناک ہیں۔ ایک خبر یہ ہے۔ کہ باہر سے آئی ہوئی فوج شورش کرنے والوں کی ہمنوا ہو گئی ہے۔ بحری بیڑا ٹوکیو کی بندرگاہ میں آ پہنچا ہے۔ کہ شہر کی حفاظت کر سکے۔ اسی طرح "کوبے" اور "اوساکا" کی بندرگاہوں میں بحری بیڑے پہنچ چکے ہیں۔ ۲۰ فروری کی شب کو باغی فوجی شاہی محل میں پناہ گزیں ہوئے۔

مارشل لا کے نفاذ سے پبلک جلسے ملتوی ہو گئے ہیں۔ ہمارے پاس کئی جلسوں کے دعوتی رقعے پہنچ چکے تھے۔ اب ان کے التواء کی اطلاعیں آ رہی ہیں۔ نہیں کہہ سکتے۔ کہ عید کی نماز کا کیا حشر ہوگا۔ سفارت خانوں سے خواہش ظاہر کی گئی ہے۔ کہ وہ اپنی سلطنتوں میں صحیح حالات لکھیں۔ کیونکہ جاپان میں سپین وغیرہ جیسی شورش نہیں ہوئی ہے۔

مسٹر تکاہاشی" وزیر مالیات بہت قابل شخص تھا۔ اور مالیات کا مانا ہوا ماہر تھا۔ دوسرا جاپانی اس کے مقابلے کا موجود نہیں ہے۔ اور اسی کے دم سے پچھلے چند سال میں جاپان کی مالیات کو مستحکم بنیاد پر قائم کر دیا۔ جاپان کی موجودہ خوش حالی کا یہی ذمہ دار گردانا جاتا ہے۔ جاپانی لوگ اسے "دارما سان" کہتے ہیں۔ جس کو ہم بھوندو کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کی شکل ایسی ہی ہے۔ مسٹر تکاہاشی نے لڑکپن سے امریکہ میں تعلیم پائی

تھی۔ وہاں ایک امریکن کے ساتھ گیا تھا۔ اس نے کسی دوسرے امریکن کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اسی نے امریکن کو بیس ڈالر دے کر نجات حاصل کی اور آزاد ہوگیا۔ وزیر اعظم اوکادا "ساکے" یعنی شراب کے بہت شوقین تھے۔ اور عورت پر فدا تھے سابق وزیر اعظم سائیتو نے اپنی زندگی چپراسی کی حیثیت سے شروع کی تھی۔ یہ لڑکپن میں بڑا شریر تھا۔ نوجوانی میں اول درجہ کا شراب خوار۔ اس کا عرف "گوزین" ہوگیا تھا یعنی صبح صاحب۔ کیونکہ سہ پہر سے شراب پینی شروع کرتا تھا۔ تو رات بھر پیتا رہتا۔ اور صبح کر دیتا تھا۔

تمام وزراء نے استعفا دیدیا ہے۔ مگر جب تک نئی وزارت قائم نہ ہو۔ ہوم منسٹر وزیر اعظم کی خدمت انجام دیں گے۔

۲۶ فروری کو بدھ کے روز صبح سے دو بجے دن تک تمام شہر ٹوکیو میں سلسلہ آمد و رفت بند تھا۔ جو آدمی جہاں تھا۔ وہاں کا وہیں رہا۔ ریلیں۔ ٹریمیں بسیں ٹیکسیاں یک لخت بند کر دی گئی تھیں۔ اور کسی قسم کی سواری نہیں جاسکتی تھی۔ اسکولوں اور کارخانوں میں چھٹی تھی۔ ٹوکیو اسٹیشن کے قریب جوا میں جس قدر بڑی بڑی دکانیں تھیں۔ سب بند تھیں ڈیپارٹمنٹ اسٹور بند تھے۔ ہم دونوں کو سواریوں کے بند ہونے کی قطعی خبر نہ تھی۔ کیونکہ اخبار میں اس کے بارے میں کچھ نہ لکھا تھا۔ الغرض برلاس صاحب دن کے دو بجے باوجود میرے منع کرنے کے شہر کے حالات دیکھنے کی غرض سے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد جاپانی پڑوسن کے دو بچے جو اکثر ہمارے پاس آتے رہتے ہیں حسب معمول آئے۔ لڑکا گیارہ سال کا تھا۔ اور لڑکی دس سال کی تھی ان دونوں نے اس حادثے کے متعلق بات چیت کی۔ جو خبریں ہم بڑوں کو معلوم تھیں۔ ان سے زیادہ ان دونوں کو معلوم تھیں۔ کیونکہ جاپانی اخبارات میں حالات کسی قدر زیادہ تھے۔ دوسرے ریڈیو سے پل پل کی خبریں معلوم ہو رہی تھیں۔ بچوں نے کہا۔ آج صبح سے تمام گاڑیاں بند ہیں اور ہم سب کی چھٹی ہے۔ اوجی سان یعنی چچا صاحب (برلاس صاحب) کہاں ہیں۔ میں نے کہا ٹوکیو گئے ہیں۔ سچ مانئے بچوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ اور بے ساختہ انہوں نے کہا۔ اوجی سان کھوائی سونے یعنی چچا صاحب قابل رحم ہیں۔ اور جب تک بیٹھے رہے۔ برلاس صاحب کو یاد کرتے رہے۔

مجھے دل ہی دل میں بچوں کی معلومات اور ذہانت پر تعجب ہو رہا تھا۔ کہ یا الٰہی یہ عمریں کھانے کھیلنے کی سمجھی جاتی ہیں۔ لیکن بڑوں کی طرح فکرمند ہیں۔ بچوں سے ریلوں وغیرہ کا حال معلوم ہو کر میرا فکر زیادہ بڑھ گیا۔ اور برلاس صاحب کی سلامتی سے واپسی کی دعائیں مانگنے لگی۔ اتنی دیر میں رصوبی کپڑے لایا۔ یہ بڑا آدمی تھا۔ میں نے خود جاکر اس سے بات کی۔ اور شہر کا حال دریافت

لیا۔ اس نے بتایا۔ آج صبح کو ریڈیو سے اطلاع کردی گئی تھی۔ کہ کوئی شخص باہر نہ نکلے۔ ہر قسم کی سواریاں بند ہیں۔ چنانچہ شہر میں سناٹا تھا لیکن اب امن ہے۔ اور دو تین بجے سے سواریوں کو چلنے کی اجازت ہوگئی ہے ؎

گھڑیاں گنتے گنتے شام کو چھ بجے بردا صاحب آئے۔ اور انہوں نے جو واقعات سنائے۔ آپ بھی سن لیجئے۔ بیان کرتے تھے۔ میں ٹوکیو کے اطراف میں دور دور خوب پھرا۔ جانے میں جو تھوڑی سی دقت تھی۔ وہ واپسی میں مطلق نہ تھی گنزا، اساکسا اور یوشنبجی کو۔ کودان خدا معلوم کہاں کہاں خوب پھرے۔ اور جیپہ جیپہ کے حالات چشم دید دیکھے۔ کہتے تھے۔ ان مقامات پر چوراہوں سڑکوں پر جگہ جگہ فوجی پہرہ تھا۔ اور مسلح سپاہ سنگینیں لگائے کھڑی تھی۔ ایک بھی سپاہی کے کندھے پر بندوق نہ تھی۔ سب کے سب بندوق کے گھوڑے پر ہاتھ رکھے کھڑے تھے۔ بس ہاتھ ہلانے کی دیر تھی۔ کہ انسان ختم ہو جاتا ؎

جب چوراہے سے گزرا۔ تو دل میں خیال آیا۔ کہ خدا خیر کرے۔ مگر سپاہ نے کچھ نہ کیا۔ اور میں سیدھا دوسری طرف چلا گیا۔ کئی لاریوں میں بری سپاہی بھرے ہوئے تھے۔ جو دن بھر انتظام میں مصروف رہنے کے بعد واپس بارگوں میں جا رہے تھے۔ بحری سپاہ کی وردی بری سپاہ سے مختلف ہے۔ یعنی نیلے رنگ کی تھی۔ بری سپاہ کی وردی خاکی رنگ کی ہوتی ہے۔ بری سپاہ بھی خورده پیاده چلی جا رہی تھی۔ اخبار کے دفتر چونکہ صبح سے بند تھے۔ اس لئے خیال تھا۔ کہ شاید اس وقت تک اخبار نہ چھپ سکیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس روز کا اخبار نہیں چھپا۔ دوسرے روز یکم مارچ کو ملا۔ شاہی محل کے اطراف میں جو پہرہ اور تار لگا تھا۔ وہ بھی کھل گیا تھا ؎

ہم دونوں باتیں کر ہی رہے تھے۔ کہ برنا صاحب کے جاپانی زبان کے مدرس صاحب تشریف لائے۔ ہمیں ان کے آنے پر تعجب ہوا۔ کیونکہ آج سبق پڑھانا نہ تھا۔ انہوں نے کہا۔ کل آپ لوگوں کو بہت پریشان دیکھا تھا۔ اس لئے آج کچھ حال سنانے آیا ہوں۔ اخباروں کے فیصلے ساتھ لائے تھے۔ چنانچہ مدرس صاحب اور مختلف تاریخوں کے اخبارات سے جو حالات معلوم ہوئے۔ وہ زیر تحریر ہیں ؎

پہلے سنا تھا۔ کہ حملہ آور فوج کا نو سو کا دستہ تھا۔ بعد میں پانچ سو کا معلوم ہوا۔ لیکن ہنوز اس کی صحت میں احتمال ہے۔ غرض یہ کہ باغی فوج کے دستے میں پانچ سو کے قریب سپاہی تھے۔ لفٹننٹ۔ سب لفٹننٹ۔ کپتان سب ہی شامل تھے۔ ان افسران کی تعداد پندرہ تھی۔ دو رجمنٹوں کے سپاہیوں نے بغاوت کی تھی۔ "اکاساکا" کی پہلی رجمنٹ کا ایک کپتان اور ایک لفٹننٹ شامل تھا۔ کپتان کا نام "بشر ونوناکا" تھا۔ یہ علاوہ کپتان

ہونے کے باغی فوج کا لیڈر تھا۔ "ازابو" کی تیسری رجمنٹ کا ایک کپتان تھا۔ ایک افسر آرٹیلری یعنی توپ خانے کا تھا۔ باقی تمام افسر پیدل فوج کے تھے۔ افسران کے علاوہ تقریباً پانچ سو سپاہی تھے۔ شورش میں صرف پہلی اور تیسری رجمنٹ کے سپاہی شامل ہیں۔ تمام افسران کے نام اور عمریں مضمون کی طوالت کے سبب سے نہیں لکھتی۔

۲۸ فروری اور یکم مارچ کے اخبار میں لکھا تھا۔ کہ باغی فوج نے ۲۶ فروری کو وزیروں کے مکان پر حملہ کرکے تین مختلف مقامات میں پناہ لی۔ اول وزیر اعظم کے سرکاری محل میں خون بہا کے وہیں کے وہیں چھپے رہے۔ اور باہر نکلے دوسرے اکاساکا "سان نو ہوٹل" میں جا گھسے۔ تیسرے جنرل اسٹاف میں چلے گئے۔ گویا تینوں جگہ تھوڑے تھوڑے سپاہی پناہ لینے چلے گئے۔ حملہ آوروں نے کشت وخون کے بعد نظر دوڑائی اور جو جگہ قریب اور ان کی سمجھ میں آئی۔ وہیں گھس گئے۔ ۲۶ فروری سے ۲۹ کی صبح تک چھپے رہے۔ بھوکے پیاسے تھے۔ اکاساکا کے سان نو ہوٹل میں ٹھہرنے والے باغی سپاہیوں نے آس پاس کے کھانے پینے کی دکانوں سے کچھ چیزیں چھین کر کھالیں۔ یہ بھی سنا ہے۔ کہ باغیوں کی رجمنٹ کے باقی سپاہیوں نے ان کو خوراک پہنچائی۔

وزیر اعظم کے سرکاری محل میں جو سپاہی پہرے پر تھے۔ ان کو مار کر محل پر حملہ کیا تھا۔ چنانچہ پانچ سپاہی فوراً مر گئے۔ وزیر اعظم اوکادا صاحب زندہ ہیں۔ ان کے دھوکے میں غلطی سے وزیر اعظم کے بہنوئی جو کرنل تھے۔ مارے گئے۔ بدقسمتی سے اس روز یہ وزیر اعظم کے ہاں مہمان تھے۔ سچ ہے۔ جب سانس پورے ہو جاتے ہیں تو ایسے ہی اسباب پیدا ہو جاتے ہیں۔ لکھا تھا۔ کہ مشین گن کی گولیوں سے تمام چہرہ چھلنی ہو گیا تھا۔ اور پہچانا نہ جاتا تھا۔ بعد میں شناخت ہوئی۔ وزیر اعظم کہیں چھپ گئے۔ اور شکر ہے۔ کہ وہ حیات ہیں۔ ایک روایت ہے۔ کہ وزیر اعظم حملہ کے بعد دو روز تک اسی مکان میں چھپے رہے۔ سپاہ اپنے خیال میں وزیر اعظم کو قتل کر چکی تھی۔ اور انہی کے محل میں پناہ گزیں تھی۔ ایک روایت یہ ہے کہ شاید محل میں کوئی چور دروازہ ہوگا۔ وزیر اعظم اس سے فرار ہو گئے۔ بہر حال وزیر اعظم اوکادا صاحب صحیح سلامت ہیں۔

۲۸ تاریخ کو باغی سپاہ کو جہاں وہ مختلف تین مقامات پر پناہ گزیں تھی۔ بادشاہ کا فرمان بھیجا گیا۔ چھپے ہوئے کاغذ بذریعہ ہوائی جہاز اور ٹینک پھینکے گئے۔ فرمان یہ تھا۔ کہ تم سب کو رات کے بارہ بجے تک مہلت دی جاتی ہے۔ کہ ہتھیار ڈال کر اپنی اپنی بارکوں میں واپس چلے جاؤ۔ تمہیں معاف کر دیا جائے گا۔ مگر انہوں نے جانے سے انکار کر دیا۔

پھر انہیں سمجھایا گیا۔ کہ جاپان کی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا ہے۔ کہ رعایا بادشاہ کی حکم عدولی کرے۔ اور تم اراد کے موافق ہو تم نے صریحاً بغاوت نہیں کی ہے۔ اگر تم واپس نہ جاؤ گے۔ تو تم کو باغی قرار دے کر گولی چلائی جائے گی۔ پھر بھی وہ واپس نہ گئے۔ اور ان کو باغی قرار دیدیا گیا۔

جن مقامات پر یہ باغی فوج پناہ گزیں تھی اس کے اطراف میں جس قدر پبلک کے مکانات تھے۔ فوج کی انتظامیہ سپاہ نے سب کے دروازے کھڑکھڑا دئے۔ اور مطلع کیا۔ کہ تم سب لوگ کہیں دوسری جگہ مع بچوں کے چلے جاؤ۔ یہ جگہ خطرناک ہے۔ یہ اس لئے کیا تھا۔ کہ مبادا چھپے ہوئے باغیوں پر گولی چلنے کا موقع آ جائے۔ تو رعیت مفت میں موت کے گھاٹ نہ اتر جائے۔ باغی فوج غالباً اس زعم میں تھی۔ کہ ہماری رجمنٹ کے باقی سپاہی ضرور ہماری کمک کو آئیں گے۔ مگر وہ شاید اس وجہ سے نہ آ سکے۔ کہ ان کو بھی گھیر لیا گیا تھا۔ جب باغی سپاہ مایوس ہو گئی۔ اور سمجھ گئی۔ کہ اب ہماری خیر نہیں۔ تو چار و ناچار تھوڑے تھوڑے سپاہیوں نے ہتھیار ڈالنے شروع کئے۔ ایک دم نہ فوج نے ڈالے۔ نہ افسران نے۔ اول "سان نو ہوٹل" کے ایک سو سپاہیوں نے ہتھیار ڈالے۔ بعد ازاں وزیر اعظم کے سرکاری محل میں پناہ گزیں باغیوں نے ہتھیار ڈالے جن کی تعداد دو سو تھی۔ پھر جنرل اسٹاف آفس کی سپاہ نے ہتھیار ڈالے۔ آخر میں افسران نے شکست کا اعتراف کیا۔ اور سب اپنی اپنی رجمنٹوں میں چلے گئے۔ اور فوجی قید خانے میں قید کر دئے گئے۔ شہر میں اطمینان ہو گیا ہے۔ آمد و رفت ہر جگہ کی کھل گئی ہے۔ مگر مارشل لا بدستور جاری ہے۔

میں اوپر لکھ آئی ہوں۔ کہ بغاوت میں پہلی اور تیسری رجمنٹ شامل تھی۔ ہر رجمنٹ میں ایک ہزار سپاہی تھے۔ چنانچہ ہر دو رجمنٹوں میں ڈھائی ڈھائی سو نے بغاوت کی۔ دونوں رجمنٹوں کی بارکوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ ہے۔ باغیوں کے لیڈر کپتان مسٹر نوناکا "۲۵ تاریخ" کو ایک ہفتے کے لئے افسر مقرر ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی افسری کے دوران میں ۲۶ تاریخ کو بغاوت کی ابتدا کی۔ تمام افسران نوجوان ہیں۔

وزیر اعظم اوکاڈا صاحب ۲۷ تاریخ کی صبح تک چھپے رہے۔ ۲۸ کی صبح کو شاہی محل میں پہنچ گئے۔ ۲۹ تاریخ کی شام کو پانچ بجے تک ان کے زندہ رہنے کی اطلاع پبلک کو نہ تھی۔ جب باغیوں کے افسران نے ہتھیار ڈال دئے۔ اس کے بعد پانچ ریڈیو کے ذریعے تمام شہر میں ان کے زندہ ہونے کا اعلان ہوا۔ "سیسی یوکائی" سوسائٹی نے جو جاپان کی سیاسی پارٹی ہے۔ وزیر اعظم پر بزدلی کا اعتراض کیا ہے۔ کہ وہ کیوں دو روز تک چھپے رہے۔ اور پبلک کے

سامنے نہ آئے ۔

باغیوں کا لیڈر "ششرونوناکا" بادشاہ کے ایک اے ڈی سی کا داماد ہے۔ اس نے بارک میں واپس جانے کے دو تین روز بعد خودکشی کر لی۔ نہیں معلوم کہ "ہراکیری" کی۔ یا پستول سے مرا۔ بہرحال مر گیا ۔

ابھی نئی وزارت قائم نہیں ہوئی۔ پرنس "سایون جی" اور کاؤنٹ "ماکینو" بخیریت ٹوکیو میں پہنچ گئے ہیں۔ بادشاہ سلامت سے شرف نیاز حاصل کیا۔ پرنس "سایون جی" کو کیبنٹ میکر کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وزیراعظم کے انتخاب میں ان کا مشورہ لازمی ہے۔ سات آدمیوں کے نام وزیراعظم کے عہدے کے لئے پیش کئے گئے ہیں۔ مگر ہنوز کچھ فیصلہ نہیں ہوا۔ وزیراعظم کے انتخاب میں فوج بھی دخیل ہے ۔

باغیوں کے لیڈر کپتان "ششرونوناکا" کی بیوی نے بیان دیا ہے۔ کہ مجھے اپنے شوہر سے محبت تھی۔ مگر چونکہ اس نے قوم کے مدبرین کو مارا ہے۔ اس لئے میں قوم کے مدبرین سے شرمندہ ہوں۔ اور شوہر کی جوان مرگی کے غم کے ساتھ ساتھ مجھے مدبرین قوم کے گزر جانے کا بھی اسی قدر صدمہ ہے ۔

وزیراعظم کے سرکاری محل کے پہرے کے پانچ سپاہیوں نے وفاداری میں اپنی عزیز جانیں دی ہیں۔ پبلک ان کی بہت قدر کر رہی ہے۔ اور سوسائٹیاں متوفی کے ورثاء کے لئے چندہ فراہم کر رہی ہیں۔ گورنمنٹ جاپان بھی ہر متوفی کے ورثا کو پانچ سو ین دے گی۔ اب تک پانچ ہزار چندہ جمع ہو چکا ہے۔ اور ابھی فنڈ کھلا رہے ہیں ۔

۱۹۳۲ء کے وسط میں ہمارے جاپان جانے سے کچھ مہینے پہلے وزیراعظم "ایوکائی" کو ایک شخص نے اسی محل میں مارا تھا۔ مارنے والے کو صرف پانچ سال کی قید کی سزا ہوئی تھی۔ ولی عہد جاپان کی ولادت پر دو سال معاف کر دیئے گئے۔ چنانچہ وہ عنقریب رہا ہونے والا ہے۔ ۱۹۳۵ء میں ایک بوڑھے فوجی افسر کو اس کے ماتحت نے دفتر کے کمرے میں تلوار سے مارا تھا۔ اس کا مقدمہ چل رہا ہے۔ ابھی کچھ سننے میں نہیں آیا۔ اس حادثے کی بابت غیر ملکی سلطنتوں نے گورنمنٹ جاپان کو ہمدردی کے پیغام بھیجے ہیں ۔

ٹوکیو میں یہ واقعہ بہت بڑا گزرا ہے۔ مگر جاپانیوں نے بڑی ہمت اور حکمت عملی سے کام سنبھالا۔ سب کہہ رہے ہیں۔ کہ یہ واقعہ اگر کہیں اور ہوتا۔ تو خون کی ندیاں بہہ جاتیں۔ اور آٹے کے ساتھ گھن بھی پستا۔ مگر یہاں رعیت کو کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچی۔ جو لوگ حملہ آوروں کی زد میں آگئے۔ وہ تو مارے گئے۔ باقی ہر طرح امن رہا۔ پہرے پر جو فوجی سپاہی مقرر تھے۔ اگر ان سے راستہ پوچھتے تھے۔ تو خندہ پیشانی بتا دیتے تھے۔ کہ اس طرف بند ہے۔ اور اس طرف کھلا ہے۔ میں

نوروز کے بعد کے بازاروں میں یکم اپریل کو تمام دن پھری اور جگہ جگہ فوجی پہرہ متعین دیکھا۔ کیونکہ ابھی مارشل لا جاری ہے۔ اس لئے فوجی پہرہ ہے۔ مگر اس کے بعد سے امن چین ہے۔ میں نے ایک وہ مقام بھی دیکھا جہاں باغی سپاہی چھپے تھے۔ اور یہ جگہ ان تین مقامات کے علاوہ تھی۔ ایک پرانی عمارت جو خالی پڑی ہے اس میں کچھ سپاہی چھپ گئے تھے۔ جگہ جگہ ان کا بچا ہوا کھانا اور کپڑے کے بھوسے کے بورے پڑے تھے۔ شاید ان پر سوئے ہوں گے۔ کوئلوں کی ایک بوری بھی پڑی تھی۔ بیچ میں آگ جلی ہوئی تھی۔ بیسیوں آدمی اس عمارت کو دیکھ رہے تھے۔

بقرعید کی نماز ایک عمارت میں پڑھی جاتی ہے

چنانچہ اطلاع آگئی تھی۔ ہم دونوں ۲ مارچ کو نماز کے لئے اس عمارت میں گئے۔ تو نوٹس لگا دیکھا۔ کہ یہ نماز نہیں ہوگی۔ بلکہ تاتاریوں کے اسکول میں ہوگی عمارت کے آدمی نے بھی کہا۔ کہ پولیس نے اجازت نہیں دی۔ جب ہم اسکول پہنچے۔ نماز ختم ہو گئی تھی۔ خطبہ ہو رہا تھا۔ نماز کے بعد موذن اور امام صاحب نے کہا۔ آپ لوگوں کا سوا دس بجے تک انتظار کیا۔ آخر نماز پڑھ لی۔ انہوں نے کہا۔ پولیس مدرسے میں بھی ایک جگہ زیادہ آدمی جمع کرنے کی اجازت نہ دیتی تھی۔ بڑی مشکل سے حاصل کی ہے۔

(جملہ حقوق محفوظ)

منتخب اشعار

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے　　ہزارہا شجر سایہ دار راہ میں ہیں۔
آتش

بارہا دیکھا ہے اس دار مکافات میں میر　　اینٹ اٹھانے بھی نہ پائے تھے کہ پتھر آیا۔
میر

آرام سے ہے کون جہان خراب میں۔　　گل سینہ چاک اور صبا اضطراب میں۔
شیفتہ

میں کچھ مردہ نہیں کیوں جیتے جی یارب دکھاتے ہیں　　[illegible] تہ کیا عالم زمین و آسماں مجھ کو
مصحفی

گر [illegible] تو ہو کیونکر [illegible]　　[illegible] پر ہو سکے جب خضر بہکانے لگے۔

سیدہ عالم شاہ حمیدی القادری

بچپن کے اوّل پانچ سالوں کی اہمیت

(از مسز سید احمد مجتبیٰ شہری)

پیدائش سے پانچ برس کی عمر تک کا زمانہ بچوں کی تربیت اور درستی عادات و اطوار کے لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ بلکہ بعض علماء نفسیات کا خیال ہے۔ کہ اسی عمر میں بچے بگڑا اور بن سکتے ہیں۔ ناواقف مائیں اس زمانے کی اہمیت کو بالکل نظرانداز کر دیتی ہیں۔ بلکہ بعضوں کو تو یہ کہتے سنا گیا ہے۔ کہ ابھی تو بچہ بالکل معصوم اور ننھا سا ہے۔ جس راستے پر چلتا ہے۔ اسی پر اسے چلنے دینا چاہیے۔ اس کی تعلیم و تربیت کی جلدی کیا پڑی ہے۔ جب وہ بڑا ہوگا۔ تو اس کو نیک و بد کی خود ہی تمیز ہو جائے گی۔

ایسے لوگ بچے کو لاڈ و پیار میں خود ہی خراب کر ڈالتے ہیں۔ نہ تو اس کو بری صحبت سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور نہ خود کچھ تربیت و تادیب کرتے ہیں۔ جب وہ بڑا ہو کر کافی خراب ہو لیتا ہے۔ اور اس کی تمام عادتیں راسخ اور پختہ ہو جاتی ہیں۔ تب ان کو خیال آتا ہے۔ کہ اب کس طرح بچے کی عمدہ تربیت ہو۔ چنانچہ بری عادتوں کو چھڑانے کی طرح طرح کی کوششیں ہوتی ہیں۔ خوب سزائیں دی جاتی ہیں۔ ڈانٹ پھٹکار بھی کافی کی جاتی ہے۔ لیکن سب بے سود اور لاحاصل ثابت ہوتا ہے۔ اور سوائے کف افسوس ملنے کے اور کوئی چارہ نہیں رہ جاتا۔

لہٰذا اس زمانہ میں بچوں کے عادات و اطوار کی نگہداشت بہت ضروری ہے۔ والدین کو چاہئے۔ کہ اس کی ہر عادت کا بغور مشاہدہ کریں۔ اگر بچہ خراب عادتیں سیکھ رہا ہے۔ تو اس سے باز رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور اچھی عادتیں سیکھنے کی مدد کرنی چاہئے۔ اس کو اس زمانے میں جو بات سکھائی جاتی ہے۔ وہ اسے بآسانی سیکھ لیتا ہے۔ بلکہ ہر نئی بات کے جاننے کی جستجو میں۔ رہتا ہے۔ تقلید کے فطری رجحان سے بھی بہت امداد ملتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ جو کچھ دوسروں کو کرتے دیکھتا ہے۔ وہی خود بھی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور بجنسہٖ نقل کرنے کی جدوجہد کرتا ہے۔

بچپن کے اول پانچ سال کا زمانہ بہترین وقت ہوتا ہے۔ اسی وقت سے نیک عادات و خصائل کی داغ بیل ڈالنی ضروری ہے۔ عمر بھر میں پھر اس سے بہتر زمانہ ہاتھ نہیں آسکتا۔ ہم ایک پتلی نرم ڈال کو بہ آسانی جھکا سکتے ہیں۔ موڑ سکتے ہیں توڑ سکتے ہیں۔ اور حسب خواہش ٹیڑھی اور سیدھی بھی کر سکتے ہیں۔ بالکل یہی حالت ایک چھوٹے

بچے کی ہوتی ہے۔ اس زمانے میں ہم اس کی جو عادت ڈالنی چاہیں۔ بہ سہولت ڈال سکتے ہیں۔ اوائل عمر میں جب کوئی اچھی عادت پڑ جاتی ہے۔ تو کچھ دنوں تک اس کے جاری رکھنے کے بعد بچے کو اس سے کوئی اجنبیت باقی نہیں رہتی اور رفتہ رفتہ یہ عادت ایسی راسخ ہو جاتی ہے۔ کہ فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔ اور پھر اس کا چھوٹنا بہت دشوار ہوتا ہے۔

دنیا میں بڑے بڑے لوگ گزرے ہیں جنہوں نے علوم فنون کے مختلف شعبوں میں ترقی کی ہے اور سائنس۔ فلسفہ۔ ریاضی۔ اقتصادیات وغیرہ وغیرہ کے اہم اور دقیق مسائل کی عقدہ کشائی کی ہے۔ مختلف ممالک میں بڑے بڑے نامور قومی رہنما اور مذہبی پیشوا پیدا ہوئے ہیں۔ جنہوں نے اپنی قوموں کو قعر مذلت میں گرنے سے بچایا ہے۔ اور ان کی نجات کے موجب ہوئے ہیں۔ ان میں زیادہ تر ایسے ہی لوگ تھے۔ جن کی بچپن کی تربیت بہت عمدہ تھی۔

ہمارے بچپن کی اچھی یا بری عادتوں کا اثر عمر بھر رہتا ہے۔ جو بچے بچپن سے گندے رہنے کے عادی رہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ گندے رہتے ہیں۔ اکثر مائیں بچوں کے گندے پن کی طرف توجہ نہیں کرتیں۔ بچے زمین پر لوٹ جاتے ہیں۔ اپنے کپڑے میلے کر دیتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں کی صفائی نہیں رکھتے۔ صبح کو اٹھتے ہیں۔ تو بغیر منہ دھوئے اور دانتوں کو صاف کئے کھانا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے لڑکے خاص طریقے پر توجہ کے محتاج ہوتے ہیں۔ اس گندگی کی عادت کو ایک معمولی سی بات سمجھ کر نظر انداز نہ کر دینا چاہئے۔

اسی طرح اگر کوئی بچہ جھوٹ بولتا ہے۔ اپنی ماں کے صندوقچے میں سے پیسے چرا لیتا ہے۔ یا اور کوئی چیز بغیر اپنے والدین کی اجازت کے گھر میں سے اٹھا لے جاتا ہے۔ اور دوسرے بچوں کو مارتا ہے۔ یا اپنے ہم سبقوں سے خواہ مخواہ لڑتا جھگڑتا رہتا ہے۔ یا بے رحمی سے پیش آتا ہے۔ تو یہ سب بری عادتیں محتاج توجہ ہیں۔ ان کے انسداد کی کوشش کرنی چاہئے۔ ایسی صورت میں بچے کو ہمدردانہ الفاظ میں سمجھانا چاہئے۔ سختی کے برتاؤ کا کوئی نتیجہ نہیں۔

اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ والدین اپنے بچوں کو شرارتوں سے باز رکھنے کے لئے کسی خوفناک شے سے ڈراتے ہیں۔ اس طرح بچہ خوفزدہ ہو کر اپنی شرارتوں سے ضرور باز آ جاتا ہے لیکن بالآخر نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بچہ پست ہمت اور بزدل ہو جاتا ہے۔ اس کی صحت اور دماغ پر برا اثر پڑتا ہے۔ جب وہ بڑا ہوتا ہے۔ تو ذمہ داریوں سے گریز کرتا ہے۔ کسی کام میں ذرا بھی دشواری پیش آتی ہے۔ تو خائف ہو کر اپنی بزدلی کا ثبوت دیتا ہے۔

اس لئے یہ ضروری ہے۔ کہ بچپن ہی سے بچے کو ذمہ داریاں لینے کا عادی بنایا جائے۔ جو کام وہ خود کر سکے۔ اس میں ہرگز اس کی امداد نہ کی جائے۔ والدین صرف اس کو سہارا دیا کریں وہ بھی صرف ایسی صورت میں جبکہ یہ دیکھا جائے۔ کہ وہ کام بچے کے امکان سے باہر ہے۔ مثلاً اگر چھوٹا بچہ اپنے جوتے اور موزے خود پہن سکتا ہے تو اس کو خود ہی پہننے دینا چاہئے۔ اگر وہ بٹن اپنے ہاتھوں سے بند کر سکتا ہے۔ اور جوتے کے فیتے بھی باندھ سکتا ہے۔ تو اس کو ہرگز مدد نہ دینی چاہئے۔ ورنہ وہ جتنی دور پیدل چل سکتا ہے۔ وہاں تک پیدل چلنے دینا چاہئے۔ اسی طرح بچپن ہی سے بچوں کو اپنے کام خود کرنے کا عادی بنانا چاہئے۔ اگر اوائل عمر ہی سے بچوں کی اس طرح تربیت کی جائے۔ تو وہ بڑے ہو کر دوسروں کی دستگیری کے محتاج نہ رہیں۔ اور زندگی کی دشوار راہوں سے گزرنے میں ان کو قطعاً دقت نہ ہو۔

شروع ہی سے اوقات کی پابندی اور مستعدی کی عادت ڈالنی چاہئے۔ انگریز اپنے بچوں کو بچپن ہی سے اوقات کی پابندی کی تعلیم دیتے ہیں۔ لیکن اکثر ہندوستانی بہنیں نہ تو خود اس کی اہمیت سمجھتی ہیں۔ اور نہ اپنے بچوں کو اس کی عادت ڈالنے کی کوشش کرتی ہیں۔ بچوں سے ہمیشہ تاکید کی جائے۔ کہ جس کام کے کرنے کا جو وقت ہو۔ اس کو اسی وقت کیا کریں۔ آج کا کام کل پر نہ ٹلنے دینا چاہئے۔ ہر کام کے لئے ہر وقت مستعد رہنے کی ہدایت کرنی چاہئے۔ جو بچے بچپن سے سست اور کاہل رہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ ایسے ہی رہتے ہیں۔ اور کام سے جی چرایا کرتے ہیں۔

بعض بچے اپنے باپ یا کسی بزرگ کو حقہ یا سگار یا سگرٹ پیتے دیکھ کر خود بھی تمباکو نوشی شروع کر دیتے ہیں۔ پہلے تو یہ عادت محض تفریحاً ہوتی ہے۔ رفتہ رفتہ بچہ اس کا عادی ہو جاتا ہے اور پھر باوجود سختی کے بھی وہ اس حرکت سے نہیں باز آتا۔ اس لئے والدین کو چاہئے۔ کہ جب کبھی وہ اپنے بچوں کو سگرٹ وغیرہ پیتے دیکھیں۔ تو فوراً روکنے کی کوشش کریں۔ مجھے حال میں ایک پانچ برس کے بچے کو نہایت آزادی اور بے تکلفی سے حقہ پیتے دیکھ کر بہت حیرت ہوئی۔

اس مضمون کے لکھنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کے عادات واطوار پر شروع سے توجہ کریں۔ اگر وہ کوئی بری عادت سیکھ رہے ہوں۔ تو ہم کو فوراً اس کا انسداد کرنا چاہئے۔ اور اپنے قیمتی اوقات میں سے کچھ وقت ضرور نکال کر بچوں کے عادات واطوار کی اصلاح میں صرف کرنا چاہئے۔ چھوٹے بچے کو اگر کوئی بات ہمدردی اور ملائمت کے لہجے میں سکھائی جاتی ہے۔ تو وہ اس کو بلا پس پیش توجہ سے سنتا ہے۔ اور اس پر عمل بھی کرتا ہے بچوں کی تربیت میں سختی اور درشت کلامی سے کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلتا۔

آسان انگریزی

(از محترمہ بیگم شارق - قلعہ گوالیار)

یورپین ممالک میں ایک بین الاقوامی زبان کی تدوین پر آج کل بہت زور دیا جا رہا ہے۔ یہ خیال کہ ایک قوم و ملک کے افراد دوسری قوم کے عادات و خصائل اور رسم و رواج کو سمجھیں۔ عام ہو رہا ہے۔ ذرائع آمد و رفت کی آسانی نے کرہ زمین کی طنابیں توڑ دی ہیں۔ شاید اسی وجہ سے کسی ایسی عالمگیر زبان کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ جسے دنیا بھر کے لوگ بآسانی سمجھ سکیں۔ اور جس کے ذریعے سے ایک دوسرے سے تبادلہ خیالات کر سکیں۔ جنگ عظیم کے بعد جب قوموں نے ایک دوسرے کے قریب آنے کے وسائل پر غور کیا۔ تو مختلف زبانوں کو اس راہ میں بہت بڑی رکاوٹ پایا۔ چنانچہ اس رکاوٹ کے دور کرنے کے لئے ۱۸۰۱ء سے اب تک کم و بیش تین سو ایسی عالمگیر زبانیں پیدا ہو چکی ہیں۔ جن کا منشاء تخلیق دنیا میں اتحاد۔ ہمدردی۔ اور رواداری کے جذبات پیدا کرنا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے۔ شاید ان زبانوں کی تاسیس میں کوئی نہ کوئی غلطی ضرور قائم رہی۔ جس کی وجہ سے ان میں سے سب زبانیں مٹ گئیں۔ اور کسی ایک کا بھی رواج عام نہ ہو سکا۔ ان مرنے والی زبانوں میں زیادہ مشہور زبان "اسپرانٹو" ہوئی ہے۔ جو اپنی سخت جانی کی وجہ سے ابھی تک دم توڑ رہی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اسپرانٹو کے ہر دلعزیز نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ وہ زیادہ تر مغربی زبانوں ہی سے مرکب ہے۔ اور اس لئے دیگر براعظموں کے باشندے اسے نہیں سمجھ سکتے۔ حقیقت میں اسپرانٹو زبان بجائے دنیا سے رنگ نسل۔ مذہب۔ زبان اور دیگر امتیازات نیست و نابود کرتی۔ دنیا کی موجودہ زبانوں کی طویل فہرست میں ایک مزید اضافہ ثابت ہوئی۔ الغرض بین الاقوامی زبانوں کی حیات و ممات کا سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ انگریزی زبان کے مبلغین نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا۔ انہوں نے زبان انگریزی کو آسان سے آسان اور عام فہم سے عام فہم بنانے میں بڑی سخت اور پیہم کوششیں کی ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ دنیا کے لوگ اس زبان سے ناواقف نہیں۔ اور چونکہ یہ کوئی جدید زبان نہیں ہے۔ اس لئے اس کے خلاف تعصبات بھی زیادہ نہیں ہیں۔ اس کا معقول حصہ لاطینی کا مرہون منت ہے۔ اور اس میں آریائی قوموں کے لسانی خصائص بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں دنیا کے ایک

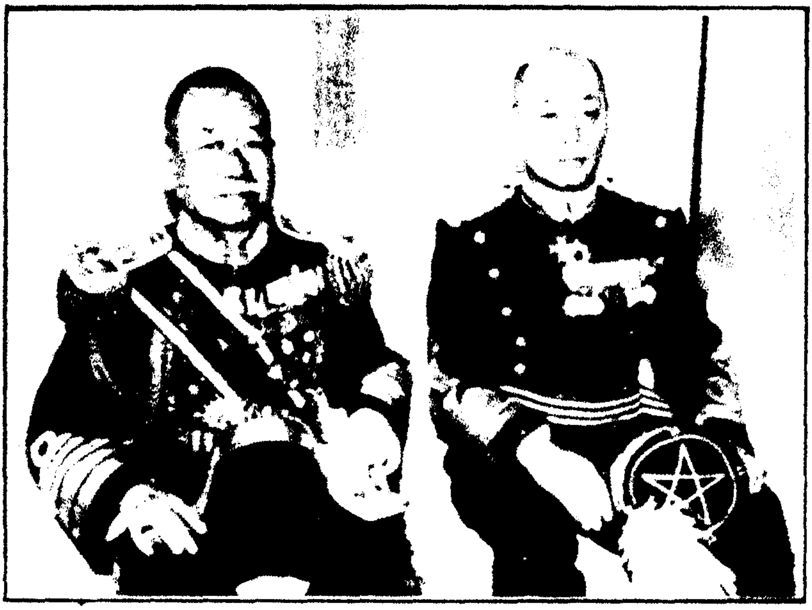
چوتھائی لوگ امریکہ۔ افریقہ۔ آسٹریلیا اور دیگر بر اعظموں میں اسے بولتے اور سمجھتے ہیں۔ ان کی مادری زبان انگریزی ہی ہے۔ سو ایک جانی بوجھی زبان کو عالمگیر بننے میں زیادہ کامیابی کی توقع کی جا سکتی ہے۔

رہا اس کا سہل الحصول نہ ہونا تو اس دقت کو ہم دور کئے دیتے ہیں۔ واقعی انگریزی زبان کے آسان بنانے والوں نے اسے اس قدر آسان بنا دیا ہے۔ کہ صرف ایک دو گھنٹے روزانہ صرف کر کے ایک آدمی اس زبان کو ایک ماہ کے مختصر عرصے میں اتنا ضرور سیکھ سکتا ہے۔ کہ اپنا کام چلا سکے۔ اور اپنے مافی الضمیر کا حال بری بھلی ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں دوسرے پر ظاہر کر سکے انگریزی زبان جان کر انسان دنیا بھر کے ممالک میں سفر کر سکتا ہے۔ اور اس کی بہت سی دقتیں اس کے طفیل دور ہو سکتی ہیں۔ اور اگر سیاحت کرنا مقصود نہ بھی ہو۔ تو ہندوستانیوں کو اکثر موقعے ایسے آتے ہیں۔ جب کہ انگریزی زبان کی مدد ضروری ہوتی ہے۔ ریلوے اسٹیشن۔ ڈاک خانہ۔ تار گھر وغیرہ ادارے ایسے ہیں۔ جن سے ہر شہری کا واسطہ پڑتا ہے۔ اور جب تک سرکاری زبان انگریزی ہے۔ بے شک انگریزی جان لینے سے آسانی کی توقع کی جا سکتی ہے۔ بڑے بڑے شہروں میں تو معاشرت کا ڈھنگ کچھ اس قدر انگریزی نما ہو گیا ہے۔ کہ بغیر تھوڑی بہت انگریزی سیکھے چارہ ہی نظر نہیں آتا۔ میرا ذاتی خیال تو یہ ہے۔ جو میں اپنے تجربے کی بنا پر لکھتی ہوں۔ کہ مرہٹوں بنگالیوں۔ مدراسیوں اور انگریزی خواتین سے تبادلہ خیالات کرنے میں یہ زبان بہت بڑی مدد دے سکتی ہے۔ اس لئے اگر پردے کی بیٹھنے والی ہندی بہنیں ایک ماہ تک شوق سے کام لے کر کچھ شد بد انگریزی سیکھ لیں۔ تو کیا مضائقہ ہے۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ کہ انگریزی زبان سیکھنا کافر ہو جانے کی علامت سمجھا جائے۔

آپ نے اخبارات میں اکثر اشتہارات شرطیہ انگریزی سکھانے والی کتابوں کے دیکھے ہوں گے۔ ان اشتہاروں میں سے بیشتر جھوٹے اور بناوٹی ہوتے ہیں۔ جو بھولے بھالے آدمیوں کا پیسہ ٹھگنے کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ اگر شرطیہ اور کم از کم مدت میں انگریزی سکھانے کی کوئی کوشش کامیاب کہی جا سکتی ہے۔ تو وہ "بیسک[1]" انگریزی ہے۔ بیسک زبان جو انگریزی زبان ہی کی مختصر صورت ہے۔ بہت آسان ہے۔ اور اس کے موجد کا دعوےٰ ہے۔ کہ ہر شخص ایک ماہ کے قلیل عرصے میں اسے سیکھ سکتا ہے۔ سیکھنے سے مراد یہ نہیں۔ انسان اس پر عبور حاصل کر لیتا

---

[1] BASIC - B سے برٹش A سے امریکن۔ S سے سائنٹفک۔ I سے انٹرنیشنل (بین الاقوامی) C کمرشل (تجارتی)





ہے۔ ظاہر ہے۔ تین دن کے مختصر سے عرصے میں
لٹریری انگریزی ہرگز حاصل نہیں کی جا سکتی۔
بس کام چلاؤ انگریزی آجاتی ہے۔ اسے بولنے
اور سیکھنے کی جس قدر مشق کی جائے گی۔ اور ترقی
ہوتی جائے گی۔ انگریزی ادب کی باریکیوں کو
حاصل کرنے کی نہ تو ہندوستانیوں کو ضرورت ہے
اور نہ فرصت۔ بھلا کوئی ہمت کر سکتا ہے۔ کہ
انگریزی زبان جس میں پانچ لاکھ الفاظ کا مع نظائر
ذخیرہ ہے۔ اُس پر کامل دسترس حاصل کرے۔ یہ تو
ناممکن ہے۔ لیکن عام کتابوں کے مطالعہ کے لئے
بھی بیس ہزار الفاظ کا جاننا ضروری سمجھا جاتا ہے
"ٹائمز" پڑھنے کے لئے پچاس ہزار الفاظ جاننے
ضروری ہیں۔ عوام روزانہ کی بات چیت میں دس
ہزار الفاظ سے کام چلاتے ہیں۔ اس سے زیادہ
نہ وہ جانتے ہیں۔ اور نہ معمولی کاروبار میں اس
سے زیادہ الفاظ جاننے کی ضرورت ہے ❖

اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ ان لوگوں کو جو
انگریزی قوم سے نہیں ہیں۔ انگریزی زبان کے
ڈیڑھ ہزار الفاظ سیکھنے کے لئے پڑھنا لکھنا اور
بولنا تقریباً تین سال کی محنت ناگزیر ہے۔ لیکن
اس کے بعد بھی زبان پر قدرت حاصل نہیں ہوتی
اور اُس جرمن کی طرح سات سال کے مطالعہ
کے بعد بھی بالآخر یہی کہنا پڑتا ہے "اگر مجھے معلوم
ہوتا۔ کہ انگریزی زبان اس قدر گہری ہے۔ تو میں
کسی کنوئیں میں ڈوب کر مر جاتا۔ اور انگریزی سیکھنے
کا ارادہ نہ کرتا ❖

بے شک انگریزی کے مبصرین نے اس
مشکل کو بے حد آسان کر دیا ہے۔ اور وہ اس طرح
کہ ان بیس ہزار الفاظ میں سے جو بالعموم بولے
اور لکھے جاتے ہیں۔ کل ۸۵۰ چھانٹ لئے ہیں۔
اور بس۔ انہی کے سمجھنے بولنے اور لکھنے کو انگریزی
زبان کی کلید قرار دیا ہے ❖

اس انتخاب میں ان لوگوں نے نہایت محنت
کاوش سے کام لے کر اس امر پر اچھی طرح غور
کیا ہے۔ کہ بے شک انگریزی میں وہ سب
مختصر طور پر آ جائیں۔ جو پوری انگریزی میں
موجود ہیں۔ ایک ایک لفظ پر غور و تدبر کے بعد
بحث کی گئی ہے۔ تب اس کا انتخاب عمل میں
آیا ہے۔ اور صرف ان ہی الفاظ کو چنا گیا ہے
جو ذرا سے تغیر سے کئی معنی دیتے ہیں۔ اور جن کا
جاننا بس ضروری اور لابدی ہے ❖

ماہرین نفسیات نے اندازہ لگایا ہے۔ کہ
ایک معمولی ذہن والا انسان تیس الفاظ آسانی
سے ایک گھنٹہ میں یاد کر سکتا ہے۔ نیز الذہن اور
عمر رسیدہ لوگ جن کی یادداشت کمزور ہو گئی ہے۔ تیس
الفاظ کے معنی اور استعمال دو گھنٹے میں جان
سکتے ہیں۔ لہٰذا ان ۸۵۰ الفاظ کو ایک ماہ کی
محنت و شوق کے بعد اپنا بنایا جا سکتا ہے۔ کاٹ
چھانٹ کے بعد کل اٹھارہ افعال باقی رہ گئے
ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں ❖

حاصل کرنا	(گٹ)	Get
جانا	(گو)	Go
اجازت دینا	(لٹ)	Let
رکھنا	(پٹ)	Put
کہنا	(سے)	Say
ممکن ہونا۔ سکنا	(مے)	May
ہونا	(بی)	Be
رکھنا	(ہیو)	Have
آنا	(کم)	Come
دینا	(گیو)	Give
رکھنا	(کیپ)	Keep
بنانا	(میک)	Make
معلوم ہونا	(سیم)	Seem
بھیجنا	(سینڈ)	Send
گا۔ گے۔ گی	(ول)	Will
کرنا	(ڈو)	Do

ان ہی الفاظ کے ساتھ حروف جار کے ذرا سے تغیر و تبدل سے مختلف معنی پیدا ہو جاتے ہیں چنانچہ مثال کے طور پر انگریزی میں ایک لفظ ڈس ایمبارک Disembark ہے جس کے معنی ہیں۔ تختہ جہاز سے اُترنا "بے سک" انگریزی جاننے والا Get off گیٹ آف کہہ کر اپنا مطلب پورا کرے گا۔ اور Enter انٹر (داخل ہونا) کو وہ Go into گو اِنٹو کلائم Climb (اوپر چڑھنا) کو Go up گو اَپ اور ...nsert کو Put in کہہ کر کام چلا...

بالا افعال کے ساتھ تو چھ سَو کے قریب ... ہے۔ ایک سَو سے کچھ زیادہ اسم صفت ... ضدیں ہیں۔ القصہ روزمرہ کے است... بحسن و خوبی مجتمع کر دیئے گئے ہیں ... بنانے کی ترکیب اس طرح رکھی گ... ایک نقلی چکر کا ڈایاگرام بنایا گیا۔ ... خود بخود ٹھیک اور گرامر کی رو سے ... ساخت ہو جاتی ہے ؎

جو لوگ "بے سک" انگریزی ... کرنے پر مصر ہیں۔ ان کو نہ صرف ... سارا لٹریچر منگانا پڑے گا۔ بلکہ گرام... بھی خریدنے پڑیں گے جن کو "بے... کہتے ہیں۔ اس سے صحیح تلفظ معلو... فقرہ کی بناوٹ بے سک تصاویر ک... بھی آسانی سے آجاتی ہے۔ تین کتا... کے سلسلے میں بہت مفید ثابت ہوئی... ڈکشنری "بے سک ضرب الامثال... الف بے تے۔ یہ رسالے نہایت مخ... معلومات کا آسان ذخیرہ ہیں۔ جنہو... کو آسان سے آسان تر بنانے میں کچھ... کیا ہے ؎

خیال کیا جاتا ہے۔ اُردو زبان... میں اس وقت چار ہزار کے قریب ...





[illegible]

انجمن تہذیب نسواں نیلور

بروز پنجشنبہ بتاریخ ۱۲ مارچ ۱۹۳۶ء انجمن تہذیب نسواں کا جلسہ بمقام محمدن گرلز اسکول نیلور نہایت شاندار طریقے پر منایا گیا۔ جلسے کا افتتاح نور چشمی فضل سلطانہ دختر وزیرالدین صاحب ڈرنول نے قرأت خوانی سے کیا۔ پھر انجمن کی مہمان عزیز مسز وزیرالدین صاحبہ کرنول نے اعلیٰ تعلیم کی ضرورت اور ممتاز علی میموریل فنڈ کے بارے میں ایک مفید مضمون بااثر پیرائے میں گوش گزار سامعین کیا۔ حضار مجلس مدہوشی کے عالم میں آپ کی طرف متوجہ تھے۔

دوسرا مضمون محترمہ سعیدالنساء بیگم صاحبہ سابق سکرٹری انجمن ہٰذا کا تھا۔ آپ کے مضمون میں انجمن کی ترقی کی رکاوٹوں کے وجوہ اور اس کے خیالات درج تھے۔ تیسرا مضمون محترمہ خیرالنساء بیگم صاحبہ نیلوری کا "مستورات کو انجمن کی ضرورت" پر تھا۔ آپ کے اعلیٰ خیالات اور برجستہ الفاظ کا بہنوں کے دلوں پر کافی اثر ہوا۔ حضار مجلس بہت ہی خوش ہوئے۔ چوتھا مضمون عاجزہ نے پڑھا جس میں مڈل اسکول کی ضرورت پر کچھ اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

پھر طالبات مدرسہ نے محترمہ خیرالنساء بیگم صاحبہ نیلوری کی تضمین۔ ع

خواہران قوم کو کے دل بڑھانے کے لئے۔
مسلم خوابیدہ کی قسمت جگانے کے لئے۔

پراثر سوز میں گائی۔ جلسے کا اختتام جناب زکیہ سالم علی صاحبہ کی اسپیچ پر ہوا۔ آپ نے اپنے خیالات کا روشن پہلو بہنوں پر ڈال کر قوم کو بیدار کرنے کی کوشش کی۔

اگرچہ انجمن اس سے پیشتر کچھ رقم ممتاز علی میموریل فنڈ میں پیش کر چکی ہے۔ مگر محترمہ مسز وزیرالدین صاحبہ کی تحریک پر مکرر چندے کی فہرست کھولی گئی ہے۔ جو مع مضامین آئندہ ارسال خدمت ہوگی۔

خاکسار فاخرالنساء بیگم ہیڈ مسٹرس محمدن ہیر ایلمنٹری گرلز اسکول نیلور۔ موجودہ سکرٹری انجمن تہذیب نسواں نیلور

انجمن تہذیب نسواں آگرہ

۱۰ اپریل ۱۹۳۶ء کو انجمن تہذیب نسواں آگرہ (جو اکتوبر ۱۹۳۵ء سے زیر صدارت بیگم احسن الظفر صاحبہ قائم ہے) کے ماہوار جلسے میں حسب ذیل تجاویز منظور ہوئیں۔

۱۔ انجمن تہذیب نسواں آگرہ کا یہ جلسہ ۲۱ امریہ

...مار افسوس کرتا ہے۔ کہ آگرے میں ورناکیولر لوئر مڈل سے ورناکیولر اپر مڈل اور ورناکیولر لوئر مڈل کے امتحانات کے موقع پر مسلم طالبات کے پردے کا معقول انتظام نہیں کیا جاتا۔ اور ذمہ دار افسران کی اس لاپروائی سے امیدواران امتحان کو سخت پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔

۲۔ یہ جلسہ قرار دیتا ہے۔ کہ جناب چیف انسپکٹرس صاحبہ مدارس نسواں ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کی خدمت میں ایک عرضداشت اس مضمون کی بھیجی جائے۔ کہ وہ مسلم پبلک کی اس تکلیف کا خیال فرما کر آیندہ سے ان امتحانات کی ذمہ داری کسی لیڈی کو سپرد فرمایا کریں۔ تاکہ اس قسم کی شکایت کا کوئی احتمال نہ رہے۔

۳۔ یہ جلسہ قرار دیتا ہے۔ کہ تجویز مندرجہ بالا کی ایک ایک نقل رفیق نسواں آگرہ۔ رسالہ مستورات کانپور اور اخبار تہذیب نسواں لاہور کو بغرض اشاعت روانہ کی جائے۔

خاکسار۔ و۔ ا

پنجاب پروونشل مسلم لیڈیز لیگ لاہور

پنجاب پروونشل مسلم لیڈیز لیگ لاہور کی جنرل کونسل کا اجلاس ۱۵۔ اپریل ۱۹۳۶ء کو ۳۰ لارنس روڈ پر زیر صدارت بیگم محمد عمر صاحبہ منعقد ہوا۔ سکرٹری نے گزشتہ اجلاس کی روئداد پڑھ کر سنائی بیگم شاہ نواز صاحبہ نے بیرونی جات سے ممبران کی بھرتی کردہ بیگمات کی فہرست سنا کر یہ تجویز پیش کی۔ کہ ان بیگمات سے درخواست کی جائے۔ کہ وہ جنرل کونسل کی ممبری منظور فرمائیں۔ یہ تجویز بالاتفاق رائے پاس ہوئی۔ اس کے بعد لاہور سے کونسل کے ممبر چنے گئے۔ اور متعدد بہنوں نے مزید نام درج کروائے۔ یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ ہر ایک صوبے کی کام کرنے والی بیگمات سے درخواست کی جائے۔ کہ وہ لیگ کی شاخیں اپنے اپنے شہروں میں قائم کریں۔ تاکہ ایک آل انڈیا مسلم لیڈیز لیگ کا قیام عمل میں آئے۔

پھر رشیدہ لطیف جائنٹ سکرٹری صاحبہ نے اپنے کام کی رپورٹ سنائی۔ اور بتایا۔ کہ لیگ کی شاخ یعنی انجمن خواتین اسلام نے کوئٹے کے مصیبت زدگان کے لئے کس قدر جانفشانی اور تن دہی سے کام کیا ہے۔ ان کے لئے ایک علیحدہ احاطہ لیا گیا اور اس میں سے ڈیڑھ سو سے زیادہ اشخاص قیام پذیر رہے۔ جن کی تمام ضروریات کو پورا کیا گیا۔

لیگ نے رشیدہ لطیف صاحبہ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے نہایت خاموشی اور دلی ہمدردی سے یہ تمام کام سنبھالا۔ پھر ان متعدد مسلمان۔ ہندو سکھ حضرات کا شکریہ ادا کیا گیا جنہوں نے اس کام میں امداد دی۔ اس کے بعد فنانشل سکرٹری نے اپنی رپورٹ سنائی۔

بیگم محمد علی جائنٹ سکرٹری پنجاب مسلم لیڈیز لیگ۔ لاہور

دستکاری

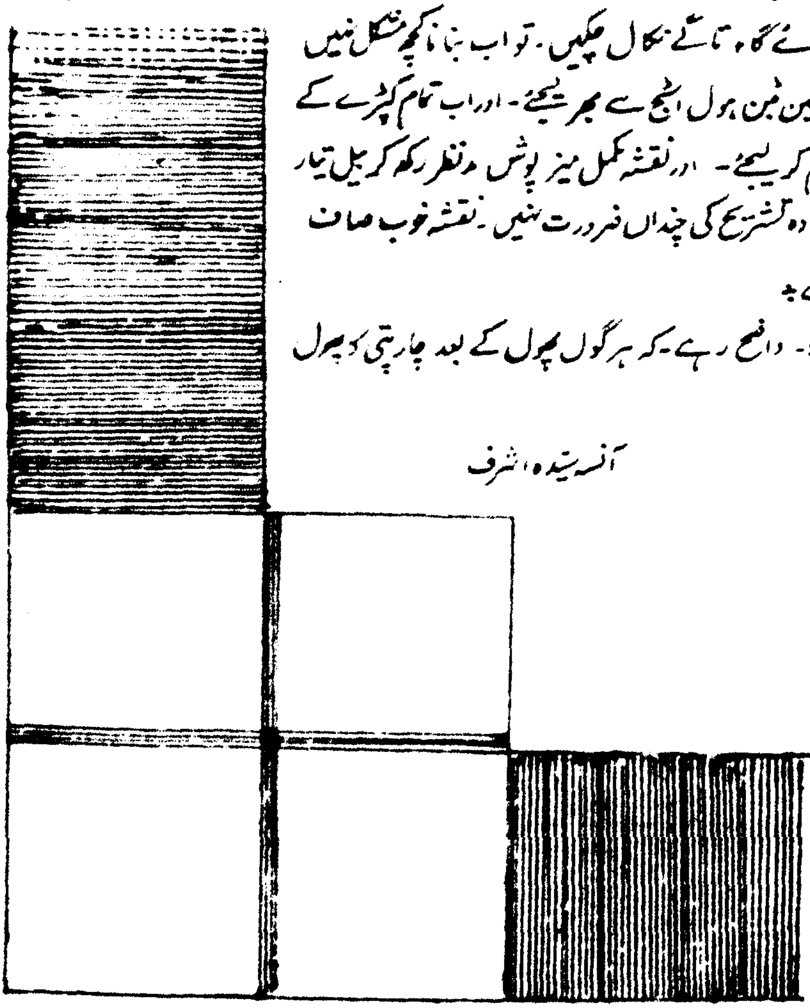
صنعت تارکشی

محترمہ بنت اہلیہ سلطان مس منشی محمد یعقوب صاحب کی فرمائش پر میز پوش کا نفیس خاکا ارسال خدمت ہے۔ جتنا بڑا میز پوش بنانا مطلوب ہو۔ حسب پسند کوئی کپڑا لے لیجئے۔ اور ڈیڑھ انچ کنارے موڑ کر چند تار کپڑے کے نکال کر ہیم کر لیجئے۔ پھر کنارے سے ڈیڑھ انچ کپڑا چھوڑ کر نقشہ ہذا کے مطابق کپڑے کے تاگے نکال لیجئے۔ جیسا کہ نقشہ مکمل میز پوش سے واضح ہے۔

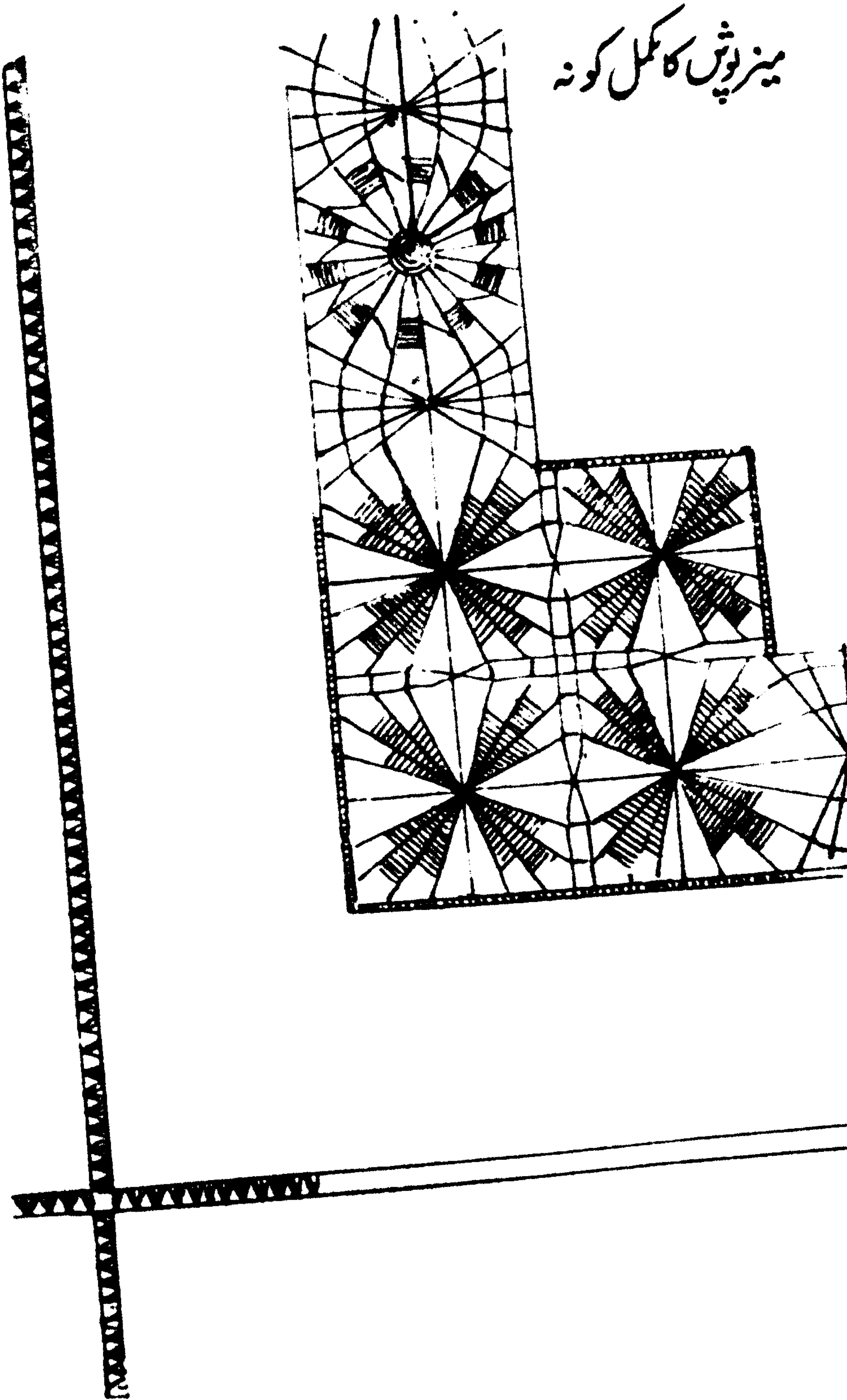
تاگے نہایت صفائی کے ساتھ احتیاط سے نکالیں۔ ورنہ ذراسی غلطی سے سارے کپڑے کا ناس ہوجائے گا۔ تاگے نکال چکیں۔ تو اب بنانا کچھ مشکل نہیں کٹا ہوا کپڑا میں مٖبن ہول اسٹچ سے بھر لیجئے۔ اور اب تمام کپڑے کے تاروں کو ہیم کر لیجئے۔ اور نقشہ مکمل میز پوش مدنظر رکھ کر بیل تیار کر لیجئے۔ زیادہ تشریح کی چنداں ضرورت نہیں۔ نقشہ خوب صاف اور واضح ہے۔

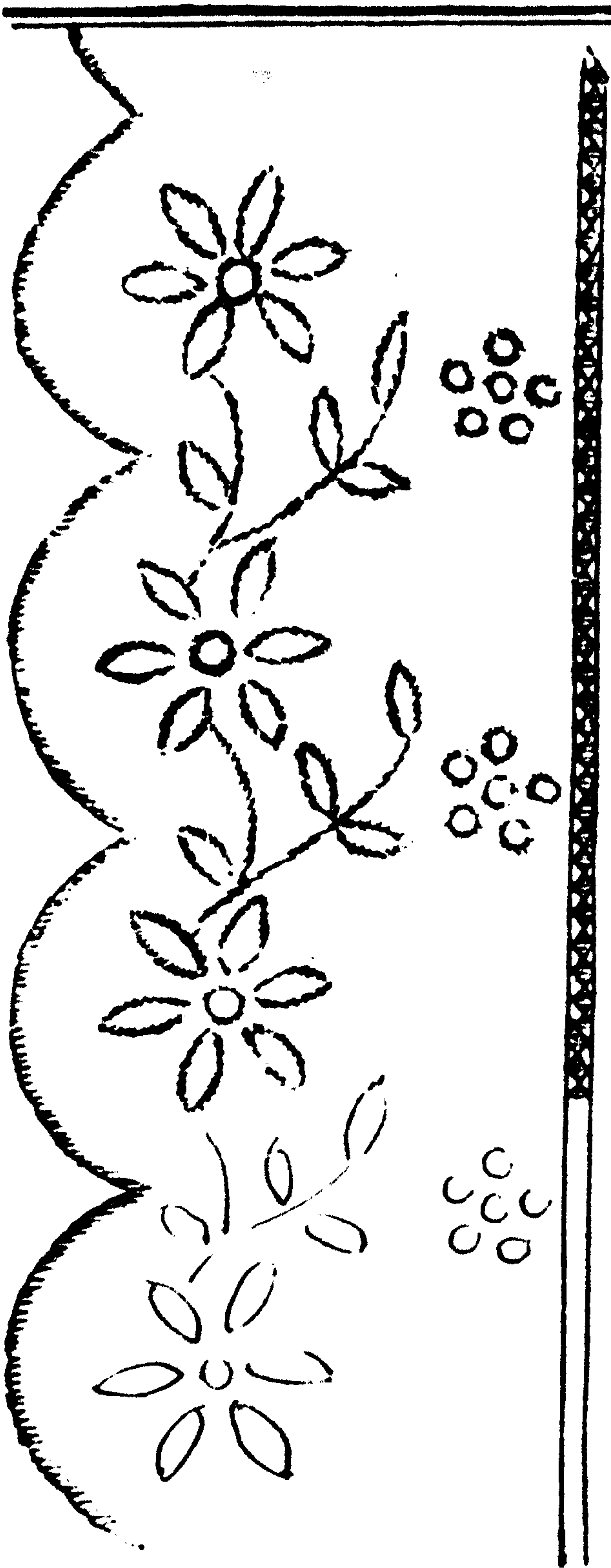
نوٹ:- واضح رہے۔ کہ ہر گول پھول کے بعد چار پتی کا پھول ہوگا۔

آنسہ سیدہ اشرف



میزپوش کا مکمل کونہ





چکن کاری

ن کاری کی یہ نفیس جھالر
وز۔ فراک وغیرہ پر بنائیے
ب صورت معلوم ہوگی۔ اس
لے لئے بہترین تاگہ کلارکس
ہے۔

آنسہ سنجیدہ اشرف علی

دسترخوان پر

قیمہ کے کٹلس

قیمہ باریک ایک سیر - پیاز آدھا سیر لہسن ایک گانٹھ - ادرک ایک گانٹھ - پودینہ - کوتھمیر - ہری مرچ - سرکہ تین چمچہ چائے - ڈبل روٹی چار توس خشک - آٹا ایک چھٹانک - کالی مرچ ایک تولہ - نمک حسب پسند - چار انڈے ؎

پیاز ادرک لہسن - پودینا - کوتھمیر - ہری مرچ سان چیزوں کو باریک کتر کر قیمہ میں ملالو - توس - کالی مرچ - نمک باریک پیس کر آٹے اور سرکے کے ساتھ خوب قیمہ میں متھ لو - ایک گھنٹے کے بعد کٹلس گول لمبوترے بنالو ؎

انڈوں کی سفیدی نکال کر خوب پھینٹو - کہ صابن کی طرح جھاگ آجائیں - اب ایک ڈبل روٹی خشک پیس لو - بنے ہوئے کٹلس میں پہلے انڈا لگائیں - پھر پسی ہوئی ڈبل روٹی لگا کر دھیمی آنچ میں سرخ تل لیں - امید ہے - تہذیبی بہنیں پسند کریں گی ؎

مس عابدہ سلطان جعفری کیمپ امراؤتی برار

خربوزے کا دوپیازہ

قیمہ گوشت گز ایک سیر - خربوزہ ایک سیر - گھی پاؤبھر - دارچینی دو ماشہ - لونگ دو ماشہ مرچ سیاہ ۳ ماشہ - دہی آدھ پاؤ - زعفران ایک ماشہ - پیاز پاؤ بھر - ادرک ایک تولہ کشنیز ۸ ماشہ - نمک لاہوری ڈیڑھ تولہ ؎

اول گھی میں پیاز لال کرکے قیمہ کو بگھار لیا پھر نمک اور کشنیز ڈال کر الٹ پلٹ کریں پھر گلنے کے موافق پانی ڈال کر دم پخت کردیا جائے ؎

خربوزے کے ٹکڑے کرکے اس میں قدرے نمک اور ادرک کا عرق - گھی اور دہی ڈال کر ایک گھنٹے تک رکھنا چاہئے بعد ازاں وہ ٹکڑے قدرے دہی اور زعفران کے ساتھ اس گلے ہوئے گوشت میں ڈالکر چولہے پر رکھ دینا چاہئے - اور ہلکی آنچ سے پانی کو خشک کرکے گرم مسالہ دیکر اتار لینا چاہئے ؎

بیگم صاحبہ سید رشید احمد صاحب رئیس کمر کمودہ ضلع رہتک

محفل تہذیب

مجھے زرتن چٹنی کی ترکیب مطلوب ہے۔ کوئی بہن بذریعہ تہذیب مطلع کریں۔ ممنون ہوں گی۔

ایک خریدار

میں حیدرآباد اور دیگر شہری تعلیم یافتہ لڑکیوں سے خط و کتابت کرنا چاہتی ہوں۔ براہ کرم جن بہنوں کو قلمی دوستی سے ذوق ہے۔ میرے پتے پر خط لکھ کر ممنون فرمائیں۔ میں نہایت شوق سے جواب دوں گی۔ پتہ حسب ذیل ہے:-

مس سعیدہ خاتون بنت جناب سید محمد ایوب صاحب وکیل ہائی کورٹ۔ جالنہ قدیم ضلع اورنگ آباد۔ دکن

اگر کسی بہن کو علم ہو۔ کہ جرابیں۔ سوئٹر۔ بنیان وغیرہ بننے کی مشین کس قیمت پر دستیاب ہو سکتی ہے۔ اور سوئٹر وغیرہ کا کام کس جگہ پر سکھایا جاتا ہے۔ یا کوئی بہن اجرت پر سکھا سکتی ہوں۔ تو مہربانی سے تحریر کریں۔ ممنون ہوں گی۔

ایک ضرورت مند بہن

میں نہایت رنج و قلق کے ساتھ اطلاع دیتی ہوں۔ کہ میرے شوہر محمد منظور حق انسپکٹر صفائی نے بتاریخ ۲۲ شوال ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۸ جنوری ۱۹۳۶ء صبح چار بجے اس جہان فانی سے رحلت کی۔ مرحوم کو تہذیب نسواں سے نہایت دلچسپی تھی۔ تہذیبی بہنیں مرحوم کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ مرحوم بعارضہ سرطان بیمار تھے۔ تخمیناً ڈیڑھ سال بعد انتقال کیا۔ دو روپے کی حقیر رقم ارسال خدمت ہے۔ کسی کار خیر میں صرف فرمائیں۔

اہلیہ محمد منظور حق مرحوم۔ چیل بازار رحمت باغ
حیدرآباد۔ دکن

میرے چھوٹے بھائی صاحب کو اپنے ایک قیمتی گرم کوٹ کا رنگ ناپسند ہے۔ کوٹ بالکل نیا ہے۔ اور وہ صرف اسی وجہ سے ناپسند کرتے ہیں۔ کیا کوئی تہذیبی بھائی یا بہن مجھے کسی ایسی Dyeing کمپنی کے نام اور پتے سے آگاہ فرما کر ممنون کریں گے۔ کہ اس کوٹ کا رنگ بغیر کسی قسم کی خرابی کے تبدیل کر دیا جائے۔

۲- مجھ کو کشیدہ کاری کی مشین کے استعمال کے لئے کچھ مفید ہدایات کی ضرورت ہے۔ کوئی بہن یا بھائی تکلیف فرما کر اس کے متعلق خاص

اور ضروری باتیں تحریر فرمائیں۔ اگر کسی مفید اور آزمودہ کتاب کا پتہ معلوم ہو جس میں اس کے استعمال کی باتیں بہت اچھی طرح واضح ہوں۔ وہ بھی تحریر فرمائیں۔ شکریہ پیش کش ہے۔ جواب بذریعہ تہذیب نسواں بھی دیا جا سکتا ہے +

ام فاطمہ خاتون صدیقہ بنت قاضی محمد تحسین صاحب صدیقی ریٹائرڈ انجنیئر و آنریری مجسٹریٹ بیتول۔ سی۔ پی

عزیزی حوا بائی سلمہا بنت سیٹھ عبدالرحمان رئیس بیاور (مارواڑ) نے اس سال صوفیا گرلز ہائی اسکول اجمیر سے جونیر کیمبرج کے امتحان میں کامیابی حاصل کی ہے۔ یہ پہلی مارواڑی مسلمان لڑکی ہی نہیں۔ بلکہ پہلی امدادی لڑکی ہے جس نے باوجود سوشل موانعات کے امتحان پاس کیا ہے۔ اس کامیابی پر ہم عزیزہ حوا بائی اور ان کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ کو دلی مبارکباد دیتے ہیں +

نیجر

پنجاب پرونشل مسلم لیڈیز لیگ لاہور کی ممبری کا چندہ سالانہ ایک روپیہ ہے۔ اور کونسل کی ممبری کا چندہ سالانہ دو روپے ہے۔ تجویز کی گئی ہے۔ کہ کونسل کا ہر ایک ممبر لیگ کے پانچ ممبر بنائے +
لیگ کے قواعد و ضوابط بہنیں بیگم شاہنواز ۵۵ لارنس روڈ لاہور کے پتے سے منگوا سکتی ہیں +

میرے والد سول اینڈ ملٹری پریس میں مشاہرہ ۲۵ روپے ماہوار ملازم تھے۔ اور باوجود اتنی قلیل آمدنی اور عیالداری کے مجھے تعلیم دلاتے رہے۔ اس وقت جبکہ میں دسویں جماعت میں ہوں۔ یکایک ملازمت سے جواب مل گیا۔ اور میرا تعلیم جاری رکھنا محال ہو گیا۔ کیا کوئی مخیر بہن یا بھائی صرف ایک سال کے لئے میری دستگیری فرمائیں گے۔ تاکہ میری عمر برباد نہ ہو۔ اسکول کی فیس پانچ روپیہ ماہوار ہے۔ کم ازکم اس کا انتظام جلد ہونا ضروری ہے +

مصیبت زدہ ممتاز بیگم ۲ معرفت پرنسپل فارمن گرلز اسکول۔ موچی گیٹ۔ لاہور

کوئی تہذیبی بہن یا بھائی براہ نوازش نواب صاحب بھوپال۔ نواب صاحب حیدرآباد اور نواب صاحب افغانستان کے پتے اور پورے خطابات سے بذریعہ تہذیب مطلع کریں۔ کیونکہ میرے ایک بھائی کو وہاں کچھ خط وکتابت کرنا ہے۔ ایک خریدار تہذیب

ولائتی معلومات

(خاص تہذیب کے لئے)

جدید روشنی کی ولائتی ملازمہ

از محترمہ جمیلہ بیگم صاحبہ۔ کلکتہ

وہ نوجوان ہے۔ اور بہت ہوشیار۔ خوب صورت گھونگریالے بال صفائی سے سجائے ہوئے گردن پر لہرا رہے ہیں۔ پیروں میں ریشمی جرابیں اونچی ایڑی کی جوتیوں سے مزین ہیں۔ ہونٹوں پر سُرخ لاکھی بڑی ہوشیاری اور موزونیت سے لگا ہے۔ بائیں درمیانی انگلی میں ہیرے کی سنہری انگشتری چمک رہی ہے۔ ایسی ملازمہ انگلستان میں شہروں اور دیہاتوں میں روزانہ گھروں کے کاموں کے لئے مقرر ہوا کرتی ہے۔ اور وقت مقررہ پر آکر اپنے فرائض انجام دیتی ہے۔

وہ آتے ہی اپنا فیشن ایبل گرم لانبا کوٹ ہمارے باورچی خانے کی کھونٹی پر ٹانگ دیتی ہے۔ اور ایک سبز اوورآل جس میں خوب صورت رنگا رنگ کے پھول چھپے ہوتے ہیں۔ اپنے تمام لباس پر اوڑھ لیتی ہے۔ اس کی ظاہری ٹیپ ٹاپ دیکھ کر آپ کو اس کی امتیاز مشکل ہوگی۔ کہ آیا یہ شہر کے کسی آفس کی ٹائپسٹ ہے۔ یا محض معمولی ملازمہ۔ وہ سب سے پہلے زمین کو جھاڑو سے صاف کرکے پھر رگڑ رگڑ کر دھوتی ہے۔ اور باوجود اس قدر آرائش اور بناوٹ کے یہی ظاہر کرنے کی کوشش کرے گی۔ کہ ہم جفاکش بندے ہیں۔ کام کے عادی۔ نزاکت سے ہمیں غرض نہیں۔ گھر میں پتیل کے مٹکے بلیاں۔ اور بوٹ جو کچھ ہوں گے۔ وہ پالش کرکے چمکائے گی۔ گرم پانی اور صابن سے برتن۔ پیالے۔ طشتریاں۔ گلاس دم بھر میں شفاف کردے گی۔ آخر میں وہ پانی کے ٹب کو بھی مانجھ گھس کر سفید کر ڈالے گی۔ ساتھ ہی یہ ریمارک بھی پیش کرے گی۔ کہ بیگم صاحبہ کونسل ہاؤس کی صفائی کی میں بھی مداح ہوں۔ مگر وہاں پانی اچھا نہیں ملتا۔ وجہ یہ ہے۔ کہ پانی رکھنے کے برتن کی صفائی کی نسبت وہ لوگ اس قدر محتاط نہیں جیسا ہم خانگی اہتمام میں خیال رکھتے ہیں۔ پھر نل کا پانی۔ اونہہ ہمیں تو اپنے دیہاتی کنوئیں کا شیریں شفاف پانی سب سے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ پھر گرمیوں میں برف کی بھی ضرورت

نہیں ہوتی ۔ قدرتی ٹھنڈک میں سیر کرنے میں موجود ہوتی ہے ۔ چائے بھی اس سے اچھی خوشگوار بنتی ہے ۔ ہاں یہ درست ہے ۔ کہ بل کے پانی سے وقت کی بہت بچت ہوتی ہے ۔ میرے شوہر بھی کام کے سلسلے میں باہر رہتے ہیں ۔ اور میں بھی ملازمت کرتی ہوں ۔ اس سے اخراجات بآسانی پورے ہو جاتے ہیں ۔ میرے پڑوس میں بہت سے لوگ ہیں ۔ اور ان کے پیارے پیارے ننھے ننھے بچے بھی ہیں ۔ کیا کروں ۔ خدا کی مرضی میرے اولاد نہیں ہے ۔ میں ادھر ادھر کام کاج میں اپنا دل بہلاتی پھرتی ہوں ۔

وہ بہت پھرتی سے اپنا کام ختم کر لیتی ہے ۔ اس کے لباس کی تراش خراش کو دیکھ کر میں نے پوچھا ۔ کہ کیا تم شہری ہو ؟ جس پر اس نے معنی خیز مسکراہٹ میں جواب دیا ۔ اسے نہیں میڈم ! میرے آبا گلہ بانی کرتے تھے ۔ اور میں میں بھی تمام عمر گاؤں ہی میں رہی ہوں ۔ میں اور میری بہنیں ابتدائیات کے گرجے میں رہا کرتی ہیں ۔ اور تعلیم پاتی تھیں ۔ ہماری مسرتوں کا اندازہ نہ تھا ۔

ان دنوں میرے شوہر نے ایک باغیچہ لگایا ہے ۔ جس میں شام کو میں بھی کام کرتی ۔ اور ان کا ہاتھ بٹاتی ہوں ۔ مجھے ترکاریاں اگانا بہت پسند ہے ۔ ہم لوگ دل سے اتوار کے منتظر رہتے ہیں ۔

بوٹ صاف کرتے ہوئے وہ بولی ۔ اتوار کے روز ہم سینڈوچ اور تھرموس چائے ساتھ لے کر پرانے گرجوں کی سیر کو روانہ ہو جاتے ہیں ۔ ایسی جگہوں میں آزادی سے گھومنا بہت بھلا لگتا ہے ۔ اکثر ہم لوگ گرجے کے ملحق قبرستان میں بیٹھ کر سینڈوچ اور چائے ختم کر دیتے ہیں ۔ پھر ٹہلتے پھرتے گھر واپس آ جاتے ہیں ۔ اس طرح ہفتہ بھر کے کاموں کی تھکان بھی دور ہو جاتی ہے ۔ اور سیر و تفریح سے دل باغ باغ ہو جاتا ہے ۔

جب کام ختم ہو جاتا ہے ۔ تو وہ باورچی خانے میں جا کر اپنے بالوں کو کنگھی کرتی ہے ۔ پھر اوور آل اتار کر اپنا کوٹ پہن لیتی ہے ۔ اور جلد جلد اپنے گھر کی طرف روانہ ہو جاتی ہے ۔ جو عموماً میل ڈیڑھ میل دور ہوتا ہے ۔

اب سے پیشتر ہماری پرانی ملازمہ ایک سست رفتار بھدی سی عورت تھی ۔ اس کی جوتی پھٹی ہوتی تھی ۔ اس میں بے شمار جگہ پیوند لگے رہتے تھے ۔ ٹوپی میلی ۔ بال اجڑے ہوئے میلی ٹوپی کی صورت میں نکلے رہتے ۔ خورد و نوش کی بچی کھچی چیزوں اور پرانے اتارے ہوئے کپڑوں اور جوتوں کو شکریے کے ساتھ قبول کرتی تھی ۔ اس کی صورت سے مسرت یا خوبصورتی کا اظہار بھی ناممکن تھا ۔ بلکہ ایسی بے رونق ہستی سے خوبصورتی کا گمان بھی ناموزوں معلوم ہوتا تھا ۔

وہ ایک مجسم مشین تھی۔ جو دوسروں کے اشاروں پر اپنے محور پر گردش کرتی رہتی تھی۔ اس کے لئے آزادی فرصت و تفریح بھی شجر ممنوعہ سے بڑھ کر تھی۔

لیکن زمانے نے رنگ بدلا۔ اور ان غریبوں کے بھی قسمت کے دن جاگے ہیں۔

مغربی لڑکیوں کے مرغوب موضوع

نیویارک میں دس ہزار لڑکیوں کا گفتگو کا امتحان لیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سترہ سے بیس سال تک کی عام نوجوان لڑکیاں مندرجہ ذیل چار موضوعوں میں ہی سے کسی پر تفصیل سے گفتگو کر سکتی ہیں۔

۱۔ مردوں کے متعلق

۲۔ سنگھار کے متعلق

۳۔ سینما کے متعلق

۴۔ مدرسے کے متعلق

بیس سے تیس سال تک خواتین کا امتحان لیا گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ تقریباً پندرہ موضوعوں سے دلچسپی رکھتی ہیں۔ یہ موضوع ہوابازی غذا۔ آیندہ جنگ۔ جدید آرٹ۔ مشہور فلمی ایکٹرس شرلے ٹمپل وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

جن موضوعوں سے حال ہی میں دلچسپی گھٹ گئی ہے۔ وہ بچے۔ جنسیات۔ مشروبات۔ برج اور خانہ داری ہیں۔

زہریلی گیسوں کے خلاف خواتین کا احتجاج

خواتین کی بین الاقوامی انجمن کی ایک کمیٹی کا کام یہ ہے۔ کہ دنیا کی تمام سلطنتوں میں سے جنگجوئی کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اس انجمن میں ہر قوم اور مذہب وملت کی کروڑوں خواتین شامل ہیں۔

گزشتہ دنوں جب اطالیہ نے حبشہ میں زہریلی گیس کا استعمال شروع کیا۔ تو خواتین کی بین الاقوامی انجمن کی اس کمیٹی نے اس پر بے حد شدومد سے احتجاج کیا۔

کمیٹی نے کہا۔ کہ حبشہ کی شہزادی نے تمام دنیا کی خواتین سے اپیل کی ہے۔ چنانچہ ضروری ہے۔ کہ یہ کمیٹی اس فریاد سے متاثر ہو۔ کمیٹی لیگ اقوام کی تیرہ افراد کی کمیٹی سے پرزور درخواست کرتی ہے۔ کہ وہ جنیوا کے اصولوں کے مطابق بے حد جوش اور عزم سے کام لے کر یہ معلوم کریں۔ کہ اس جنگ کو ختم کرنے کے بہت موثر ذرائع کیا ہو سکتے ہیں۔

نعش کی آنکھیں

مرڈویا (روس) کے ایک ماہر چشم سرجن نے حال میں چند ایسے تجربے کئے ہیں۔ جنہوں نے سائنس کی دنیا میں سنسنی پیدا کر دی ہے۔ پچھلے سال انہوں نے مردوں کی آنکھیں نکال کر بعض نابینا لوگوں کے لگائیں۔ اور اپنے اس

تجربے میں کامیاب ہو گئے۔ ان آنکھوں کے لگائے جانے سے وہ نابینا لوگ بینائی حاصل کر چکے ہیں۔ اور بڑی بے تکلفی سے لکھ پڑھ اور دوسرے کام کر سکتے ہیں۔

پچھلے سال اس قسم کے ڈھائی سو آپریشن کئے گئے تھے۔ جن میں سے بیشتر کامیاب ہوئے۔

بکری کا دودھ

آج تک عام طور پر گائے کے دودھ کو بہت مفید اور صحت بخش سمجھا جاتا رہا ہے۔ لیکن حال میں ڈاکٹروں نے تحقیقات سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ بکری کا دودھ ہر حیثیت سے گائے کے دودھ سے بہتر ہے۔ بکری کے دودھ میں ایک بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ اس میں تپ دق کے جراثیم بالکل پرورش نہیں پا سکتے۔ اس کے علاوہ وہ زیادہ آسانی سے ہضم ہو جاتا ہے۔

لوگ بکری کا دودھ اس لئے پسند نہیں کرتے۔ کہ اس کی بو کسی قدر ناگوار ہوتی ہے پھر اس کا ذائقہ بھی چنداں اچھا نہیں ہوتا لیکن ان نقائص کی اصلاح آسانی سے کی جا سکتی ہے۔ اور ایسا دودھ بھی مل سکتا ہے۔ جس کا نہ تو ذائقہ خراب ہو۔ اور نہ بو ناگوار ہو۔

گائے کا دودھ دو گھنٹے میں ہضم ہوتا ہے۔ اور بکری کا دودھ آدھ گھنٹے میں ہضم ہو جاتا ہے۔ اور انسان اور گائے کے دودھ میں بارہ قسم کے نمک پائے جاتے ہیں۔ ان میں نو مختلف قسم کے نمک بکری کے دودھ میں پائے جاتے ہیں۔ چھ گائے کے دودھ میں اور پانچ انسان کے دودھ میں۔

گائے کے دودھ میں فولاد بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ بکری کے دودھ میں گائے کے دودھ سے دس گنا زیادہ فولاد پایا جاتا ہے۔

چڑیا نے گرجا جلا دیا

فلوریڈا میں ایک چڑیا نے سڑک پر سے سلگتا ہوا سگرٹ کا ٹکڑا اٹھا لیا۔ اور اسے اپنے گھونسلے میں رکھ دیا۔ جو ایک گرجے کی چھت پر تھا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ دس منٹ کے اندر گرجے کی چھت میں آگ لگ گئی۔ باوجود فائر بریگیڈ کی زبردست کوشش کے آگ نہ بجھائی جا سکی۔ اور سارا گرجا جل کر راکھ ہو گیا۔

ایک اطالوی اخبار لکھتا ہے۔ کہ حکومت اٹلی نے کنواروں پر ۲ پونڈ سالانہ ٹیکس عائد کر دیا ہے۔

خبریں اور نوٹ

قاہرہ - ۲۲- اپریل - اعلیٰ حضرت شاہ فواد والئی مصر نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی یادگار (جو مقام حسینی کے نام سے موسوم ہے) کی جدید تعمیر کے لیے حکم صادر کیا ہے - اس تعمیر کے لئے ڈیڑھ لاکھ پونڈ منظور کئے گئے ہیں۔

قاہرہ - ۲۰- اپریل - اعلیٰ حضرت شاہ فواد والی مصر آج طویل علالت کے بعد راہی ملک بقا ہوئے ۔

جدہ سے اطلاع ملی ہے - کہ حکومت حجاز نے فیصلہ کیا ہے - کہ مکہ مکرمہ میں لاسلکی کا شعبہ قائم کیا جائے - اس سلسلے میں یہ بھی معلوم ہوا ہے - کہ ریاض میں کچھ پہلے اس قسم کا جو شعبہ قائم کیا گیا تھا - اسے طائف منتقل کیا جا رہا ہے ۔

حیفہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے - کہ حکومت یمن نے ملک کے طول و عرض میں بے تار برقی کا سلسلہ قائم کر دیا ہے - اب یمن سے دنیا کے ہر حصے میں پیغامات بھیجے جا سکتے ہیں ۔

بغداد - ۲۰- اپریل - مصریوں کی ایک جماعت جن میں بڑے بڑے عالم اور پروفیسر بھی ہیں یہاں وارد ہوئی - معلوم ہوا ہے کہ یہ جماعت عراق کی سیاحت کر کے ایک کتاب لکھے گی - جس میں عراق قدیم کے کھنڈروں کے متعلق معلومات بہم پہنچائی جائے گی ۔

بغداد ۲۰ اپریل - حکومت عراق اور پٹرول کمپنی کے مابین اس معاملہ پر گفتگو ہو رہی ہے - کہ ایک نئی ریلوے لائن تل کوچک سے کیاوہ تک بنائی جائے - اس کے متعلق تمام شرائط طے ہو چکی ہیں - اور عنقریب اس ریلوے لائن کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے گا - اس کا طول ۳۰ ۴ کیلومیٹر ہوگا - حکومت عراق تل کوچک سے موصل تک ایک دوسری لائن بنانے پر بھی غور کر رہی ہے ۔

کابل کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے - کہ افغانستان کے بادشاہ محمد ظاہر شاہ نے اپنے محل دلکشا میں ایک بہت بڑا دربار کیا - اور فرمایا - کہ میری حکومت نے تمام ملازموں کی تنخواہیں بڑھانے کا فیصلہ کیا ہے - جن میں فوج کے ہر درجے کے ملازم بھی شامل ہیں ۔

کابل ۲۰- اپریل - دہ زنگی (ہزارستان) میں تودہ برف کے گر جانے سے دو آدمی ہلاک اور دو مرد کے شدید طور پر زخمی ہوئے - اور موضع کورلا میں سیلاب کی وجہ سے تین گھر مسمار اور چند بھیڑیں ہلاک ہو گئیں ۔

ادیس ابابا - ۲۰ اپریل - آج صبح حبشہ کے دارالسلطنت میں اٹلی کے ہوائی جہاز کے ذریعے جنرل بادوگیلو کے دستخطوں سے اس مضمون کے اشتہارات پھینکے

گئے ہیں۔ کہ اگر حکومت اٹلی کی اطاعت قبول نہیں کی گئی۔ تو رعایا کا قتل عام کر دیا جائے گا۔ اور تمام مکانات خاک میں ملا دیئے جائیں گے۔

ادیس ابابا۔ ۲۸۔ اپریل۔ تازہ ترین اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ اٹلی کی فوجی چوکیاں حبشہ کے دارالسلطنت سے صرف ۷۰ میل دور رہ گئی ہیں۔ ساسابانہ کے سامنے ایک خطرناک جنگ جاری ہے۔ جہاں ایک حبشی فوج تین طرف سے گھری ہوئی ہے۔ مگر اطاعت سے انکاری ہے۔

گورہ ہائی ۲۸۔ اپریل۔ جنوبی محاذ سے جو اٹلی کی فوجیں پیش قدمی کر رہی ہیں۔ انہیں سخت مصائب کا سامنا ہو رہا ہے۔ گو حبشی لشکر منتشر ہو گیا ہے۔ لیکن قبائلی لشکر کے شب خون مارنے کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ حبشیوں نے بڑی بڑی چٹانیں راستے میں ڈال دی ہیں اور سڑکوں کے چاروں طرف پانی بہتا ہوا نظر آتا ہے۔ بارشوں کا سلسلہ جاری ہے۔

حکومت اٹلی کے سرکاری اخبار سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس وقت تک لڑائی کا کل خرچ ۱۶ کروڑ بیس لاکھ پونڈ تک پہنچ چکا ہے۔

لندن کا ایک اخبار لکھتا ہے۔ کہ بارش کا موسم شروع ہوتے ہی حبشی فوجیں پھر ایک بار قسمت آزمانے کے لئے میدان میں نکل آئیں گی۔ حبشی چاہتے ہیں۔ کہ لڑائی جون تک طول پکڑ لے۔ یہاں تک کہ برسات کا موسم شروع ہو جائے۔

ادیس ابابا کی اطلاع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جیاناجوبو کی لڑائی میں ایک حبشی عورت نے جس کا شوہر مشین گن چلاتے چلاتے اپنے وطن پر قربان ہو گیا تھا۔ چھ گھنٹے تک اسی مشین گن سے دشمن کے سینوں کو چھلنی کیا۔

ادیس ابابا سے اطلاع ملی ہے۔ کہ حبشہ کے بادشاہ نے اپنے ملک کے نوجوانوں سے اپیل کی ہے۔ کہ وطن کی آزادی کے لئے کوئی کوشش اٹھا نہ رکھنی چاہئے۔ ہمیں ناامید نہ ہونا چاہئے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ خدا مظلوموں کی مدد کرے گا۔ اور آخر میں میدان ہمارے ہاتھ رہے گا۔

برلن کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکومت جرمنی حکومت برطانیہ سے قرضہ لینے کا انتظام کر رہی ہے۔ لندن میں اس کے متعلق تمام گفت و شنید مکمل ہو چکی ہے۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ آٹھ کروڑ پونڈ قرضہ لیا جائے گا۔

لندن ۱۳۔ اپریل۔ ہندوستان کے کرکٹ کے کھلاڑیوں کو انگلستان کی فٹ بال ایسوسی ایشن نے فٹ بال فائنل میچ دیکھنے کی دعوت دی ہے۔

کلکتہ میں ایک حبشی ڈاکٹر حبشہ سے حال ہی میں آیا ہے۔ جس نے بیان کیا ہے۔ کہ مولانا عبداللہ قادری مفتی اعظم حبشہ کو اطالویوں نے محض اس جرم کی پاداش میں شہید کر ڈالا کہ انہوں نے اطالیہ کے خلاف فتویٰ صادر کیا تھا۔

شملہ ۲۸- اپریل۔ خبر ہے۔ کہ وائسرائے ہند ۵ مئی ۱۹۳۶ء کو شملہ پہنچ جائیں گے۔

بمبئی ۲۵- اپریل۔ سر عبدالرحیم صدر اسمبلی آج ڈاک کے جہاز میں یورپ روانہ ہو گئے ہیں۔

پٹنہ کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ ایک اسٹیشن ماسٹر کے نوجوان لڑکے نے میٹرکولیشن کے امتحان میں اپنی ناکامیابی کی خبر پاکر خودکشی کر لی۔

پشاور کی خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ افغانستان میں سب سے پہلی مرتبہ نوٹ جاری کئے گئے ہیں جو بہت پسند کئے جا رہے ہیں۔ اس وقت تک دو کروڑ نوے لاکھ افغانی روپے کے نوٹ جاری ہو چکے ہیں۔

کابل (بذریعہ ڈاک) اس وقت تک افغانستان کے قریباً تمام حصے ٹیلی فون کے ذریعے ایک دوسرے سے ملا دیئے گئے ہیں۔

نئی دہلی ۲۷- اپریل۔ آج آگرہ میں دو پارٹیوں میں سخت لڑائی ہوئی۔ جس میں پچاس اشخاص شدید طور پر زخمی ہوئے۔ بہت سے آدمیوں کو خفیف ضربات آئیں۔

نینی تال ۲۰- اپریل۔ گورنر یو۔ پی۔ آج سہ پہر کو وائسرائے بہادر سے ملاقات کرنے ڈیرہ دون جا رہے ہیں۔

جالندھر شہر کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ کودہ میں ایک کنواں ۳۵ سال سے بالکل خشک اور خراب خستہ حالت میں پڑا ہوا تھا۔ کہ اس میں یکایک پانی آگیا۔ اور آدھے سے زائد کنواں پانی سے بھر گیا۔ بہت سے لوگ اس کنوئیں کے دیکھنے کے واسطے آتے ہیں۔

پشاور ۲۰- اپریل۔ شمالی وزیرستان کے جو قبائلی لشکر سرحد پر جمع ہو گیا تھا۔ اور جس کے متعلق سرکاری اعلان کے ذریعہ عوام کو مطلع کیا گیا تھا۔ وہ اب منتشر ہو گیا ہے۔ اور قبائلی علاقے میں حالات بالکل پر امن ہیں۔

بمبئی کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ٹاٹا کمپنی کا صیغہ پرواز دہلی اور بمبئی کے درمیان ہوائی سروس جاری کرنے کی تجویز کر رہا ہے۔ گفت شنید جاری ہے۔ دہلی سے بمبئی تک سفر کرنے میں بذریعہ ٹرین ۲۴ گھنٹے صرف ہوتے ہیں اور ہوائی سروس کے ذریعے یہ سفر صرف ۶ گھنٹے میں طے ہو سکے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کرایہ بھی بہت زیادہ نہ ہوگا۔

نئی دہلی معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر اے۔ کے کلنزی وائس چانسلر عثمانیہ یونیورسٹی اور سابق

ڈائرکٹر تعلیمات یو پی کو سر جارج اینڈرسن کمشنر محکمۂ تعلیم حکومت ہند کا قائم مقام مقرر کیا گیا ہے۔

ناگپور۔ حکومت سی پی کے چیف سکرٹری کی تازہ ترین رپورٹ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ۱۹۳۵ء کے دوران میں صوبۂ سی پی میں جنگلی جانوروں اور سانپوں نے ۱۳۵۲ انسانوں کو ہلاک کیا ہے۔ ہلاک شدگان میں ۱۲۰۷ آدمی سانپوں ۳۲ شیروں ۵ بچھوؤں ۲ بن مانسوں۔ ایک مگرمچھ اور ایک زہر دار چھپکلی کا شکار ہوئے ہیں۔

پونا کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ گزشتہ ہفتے ہندو مسلم فسادات کے سلسلے میں جو چار مسجدوں اور مندروں کے جلائے جانے کے سخت ترین واقعات رونما ہوئے تھے۔ اور جس کی وجہ سے وہاں کی فضا نہایت مکدر ہو گئی تھی۔ اب پرسکون ہو چلی ہے لیکن شہر میں کرفیو آرڈر ہنوز نافذ ہے۔ اور شہر کے اہم چوکوں اور ناکوں پر پولیس کا پہرہ لگا ہوا ہے۔

شملہ۔ ۲۵۔ اپریل۔ سرالیف گرنیٹ گورنر صوبہ سرحد تھوڑے دنوں کے لئے کابل روانہ ہو گئے ہیں۔ آپ ایک ہفتہ کے اندر ہی واپس آجائیں گے۔

شملہ ۲۷۔ اپریل۔ شملہ میں آج کل ایک ہزار اشخاص روزانہ آنے شروع ہو گئے ہیں۔ ان میں تقریباً چار سو اشخاص موٹروں میں آتے ہیں۔

پالم پور سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ وہاں ایک بھنگی اور اس کی بیوی اپنے بچے اور ایک کتے کو گھر میں چھوڑ کر کام کرنے کے لئے باہر چلے گئے۔ جب واپس آئے۔ تو دیکھا۔ کہ کتے نے بچے کے پیٹ کے نیچے سے گوشت کھا لیا ہے۔ بچے کی عمر ۲ ماہ اور کتے کی ۲½ مہینے کی ہے۔

لاہور۔ ۲۶۔ اپریل۔ حکومت نے لوکل باڈیز (بلدیات اور ڈسٹرکٹ بورڈوں) کی گرانٹ میں تخفیف کر کے مبلغ اسی ہزار روپے کی بچت کر لی ہے۔ یہ بچت اس غرض سے کی گئی ہے۔ کہ دیہاتی علاقوں میں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے سرمایہ کا انتظام کیا جا سکے۔ حکومت چاہتی ہے۔ کہ پچاس ہزار روپے سے پنجاب کے ایسے تین علاقوں میں لڑکیوں کے لئے مڈل اسکول کھولے جائیں۔ جہاں ایسے اسکولوں کی بے حد ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔

بنگلور کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ مہاتما گاندھی صحت بہتر بنانے کے لئے ۷ مئی کو وارد ہو کر میسور جائیں گے۔

2nd: May 1936 Tahzib-i-Niswan



کیا آپ تندرست اور خوش ہیں؟

میری طرف دیکھیں۔ چند ہفتے گزرے۔ کہ میں اپنے آپ کو بہت کمزور اور تھکا ہوا محسوس کرتا تھا۔ میں بخار کی وجہ سے طاقت کھو بیٹھا تھا۔ اور بہت ناخوش تھا۔ میں نے سیناٹوجن کے متعلق سُنا۔ ایک دوست نے مجھے بتایا کہ اس سفید پوڈر میں صحت کا راز مضمر ہے۔ اور اس کو چند ہفتے استعمال کرنا اپنے آپ کو زیادہ مضبوط بنانا ہے۔

"ہماری طرف دیکھئے۔ ہم مضبوط اور صحت ور ہوں۔ یہ سیناٹوجن کی وجہ سے ہے۔ ہماری زندگی اب بیحد خوشگوار ہے"

سیناٹوجن میں آپ کے لئے طاقت اور خوشی موجود ہے۔ کیونکہ یہ طاقت دینے والی خوراک آپ کو پہلے سے زیادہ مضبوط بناتی ہے۔ اس کی آزمائش کریں۔ سیناٹوجن تمام کیمسٹوں اور بازاروں میں فروخت ہوتا ہے۔ اور اس کی شہرت کا علم دنیا بھر کے ڈاکٹروں کو ہے۔

SANATOGEN

اصلی مقوی غذا

تمام کیمسٹوں اور بازاروں سے مل سکتا ہے۔

سیناٹوجن کو تیار کرتے وقت ہاتھ نہیں لگایا جاتا۔ اور اس میں کوئی ایسا جزو شامل نہیں جو کسی مذہب کے نزدیک قابل اعتراض ہو۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے

سیاحوں۔ تفریح کے لئے سفر کرنے والوں اور یاتریوں کے لئے جو سکنڈ یا تھرڈ کلاس میں سفر کرنا چاہیں۔ اسپشل ٹرینوں کا انتظام ہو سکتا ہے۔ شرائط سفر میں یہ امر شامل ہے۔ کہ مسافروں کو حسب ذیل رعایتیں دی جائیں گی +

۱۔ تھرڈ کلاس کے ہر مسافر کو ایک زائد نشست ملیگی جس کا کوئی کرایہ نہیں لیا جائے گا۔

۲۔ ایک بوگی کیرج کھانا کھانے کے لئے مفت ملے گی +

۳۔ پندرہ مسافروں کو ایک باورچی یا اسسٹنٹ مفت دیا جائیگا

۴۔ اکثر اسٹیشنوں پر مسافروں کو گاڑیوں میں قیام رکھنے کی اجازت ہوگی +

۵۔ ۲ گھنٹے تک گاڑی رو کنے کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جائے گا۔

مزید تفصیلات کے لئے ذیل کے پتے پر خط و کتابت کیجئے:۔

چیف کمرشل منیجر نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور۔

ضرورت

ایک خواندہ دیانتدار خاتون کی انتظام خانہ داری کے لئے تنخواہ حسب لیاقت علاوہ خوراک و رہائش کے۔

درخواستیں بنام بخشی خضور علی ایڈووکیٹ ۲۱ ایڈورڈز روڈ۔ لاہور آنی چاہئیں۔ ساکنان لاہور خود آکر شرائط کا تصفیہ کریں +

آرائش جمال باتصویر

مؤلفہ محترمہ وزیر بیگم ضیا ادیب فاضل

یہ زنانہ سنگھار کے متعلق عہد حاضرہ کی بہترین تالیف ہے۔

آجتک ہندی یا اردو زبان میں ہوئی کچھ بنی خوبصورتی بڑھانے کے علاوہ کوئی کار آمد کتاب نہیں چھپی تھی ضخامت پونے تین سو صفحات۔ ہاف ٹون تصاویر ۳ درجن دستی تصاویر ۳ درجن۔ سنگھاری نسخے دو صد۔ اس پر تہذیب نسواں ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۵ء لکھتا ہے۔ کہ:۔

تمام ایسے موضوعوں پر بہت محنت سے معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ جو سنگھار سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور جن کے متعلق معلومات طلبی کے سوالات آئے دن زنانہ اخبارات و رسائل میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ یہ کتاب ایک خاتون کی تصنیف ہے۔ اور عورتوں کی ضروریات کو ایک خاتون ہی بخوبی سمجھ سکتی ہے۔ ہمیں امید ہے تہذیبی بہنیں اس سے مستفید ہونگی!

ملنے کا پتہ:۔ کتب خانہ لطف زندگی نمبر ۲ موہن لال روڈ لاہور

خواتین مشرق کیلئے ایک تحفہ جمیل!

جدید کشیدہ کاری

قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

منیجر دی ماڈرن پبلشنگ ہاؤس گجرات پنجاب

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب میر سید آغا حسین شاہ صاحب نائب تحصیلدار اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم موگہ

ایشر سنگھ نمبردار سکنہ مینہ تحصیل موگہ مدعی۔ بنام اندر سنگھ ننگند رسنگھ۔ جاگیر سنگھ بالغان مندر سنگھ نابالغ بولائت جاگیر سنگھ برادر حقیقی خود پسران ماگی سنگھ بخش سنگھ ولد سوچیت سنگھ ذات جٹ سکنہ مینہ تحصیل موگہ

دعویٰ دلا پانے مبلغ للعہ روپے بابت بقایا معاملہ سرکاری واجب تین فصل از فصل ربیع تا فصل ربیع ۱۹۳۵ء واصل مع ہرجانہ سود بحساب ڈیوڑھے

مقدمہ مندرجہ بالا عنوان میں مدعا علیہم مذکور کی تعمیل ذریعہ سمن نہیں ہوتی۔ کیونکہ اندر سنگھ مدعا علیہ ملک چین میں چلا گیا ہے۔ اس لئے بذریعہ اشتہار اخبار تعمیل کرائی جانی ضروری ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مدعا علیہم مذکور کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۵/۶/۳۶ کو اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ کی کریں۔ ورنہ ان کے خلاف کارروائی یک طرفہ عمل میں لائی جائے گی۔ تحریر ۴/۶/۳۶ء

آج بہ ثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ ۴/۶/۳۶ء

دستخط حاکم مہر عدالت

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب سردار مدن موہن سنگھ صاحب بی اے۔ ایل ایل بی ایڈیشنل سب جج بہادر لودھیانہ

فرم سودیشی کاریالہ لودھیانہ بذریعہ دے اے لال منشی

بنام فرم بہار فینسی اسٹور نئی دھرم سالہ گیا۔ بذریعہ رنول پھول چند گیا۔ مدعا علیہ

دعوےٰ ۔/۱۲۵

بنام بہار فرم فینسی اسٹور گیا۔

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہم مذکور تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتے ہیں۔ اور روپوش ہیں۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام بہار فینسی اسٹور گیا مدعا علیہم مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم مذکور تاریخ ۲۷ مئی ۱۹۳۶ء کو اصالتاً وکالتاً یا مختارتاً مقام لودھیانہ بوقت دس بجے حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوں گے۔ تو ان کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی ۔

آج بتاریخ ۹ اپریل ۱۹۳۶ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا ۔

دستخط حاکم مہر عدالت

اشتہار زدفعہ ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب میاں محمد اسلم صاحب سب جج بہادر جھنگ

گمنہ ولد لعل قوم کھوکھر گوپال سکنہ دوآبہ ڈاک خانہ کوٹ عیسےٰ شاہ تحصیل جھنگ

بنام مساۃ جنی بیوہ محمد قوم کھوکھر سکنہ دوآبہ تحصیل جھنگ

دعوےٰ استقراریہ

بنام مساۃ بگھاں بیوہ بختاور حال زوجہ غلام محمد کوہار سکنہ چک ۳۲ تحصیل خانیوال ضلع ملتان

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مساۃ بگھاں مذکور تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتی ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مساۃ بگھاں مذکورہ جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مساۃ بگھاں مذکورہ تاریخ ۱۹۳۶/۶/۵ کو مقام جھنگ حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہو گی۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی ۔

آج بتاریخ ۲۷ مارچ ۳۶ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا ۔ دستخط حاکم مہر عدالت

حمید علی پرنٹر و پبلشر نے مسلم ہوشنگ پریس لاہور میں چھپوا کر دفتر الاشاعت پنجاب لاہور سے شائع کیا۔ اڈیٹر:- سید امتیاز علی تاج

[illegible] والی کتابیں

ہندوستان میں سب سے پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار

تہذیب النسواں

جسے

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلما مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم

نے

سنہ ۱۸۹۸ء میں جاری کیا

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک ۵ روپیہ

نمبر ۱۹	لاہور ہفتہ ۹ مئی سنہ ۱۹۳۶	جلد ۳۹

تہذیب نسواں

لاہور۔ ہفتہ ۱۶ صفر المظفر سنہ ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

نارتھ ویسٹرن ریلوے

ریلوے کی رعائتوں سے فائدہ اٹھایئے

کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ بعض اہم ریلوے اسٹیشنوں کے درمیانی سفر کے لئے ایک طرف کے اور واپسی کے ٹکٹ جن کی قیمت بہت گھٹا دی گئی ہے۔ جاری کئے گئے ہیں۔ آپ قریب ترین ریلوے اسٹیشن پر جا کر اس کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کر سکتے ہیں؛

کیا آپ جانتے ہیں۔ کہ ریکگنائزڈ اسکولوں اور کالجوں کے طلبہ اکٹھے ہو کر جب سفر یا پکنک کرنے یا باہر کی سیر و سیاحت کی خاطر جاتے ہیں۔ اور ایک ہی اسٹیشن سے ایک ہی اسٹیشن تک کم از کم پندرہ کی تعداد میں سفر کرتے ہیں۔ تو انہیں اور اسکول کے اسٹاف یا طلبہ کے سرپرستوں کو نصف قیمت پر ٹکٹ دیئے جاتے ہیں؛

آپ اس موقع سے فائدہ اٹھایئے تفصیلی معلومات کے لئے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ اور چیف کمرشل منیجر لاہور سے رجوع کیجئے؛

سنجوگ

ایک ایسی مصیبت زدہ لڑکی کی داستان جس کا نکاح والدین نے سوچ سمجھ کر کیا۔

قیمت ۳ر ۵ پائی؛

پتہ:۔ دفتر تہذیب نسواں۔ لاہور

ہمت نسواں

تہذیب کی مشہور مضمون نگار محترمہ رعنا صاحبہ نے اس کتاب میں عورتوں کی شجاعت اور بہادری کے چھوٹے چھوٹے واقعات جمع کر دیئے ہیں۔ ان میں زیادہ تر وہی واقعات ہیں۔ جو ان کے عزیزوں کو پیش آئے۔ اور محلے کے لوگوں اور واقفکاروں پر گزرے۔ انداز بیان دلکش اور زبان شگفتہ۔ کتابت و طباعت بہت اچھی۔ کاغذ دبیز۔ ۱۲۰ صفحات

قیمت ۱۲ر

ملنے کا پتہ:۔ دفتر تہذیب نسواں۔ لاہور

قرآن مجید اور خوشنویسی

مذکورہ بالا مضمون ایک ہندوستانی کرسچین خاتون نے سپرد قلم فرمایا ہے۔ لہذا تہذیبی بہنوں کی واقفیت اور دلچسپی کے خیال سے ترجمہ کر رہی ہوں ٭

عربی۔ فارسی اور اردو رسم الخط میں ایک خاص صوری و معنوی حسن پنہاں ہے۔ لہذا خوشنویسی کے اس قدر بہترین اور دلکش مجموعے اور کسی رسم الخط میں موجود نہیں۔ جتنے ان میں ہیں ٭

پرانے زمانے میں اور خصوصاً سلطنت مغلیہ کے دوران میں بادشاہ۔ امراء اور رؤسا اس فن کے بے حد قدردان تھے۔ اور ماہرین فن ایک سے بڑھ کر ایک اپنا کمال دکھانے اور گوئے سبقت لے جانے میں تمام تر چابکدستی ختم کر ڈالتے تھے۔ اور ان کی جودت طبع کی زیبائش قرآن مجید کے صفحات پر نمایاں ہوتی تھی۔ بلکہ جس عقیدت مندی سے وہ اپنی فن مصوری نقاشی اور خوشنویسی کا کمال کتاب اللہ کی حسن ترتیب میں صرف کرتے۔ وہ دیکھنے کے قابل ہوتا تھا لیکن آہ! اب نہ کوئی ایسا قدردان بادشاہ ہی دنیا میں موجود ہے۔ اور نہ کوئی ویسا چابکدست اور معجز رقم مصور!

زیادہ دور کیوں جائیے۔ اسی تاج محل آگرہ کو ملاحظہ کیجئے۔ جو ہفت عجائبات میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔ اس میں قرآن پاک کی آیات کیا خوبی سے منقوش کی گئی ہیں۔ کہیں سفید مرمریں پتھر پر سیاہ حرفوں سے کمال دکھایا ہے۔ تو کہیں مختلف اور لاثانی طریقوں سے ان میں قرآن پاک کے کلام کی گلکاریاں ہو رہی ہیں ٭

اس فن کی چابکدستی اور باریک بینی تو دیکھئے کہ جس قدر زیادہ بلندی پر حروف تحریر کئے گئے ہیں۔ وہ اسی قدر جلی قلم خوش خط اور موٹے ہیں۔ تاکہ پڑھنے والوں کو دقت نہ ہو۔ اور بظاہر حد نگاہ کی وسعت پر تمام حروف یکساں نظر آئیں ٭

اسی طرح کا ایک اور غیر فانی مرقع شہنشاہ اکبر کے مقبرے سکندرہ میں بھی موجود ہے۔ بلکہ موجودہ ماہرین فن کا خیال ہے۔ کہ خوشنویسی کا یہ نمونہ نفاست میں تاج محل سے زیادہ بےنظیر اور دلکش ہے ٭

ماسوا اس کے اس فن لطیف کے بعض ایسے ماہرین بھی تھے۔ جو جواہرات اور طلائی حروف منقوش کرنے میں ید طولےٰ رکھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک ہدیہ کلام پاک میں جس میں طلاء حرفوں سے مصوری کی گئی تھی۔ تقریباً ۵ سیر سونا استعمال کیا گیا تھا۔ ایک نایاب نسخہ ایسا ہے۔ جس میں طلائی حرفوں کے مابین بیش قیمت جواہرات سے مینا کاری ہو رہی ہے۔ جس میں بے شمار دولت اور کاریگری صرف کی گئی تھی ٭

اگر سلاؤ اور جواہر ریز نسخوں کو چھوڑ دیجئے جب بھی ایک معتدبہ رقم کے بہت سے ہدیئے ایسے ملیں گے۔ جو نادر اور لاثانی کہلانے میں اپنی شان آپ ہیں۔ یعنی خوش نویسی کا اعلیٰ نمونہ آپ اکثر قلمی نسخوں میں پائیں گے۔ جو نقط محدب شیشے کے توسط سے پڑھے جا سکتے ہیں۔ ان کو بالعموم تعویذ بنا کر بچوں کے گلے میں ڈالتے ہیں۔ بعض لوگ بازو پر باندھتے ہیں۔ اس کے مت بدلیں ایک باریک کاغذ پر جو صرف ۸ انچ مربع ہے۔ باریک حرفوں سے لکھا ہوا پورا قرآن مجید موجود ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ہندوستان میں پیشتر ایسے نایاب خوشنویسی کے اعلیٰ نمونے موجود ہیں۔ جس پر ہمیں اپنے بزرگوں کے اس ذوق لطیف کی داد دینی پڑے گی ؛

جس طرح کلام مجید کے باریک حرفوں کی صناعی ہمیں مبہوت کئے دیتی ہے۔ اسی طرح خوش خط سلاؤ طلائی حرفوں میں تحریر کردہ ایسے بھی نادر نسخے موجود ہیں۔ جن کی چمک دمک اور طلائی ضوفشانی آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہیں۔ جس کے پورے ہدیہ کا وزن تقریباً ۵ اسیر ہے ؛

کئی خوشنویسوں نے روشنائی۔ طلاکاری بیش قیمت جواہرات اور رنگ آمیزیوں کے بجائے پورا قرآن شریف اپنے ناخن سے لکھا ہے۔ جس کی ظاہری شان منظر ہے۔ کہ تمام حروف کندہ کئے گئے ہیں۔ اور یہ رواج اب تک کامیابی کے ساتھ جاری ہے ؛

صنعت خوش خطی میں جہاں اور بے شمار نکتے ملحوظ رکھے گئے ہیں۔ وہاں ایک صنعت یہ بھی مد نظر رکھی گئی ہے۔ کہ اگر پہلی سطر صرف ا سے شروع ہوئی ہے۔ تو ہر سطر کے شروع اور آخر میں اسی طرح "الف" با ترتیب ہے گا۔ پھر ایک ہی صفحے پر اکتفا نہیں۔ بلکہ پورے قرآن مجید میں یہی ترتیب ملحوظ ہوگی ؛

اس سے بھی زیادہ حیرت ناک ایک نسخہ ہے۔ جو ضخامت میں دو انچ موٹا ہوگا۔ جس میں اگر ایک حرف میں نقطہ ہے۔ تو ساری کتاب میں اسی جگہ اسی قسم کا نقطہ موجود ہوگا۔ مثلاً حرف د پہ شروع کتاب میں ایک سوراخ کر دیا گیا ہے۔ تو تمام کتاب میں حرف دال پر وہی سوراخ ہر نسخے میں اسی مناسبت کے ساتھ موجود ہے ؛

کہتے ہیں۔ کہ جن کی یاد داشت اچھی ہوتی ہے۔ وہ سارے کا سارا کلام اللہ اسی طرح اپنے لوح دل پر منقوش کر لیتے ہیں۔ اور وقتاً فوقتاً اس کی تلاوت جاری رکھتے ہیں ؛

سب سے زیادہ انمول اور گراں بہا نسخہ جسے قیمت کے لحاظ سے اگر اس قدر اہمیت نہ دی جائے۔ لیکن متبرک ہونے میں اس کا ثانی دنیا میں نہیں ہو سکتا۔ متھرا کے ایک ہندو سیٹھ کے

خاندان میں محفوظ ہے۔ اور پشت ہا پشت سے ان کی وراثت میں چلا آرہا ہے۔ جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کے دست مبارک کا تحریر کردہ ہے۔ چنانچہ ایک دولتمند نواب نے دو لاکھ روپیہ کی رقم سیٹھ صاحب کو پیش کی۔ کہ اس ہدیہ کو وہ ان کے ہاتھ فروخت کردیں۔ لیکن سیٹھ جی نے ٹکا سا جواب دے دیا۔ کہ جناب یہ ہمارے خاندان کی برکت ہے۔ دولت اس کا مول نہیں۔ خواہ کروڑوں روپیہ کوئی کیوں نہ پیش کرے۔ مگر ہم اس کو فروخت نہیں کرسکتے۔ ہم نے اس کے لئے ایک حافظ مقرر کر رکھا ہے۔ جو ہر شب جمعہ کو پڑھ کر سناتا ہے۔

اسی طرح پٹنہ کی خدا بخش لائبریری میں ایک نادر قلمی نسخہ حضرت عثمان ذی النورین کے ہاتھ کا پوستین پر تحریر کردہ موجود ہے۔ شاید دنیا میں اور کسی آسمانی مقدس کتاب کو اس قدر صوری اور معنوی حسن سے مالامال نہیں کیا گیا۔

حمیدہ بیگم۔ کلکتہ

دوسروں سے چیزیں عاریتاً لینا

دنیا کا یہ دستور ہے کہ جس شخص کو کسی شے کی ضرورت ہے۔ وہ اس کو اپنی دوستوں۔ پڑوسیوں اور احباب سے مانگتا ہے۔ اور ہر انسان کا اخلاقی فرض بھی یہی ہے۔ کہ اگر کسی بہن یا بھائی کو کسی چیز کی حاجت ہو۔ تو وہ حتی المقدور اس کی ضرورت کو رفع کرنے کی کوشش کرے۔

اکثر شادی بیاہ یا دیگر تقریبوں کے موقعوں پر عموماً ہر شخص کے پاس اتنے برتن۔ کرسیاں میزیں۔ قالین۔ شامیانے وغیرہ نہیں ہوتے کہ سیکڑوں مہمانوں کے آرام و آسائش کا پورا انتظام بغیر دوسروں کی امداد کے کرسکے۔ لہذا ہر شخص کو دوسروں سے چیزیں مانگنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اگر ان اشیاء کے مالک سے خود ملاقات نہیں ہوتی۔ تو لوگ دوسروں سے سفارش کراتے ہیں۔ اگر وہ چیزیں قیمتی ہوتی ہیں۔ مثلاً زیور وغیرہ یا جس کے متعلق یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ مالک اس کے دینے سے گریز کرے گا۔ تو لوگ خود بھی دوسروں کے گھر جاتے ہیں۔ اور طرح طرح کی منت سماجت کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ ایسے موقعوں پر نہیں کہتی ہیں۔ "بہن اس کو اپنا کام سمجھو"۔ "میری عزت و آبرو تمہارے ہاتھ ہے" [illegible] ہی مدد کرو۔ [illegible] اخلاقی فرض [illegible] موقعوں پر کون ایسا سنگ القلب ہو [illegible] ضرورت [illegible] جو دوسروں کی مدد نہ کرے گا۔

غرض کہ ضرورت کے وقت [illegible] ہر ممکن طریقے سے چیزوں کے دستیاب کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اور اس میں کامیابی بھی حاصل کرتی ہیں۔ اور بہت پرزور الفاظ میں ان کی واپسی کا وعدہ بھی کرتی ہیں۔

لیکن زیادہ تر شاہدے میں یہی آتا ہے۔ کہ لے جانے والی بہنیں چیزوں کو وقت معینہ پر واپس نہیں کرتیں۔ اور کام نکل جانے کے بعد خبر تک بھی نہیں لیتیں۔ کہ آیا یہ چیز واپس بھی جائے گی یا نہیں۔ میز اور کرسیاں دھوپ اور بارش میں مہینوں پڑی رہتی ہیں۔ اور خراب ہوتی ہیں۔ پائے اور تختے تو اکثر ٹوٹ جاتے ہیں۔ جاجم۔ دری قالین وغیرہ کمرے کے کسی گوشے میں پھینک دیئے جاتے ہیں۔ ان کی صفائی کا بھی خیال نہیں کیا جاتا۔ برتنوں کے سٹ میں سے کوئی چیز ٹوٹ جاتی ہے۔ یا غائب ہو جاتی ہے۔ چمچے تو اکثر گم ہو جاتے ہیں۔ چیزوں کے استعمال کے وقت مطلق احتیاط نہیں کی جاتی۔ جس سے بہت نقصان ہو جاتا ہے۔ کام نکل جانے کے بعد چیزوں کے بھیجنے میں بہت بے پروائی برتی جاتی ہے۔ ایک شخص کی چیز دوسرے گھر اور دوسرے کی چیز تیسرے گھر پہنچ جاتی ہے ؛

زیادہ تر یہ بے عنوانیاں اس وجہ سے ہوتی ہیں۔ کہ بہنیں دوسروں کی چیزیں منگوانے میں جس قدر دلچسپی لیتی ہیں۔ اتنی فکر ان چیزوں کی احتیاط اور واپسی کے لئے نہیں کرتیں۔ عموماً چیزوں کے بھجوانے کا کام ملازموں کے سپرد ہوتا ہے۔ جو اپنی ذمہ داری کا مطلق احساس نہیں کرتے۔ اور نہ ان چیزوں کی وہ احتیاط و حفاظت کرتے ہیں۔ جن کی وہ مستحق ہیں ؛

بہنوں کو چاہئے۔ کہ جب دوسروں کی چیزیں عاریتاً منگوائیں۔ تو ان کی ہر ممکن احتیاط کریں۔ بلکہ اپنی چیزوں سے بھی زیادہ حفاظت کریں۔ اور وقت مقررہ پر ان کی واپسی کی کوشش کریں۔ عموماً جو چیزیں دوسروں کے یہاں سے منگوائی جاتی ہیں۔ وہ شاذ و نادر ہی بغیر مانگے واپس کی جاتی ہیں۔ جب تک ان کی واپسی کا تقاضا نہیں ہوتا۔ اس وقت تک وہ چیزیں نہایت بیقدری سے پڑی رہتی ہیں۔ ہر خاتون کا یہ فرض ہونا چاہئے۔ کہ ضرورت رفع ہو جانے کے بعد اپنی نگرانی میں پابندی اوقات کے ساتھ چیزوں کو واپس کرا دیا کریں۔ وقت معینہ پر واپسی نہ ہونے کی وجہ سے بے اعتباری ہو جاتی ہے۔ اور دوبارہ ان کے ملنے میں وقت ہوتی ہے ؛

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ عاریتاً دینے والی بہنیں خود بھی بھول جاتی ہیں۔ کہ فلاں چیز کون شخص لے گیا ہے ؛ ایسی صورت میں چیزیں غائب ہو جاتی ہیں اور باوجود کوشش کے بھی ان کا پتہ نہیں لگتا۔ اگر چیزیں مانگ لے جانے والی بہنیں واپسی کا خود خیال رکھیں۔ تو کبھی یہ نوبت نہ آئے ؛

میری ایک ملاقاتی بہن نے ایک مرتبہ ایک قالین اور کچھ میز پوش کسی کو عاریتاً دیئے۔ چونکہ یہ چیزیں روزانہ استعمال کی نہ تھیں۔ اس لئے دو تین مہینے تک ان کا خیال نہ ہوا۔ بارش

کے زمانے میں میری ملاقاتی بہن کو یاد آیا۔ کہ ان کو نکال کر دھوپ دکھا دینا چاہئے۔ ورنہ کیڑا لگ جائے گا۔ صندوق کھولا۔ تو یہ چیزیں غائب تھیں۔ بہت دماغ پر زور دینے سے یاد آیا۔ کہ شاید انہوں نے کسی کو ایک تقریب کے سلسلے میں عاریتاً دیا تھا۔ لیکن اس خاتون کا نام نہ یاد آیا۔ کئی ملنے والی بہنوں سے دریافت کیا۔ لیکن پتہ نہ لگا۔

کچھ عرصہ ہوا ایک خاتون اپنی چیزوں کے برباد اور خراب ہو جانے کا حال بتا رہی تھیں۔ ایک تقریب کے موقع پر انہوں نے اپنی ایک ملنے والی بہن کو اپنے ڈرائنگ روم کا ایک نیا سیٹ ایک ہفتہ کے لئے عاریتاً دیا۔ وہ بہن سیٹ لے جانے کو تو لے گئیں۔ لیکن کام نکل جانے کے بعد یہ خبر نہ لی۔ کہ وہ سیٹ کہاں رکھا ہوا ہے۔ یا اس کے بھیجنے کا بھی انتظام کرنا چاہئے یا نہیں۔

اتفاق سے وہ خاتون کئی دن کے بعد اس بہن کے گھر گئیں۔ ان کو پورا یقین تھا۔ کہ ان کا سیٹ کیسی حفاظت سے رکھا ہوگا۔ اسی وجہ سے انہوں نے اس کی واپسی کا تقاضا بھی نہیں کیا تھا۔ وہاں گئیں۔ تو دیکھا۔ کہ ان کی کوچ اور کرسیاں ایک کمرے میں بھیگی پڑی ہیں معلوم ہوتا تھا۔ کہ مدت سے ان کی صفائی بھی نہیں ہوئی تھی۔ تین دن قبل سے بارش ہو رہی تھی۔ چھتیں ٹپک رہی تھیں۔ جس کی وجہ سے یہ سامان بھیگ گیا تھا۔ لیکن ایک دن بھی خبر نہ لی گئی۔ کہ یہ سب چیزیں کس حالت میں ہیں۔ بھیگ کر اور گرد آلود ہونے کے باعث اس سیٹ کی ایسی حالت ہوگئی۔ کہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ سامان کئی سال کا پرانا ہے۔ مروت کی وجہ سے یہ خاتون اپنی ملنے والی بہن سے کچھ کہہ تو نہ سکیں۔ لیکن آئندہ پھر ان کو بہت کم چیزیں عاریتاً دیتی تھیں۔

اس کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ دنیا کے سب لوگ ایسے ہی بے اصول ہوتے ہیں۔ بعض ایسی بھی بہنیں ہیں۔ جو واقعی دوسروں کی چیزوں کی بہت حفاظت اور قدر کرتی ہیں۔ بلکہ اگر کبھی کوئی چیز ٹوٹ جاتی ہے۔ یا ضائع ہو جاتی ہے۔ تو اس کو عاریتاً دینے والی بہن کی لاعلمی میں پورا کر دیتی ہے۔ لیکن لوگوں کی کثیر تعداد ایسی ہی ہے۔ جو دوسروں کی چیزوں کی احتیاط اور حفاظت نہیں کرتے۔ اور وقت پر ان کو واپس بھی نہیں کرتے۔

اس لئے ہم کو حتی الامکان دوسروں سے چیزیں عاریتاً نہ لینی چاہئے۔ لیکن اگر مجبوری ہو۔ اور بغیر اس کے کام نہ چلتا ہو۔ تو ہم کو اپنی ذمہ داری کا پورا احساس ہونا چاہئے۔ جو چیزیں ہم دوسرے کے یہاں سے منگوائیں۔ اس کی کافی احتیاط اور نگہداشت کی جائے۔ بلکہ اس

کی حفاظت کا خیال اپنی چیزوں سے بھی زیادہ
کرنا چاہئے ÷

مسز سید احمد مچھلی شہری

÷

خیال

امریکہ کی شہرہ آفاق شاعرہ ایلا ویلا وکاکس"
کا ایک حسین پارۂ ادب ÷

خیالات کو کسی بلندی تک پرواز کرنے
کے لئے بال و پر کی حاجت نہیں ——
بجلی کی چمک کی طرح پروں کی مانند نہیں۔
وہ اُڑ کر اس روح سے اس روح تک خودبخود
پہنچ جاتے ہیں ÷

اپنے دل میں کوئی بُرا خیال پرورش کرو۔
اثر ہو جائے گا۔

خیال محبت کو دل میں جگہ دو۔ نور کی
کرنیں دور دور تک پہنچیں گی۔ . . . .
خواہ تم اسے شرمندۂ لب نہ بھی کرو تب
بھی۔ خیالات کی بلند طوفانی پرواز ہر سدراہ
سے بلند ہے ÷

بیگم شارق ۔ قلعہ گوالیار

÷

÷ ÷ ÷

نکتہ چینی اور توہین

نکتہ چینی اور توہین میں بڑا فرق ہے۔ لیکن
کوتاہ اندیش اور شدبد پڑھے لکھے لوگوں کو
ان دونوں میں تمیز نہیں ہوتی۔ اور وہ نکتہ چینی
اور توہین دونوں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کسی
کی نکتہ چینی کرنا بہت اچھا ہے۔ کیونکہ اس سے
کام یا عادت کی برائی بھلائی معلوم ہو جاتی ہے۔
اور جس کی نکتہ چینی کی جاتی ہے۔ وہ اپنی برائیوں
کی اصلاح کر لیتا ہے۔ اور اس کی جس بات
کو اچھا خیال کر کے تعریف کی جاتی ہے۔ اس
سے اس کا دل بڑھتا ہے۔ اور اس سے بھی
زیادہ اچھا کام کرنے کی ہمت ہوتی ہے ÷

عقلمند آدمی کو اپنے نکتہ چین کا شکرگزار
ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہ اس کی ترقی میں مدد ہوتا
ہے۔ نکتہ چین دوست ہوتا ہے۔ دشمن نہیں ہوتا۔
وہ دراصل دوست اور خیرخواہ بن کر عیب و نقائص
ہمیں بتا کر ہم پر احسان کرتا ہے۔ نکتہ چینی پر برا
ماننے والا بڑا بےوقوف ہے۔ وہ ہمیشہ قعر ذلت
ہی میں پڑا رہے گا۔ اس کی ترقی مسدود ہو جائے
گی۔ میں مثال کے طور پر لکھتی ہوں۔ فرض کیا
جائے مجھ کو کسی مضمون نگار کا مضمون اپنے نقطۂ
نظر سے ناپسند ہے۔ یا مجھ کو اس کے مضمون میں
غلطیاں نظر آتی ہیں۔ تو بحیثیت ایک مصلح اور
قومی ہمدرد ہونے کے میرا فرض نہیں۔ کہ میں اپنی بہن

یا بھائی کی جو بیچارہ غلطی پر ہے۔ دنیا کے سامنے ہنسی اڑاؤں۔ بجائے نکتہ چینی کے اعتراض کروں کبھی دوشالہ میں لپیٹ کر اور کبھی بلا دوشالہ کے اس پر جوتیاں برساؤں۔ اور زمانے کے سامنے اس کی توہین کروں۔ توہین کرنے والوں کو واضح رہے۔ کہ کسی کی توہین کرنے کا حق شرعی اور قانونی کسی کو حاصل نہیں ہے۔

میرے بڑے بھائی صاحب جو خدا کے فضل سے ڈپٹی مجسٹریٹ اور حاکم پرگنہ ہیں۔ ان کے اجلاس میں اکثر مقدمات توہین کے آئے۔ وہ بتاتے ہیں۔ کہ توہین کرنے والا قانون کی رو سے مجرم ٹھہرتا ہے اور اس کو سزا ملتی ہے۔ نکتہ چین کو چاہئے۔ کہ وہ کسی کا نام لے لے کر ناحق اس کی شخصیت پر حملہ کرکے اس کو علانیہ ذلیل نہ کرے۔

اگر از راہ خیر اندیشی کسی کی نکتہ چینی کرکے اس کی اصلاح کرنا منظور ہے۔ تو نہایت نرم اور شریفانہ طور پر نکتہ چینی کرکے آخر میں معافی مانگنا چاہئے۔ جیسا کہ تعلیم یافتہ اور شریف اور اعلیٰ خاندان کے لوگوں کا قاعدہ ہے۔ لیاقت کا اظہار تو اسی طریقے میں ہوتا ہے۔ کہ بات کی بات رہے۔ اور کام کا کام بن جائے۔ کسی کی غلطی دیکھ کر اس کو مارنے اور ذلیل کرنے کو سر میدان اٹھ بیٹھنا بیوقوفی اور کم پڑھے لوگوں کی بات ہے۔ جتنے ادنیٰ طبقے کے لوگ ہیں۔ ان سب کا یہی قاعدہ ہے۔ کہ وہ غلطی پر ایک دوسرے کو مار کر اور گالیاں دیکر اور ذلیل کرکے راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے ہیں۔

جب میں کسی مضمون میں کسی شریف مسلمان کو زبان و قلم سے کسی دوسرے شریف بھائی بہن کو ذلیل کرتے دیکھتی ہوں۔ تو مجھ کو از حد صدمہ ہوتا ہے۔ انگریز لیڈیوں میں یہ بات مفقود ہے۔ مجھ کو آج تک اس کا تجربہ نہیں ہوا۔ کہ کسی یورپین لیڈی نے ناحق بھی کسی دوسری اپنی ہم قوم کو ذلیل کیا ہو۔ وہ بھی نام لے لے کر کہ فلاں ایسی ہے۔ اور ویسی ہے۔ میں تو ایسی باتیں دیکھ کر مسلمانوں کی بہتری کی دعا مانگتی ہوں۔

آنحضرت صلعم نے دوسروں کی غلطیوں کی اصلاح کی ہے۔ لیکن اس طریقے سے نہیں۔ جیسا کہ ان کی امت کے بعض کج فہم لوگ کرتے ہیں۔ میری رائے یہ ہے۔ کہ جن مضامین میں کوئی کسی کا نام لے لے کر کسی کو ذلیل کرے۔ اور اس کی ہنسی اڑائے۔ تو اس مضمون نگار کا مضمون ردی دان میں پھینک دینا چاہئے کیونکہ وہ اپنی خود غرضی اور حاسدانہ مضامین سے دوسروں کی ذلت اور اخبار کی بدنامی کرتا ہے۔ اس کی ناعاقبتی اور کم عقلی سے دوسروں کو بجائے فائدے کے نقصان ہوتا ہے۔ ایسے خراب مضامین انگریزی اور اسلامی دونوں تہذیبوں کے رو سے ناقابل اندراج اخبار ہیں۔ مضمون چھاپتے وقت یہ خیال ضرور رکھنا چاہئے۔ کہ کوئی مضمون ایسا نہ چھپے جس سے بجائے اتحاد باہمی کے نفاق پیدا

ہو۔ ایسے مضامین اور مضمون نگاروں کی ہوا بھی نہ لگے تو اچھا ہے۔ ہم شریفوں میں ان کا کیا کام؟

شاہزادہ جہاں بیگم۔ آگرہ

بچوں کو دودھ پلانے کی شیشی

شیر خوار بچے کی ماں کے بیمار ہوجانے یا اسے کمزوری لاحق ہونے کی مجبوری اور لاچاری کی وجہ سے بچے کو بہ امر مجبوری شیشی سے اوپری دودھ خواہ انگریزی ہو۔ یا گائے وغیرہ کا پلانا ہی پڑتا ہے۔ مگر بعض ماؤں نے شوقیہ بھی اپنے دودھ کے بجائے بچے کو شیشی سے دودھ پلانا آج کل کے فیشن میں داخل سمجھ کر اپنا شعار بنا لیا ہے۔ مگر اکثر معصوم شیشی سے دودھ پینے والے بچے نہایت کمزور لاغر اور طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا پائے جاتے ہیں۔ مثلاً اسہال، پیچش، قے اور دودھ ہضم نہ ہونا۔ پیٹ کا پھولنا اور اپھارا ہوجانا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن مذکورہ امراض میں مبتلا ہونے کی اصل وجہ دودھ پلانے والی شیشی کی صفائی اور احتیاط کی طرف سے عدم توجہ اور شیشی سے دودھ پلانے کے لئے جن ہدایات اور طریقوں پر کاربند ہونا ضروری اور لازمی ہے۔ ان سے عدم واقفیت اور بہت کچھ لاپروائی کا نتیجہ ہے۔ کہ بیچارے بے زبان اور معصوم بچے مصیبت میں مبتلا پائے جاتے ہیں۔ قدرت نے بچے کے لئے سب سے پہلی اور ضروری غذا دودھ تجویز کی ہے۔ اور قانون قدرت کے مطابق ماں کا دودھ ہی بچے کے لئے سب سے اعلیٰ اور بہترین دودھ ہے۔ لیکن اگر ماں کے دودھ میں کچھ نقائص ہوں۔ یا ماں دودھ پلانے کے ناقابل ہوجائے۔ یعنی کمزوری اور بیماری لاحق ہو۔ تو ضرور ہی بچے کو دودھ پلانے سے احتراز کرنے

جس طرح دودھ پلانے والی ماں کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ تندرست اور امراض سے پاک صاف ستھری ہو۔ اور اپنا دودھ میل کچیل اور پسینہ سے صاف رکھ کر بچے کو پلائے۔ اسی طرح یہ بھی بہت ضروری اور لازمی ہے۔ کہ دودھ پلانے والی شیشی بھی ہر وقت اور ہر بار صاف کر کے دودھ نہایت احتیاط سے ابلا اور صاف کیا ہوا شیشی میں ڈال کر پلایا جائے۔ اگر گائے کا دودھ دیا جاتا ہے۔ تو یہ بھی ضروری ہے۔ کہ گائے بیمار اور مریض نہ ہو۔ اور خراب خوراک نہ کھاتی ہو۔

مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کرنے سے بچے کو شیشی سے دودھ پلانے والی بہنیں بہت کچھ سہولیت اور رہبری حاصل کریں گی۔ اور اگر ان طریقوں پر عمل پیرا ہو کر بچے کو شیشی سے دودھ پلایا جائے۔ تو بچہ تندرست اور توانا رہے گا۔ اور جو دودھ پیئے گا اچھی طرح ہضم ہوگا۔

۱۔ بازاری دودھ۔ بچے کو شیشی کے ساتھ

پلانے کے لئے گائے کا دودھ بازار سے نہ لانا چاہئے۔ بلکہ اپنے سامنے تندرست گائے کے تھنوں سے نکلوانا چاہئے۔ کیونکہ بازاری دودھ اکثر ملاوٹ والا اور ناصاف ہوتا ہے۔ اور بھینس۔ بکری اور پانی ملے ہوئے دودھ کو گائے کا بتا کر بیچا جاتا ہے۔

۲۔ بھینس کا دودھ ہرگز شیشی میں ڈال کر نہ پلانا چاہئے۔ کیونکہ اس میں چکنائی زیادہ ہوتی ہے۔ جو بچے کے لئے مضر ہے۔ اور دودھ کو پیٹ میں پھاڑ دیتی ہے جس سے معدہ میں اور آنتوں میں خراش پیدا ہو کر بچہ بیمار پڑ جاتا ہے۔

دودھ کی شیشی خریدتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔ کہ اس پر اوزان اور نمبر وغیرہ لکھے ہوئے ہوں۔ اور آسانی سے بچے کے سینے یا پہلو پر رکھی جا سکتی ہو۔

نپل یا ربڑ کی چسنی نہایت نرم ہو۔ اور اتنی بڑی نہ ہو۔ کہ چھوٹی عمر کے بچے کے منہ ہی میں نہ آ سکے۔ یہ عمر کے لحاظ سے خریدنی چاہئے۔

کم از کم ایک شیشی فالتو اپنے پاس موجود رکھنی چاہئے۔ کہ پہلی شیشی ٹوٹ جانے سے وقت اور مجبوری نہ اٹھانی پڑے۔ اور بچے کا دودھ یا خوراک بے وقت نہ ہونے پائے۔

دودھ پلانے کے بعد شیشی کو فوراً گرم پانی سے شیشی میں برش ڈال کر دھو ڈالنا چاہئے۔ اور نپل کو بھی باریک پسا ہوا نمک یا بورک ایسڈ مل کر دھوئیں۔ کہ نپل میں دودھ جم کر جراثیم نہ پیدا ہونے پائیں۔ دوبارہ دودھ پلانے کے وقت پھر دھو کر دودھ ڈالیں۔ یاد رہے۔ کہ شیشی اور نپل وغیرہ کو صرف کھنگالنے پر اکتفا نہ کریں۔ کھنگالنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ شیشی اور ربڑ یا نپل وغیرہ کو گرم پانی میں بورک ایسڈ ملا کر خوب اچھی طرح صاف کریں۔

خاص احتیاط۔ میں نے بعض بہنوں کو دیکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ دودھ پلا کر جو باقی بچا اسی طرح بند رکھ چھوڑا۔ اور پھر دوبارہ وہی دودھ بچے کو پلا دیا۔ یہ شیشی میں بند پڑا ہوا دودھ بچے کے لئے سخت مضر اور زہریلا ہو جاتا ہے۔ ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ ہر بار تازہ دودھ بنا کر دیں اور اتنا ہی دودھ تیار کریں۔ جتنا بچہ پی سکے۔ اگر اگر باقی دودھ شیشی میں بچ بھی رہے۔ تو اس دودھ کو گرا دینا چاہئے۔ ہمیشہ نیم گرم دودھ پلائیں خواہ سردی ہو یا گرمی۔ ٹھنڈا دودھ ہرگز بچے کو نہ پلانا چاہئے۔

دودھ کو تیار کرنے کا طریقہ۔ تین چار ماہ یا اس سے چھوٹی عمر کے بچے کے لئے نصف حصہ دودھ اور نصف پانی ملا کر گرم کریں۔ یعنی پاؤ بھر دودھ میں پاؤ پانی ملا کر اور جوش دے کر رکھ چھوڑیں۔ اور پلاتے وقت ایک یا دو اونس دودھ کی مقدار میں ایک چمچہ چینی کا ملا کر اور چھان کر شیشی میں ڈال لیں۔ اور پلائیں۔ دو ماہ سے چار ماہ تک کی عمر کے بچے کو

ن میں اڑھائی اڑھائی گھنٹے کے وقفے کے بعد دودھ دینا چاہیئے۔ اور نو ماہ سے ایک سال تک کے بچے کو صبح ۶ بجے سے لیکر رات کے دس بجے تک تین تین گھنٹے کے بعد۔ اور پھر عمر کے مطابق بتدریج اضافہ کرتے جائیں۔ بہنیں اگر دودھ پلانے والی شیشی کے لئے مذکورہ ہدایات اور طریقہ اختیار کریں گی۔ تو انشاء اللہ دودھ کی بداحتیاطی کے باعث جو بچے کو شکایات لاحق ہو جاتی ہیں۔ ان سے محفوظ رہیں گی ۔

گ۔ن نبت ڈاکٹر شیخ ابوالفضل ایڈووکیٹ
کپورتھلہ

انجمن تہذیب نسواں تونسی
کا آٹھواں جلسہ

حسب معمول انجمن ہذا کا آٹھواں جلسہ ۱۴ ذی الحجہ مطابق ۸ مارچ ۱۹۳۶ء کو منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن پاک۔ حمد باری عز اسمہ اور نعتیہ نظم سے جلسے کا افتتاح ہوا۔ سب سے پہلی کارروائی مغفور محترم علامہ راشد الخیری علیہ الرحمۃ جیسے طبقے نسواں کے مصلح۔ حامی و محسن بزرگ کی وفات حسرت آیات پر اظہار رنج و افسوس کے ساتھ تعزیت و ایصال ثواب کی عمل میں آئی۔ مرحوم و مغفور کے احسانات و خدمات اور ہمدردیاں پر جو خاص طور سے طبقہ اناث سے وابستہ تھیں۔ خاکسار نے تبصرہ کیا۔ اور جنرل سکرٹری رقیہ بیگم محترمہ نے ۹ واد تعزیت و ایصال ثواب کا رزولیوشن پیش کیا۔ جو متفقہ رائے سے پاس ہوا۔ پھر معاون سکرٹری نجیبہ بیگم نے علامہ مرحوم کے علم و فضل بعد تحریر و تصانیف کے ذریعے اردو علم ادب اور نسوانی خدمات پر روشنی ڈالی۔ اور کفیل النساء اور اشرف النساء نے دنیائے فانی پر پر اثر میں نظم پڑھی۔ جس سے اہل جلسہ کی آنکھیں اشکبار ہوئیں۔ اور پھر اہل جلسہ نے یک زبان ہو کر زیارت پڑھنا شروع کر دیا۔ یعنی سورۂ والضحیٰ سے سورۂ ناس تک سب نے مل کر آواز بلند پڑھا۔ اور نو ختم قرآن مجید اور ۲۸ پارے جو مرحوم کی وفات کی خبر کے بعد سے اب تک پڑھے گئے تھے۔ ان کا ایصال ثواب روح علامہ مغفرت کے ساتھ کیا گیا۔ بعد تمام اہل جلسہ نے مرحوم و مغفور کی وہ تصویر جو ۸ مارچ ۱۹۳۶ء کے عصمت میں درج ہے۔ عقیدتمندی اور رقت قلب کے ساتھ معائنہ کر کے تعزیتی کارروائی ختم کی۔ پھر انجمن کے مقاصد پر باموار کارروائی حسب ذیل طریقہ پر شروع ہوئی۔ اول سورۂ بقر آیت ۴ "والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک" کی تفسیر مع ترجمہ خاکسار نے بیان کی۔ پھر سکرٹری صاحبہ رقیہ بیگم محترمہ نے چند احادیث شریف کا ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ اور ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے حالات مقدس مختصر سوانح کی

صورت میں بیان کئے ؛

پھر زیب النساء نے آج کی تفسیر کے مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے کتب آسمانی اور دیگر صحیفے مختلف پیغمبروں پر نازل ہونے کی وضاحت کی۔ اشرف النساء نے بھی اسی مقصد کا استدلال آیات قرآنی کے ساتھ کیا۔ اور شفیقہ بیگم کی تحریر بھی اسی عنوان پر ہوئی۔ اور تمام آسمانی کتابوں پر قرآن پاک کی فضیلت بیان کی گئی۔ پھر زاہدہ بیگم نے جو اس جلسے میں نئی ممبر ہوئی ہیں۔ سورہ مائدہ کی ایک آیت کا ترجمہ سنایا۔ جو اللہ کی رضا پر چلنے والوں کو اللہ نجات کی صورت بتاتا ہے ؛

اس کے بعد آنسہ خیر النساء نے طہارت و نجاست کے مسائل پڑھ کر سنائے۔ آنسہ نوری بیگم نے نواقض وضو اور آنسہ اختری بیگم نے سنن وضو بیان کئے۔ پھر نجیبہ بیگم نے "اس کے غرائض" پر معقول تقریر پڑھی۔ اور نوح علیہ السلام کے بیٹے کی مثال پیش کی۔ کہ ماں کی تربیت کی خامی کا کیا نتیجہ نکلا۔ تفضیل النساء بیگم نے امور خانہ داری پر نہایت سبق آموز و کار آمد تقریر کی۔ لطیفہ بیگم کی تقریر کا لب لباب ترک رسومات قبیحہ اور خرابی اسراف و تبذیر پر تھا ؛

آنسہ فضل بیگم نے محرم اور عاشورے کے فضائل بیان کئے۔ اور آنسہ حسینہ بیگم نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ایثار و قربانی کو اختصار سے بتا کر تعزیہ داری اور اُن خرافات کو مذموم قرار دیا۔ ان تقریروں کے بعد انجمن کی مٹھی پر مختصر سی تقریر ہوئی جو ناچیز نے کی۔ جو ایک عملی تجویز اس مہینے میں چند ممبران انجمن کی طرف سے عمل میں آئی۔ وہ یہ کہ گزشتہ جلسے میں سورۂ بقر کی آیت ۳ "مما رزقنٰہم ینفقون" کی تفسیر سے متاثر ہو کر بعض نیک کاموں میں پیش قدمی کرنے والی مخلص ممبروں نے اپنے اپنے ہاں روزانہ اپنے اور اپنے بال بچوں کی خوراک سے ایک ایک مٹھی چاول الگ ایک برتن میں جمع کر کے اس جلسے میں حاضر کر دیئے۔ اور اس طرح احکام خداوندی کے آگے اپنا سر نیاز جھکا دینے والی نوخواتین نے اپنی فرمانبرداری کا عملی ثبوت پیش کر دیا۔ چنانچہ ان چاولوں کا نام انجمن کی مٹھی قرار دیا گیا۔ اور اس عملی تجویز کا خیر مقدم حوصلہ افزا الفاظ میں کیا گیا۔ دعا ہے۔ کہ خدائے بزرگ و برتر ہر نیک کام میں پیش پیش رہنے کی ہر ایک کو توفیق دے۔ اور اس کا اجر عطا فرمائے۔ آمین ؛

خاکسار نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ آج تک انجمن کی جمع شدہ رقم سیونگ بنک میں جمع کر دی جائے جو متفقہ طور پر پسند کی گئی ؛

آخر میں محسن نسواں علامہ راشد الخیری رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر تقسیم کی گئی۔ جس کا انتظام خاکسار نے اپنی طرف سے کیا تھا ؛

جلسہ برخاست ہونے سے پہلے حسب معمول ممبروں سے ماہوار فیس وصول کی گئی۔ اور مدنی

ممبروں کی ۸ درخواستیں تحریری آئیں۔ جو منظور کرلی گئی۔ اب ان ۸ ممبر سمیت ممبروں کی کل تعداد ۳۵ ہوگئی ہے ﴿

آج کے دو نئے ممبروں سے ایک ۱۰ میل کے فاصلے پر قصبہ تیپا کی رہنے والی ہیں۔ جن کا نام نامی میمونہ بیگم اہلیہ قاضی محمد سعید تیپائی ہے۔ جو ایک معزز گھر کی بیوی ہیں۔ دوسری ممبر بہن کا نام زاہدہ بیگم اہلیہ قاضی علی قمرالدین ہے۔ جو مقامی بی بی ہیں۔ اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا ﴿

سردار محمد بیگم بنت نواب کٹ والی صدر انجمن تہذیب نسواں تونسی ضلع قلابہ

رضیہ لٹریری کلب گوجرانوالہ
کا رزولیوشن

رضیہ لٹریری کلب و لائبریری کا یہ عام اجلاس حضرت مولانا شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم کا طبقۂ نسواں سے ہمدردی اور علمی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کے انتقال پر ملال پر اظہار رنج کرتا ہے۔ اور آپ کے صاحبزادگان کے لئے دعا کرتا ہے۔ کہ اللہ کریم انہیں مرحوم و مغفور کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین ﴿

رضیہ لٹریری کلب گوجرانوالہ کی کارکنان اس رزولیوشن کے ارسال خدمت کرنے میں تاخیر کارلی اعتراف کرتے ہوئے ندامت کے ساتھ معافی کی خواستگار ہیں۔ وجوہ حسب ذیل ہیں ﴿

۱۔ چونکہ کلب کی مستقل صدر محترمہ جناب بیگم عبدالغنی صاحبہ لیڈی ڈاکٹر لاہور اس واقعہ پر ملال کے موقع پر پہاڑ پر تشریف فرما تھیں۔ ان کی غیر موجودگی میں کوئی اہم کارروائی عمل میں نہ لائی جا سکی ﴿

۲۔ اس کلب کا سالانہ اجلاس ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۳۶ء بمقام گوجرانوالہ منعقد ہوا۔ اس میں مندرجہ بالا رزولیوشن بہ تحریک صدر محترمہ اور بتائید ہیڈ معلمہ صاحبہ اسلامیہ گرلز مڈل اسکول گوجرانوالہ اور بہ آراء متفقہ پاس ہوا۔ لیکن چونکہ اس کے بعد خاکسار بیمار رہی۔ اس لئے رزولیوشن ارسال خدمت نہ کیا جا سکا ﴿

آنریری سکرٹری رضیہ لٹریری کلب گوجرانوالہ

زنانہ نمائش بھوپال

گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی زنانہ نمائش بھوپال میں حسب الحکم علیا حضرت حضور بیگم صاحبہ دام اقبالہا بمقام عالی منزل لیڈیز کلب میں ۶۔ اپریل سے ۱۲۔ اپریل تک رہی۔ اس مرتبہ خاکسار کے زنانہ اسٹور کے علاوہ اور دو مقامی بہنوں کی زنانہ دکانیں بھی نمائش مذکور میں تھیں۔ ورنہ عام طور پر تمام دکانیں مردوں کی

تی ہیں۔ اور وہی ان کی آرائش وغیرہ کرکے
دے کے وقت اپنا جانچ اپنی عورتوں کو
ریا کرتے تھے۔ ان میں اکثر بیویاں ایسی سلیقہ
ادی ہوتی ہیں۔ کہ خریدار کو قیمت ٹھیک طور پر
ک بتا سکتی ہیں ۔ زنانہ اسٹور کو خوش قسمتی سے
س مرتبہ شاہزادی صاحبہ کے بالکل پڑوس میں
ر ملی ۔ اور ان کے قرب کی وجہ سے کچھ امداد و تعلیمات
صل رہی ۔ نواب زادی مہر تاج صاحبہ و نواب
ادی قمر تاج صاحبہ دونوں منجھلی اور چھوٹی بہنیں
ندہ کی دکان پر شروع وقت سے آخر تک برابر
تیں ۔ اور ہر خریدار سے بخندہ پیشانی گفتگو کرتیں
ں کا خریدا ہوا سامان محض ان کی خوشنودی
زاج کا باعث نہیں ہوتا۔ بلکہ اس خریداری
یک قسم کی تعلیم ملتی ہے ۔ مثلاً کسی نے ایک
یل یا فیتہ لیا۔ اس پر کچھ کام بنا ہوا ہے۔
ب خریدار کو چاہئے ۔ کہ نمونے کے مطابق اس
خود مکمل کرے۔ علیا حضرت بیگم صاحبہ دام
اقبالہا نے از راہ کرم گستری و ہنر پروری لیڈی
ہور صاحبہ اور لیڈی راس مسعود صاحبہ کو لاکر
سٹور ہذا سے روشناس کرایا۔ اور یہاں کے
ام کو ملاحظہ فرما کر بہت کچھ اظہار پسندیدگی فرمایا
ور از راہ شفقت کچھ اصلاحی مشورہ بھی دیا۔ کہ
یسا کام ہونا چاہئے۔ ایسا رنگ ہو۔ اور آئندہ
یسا سامان بنایا جائے۔ جس کے لئے میں اور
ب کام بنانے والی بہنیں حضور ممدوحہ کی تہہ

دل سے شکر گزار ہیں ۔

آپ نے زنانہ اسٹور اور کیمبرج اسکول کی دکانوں کی تعریف کی ۔ میری عدم موجودگی میں نفیس فطرت سے جو زنانہ اسٹور میں کام بنا کر رکھتی ہیں۔ کام کے متعلق چند باتیں دریافت فرمائیں ۔ اور اس کو خوب شاباش دی ۔ کہ جلدی جلدی اچھا بہت سا سامان بنایا کرو ۔ ایک دوسری مہربان محترمہ سے جو ہمت افزا کلمات ارشاد فرمائے ۔ ان کا لب لباب یہ ہے ۔ کہ "ہم اسٹور کے کام سے خوش ہیں۔ اس کی بہتری دیکھنا چاہتے ہیں" ان محترمہ نے کہا ۔ کہ اس کو حضور کی سرپرستی کی ضرورت ہے ۔ فرمایا "ہم کو اس کا بہت خیال ہے ۔ اور یہ ضرور انشاء اللہ ترقی کرے گا" ۔

ناظرات تہذیب نسواں حضور ممدوحہ کے ان زریں خیالات کو اپنی ایک تہذیبی بہن کے کاروبار کے سلسلے میں یقیناً فخر مباہات سے دیکھیں گی ۔ اور اس کے متعلق اگر حضور ممدوحہ کے یہی خیالات رہے ۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ زنانہ اسٹور کا کاروبار ایک نہ ایک دن ضرور مثل آفتاب کے بھوپال میں چمکے گا ۔ اور اطراف ہند میں بھی اپنی زر ریز کرنیں پھیلائے گا ۔ لہٰذا تہذیبی بہنیں اس کے بقا اور استحکام کی دل سے دعا کریں ۔

زنانہ اسٹور میں اس مرتبہ چند بہنوں

نے باہر سے بھی اپنا سامان بھیجا تھا۔ غرض کہ نمائش ہر طرح کامیاب رہی۔ تفریح وغیرہ کا سامان اور دیگر ہر طرح کا انتظام معقول تھا۔ جس کے ہم سب علیا حضرت حضور بیگم صاحبہ دام اقبالہا۔ شاہزادی صاحبات اور ارکان نمائش کے شکر گزار ہیں ؛

اہلیہ سید احمد سبزواری مالک زنانہ اسٹور

بھوپال

نمائش دستکاری نسواں

منجانب انجمن خواتین دکن

بتاریخ ۹ مارچ ۱۹۳۶ء منجانب انجمن خواتین دکن نمائش دستکاری نسواں زنانہ کالج مرتوعہ نامپلی میں منعقد کی گئی۔ مختلف انواع دستکاری کے نمونے جمع کئے گئے۔ جن کو لوگوں نے بہت پسند کیا۔ چار بجے شام مسز ٹاسکر اہلیہ مسٹر ٹاسکر وزیر مالیات حیدرآباد دکن۔ اور لیڈی نملینڈ اہلیہ لارڈ نملینڈ سابق گورنر مدراس تشریف لائیں۔ مسز صغرا ہمایوں مرزا صدر انجمن نے تحریک اور مسز ہندی کی تائید سے مسز ٹاسکر نے رسم افتتاح ادا کی۔ مسز ٹاسکر نے رسم افتتاح سے قبل جو تقریر انگریزی میں کی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ میں بہت مسرت کے ساتھ اس امر کا اعلان کرتی ہوں۔ کہ مسز صغرا ہمایوں مرزا کو مستورات کی تعلیم اور ترقی کا بڑا خیال ہے۔ اس میں وہ ہمیشہ منہمک رہتی ہیں۔ وہ ایسے ایسے کام کرتی رہتی ہیں۔ جن سے لڑکیوں کو شوق تعلیم پیدا ہو۔ مسز ہمایوں مرزا نے ایک زنانہ ٹکنیکل اسکول (درسگاہ صنعت و حرفت) بمقام ہمایوں نگر قائم کیا ہے۔ جو بلحاظ نوعیت تمام ممالک محروسہ سرکار عالی میں منفرد ہے جس کی ملک کو بہت ضرورت تھی۔ اس نمائش کی غرض و غایت یہ ہے۔ کہ مدرسے کی عمارت جو ناتمام پڑی ہے۔ اس میں امداد کی جائے۔ افسوس ہے۔ کہ ننھے بچوں کی نمائش جو ہونے والی تھی۔ وہ بہ خوف پلیگ موقوف کردی گئی۔ آیندہ کسی موقع پر وہ کی جائے گی ؛

چونکہ بہت سی خواتین انگریزی زبان سے نابلد تھیں۔ اس لئے جلسے کی کارروائی کا خلاصہ مسز صوفی ایم اے نے اُردو میں ترجمہ کرکے حاضرین کو سنایا۔ اس کے بعد صغرا ہمایوں مرزا نے فرمایا۔ کہ مسز ٹاسکر ایک نیک دل خاتون ہیں۔ ان کو لڑکیوں کی ترقی کا بہت خیال ہے۔ اور سوشل اور پبلک کاموں میں وہ اکثر حصہ لیتی رہتی ہیں۔ پھر مسز صغرا نے لیڈی نملینڈ کا شکریہ ادا کیا۔ کہ اس کے بعد ڈاکٹر مس پوپ پرنسپل زنانہ کالج کا شکریہ ادا کیا گیا ؛

انعام چار خواتین کو دیے گئے جن کے نام یہ ہیں

پہلا انعام مسز برجورجی ساکن سکندرآباد کو تصویر بنوس پرشین سے بہت خوبصورت بنانے پر۔ دوسرا انعام مسز ممتاز کاظم بیگ صاحبہ کو زردوزی کے کام پر۔ تیسرا انعام مس انجنیر کو صرف پینٹنگ پر دیا جو تھا سیدہ بیگم صاحبہ کو سوئی کے اقسام کے صرف کاموں پر ایک انعام رانی صاحبہ ایلیا در کی جانب سے دیا گیا۔ ایک انعام ڈاکٹر مس لوپ کی طرف سے۔ ایک انعام مسز ہمایوں مرزا کی جانب سے۔ اور ایک انعام رانی صاحبہ راجہ و مشیر صاحب بہادر کی طرف سے دیئے گئے۔ علاوہ انعامات کے دو صداقت نامے بھی دیئے گئے۔ ایک محل نواب خالد نواز جنگ بہادر کو اور ایک مسز سرینواس چاری کو۔

لیڈی فسلینڈ نے جن کے ساتھ کیرا تھا۔ بطرق یادگار نمائش ایک تصویر کھینچی۔ جس میں مسز ہمایوں مرزا۔ مسز ناسکر اور مسز لوپ تھیں۔ مصنوعات کو سبھوں نے بہت پسند کیا۔ خصوصاً لیڈی فیلینڈ اور مسز ناسکر نے بہت سراہا۔ مسز ہمایوں مرزا نے آخرالذکر دونوں لیڈیوں کو پھول کے ہار پہنائے۔ ساڑھے سات بجے نمائش برخاست ہوئی۔

جن خواتین نے مصنوعات بھیجیں۔ یا ساتھ لائیں یا شامل ہوئے۔ ان کے نام نامی یہ ہیں:۔

محل نواب قادر نواز جنگ۔ محل مشیر جی ایم انجنیر۔ محل غلام حسن علاؤالدین۔ رانی صاحبہ راجہ بہاسکر پرشاد صاحب۔ محل پروفیسر جمیل الرحمان صاحب۔ محل ڈاکٹر فضل کریم صاحب۔ محل مولوی محمد تقی صاحب نائب ناظم آبکاری۔ مسز سرینواس چاری۔ رانی صاحبہ راجہ رائے رائیاں بہادر۔ محل عنایت اللہ خاں صاحب سوداگر۔ محل مولوی ہاشم علی خاں صاحب سشن جج۔ مس سیدہ بیگم صاحبہ۔ مس انجنیر صاحبہ۔ مسز برجورجی۔ مسز ممتاز کاظم صاحبہ۔ مس میری نندی صاحبہ۔ مس ڈوروا نندی صاحبہ۔ مسز نندی صاحبہ۔ انعامات مسز ناسکر اور لیڈی فسلینڈ نے تقسیم کئے۔

احمدی بیگم

محفل تہذیب

مجھے یہ پڑھ کر از حد رنج و صدمہ ہوا۔ کہ محترمہ خورشید بیگم کوہاٹ گیارہ اپریل کو فوت ہو گئیں۔ ہم سب محترمہ بہن سعیدہ بیگم سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ افسوس کہ مجھے بہن موصوفہ کا ٹھیک ٹھیک پتہ معلوم نہ تھا۔ ورنہ میں ان کو فرداً خط لکھتی۔ واقعی بہن خورشید بیگم کی اس جوانمرگی پر بے حد افسوس ہے۔ دعا ہے۔ کہ خداوند کریم مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور تمام پس ماندگان کو مع سیدہ بیگم کے جن کو اپنی عزیز بہن کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ صبر و تلقین کی توفیق عطا کرے۔ امینہ سلطان منفی محمد یعقوب صاحب پشاور

تہذیبی بھائیوں اور بہنوں سے التجا ہے۔ کہ اگر کسی بھائی یا بہن کو موٹاپے کا آزمودہ علاج معلوم ہو۔ یا کوئی پیٹنٹ انگریزی دوا موٹاپا دور کرنے کی تجربے میں آئی ہو۔ تو تہذیب میں درج فرما کر آگاہ فرمائیں۔

ایک خریدار تہذیب

میری پاس اخبار تہذیب نسواں کے پرانے فائل مندرجہ ذیل موجود ہیں۔ جن بہن کو یا کسی صاحب کو اگر ضرورت ہو۔ تو قیمتاً روانہ کر سکتی ہوں سنہ ۱۹۰۷ سنہ ۱۹۰۸ سنہ ۱۹۰۹ کے مکمل فائل موجود ہیں۔

سنہ ۱۹۱۹ سنہ ۱۹۲۰ سنہ ۱۹۲۱ سنہ ۱۹۲۲ء سنہ ۱۹۲۳ء ہر سال کے بے ترتیب پرچے موجود ہیں۔

سنہ ۱۹۲۴ سنہ ۲۵ سنہ ۲۶ سنہ ۲۷ سنہ ۲۸ کے مکمل فائل۔ سنہ ۲۹ کے چند نمبر موجود نہیں۔ ویسے پورا فائل ہے۔

سنہ ۳۰ سنہ ۳۱ سنہ ۳۲ سنہ ۳۳ کے مکمل فائل سنہ ۳۴ کا فائل نامکمل سنہ ۳۵ کا فائل مکمل۔ جن ادبی شوق رکھنے والی خاتون کو ضرورت ہو۔ وہ خواہ براہ راست پتہ ذیل پر یا بذریعہ اخبار بحوالہ نمبر خریداری خط و کتابت کریں۔

نمبر خریداری ۲۸۵ مفتخرہ بیگم توسط سید مبارک علی جعفری مختار جھانسی

کوئی تہذیبی بہن مرہ چٹنی کی ترکیب تہذیب میں تحریر فرمائیں۔

عابدہ۔ امراؤتی

تہذیب نسواں مورخہ ۲۸ اپریل سنہ ۱۹۳۶ء میں محترمہ امۃ الحفیظ خانم نے بال لمبے اور کالے کرنے کا نسخہ یا دوا طلب کی ہے۔ حسب ذیل دوا سے فائدہ ہوگا۔

Vitex

ملنے کا پتہ:۔

Pearline Laboratories
Rahman Building
Church Gate Street
Bombay

ایک خریدار

محترمہ بہن جمیلہ بیگم اپنی عزیزہ کو سرخ دانوں کے لئے فیسرین کریم استعمال کرائیں۔

ایف علی محمد بیدی ڈاکٹر مکتسر

کوئی بہن کالی کھانسی کا کوئی مجرب اور آزمودہ نسخہ یا دوا بتائیں۔ ممنون ہوں گی۔ میرے ننھے بچے کو جس کی عمر ۲ مہینے کی ہے۔ اس مرض نے بہت ستا رکھا ہے۔

الف بیگم۔ لاہور

ولائتی معلومات

(خاص تہذیب کے لئے)

علاج کے نئے نئے ڈھنگ

شریر یا ضدی بچوں کو سزا دینے کا ایک طریق یہ بھی ہے۔ کہ انہیں ان کے دل پسند کھیل سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ یا ان سے جو وعدہ کیا جاتا ہے۔ اسے پورا نہیں کیا جاتا لیکن یورپ کے ماہرین علم النفسیات اس کے سخت خلاف ہیں۔ ان کی رائے میں بچے کی عادتیں سنوارنے کا بہترین طریق یہ ہے۔ کہ اسے اپنے دل پسند مگر بے ضرر کھیلوں میں مشغول رہنے دیا جائے۔ اور اس کا رجحان طبع معلوم کر کے بتدریج اس کی اصلاح کی جائے۔

نیویارک کے ایک ہسپتال میں جو خاص طور پر بیمار لڑکوں کے علاج کے لئے مشہور ہے۔ بیماری کا علاج ایک خاص ڈھنگ سے کیا جاتا ہے۔ اس ہسپتال کے ڈاکٹر ایسے بیمار بچوں کو جن کے مرض کی وہ تشخیص نہیں کر سکتے۔ پتلیوں کا تماشا دکھاتے ہیں۔ بچوں کی توجہ اسٹیج پر ہوتی ہے۔ اور ڈاکٹروں کی توجہ ان بچوں پر وہ بہت غور سے بچوں کی تمام حرکات دیکھتے۔ اور معلوم کرتے ہیں۔ کہ ان پر تماشے کا کیا اثر ہوتا ہے۔ اور کیا کیا تمنائیں ان کے ننھے ننھے دلوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ بس اس سے انہیں بچوں کی مخفی زندگی کے بھید معلوم ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ان کے ذریعے بیماری کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں بیمار بچہ تندرست ہو جاتا ہے۔

برطانیہ میں بھی بعض ڈاکٹر ایسے بیمار بچوں کا علاج جن کی تشخیص مشکل ہوتی ہے ایسے ہی ڈھنگ سے کرتے ہیں۔ وہ بیمار بچوں کو عمدہ عمدہ کھلونے دیتے ہیں۔ اور خود چھپ کر دیکھتے رہتے ہیں۔ وہ ان سے کس طرح کھیلتے ہیں۔ اور کیا کیا باتیں کرتے ہیں۔ بس اس طرح دوسروں کو ان کے اصلی مرض کا سراغ مل جاتا ہے۔

ماہرین علم نفسیات کی رائے میں ہکلانے کا مرض عموماً کسی دماغی خرابی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جس کا علاج مشکل نہیں۔

جن مریضوں کے دماغ میں کوئی خرابی نہ تھی۔ انہیں یہ ہدایت کی گئی۔ کہ وہ بایاں ہاتھ زیادہ استعمال کیا کریں۔ چنانچہ اتنی سی بات

سے ان کا تتلانے کا مرض جاتا رہا۔

مس میزل جینز نے جو ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی ایک یونیورسٹی کی تعلیم یافتہ ہیں۔ تتلانے کے مرض کا ایک عجیب و غریب علاج دریافت کیا ہے۔ وہ مریضوں کو دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے بل چلنے کی ہدایت کرتی ہیں۔ ان کے اس انوکھے علاج سے بیسیوں مریض صحت یاب ہو چکے ہیں۔

مس جینز بیان کرتی ہیں۔ کہ دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے بل چلنے سے خون کے دباؤ میں ایک خاص تبدیلی ہوتی ہے۔ جس کا اثر آواز پیدا کرنے والے اعضاء پر پڑتا ہے۔ اور بولنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔

امریکہ کے ایک سائنس داں پروفیسر فوٹلڈا (?) لیسرڈ نے بے شمار تجربے کرنے کے بعد ثابت کیا ہے۔ کہ اگر آدمی کے پیر اس کے سر سے اونچے رہیں۔ تو وہ ریاضی کے سوالات زیادہ آسانی سے حل کر سکتا ہے۔

ہوابازی بھی کئی امراض میں بے حد مفید ثابت ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر ڈاکٹروں کا بیان ہے۔ کہ اگر زکام ابتدائی حالت میں ہو۔ تو ہوائی جہاز میں سوار ہو کر دس ہزار فٹ کی بلندی پر آدھ گھنٹے تک پرواز کرنے سے یہ مرض دور ہو جاتا ہے۔

یارک شائر کے ایک شخص کو سینے کی کوئی شکایت تھی۔ تکلیف تو معمولی سی تھی۔ لیکن وہ ایک عرصے سے اس میں مبتلا تھا۔ اس شخص نے ہوائی جہاز چلانا سیکھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ چند ہی روز میں سینے کی تکلیف جاتی رہی۔ اور وہ نہایت صحت مند ہو گیا۔

لندن کی سراغ رساں خواتین

لندن کے محکمۂ تفتیش جرائم میں اس وقت تین سراغ رساں خواتین ہیں۔ ان کا تقرر اس قدر کامیاب ثابت ہوا ہے۔ کہ اب انگلستان کی عورتیں حکومت سے مطالبہ کر رہی ہیں۔ کہ سراغ رساں خواتین کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ اور حکومت بھی ان کی کارگزاری سے خوش ہو کر اس امر پر آمادہ ہے۔ کہ سی۔ آئی ڈی سے متعلق جس قدر ڈویژن ہیں۔ ان میں کم از کم ایک ایک خاتون بطور سراغ رساں مقرر کی جائے۔ چنانچہ امید کی جاتی ہے۔ کہ عنقریب لندن کی سراغ رساں خواتین کی تعداد تین کے بجائے بیس ہو جائے گی۔

باتیں کرنے کا مرض

ویانا کے ہسپتال میں روبی پول نامی ایک سولہ سال کی لڑکی کو داخل کیا گیا ہے۔ اُسے یہ مرض ہے۔ کہ لمحہ بھر کے لئے بھی چپکی نہیں رہ سکتی۔ اسے ہسپتال میں آئے ایک ہفتہ

ہو چکا ہے۔ اور وہ اس وقت سے لے کر اب تک برابر باتیں کئے چلی جاتی ہے۔ ہسپتال کے تمام ڈاکٹر اس لڑکی کے مرض کی تشخیص سے عاجز آ چکے ہیں ؛

اس لڑکی کے باپ نے بیان کیا۔ کہ اسے انفلوئنزا ہو گیا تھا۔ بس اس وقت سے اسے باتیں کرنے کا مرض ہو گیا۔ ورنہ پہلے وہ طبعاً خاموشی پسند واقع ہوئی تھی ؛

گو اس لڑکی کی زبان لحہ بھر کو بھی نہیں تھمتی۔ لیکن اس کی باتوں سے عقل مندی ظاہر ہوتی ہے۔ ہسپتال میں آکر اس نے ڈاکٹروں سے بڑے بڑے مباحثے کئے۔ اور وہ اس کے ذخیرہ الفاظ اور معلومات پر دنگ رہ گئے ؛

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اسکول میں روبی کپ کا شمار ذہین ترین طالبات میں کیا جاتا تھا۔ اور وہ اسکول کے رسالے کی اڈیٹر تھی ؛

دل چسپ باتیں

وی آنا کی تعلیمی کونسل نے احکام جاری کئے ہیں۔ کہ شہر میں میونسپلٹی کے جس قدر اسکول ہیں۔ ان میں سے ہر ایک میں کم از کم ایک ایسا شخص ملازم رکھا جائے۔ جسے ٹکٹ اکٹھے کرنے میں مہارت ہو۔ تاکہ جن طلبا نے ٹکٹ جمع کرنے کا شغل اختیار کر رکھا ہے۔ وہ اس سلسلے میں اس سے ہر قسم کا مشورہ کر سکیں ؛

قاہرہ کے جنوب میں دس میل کے فاصلہ پر قدیم شاہان مصر کا ایک اَور مقبرہ دریافت کیا گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اب تک مصر سے جس قدر مقبرے دریافت ہوئے ہیں۔ یہ ان سب سے پُرانا ہے۔ ماہرین آثار قدیمہ کی رائے ہے۔ کہ یہ مقبرہ پانچ یا چھ ہزار سال کا پرانا ہے ؛

ہنگری کے ایک مشین ساز نے ایک انجن تیار کیا ہے۔ جو نب کے برابر ہے۔ مگر یہ بہت اچھی طرح کام کر سکتا ہے۔ اس کے سلنڈر کا قطر $\frac{1}{16}$ انچ ہے ؛

زیگو سلافیہ کے ایک سائنس داں کا بیان ہے۔ کہ ہر ایک دھات کے سکے کی سطح پر تین ہزار زندہ جراثیم ہوتے ہیں۔ چاندی جراثیم کے نشوونما پانے کے لئے اس قدر مفید نہیں۔ جس قدر تانبا۔ یہ جراثیم انسان کی صحت کے لئے چنداں مضر نہیں ہیں۔ البتہ وہ جراثیم جو نوٹوں پر ہوتے ہیں۔ تندرستی کے لئے ضرر رساں ہیں ؛

فلپائن کی ایک جھیل میں ایک ایسی چھوٹی

قسم کی مچھلی پائی جاتی ہے۔ کوئی سو مچھلیوں کا مجموعہ وزن صرف ایک چھٹانک ہوتا ہے۔ اس کو پانڈکا کہتے ہیں۔ جسامت میں اس قدر مختصر ہونے کے باوجود یہ مچھلی بناوٹ کے اعتبار سے بالکل مکمل ہوتی ہے۔

حبشہ کے دارالسلطنت ادیس ابابا کے معنی ہیں۔۔ نیا پھول۔

برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن کے نائب صدر ڈاکٹر اشیفن نے بہت غور و فکر کے بعد اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے۔ کہ اہل جاپان غذائیت کے اعتبار سے دنیا کا بہترین کھانا کھاتے ہیں۔ آپ نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے۔ کہ جاپانی ہر چیز کے ساتھ چاول استعمال کرتے ہیں جس میں اشارچ زیادہ ہوتا ہے۔

گول موتی سب سے زیادہ قیمتی ہوتے ہیں۔ ان سے دوسرے درجے پر مٹر کی پھلی کی وضع کے موتی۔ سب سے آخر میں بیضوی موتیوں کا نمبر ہے۔

ہوا باز تین ہزار فٹ کی بلندی سے اوپر پہنچنے کے بعد فضا میں اڑتے ہوئے طائروں کو نہیں دیکھ سکتا۔

پولینڈ میں ایک شخص کتوں کی پرورش کرتا ہے۔ ہر ایک کتے کو روزانہ ایک ایک سیب کھلاتا ہے۔ اس کا بیان ہے۔ کہ سیب کھانے سے کتے خوب تندرست رہتے ہیں۔

وی آنا کے ایک ڈاکٹر نے امراض کا ایک کیلنڈر تیار کیا ہے۔ اس میں بتایا ہے۔ کہ سال بھر میں موسموں کی تبدیلی پر انسان کن کن بیماریوں کا شکار رہتا ہے۔ اس ڈاکٹر کو یہ کیلنڈر تیار کرنے میں آٹھ برس صرف کرنے پڑے۔ اور اس عرصے میں اس نے بیس ہزار مریضوں کا معائنہ کیا۔

جیل دراصل لاطینی زبان کا لفظ ہے۔ اور اس کے معنے قفس کے ہیں۔

ڈنمارک میں مکھن نکالنے کا کام بے حد ترقی پر ہے۔ وہاں گایوں کی اس قدر کثرت ہے۔ کہ ہر دو آدمیوں کے حصے میں ایک گائے آتی ہے۔

زہریلی گیس سب سے پہلے اہل اسپارٹا ۴۲۹ برس قبل مسیح استعمال کی تھی۔

خبریں اور نوٹ

استنبول کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ استنبول کے مدرسہ حربیہ کو انگورا میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ انگورا میں اس مدرسے کے لئے جو عمارت تعمیر کرائی گئی ہے۔ اس پر دس ہزار پونڈ صرف ہوئے ہیں۔ یہ عمارت ترکی کی خوب صورت ترین عمارتوں میں سے ہے ۔

معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت ترکی استنبول اور بغداد کے درمیان ہوائی سروس کے قیام کا انتظام کر رہی ہے ۔

حکومت ترکی کو اطالیہ کی طرف سے ایک نوٹ موصول ہوا ہے۔ جس میں ترکی کے اس مطالبہ پر کہ درِ دانیال میں ترکی کو قلعہ بندی کا حق دیا جائے غور خوض کرنے کے لئے اجلاس میں شرکت پر آمادگی ظاہر کی ہے لیکن ساتھ ہی یہ اعلان بھی کر دیا ہے کہ اطالیہ کو اس امر کا حق حاصل ہوگا۔ کہ وہ جو طرز عمل چاہے اختیار کرے ۔

ڈیلی ٹیلی گراف لندن نے ایک خبر شائع کی ہے۔ کہ مجلس اقوام کے اجلاس میں جب درِ دانیال اور آبنائے باسفورس کے دوبارہ استحکام کا مسئلہ پیش ہوگا۔ تو روس۔ یونان۔ رومانیہ اور یوگوسلاویہ ترکی کی زبردست حمایت کریں گے۔ فرانس اپنے رویہ کا اعلان برطانوی حکمت عملی کے انکشاف پر کرے گا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اطالیہ۔ بلغاریہ۔ اور ہنگری کی طرف سے اس مطالبہ کی شدید مخالفت کی جائے گی ۔

قاہرہ ۳۰ اپریل۔ شہزادہ فاروق کی بادشاہت کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ آپ ۵ مئی کو بذریعہ جہاز انگلستان سے مصر پہنچ جائیں گے۔ شہزادے کے نابالغ ہونے کی وجہ سے سلطنت کے انتظام کے لئے کونسل آف ریجنسی قائم کی جائے گی ۔

قاہرہ۔ یکم مئی۔ شاہ فواد کا جنازہ شاہی ترک و احتشام سے اٹھایا گیا۔ جنازہ کا جلوس دو میل لمبا تھا۔ جس میں شہزادے۔ کابینہ کے وزرا اور عمائدین شامل تھے۔ جلوس کے اوپر ہوائی جہاز آہستہ آہستہ پرواز کر رہے تھے ۔

قاہرہ ۲ مئی۔ مصر کے انتخابات میں وفد پارٹی کو شاندار کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ وفد پارٹی کے ایک سو تریسٹھ امیدوار کامیاب ہوئے ہیں۔ اس کے برعکس چھ مخالف جماعتوں نے صرف چونسٹھ نشستیں حاصل کی ہیں ۔

قاہرہ ۲ مئی۔ مصری کابینہ کے انتخابات کے سلسلے میں خون ریز فساد ہو گیا جس میں ۲ آدمی گولی سے اڑا دیئے گئے۔ اور ۲۳ سخت زخمی ہوئے ۔

اخبار "ٹائمز" لندن کا نامہ نگار متعینہ وی آنا اطلاع دیتا ہے کہ حکومت آسٹریا نے اس خبر

کی تردید کر دی ہے۔ کہ آسٹریا کی فوجوں نے جرمنی کی سرحد پر چڑھائی کر دی ہے۔ حکومت کا بیان ہے۔ کہ فوجوں کی نقل و حرکت محض موسم کی تبدیلی کی وجہ سے عمل میں آئی ہے۔ البتہ آسٹریا پر جرمنی کے قبضے کو ایک عبرت ناک واقعہ قرار دیتے ہوئے سرحدی استحکام ضروری سمجھے گئے ہیں۔ اس لئے سرحد پر فوجوں کا تعین کوئی غیر معمولی بات نہیں ؛

حکومت امریکہ نے پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اس کا جنگی بیڑا کسی دوسری طاقت سے کمزور نہیں رہے گا۔ لہذا سال آئندہ کے میزانیہ میں نئے جنگی تباہ کن جہازوں اور آبدوز کشتیوں کی کی ساخت کے لئے ۵۲ کروڑ دس لاکھ ڈالر منظور کئے گئے ہیں۔ ۵۲ جنگی جہاز زیر تعمیر ہیں بارہ نئے تباہ کن جہاز اور چھ آبدوز کشتیاں تیار کرائی جائیں گی ؛

ٹوکیو کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ جاپانی مانچوکو کی سرحد پر سوویٹ روس زبردست جنگی تیاریوں میں مصروف ہے قلیل سے عرصے کے اندر فوجی تیاریوں پر ۹½ کروڑ پونڈ صرف ہو چکے ہیں۔ تمام سرحد پر پچاس پچاس اور سو سو گز کے فاصلے پر آگے پیچھے تین تین چار چار قلعے تعمیر کر دیئے گئے ہیں۔ ان قلعوں کی تعداد پانچ ہزار سے زیادہ ہے ؛

لندن ۲ مئی۔ بندرگاہ کیلئے سے ہانگ کانگ تک ریلوے لائن مکمل ہو گئی ہے۔ امید ہے کہ آمد و رفت کے لئے اس راستے کا افتتاح مئی کے وسط میں کیا جائے گا ؛

ادیس ابابا کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ شہنشاہ حبشہ ملکہ اور ولی عہد کی معیت میں ادیس ابابا سے رخصت ہو کر جبوتی پہنچے جہاں سے وہ بذریعہ جہاز فلسطین روانہ ہو گئے ان کے جانے کے بعد ادیس ابابا میں قتل و غارت اور لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ منتشر فوجیوں اور شہر کے مفسدہ پردازوں نے محل پر یورش کر دی۔ اور اسے لوٹ لیا گیا۔ شہر کا نصف سے زیادہ حصہ جلا کر خاکستر کر دیا گیا۔ بازاروں میں جگہ جگہ نعشیں پڑی نظر آتی ہیں۔ موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ غیر ملکیوں سے کوئی ہلاک نہیں ہوا ؛

لندن ۴ مئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ شہنشاہ حبشہ بہت سے ہیرے۔ موتی۔ اور دیگر قیمتی جواہرات اپنے ہمراہ لے گئے ہیں۔ شہنشاہ کے لاکھوں پونڈ برطانوی اور فرانسیسی بنکوں میں جمع ہیں۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ آپ انگلستان میں عام برطانوی شہری کی حیثیت سے قیام کریں گے ؛

رایوٹر کے نمائندے کا بیان ہے۔ کہ شہنشاہ کو ملکہ نے حبشہ چھوڑ دینے پر مجبور کیا۔ اور وہ محل کو عوام کے سپرد کر کے روانہ ہو گئے۔ تاکہ عوام

محل کی تمام اشیاء پر قبضہ کرلیں۔ اور دشمن فائدہ نہ اٹھا سکے۔

روما ۹ مئی۔ بعض حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ شہنشاہ حبشہ نے مجلس اقوام سے فریاد کی۔ تو اسے ایک معقول رقم بطور وظیفہ دی جائے گی۔ لیکن اسے یا دلی صدکو حبشہ واپس نہیں آنے دیا جائے گا۔ یہ بھی خیال کیا جارہا ہے۔ کہ مارشل بیڈوگلیو کو مفتوحہ علاقے کا گورنر بنادیا جائے گا۔

ادیس ابابا۔ ۵ مئی۔ ریوٹر کی خبر ہے۔ کہ آج سہ پہر کو اطالوی فوجیں حبشہ کے دارالسلطنت ادیس ابابا میں داخل ہوگئیں۔

جبیوٹی ۵ مئی۔ راس نصیبو اور جرنیل وہب پاشا دیر ڈاوا سے جبیوٹی پہنچ گئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سارے ملک پر اطالیہ کا قبضہ ہوگیا۔

ادیس ابابا۔ شاہ نجاشی کے فرار کی سب سے بڑی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ حبشی فوجوں میں غداری اور بزدلی کا جذبہ عود کر آیا تھا۔ ترامہ درید کی پہاڑیوں میں شہنشاہ کی شکست کا باعث یہ ہے۔ کہ اسا کی فوج کے پانچ ہزار آزمودہ کار حبشی سپاہیوں نے جنگ سے انکار کردیا تھا۔ ان لوگوں نے اطالوی ایجنٹوں سے بھاری رقمیں لے کر اپنے ملک سے غداری کی۔

روما کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حبشہ کے فتح ہوجانے کی خوشی میں تمام قلمرو سے اطالیہ میں چراغاں کیا گیا۔

لندن ۹ مئی۔ مسٹر ایڈن وزیر امور خارجہ نے ایک تقریر کے دوران میں حبشہ کی تباہی پر تبصرہ کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ انگلستان کا دامن پاک ہے۔ اس نے اس وقت تک جو کچھ اقدام بھی کیا۔ اس سے خودغرضی کی بو ہرگز نہیں آتی۔ اس لئے حکومت انگلستان کو کسی قسم کی ملامت نہیں کی جاسکتی۔

الہ آباد۔ ۵ مئی۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے ملک کے نام اپیل شائع کی ہے۔ کہ ۹ مئی کو یوم ابی سینیا منایا جائے۔ آپ نے حبشہ سے ہمدردی اور جابر حکومتوں کی چالوں پر نفرت کا اظہار کیا ہے۔ نیز آپ نے بیان کیا ہے۔ کہ مجلس اقوام بالکل ناکارہ ثابت ہوئی ہے۔ آپ کی تجویز ہے۔ کہ ۹ مئی کو تمام ملک میں جلسے منعقد کرکے حبشہ سے ہمدردی کا اظہار کیا جائے۔

کمشنر صاحب کوئٹہ نے اس مضمون کا ایک اعلان شائع کیا ہے۔ کہ وہ لوگ جن کی جائدادیں ان کے قبضے میں ہیں۔ ثبوت پیش کرنے کے بعد ۳۱ مئی کو اپنی جائدادیں ان سے لے لیں۔ اس تاریخ کو جو جائداد نہ لی جائے گی اسے لاوارث تصور کرتے ہوئے پولیس کے حوالے کردیا جائے گا۔

واردھا۔ ۹ مئی۔ مہاتما گاندھی وارد ھا کے قریب

ایک چھوٹی سی بستی میں جس کا نام ویگاؤں ہے۔ چلے گئے ہیں۔ وہاں ان کے لئے ایک جھونپڑا بنایا جا رہا ہے۔

رنگون کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ برما میں گرد و غبار کے ایک شدید طوفان کے باعث صرف علاقہ کرنڈن میں تین لاکھ روپے کی جائداد کا نقصان ہو گیا۔ اور ۳۸ جانیں تلف ہو گئیں۔ اس کے علاوہ بیس دیہات کو سخت نقصان پہنچا۔ اور ایک ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔

پچھلے ہفتے ڈھاکے میں زلزلہ کا ایک خفیف جھٹکا محسوس کیا گیا۔ لیکن کسی قسم کے نقصان کی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

بمبئی ۹ مئی۔ گزشتہ ہفتے کے دوران میں ۸۰ لاکھ ۹۲ ہزار ۸ سو ۱۲ روپے کا سونا یورپ اور امریکہ کو بھیجا گیا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس وقت تک کل ۲ ارب ۶۸ کروڑ ۹۸ لاکھ ۵ ہزار ایک سو ۴۲ روپے کا سونا ہندوستان سے غیر ممالک کو جا چکا ہے۔

اوٹاکمنڈ۔ ۱۱ مئی کو ہندوستان کی بری۔ بحری اور فضائی افواج اور پولیس کے سامنے گورنر جنرل کا ایک پیغام پڑھ کر سنایا جائے گا۔

ٹریونڈرم۔ مسٹر خالد لطیف گابا رکن اسمبلی عنقریب ریاست تراونکور کا دورہ کریں گے۔ آپ ۷ مئی کو یہاں پہنچیں گے۔ اور ایک ہفتے تک ریاست کے مختلف شہروں میں اسلام پر لیکچر دیں گے۔

لاہور ۳۰ اپریل۔ کل صبح مسٹر محمد علی جناح نواب احمد یار خاں دولتانہ کے ہمراہ دہلی سے لاہور پہنچے۔ اسٹیشن پر ان کا خیر مقدم کیا گیا۔

لاہور۔ پنجاب کانگرس ورکنگ کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے انتخاب کے لئے ہر حلقے سے کانگرسی امیدوار کھڑے کئے جائیں۔ اور اس مہم کے لئے ۵۰ ہزار روپیہ جمع کیا جائے۔

برما میں آج کل یہ تحریک زوروں پر ہے۔ کہ برما یونیورسٹی کا بائیکاٹ کیا جائے۔ اور ایک نئی قومی یونیورسٹی کی بنیاد رکھی جائے۔ چنانچہ اس سلسلے میں اس تحریک کے حامیوں کا ایک زبردست جلسہ ہوا۔ جس میں کونسل اور اسمبلی کے متعدد اراکین اور متعدد رہنماؤں نے حصہ لیا۔

کلکتہ ہگلی جوٹ ملز میں ہڑتالیوں نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ جس کی وجہ سے چالیس مزدور اور دو یورپین مجروح ہوئے۔

حضور وائسرائے مارکوئس لنلتھگو مع لیڈی صاحبہ اور اپنے پرائیویٹ عملہ کے ڈیرہ دون سے شملہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

سری نگر سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مہاراجہ کشمیر ۵ مئی کو سری نگر پہنچیں گے۔

الہ آباد کے قلعہ اور اسلحہ خانے کی عمارت میں آگ لگ گئی۔ نقصان کا اندازہ نہیں ہو سکا۔

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب خان فضل علی خاں صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم ہوشیارپور

عمرالدین و سندھی ۔ فتح دین ولد رحیم بخش و اللہ دتا ولد بوٹا ۔ گینڈا ولد مادا ۔ شادی ولد کھما علی محمد ولد باجا ۔ رحیم بخش ولد میراں بخش ذات جٹ سکنائے سینا تھانہ و تحصیل ہوشیارپور سائلان فریق اول

بنام طالع ور ولد میراں بخش و غلام محمد ولد پولا ۔ نور محمد ولد جواہر ۔ جبد ۔ خیر محمد پسران مصاحب وغیرہ ذات جٹ سکنائے سینا تھانہ و تحصیل ہوشیارپور مسول علیہم فریق دوم

دعوے تقسیم ۱۲ کنال ۱۲ مرلہ 3 9 4 ملکیت شاملات دیہہ واقعہ رقبہ سینا تھانہ ہوشیارپور

مقدمہ مندرجہ بالا میں حسب اشخاص فریق دوم مذکوران تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتے ہیں ۔ اور روپوش ہو جاتے ہیں ۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام اشخاص فریق دوم جاری کیا جاتا ہے ۔ کہ حسب اشخاص مذکوران فریق دوم مورخہ ۵ مئی ۳۶ء کو بمقام ہوشیارپور یا جس جگہ عدالت ہو حاضر ہو جاؤ ۔ اگر تاریخ مقررہ پر حاضر عدالت نہیں ہو گے ۔ تو ان کی نسبت کارروائی یک طرفہ عمل میں آوے گی تقسیم ہذا کے متعلق جو عذرات ہوں پیش کریں ۔ کہ تقسیم ہونے میں تم کو کیا عذر ہے ۔

آج بتاریخ ۳۰ اپریل ۱۹۳۶ء کو بدستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری ہوا ۔ دستخط حاکم مہر عدالت

فہرست اشخاص فریق دوم

(۱) نظام الدین ولد متصدی (۲) کمال الدین ولد متصدی (۳) خدا بخش ولد فتو (۴) مساۃ جمشید بیوہ سندھی (۵) ہاموں ولد عمرا (۶) فتح دین ولد عمرا (۷) جیون ولد عیدو (۸) میرا بخش ولد روڈا (۹) ہمیرا ولد روڈا (۱۰) علی بخش ولد ماموں (۱۱) امام دین ولد نور بخش (۱۲) بگھو ولد نور بخش ۔ (۱۳) امیر ولد نواب (۱۴) نور محمد ولد نواب (۱۵) مولا بخش ولد خوشا (۱۶) بابو ولد خوشا ۔ (۱۷) شیر محمد ماموں (۱۸) فتح محمد ولد ماموں (۱۹) خنگا ولد باجا (۲۰) نواب ولد باجا (۲۱) اکبر ولد کریم بخش (۲۲) غلام نبی ولد کریم بخش (۲۳) اسمٰعیل ولد کریم بخش (۲۴) محمد بخش ولد جان (۲۵) بگھا ولد جان (۲۶) حاکم علی ولد جان (۲۷) بوبا ولد خوشا (۲۸) رحیم بخش ولد میراں بخش (۲۹) عمرا ولد صوبا (۳۰) فرید ولد الاہیا (۳۱) عمرالدین ولد نتھا (۳۲) فتا ولد الاہیا (۳۳) نظام ولد مادا (۳۴) پیر بخش ولد بیگا (۳۵) میراں بخش ولد احاطہ (۳۶) علی بخش ولد احاطہ (۳۷) سلطان بخش ولد احاطہ (۳۸) مولا ولد طوطی (۳۹) اللہ دتا ولد الاہیا (۴۰) قادر بخش ولد پیر بخش (۴۱) علی محمد ولد الاہیا (۴۲) معز الدین ولد پیر بخش (۴۳) نظام الدین ولد لبنا (۴۴) ... ولد لبنا (۴۵) ... الدین ولد لبنا (۴۶) مساۃ ... بیوہ غلام ... (۴۷) ... ولد بولا (۴۸) ... ولد الاہیا ذات جٹ سکنائے موضع سینا تھانہ پرگنہ ہوشیارپور

اشتہار منادی زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب سردار جتندر سنگھ صاحب بی اے ایل ایل بی پی سی ایس سب جج بہادر درجہ دوم مقام لیہ ضلع مظفر گڑھ

ہندو خاندان ٹیکو رام تلوک چند بذریعہ ٹیکو رام ولد شیدو رام ذات مگلانی سکنہ کوٹلہ حاجی شاہ تحصیل لیہ مدعی

بنام مسماۃ امیرو دختر مسماۃ جیندو حال زوجہ مہر محمد یار ذات ممنہ سکنہ موضع تمنہ کلاں نشیب تحصیل لیہ مدعا علیہا

دعویٰ ‎85/-/-‎

ہرگاہ مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں درخواست و بیان حلفی مدعی سے پایا گیا ہے۔ کہ مدعا علیہا تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کر رہی ہے۔ اور روپوش ہو جاتی ہے۔ اس کی تعمیل معمولی طریقے سے ہونی بہت مشکل ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار اخبار مدعا علیہا کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بتقرر ۱۲ جون ۳۶ء عدالت ہذا میں مقدمہ کی اصالتاً یا وکالتاً پیروی کرے ورنہ بعدم پیروی کارروائی ضابطہ کی عمل میں لائی جائے گی۔

آج بتاریخ ۲۰ ماہ اپریل ۱۹۳۶ء بثبت ہمارے دستخط اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم مہر عدالت

باجلاس خان صاحب مفتی محمد یعقوب خان صاحب بار ایٹ لا سینئر سب جج بہادر ہزارہ

حضرت میر ولد حضرت اللہ سکنہ مانسہرہ دیوالیہ سائل

بنام شیخ احمد دین فضل الٰہی آڑھتیاں چرم منڈی نئی بازار لاہور متصل ریلوے گودام مسئول الیہ

درخواست ڈسچارج دیوالیہ

بخدمت ایڈیٹر صاحب اخبار تہذیب نسواں۔ لاہور

اندریں مقدمہ سائل بالا نے درخواست ڈسچارج دیوالیہ داخل کی ہے۔ اور مسئول الیہ بالا دیدہ دانستہ تعمیل نوٹس سے گریز کر رہا ہے۔ اس لئے آپ اپنے اخبار میں بذریعہ اشتہار مشتہر کریں کہ اگر مسئول الیہ بالا کو درخواست میں کوئی عذر ہو۔ تو ‎16‎ مئی ‎36‎ء کو اصالتاً یا وکالتاً پیش کرے۔ ورنہ اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔ تحریر ‎9‎ اپریل ‎36‎ء

دستخط حاکم مہر عدالت

سید عبد العلی پرنٹر و پبلشر نے مسلم پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپوا کر دفتر اشاعت پنجاب لاہور سے شائع کیا۔ ایڈیٹر سید امتیاز علی تاج

ہندوستان میں سب سے پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار

تہذیبِ نسواں

جسے
محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ و شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم
نے
۱۸۹۸ء میں جاری کیا
چندہ سالانہ مع محصول ڈاک ... پیشگی

نمبر ۲۰	لاہور۔ ہفتہ۔ ۱۶ مئی سنہ ۱۹۳۶ء	جلد ۳۹

تہذیب نسواں

لاہور۔ ہفتہ صفر المظفر ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

بعدالت چودھری سلطان سنگھ صاحب بی اے تحصیلدار اسسٹنٹ کلکٹر بہادر درجہ دوم نوح

مقدمہ تقسیم ۲۲۳ سال ۱۹۳۰ء / ۱۱-۳-۳۱ فہرست اسمائے مالکان جو موضع رہنہ سے باہر سکونت رکھتے ہیں

صفحہ ۱۱ل

راسئے بھان ولد شمع ۔ حسن خاں ولد امید قوم ملو ساکن رہنہ تحصیل نوح مدعیان

بنام مراد خاں وغیرہ فریق دوم مدعا علیہم

درخواست تقسیم مولذی لعا ملک واقع سوانہ رہنہ تحصیل نوح

زین خاں ولد بوٹا ساکن بربیکا ۔ کریم خاں ولد اسمٰعیل ساکن راسینہ تحصیل گوڑگانواں ۔ موکا ولد لاج خاں ساکن کوٹ ۔ شمرو ۔ پٹو پسران گیندا فیر خاں ۔ الٰہ بخش پسران بندا ۔ جٹو میاں ولد اسمٰعیل ۔ مساۃ تھوبی بیوہ ایاز ۔ یوسف ولد مٹھی ۔ سگرو ولد انور ۔ حسن خاں ۔ مدبو پسران روپڑ ۔ ہت سپت پسران حسینا نما کحول خاں ۔ سردار خاں پسران نجبا سکنہ منگہ کانیہ تحصیل پول ۔ چاہت خاں نابالغ ولد جمل ... رونما مرد رجندتی یامین ولد من ۔ لاڈ خاں گنڈی ۔ نتو پسران ست خاں ۔ ابراہیم مٹو پسران عبداللہ ۔ سید خاں ولد حمید خاں ۔ ماملا ولائتی خاں سکنہ سیرٹا تحصیل نوح ۔ امراؤ ۔ امرا ۔ منظور ۔ چھٹن پسران ملونڈ سکنہ مرورٹہ تحصیل فیروز پور جرکہ ۔ ماملا ولد حسین خاں ۔ جرتل ولد نبی بخش ۔ مساۃ بھوبی والدہ چاہت ۔ عبدل سکریاں پسران نجف خاں ۔ مراد خاں ولد اللہ بخش ۔ شمرو ولد شتاب ۔ کملو ۔ لرز پسران سیر خاں ساکن مانیکا ۔ رنمبھر ولد نعمول ساکن کیلوکا ۔ موکا ولد گشاری ۔ دہونتا ولد عمر خاں ۔ ماملا ولد مہرو ساکن رونجکہ تحصیل نوح ۔ مساۃ باقو بیوہ سولسو ساکن بیاں عطرد ۔ ماملا پسران کریاں ساکن لنٹی پور ۔ روضہ خاں جھبو سبحان پسران اشرف ۔ سکنہ اودا کا ۔ لیسین خاں ولد خدا بخش تحصیل گوڑگانواں ۔ مساۃ جھولی والدہ چاہت ۔ چھول خاں ولد سمیع خاں ۔ چھوٹیاں ولد لوہ سنگھ امید ولد امام خاں ۔ موسیٰ ولد ماملا ۔ امید ولد جدا ۔ سکنہ گوہ پور ۔ سیٹو ۔ ہنی سگھ نبی خاں پسران جگمال ۔ مرنوکل ولد مہر پلٹو انگوڑا پسران خوشیا ۔ سنگی ۔ نلو پسران ٹلکر ۔ گل خاں حسینا پسران عیوض ۔ بالی خاں بہری سلیم خاں امام خاں حشل پسران علی ۔ سکنول خاں ۔ نولا ۔ کول خاں پسران راج خاں ۔ توار خاں ولد کالا ۔ شنا ولد دل خاں موجو ۔ چاہت ۔ جمعہ پسران ؟ جو سکنہ ریبانہ ریاست الور ۔ عیوض ۔ برتاب ۔ کالا پسران عمر خاں ۔ عدلی راگھا پسران ہمرو ۔ دواد خاں ولد ہردتا ۔ جیونخاں ۔ جبال پسران خوشحال ۔ بلی خاں علاؤ بختاور سامیر خاں ولد چندا ۔ روپا ۔ جمعہ پسران کلو ۔ مرسو خاں کانولا ۔ سراب خاں پسران شوورل ۔ مساۃ گونس بیوہ بختاور امام خاں ۔ کمال ۔ خدا بخش ۔ ہزمدو پسران بودی ۔ بلونڈ ولد سالوت ۔ گنڈی ۔ موکتی جھنڈا پسران جگمال

کیا جاپان مسلمان ہوگا؟

آپ نے جاپان میں مذہب اسلام کی روز افزوں ترقی کا حال اخبارات میں پڑھا ہوگا۔ اور یہ بھی پڑھا ہوگا۔ کہ جاپانی حکومت بذات خود اسلامی لٹریچر کی نشر و اشاعت میں حصہ لے رہی ہے۔ اسلامی ملکوں کے علماء تبلیغ مذہب کے لئے جاپان آرہے ہیں۔ حکومت ان پر پابندیاں عائد نہیں کر رہی۔ بلکہ ان کی اعانت کر رہی ہے۔ جگہ جگہ مسجدیں اور کتب گھر بنائے جا رہے ہیں۔ ٹوکیو میں ایک عظیم الشان کتب خانہ اعداد المطالعہ امام خود جنگلی کے زیر اہتمام قائم کیا گیا ہے۔ اور اس مرکز اسلام سے جاپان کے گوشے گوشے میں آفتاب اسلام کی پاک شعاعیں پھیلائی جا رہی ہیں۔ مبارک ہیں وہ ہاتھ جن کے ذریعے رشد و ہدایت کی تکمیل ہو۔ اور سعادت مند ہیں وہ روحیں جو اپنی تشنگی چشمۂ اسلام کے مقدس اور برگزیدہ پانی سے بجھانے کے لئے بیتاب ہیں۔

جاپان اور جاپانیوں کی اس حق پرستی کو دیکھتے ہوئے معاً یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا جاپان حقیقتاً "دین فطرت" کے نور سے منور ہو رہا ہے؟ کیا جاپانی اسلام کی حقانیت کے دل سے گرویدہ ہو گئے ہیں؟ یہ ایک ایسا سوال ہے۔ جس کا جواب دینے کے لئے مجھے قیاس پر تکیہ کر کے کچھ کہنا پڑے گا۔ یہ تاریخی حقیقت آپ کو یاد رکھنی چاہئے۔ کہ جاپانی کبھی اور کسی زمانے میں پکے مذہبی نہیں رہے ہیں۔ ترک لذات کے فرسودہ اصول کو انہوں نے کبھی نہیں اپنایا تھا۔ وہ ہمیشہ سے دنیادار حکومت پرست لوگ رہے ہیں۔ ۱۸۶۸ء سے قبل حکومت کا مذہب بدھ مت تھا۔ وہ بدھ مذہب نہیں جو ساکیا منی گوتم بدھ نے تین ہزار سال پہلے بھارت ورش میں پھیلایا تھا۔ بلکہ اس کی ایسی مسخ اور اصلاح شدہ صورت جو جاپانیوں کی ضروریات کے مطابق تھی۔ ۱۸۶۸ء کے بعد شنتو ازم سرکاری مذہب قرار پایا۔ لیکن چند سال بعد چینی حکیم کنفیوشس کے عقائد عام ہو گئے۔

اب آج کل درحقیقت جاپان کا مذہب وطن پرستی ہے۔ جسے انگریزی میں نیشنلزم کہتے ہیں۔ جاپانیوں پر اس کا نشہ روز بروز چڑھ رہا ہے۔ حال ہی کی بات ہے۔ ایک ذمہ دار جاپانی افسر نے کسی مجمع میں تقریر کرتے ہوئے صاف صاف کہدیا۔ کہ ہم جاپانیوں کے خلاف اگر خود مہاتما بدھ اور حکیم کنفیوشس جیسے لوگ بھی افواج چڑھا لائیں۔ تب بھی ہم ان سے برسر پیکار ہو جائیں گے۔ اور اس وقت تک لڑتے جائیں گے۔ جب تک ان کے ناپاک جسموں کو پارہ پارہ نہ کر دیں گے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ جاپان کے سیاسی۔ معاشرتی یا اقتصادی مسائل پر غور کرتے وقت آپ کے ذہن سے یہ بات کبھی فراموش نہ ہونی چاہئے۔ کہ جاپان سراپا عمل اور کردار ہے۔ اور اس کی تمام سرگرمیوں کا مقصد اپنی تجارت کو فروغ دینا اور اپنی قیصریت کو بڑھانا ہے۔ اس نے روحانیات اور روایات پرستی کے بتوں کو پاش پاش

کر دیا ہے۔ اس کا مغرب کا معتقد اعظم ہوتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں سے ہمدردی کرنا اور ان کی دستگیری کرنا کچھ معنی رکھتا ہے۔ آج سے پندرہ بیس سال پہلے جاپان میں اسلام کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ سارے ملک میں مسلمانوں کی تعداد اس قدر قلیل تھی۔ کہ بآسانی انگلیوں پر شمار کی جا سکتی تھی۔ لیکن اگر آپ آج جاپان جائیں گے۔ تو آپ کو وہاں اسلامی سرگرمیاں نمایاں نظر آئیں گی۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی زبانوں کی تعلیم جاپانی یونیورسٹیوں میں بڑے خندہ کے ساتھ کی جا رہی ہے۔ مصر اور فلسطین کے علماء کو مدعو کیا جا رہا ہے۔ کیا یہ مسلم نوازی اس لئے ہے۔ کہ جاپان ملک چین پر جہاں کثرت سے مسلمان آباد ہیں۔ اقتدار حاصل کرنا چاہتا ہے؟

کیا اسلام اور مسلمانوں کی توقیر کر کے دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کے دلوں کو موہ لینا ممکن ہے۔ کیا اسلامی دنیا کی ہمدردی حاصل کر لینا کچھ دخل ہو سکتا ہے؟

کیا جاپان اپنی بڑھتی ہوئی تجارت کے واسطے اسلامی ممالک کے بازار حاصل کرنا چاہتا ہے؟ کیا جاپان اپنے پروفیسروں کو بھیج کر بلاد اسلامیہ میں پان اسلامی خیالات کی نشو ونما کرنا چاہتا ہے؟ کیا سادہ لوح مسلمانوں کے دماغ میں ایشیا پرستی (جس کا واحد علمبردار وہ خود ہے) کے بیج بوئے جا رہے ہیں۔ کیا اس کا مقصد روس اور برطانیہ (جن کی حکومت مسلمانوں پر ہے) کی سیاسی مسائل کو پیچیدہ کر کے خود فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے؟ یہ ایسے سوالات ہیں جن کا جواب سردست نہیں دیا جا سکتا۔

اس قدر ہر شخص اچھی طرح جانتا ہے۔ کہ جاپان کسی بے مصرف اور دور از کار مقصد کے حصول میں اپنا قیمتی وقت ہرگز ضائع نہیں کرتے۔ ادھر ترکی سے معاہدہ ہوا۔ ادھر حیث استنبول میں جاپانی مصنوعات کی نمائش کی تیاریاں ہونے لگیں۔ افغان۔ جاپانی چیمبر آف کامرس (تجارتی ادارہ) کا قیام۔ جاپانی انجینیئرو پروفیسروں اور فوجی افسروں کا افغانستان کی ملکی تجدید کے لئے مقرر ہونا حال ہی کی باتیں ہیں۔ سنا گیا ہے۔ کہ پہلوی حکومت ایرانی ریلوے کی تعمیر جاپان کے سپرد کرنے والی ہے۔ اور معدنیات۔ افواج اور بحری اور ہوائی بیڑے کا پورا کام بھی سرکاری طور پر جاپانیوں ہی سے کرایا جائے گا۔

مشکل سے چند سال ہوئے ہوں گے۔ کہ جاپان نے اسلام میں دلچسپی لینی شروع کی تھی۔ اور ممالک عرب کے طلباء کے لئے وظائف مقرر کئے تھے۔

اس مختصر سے عرصے میں اس نے اسلامی ممالک سے اس کے معاوضے میں کافی مادی فوائد حاصل کر لئے۔

یہ تجارتی ملک اسلام پروری سے فائدے میں رہے گا۔ یا نقصان میں؟ ناظرین خود اندازہ لگائیں۔

(ماخوذ از ورلڈ ریویو آف ریلیجن)

بیگم فاروق۔ گلعہ گوالیار

مہذب لوگ ہم سے کیوں علیحدہ رہتے ہیں

ہمیں اس بات کی بڑی شکایت ہے۔ کہ مہذب لوگ ہمارے دوست نہیں بنتے۔ اور بالکل الگ تھلگ رہتے ہیں۔ وہ ہم سے ملتے بھی ہیں۔ مگر اس طرح۔ کہ ہمیں یہ نہیں معلوم ہوتا۔ کہ وہ ہمارے دوست ہیں۔ وہ اپنے کام سے کام رکھتے ہیں۔ ہمارے یہاں آمد و رفت بھی زیادہ نہیں رکھتے۔ نپی تلی بات کرتے ہیں۔ وہ بظاہر اچھی طرح ملتے ہیں۔ لیکن ہمیں ان کے اس طرح ملنے میں غیریت سی معلوم ہوتی ہے۔ شاید وہ بہت مغرور ہیں۔ یا ہم سے میل جول کرنا انہیں منظور نہیں۔ یا ان میں خلوص نہیں ہے۔ جو وہ ہم سے دل سے نہیں ملتے۔ غرض کوئی نہ کوئی وجہ اس علیحدگی کی ضرور ہے۔ اس وجہ کو ضرور معلوم کرنا چاہئے۔ تاکہ ہمارے دل میں جو بدگمانی مہذب لوگوں کی طرف سے ہے وہ دور ہو جائے۔ اور ہم ایک دوسرے سے کشیدگی نہ اختیار کریں۔ میں نے بڑے تجربے کے بعد اس وجہ کو معلوم کیا ہے۔ کہ مہذب لوگ ہم سے کیوں علیحدگی اختیار کرتے ہیں۔ آپ میری بات کو غور سے سنئے۔ اور میرے کہنے پر عمل کیجئے۔ تب یہ شکایت دور ہو جائے گی ÷

آپ مہذب لوگوں سے میل جول پیدا کرتی ہیں۔ تو دن ہو یا رات جب آپ چاہتی ہیں۔ اپنے گھر والوں اور دوستوں کی فوج لے کر ان کے پاس پہنچ جاتی ہیں۔ ان کے وقت کا مطلق لحاظ نہیں کرتیں۔ آپ کے بے موقع آنے سے ان کے ضروری کاموں میں خلل پڑ گیا ہے۔ دنیا میں وقت ہی کی قدر سے انسان اعلیٰ درجے حاصل کرتا ہے۔ تو آپ ان کی قیمتی چیز کو محض اپنی تفریح کی خاطر ضائع کر دیتی ہیں۔ آپ میں ایک اور بری عادت ہے۔ کہ چاہے وہ اپنا کوئی بھی کام کر رہے ہوں۔ آپ اس کو ضرور دیکھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اور کسی نہ کسی بہانے سے دیکھ ہی لیتی ہیں۔ آپ کے نزدیک کسی کو منہ ہاتھ دھوتے۔ کھانا کھاتے یا زندگی کی ضروریات کا کوئی اور کام کرتے دیکھنا برا نہیں کیونکہ یہ کوئی راز کی بات نہیں۔ کیا آپ نے حضرت لقمان کی تاریخ نہیں پڑھی۔ اگر آپ نے نہ پڑھی ہو۔ تو ضرور پڑھئے۔ یہ کیسے مہذب انسان تھے۔ کہ کسی نے ان کو نہاتے دھوتے۔ بلکہ منہ ہاتھ دھوتے بھی کبھی نہیں دیکھا۔ کیونکہ یہ بڑے ہی مہذب تھے۔ جب لقمان علیہ السلام جیسی ہستی نے کبھی عام ضروریات کو کسی کے سامنے رفع نہیں کیا۔ تو کیا وجہ ہے کہ ہم اپنی ضروریات ہر ایک کے سامنے رفع کریں۔ اور دوسروں کے گھروں میں گھس کر دیکھیں۔ کہ کون کیا کر رہا ہے۔ کیا یہ کوئی اچھی بات ہے۔ مہذب لوگ صبح ہی صبح اپنے غسل خانے میں منہ دھو رہے ہیں۔ تو آپ نے فوراً اپنے ملازم یا کسی گھر والے کو ان کے پاس کوئی چیز مانگنے کو بھیج دیا۔ کیا آپ نے ان سے میل جول اسی لئے کیا ہے۔ کہ ہر دم ان کے پاس آدمی بھیج کر چیز منگائیں۔ یا خود گھر میں گھس کر گھر والوں کو

دیکھتی پھریں۔ یہ بھی بڑی خراب عادت ہے۔ ہر چیز بے تامل مانگ لی جاتی ہے۔ کیا دوستی ملنے اور دق کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ ایک یہ بات بھی چھوڑنے کے قابل ہے۔ کہ وہ ایک دفعہ کی ملاقات میں وہ وہ حالات دریافت کرتی ہیں۔ کہ چند نجدا دوسرے کی باتوں میں کسی کو کیا دخل کہ بار بار سوال کر کر کے بیچاروں کو تنگ کر ڈالا جاتا ہے ؂

عموماً بچے اور نوکر بڑے بدتمیز ہوتے ہیں۔ اور ساتھ ہی چھوٹے بھی اعلیٰ درجہ کے۔ یہ لوگ روزانہ مہذب لوگوں کے باغ میں جاکر سارے پھول۔ کچے پھل۔ اور کچی کلیاں اجاڑ دیتے ہیں۔ کیاریاں پیروں سے کھونڈ ڈالی جاتی ہیں۔ اور پھاٹک کے کواڑ کو جھولا بنایا جاتا ہے۔ منع کرنا بے سود۔ اس کان سنا اور اس کان اڑا دیا۔ یہ لوگ گملے تک توڑ ڈالتے ہیں۔ اور کوئی منع کرنے کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ آپ کے بچوں کا تو کوئی نگران حال ہے۔ اور نہ اتالیق۔ جو ان کو پڑھائے اور ادب سکھائے۔ ان ہی اسباب کی بنا پر مہذب لوگ آپ سے علیحدہ رہتے ہیں۔ کیونکہ آپ کے میل سے لڑکوں کا ناک میں دم آجاتا ہے۔ جو چیزیں ان سے مانگ لی جاتی ہیں۔ ان کو برباد کر دیا جاتا ہے۔ کہیں روزانہ اخبار مانگا جاتا ہے۔ لیکن اس اخبار کی ذرا گت تو دیکھئے۔ پان کھا کر اس کے ورق الٹے جاتے ہیں۔ کوئی صفحہ ایسا نہیں۔ جس میں پیک نہ لگی ہو۔ کبھی کسی کے یہاں کوئی مریض دق کا بھی ہوتا ہے۔ جس کو اپنے منہ سے نہیں کہا جاتا۔ کہ وہ دق کا بیمار ہے۔ بھلا ایسے اخبار چھونے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ ان کا تو جلا دینا ہی اچھا ہے۔ اور اگر چیز دینے سے انکار کیا جائے۔ تو پھر کنجوس کہا جاتا ہے۔ صفائی کی تاکید کی جائے۔ تو کہتی ہیں۔ ہم نازی آدمی ہیں۔ گندے تھوڑا ہی ہیں۔ اگر کہا جاتا ہے۔ دق کے مریض کی احتیاط کیجئے۔ تو برا مان کر کہتی ہیں۔ خدا نہ کرے دق تھوڑا ہی ہے۔ وہ تو فلاں فلاں تکلیف کی وجہ سے شام کو حرارت ہو جاتی ہے۔ آپ نے اپنے گھر کئی مرتبہ اپنے ملنے والوں کو بلایا۔ ان کے سامنے پان پیش کئے۔ جب انہوں نے نہیں کھائے۔ تو آپ کو بڑی شکایت ہوئی۔ اب آپ کو بات کی اصل کون بتائے۔ کیونکہ ناحق برا مان کر گھمنڈی کا لقب عطا کر دو گی۔ آپ کے پاندان میں سے لوگ کتھہ چونا انگلیوں پر لگا کر چاٹتے ہیں۔ بھلا کوئی ایسے گندے پان کیوں کھائے۔ کیا آپ کی خاطر سے کھا کر کسی مرض میں مبتلا ہو جائے۔ آپ کے یہاں ایک مریض چیچک کا بھی تھا۔ آپ نے ہم سے اس کا ذکر پہلے سے نہیں کیا۔ جب آپ کے گھر سے رخصت ہونے لگے۔ تب آپ نے بتایا۔ ہم گھر آکر نہائے۔ تو آپ نے سن کر برا مانا۔ کہ ہم نے اپنے کو پاک صاف سمجھ رکھا ہے۔ ہم تو اسی گھر میں رہتے ہیں۔ ہمارے چیچک نہ لگ جائے۔ جو بیماری ہوتی ہے۔ وہ خدا کے حکم سے ہوتی ہے۔ آدمی کے احتیاط سے ہوتا بھی کیا ہے۔ یہ تو صرف وہم ہے ؂

آپ میل جول کا نام کر کے اپنے تو سب کام

نکال لیتی ہیں۔ لیکن دوسرے کے کام کے وقت آپ بیسوں بہانے کرتی ہیں۔ مہذب لوگ ان تمام باتوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ آپ سے علیحدہ رہتے ہیں۔ یہ باتیں جو وہ ناپسند کرتے ہیں۔ دراصل بُری ہیں۔ اگر وہ آپ کی طرح بن کر رہیں۔ تو وہ اعلیٰ سوسائٹی میں بیٹھنے کے قابل نہیں رہتے۔

نورِ چشمے کل ایک بہن مجھ سے ملنے آئیں۔ باتوں باتوں میں کہنے لگیں۔ کہ دنیا بڑی خودغرض ہے۔ خلوص کا نام نہیں۔ ایک بیوی میرے پڑوس میں آکر رہیں۔ کہنے کو خاندانی شریف اور مالدار تھیں۔ لیکن ان کی زبان و عمل میں بڑا فرق تھا۔ انہوں نے مجھ سے ناحق بہن بہن کہہ کر میل جول پیدا کیا۔ اور آنا جانا اور حصہ بخرہ کی رسم جاری کی۔ میں چونکہ ایک سچی تعلیم یافتہ مسلمان تھی۔ ان کی باتوں کو سچا جان کر ان کو اپنا دوست سمجھنے لگی۔ یہ خبر نہ تھی۔ کہ وہ رسم اس لئے پیدا کر رہی ہیں۔ کہ ضرورت کی چیزیں مانگ مانگ کر اپنا کام چلائیں گی۔ وہ بہن بن کر جو چیز مانگتیں۔ میں دے دیتی۔ میرے نئے پلنگ انہوں نے منگوا لئے۔ اور اپنے نوکروں کو سونے کو دے دیئے۔ نوکروں نے ان پر بیٹھ کر کھانا کھایا۔ اور خوب پاسے پٹی ڈھیلے کر دیئے۔ میں نے دوست سمجھ کر صبر کیا۔ اسی طرح انہوں نے بہت سے نقصان کئے۔ ان کے بچوں نے باغ کے تمام پھول نوچ کھسوٹ کر پھینک دیئے گملے توڑ ڈالے۔ میں نے مروت سے کچھ نہ کہا۔ ایک دن وہ آکر بہت باتیں بنانے لگیں۔ مجھ کو ایک چیز کی ضرورت تھی۔ تو وہ بولیں۔ میرے ہاں ہے۔ میں آپ کو ضرور بھیجوں گی۔ بھلا اتنی سی چیز کی بھی کیا بات ہے۔ میں نے کہا۔ کہ آپ کی خوشی ہے۔ میں تو ندر نہیں رہتی۔ کہ آپ بھیج ہی دیں۔ خیر وہ رخصت ہو گئیں۔ دوسرے دن آکر کہنے لگیں۔ کہ وہ چیز تو ہمارے رشتہ دار مانگ لے گئے ہیں۔ ہم فلاں دن آپ کو ضرور بھیج دیں گے۔ خیر وہ دن بھی آیا۔ میں نے کہا۔ اب تو وہ چیز آگئی ہو گی۔ ذرا دیر کر حسب وعدہ بھیج دیجئے۔ تو کہا۔ آپ بازار سے منگوا کر اپنی ضرورت پوری کر لیجئے۔ ابھی ہمارے استعمال میں ہے۔ جب انہوں نے نوکر کی زبانی مجھ کو یہ خودغرضانہ جواب دوستی کے پردے میں دیا۔ تو مجھ کو بہت بُرا لگا۔ پھر میں نے بھی ان کو ترکی بہ ترکی جواب دینے شروع کئے۔ ان کے نوکر نے ایک دن دو پلنگ آکر مانگے۔ میں نے کہہ دیا۔ کہ پلنگ ہمارے استعمال میں ہیں۔ بازار میں ایک آنہ روز پر پلنگ کرائے پر ملتے ہیں۔ تم اس قدر تو امیر ہو۔ جا کر لے آؤ۔ پیسے کے ہوتے ہوئے کسی کا احسان لینا نہیں چاہئے۔ اسی طرح میں نے اور چیزوں کے مانگنے پر بھی کہا۔ پھر ان لوگوں نے میرے گھر آنا اور چیز مانگنا بند کر دیا۔ خدا خدا کر کے پیچھا چھوٹا۔

اب میں یہ سوال کرتی ہوں۔ کہ میل جول میں یہ خودغرضی کیسی۔ میل جول بھی کرو۔ اور دغا بازی بھی کرو۔ اور اپنا مطلب بھی نکالو۔ یہ دوستی کاہے کو ہوئی۔ خاصی دغا بازی ہے۔ بس یہی وجہ ہے۔ کہ تعلیم یافتہ لوگ بہت میل جول ایسے گندم نما جو فروش

دوستوں سے نہیں کرتے۔ وہ شروع ہی سے میلحدہ رہتے ہیں۔ اور لڑائی کی نوبت نہیں آنے دیتے۔ جن بہن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ وہ تعلیم یافتہ تو ضرور تھیں۔ لیکن ان کو دنیا کا زیادہ تجربہ نہیں تھا۔ وہ بھولی بھی بہت تھیں۔ ورنہ اس قدر بے تکلفی کی نوبت ہی نہ آنے دیتیں۔ جس سے نفرت اس درجہ بڑھتی۔ اگر ہم بھی پڑھ لکھ کر خلوص اور انسانیت سیکھ جائیں۔ تو مہذب لوگوں کے زمرے میں ہم بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن جب تک ہم غیر مہذب رہیں گے۔ ہمیں ایسا ہی معلوم ہوگا۔ کہ مہذب لوگ مغرور ہیں۔ اور ہمیں بُرا سمجھ کر علیحدہ رہتے ہیں۔ یہ ہماری عقل کا قصور ہے۔ کہ ہم معاملے کی اصلیت نہ سمجھ کر ان کی ظاہری باتوں پر معترض ہو کر انہیں بُرا کہنے لگتے ہیں۔ سب بہنوں کو تعلیم حاصل کر کے انسانیت کا جامہ پہننا چاہئے۔

شاہزادجہاں بیگم۔ از آگرہ

جانوروں پر ظلم

محترمہ بہن شہزادجہاں بیگم نے ۲۴ اپریل کے پرچے میں کرایہ کی گاڑیوں اور چھکڑوں کی نسبت جو میونسپلٹیوں کی توجہ منعطف کرانی چاہی ہے۔ وہ واقعی قابل غور ہے۔ بڑی حیرت کا مقام ہے۔ کہ آگرہ جیسے شہر کی میونسپل کمیٹی اس قدر بے پروائی برتتی ہے۔ یہاں تو ہر بڑے شہر میں خصوصیت سے اس بات کی شکایت ہو رہی ہے۔ کہ پانی کا انتظام نہیں۔ مقدار بھی ناکافی ہوتی ہے۔ راستے اور نالیاں اکثر غلیظ رہا کرتی ہیں۔ مچھروں کی کثرت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ پانی باوجود فلٹر کئے جانے کے گدلا اور کلورین کی بو سے معمور ہوا کرتا ہے۔ یہی حالات ہمارے کلکتہ کے ہیں۔ حالانکہ سارے ارکان کمیٹی شہری ہندوستانی معززین ہیں۔ میئر سے کر کونسلر تک سب ہندوستانی ہیں۔ اب کے سال تو گورنمنٹ کی طرف سے فخر کلکتہ محترمہ سکینہ بیگم فرخ سلطان ایم اے بی ایل ایڈووکیٹ کلکتہ ہائی کورٹ بھی کونسلر مقرر ہوئی ہیں۔ دراصل کارپوریشن کے حکام سراسر ہماری اپنی بے اعتنائی کی وجہ سے لاپروائی برتتے ہیں۔ اگر شہری لوگ نظم و نسق میں دلچسپی نہ لیں۔ اور اس کی اصلاح کے وسائل اور تدابیر ہر موقع و مناسب پر پیش نہ کرتے رہیں۔ تو ارکان میونسپلٹی حتی الامکان بے کار جھگڑوں سے گریز کرتے رہیں گے۔ لیکن جانوروں پر ظلم کا جو سوال ہے۔ اس سے تو ہم فقط میونسپلٹی کو ملزم نہیں ٹھہرا سکتے۔ ہر بڑے شہر میں C. S. P. C. A قائم کی گئی ہے۔ اور یہ سوسائٹی خصوصیت سے جانوروں کی نگرانی کا خیال رکھتی ہے۔ کیا مجال جو مقررہ بوجھ سے زیادہ اسباب کوئی چھکڑے پر لاد تو دے۔ فوراً سی ایس۔ پی سی اے والے زائد مال اتروا دیں گے۔ اور جرمانہ الگ ہوگا۔ اسی

طرح اگر چھکڑے کے مائز میں ریڈ نہ ہو۔ تو چھکڑے والے پر جرمانہ ہوگا۔ تیز دھوپ میں اگر گھوڑا گاڑی چلائی جائے۔ یا وقت مقررہ سے زیادہ دیر تک جوتا جائے۔ تو جرمانے ہوں گے ٭

C. S. P. C. A. والوں کا یہی کام ہے۔ کہ اپنے ماتحتوں سے بے زبان جانوروں پر زیادتی کے متعلق کیفیت طلب کریں۔ اور مجرموں کو قرار واقعی سزا دلائیں۔ یہی کل کی بات ہے۔ یعنی ۶۔ اپریل کو مسٹر سید واجد علی تھرڈ پریسیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ کے اجلاس میں کے بی سین وغیرہم پر فی کس ۲۰ روپے جرمانہ کئے گئے۔ کیونکہ ان لوگوں نے ایک سو اسی بندروں پر ظلم و تشدد اس طرح پر کیا ہے۔ کہ ایک ایک بکس میں پندرہ پندرہ بندر ٹھونس دیئے تھے۔ وہ ایک دوسرے سے بندھے ہوئے تھے۔ اور تین دن تک لاری میں بھر کر بے آب و دانہ لکھنؤ سے کلکتہ لائے گئے تھے۔ حسن اتفاق سے سوسائٹی مذکور کے آدمیوں کی نظر پڑ گئی۔ اور چالان کر دیا گیا۔ اسی طرح دو اور چھکڑے والوں پر فی کس تیس روپے جرمانہ اور ایک ماہ قید کی سزا اس لئے دی گئی۔ کہ مال مقررہ وزن سے زیادہ لدا ہوا تھا ٭

اگر آگرہ میں یہ محکمہ قائم نہیں۔ تو شہر کے ذی اثر اصحاب اس کو قائم کرائیں۔ یہ سوسائٹی نہ صرف بے زبان جانوروں کی محافظ ہے۔ بلکہ آئے دن گھروں میں جو ذکر دوں۔ یتیم بچوں۔ حتیٰ کہ اپنے اور سوتیلے بچوں پر بھی جو ظلم یا بیجا مار پیٹ ہوا کرتی ہے۔ جو حد سے زیادہ اور ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ تو ایسے حالات میں قانونی چارہ جوئی کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اکثر اوقات تو لاوارث بچوں کو ایسے ظالم سرپرستوں سے قانونی کارروائیوں کے ذریعے چھین کر ہوم میں بھیج دیتے ہیں ٭

کلکتہ میں ایک اینگلو انڈین عورت کو اسی لئے سخت سزا دی گئی۔ کہ سوسائٹی مذکور نے ایک بچے پر اسے بے حد ظلم کرتے پایا تھا ٭ یہاں بھی لوگ آمدنی کی صورت نکالنے کے لئے کرائے کی گاڑی اور چھکڑے چلاتے ہیں۔ لیکن یہاں پولیس کے سپرد یہ محکمہ ہے ٭ گاڑی کے گھٹے اور پردوں کو ہر سال مرمت اور تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ یہاں ہمہ اکثر فرش کی برساتیاں واٹر پروف جیسے پچھلے رکھ چھوڑتے ہیں۔ لیکن ٹیکسی وغیرہ کے باعث لوگوں کو اس قدر تکلیف نہیں ہوتی ٭

جمیلہ بیگم۔ کلکتہ

تہذیبی بہنوں سے التماس

شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم کی ذات بابرکات کی بدولت تحریک نسواں کو جو فائدہ پہنچا ہے۔ شاید ہی کسی اور ہندوستانی

پیڈرے پہنچا ہو۔ صنف نازک کے لئے انہوں نے ایثار اور قربانیاں کرکے اپنی پوری جوانمردی اور عالی ہمتی کا ثبوت دیا۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی فرقۂ نسواں کی بہبودی اور ان کی اخلاقی تمدنی۔ تعلیمی اور معاشرتی حالات کی اصلاح اور ترقی کے لئے وقف کردی۔ ہمیشہ بے کس اور نادار عورتوں کی مدد کی۔ اور ان کے تعلیمی شوق کو بڑھاتے رہے۔ مولوی صاحب مرحوم اپنے پہلو میں وہ ہمدرد دل رکھتے تھے۔ جو عورتوں کے مصائب وتکالیف۔ ان کی بے کسی اور مظلومیت کو دیکھ کر بغیر متاثر ہوئے نہ رہتا تھا۔

ان کے احسانات سے فرقۂ نسواں کبھی سبکدوش نہیں ہوسکتا۔ ان باتوں کو جانتے ہوئے ہم بے حس غافل پڑے ہوتے ہیں۔ تہذیب نسواں میں مولوی صاحب مرحوم کی ایک یادگار قائم کرنے کے لئے مدت سے تحریک ہورہی ہے۔ بار بار تہذیبی بہنوں کی توجہ منعطف کرائی گئی۔ لیکن ہماری بے حسی کا یہ عالم ہے۔ کہ ہمارے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اور ہم خواب غفلت میں پڑے سورہے ہیں۔

اب ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ سب تہذیبی بہنیں مستعد ہوجائیں۔ اور مولوی صاحب مرحوم کی یادگار قائم کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں۔ ہماری غفلت شعاری اور عدم توجہی سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی زندگی میں جو عقیدت وارادت ہم ان سے رکھتے تھے۔ وہ صدق وخلوص پر مبنی نہ تھی۔ ورنہ باوجود اس قدر جدوجہد کے اتنی قلیل رقم نہ جمع ہوئی۔ اس طرز عمل سے تہذیبی بہنیں اپنی پست ہمتی کا اظہار کرتی ہیں۔ اور ایک جاں نثار اور محسن کی احسانات کی ناقدرشناسی کا ثبوت دیتی ہیں۔ مولوی صاحب مرحوم کے کارنامے ایسے نہیں ہیں۔ جو اس قدر جلد فراموش کردیئے جائیں۔

اب وہ اس دنیائے فانی میں نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی روح جنت الفردوس کی سیر کررہی ہوگی۔ ان کی روح کو فرحت پہنچانے کے لئے سوائے اس کے اور کوئی ترکیب ہمارے ذہن میں نہیں ہے۔ کہ ان کے لئے ایک یادگار قائم کی جائے۔ جسے دیکھ کر ان کی روح خوش ہو

محترمہ امت الوحی صاحبہ کی یہ تجویز بہت مناسب ہے۔ کہ تہذیب نسواں اور پھول کی سب خریدار اپنے چندے کے ساتھ صرف ایک مرتبہ ایک روپیہ زائد ادا کریں۔ یہ ایک ایسی تجویز ہے۔ جو بآسانی عمل میں آسکتی ہے۔ اور کم استطاعت بہنیں بھی اس کے عملی جامہ پہنانے میں کوئی ایسی دشواری محسوس نہ کریں گی۔ اور جو بہنیں اپنی بے مائگی یا کم بضاعتی کی وجہ سے ایک روپیہ بھی زائد نہ دے سکیں۔ وہ دفتر تہذیب کو تاریخ اختتام چندہ سے دو ہفتے پہلے اطلاع

دیں۔ تاکہ وی پی بھیجتے وقت ان کے چندہ میں ایک روپے کا اضافہ نہ کیا جائے۔ ایسی صورت میں مالدار بہنوں کا یہ اخلاقی فرض ہوگا۔ کہ وہ اس فنڈ میں ایک روپے سے کچھ زائد قیمت دے کر اس کمی کو پورا کر دیں۔

امید ہے۔ کہ سب تہذیبی بہنیں اس نیک کام میں پوری دلچسپی لیں گی۔ اور اس تحریک کو کامیاب بنانے میں ہر امکانی کوشش سے دریغ نہ کریں گی۔

مسز سید احمد مجیلی شہری

گھبرائی ہوئی آنکھیں

کثرت مطالعہ اور زیادہ دیر تک کشیدہ کاری کرتے رہنے کے باعث یا بہت دیر تک آگ تاپنے اور دھوئیں کے باعث بیٹھے رہنے سے بالعموم آنکھیں گھبرا جاتی ہیں۔ اور بے حد تکان محسوس کرنے لگتی ہیں۔ تاریکی اور زیادہ روشنی کا اثر بھی ایسا ہی آنکھوں پر پڑتا ہے۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہے۔

آنکھیں اور بینائی جسم انسانی میں قدرت کا بے بہا عطیہ اور نعمت بے بدل ہے۔ یا بالفاظ دیگر زندگی کا سارا لطف آنکھوں سے ہے۔ بغیر ان کے زندگی وبال جان ہو جاتی ہے۔ اور انسان زندہ درگور ہو جاتا ہے۔ خدا ذوالکریم ہر ایک انسان کی اس بیش قیمت نعمت کو صحیح وسلامت اور برقرار رکھے۔ آمین!

اکثر لوگ زیادہ محنت اور دیدہ ریزی کے کاموں میں مصروف رہنے کے وجہ سے اپنی آنکھوں کی صحت کی پروا نہیں کرتے۔ اور ان کی لاپروائی کا یہی نتیجہ ہے۔ کہ کم سنی ہی میں آنکھیں زیادہ بار پڑنے کی وجہ سے کمزور ہو کر عینک کی ضرورت محسوس کرنے لگتی ہیں۔

میں نے اکثر بعض کشیدہ کاری کی شوقین بہنوں کو دیکھا ہے۔ بلکہ بچپن کا اپنا بھی یہی تجربہ ہے۔ کہ جب کوئی نئی چیز دستکاری کی بنانی شروع کی۔ تو دل میں تہیہ کر کے بیٹھے۔ کہ اب یہ چیز پوری اور مکمل کر کے ہی چھوڑیں گے۔ اور چار چار پانچ پانچ گھنٹے متواتر نظر جمائے رکھنے کا یہی نتیجہ ہوا۔ کہ آنکھیں نہایت تھکی ہوئی سرخی مائل جیسا کہ اکثر سو کر اٹھنے کے بعد ہوتی ہیں۔ اور گھبرائی ہوئی دکھائی دینے لگیں۔

باریک عبارت کی کتابیں زیادہ روشنی میں یا شام کے دھندلے اور تاریکی میں مذکورہ بالا وجوہ کے ماتحت بہت دیر تک پڑھتے رہنے کا اثر بھی یہی ہوتا ہے۔ کہ زیادہ بار پڑنے کی وجہ سے یعنی ٹکٹکی لگائے بیٹھے رہنے سے آنکھوں پر زور پڑنے لگتا ہے۔ اور پپوٹے بھاری اور خواب آلود معلوم ہونے لگتے ہیں۔ اگر اس وقت ان کی طرف سے غفلت برتی جائے۔ اور کوئی تدبیر اختیار نہ کی جائے۔ تو

چند ہی دنوں میں آنکھیں نہایت کمزور ہو کر طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ مثلاً آنکھوں کا ہمیشہ اور ہر وقت ہی پریشان رہنا۔ آنکھوں میں جلن محسوس ہونا۔ آنکھوں کے بال گرنے شروع ہو جانا۔ اور ذرا کچھ نظر کا کام کرتے وقت آنکھوں سے پانی بہنے لگنا اور کبھی بھنے لگنا وغیرہ وغیرہ۔ مذکورہ بالا شکایات بڑھتے بڑھتے اکثر بینائی زائل کردینے کا باعث بھی ہو جاتی ہیں۔ یا بینائی زائل کردینے کا خطرہ پیدا کردیتی ہیں ؛

لہذا انسان کو چاہئے۔ کہ پہلے ہی سے حفظ ماتقدم کے طور پر مناسب احتیاط رکھے۔ اور ایسی شکایات پیدا ہو جانے سے پہلے ہی محض گھبرائی ہوئی آنکھوں کی گھبراہٹ کا مناسب تدارک یا انسداد کرے۔ یا ان وجوہ سے پرہیز اختیار کرے۔ جو آنکھوں میں گھبراہٹ پیدا کرنے کا اکثر باعث ہوا کرتی ہیں ؛

اول تو محض گھنٹے آدھ گھنٹے سے زیادہ وقت دیدہ ریزی کے کام۔ مطالعہ یا کشیدہ کاری پر صرف نہ کرنا چاہئے۔ اور گھنٹے آدھ گھنٹے کے عرصے میں کام کرتے کرتے فوراً اٹھ کر باہر صحن میں تازہ ہوا کھانا چاہئے۔ یا چند منٹ تک ہریاول کی طرف دیکھئے۔ اور آنکھیں بار بار میچنے اور کھولنے کا عمل بھی جاری رکھنا چاہئے۔ ہریاول سے آنکھیں بہت کچھ طراوت اور قوت حاصل کرتی ہیں۔ اور اکثر اس طرح کرنے سے تکان اور گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے۔ اور آنکھوں میں تازگی پیدا ہو جاتی ہے ؛

• تیز گرم پانی سے جاڑوں میں منہ دھونا بھی آنکھوں میں سستی۔ گھبراہٹ پیدا کرنے کا باعث ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ میرا اس پر تازہ تجربہ اور مشاہدہ ہے۔ ابھی حال میں مجھے ایک سہیلی کی شادی میں شامل ہونے کا اتفاق ہوا۔ بارات کی آمد سے پیشتر وہاں پہنچنا ضروری تھا۔ میں نے جلدی میں پانی گرم کروایا۔ ہماری ملازمہ بچوں کو بہلانے میں مصروف تھی۔ اس نے پانی رکھتے وقت ہاتھ سے دیکھا نہیں۔ کہ آیا مناسب گرم ہے کہ نہیں میں جب منہ دھونے بیٹھی۔ تو دیکھا۔ کہ پانی کافی گرم ہے۔ کافی سردی اور ہوا کا زور شور اور پھر اپنی تھکی ہوئی طبیعت نے نلکے سے مزید ٹھنڈا پانی نکال کر گرم پانی کو ٹھیک نہیں کیا۔ اور جلدی جلدی اسی تیز گرم پانی سے ہاتھ منہ دھو تیار ہو گئی۔ جب محفل شادی میں جاکر بیٹھی ہوں تو لڑکیوں اور تعلیم یافتہ عورتوں کا ہارمونیم کے ساتھ رقص و سرود کرتے دیکھنا تو کجا بیٹھنا بھی محال اور کسی طرف دیکھنا دشوار تر ہو گیا۔ آنکھیں تھیں کہ خود بخود میچی جاتی تھیں۔ جیسے نیند آرہی ہو۔ پپوٹے بھاری اور دبے ہوئے معلوم دیتے تھے۔ اس وقت تو شور و ہنگامے کے باعث کچھ دماغ میں بات ہی نہ ٹھہرتی تھی۔ مگر جب وہاں سے جلد ہی گھر آکر آرام و سکون کا سانس لیا۔

تو یاد آیا۔ کہ او ہو! یہ تو تیز گرم پانی سے آنکھیں دھونے جانے کا نتیجہ ہے۔

حاصل کلام یہ ہے۔ کہ جاڑوں میں منہ دھونے کے لئے تیز گرم پانی استعمال کرنا آنکھوں کی تازگی اور شگفتگی مفقود کر کے آنکھوں میں گھبراہٹ پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ اس لئے جاڑوں میں ہمیشہ تازے پانی سے منہ دھونا مفید ثابت ہوا ہے۔ اور موسم گرما میں ٹھنڈے پانی کا استعمال اور چھینٹے دینا آنکھوں میں تروتازگی بخشنے اور گھبراہٹ دور کرنے کے لئے بہتر ثابت ہوا ہے۔

مذکورہ بالا وجوہات میں سے اگر کسی وجہ سے آپ کی آنکھیں گھبرائی ہوئی ہوں۔ تو فوراً آپ ٹھنڈے پانی کا ٹب بھر کر خود کرسی یا آرام چوکی پر بیٹھ کر پاؤں ٹھنڈے پانی کے بھرے ہوئے ٹب میں ڈال دیں۔ حتیٰ کہ پانی گرم معلوم ہونے لگے۔ اسی وقت پانی تبدیل کر کے دوسرا ٹھنڈا پانی بھر کر پاؤں لٹکا دیں اس عمل سے گھبرائی ہوئی آنکھیں حیرت انگیز طریقے سے تروتازگی اور شگفتگی حاصل کریں گی۔ یہاں یہ ذکر کرنا ناموزوں نہ ہوگا۔ کہ روزانہ صبح کو ٹھنڈے پانی سے منہ دھونے کے بعد خاص سرمہ لگا لینا ہمیشہ آنکھوں کو تقویت بخشنے گھبراہٹ دور کرنے۔ فرحت اور روشنی پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔

س۔ ن بنت ڈاکٹر شیخ ابوالفضل ایڈووکیٹ
کپورتھلہ

کپڑوں کی مرمت اور دیکھ بھال

آج کل جبکہ ہر جگہ پیسے کی کمی کی پکار ہے۔ کپڑوں کی دیکھ بھال، اور رکھ رکھاؤ گھر کی عورتوں کے لئے ایک نہایت اہم کام ہے۔ اور کپڑوں پر جو لاگت لگتی ہے۔ اس کو دیکھتے ہوئے ایسی عورت کو جو مبالغہ نہایت سگھڑ کہا جا سکتا ہے۔ جو اپنے گھر میں ہر قسم کے کپڑوں کی دیکھ بھال کر سکے۔ سب سے پہلے تو اس بات سے شروع کرنا چاہئے۔ کہ جب کپڑے نئے سئے جائیں۔ یا سلوائے جائیں۔ تو ان کو دھوبی کے یہاں ڈالنے سے پہلے ہر کپڑے پر اس کے پہننے والے کے نام کے حروف سوئی تاگے سے بنا دینے چاہئیں۔ اس مقصد کے لئے انگریزی اسٹوروں میں گز کے حساب سے فیتے ملتے ہیں۔ جن پر سب حرف کڑھے رہتے ہیں۔ ان کو کاٹ کر باریک سوئی اور تاگے سے موڑ کر کپڑے پر ٹانک دینا چاہئے۔ یہ نہایت خوب صورت صاف اور ارزاں رہتے ہیں۔ اور کپڑے برتنے میں نہایت آسانی رہتی ہے۔ قمیصوں پر کالروں کے نیچے۔ پتلونوں پر بکسوے کے نیچے اور پاجاموں وغیرہ پر نیفے کے پاس ٹانکنا چاہئے۔ دھوبی کو کپڑا دیتے وقت اگر کوئی کپڑا پھٹا ہے۔ تو اسی وقت سی دینا چاہئے۔

ورنہ دھوبی کی زبردست مار اس کو کسی کام کا نہیں رکھتی۔ جب دھوبی کے یہاں سے کپڑے دھل کر آئیں۔ تو قمیصوں میں بٹن اور پتلونوں وغیرہ میں بکسوے اسی وقت لگا کر الماریوں میں رکھ دینے چاہئیں۔ بچوں کی قمیصوں میں کپڑے کے بٹن بہت دیرپا اور ارزاں رہتے ہیں۔ مگر بڑوں کی قمیصوں میں سیپ کے بٹن ٹانکنے چاہئیں۔ الماریوں میں اخبار کا دوہرا کاغذ بچھا کر اس پر کپڑے برابر جما کر رکھنے چاہئیں۔ جب سب کپڑے رکھے جا چکیں۔ تو اس پر ایک معمولی تولیہ ڈال کر چاروں طرف سے دبا دیں۔ اس طرح گرد بالکل نہیں پہنچے گی۔ اور کپڑے خوب صاف رہیں گے۔ ریشمی اور گرم کپڑوں میں نفتھلین کی گولیاں ڈالنی چاہئیں۔ ریشمی دوپٹوں یا ساریوں کو تہ کر کے چاروں طرف پن لگا دینے چاہئیں۔ ورنہ استری سے جبتہ پڑ جاتا ہے۔ اور ریشم کٹ جاتا ہے۔ جن لباسوں پر زر کا یا سلمہ ستارے کا کام ہو۔ اس کی ہر تہ میں ایک ٹشو پیپر دے دینا چاہئے۔ اس سے کام پر سیاہی نہیں آتی۔ اور کام رگڑ کھا کر کھنچتا بھی نہیں۔

گرم سوٹوں اور شیروانیوں کو برش کر کے ہر تہ میں نفتھلین رکھ کر بکس یا الماری میں رکھنا چاہئے۔

یہاں تک تو ثابت کپڑوں کا ذکر ہوا۔ اب پھٹے کپڑوں کی باری آئی۔ مردانہ قمیصیں سب سے زیادہ کالر پر سے پھٹتی ہیں۔ اور بہت سی نئی قمیصیں محض کالر خراب ہونے سے بیکار ہو جاتی ہیں۔ اس کی نہایت آسان مرمت یہ ہے۔ کہ ایک باریک نوک کی قینچی کالر کے نیچے ڈال کر آہستہ آہستہ کاٹ کر نکال دیں۔ اس بات کی بہت احتیاط چاہئے۔ کہ کالر بڑا نہ کٹ جائے۔ اب سفید لٹھے میں سے آڑی ایک پٹی کتر لیں جو کٹے ہوئے کالر کے چوڑان کی دگنی ہو۔ اب اس پٹی کو دوہرا موڑ کر تین طرف سے مشین کر دیں جو طرف کھلی ہے۔ اسے کالر میں بڑے بڑے ٹانکوں سے سی دیں۔ اور الٹ کر موڑ کر بھی سی دیں۔ اور اس مڑے ہوئے پر احتیاط سے مشین کر دیں۔ اور ٹانکے توڑ دیں۔ نہایت نفیس اور عمدہ کالر تیار ہوگا۔ کٹے ہوئے کالر کو غور سے دیکھ کر جہاں اس میں کاج بٹن ہوں۔ وہیں کر دیں۔ اسی طرح اسپورٹنگ شرٹ کا بھی کالر کاٹ کر نکال کر اور اسی کے مطابق ناپ کے بنایا جا سکتا ہے۔ پاجامے اور پتلون عموماً گھٹنے پر سے پھٹتے ہیں۔ تینوں میں رفو ہو سکتا ہے۔ مگر پاجاموں کا سوائے پیوند کے کوئی اور علاج نہیں۔ اگر پتلون پیچھے سے پھٹ جائے۔ تو اس میں سیٹ ڈالنی چاہئے۔ بعض لوگ نئے نیکر وغیرہ میں سیٹ لگوا لیتے ہیں۔ تاکہ مضبوطی رہے۔ مگر میں ذاتی طور پر اس کو پسند نہیں کرتی

پتلون نہاتے وقت گز بھر یا آدھ گز کپڑا اسی قسم کا فالتو لے لینا چاہئے۔ تاکہ اگر کبھی ضرورت ہو۔ تو سیٹ دوسرے رنگ کی لگوانی نہ پڑے۔

موزے ہر گھر میں جہاں فیشن ایبل نوجوان موجود ہوتے ہیں۔ بہت خراب ہوتے ہیں۔ اگرچہ موزے آج کل بہت ارزاں ہیں۔ پھر بھی گھروالی کی تعریف تو اسی میں ہے۔ کہ وہ پرانی چیز کو بھی نیا کر دکھائے بعض وقت بالکل نئے موزے ایڑی پر سے پھٹ جاتے ہیں۔ پھٹے ہوئے موزوں کی ایڑیاں بالکل نئی ہوتی ہیں۔ ایڑی لگانے میں نہایت باریک قینچی سے پوری ایڑی کاٹ کر نکال دینی چاہئے۔ اس بات کی سخت احتیاط رکھیں۔ کہ کوئی موٹی جگہ کھینچنے نہ پائے۔ اب ایک ثابت ایڑی کسی بے کار موزے میں سے کاٹ کر اس جگہ پر رکھ کر خوب باریک مضبوط ٹانکوں سے سی دینی چاہئے۔ ٹانکے بہت پاس پاس اور مضبوط ہونے چاہئیں۔ تاکہ دکھائی نہ دیں۔ اسی طرح پنجے اور اوپر کا حصہ بھی بدلا جا سکتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے سوراخوں میں رفو کر دینا چاہئے۔

ٹائیاں اور ریشمی رومال دھوبی کو کبھی نہ دینے چاہئیں۔ بلکہ گھر ہی پر ٹھنڈے پانی اور صابون سے دھو کر استری کر لینا چاہئے۔ ریشمی ٹائیوں کا دھوبی کے یہاں بالکل ناس ہو جاتا ہے۔

بچوں کے کپڑوں میں بھی مرمت کی بہت ضرورت رہتی ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ سینے پر سے کپڑا گھس جاتا ہے۔ بالخصوص ایسے بچوں کا جو سینے کے بل پڑے رہتے ہیں۔ اور گھسٹتے ہیں۔ ایسی حالت میں گھسی ہوئی جگہ کو کاٹنا نہیں چاہئے۔ بلکہ کسی رنگدار کپڑے کا اتنا بڑا ٹکڑا لے کر اس پر کوئی پھول پتی وغیرہ یا سادہ ہی گھسی ہوئی جگہ پر رکھ کر ڈوبے بڑے ٹنگر دیں۔ اور پھر باریک ٹانکوں کے ساتھ ترپ دیں۔ نہایت خوب صورت معلوم ہوگا۔ اور کپڑا زیادہ دیرپا ہو جائے گا۔ کپڑے کے بڑے بڑے پھول پتی کاٹ کر ان کو بھی بجائے ٹکڑے کے لگایا جا سکتا ہے۔ جو چند منٹوں کا کام ہے۔ اور نہایت خوب صورت لگتا ہے۔ اگر کوئی فراک نئی ہی ہو۔ اور بچی کے تنگ ہونے لگے۔ تو اس کی بوڈس اور گھیر الگ کریں۔ اور بوڈس کو پیچھے بیچ میں سے پورا کاٹ دیں۔ اور جتنا چوڑا درکار ہو۔ دونوں طرف ڈال کر اس میں موڑ کر ہک لگا دیں۔ اب یہ بوڈس بڑی ہو گئی۔ پھر گھیر کے چنٹ یا پلیٹ کھول دیں۔ اور صرف دونوں طرف کمر پر تھوڑی تھوڑی پلیٹ ڈال کر باڈس جوڑ دیں۔ آستینوں کے نیچے ایک پتلی سی کلی ڈال کر ان کو بڑھایا جا سکتا ہے۔ نہایت خوشنمائی کے ساتھ بڑی ہو جائے گی۔

عورتوں کے کپڑوں میں ساری تو ایسی چیز

ہے۔ جو پھٹنے کے بعد مرمت نہیں کرائی جاتی۔ یا کا قابل ہوتی ہے۔ کہ پردے وغیرہ بنا دیئے جائیں یا معمولی ہو۔ تو چھاننے وغیرہ کے کام آجائے۔ میری ایک سہیلی کا تجربہ ہے۔ کہ شلوار بنواتے وقت دو پائنچوں کے بجائے چار بنوا لئے جائیں۔ کیونکہ وہی پھٹتے ہیں۔ اور کلیاں تو ٹھیک رہتی ہیں۔ جب پہلا پھٹ جائے۔ تو دوسرا ڈال لیا جائے۔ اس طرح کرنے سے شلوار دگنی چلتی ہے۔ مگر چونکہ میں خود شلوار نہیں استعمال نہیں کرتی۔ اس لئے اس تجربے کی صحت کے متعلق میں مضبوطی سے اپنی کوئی ذاتی رائے نہیں دے سکتی۔

غرارہ بھی اگر کہیں سے پھٹ جائے۔ تو اس کی کوئی خاص مرمت نہیں کی جاسکتی۔ یہی ہے۔ کہ پیوند لگا دیا جائے۔ یا رفو کر دیا جائے۔ میں چاہتی ہوں۔ کہ اس قسم کے معاملات میں بہنیں اپنے تجربے لکھیں۔ تاکہ اوروں کو بھی فائدہ پہنچ سکے۔ کون نہیں جانتا۔ کہ ہر عورت کو کفایت شعار بننا چاہئے۔

آنسہ رضیہ دلشاد بیگم۔ اجمیر

انتقال پُر ملال

میری پیاری اماں جان کی ناگہانی اور بے وقت موت نے ہمارے خاندان بالخصوص ہم بھائی بہنوں پر جو کوہ الم توڑا۔ ناقابل بیان ہے۔ آہ کیسی بے مثال ہستی۔ اخلاق و پیار کی مجسم تصویر۔ ہماری آنکھوں سے پنہاں ہو گئی۔ شفقت پدری سے پہلے ہی محروم تھی۔ آہ! اب آغوش مادر سے بھی جدا ہو گئی۔ وہ خاندان جس کی عزت و شوکت کا ذکر تھا۔ اب مٹ گیا۔ ہائے فلک کج رفتار کو ہماری مسرت نہ بھائی۔ اور ہم کم نصیب کو صدمے اٹھانے کے لئے باقی رکھا۔ اس جانکاہ حادثہ میں معزز بہنوں نے جس خلوص و ہمدردی کا اظہار کیا۔ اس کے شکریے کے لئے میں الفاظ نہیں پاتی۔ بہ خواتین نے بنفس نفیس اپنی تشریف آوری کی۔ اور بے شمار خطوط سے ہر طرح میری دلجوئی کی۔ کاش کہ میں ہر ایک کا فرداً فرداً شکریہ ادا کر سکتی۔ مگر امید کہ میرے رنج و الم کو مد نظر رکھتے ہوئے مجھے معاف فرمائیں گی۔ تاہم ان کے خلوص و ہمدردی کا گہرا نقش دل پر موجود ہے۔

غم نصیب۔ ام الکلثوم مریم جمیل۔ کلکتہ

نوحہ

یہ نوحہ غم بیگم مولانا ابوالمعالی مرحوم کی دردناک موت پر رضا علی صاحب وحشت نے لکھا تھا۔ جو درج ذیل ہے۔ آپ شمس العلماء مولوی ولایت حسین صاحب کی بڑی صاحبزادی اور شمس العلماء محمد اللہ داد صاحب رئیس کلکتہ کی بڑی بہو تھیں۔

فاطمہ! روح ہوئی داخل جنت تیری۔
یادگار رہ گئی کیسی شہادت تیری۔
بے گناہ تجھ کو جو ظالم نے چھری سے مارا۔
آپ طالب ہوئی اللہ کی رحمت تیری۔

درجہ دے کر جو شہادت کا ملا یا تجھ کو۔
تیرے مالک کو پسند آگئی خدمت تیری۔
تیری اولاد کا دل خون ہوا حسرت سے
باعث درد و مصیبت ہوئی فرقت تیری"

محفل تہذیب

مندرجہ ذیل بہنوں کے پتے دفتر تہذیب نسواں میں درکار ہیں۔ بہنیں اپنے پتوں سے جلد مطلع فرما کر ممنون کریں۔

۱- مس ایس احمد حسن - حیدرآباد دکن
۲- ماہ پارہ بیگم - کاشی پور

مینجر

۱- کسی بہن یا بھائی کو کوئی ایسی دوا معلوم ہو۔ جس سے منہ پر یا کسی اور جگہ داد کا نشان جو اچھا ہونے کے بعد رہ جاتا ہے۔ دور ہو جاتا ہو۔ تو مہربانی فرما کر تحریر فرمائیں۔ ممنون ہوں گی۔

۲- ہلتے ہوئے دانتوں کے لئے کوئی ایسا آزمودہ منجن درکار ہے۔ جس سے ہلتے ہوئے دانت مضبوط ہو جائیں۔

۳- آنکھوں میں پلکوں کے بیچ میں باریک دانے ہو جاتے ہیں۔ جن کی وجہ سے آنکھوں میں سرخی کھجلی اور کچھ سوزش ہو جاتی ہے۔ کبھی موقوف ہو جاتے ہیں۔ کبھی پھر ہو جاتے ہیں۔ کسی بہن کو کوئی اس مرض کا آزمودہ نسخہ یا سرمہ یاد ہو۔ تو بذریعہ تہذیب تحریر فرما کر ممنون کریں۔

ایک تہذیبی بہن

مہربانی کر کے محترمہ آنسہ سلطان مفتی صاحب کراچی اپنے مفصل پتے سے بذریعہ تہذیب مطلع فرمائیں۔ ممنون ہوں گی۔

۲- محترمہ شہزادہ جہاں بیگم صاحبہ نے ۲۲ فروری ۱۹۳۵ء کے تہذیب میں مضمون پاشویا میں ایک منجن [illegible] for the [illegible] لکھا تھا۔ اس کی قیمت اور ملنے کے پتے سے مطلع فرمائیں۔ بہت ممنون ہوں گی۔

۳- میرے ۲۵ جنوری ۱۹۳۶ء کے استفسار آنکھوں کے گرد جو سیاہ حلقے ایسے ہو جاتے ہیں۔ انہیں دور کرنے پر کسی بہن نے اب تک توجہ نہ فرمائی۔ مہربانی کر کے کسی مفید کریم سے آگاہ کریں۔ لیکن واضح رہے۔ کہ آنکھوں کے گرد کی سیاہ کھال اپنی اصلی رنگت پر لانے کے لئے مفید ہو۔

ایک تہذیبی بہن

حیدرآباد دکن کی رہنے والی تہذیبی بہنیں بذریعہ تہذیب مطلع کریں۔ کہ حیدرآباد میں کوئی ایسا زنانہ انگلش بورڈنگ ہاؤس ہے۔ جس میں صرف انگریزی پڑھائی جاتی ہو۔ چونکہ میں گجراتی چار جماعت پاس

چکی ہوں۔ لہذا مجھے صرف انگریزی ہی کی تعلیم حاصل
کرنا مقصود ہے۔ یا کسی ایسے انگلش بورڈنگ ہاؤس
کا پتہ مطلوب ہے۔ جس میں مسلم لڑکیاں بورڈر
کی حیثیت سے داخل کی جا سکتی ہوں۔ بورڈنگ
کا پتہ اور اس کی فیس نیز اپنے پتے و دیگر مفصل
کیفیت سے فوراً مطلع کریں ॥

ایک تہذیبی بہن

تہذیب نسواں مورخہ ۹ مئی ۱۹۳۶ء میں
محترمہ بہن عابدہ نے چٹنی بنانے کی ترکیب طلب
کی ہے۔ ذیل میں میں ایک ترکیب لکھتی ہوں:۔
دو چھٹانک کشمش۔ بیس عدد کالی مرچ
اور حسب پسند نمک لے کر سِل پر خوب پیسنے کے
بعد پلیٹ میں اُٹھا لیں۔ اور آدھ تولہ زیرہ اس
کے اوپر چھڑک کر خوب ملا لیں۔ چٹنی تیار ہو جائے
گی ॥

دلشاد بیگم۔ کرنال

گیا ہے ایک بہن صاحبہ نے
اس لئے انہوں نے تہذیبی بہنوں کا پتہ طلب کیا
تھا۔ میرا پتہ حسب ذیل ہے ॥

مسز وجاہت حسین
معرفت وجاہت حسین صاحب آئی سی ایس
ہوم منسٹر۔ سرینگر۔ کشمیر

میری ایک عزیز دوست کو جن کی عمر اس وقت
تقریباً اٹھارہ سال ہے۔ دو ڈھائی سال
سے قبض اور کھانسی کی شکایت ہے۔ اس سے
پیشتر صحت بالکل اچھی تھی۔ قبض کی شکایت
کھانسی سے پندرہ بیس روز پہلے ہوئی۔ اس
ڈھائی سال کے عرصے میں کھانسی تین ماہ
کے لئے بالکل رفع ہو گئی تھی۔ اور قبض کی شکایت
بھی تقریباً چھ سات ماہ موقوف رہی۔ لیکن اب
دونوں عارضے بدستور ہیں۔ کھانسی صرف صبح
سات آٹھ بجے ایک دو گھنٹے میں تھوڑے تھوڑے
وقفے سے چار پانچ دفعہ آتی ہے۔ کھانسنے
سے سینے کو بالکل تکلیف نہیں معلوم ہوتی۔ صرف
گلے سے آتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اور سوکھی
آتی ہے۔ کبھی کبھی زکام ہونے پر برائے نام
بلغم بھی خارج ہوتا ہے۔ کھانسی کی وجہ سے
کبھی اور کسی قسم کی تکلیف یعنی بخار یا سستی وغیرہ
یا بھوک کی کمی نہیں ہوئی۔ متعدد دوائیں استعمال
کی گئیں۔ لیکن تا حال کچھ فائدہ نہیں ہوا ॥
اپنے معزز و محترم علم طب کے ماہرین بھائیوں
اور بہنوں سے استدعا ہے۔ کہ جس قدر جلد ممکن
ہو سکے اپنے مفید مشوروں سے مجھے ممنون فرمائیں
تا عمر احسان مند رہوں گی ॥

ایک خریدار

✣ ✣ ✣

ولایتی معلومات

(خاص تہذیب کے لئے)

روسی خواتین اور فوجی خدمات

ان دنوں روس کی سرخ فوج جس قدر منظم اور طاقتور ہے۔ شاید ہی کسی اَور سلطنت کی ہو گی اس فوج کا ہر سپاہی اور وطن کی محبت سے سرشار اور اس کا قلب اس کی خدمت کے لئے بے قرار ہے۔ سب سے زیادہ جوش و خروش عورتوں اور نوجوانوں میں پایا جاتا ہے۔ عورتوں میں زیادہ جوش و خروش ہونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ دفاع وطن میں نہایت مستعدی سے حصہ لے رہی ہیں۔ چونکہ انہیں مردوں کے بالکل مساوی حقوق حاصل ہیں۔ اس لئے ان کے فرائض بھی مثل مردوں کے ہیں۔ یہی باعث ہے۔ کہ آج روس میں بے شمار عورتیں کاروبار سلطنت کے تمام شعبوں میں مردوں کے دوش بدوش حصہ لے رہی ہیں۔ اور لینن کا یہ مقولہ عملی صورت اختیار کر رہا ہے۔ کہ ہر باورچن کو اس قابل ہونا چاہئے۔ کہ جس لمحہ بھی اس سے کہا جائے۔ وہ سلطنت پر حکمرانی کر سکے۔

ان دنوں جبکہ مشرق و مغرب کی تمام سلطنتیں دفاع وطن کے لئے جنگی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ روس بھی اس طرف سے غافل نہیں ہے۔ اور وہ اپنی فوجی طاقت میں معتدبہ اضافہ کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں اس نے سب سے بڑا کام یہ کیا ہے۔ کہ اپنے ہاں کی عورتوں کو مردوں کی طرح باقاعدہ فوج میں بھرتی کرنا شروع کر دیا ہے۔

یوں تو جنگ کے موقع پر اکثر ممالک اپنے ہاں کی خواتین کی خدمات حاصل کرتے رہے۔ اور یہ خواتین بارہا میدان کارزار میں دشمن سے لڑتی بھی رہیں۔ لیکن یہ شدید ضرورت کے ماتحت عمل میں آتا تھا۔ اور کسی ملک میں عورتوں کی باقاعدہ فوج نہ تھی۔ اب یہ فخر صرف روس کو حاصل ہو گا۔ کہ عنقریب وہ عورتوں کی ایک ایسی باقاعدہ فوج کا مالک ہو گا۔ جس میں اعلیٰ افسر سے لے کر ادنیٰ سپاہی تک سب کی سب عورتیں ہی رکھی گئی ہیں۔

اس فوج میں ماہر پرواز خواتین کا ایک دستہ بھی شامل ہے۔ ان دنوں وہاں کی عورتیں فن پرواز میں بے حد نام پیدا کر رہی ہیں۔ چنانچہ ایک روسی خاتون نے جس کا نام نائینا کیمینیو ہے۔ اڑتے ہوئے ہوائی جہاز سے چھلانگ مارنے اور چھاتے کے ذریعے نیچے اترنے کا ایک عدیم النظیر

ریکارڈ قائم کیا ہے۔

بے معنی الفاظ

رسالہ "لائف" میں مسٹر گرٹی وہیم لکھتے ہیں:
"ان سطروں کے راقم کے پاس ایک دوست کا خط آیا۔ جس میں اس نے سوال کیا تھا۔ کہ کیا آپ کے خیال میں کبھی کوئی خاوند اپنی بیوی کے اس سوال کا معقول جواب دے سکتا ہے "آج میں کیا پکاؤں؟"

میں نے اپنے دوست کو جواب لکھا۔ اکثر عورتیں اپنے شوہروں سے جب وہ صبح کام پر جانے لگتے ہیں۔ یہی سوال کیا کرتی ہیں۔ در اصل یہ سوال بے سوچے سمجھے۔ بلکہ بے ارادہ کیا جاتا ہے۔ اس کا نہ کوئی مطلب ہوتا ہے۔ نہ جواب کی ضرورت سمجھی جاتی ہے۔ یہ سوال بھی ایسا ہی ہے۔ جیسا ہم کسی ملاقاتی کو راستہ میں دیکھ کر بلا ارادہ کہہ اٹھتے ہیں۔ "صبح بخیر" "مزاج شریف" وغیرہ وغیرہ۔ سلام و ملاقات کے یہ الفاظ بے معنی ہو چکے ہیں۔ اور بولنے والے کے کسی حقیقی احساس کو ظاہر نہیں کرتے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے اپنی بیوی کی زبان سے یہی سوال سن کر چاہا کہ دستور کے خلاف جواب دے۔ بیوی نے پوچھا "آج تمہارے لئے کیا پکاؤں؟" شوہر نے جواب دیا۔ "بکری کا قیمہ۔ مرغ پلاؤ۔ تلی ہوئی مچھلی۔ بھنڈی کی ترکاری بھونی ہوئی دال۔ شاہی کباب۔ چنے کا حلوا"

شوہر نے یہ الفاظ بڑی سنجیدگی سے کہے۔ اور باہر جانے لگا۔ بیوی نے اسے دیدے پھاڑ کر دیکھا۔ اور دل ہی دل میں کہنے لگی "دیوانہ تو نہیں ہو گیا ہے۔ اس قسم کی بیہودہ باتیں تو اس نے کبھی کہی نہیں تھیں" پھر جیسے ہی شوہر گھر سے گیا۔ بیوی اکڑائی کھٹوائی لے کر پڑ رہی اور رونا شروع کر دیا۔ وہ جانتی تھی۔ کہ اتنے بہت سے کھانے تیار نہیں کر سکتی۔ شام کو جب شوہر گھر لوٹا۔ تو دیکھا۔ کہ کچھ بھی نہیں پکا ہے۔

ایک اور شخص نے مجھے لکھا:

"میں اس محلے میں مدت سے انڈے بیچتا ہوں۔ آج ایک عورت آئی۔ اور ایک درجن انڈے خرید کر لے گئی۔ اس عورت میں خاص بات یہ تھی۔ کہ اس نے مجھ سے یہ سوال نہیں کیا۔ کہ کیا انڈے تازہ ہیں۔ میری ساری عمر میں یہ پہلا موقع ہے۔ کہ کسی نے انڈے خریدے ہوں۔ اور یہ سوال نہ کیا ہو۔ کیا انڈے تازہ ہیں؟ حالانکہ یہ سوال سراسر بے معنی ہوتا ہے۔ نہ خریدار معانی پر غور کرتا ہے۔ نہ دکاندار جواب پر۔ جواب ہمیشہ سے ایک ہی چلا آتا ہے "ہاں بالکل تازہ ہیں" میں نے اس عورت کے بارے میں تحقیق کی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ فاتر الدماغ ہے۔ اب آپ مجھے بتائیے۔ کہ اس عورت نے عام عادت کے خلاف یہ سوال کیوں نہیں کیا؟"

میں نے جواب میں کہا۔ کہ بلاشبہ یہ واقعہ بہت عجیب اور اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ البتہ ایک اور واقعہ اس سے بہت کچھ مشابہت رکھتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ایک عورت انڈے خریدنے گئی۔ اور حسب دستور سوال کیا "تازہ ہیں؟"

انڈے والے نے جواب دیا "بہت باسی اور اور بالکل گندے ہیں!"

عورت بھی۔ کہ دکاندار نے ہنسی میں کہا ہے۔ چنانچہ انڈے خرید لئے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ عورت نے اپنا سوال جان بوجھ کر قصد و ارادے سے نہیں کیا تھا۔ بلکہ خود بخود اس کی زبان سے نکل گیا تھا۔ مگر جب وہ انڈے گھر لے گئی۔ اور توڑے تو معلوم ہوا۔ کہ دکاندار نے غلط نہیں کہا تھا۔ ایک انڈا بھی اچھا نہ نکلا۔ سب گندے تھے۔

ایک مرتبہ میں نے ارادہ کیا۔ کہ اس قسم کے الفاظ بولنے کی عادت کی تحقیق کروں۔ اسی دن اتفاق سے اونچے طبقے کی ایک خاتون نے وسیع پیمانے پر دعوت کا اہتمام کیا۔ بہت آدمی بلائے گئے تھے۔ میں بھی مدعو تھا۔ میں نے اپنے چار دوستوں سے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ اور ان سے طے کر لیا۔ کہ رخصت کے وقت خاتون سے یہ الفاظ کہیں گے۔

چنانچہ دعوت ہوئی۔ خاتمہ پر خاتون نے ایک ایک کر کے مہمانوں کو بڑے اعزاز کے ساتھ رخصت کرنا شروع کیا۔ مہمان دستور کے موافق بغیر قصد اور ارادہ کے خاتون کا شکریہ ادا کرتے۔ اور وہ بھی بغیر کسی قصد اور ارادے کے جواب میں کہتی :-

"آپ کی تشریف آوری کا شکریہ!"

"آپ کی ملاقات سے بڑی خوشی حاصل ہوئی!"

"نہیں۔ شکریے کی ضرورت نہیں۔ یہ میرا فرض تھا" وغیرہ وغیرہ الفاظ اور جملے جو ایسے موقعوں پر ہمیشہ بولے جاتے ہیں۔

اب میرے چاروں دوستوں کا حال سنئے۔ بھیڑ میں وہ ملے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے خاتون سے کہا۔ "آپ نے بہت برا برتاؤ کیا!"

دوسرے نے کہا "میں نے دعوت میں ناحق وقت ضائع کیا!"

تیسرے نے کہا "اپنے وقت کی بربادی پر سخت متاسف ہوں!"

چوتھے نے کہا "میں چاندی کے کئی چمچے چرائے لئے جا رہا ہوں!"

لیکن آپ کیا سمجھتے ہیں۔ کہ خاتون نے ان لوگوں کو کیا جواب دیا۔ درحقیقت اسے محسوس ہی نہیں ہوا۔ کہ کیا کہا جا رہا ہے۔ وہ تو عادی تھی۔ کہ دعوت کے موقعوں پر طے شدہ الفاظ سنے اور طے شدہ الفاظ ہی کہے۔ چنانچہ میرے چاروں دوستوں کے جواب میں وہ یہی کہتی رہی "بہت بہت شکریہ! آپ نے بڑا کرم کیا۔ مجھے سرفراز کیا۔ آپ کی خدمت میرا فرض ہے!"

اس واقعہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ لوگ
بعض الفاظ برتنے کے کس طرح عادی ہو گئے ہیں۔
فتی کہ اب وہ لفظ بے معنی بن کر رہ گئے ہیں ۔
(از ہند کلکتہ)

لکڑی کے برادے سے پٹرول

جرمنی کے سائنس داں ایک عرصے سے لکڑی کے برادے سے پٹرول حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ آخر ان کے تجربے کامیاب ثابت ہوئے۔ اور انھوں نے برادے سے پٹرول معلوم کرنے کا طریقہ معلوم کر لیا ۔

اس دریافت سے جرمنی کو بے حد فائدہ پہنچنے کی امید ہے۔ کیونکہ جرمنی میں ہر سال پٹرول کی بہت بڑی مقدار غیر ممالک سے آیا کرتی ہے۔ لیکن اب توقع کی جا رہی ہے۔ کہ وہ پٹرول کے لئے غیر ممالک کا محتاج نہ رہے گا۔ ان دنوں جرمنی میں لکڑی کے برادے سے پٹرول تیار کرنے والے کارخانے دھڑا دھڑ کھل رہے ہیں ۔

اب جرمنی کے سائنس داں کوئلے سے صابن بنانے کے تجربے کر رہے ہیں۔ جن میں انھیں بڑی حد تک کامیابی حاصل ہو چکی ہے۔ اس مقصد کے لئے ایک کارخانہ بھی تعمیر کیا گیا ہے ۔

دل چسپ باتیں

سلطنت برطانیہ میں جنگل کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ ان کی افراط کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے۔ کہ ان جنگلوں نے اتنی جگہ گھیر رکھی ہے۔ جتنا ہندوستان کا رقبہ ہے ۔

کرڑی کے جالے کا تار اس قدر ہلکا اور باریک ہوتا ہے۔ کہ ایک پونڈ تار ساری دنیا کے گرداگرد لپیٹا جا سکتا ہے ۔

سائکل کی تجارت کے بدولت برطانیہ میں ایک لاکھ سے زائد آدمی اپنا پیٹ پال رہے ہیں ۔

جنگ کے زمانے میں ایک ہوائی جہاز عام طور پر پچاس روز سے زیادہ صحیح وسالم نہیں رہ سکتا ۔

ایک برطانوی مزدور اوسطاً ہفتے بھر میں پونڈ مکھن کھاتا ہے ۔

چین کے بازار صرف آٹھ فٹ چوڑے ہوتے ہیں ۔

خبریں اور نوٹ

ترکی حکومت نے استنبول میں بہترین اور اعلیٰ پیمانے پر حدیں تیار کرانے کے لئے پروفیسر ڈاکٹر ہنس پولسک کو جرمنی سے بلایا ہے۔ اور انہوں نے حکومت ترکی کے اس دعوت نامے کو منظور کرلیا ہے۔ پروفیسر موصوف جرمنی کی مایۂ ناز ہستیوں میں سے ہیں۔ اور دنیا میں اپنا نظیر آپ ہیں +

بیت المقدس ۹ مئی۔ عربوں نے ہڑتال کر رکھی ہے۔ جس سے صورت حالات اور زیادہ مخدوش ہوگئی ہے۔ حکومت نے فوجوں کو بالکل تیار رہنے کا حکم دیدیا ہے۔ اور بم بار ہوائی جہاز۔ سوار اور پیدل رسالے حکم کے منتظر کھڑے ہیں +

قاہرہ ۱۰ مئی۔ آج مصری فوج کا پہلا دستہ ہوائی جہازوں کے ذریعہ فلسطین روانہ ہوگیا۔ باقی دستے روانگی کے لئے تیار کھڑے ہیں +

بیت المقدس ۹ مئی۔ رائٹر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ سابق شہنشاہ حبشہ مینی لک کے بھتیجے وفات ملائی نے جو شہنشاہ ہیل سلاسی کا زبردست دشمن تھا۔ ایک لاکھ بیس ہزار فوج لے کر جنوبی علاقے کی طرف ادیس ابابا پر چڑھائی کردی ہے۔ اس کا ارادہ ہے۔ کہ وہ اٹلی والوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرے گا۔ اور انہیں شکست دے کر حبشہ کے تخت پر قبضہ کرلے گا +

بیت المقدس ۹ مئی۔ شہنشاہ حبشہ نے ایک مقامی اخبار کے نمائندے سے فرمایا۔ کہ میں جمعیت اقوام سے ہرگز یہ توقع نہیں رکھتا۔ کہ وہ ایک ایسی حکومت کی حمایت میں جس نے ہمیشہ لیگ پر توقع رکھی۔ اور اب تک لیگ کی رکن ہے۔ اس طاقت کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے گی۔ جسے وہ خود جارحانہ اقدام کا مرتکب قرار دے چکی ہے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں۔ کہ ایک مظلوم اور کمزور قوم کو ظلم و تشدد اور غاصبانہ دستبرد سے بچایا جائے +

قاہرہ ۹ مئی۔ علی پاشا ماہر وزیراعظم مصر اور سعودی عرب کے نمائندے نے ایک معاہدہ اتحاد پر دستخط کردیئے۔ جس کی رو سے مصر نے نجد اور حجاز نے مصریوں کی حکومتوں کو تسلیم کرلیا۔ اب دونوں حکومتوں میں ایک دوسرے کے سفیر رہیں گے۔ ابن سعود کے حجاز پر قبضہ کرلینے کے بعد مصر نے اب تک سعودی گورنمنٹ کو جائز حکومت تسلیم نہیں کیا تھا +

لندن کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ شہنشاہ حبشہ اپنے خاندان کو کسی صومعہ میں داخل کرنے کے بعد لندن جائیں گے۔ اور اقوام عالم کے نام ہمدردانہ اپیل کریں گے۔ کہ حبشہ کے ساتھ انصاف کیا جائے۔ ملکہ حبشہ کی صحت بالکل تباہ ہوگئی ہے۔ اور وہ بیت المقدس کے نزدیک صومعہ میں داخل ہوجائیں گی۔ اور پھر کبھی عوام کے سامنے نہ آئیں گی +

پیرس۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت فرانس شاہ نجاشی کو اس شرط پر اپنا مہمان بنانے کو تیار ہے۔ کہ وہ حبشہ کے سیاسی اور جنگی معاملات میں کوئی دخل نہ دیں۔ اور خاموشی سے پیرس میں اپنی زندگی کے باقی ماندہ ایام بسر کریں ؛

بیت المقدس۔ ۱۰ مئی۔ شہنشاہ حبشہ نے بیان کیا ہے۔ کہ جنگ کے ختم ہونے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ اٹلی والوں نے زہریلی گیس کا استعمال شروع کر دیا تھا۔ جس کی مدافعت کا سامان ہمارے پاس نہ تھا۔ اگر اٹلی والے زہریلی گیس استعمال نہ کرتے۔ تو فتح یقیناً ہمارے ہاتھ رہتی ؛

بغداد (بذریعہ ڈاک) ریوٹر لائن عراق کے معاہدہ پر برطانوی اور ایرانی سفیروں کے دستخط ہو گئے۔ جس کو مجلس اعلیٰ نے کثرت رائے سے منظور کر لیا۔ بعض ارکان معاہدہ مذکور کے خلاف تھے ؛

عدن کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ امام یمن جدید اسلحہ کی خریداری کے علاوہ اپنے ملک میں تعلیمی ادارے قائم کر رہے ہیں۔ اور تعلیم کو عام کر دینے پر زور دے رہے ہیں ؛

ادیس ابابا۔ ۹ مئی۔ ادیس ابابا کے نئے وائسرائے کیپٹن اڈولف نے سفارت خانوں کو اطلاع دی ہے۔ کہ آئندہ انہیں غیر ملکی باشندے تصور کر کے ان کا احترام کیا جائے گا۔ ادیس ابابا کے باہر ۲۰ ہزار اطالوی سپاہی خیمہ زن ہیں۔ جو لٹیروں کی سرکوبی اور لاشوں کو ٹھکانے لگانے میں مصروف ہیں ؛

ادیس ابابا ۹ مئی۔ اگرچہ شہنشاہ حبشہ اپنے ساتھ ایک کثیر خزانہ لے گئے ہیں۔ لیکن بلوائی لوگ اب بھی اس کوشش میں ہیں۔ کہ محل کو کھود کر دفینہ تلاش کریں۔ لیکن اطالوی فوج شاہی محل کی نگرانی کر رہی ہے ؛

روما ۹ مئی۔ سولینی نے ایک عظیم الشان اجتماع کے سامنے اعلان کیا ہے۔ کہ حبشہ کو مکمل طور پر اٹلی کی سلطنت کے ماتحت شمار کئے جانے کا فیصلہ صادر کر دیا گیا ہے۔ شاہ اٹلی وکٹر ایمنوئل آئندہ شہنشاہ حبشہ کہلائے گا۔ اور حبشہ میں گورنر جنرل متعین کیا جائے گا۔ جسے وائسرائے کا خطاب ہوگا۔ ایریٹریا اور اطالوی سمالی لینڈ میں گورنر مقرر کئے جائیں گے۔ جو وائسرائے کے ماتحت ہوں گے۔ حبشہ کا سب سے پہلا وائسرائے جنرل بدوگلیو فاتح ادیس ابابا مقرر کیا گیا ہے ؛

روما کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ ہرار میں اطالوی فوج داخل ہو گئی۔ جس کا شہریوں نے پرزور خیر مقدم کیا ؛

پشاور۔ ۹ مئی۔ سند قبیلہ کی تمام شاخوں نے حضرت پادشاہ گل صاحب خلف اکبر حضرت حاجی صاحب ترنگ زئی کو اپنا بادشاہ

تسلیم کر لیا ہے۔ تاکہ صوبۂ سرحد کی انگریزی حکومت کا کارکن ان اقوام کو آئندہ بے والی وارث نہ سمجھیں۔ اور جن معاملات کا فیصلہ کرنا ہو۔ وہ حضرت ممدوح کی وساطت سے طے کیا کریں ؎

نئی دہلی ۱۰ مئی۔ ڈاکٹر مختار احمد انصاری آج صبح ریل گاڑی میں حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔ آپ منصوری سے دلی کی طرف آ رہے تھے۔ کہ بجنور کے قریب یک بیک طبیعت خراب ہوگئی۔ آپ نے اپنے ملازم کو ایک دوا لانے کے لئے کہا لیکن دوا پہنچنے سے پہلے ہی آپ کی روح پرواز کر گئی۔ وفات کی اطلاع بذریعہ ٹیلیفون آپ کے رشتہ داروں کو پہنچائی گئی ؎

دہلی کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹر انصاری صاحب کی وصیت کے مطابق آپ کی لاش کو مناسب رسوم کے ساتھ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے احاطے میں دفن کر دیا ؎

بمبئی ۹ مئی۔ ۱ لغایت ۱۰ جون کو کرافورڈ مارکیٹ میں آموں کی آل انڈیا نمائش ہوگی۔ مختلف آموں کے لئے ۲۰ انعامات مقرر کئے گئے ہیں ؎

شملہ ۱۰ مئی وزیر ہند نے ادیس ابابا کے ہندوستانی فوجی دستے کو حسب ذیل پیغام بھیجا ہے:۔ ہندوستانی دستے نے ادیس ابابا میں جو خدمات انجام دی ہیں۔ انہیں سن کر میں نہایت خوش ہوا ہوں۔ براہ مہربانی میرا ہدیۂ تبریک قبول کر لیا جائے"۔ وائسرائے ہند نے بھی ایک پیغام بھیجا ہے۔ جس میں ہندوستانی فوجی دستے کی خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے ؎

شملہ ۱۰ مئی۔ ہر سال موسم گرما میں حکومت ہند کے دفاتر شملہ جانے پر تقریباً ۱۱ لاکھ روپیہ صرف ہوتا ہے۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وائسرائے ہند لارڈ لنلتھگو کا ارادہ ہے۔ کہ ان اخراجات میں معتدبہ کمی کر دی جائے۔ صوبوں کی حکومتیں جب اپنے گرمائی دارالحکومتوں کی طرف جاتی ہیں۔ تو صرف ۲۵ فی صدی عملہ ساتھ لے جاتی ہیں۔ اور حکومت پنجاب اس سے بھی کم ؎

مراد آباد ۱۰ مئی۔ مراد آباد سے ۸ میل کے فاصلے پر موضع سہال سے ایک خوفناک آتش زدگی کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے تمام گاؤں کا صفایا ہوگیا۔ ۱۳ عورتیں ایک مرد اور ۱۸ مویشی جل کر مر گئے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ایک بارات کے لئے کھانا تیار کیا جا رہا تھا۔ کہ تیز ہوا میں آگ کے شعلے بلند ہوگئے۔ اور ذرا دیر میں آگ پھیل کر قابو سے باہر ہوگئی پولیس اور محکمہ صحت کے حکام نے آتش زدہ علاقے میں پہنچ کر لاشیں نکالیں۔ مخلوق بیحد

پریشان ہو رہی ہے۔ بہت سا غلہ جو فصل ربیع کی کٹائی کے بعد فراہم کیا گیا تھا۔ وہ بھی نذر آتش ہو گیا۔ اور دیہاتیوں کا تمام سامان خاکستر کا ڈھیر ہو گیا۔

حیدرآباد دکن۔ ۱۰ مئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام جشن سیمیں جو ملکۂ معظمہ انجہانی کی وفات کی وجہ سے ستمبر تک ملتوی کر دیا گیا ہے۔ اب آیندہ ماہ جنوری میں منایا جائے گا۔

رنگون۔ ۱۰ مئی۔ علاقہ اراکان میں ایک زبردست آندھی آئی جس کی وجہ سے علاقہ بھر کے دیہات کو بے حد نقصانات کا متحمل ہونا پڑا۔ بہت سے دیہات ویران ہو گئے۔ اندازہ کیا جاتا ہے۔ کہ صرف ٹونگ گوپ کے دیہاتی علاقے میں ایک ہزار کے قریب جانیں تلف ہوئی ہیں۔ جزیرہ وزا لوما کو بھی سمندر کی لہروں نے تہ آب کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے بہت سی انسانی جانیں ضائع ہو گئیں۔ طوفان کی شدت سے "ٹروکیوا" نامی کشتی خشکی پر چڑھ گئی۔ اور قصبہ میں چھ فٹ تک پانی چڑھ آیا۔

لکھنؤ۔ ۱۰ مئی۔ مختلف اضلاع سے موصولہ اطلاعات ظاہر کرتی ہیں۔ کہ مغربی یو۔ پی میں ایک سخت آندھی کا ایسا شدید طوفان آیا ہے۔ جس سے آم کی فصل کو بے حد نقصان پہنچا ہے۔

رڑکی کی رپورٹ مظہر ہے۔ کہ آندھی کے طوفان کی وجہ سے پنجاب ایکسپریس ٹرین کو جو لاہور جا رہی تھی۔ رڑکی ریلوے اسٹیشن پر اپنے وقت سے ۴۰ منٹ زیادہ ٹھیرنا پڑا۔ ہردوار میں بجلی کے کھمبے گر پڑے جن کی وجہ سے شہر کی روشنی کا انتظام درہم برہم ہو گیا۔ لینس ڈاؤن میں کئی مکانوں کی چھتیں اڑ گئیں۔

ڈیرہ دون کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ طوفان باد نے ایک چھت اڑا دی۔ جو ایک دیہاتی کے سر پر جا پڑی۔ جس سے وہ بے چارہ جاں بحق ہو گیا۔ دیگر دیہات سے بھی اطلاعات ملی ہیں۔ کہ طوفان مذکور سے بہت سے خرمن برباد ہو گئے ہیں۔ اور کتنے ہی مکانوں کی چھتیں اڑ گئی ہیں۔ اور درخت جڑ سے اکھڑ گئے ہیں۔

شملہ کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ریلوے اور موٹروں کے مقابلے کے انسداد کے متعلق حکومت ہند موثر تدابیر اختیار کرنے والی ہے۔ اسمبلی کے موسم خزاں کے اجلاس میں موٹر ایکٹ کی ترمیم کی غرض سے ایک ترمیمی بل پیش کی جائے گی۔ اس ترمیم میں سنٹرل ٹرانسپورٹ ایڈوائزری کونسل بھی غور و خوض کرے گی۔ پھر یہ مسودہ بل کی حیثیت سے اسمبلی کے اجلاس میں پیش کیا جائے گا۔ جو ۲۰ اگست کو منعقد ہوگا۔



صحت کی خرابی کا مخفی سبب

جس طرح دیمک مضبوط ترین عمارت کی بنیاد کو کھوکھلا کر دیتی ہے اسی طرح ایک مضبوط شخص کا جسم کسی پوشیدہ عارضے سے کمزور ہو جاتا ہے۔ بیماری زیادہ تر جسم انسانی میں بعض اجزا کے نہ ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ جن کو "معدنی اجزا" کہتے ہیں۔

بہت سے اشخاص جو اپنے تئیں کمزور اور نا تندرست محسوس کرتے ہیں۔ وہ ان معدنی اجزا کو کھو بیٹھے ہیں۔ چنانچہ دوبارہ صحت و توانائی حاصل کرنے کی واحد صورت یہ ہے کہ ان زائل شدہ اجزا کی بجائے نئے اجزا ڈالے جائیں۔ مشہور اطبا نے "کلزانا" کو دریافت کر کے اس مشکل کو حل کر دیا ہے۔ جب آپ کلزانا کی چند ٹکیاں استعمال کریں گے۔ تو آپ کی صحت کی بنیاد مضبوط ہو گی۔ اور آپ کا جسم از سر نو توانا اور صحت مند ہو جائے گا۔

دیکھئے ایک شخص جو کبھی بیمار تھا۔ اور جس کی صحت ہمیشہ خراب رہا کرتی تھی کیا لکھتا ہے:-

"میں پہلے آئے دن درد سر، خون کی کمی، کسل مندی و اعضا شکنی کے عارضوں کا شکار رہا کرتا تھا لیکن کلزانا استعمال کرنے کے بعد میری تمام تکالیف سحر کے سے اثر سے غائب ہو گئیں۔ اب میں ایک بالکل نیا آدمی ہوں۔ میں کلزانا کا سر ہوں منت ہوں جس نے مجھے پوری صحت و توانائی بخش دی۔"

فی الفور کلزانا کا استعمال شروع کر دو۔ اور تمہاری صحت و توانائی عود کر آئے گی۔

Kalzana

بحالی صحت کے لئے عمدہ معدنی غذا ہے

تمام انگریزی دوافروشوں اور بازاروں سے خرید

اسے تیار کرتے وقت ہاتھ نہیں لگایا جاتا

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ اقبال احمد صاحب سب جج بہادر خانیوال

چمن داس ولد چند رام ذات چاولہ سکنہ مخدوم پور تحصیل کبیر والا مدعی

بنام رام ناتھ ۔ منوہر لال نابالغان پسران عطر چند ذات ددھوا بولایت بھگوانداس ولد چند رام سکنہ مخدوم پور تحصیل کبیر والا مدعا علیہم

بنام مسماۃ لچھمی بائی بیوہ عطر چند ددھوا حال آباد زمانہ پیرانہ بتر سکنہ جامل پور تولان شہر تحصیل کبیر والا ضلع ملتان ولیہ نابالغان

دعویٰ -/1040 روپے

مقدمہ مندرجہ بالا میں مسماۃ لچھمی بائی ولیہ نابالغان کے نام کئی بار نوٹس جاری کئے گئے۔ مگر مسماۃ لچھمی بائی مذکور دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتی ہے۔ اور اس کی انکاری کی رپورٹ ہے۔ لہذا اشتہار اخبار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی بنام مسماۃ لچھمی بائی مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۵ جون کو بوقت ۸ بجے صبح حاضر عدالت ہذا ہو کر بطور ولیہ نابالغان پیروی وجوابدہی مقدمہ کرے ورنہ اس کی عدم حاضری میں کارروائی یکطرفہ کی جا کر مقدمہ کا فیصلہ کیا جائے گا۔

آج بتاریخ ۲۶/۴ بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ دستخط حاکم — مہر عدالت

ب۔ اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت لالہ گیان چند تحصیلدار بی۔اے ایل ایل۔بی۔پی۔سی۔ایس سب جج بہادر درجہ اول ہوشیارپور

مقدمہ عذرداری دیوالیہ ۲۳۰ سنہ ۳۵ء

چوہڑ۔ اللہ دتہ۔ غلاماں پسران ہتا ذات جٹ۔ سکنہ نتھیالہ بیٹ تھانہ بلاچور تحصیل گڑھ شنکر سائلان

عذرداران دیوالیاں۔

بنام لالہ رام رتن صاحب آفیشل رسیور ہوشیارپور ، ۳ کس دیگران قرضخواہان۔

درخواست عذرداری زیر دفعہ 66 برائے واگزاری برائے دیوالیان۔

بنام سماۃ جیوری بیوہ قادر بخش ذات جٹ سکنہ مندیر تھانہ بلاچور۔ فتو ولد وزیرا ذات گوجر سکنہ بانے

تھانہ بلاچور تحصیل گڑھ شنکر قرضخواہان۔

عذرداری مندرجہ عنوان میں قرضخواہان مندرجہ بالا کی تعمیل معمولی طریقہ سے ہونی مشکل ہے۔ لہذا ان کے خلاف اشتہار

ہذا جاری کیا جاتا ہے۔ تاکہ قرضخواہان مذکورہ بتاریخ ۲۱ جون ۳۶ء اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی درخواست عذرداری

مذکور کریں۔ ورنہ ان کے خلاف کارروائی ضابطہ کی جائے گی۔

آج بتاریخ ۴ مئی ۱۹۳۶ء بثبت دستخط میرے و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ دستخط حاکم۔ مہر عدالت۔

از پیشگاہ کیپٹن خان عبدالرحیم خان ڈسٹرکٹ جج بہادر قسمت پشاور

مقدمہ دیوالیہ پیشی ۱۹ جون ۳۶ء بمقام کیمپ ایبٹ آباد

سکھراج شاہ ولد روپ چند شاہ قوم ستھی ساکن نواں شہر تحصیل ایبٹ آباد۔

بنام موتی لال ولد لشند اس ساکن نواں شہر تحصیل ایبٹ آباد۔ ساہو رام ولد تیرتھ رام ۳ مکلم چند ا سکنہ نواں شہر تحصیل ایبٹ آباد

سادھو رام ولد فریم مل ساکن نواں شہر تحصیل ایبٹ آباد۔ پرمانند ولد ہری چند ساکن ... تحصیل ایبٹ آباد۔ ... مل ...

سکنہ بفہ تحصیل مانسہرہ۔ دوکان کھمن مل ولد منشی رام ساکن رجوعہ تحصیل ایبٹ آباد۔ سرسنگھ ولد جواہر مل ساکن ہری پور ... مسئول عنہان

اپیل زیر دفعہ ۷۵ ایکٹ دیوالیہ بنا راضی حکم سینیر سب جج صاحب بہادر ایبٹ آباد مورخہ ۱۱ ... جس کے رو سے ... مسئول عنہان

نمبر ۱ تا ۵ کو دیوالیہ زیر ایکٹ دیوالیہ ۵ سال ۱۹۲۰ء قرار دیا گیا۔ بر ادرخواستی تحت اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

اس مقدمہ میں ۱۹ جون ۳۶ء تاریخ پیشی مقام کیمپ ایبٹ آباد مقرر کی گئی ہے۔ مسئول عنہان مندرجہ بالا عنوان تعمیل

سمن سے گریز کرتے ہیں۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا انکو مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر وہ تاریخ مقررہ پر اصالتاً یا بذریعہ

مختار مجاز حاضر عدالت نہ ہوئے تو ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔

آج بتاریخ ۶ مئی ۳۶ء بثبت دستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت　　　　دستخط حاکم

بعدالت جناب لالہ دلیراج صاحب سب جج بہادر - لاہور

سیتا رام ولد دیوی داس کھتری ساکن راولپنڈی ڈی اے وی کالج روڈ مدعی
بنام دی بھارت انشورنس کمپنی لمیٹڈ لاہور - مسماۃ امیر دیوی زوجہ جوندہ ل گرد کمیشن ایجنٹ مری روڈ راولپنڈی مدعا علیہم

دعوے ۹/۶/۳ روپے

بنام مسماۃ امیر دیوی زوجہ جوندہ ل گرد کمیشن ایجنٹ مری روڈ راولپنڈی

مقدمہ مندرجہ بالا میں حسب درخواست و بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے کہ تم مدعا علیہا تعمیل سمن کرنے سے دیدہ دانستہ گریز کرتی ہو - لہذا بذریعہ اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی مشتہر کیا جاتا ہے - کہ اگر تم اصالتاً یا وکالتاً مورخہ ۶/۶ کو حاضر عدالت ہذا نہ ہوگی - تو کارروائی یک طرفہ تمہارے برخلاف عمل میں لائی جائے گی ۔

آج بتاریخ ۴ مئی ۱۹۳۶ء بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت جاری کیا گیا ۔

مہر عدالت دستخط حاکم

بعدالت شیخ عبدالرحمن صاحب بی اے - پی سی ایس ڈسٹرکٹ جج بہادر - کوئٹہ

مسماۃ سوال دیوی بیوہ دیوان چند اروڑہ سکنہ ڈھصوال بذریعہ فقیر چند ولد دربار کال ذات چاولہ سکنہ حال کوئٹہ مختار سائلہ

بنام مسماۃ شو دیوی بیوہ کشن چند - لالہ رلا رام سکنائے ڈھصوال تحصیل پنڈ دادنخاں مسئول علیہم

سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی ترضہ پالیسی ہائے ۱۱/۱۲ یافتنی لالہ دیوان چند متوفی زیر ایکٹ ۳۹ ۱۹۲۵ء

بنام ہر خاص و عام

مقدمہ مندرجہ صدر سائلہ نے بذریعہ مختار درخواست برائے حصول سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی ترضہ پالیسی ہائے ۱۱/۱۲ یافتنی لالہ دیوان چند متوفی زیر ایکٹ ۳۹ ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے۔ اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جو کچھ کسی کو اعتراض ہو وہ حاضر ہو کر عدالت ہذا میں بتاریخ ۵/۶ ۳۶ء پیش کرے ۔

آج بدستخط و مہر عدالت جاری کیا گیا - ۶/۵ ۶ دستخط حاکم مہر عدالت

رحمت خاں ولد سلطا - خیراتی ولد دینو تا - سردار خاں ولد بھولا - مشل ولد بنال - امید خاں ولد کبیر - جمول ولد
بیاکل - رکھی سنگھ ولد فتح خاں عرف جیبو - لابن خساب - بہت زندہ پسران جبر - بھولا عرف بدشن ولد
پھول خاں - چاہت ولد کنور سنگھ - امام خاں ولد خیرا - نواز خاں عرف گول خاں ولد زین خاں - جنو
ولد جان خاں - شیر بیگ ولد میر خاں - سائی بیگ عرف سگا ولد خدا بخش - ساکنان رنگالہ - ستر جیندہ خاں
پسران پھول خاں ساکن بائرہ تحصیل فیروزپور جھرکہ - چاہت چترا پسران تند خاں - سردا ولد الف خاں
محمود خاں سردار خاں - یعقوب خاں پسران شاہ محمد - شگز ولد گنداری - مساۃ بھوری بیوہ کھوائی - رہلا
نذیر پسران ہوش خاں - الی خاں ولد سعد خاں - نیاز احمد حبیب احمد رشید احمد پسران محمود خاں نابالغان
بولایت والدہ خود - زید خاں ولد ملا - خیراتی ولد رحیم خاں - چھن کمن پسران ماہو - عبدالرحمن
ولد کنول خاں - چاند خاں ولد کپور - فیروزہ ولد نظر خاں - نصیر خاں ولد مل خاں - رحیم خاں ولد نہایت
بشیر احمد ولد رحیم بخش نابالغ بولایت مساۃ شہزادی والدہ خود - سلیم ولد دریا - سالم کشا پسران فتح خاں - رحمت ولد
ولد امن - علی شیر ولد امام خاں ساکن بیکن - جمعُیاں سپت پسران سید خاں - محمد خاں ولد نظر خاں جیا ولد
خاں پسران بلا ساکن کفن والہ ریاست الور - جبر خاں محمود پسران روڈا - چاند خاں - سلطان - سلیم اور دربل
پسران روتا - رحیم خاں کالو - عظیم پسران مانو - مان خاں - چاند خاں پسران تجو - چاہت ولد نہال - امام خاں
ولد امن - یوسف ولد تاج خاں - عبداللہ ولد احمد خاں - عبدالرحیم ولد رحیم خاں - کنول خاں ولد چھٹا
نواز خاں - امین پسران چھوٹا - وزیر خاں ولد شادی - نہال خاں ولد حسن خاں - جگو - شتاب پسران حمید عرف
مندل ولد حسن خاں - ممریز ولد بیون - ہول خاں ولد زین خاں - سماکن ولد نوح خاں - کنول خاں ولد شورا
ساکن جھارزہ - نور خاں سلیم چھٹے خاں پسران ملنگ - چھُن ولد گیٹرا - مساۃ مالی بیوہ حرمت دہو بی عرف ضو
ولد جبار خاں - نستے خاں - امیر خاں پسران وزیر - گیدو ولد سعید اللہ - زنگر اوُ - شور مل - ستر پسران
کاشوا - شیدو ولد ملا - کریم خاں ولد گیدڑ چلی - سالار بخش ولد فیدا اسکنہ پاڈی - جانا ولد مل خاں -
موج خاں ولد موتی - تعلو جمعو نیجاں پسران زین خاں - پہلو ولد بدھا - الف خاں عرف بھاگل ولد جیتا خاں
یسین خاں ولد گھب - سمیر خاں ولد عمر خاں ساکن ملوکڑہ - رحیم خاں فتح خاں پسران کبیر - بدھا ولد مرلی
ساکن بجیڑہ وزیر خاں ولد ملھا ساکن گنگوانی تحصیل فیروزپور جھرکہ - خدا بخش الٰہی بخش پسران میا ساکن سنرو
تحصیل فیروزپور جھرکہ محمد خاں ولد ٹھڈرا ساکن نبارس - معراج ولد چھٹے خاں ساکن خونجہ تحصیل عیب گاہ قوم
مسلمان میدان موضع منہ تحصیل لوح

مقدمہ عنوان میں فریق مدعا علیہم کو فرداً فرداً اطلاع ہونی مشکل ہے - لہٰذا بذریعہ اشتہار ہٰذا منجملہ بالا اشخاص کو
اطلاع دی جاتی ہے - کہ وہ مورخہ ۲۰ جون سنہ ۱۹۴۲ء حاضر عدالت آویں - ورنہ بصورت دیگر کارروائی ضابطہ عمل میں
لائی جاوے گی ۔

آج بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا - ۸ مئی ۱۹۴۲ء دستخط حاکم مہر عدالت

اصلی فیسرین خریدو۔ نقلی سے بچو

بدنما جلد اور بدصورت چہرے عبرت

فیسرین رجسٹرڈ

کے استعمال سے کھوئی ہوئی خوبصورتی اور ملائمیت حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ خوشبودار کریم کیلوں۔ چھائیوں۔ مہاسہا سیاہ داغوں پھنسیوں ایگزیما وغیرہ کا مجرب و مکمل علاج ہے تعریفی خط ملاحظہ ہو۔ از بیگم خان بہادر حاجی صدیق حسن صاحب کونسل برطانیہ قندھار۔ "فیسرین استعمال کی بے شک یہ دوا چہرے اور جلد کو ہر طرح سے مفید ہے"!

(نوٹ) کیا ہندوستان بھر میں فیسرین کے سوائے کوئی دوسری کریم ہماری رائے پیش کرتی ہے؟

قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ فیسرین کے ہر ایک خریدار کو ایک شیشی فیسرین سنو کی مفت ارسال کی جاتی ہے۔ ملنے کا پتہ:۔

فیسرین فارمیسی کمشنر فیروزپور پنجاب

ہمت نسواں

تہذیب کی مشہور مضمون نگار محترمہ۔۔۔ صاحبہ نے اس کتاب میں عورتوں کی شجاعت اور بہادری کے چھوٹے چھوٹے واقعات جمع کر دیئے ہیں۔ جو ان کے عزیزوں کو پیش آئے۔ اور محلے کے لوگوں اور واقفکاروں پر گزرے۔ انداز بیان دلکش اور زبان شگفتہ۔ کتابت وطباعت بہت اچھی۔ کاغذ دبیز۔ ۱۴۸ صفحات۔

قیمت ۱۲؍

ملنے کا پتہ۔ دفتر تہذیب نسواں۔ لاہور

نارتھ ویسٹرن ریلوے

مچھلیاں اور پھل

پھل اور کراچی کی مچھلیاں زیادہ استعمال کیجئے

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے تمام اسٹیشنوں پر جن میں شملہ بھی شامل ہے کراچی سے جو مچھلیاں بھیجی جاتی ہیں ان کے کرایہ کے نرخ میں پچاس فی صدی کی کمی کر دی گئی۔ اور جو پھل بہت فاصلے پر بھیجے جاتے ہیں۔ ان کے پارسلوں کے کرایہ میں نصف سے کچھ زیادہ تک کمی کی گئی ہے عوام کو علی العموم اور کلبوں۔ ہوٹلوں اور ہوسٹلوں کو خاص طور پر اس امر کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ پہلے کی نسبت پھل اور مچھلی کا زیادہ کم سے کم کرایہ کی رعایت سے بہرہ اندوز ہوں۔

چیف کمرشل مینیجر

ریشمی پھول دار ساڑھیاں

عمدہ مضبوط کپڑا — دیدہ زیب بارڈر

خوشنما پھولوں سے لدے ہوئے ڈیزائن

قیمت درجہ اول دس روپے — درجہ دوم چھ روپے

سلک کریپ جمپر

موتیوں سے جڑے جمپر فی عدد — پانچ روپے

ایمبرائڈری کے کام کے جمپر فی عدد — چار روپے

بیلن بیڈنگ کے جمپر فی عدد — تین روپے

یکمشت تین ساڑھی یا تین جمپر کے خریدار کو ایک ساڑھی یا ایک جمپر مفت۔ بچوں کے کھلونے اور سوتی کپڑوں کی لسٹ طلب کرو محصول ڈاک الگ

مینیجر ہند کو پوسٹ بکس ۲۳۳ بمبئی نمبر ۹

سید عبدالمجید پرنٹر و پبلشر نے مسلم پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپوا کر دارالاشاعت پنجاب لاہور سے شائع کیا۔ ایڈیٹر سید امتیاز علی تاج

ہندوستان میں سب سے پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار

تہذیب النسوان

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلما مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم نے

۱۸۹۸ء میں جاری کیا

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک ۵ روپیہ پیشگی

نمبر ۲۱	لاہور - ہفتہ ۲۳ مئی سنہ ۱۹۳۶ء	جلد ۳۹

تہذیب نسواں

لاہور - ہفتہ یکم ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

نارتھ ویسٹرن ریلوے سے

پہیوں پر ایک رواں عشرت خانہ

ٹورسٹ کار یا کلاس بی

اب سے زیادہ ان اشخاص کو مل سکتی ہے جو سکون و آرام سے سفر کرنا چاہیں۔

کلاس بی سیاحوں کی گاڑیوں اور ٹورسٹ کاریں نمبر ۹۹-۱۰۰ آٹھ پہیوں والی جواب جاری کی گئی ہیں۔ ان میں ایک بڑا اور ایک چھوٹا کمرہ موجود ہے۔ جن میں چھ بالائی اور زیریں سیٹیں اور صوفے۔ دو غسل خانے ایک باورچی خانہ اور ایک نوکروں کا کمرہ شامل ہے۔ یہ کاریں نارتھ ویسٹرن ریلوے کے لوکل بکنگ کے مطابق مندرجہ ذیل اجرتوں پر کرائے پر لی جا سکتی ہیں:-

۱۔ سواری کے سفر کی اجرتیں۔ اصل کرایہ ریل اور اس کے ساتھ کم سے کم بارہ آنے فی میل کا (بشرطیکہ کم از کم پچاس میل کا فاصلہ اس اجرت کے تحت میں آئے)

۲۔ کرائے کی شرح۔ سولہ روپے فی کار ہر چوبیس گھنٹے یا چوبیس گھنٹے کے کسی حصے کے لیے۔

۳۔ سامان جو مفت دیا جائے گا۔ دس من

۴۔ خالی ہالج۔ چار آنے فی میل

جتنی شرائط عام، صفحہ ۹۹ صفحہ ۵۳ نارتھ ویسٹرن ریلوے کوچنگ ٹیرف حصہ اول صفحہ ۹۹ میں درج ہیں۔ اور جن کا اطلاق فرسٹ کلاس ٹورسٹ کار نمبر ۹۲ و ۹۳ (بارہ پہیوں والی) اور نمبر ۹۴-۹۵ اور ۸۸ تا ۹۱ (آٹھ پہیوں والی) پر ہوتا ہے۔ انہی کا اطلاق ان ٹورسٹ کار کلاس بی پر بھی ہوگا۔

چیف کمرشیل منیجر

ضرورت

اینگلو اردو گرلز اسکول ناگپور۔ سی۔ پی کے لئے ایک بی اے اور تین میٹرک پاس شدہ اُستانیوں کی ضرورت ہے۔ بی اے اُستانی کو ۷۵ (ابتدا) - ۳ (ترقی سالانہ) - ۱۵۰ (اختتام) اور میٹرک اُستانیوں کو ۵۰ (ابتدا) - ۲ (ترقی سالانہ) - ۱۰۰ (اختتام) ملے گا۔ ٹرینڈ کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواستیں ذیل کے پتے پر ۱۵ جون سے پیشتر آنی چاہئیں۔

خورشید آرا بیگم منشی فاضل ادیب فاضل
سکرٹری اینگلو اردو گرلز اسکول مال فیکٹری روڈ
امراؤتی (برار)

ضرورت

ضلع گجرات کے واسطے ایک لیڈی ہیلتھ وزیٹر کی ضرورت ہے۔ تنخواہ کا گریڈ ۱۰۰-۵-۱۲۵ روپے ماہوار ہوگا۔ جس میں سے ۵ فی صدی دوامی کاٹ ہوگی۔ رہائش کے واسطے صحت بخش مکان مفت دیا جائے گا۔ پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت نہ ہوگی۔ درخواستہائے مع نقول سرٹیفکیٹ وغیرہ بخدمت صاحب ڈسٹرکٹ میڈیکل آفیسر آف ہیلتھ گجرات (پنجاب) ۳۰ مئی ۱۹۳۶ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔

نادر شاہ کا انجام

یورپ کے ایک نہایت مشہور مورخ سائیکس نے نادر شاہ کو ایشیا کا نپولین لکھا ہے۔ اس نے دونوں بادشاہوں کی پُرآشوب زندگیوں کا موازنہ کرکے ثابت کیا ہے۔ کہ جزئی اور مقامی اختلاف کو چھوڑ کر دونوں ایک ہی قسم کی اولوالعزم ہستیاں تھیں۔ جنہوں نے دنیا میں انقلاب پیدا کر دیئے عظیم الشان سلطنتیں قائم کر لیں۔ نادر شاہ کے متعلق تو ہر پڑھا لکھا شخص جانتا ہے۔ کہ ہندوستان کی جمع کی ہوئی دولت کو لوٹا۔ دہلی میں قتل عام کا حکم دے کر اور اس شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا کر اپنے وطن ایران کی راہ لی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ دہلی سے کم و بیش ستر کروڑ روپیہ کا مال غنیمت اپنے ساتھ لے گیا۔ اس ستر کروڑ کے لفظ سے آپ حیران نہ ہوں۔ ہر سال ہندوستان کے فوجی اخراجات کا بجٹ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔) پندرہ کروڑ روپیہ تو نقد۔ چالیس کروڑ روپے کی چاندی سونا جن کو گلا کر اینٹوں کی صورت میں منتقل کر لیا گیا تھا۔ نو کروڑ روپے کا تخت طاؤس اس کے علاوہ اور بیش قیمت سامان و ظروف۔ ہیرا، ہاتھی گھوڑے۔

اس قدر بے اندازہ دولت مل جانے پر اس نے ملک ایران کی تین سال کی مالگذاری معاف کر دی۔ ہر سپاہی کو اٹھارہ ماہ کی تنخواہ پیشگی عطا کی۔ اور مال غنیمت میں سے جو حصہ رسد ہر شخص کو ملا۔ وہ اس کے علاوہ رہا۔ الغرض ہندوستان سے کامراں و شاداں واپس جانے کے بعد تھوڑے عرصے تو اس نے آرام سے دن گزارے۔ اس کے بعد اس کی توجہ بلخ۔ بخارا۔ خوارزم کی مہموں کی طرف مبذول ہوئی۔ جن میں اسے بہت سا روپیہ خرچ کرنا پڑا۔ لیکن ان سب مہموں کو سر کرنے کے بعد اسے ایک ایسی زبردست مہم درپیش ہوئی۔ جس نے نہ صرف اس کی ساری جمع کی ہوئی دولت برباد کر دی۔ بلکہ اس کے زوال اور بالآخر موت کا سبب پیدا کر دیا۔ یہ داغستان کی تسخیر تھی۔

جس طرح شہر ماسکو نپولین اعظم کی تربت بن گیا۔ بالکل اسی طرح داغستان نے نادر شاہ کی قبر کھود دی۔ اس پہاڑی علاقے کے وحشی (ترک) قبائل نے متفق ہو کر ۱۷۴۲ء میں اس قدر تیزی سے اس پر حملہ کیا۔ کہ اسے واپس ہونے پر مجبور ہونا پڑا کہتے ہیں۔ کہ اس بدنامی نے اس کے تند مزاج کو تندتر بنا دیا۔ چنانچہ جب [illegible]۔ شروان۔ تبریز۔ سیستان وغیرہ کی بغاوتیں یکے بعد دیگرے رونما ہوئیں۔ تو اس نے ان کو نہایت تندی اور بے رحمی سے کچلا۔ اور باغیوں کو عبرتناک سزائیں دیں۔ محض شبہ کی بنا پر اس نے بے شمار انسانوں کو قتل کر دیا۔ مگر اس کے غیظ و غضب کی فراوانی بغاوت کے بڑھتے ہوئے شعلوں کو نہ بجھا سکی۔ ایک جگہ دبا دیتا۔ تو دوسری جگہ بلند ہو جاتی۔ الغرض سزائیں دیتے دیتے اور تشدد کرتے کرتے وہ خود

اس قدر زچ ہو گیا تھا۔ کہ اپنے خاص معتمدوں تک پر بھروسہ نہیں رہا تھا۔

مورخین کا بیان ہے۔ کہ قزلباش سرداروں سے جن کا اس کی حکومت میں بہت زور تھا۔ اور جن کے اثر و رسوخ سے اُسے بہت کامیابی ہوئی تھی۔ وہ بہت خائف رہتا تھا۔ ایک دن اس نے اپنے دل میں تہیہ کر لیا۔ کہ سب قزلباش سرداروں کو ایک خاص روز صبح جمع کرے۔ اور پھر ازبکوں اور افغانوں کی فوجوں سے ان کو اچانک تہ تیغ کر دیا جائے۔ اور ان سب کا یک وقت خاتمہ کر کے اطمینان حاصل کر لیا جائے۔ خدا کا کرنا کیا ہوا۔ کہ اس مخفی سازش اور پوشیدہ راز کا علم کسی طرح محمد قلی خاں قزلباش کو ہو گیا۔ اور اسی روز شام کو ہوا جس کے دوسرے روز صبح ان کی گردنیں اڑنے والی تھیں۔ محمد قلی نے راتوں رات بہت سے قزلباشوں کو بادشاہ کے اس خوفناک ارادے سے مطلع کیا۔ ستر بہادروں نے اسی وقت قرآن شریف پر قسم کھائی۔ کہ ہم نادر شاہ کو قتل کرنے جاتے ہیں۔ محمد خاں قاچار۔ موسیٰ بیگ صالح خاں وغیرہ اس سازش کے سرغنہ تھے۔ بیس جون کو ڈھلتی رات یہ لوگ اس ارادے سے خیام شاہی کی طرف روانہ ہوئے۔

نادر شاہ افشار نہایت وجیہہ۔ قوی ہیکل۔ طویل القامت اور تند مزاج انسان تھا۔ وہ بڑا جہیر الصوت اور مہیب صورت آدمی تھا۔ اس سات فٹ لمبے جسیم دیو کے چہرے کا رنگ سیاہی مائل سُرخ تھا۔ اس کی پیشانی پر ہمیشہ بل پڑے رہتے تھے۔ اور آنکھوں سے غصے کی آگ کی چنگاریاں نکلا کرتی تھیں۔ جب بولتا تھا۔ تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے شیر گرج رہا ہے۔ اس کی آواز کے زلزلہ خیز کڑاکے سے لوگوں کے دلوں پر دہشت طاری ہو جاتی تھی۔ اس کے نام کا رعب و ہیبت اس قدر عام تھا۔ کہ مائیں اپنے بچوں کو اس کے نام سے ڈرا کر سلاتی تھیں۔

مورخ مجمل لکھتا ہے۔ کہ ان ستر حلف اُٹھانے والوں میں ۵۷ اس دیو پیکر بادشاہ کے دبدبہ جلال سے خائف ہو کر راستے ہی سے واپس ہو گئے۔ مشکل سے پندرہ نوجوان تلواریں سونتے شاہی خیمے کے قریب پہنچے۔ یہاں پہنچ کر صرف تین بہادروں کو خیمے کے اندر داخل ہونے کی ہمت ہوئی۔ باقی بارہ باہر ہی لرزنے لگے۔

پہرہ دینے والے سنتری کو قتل کر کے جب یہ لوگ اندر داخل ہوئے۔ تو نادر شاہ اس وقت سو رہا تھا۔ مورخین کا بیان ہے۔ کہ نادر شاہ نے بارہ بجے شب کے عمل میں ایک نہایت وحشتناک خواب دیکھا۔ وہ سوتے سوتے اُٹھ کر بیٹھا۔ اور ٹہلنے لگا۔ حسن علی بیگ جو اس کا مقرب خاص تھا۔ کہتا ہے۔ کہ میں نے نادر شاہ کو اس روز رات کو خیمے کے باہر کئی بار ٹہلتے دیکھا۔ کبھی اندر آتا کبھی باہر جاتا۔ ایک قسم کا کرب و اضطراب اس پر چھایا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ میں نے اس کی تشفی

کر کے اُسے پلنگ پر لیٹ جانے کے لئے کہا۔ چنانچہ وہ تاج شاہی نیچے زمین پر رکھ کر لباس شاہی پہنے ہی پہنے دراز ہو گیا۔ اور تھوڑی دیر میں اس کی آنکھ لگ گئی۔

محمد صالح جب ننگی تلوار لئے اس سوتے ہوئے شیر کے پاس پہنچا۔ تو اس کی ہمت اور جرأت نے جواب دیدیا۔ نادر شاہ کے خراٹوں کی آواز سے اس پر اس قدر خوف طاری ہوا۔ کہ قریب تھا۔ کہ الٹے پیروں واپس ہو۔ اچانک اس وقت اسے اپنی قسم یاد آئی۔ اور اپنی ساری ہمت و شجاعت مجتمع کر کے یا علیؑ کہہ کر تلوار کا ایک بھرپور ہاتھ مارا۔ اس سے ایشیائی نپولین کا بایاں ہاتھ جسم سے علیحدہ ہو گیا۔ اور خون کی پھوار چھوٹ گئی۔ نادر شاہ ایک نہایت خوفناک گرج کے ساتھ اُٹھا۔ اور قریب تھا۔ کہ صالح خاں کی تلوار چھینے کہ اتنے میں محمد بیگ قاچار اندر آ گیا۔ اور اس نے تلوار سے تابڑ توڑ کئی حملے کئے۔ ان میں سے کئی وار بہت کاری لگے۔ اور آخر کار وہ بہادر اور پُر جلال بادشاہ جس کے نام سے زمین کی چھاتی پھٹ جاتی تھی۔ زمین پر گرا اور ہمیشہ کے لئے موت کی آغوش میں سو گیا۔

محمد بیگ نے اس کا سر تن سے علیحدہ کر لیا۔ وہ سر جو دنیا میں ہمیشہ بلند اور سرخرو رہا۔ اور کبھی نگوں نہ ہوا۔ آج جسم سے الگ تشہیر عام کے لئے نیزے پر کھڑا کیا گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(ترجمہ جادو ناتھ سرکار)　　بیگم شارق۔ قلعہ گوالیار

سونا

سونا بھی صحت کے لئے ایسا ہی ضروری ہے جیسے غذا اور صاف ہوا جس طرح ہم بغیر کھائے یا بغیر ہوا کے زندہ نہیں رہ سکتے۔ اسی طرح اگر ہم کبھی نہ سوئیں۔ تو ہمارا زندہ رہنا محال ہے۔ نیز سونا بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ سب بہنوں نے یہ تجربہ کیا ہوگا۔ کہ اگر کسی رات کو ہمیں کافی سونے یا اصل ہی سونے کا موقع نہیں ملتا۔ تو دن بھر طبیعت پریشان رہتی ہے۔ کسی کام میں دل نہیں لگتا۔ اگر ذرا بھی کوئی بات مزاج کے خلاف ہوتی ہے۔ تو فوراً غصہ آ جاتا ہے۔

صحت اور دماغی سکون کے لئے سونا بہت مفید ہے۔ دنیا کے جتنے بڑے بڑے لوگ گزرے ہیں۔ یا اب بھی موجود ہیں۔ وہ جس طرح اور کام وقت معینہ پر کرتے رہے ہیں۔ ویسے سونے میں بھی سخت پابندی ملحوظ رکھتے رہے ہیں۔ مسولینی بہت پابندی سے روزانہ کم سے کم سات گھنٹے نہایت سکون کی نیند سوتا ہے۔

ایک مرتبہ بنگال کے مشہور و معروف قومی لیڈر سر سریندر ناتھ بنرجی آنجہانی سے انگلینڈ کے لوگوں نے یہ سوال کیا۔ کہ باوجود اتنی زیادہ عمر کے آپ کی آواز کیونکر اتنی بلند ہے۔ کہ آپ کے لکچر کو دور بیٹھنے والے سامعین بھی آسانی سے سن لیتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ میں صحت

کے اصول کا اب تک بہت سختی سے پابند رہا ہوں
آٹھ بجے شب میں ضرور سو جاتا ہوں - اور چار بجے صبح کو اُٹھ بیٹھتا ہوں ۔

ڈاکٹر ڈیوک نے مختلف عمروں میں سونے کے مندرجہ ذیل اوقات مقرر کئے ہیں:-

عمر		گھنٹوں کی تعداد
۶ برس سے کم		۱۳
۷	۔	۱۲½
۸	۔	۱۲
۹	۔	۱۱½
۱۰	۔	۱۱
۱۳	۔	۱۰½
۱۵	۔	۱۰
۱۶	۔	۹½
۱۹	۔	۹
۲۱ برس سے زائد		۸

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے - کہ بچوں کو نسبت بڑوں کے زیادہ سونے کی ضرورت ہے - ۴ - ۵ برس کے شیر خوار بچوں کو تقریباً ۱۸ گھنٹے سونا چاہئے ۔ جب چھوٹا بچہ گہری نیند سوتا ہو - تو اسے ہرگز نہ جگانا چاہئے - اس سے اس کی صحت پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے ۔ گرمیوں کے موسم میں جب رات چھوٹی ہوتی ہے تو بچوں کو دن میں بھی کچھ دیر تک سلانا بہت ضروری ہے - بڑوں کو عموماً ۸ گھنٹے سونا چاہئے ۔

اکثر بہنیں سونے میں وقت کی پابندی بالکل ملحوظ نہیں رکھتیں - کبھی تو وہ سرِ شام ہی سو جاتی ہیں - اور کبھی شب میں ایک بجے یا دو بجے تک جاگتی رہتی ہیں - اس سے صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے ۔

ایک خاتون تند مزاج اور زود رنج ہو گئی تھیں - بچوں کو دن بھر ڈانٹتی تھیں - نوکروں سے ذرا بھی قصور ہوتا تھا - تو بہت ناراض ہوتی تھیں - سارے دن ذرا ذرا سی باتوں پر غصہ کیا کرتی تھیں ۔ ایک ہوشیار ڈاکٹر کا علاج شروع کیا - جس نے کچھ دوائیں بتائیں اور دماغ کو آرام دینے پر زور دیا - دریافت سے معلوم ہوا ہے - کہ یہ بہن رات کو بہت دیر تک جاگتی تھیں - اور ایک یا دو بجے تک شب میں کتابیں وغیرہ پڑھا کرتی تھیں - ایک ہوشیار ڈاکٹر کا علاج شروع کیا - جس نے کچھ دوائیں بتائیں - اور دماغ کو آرام دینے پر زور دیا - دریافت سے معلوم ہوا - کہ یہ بہن رات کو بہت دیر تک جاگتی تھیں - اور ایک یا دو بجے تک شب میں کتابیں وغیرہ پڑھا کرتی تھیں بمشکل سے دن بھر میں چار پانچ گھنٹے سوتی تھیں - ڈاکٹر نے جلد سے جلد سو جانے اور دماغ کو کافی آرام دینے کی تاکید کی - اس طریقہ علاج سے تھوڑے ہی عرصے میں بہت فائدہ ہوا - اور صحت میں نمایاں ترقی ہو گئی اس سے پہلے بھی کئی ڈاکٹروں کا علاج کیا گیا تھا - لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا - جس کی خاص وجہ یہ تھی - کہ دماغ کو آرام دینے کی طرف کسی نے توجہ نہیں کی تھی ۔

ڈاکٹر اگلینڈ نے ایک بچے کے متعلق اپنا تجربہ تحریر کیا ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے ایک لڑکے کو دیکھا۔ وہ ہر وقت مضمحل رہتا۔ اکثر اسکول سے بھاگ جاتا۔ اور پڑھنے لکھنے سے جی چراتا۔ وہ لڑکا نہایت بدخط تھا۔ الفاظ کے ہجے غلط لکھتا۔ چونکہ اسے الفاظ کے ہجے کے متعلق اطمینان نہ رہتا۔ اس لئے وہ اکثر صحیح الفاظ کو کاٹ کر غلط الفاظ لکھ دیا کرتا۔ اسی طرح وہ ایک ایک لفظ کو کئی کئی بار کاٹ کر لکھتا۔ ڈاکٹر موصوف کو معلوم ہوا۔ کہ اس لڑکے کو گھر پر بہت کم سونے کا وقت ملتا ہے۔ اس کے والدین خود بھی دیر سے سونے کے عادی تھے۔ اس لئے وہ لڑکا بھی دیر میں سوتا۔ اور بہت سویرے جگا دیا جاتا تھا۔ جب تک لڑکا گھر پر رہتا۔ اس کے والدین اس سے کچھ نہ کچھ کام لیا کرتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ لڑکا دن بھر جسمانی اور دماغی کام کیا کرتا۔ اسے مطلق آرام کرنے کا موقع نہ پاتا تھا۔

ڈاکٹر موصوف نے اس لڑکے کو آرام دینا شروع کیا۔ اس کو سونے کا بھی کافی وقت دیا گیا۔ دو ہفتے کے بعد اس لڑکے کی ذہانت میں نمایاں ترقی معلوم ہوئی اب وہ پہلے کی طرح سست اور کاہل لڑکا نہ رہا۔ بلکہ ہر وقت شگفتہ اور خوش رہنے لگا۔ اس کے حروف صاف ہونے لگے۔ غلطیاں بہت کم کرتا۔ اپنا سبق خوب یاد کرنے لگا۔ پڑھنے لکھنے سے کافی دلچسپی ہو گئی اسکول سے بھی اب وہ شاید ہی غیر حاضر ہوتا۔

دماغی سکون کے لئے صرف چند گھنٹے کسی طرح سو لینا کافی نہیں ہے۔ بلکہ گہری نیند سونا ضروری ہے۔ اگر خوب گہری نیند سے گھنٹے بھی سو جائے تو کافی ہے۔ رات کو خوب میٹھی نیند وہی سوتا ہے۔ جو دن بھر محنت کرتا ہے۔ جو بنیں سارے دن آرام کرسیوں یا پلنگوں پر پڑی رہتی ہیں۔ اور اپنے ہاتھ سے ایک تنکا ہلانا بھی کسر شان سمجھتی ہیں۔ وہی اکثر نیند نہ آنے کی شاکی رہتی ہیں۔ دیہاتی عورتیں جو دن بھر محنت مزدوری کرتی رہتی ہیں۔ وہ شاید ہی کبھی نیند کی کمی کی شکایت کرتی ہوں گی۔

سونے میں بھی افراط و تفریط دونوں نقصان دہ ہیں۔ بہت زیادہ سونا بھی صحت کے لئے مفید نہیں ہے۔ جو شخص دن بھر سویا کرتا ہے۔ وہ سست ہو جاتا ہے۔ دنیا کے کسی مصرف کا نہیں رہتا۔ اور آرام طلبی کا عادی بن جاتا ہے۔ ذمہ داری کے کاموں سے ہمیشہ بھاگتا۔ اور اپنی پست ہمتی اور بزدلی کا ثبوت دیتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے سونے اور اٹھنے کے اوقات مقرر کر لیں۔ اور انہیں اوقات پر پابندی کے ساتھ سویا اور اٹھا کریں۔

از مسز سید احمد علی شہری

مقاصد تعلیم

(سلسلے کے لئے دیکھئے تہذیب صفحہ ۴۱۰)

۲۔ حصول علم

تعلیم کا مقصد حصول علم ایک ایسا مقصد ہے۔

ہے۔ جو پچھلے باب میں بیان کئے ہوئے مقاصد کی ضد معلوم ہوتا ہے۔ حصول معاش کا مقصد عملی اور کاروباری مقصد ہے تحصیل علم نصب العین تصوری اور معیاری نصب العین ہے۔ ایک عملی جد و جہد کی زندگی کا ترجمان ہے۔ دوسرا سکون حیات و فراغت زندگی پر دال ہے۔ اگرچہ بظاہر دونوں مقاصد ایک دوسرے سے بالکل متضاد نظر آتے ہیں۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو دونوں میں ایک وجہ مشترک یک سبب خاص اور ایک رابطۂ اتحاد پایا جاتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کی ضد نہیں ہیں۔ دونوں میں کچھ نہ کچھ تطابق ضرور پایا جاتا ہے:۔

ماہر تعلیمات مسٹر بیلے لکھتا ہے۔ کہ ان دونوں میں کوئی بدیہی فرق نہیں ہے یہ علم نام ہے اصول حیات۔ تجربات حیات۔ قوانین حیات اور حقائق عالم سے دوچار ہونے کی تدبیر کا۔ جو چیزیں انسان کے لئے افادی نقطۂ نظر سے مفید ثابت ہوتی رہی ہیں۔ اور جو انسانوں کی بہبود کے لئے اب بھی ضروری سمجھی جاتی ہیں۔ انہیں علم کے دائرے سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔ پس تعلیم کے دونوں مقاصد میں ایک دوسرے کے لئے بڑی گنجائش ہے۔ اسی خیال کو مزید تقویت دینے کے لئے یہی مصنف لکھتا ہے۔ کہ تحصیل علم اور تحصیل معاش کو الگ الگ طبقوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اصولی غلطی اس ضمن میں یہ کی جاتی ہے۔ کہ ایک مقصد کو باعتبار نتائج دیکھا جاتا ہے۔ اور دوسرے کو باعتبار تصورات حالانکہ دونوں کو تجربات حیات کی روشنی میں دیکھنا چاہئے۔ تحصیل علم دراصل تجربات حیات کے جاننے کا دوسرا نام ہے۔ لوگ تحصیل علم کے شوق میں تجربات کے افادی نقطۂ نظر کو بھول جاتے ہیں۔ حالانکہ تجربات جن سے قدم قدم پر دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اور جن سے ہماری زندگی لبریز ہے۔ وہ دراصل ہمارا علم ہوجاتے ہیں۔ تجربات غیر افادی اور کاروباری حیثیت سے جانچنے کے کبھی نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوتے۔ ہماری غلط فہمی کا سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ اب ایسی حالت پیدا ہوگئی۔ کہ علم اور تجربے میں بُعد پیدا ہوگیا۔ یعنی علم اور حقیقی زندگی علیحدہ علیحدہ چیزیں ہوگئیں:۔

ہماری موجودہ تعلیم کا نقص یہ ہے۔ کہ زیادہ تر مضامین کی تعلیم و تکمیل پر زور دیا جاتا ہے۔ اور ساری توجہ صرف کی جاتی ہے۔ حالانکہ جن مقاصد کے حصول کے لئے یہ مختلف مضامین شامل درس کئے گئے ہیں۔ وہ زیادہ قابل توجہ نہیں۔ دراصل اصول چھوڑ کر مناہج ہی کو پکڑ لینا غلطی ہے۔ ہمارے مدارس کا فرض تو یہ ہے۔ کہ طالب علم کی بڑھتی ہوئی شخصیت کو مکمل بنایا جائے۔ اس کی انفرادی خصوصیات کو ابھارا جائے۔ اور رفتہ رفتہ اس کے کردار کی پختگی بھی کی جائے۔ حصول علم کا وقت نہایت قیمتی ہوتا ہے۔ اگر اس وقت سارا زور کتابی کام پر صرف کر دیا گیا۔ تو کردار مستحکم نہیں ہونے پائے گا۔ اب تک بچوں کی ذہنی ضرورتوں اور اُن نفسی کمالات کی ترقی کے امور کی طرف

سے جو بے توجہی برتی گئی ہے۔ اس کا سد کرنا ہمارا پہلا فرض ہونا چاہئے۔ تعلیم اور عملی سرگرمی حیات کے درمیان ایک ذریعہ اشتراک ہونا چاہئے۔ انسان کے قوائے عملیہ و ذہنیہ کو علیحدہ علیحدہ خانوں میں بند کرکے نہیں رکھا جا سکتا۔ جدید انسانی تحریک کو مزید تعلیم کی ضرورت ہے۔ اور زیادہ تعلیم مزید عملی جدوجہد کی مستلزم ہے ٭

اپنے ماحول کو اس کی ضرورتوں کو اس کی موجودہ حالت دیکھ کر اپنے لئے مفید مطلب بنانا ہی دراصل تحصیل علم ہے۔ اور یہ تحصیل علم اپنی افادی خوبیوں اور نتائج کے اعتبار سے بھی لابدی ہے۔ عقل ٹھوکر کھا کر ہی آتی ہے تجربے کے بعد ہی حقیقی علم کی مستحکم بنیاد قائم ہوتی ہے۔ اس لئے علم کی تدریجی ترقی اور اس میں اضافہ یقیناً ایک عمدہ مقصد تعلیم کہا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ اضافہ اضافے کی نیت سے نہ ہو۔ بلکہ شوق و تجربے کی وجہ سے ہو۔ مطلب یہ ہے کہ معلومات کا انبار لگا لینے اور کتابوں کو رٹ لینے اور علم کو اینٹوں کی طرح اپنی پشت پر لاد لینے سے اکتساب علم نہیں ہوتا۔ بلکہ زندگی کے تجربات کی روشنی میں قوائے ذہنیہ سے کام لے کر عمدہ عملی سرگرمیوں کا مظاہرہ کرنا اصل تعلیم ہے۔ محض معلومات کا دریا زندگی کی کشتی کو ساحل مراد تک لے جانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا ٭

دوسری چیز اس سلسلے میں یہ یاد رکھنی چاہئے۔ کہ علم انسان کی اپنی زندگی۔ مدرسے کی فضا اور قومی روایات سے یکسر علیحدہ کوئی چیز نہ ہو۔ بلکہ ان کے جملہ حقائق کا ایک حسین مجموعہ ہو۔ اگر ہم کی تعلیم مدرسے اور کنبے۔ ملک و ماحول کے حالات سے علیحدہ ہو کر ہوتی ہے۔ تو وہ تعلیم نہیں معلومات ہے۔ اور معلومات بھی خام۔ جو تجربے کی کسوٹی پر پرکھے جانے کے لئے ہر وقت بیتاب رہتی ہے۔ تعلیم انسان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو ابھارتی ہے۔ اگر انسان میں جدوجہد کرنے کی صلاحیت اور سرگرمیوں میں معروف رہنے کی عادت نہیں پیدا ہوئی۔ تو تعلیم کا مقصد پورا نہیں ہوا۔ علم کا منشا یہ ہے۔ کہ انسان میں باضابطگی اور شائستگی پیدا ہو۔ اور اس کا ایک خاص اصول کا معین ہو جس پر وہ تمام عمر کاربند رہے۔ تاہم اگر اخلاقی پہلو سے اس کے نتائج تشنہ رہے۔ تب بھی تعلیم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں کہی جا سکتی۔ اصل یہ ہے۔ کہ تعلیمی مشن کی کامیابی انسان کے قوائے عملیہ اور ذہنیہ کے باضابطہ اشتراک اور مسلسل جہد پر منحصر ہے۔ جس سے انسان میں ذہنی تفوق عملی سربلندی اور شکوہ حیات پیدا ہو۔ اور جس سے اس کے اخلاق منزہ اور طریق معاشرت شائستہ ہو۔ آئندہ ہم ترتیب حیات انسانی کے مقصد پر روشنی ڈالیں گے ٭

سید ابن حسن شارق دہلوی تعلقہ گوالیار

٭ ٭ ٭

کسی کو راہ پر لانا

کسی گمراہ کو راہ پر لانا عین دین داری ہے۔ لیکن گمراہ کو راہ پر لانا اسی شخص کا کام ہے۔ جو خود راہ پر ہو۔ اور دوسرے کو راہ پر لانے کا طریقہ بھی جانتا ہو۔ بغیر اس صفت کے کسی گمراہ کو راہ پر لانے کی کوشش کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسا اس شعر سے واضح ہوتا ہے۔

ات سے اندھا آئے ستے سے اندھا جائے
اندھے سے اندھا ملے اور کون راہ دکھائے

ایسی بے سود کوشش کرنے والا بجائے کامیاب ہونے کے ناحق کی تو تو میں میں میں پھنس جاتا ہے۔ اور کسی خاص نتیجہ پر وہ نہیں پہنچتا۔ گمراہ پر اس کی نصیحت کا اثر کچھ نہیں ہوتا۔ جو شخص کسی کو راہ پر لانا چاہتا ہے۔ اس کو ہمہ صفت موصوف ہونا چاہیے۔ اس کا ظاہر و باطن ایک ہو۔ اس کا قول و فعل جدا جدا نہ ہو۔ ورنہ وہ ہرگز اپنے مقصد کو پورا نہ کر سکے گا۔ بلکہ بجائے فائدے کے نقصان اٹھائے گا۔ بجائے دوستوں کے دشمن پیدا کرے گا۔

میں نے تجربے سے معلوم کیا ہے۔ کہ جو لوگ دوسروں کے ناصح مشفق بن کر ان کو راہ پر لانے میں کوشاں رہتے ہیں۔ وہ خود اپنی حالت سے بے خبر رہتے ہیں۔ ہم دوسروں سے کہتے ہیں غیبت نہ کرو۔ برا بھلا نہ منہ پر کہو۔ نہ پیٹھ پیچھے کہو۔ کیونکہ یہ کام خلاف شرع ہے۔ لیکن ہم خود اس عیب میں مبتلا ہیں۔ ہم دوسروں سے کہتے ہیں۔ کہ اپنا ظاہر اور باطن ایک رکھو۔ کیونکہ دل جو خانۂ خدا ہے۔ حسد بغض کینہ کا مسکن نہ ہونا چاہیے۔ جس انسان کے دل میں عداوت اور کینہ بھرا رہتا ہے۔ وہ شیطان کا گھر ہوتا ہے۔ اور شیطان کو دل میں جگہ دینا خلاف شرع ہے۔ لیکن ہم اس کے برعکس عمل کرتے ہیں ہم دوسروں کو برا بھلا کہتے ہیں۔ ان کی طرف سے ہمارے خیالات اچھے نہیں ہوتے۔ ہم ان کے ساتھ خوش خلقی سے پیش نہیں آتے۔ یہی ثبوت ہمارے دل میں شیطان کے ہونے کا ہے۔ کیا کسی عقل مند کی عقل میں یہ بات آ سکتی ہے۔ کہ دل میں شیطان اور رحمٰن دونوں رہ سکتے ہیں۔ شاید ہر عقل مند یہی کہے گا۔ کہ ایک دل میں دونوں میں سے ایک رہ سکتا ہے۔ یا تو رحمٰن یا شیطان۔ دونوں ایک دل میں نہیں رہ سکتے۔

ہم نے دیکھا ہے۔ کہ لوگ میل محبت اور نیکی کا دعوے کرتے ہیں۔ مگر محض اوپری دل سے لوگوں سے ملتے ہیں۔ جن لوگوں سے وہ ملتے ہیں۔ انہیں کو وہ پیٹھ پیچھے برا کہا کرتے ہیں۔ جو لوگ ایسا اخلاق رکھتے ہیں۔ وہ اپنے برتاؤ سے دوسروں کو دھوکا دیتے ہیں۔ دغاباز اور دھوکا دینے والا گنہگار نہیں تو اور کیا ہے۔ گنہگار خود ہی گمراہ ہوتا ہے۔ وہ کیا کسی کو راہ پر لائے گا۔ سمجھدار لوگ اس کی صحبت سے کوسوں دور بھاگیں گے۔ تاکہ اس کی صحبت کا اثر نہ پڑے۔ اس کی ظاہری نصیحت کو اس کان سنیں گے۔ اور اس کان اڑا دیں گے۔ کیونکہ وہ

خود اپنی نصیحت کے برعکس عمل کرتا رہتا ہے۔

ایک نیک اور راستباز انسان کو دوسرے کو راہ پر لانے میں کچھ زیادہ تکلیف نہیں اٹھانا پڑتی۔ اس کے قول اور فعل اس قدر موثر ہوتے ہیں۔ کہ اثر ڈالے بغیر نہیں رہتے۔ اس کی مثال اس ہرن کی سی ہوتی ہے۔ جو گھر میں دانا کھاتا ہے اپنے ساتھ جنگلی ہرنوں کو بھی لے آتا ہے۔ نیک آدمی خود ہی دوسروں کو راہ پر لے آتا ہے۔ وہ صبح سے شام تک ڈانٹ ڈپٹ کرنا۔ پھبتی کسنا۔ نام دھرنا۔ گڑے مردے اکھاڑنا۔ طعن و تشنیع کرنا جانتا ہی نہیں۔ وہ غریب طعن و تشنیع سے کسی کا کلیجہ چھلنی کرنا۔ مظلوموں کا صبر سمیٹنا اور ایسی ہی اور باتوں سے واقف ہی نہیں۔ وہ کسی کا دل دکھاتے ہوئے بہت ڈرتا ہے۔ کیونکہ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ خدا اور مظلوم کے درمیان پردہ نہیں ہوتا۔ خدا سخت گیروں کو ضرور سزا دیتا ہے۔ ظلم کی ٹہنی کبھی نہیں پھلتی۔ کاغذ کی ناؤ زیادہ دیر نہیں چلتی۔ دل دکھانے والے سے بڑا دنیا میں کوئی نہیں۔ ان کو نہیں معلوم کہ ہمارا مذہب ہمیں دل آزاری سے منع کرتا۔ اور یہ سکھاتا ہے۔ ع

دل بدست آور کہ حج اکبر ست۔

اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے۔ کہ دوسرے کو راہ پر لے آئے۔ تو اسے چاہئے۔ کہ اپنی زبان کو بند رکھے۔ کوئی بات ایسی نہ کہے۔ جو خلاف شرع ہو۔ مثلاً غیبت کرنا۔ ہر ایک کو اپنا بدخواہ خیال کرنا۔ ہر دم اپنے فائدے کو مدنظر رکھنا۔ مہمان نوازی سے پہلو تہی کرنا۔ دشمنوں سے برا برتاؤ کرنا۔ ترک رشتہ داری کا کلمہ ہر دم رٹتے رہنا۔ گڑے مردے اکھاڑنا یعنی گزری باتوں کو یاد کر کے اپنے زخم تازہ کرنا۔ اور پھر گالیوں کی بوچھاڑ کرنا۔ صاف دل سے کسی سے نہ ملنا۔ دوسروں کو برا خیال کرنا وغیرہ وغیرہ۔

ایک مسلمان اور نیک آدمی کی دینداری کو خدا نے نماز روزہ اور زکوٰۃ تک ہی محدود نہیں کیا ہے۔ مسلمانوں کا اخلاق نہایت وسیع ہونا چاہئے۔ اگر کوئی مسلمان پانچ وقت نماز ادا کرے۔ اور رمضان شریف میں پورے روزے رکھے۔ اور وہ اپنے تمام رشتہ داروں کو برا خیال کر کے برے۔ اور ہر دم نام دھرتا رہے۔ ان کی شکل دیکھنے کا روادار نہ ہو۔ تو اس کی نسبت دنیا کیا رائے قائم کر سکتی ہے۔ یہی نا کہ وہ دیکھنے کا مسلمان ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لیا جائے۔ کہ کسی کے رشتہ دار برے ہیں۔ اور ان میں وہ سارے عیوب موجود ہیں۔ جو دوسرے رشتہ دار کے نزدیک خلاف شرع ہیں۔ اور یہی وجہ ان سے نفرت کرنے اور ترک رشتہ داری کی ہے۔ یہاں سوال یہ ہے۔ کہ جب حضرت علی کو ایک کافر نے شہید کر دیا تھا۔ اور لوگ ان کو شربت پلانے لگے۔ تو انہوں نے وہ شربت اپنے قاتل کی طرف سرکا دیا۔ اور لوگوں سے کہا۔ کہ اس پر ایک ہی وار کرنا۔ کیونکہ اس

نے مجھ کو ایک ہی وار سے شہید کیا ہے۔ تو انہوں نے یہ برتاؤ اپنے دشمن سے کیوں کیا؟

اکثر لوگ مذہبی پیشواؤں کے اعلیٰ اخلاق کی مثالیں سُن کر یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ ہماری ان کی کیا برابری ہوسکتی ہے۔ وہ خدا کے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔ ہم گنہگار بندوں میں ہیں میں ان کے اس کہنے سے متفق نہیں۔ اپنے ہادی کا انسان ضرور پیرو ہوسکتا ہے۔ اس کی تعلیم پر چل سکتا ہے۔ اگر یہ بات ناممکن ہوتی۔ تو مذہب دنیا سے کبھی کا اُڑ گیا ہوتا۔ کسی کو راہ پر لانے کے لئے اس کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو پکڑ کر بے انتہا غصہ ظاہر نہ کرنا چاہئے۔ اس طرح بے رعبی ہوتی ہے۔ اور زندگی کی وقعت نہیں رہتی۔

یہاں مجھ کو ایک حکایت یاد آگئی۔ ایک مرتبہ ایک امیر آدمی تھا۔ وہ اپنے نوکروں اور ماتحتوں پر بڑی سختی کرتا۔ اور بات بات پر شرط لگاتا تھا۔ اس آدمی کی سختی اور بدمزاجی اور شرطوں سے سب لوگ عاجز آگئے تھے۔ ایک دن یہ امیر آدمی گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا تھا۔ اتفاق سے گھوڑے پر سے گر پڑا۔ اور ایک پاؤں رکاب میں اٹکا رہ گیا۔ گھوڑا بھاگ رہا تھا۔ اور یہ آدمی اس کے ساتھ گھسٹ رہا تھا۔ آخر اس نے عاجز ہو کر سائیس کو آواز دی۔ سائیس تو آقا کی بدسلوکی سے بیزار تھا ہی۔ اس نے فوراً ایک کاغذ جیب سے نکال کر دور سے دکھایا۔ اور کہا۔ کہ صاحب اس شرط نامے میں تو یہ شرط کہیں نہیں لکھی۔ میں کیونکر آپ کو بچا سکتا ہوں۔

میری مراد اس مثال سے صرف اسی قدر ہے۔ کہ کسی کو کسی کے ساتھ حد سے زیادہ سختی نہ کرنا چاہئے۔ اور نہ شرطیں لگا کر راہ پر لانے کی کوشش کرنا چاہئے۔ اس بات کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ ہر بات کا صلہ ضرور ملتا ہے۔ کسی کو جلدی بدلہ ملتا ہے۔ وہ کسی کو دیر میں۔ لیکن ملتا ضرور ہے۔ پس ہمیں چاہئے۔ کہ کسی کے ساتھ بُرا برتاؤ کر کے اچھے عوض کی توقع نہ رکھیں۔ اگر ہم ایسی غلط توقع رکھتے ہیں۔ تو ہرگز عقلمند نہیں ہیں۔ عوض خدا کی طرف سے ملتا ہے۔ نیک آدمی بُرے برتاؤ کو خاموشی سے برداشت کر لیتے ہیں۔ وہ منہ سے نہیں بولتے۔ ان کی طرف سے خدا بولتا ہے۔ کسی کو راہ پر لانے کے لئے سب سے اعلیٰ اصول خاموشی اور صحیح راستے پر چلنا ہے۔ بک بک جھک جھک اور سختی کرنے سے اپنی ذات کے لئے برائی پیدا ہوتی ہے۔ کسی کا کچھ نہیں بگڑتا۔

ہم مسلمانوں کی یہی حالت ہے۔ کہ خود تو گمراہ ہیں۔ مگر دوسروں کے پیچھے لکڑی لئے پھرتے ہیں۔ کہ راہ پر کرو۔ ہمارا مذہب ہمیں صرف اسی قدر معلوم ہے۔ کہ ہم اس سے عربی

زبان میں واقفیت رکھتے ہیں۔ مگر نہیں سمجھتے کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے۔ اس کا مطلب کیا ہے۔ جب ہم مذہب کو سمجھتے ہی نہیں۔ تو عمل کیا کر سکتے ہیں۔ ہمیں یہ بھی نہیں معلوم کہ قرآن شریف میں کن کن باتوں کو منع کیا گیا۔ اور کن کن کو جائز رکھا گیا ہے۔ دو چار باتیں معلوم ہیں۔ تو وہ بھی سنی سنائی۔ سو ایسے مذہب سے واقفیت نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ ایسا مذہب جاننے والا کسی کو راہ پر لا سکتا ہے۔

شاہزادی جہاں بیگم۔ آگرہ

کنیزیں

عباسیہ خاندان کے بادشاہوں کے عہد میں ایشیائے کوچک اور روم (قسطنطنیہ) کی گل اندام نازنینیں جو لڑائی کی لوٹ میں آتی تھیں۔ دلال ان کو سستے داموں پر خرید لیتے تھے۔ اور موسیقی۔ شاعری۔ ادب۔ خوش نویسی ظرافت حاضر جوابی کی تعلیم دلاتے تھے۔ ان فنون میں کامل ہو کر وہ نہایت گراں قیمتوں پر بازار میں بکتی تھیں۔ خلیفہ ہارون رشید کے محل میں ان حوروشوں کا ایک بڑا جمگھٹ رہتا تھا۔ جن کی خریداری اور تربیت نے خزانہ عامرہ کو زیر بار کر دیا تھا۔

ایک بار ایک لونڈی بکنے آئی۔ جس کے فضل و کمال۔ فصاحت۔ ادبیت اور سخن سنجی کی قیمت بیچنے والے نے دو ہزار دینار طلب کی۔ ہارون سے کہا۔ میں ایک شعر پڑھتا ہوں۔ اگر یہ فوراً اس کے جواب میں دوسرا شعر کہے۔ تو اصل قیمت سے کچھ زیادہ دیتا ہوں۔ چنانچہ اس کنیز نے برجستہ شعر پڑھ دیا۔ اور خرید لی گئی۔

عریب ایک کنیز جو ہر علم و فن میں یکتائے روزگار تھی۔ اور لاکھ درہم اس کی خریداری میں صرف کئے گئے تھے۔ مامون کی محبوبہ خاص تھی۔ اس نے ہزار راگ ایجاد کئے تھے۔ بعض کا تتبع اسحاق موصلی بھی کرتے تھے۔ اس نے علاوہ علم موسیقی کے فن ادب۔ انساب۔ روایات۔ فقہ۔ نحو میں محققانہ کمال پیدا کیا تھا۔ یہ شکل کر سکتا تھا۔

بذل۔ مامون کی ایک اور کنیز تھی۔ جو فن موسیقی کے مشہور استادوں میں تسلیم کی گئی ہے۔ علی بن ہشام نے اس کی ایک تصنیف کا جو سات ہزار راگوں پر مشتمل ہے دس ہزار درہم صلہ دیا تھا۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ اس عہد میں تعلیم یافتہ کنیزیں عموماً امراء و خوش حال لوگوں کے حرم میں داخل تھیں۔ اور چونکہ ان کے حقوق اور اکثر عملی طور سے ہر خاندان میں اصلی ازدواج کے برابر بلکہ بڑھ کر تھے۔ اس لئے عورتوں کی تعلیم اور آزادی کا مسئلہ بہت کچھ ان کی بدولت حل ہو گیا تھا۔

عزیز النساء متعلمہ مدرسہ تعلیم المعلمات
حیدرآباد۔ دکن

بدہضمی

اس تمدنی دنیا میں بھی جبکہ تقریباً ہر مرض کا علاج ایجاد ہو رہا ہے۔ ہر گھر میں ایک نہ ایک مریض بدہضمی کا ضرور نظر آئے گا۔ بوڑھے آدمیوں یا کمزور بچوں کا تو کیا ذکر ہے۔ جوان جوان لڑکے اور لڑکیاں اس میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ ہاضمہ سے انسان کی زندگی ہے۔ اور جس کا ہاضمہ خراب ہو۔ اس کے درد کو بس وہ خود ہی خوب سمجھ سکتا ہے۔

ہاضمہ درست رکھنے کے لئے دواؤں سے جہاں تک ممکن ہو۔ پرہیز کرنا چاہئے۔ کیونکہ جو دوائیں ہاضمہ کے لئے دی جاتی ہیں۔ وہ عموماً عادت ڈالنے والی ہوتی ہیں۔ اور اپنے نظام جسم کو کسی خاص دوا کا حلقہ بگوش بنانا ترین عقلمندی نہیں۔ سب سے پہلی احتیاط غذا کی ہے۔ خواہ مخواہ کے لئے یہ نہ سمجھنا چاہئے۔ کہ دونوں وقت کھانا ایک فرض ہے۔ ہاضمہ کی خرابی والوں کو بہت کم کھانا چاہئے۔ تھوڑی تھوڑی غذا چار چار گھنٹے یا اس سے زائد وقفے پر کھائی جائے۔ تو اچھا اثر کرے گی۔ بدقسمتی سے ہم مسلمانوں میں گوشت کھانا بہت ہی زیادہ ہے۔ جو معمولی ہاضمہ سے بہت محنت چاہتا ہے۔ اور بدہضمی کے مریضوں کے لئے تو زہر ہے۔ جہاں تک ممکن ہو۔ اس سے پرہیز کیا جائے۔ روٹی خوب موٹے آٹے کی۔ اور ساگ اور ترکاریوں کا استعمال رکھنا چاہئے۔

ترکاریاں جو ہندوستانی طریقے سے پکتی ہیں ان کے مزے میں تو واقعی بہت مدد ہوتی ہے۔ مگر ان میں ترکاریوں کا سب ست مرا جاتا ہے۔ لہذا ترکاریاں ابلی ہوئی کھانی چاہئیں۔ ترکاریاں جس پانی میں ابالی جاتی ہیں۔ وہ پانی پھینکنا نہیں چاہئے۔ بلکہ چھان کر نیم گرم کھانے کے ساتھ بجائے معمولی پانی کے پینا چاہئے۔ کھانے کے بعد پھل تھوڑے بہت ضرور کھانے چاہئیں۔ اس سے سینے میں جلن نہیں ہوتی۔ اور قبض بھی نہیں رہتا۔

کھانے کے بعد بعض جگہ ہوٹلوں میں یا شوقین لوگ گھر ہی میں آئس کریم یا برف جا کر کھاتے ہیں۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ اس سے معدے کی حرارت زائل ہو جاتی ہے۔ اور جو کھانا معدے کی گرمی کی وجہ سے ہضم ہو سکتا۔ اس کے ہضم ہونے میں بہت دیر لگتی ہے۔ اور اعضاء کو محنت بھی بہت کرنی پڑتی ہے۔ ٹھنڈا پانی بھی کھانے کے ساتھ کبھی نہیں پینا چاہئے۔ اگر پانی پئے بغیر نہ رہا جائے تو سوڈا واٹر یا ترکاریوں کے پانی میں خفیف سا نمک ڈال کر نیم گرم پئیں۔

اچار چٹنی۔ گرم مصالحہ۔ سرخ مرچ سے بدہضمی کے مریض کو بہت پرہیز کرنا چاہئے۔ دودھ مکھن۔ ترکاریاں پھل۔ مچھلی وغیرہ خوب کھائیں۔ بعض لوگوں کو دودھ ہضم نہیں ہوتا۔ مگر دودھ ایک ایسی چیز ہے۔ جو ضرور جسم کو ملنی چاہئے۔ لہذا چونے کا پانی تہائی حصہ یا سوڈا واٹر ملا کر تھوڑا تھوڑا پیا کریں۔ دن بھر میں کم از کم آدھ سیر دودھ ضرور

جسم میں پہنچنا چاہئے۔ تاکہ کم غذا کھانے کی کمی پوری ہوتی رہے۔ ورنہ کمزوری ہونے کا اندیشہ ہے جو نہایت خطرناک ہے۔

دونوں کھانوں کے بیچ میں پانی خوب پینا چاہئے دن بھر میں کم از کم آٹھ دس گلاس پانی پینا چاہئے۔ اس سے پیٹ میں ٹھنڈک رہتی ہے۔ ہاضمہ درست رہتا ہے۔ خون صاف ہوتا ہے۔ اور قبض کبھی نہیں رہتا۔ جن کو بدہضمی کی بہت زیادہ شکایت ہو ان کو کھانے سے دس پندرہ منٹ پہلے الکلائی کی پڑیا کھانی چاہئیں۔ اس کے متواتر استعمال سے ہاضمہ خوب درست ہو جاتا ہے۔ اور پھر عادت بھی نہیں پڑتی۔ جب چاہیں چھوڑ سکتے ہیں۔ میں نے خود یہ پڑیاں بہت دنوں تک استعمال کیں۔ اور ان کو نہایت سودمند پایا۔

اگرچہ ہر دوا کو استعمال کرنے سے پہلے اپنے ڈاکٹر کی رائے لے لینی نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ ضروری نہیں۔ کہ جو کسی ایک کو فائدہ کرے وہ دوسرے کو بھی کرے۔ ہر شخص کا نظام مختلف ہوتا ہے۔ ملک آف میگنیشیا اور آئل پرافین بھی بہت بے ضرر اور ہلکی دوائیں ہیں۔ اور نہایت عمدہ اثر رکھتی ہیں۔ بدہضمی کے مریضوں کو ورزش بھی تھوڑی بہت ضرور کرنی چاہئے۔ مگر نہایت ہلکے قسم کی۔ زیادہ زور دار ورزش سے پیٹ کو اُلٹا بھی نقصان پہنچنے کا احتمال رہتا ہے۔ ایک سیٹ ٹینس کا۔ یا ایک میل کی ہلکی رفتار سے چہل قدمی یا برج کھیل لینا۔ اس کو نہایت فائدہ مند ہیں۔ تیز موٹر ورزش سست جگر والوں کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ان سب باتوں کے علاوہ کھانے کا وقت بھی بہت سختی سے قائم رکھنا چاہئے۔ کبھی دن نو بجے کسی دن بارہ بجے کھانا کھانے سے ہاضمہ کو بہت صدمہ پہنچتا ہے۔ اگر کسی بدہضمی کے مریض میں ذرا سا ضبط نفس ہو۔ تو وہ یقیناً بغیر دوائی کے بہت جلدی صحت پا سکتا ہے۔

آنسہ رضیہ دلشاد بیگم۔ اجمیر

اُف انسان کیسا بے رحم ہے

جب میں سفر سے گھر واپس آتی ہوں۔ تو ہمیشہ اپنی کتابوں کی الماریوں اور کاغذات وغیرہ کو دھوپ میں رکھواتی ہوں۔ اس وقت کاغذ کے سفید سفید کیڑے کتابوں سے نکل کر آفتاب کی گرمی سے تھپیڑوں پر ٹکر ٹکر کھا کھا کر مر جاتے ہیں۔ میری نگاہ جب ان کیڑوں پر پڑتی ہے۔ تو میرے دل کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ ننھے ننھے غریب کیڑے بے موت مرتے ہیں۔

جب جھینگر نکلتے ہیں۔ تو نوکر بہت ہی بے رحمی سے ان کو مار دیا کرتے ہیں۔ میری زبان سے بے اختیار نکل جاتا ہے۔ ارے ان کو مت مارو۔ نوکر کہتے ہیں۔ اگر ان کو نہ مارا جائے تو یہ اور زیادہ ہو جائیں گے۔ یہ سن کر مجھے خاموش

ہو جانا پڑ جاتا ہے۔ دل میں کہتی ہوں۔ یہ سب میرا ہی قصور ہے۔ اگر جلد جلد کتابیں دھوپ میں رکھی جائیں۔ تو کیڑے اور جھینگر پیدا ہی نہ ہونے پائیں۔ بے چارے غریب کیڑے کتابوں میں پناہ لیتے ہیں۔ انسانوں کی بے رحمی سے ڈر کر وہ کونے کونے چھپتے رہیں۔ ہم ان کو وہاں بھی چین نہیں لینے دیتے۔ افسوس انسان بڑا ہی بے رحم ہے۔

ہم کو چاہئے کہ کتابوں اور کاغذوں کو پندرہ بیس روز میں ایک بار ضرور صاف کیا کریں۔ تاکہ ان میں کیڑے پیدا ہی نہ ہونے پائیں۔ اور ان کی جان نہ جائے۔

مجھے تو تیر اور بٹیر ذبح کرواتے وقت بھی بہت تکلیف ہوتی ہے۔ صرف یہی نہیں۔ جب کوئی شکار کو جاتا ہے۔ جنگل کی آزاد اور خوب صورت ننھی ننھی چڑیوں کو شکار کر کے خوش خوش گھر لاتا ہے۔ جسے لے کر کھاتا ہے۔ اس وقت بھی میرا دل بہت دکھتا ہے۔ شکاریوں کو خیال نہیں آتا۔ کہ صرف اپنے نفس کے لئے غریب چڑیوں کی جان لی۔ اگر شکار ہاتھ نہ آئے۔ تو نہایت رنجیدہ اور مغموم واپس گھر آنا ہوتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتی۔ کہ شکار مت کرو۔ کرو۔ تو ایسے جانور کا کہ ایک جانور کا شکار ہو تو آٹھ دس آدمی سیر ہو کر تو کھا سکیں۔ نہ کہ چھوٹی چھوٹی معصوم چڑیوں کا۔ جو آٹھ آٹھ دس دس بھی ایک آدمی کا پیٹ بھرنے کو کافی نہیں ہوتیں۔

مجھے اس وقت خیال آیا۔ کہ جانوروں کے شکار پر تو قلم اٹھا رہی ہے۔ دیکھو مسولینی نے کیسا بڑا شکار کیا ہے۔ کیسی بے رحمی سے لاکھوں غریب بے گناہ حبشیوں کی جان لی۔ قتل کیا۔ غریبوں نے کس بےکسی میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دی ہو گی۔ ان کی لاشیں جنگل میں کیسی تڑپی ہوں گی۔ ان کے بچے بے باپ کے ہو گئے۔ نہ ہنسنے کو گھر رہا۔ نہ کھانے کو کھانا۔ اف انسان کیا بے رحم ہے غرض

صغرا ہمایوں مرزا۔ حیدرآباد دکن

محفل تہذیب

تہذیبی بہن بھائیوں کو یہ سن کر صدمہ ہو گا۔ کہ میرے عزیز نانا حاجی مولوی محمد جمیل الدین صاحب نے جو دہلی کے نامور حکیم تھے۔ ۱۴ مئی کی شب کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مرحوم اپنے خاندان میں سب سے زیادہ معمر شخص تھے۔ آپ حاجی الحرمین بھی تھے۔ اور ساتھ ہی بہت زبردست عالم تھے۔ آپ کو مولانا محمود الحسن صاحب مرحوم رحمۃ اللہ علیہ سے خاص اُنس تھا۔ اور ان کی وفات کے بعد ان کے خاندان کے ہر فرد کا نہایت احترام فرماتے تھے۔ غریبوں اور بیواؤں کی ماہانہ امداد فرمانا آپ کا شیوہ تھا۔ نماز روزے کے بہت پابند تھے۔ اور حتی کہ ملازموں کو بھی نماز ادا کرنے کی ہمیشہ سخت تاکید فرماتے تھے۔ مسیح الملک حکیم اجمل خاں کے طبی استاد

تھے۔ باوجود پیرانہ سالی اور مصروفیتوں کے سیکڑوں طلبا بلا ناغہ عربی اور طب کا سبق لیتے آپ کے گھر پر حاضر ہوتے تھے۔ مرحوم طبیہ کالج دہلی کے فرسٹ اور اعلیٰ جماعتوں کے ممتحن بھی تھے۔ علم طب میں خاص طور پر مہارت رکھتے تھے۔ اس فن کو آپ کی موت سے زبردست نقصان پہنچا ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

غمگین محمد امین صدیقی بلندی ازبیتول (سی پی)

آہ کس قلم سے لکھوں۔ کہ میری جان سے عزیز سہیلی مس سیدہ النساء رتساب الدین یکایک دل کی حرکت بند ہو جانے سے بروز ہیر بوقت ۵ بجے صبح سب کو روتا پیٹتا چھوڑ گئیں۔ آہ مرحومہ کو تہذیب سے اتنی دلچسپی تھی۔ کہ ہر وقت تہذیب اور بانی تہذیب کا نام ان کی زبان پر رہتا تھا۔ اور وہ تمام تہذیبی بہنوں کو اپنی حقیقی بہنیں خیال کرتی تھیں۔ مرحومہ کو مجھ سے حد سے زیادہ محبت تھی۔ میری حالت ان کی یاد سے بہت مضطرب ہے۔ مرحومہ کو تعلیم سے بھی بے حد دلچسپی تھی۔ خدائے پاک سے دعا ہے کہ مرحومہ کو خاتون جنت کے سایہ میں جگہ دے۔ اور ان کے والدین اور بھائی بہنوں کو اور مجھے صبر جمیل عطا کرے۔

غمزدہ حشمت کما بنگلور

۱- دو مئی کے تہذیب ۱۸ واں اڈیشن میں محترمہ بیگم شائق کا مضمون بعنوان آسان انگریزی نظر سے گزرا۔ بہن صاحبہ محترمہ نے اپنے مضمون کے آخری حصے میں "بے سک" کی تین کتابوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ان کی قیمت اور ملنے کا پتہ اگر بہن صاحبہ محترمہ تحریر فرمائیں۔ تو بعید از عنایت نہ ہوگا۔ شکریہ قبول فرمائیں۔

۲- محترمہ مسز برلاس کے مضامین سے مجھے خاص دلچسپی ہے۔ محترمہ کو اگر ناگوار خاطر نہ گزرے۔ تو اپنے شوہر کے پورے نام سے آگاہی بخشیں اور اپنے اسم گرامی سے بھی آگاہ فرمائیں۔ عین عنایت ہوگی۔

سیدہ خیر النساء۔ از قصبہ سمی ریاست پالنپور

تہذیب میں ایک بہن صاحبہ نے موزہ بننے کی مشین کی ضرورت ظاہر فرمائی ہے۔ لہٰذا ان کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ میرے ایک عزیز کے پاس ہیریسن کمپنی کی موزہ بننے والی مشین ہے۔ اس کو وہ نصف قیمت پر فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ اگر بہن صاحبہ خریدنا چاہیں۔ تو میرے پتے پر خط و کتابت سے طے فرمالیں۔ مشین اچھی حالت میں ہے۔

بیگم میجر سعید محمد خاں منصب دار آہنی جنگہ ریاست بھوپال

میں بچپن سے ایک کان سے بہری ہوں۔ بہت علاج کئے۔ لیکن کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ کبھی کبھی دوسرے کان کی سماعت بھی کم ہو جاتی ہے۔ اگر کسی بہن کو کوئی مجرب علاج یا آزمودہ آرمعلوم ہو۔ تو بذریعہ تہذیب مطلع کریں۔ ممنون ہوں گی۔

ایک خریدار تہذیب

۱۔ ایک خریدار تہذیب نے ومنی کے محفل تہذیب میں مٹاپا دور کرنے کی دوا دریافت کی ہے۔ لہٰذا وہ فوراً براہ راست اپنا مفصل حال مسٹر سید ریاض الحسن صاحب مجددی کھرڑ ضلع انبالہ کے پاس تحریر فرمادیں۔ ان کے پاس اس تکلیف کے دور کرنے کی مجرب ادویات ہیں۔ جو میری آزمودہ ہیں۔

۲۔ الف بیگم صاحبہ لاہور نے کالی کھانسی کا مجرب نسخہ یا دوا دریافت کی ہے۔ وہ بھی ان ہی سے یعنی مسٹر سید ریاض الحسن صاحب مجددی کھرڑ ضلع انبالہ کو مفصل حال بچہ کا لکھ کر دوا طلب کریں۔ انشاء اللہ ہفتے کے اندر خدا شفا دے گا۔ نہایت عمدہ دوا ہے۔ اور بارہا کی آزمودہ ہے۔

۳۔ میری بہن کے آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے ہوگئے ہیں۔ کوئی بہن یا بھائی براہ کرم جلد تہذیب میں دوائی یا نسخہ جو آزمودہ اور مجرب درج فرماکر ممنون فرمائیں۔

جمیلہ بیگم

انگریزی میں مناظرہ (Debates) کی بہت سی کتابیں ملتی ہیں۔ کیا اُردو زبان میں بھی کوئی ایسی کتاب موجود ہے جس میں عمدہ عمدہ مضامین کی موافقت یا مخالفت میں روشنی ڈالی گئی ہو۔ اور کالجوں میں اُردو میں جو مناظرے ہوتے ہیں۔ ان میں اس کتاب سے کافی فائدہ اٹھایا جا سکے۔ اس کتاب کی کیا قیمت ہے اور کہاں ملتی ہے۔ کوئی بھائی یا بہن جلد اطلاع دیں۔ میں ان کا بہت ممنون ہوں گا۔

منظر الحق۔ کرار

مجھے مسٹر معز الدین احمد خاں صاحب ای۔اے۔سی کا پتہ مطلوب ہے۔ اگر کسی بہن کو معلوم ہو۔ تو مہربانی سے بذریعہ تہذیب مطلع فرمائیں۔ ممنون ہوں گی۔ ستمبر سنہ ۱۹۳۵ء کو بلاسپور سی۔ پی میں میری ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ نہ معلوم اپریل سنہ ۱۹۳۶ء سے ان کا قیام کہاں ہے؟

۲۔ بہن الف بیگم صاحبہ اپنے بچے کو کالی بکری کا دودھ پلائیں۔ اور سنگترہ۔ کیلا وغیرہ کھلائیں۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ ناریل اور کوزے کی مصری پیس کر کھلانا بھی بہت مفید ہے۔

مس حمیدہ فاطمہ بیگم۔ نہٹور

کوئی بہن کروشیا میں شیر بنا کر ممنون فرمائیگا مجھے اس کی ترکیب جلد مطلوب ہے۔

نادرہ بیگم۔ لاہور

ولایتی معلومات

(خاص تہذیب کے لئے)

بچوں کو کہانیاں سنانا

ایک انگریز مصنف لکھتا ہے۔ کہ اگر تم یہ چاہتے ہو۔ کہ تمہارے بچے تم سے محبت کریں۔ تو تمہیں چاہئے کہ انہیں اچھی کہانیاں سنا کر ان کا دل خوش کرو۔

بچوں کو کہانی سناتے وقت بعض امور کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے۔ اول یہ کہ کہانی میں بچے کی دلچسپی کا کافی سامان موجود ہو۔ ورنہ ایسی کہانی سننے سے بچہ کہانی کے ساتھ اس کے کہنے والے سے بھی بیزار ہو جائے گا۔ بچوں کے لئے سب سے عمدہ کہانی وہ ہے۔ جس کے سننے سے بچے بے اختیار ہنس دیں۔ علاوہ ازیں ایسی کہانی بھی جس میں کسی بہادر شخص کا کوئی کارنامہ بیان کیا گیا ہو۔ بچوں کو حد درجہ مرغوب ہے۔ لیکن اس میں لمبی لمبی تفصیلیں مطلق نہ ہونی چاہئیں۔ کہ اس سے بچے اکتا جاتے ہیں۔

بچوں کو صرف وہی کہانیاں سنانی چاہئیں جن کا انجام بخیر ہو۔ اور وہ ٹھیک طور پر ختم ہو جاتی ہوں۔ یعنی اس کے خاتمہ پر بچوں کو یہ سوال نہ کرنا پڑے۔ کہ پھر کیا ہوا۔ بعض کہانیوں کا درحقیقت کوئی انجام نہیں ہوتا۔ بچوں کو ایسی کہانیاں سنانا بالکل بے فائدہ ہے۔ کیونکہ وہ بجائے بچوں کا دل بہلانے کے انہیں الجھن میں ڈال دیتی ہیں۔ کہانی میں کوئی بات اَن مِل بے جوڑ نہ ہونی چاہئے۔

اکثر والدین اور سرپرستوں کا خیال ہے کہ کہانی میں کوئی نہ کوئی نتیجہ ضرور ہونا چاہئے۔ چنانچہ وہ کہانی سنانے کے بعد اس کا نتیجہ بھی بیان کیا کرتے ہیں۔ لیکن یہ ان کی سخت غلطی ہے۔ ایسی کہانی سننے کے بعد بچہ یہ سمجھنے لگتا ہے۔ کہ اسے کہانی نہیں سنائی گئی۔ بلکہ نصیحت کی گئی ہے۔ چنانچہ وہ آیندہ اسے پوری توجہ سے نہ سنے گا۔ اگر کہانی میں کوئی نتیجہ خیز بات ہو۔ تو وہ اس کے اندر بالکل پوشیدہ ہونی چاہئے۔ بچے کا دماغ رفتہ رفتہ اس اخلاقی نکتے کو خود سمجھ لے گا۔

کہانی کے اندر خوف یا ہیبت پیدا کرنے والی کوئی بات نہ ہونی چاہئے۔ اس کا بچوں کی نازک طبع پر بہت گراں اثر پڑتا ہے۔ بعض لوگ بچوں کو ایسے خیالی دیوؤں کے قصے سناتے ہیں۔ جو کوٹھڑیوں میں چھپے رہتے ہیں۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ کیونکہ اس سے بچے بزدل ہو جاتے ہیں۔ اور ڈر کے مارے کبھی ان کوٹھڑیوں کا رُخ نہیں کرتے۔ علاوہ ازیں ایسے جن بھوتوں کے قصے جو بچوں کو کھا جاتے ہیں۔ یا خوفناک اور عجیب الخلقت درندوں کی کہانیاں۔

بچوں کو ہرگز نہیں سنانی چاہئیں ؛

اگر بچوں کو پریوں کی کہانی سنانی ہو۔ تو اسے آجکل کے زمانے کے مطابق بنا لینا چاہیے۔ پریاں بائسکل چلا رہی ہیں۔ یا ہوائی ٹیلیفون پر ایک دوسرے سے بات چیت کر رہے ہیں۔ اس سے بچے کہانی میں اور بھی زیادہ دلچسپی لیں گے ؛

کہانی کے دوران میں اگر بچے کوئی بات دریافت کریں۔ تو ان پر خفا ہونا یا انہیں جھڑکنا نہیں چاہیے۔ بلکہ حتی المقدور ان کے تمام سوالوں کا جواب دینا چاہیے ؛

خشکی پر چلنے والی مچھلیاں

بہت سے لوگ یہ سن کر متعجب ہوں گے۔ کہ سیام میں ایک خاص قسم کی مچھلیاں پائی جاتی ہیں۔ جو خشکی پر چلا کرتی ہیں ؛

حال میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے ڈاکٹر ہیو ایم سمتھ نے اپنے مشاہدات شائع کئے ہیں جن میں خشکی پر چلنے والی مچھلیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر موصوف شاہ سیام کے ہاں مچھلی کی تجارت کے سلسلہ میں مسلسل سرکاری حیثیت سے ملازم رہ چکے ہیں۔ انہوں نے سیام میں بارہا بعض خاص قسم کی مچھلیوں کو خشکی پر چلتے ہوئے دیکھا ؛

ایک دفعہ ڈاکٹر سمتھ نے ایک مچھلی کو خشکی پر لگاتار آدھ گھنٹے تک چلتے دیکھا۔ اس عرصے میں اس نے تین سو فٹ کا فاصلہ طے کیا۔ اس مچھلی کو تالاب سے کچھ فاصلے پر ایک ٹوکرے میں ڈال کر رکھ دیا گیا۔ مچھلی اچھل کر ٹوکرے سے باہر نکل آئی۔ اور زمین پر چلتی ہوئی تالاب کی طرف آنے لگی۔ اور آدھ گھنٹے میں واپس تالاب میں پہنچ گئی۔ واپس آنے میں اس مچھلی کو باغ کی ایک روش پر سے گزرنا پڑا ؛

ڈاکٹر سمتھ نے اکثر اوقات رات کو ان مچھلیوں کو نہروں کے ڈھلواں کناروں پر چڑھتے اور نہر سے باہر نکل کر آس پاس کے کسی جوہڑ یا تالاب کی طرف جاتے دیکھا۔ ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں۔ کہ ان مچھلیوں کے گل پھڑے اس وضع کے ہوتے ہیں۔ کہ ان کے ذریعے وہ خشکی میں بھی سانس لے سکتی ہیں ؛

سٹالن اور بچے

روس کا ڈکٹیٹر سٹالن بچوں سے بڑی محبت و شفقت سے پیش آتا ہے۔ اخباروں میں آئے دن اس کی تصویریں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ جن میں وہ سوویٹ روس کے قائد اعظم کی حیثیت سے ان بچوں کا استقبال کرتا نظر آتا ہے۔ جو ملک کے اطراف و جوانب سے اس سے ملاقات کرنے آتے ہیں ؛

سٹالن خود دو بچوں کا باپ ہے۔ ان میں سے ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی۔ یہ دونوں اس کی

بہی بیوی سے ہیں۔ شالن نے بہت سے روسی بچوں کو متبنیٰ بنا رکھا ہے۔ یہ سب بچے آپس میں گہرے دوست ہیں۔ شالن اپنے وقت کا بیشتر حصہ ان بچوں کے ساتھ گزارتا ہے۔ اور ان کی تعلیم و تربیت میں گہری دل چسپی لیتا ہے۔

جادوگروں کی کانفرنس

حال میں جرمنی سے ایک دل چسپ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ میونخ میں جادوگروں کی ایک کانفرنس منعقد ہونے والی ہے۔ جس میں دنیا کے مختلف ممالک سے بڑے بڑے جادوگر آکر شریک ہوں گے۔ یہ کانفرنس ۱۵ ستمبر سے ۲۰ ستمبر تک منعقد ہوگی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ جرمنی کا محکمہ ریلوے باہر سے آنے والے ساحروں کے آرام و آسائش کے لئے خاص طور پر سہولتیں بہم پہنچائے گا۔ یہ بین الاقوامی کانفرنس اپنی نوعیت کے لحاظ سے اس قسم کی پہلی کانفرنس ہوگی۔

شیشے کی اینٹوں کا ہسپتال

ان دنوں لندن میں شیشے کی اینٹوں سے ایک ہسپتال تعمیر کرنے کے مسئلہ پر غور ہو رہا ہے۔ اس ہسپتال پر ۳۳ ہزار پانسو پونڈ صرف ہوں گے۔ اس کی تعمیر کی تجویز ایک ہندوستانی ڈاکٹر کیشال نے پیش کی تھی۔ ڈاکٹر کیشال مجلس صحت عامہ کے صدر ہیں۔ آپ پہلے ہندوستانی ہیں۔ جو اس عہدے پر مقرر ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر کیشال نے لندن کے اخبار ڈیلی ایکسپریس کے نمائندے سے ایک ملاقات کے دوران میں بیان کیا۔ کہ ہسپتال میں روشنی کا کافی انتظام ہونا چاہئے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ میں نے شیشے کی اینٹیں تجویز کی ہیں۔

اس ہسپتال میں چالیس سال اور اس سے زیادہ عمر کی عورتوں کا علاج کیا جائے گا نیز تپ دق کے مریضوں کا علاج بھی خصوصیت سے کیا جائے گا۔

دل چسپ باتیں

عام طور پر جو چائے پی جاتی ہے۔ اس کا درجۂ حرارت ۱۱۰ ہوتا ہے۔

ناریل کے ایک پیڑ سے ایک موسم میں چالیس گیلن دودھ دستیاب ہوتا ہے۔

اوسطاً ایک آدمی کی زندگی کے تئیس برس نیند کی نذر ہو جاتے ہیں۔

پچھلے دنوں ولایت میں ایک خاص قسم کی مچھلی کے پیٹ میں اسی لاکھ سے زیادہ انڈے پائے گئے۔

سوویٹ روس میں تقریباً ڈیڑھ سو زبانیں بولی جاتی ہیں ÷

اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ دنیا میں جرمنوں کی تعداد دس کروڑ کے قریب ہے ÷

ولایت کے دوائی خانوں میں پہلے پہل گولیاں ہاتھوں سے بنائی جاتی تھیں۔ آج کل یہ کام مشینوں سے کیا جاتا ہے ÷

جنوری ۱۹۳۸ء میں یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا تھا۔ کہ دنیا میں کیڑے مکوڑوں کی دو لاکھ قسمیں ہیں ÷

کپڑے پر انڈے۔ دودھ یا گوشت سے داغ دھبے پڑ جائیں۔ تو انہیں بہت زیادہ گرم پانی سے نہ دھونا چاہئے۔ ورنہ داغ کبھی دور نہ ہوں گے ÷

سمندر میں جو جہاز چلتے ہیں۔ وہ صرف سامنے ہی کے رُخ نہیں چلتے۔ بلکہ پیچھے اور دائیں بائیں بھی چلائے جا سکتے ہیں ÷

ایک ماہر کا بیان ہے۔ کہ جن لوگوں کی عمر سو برس کی ہوتی ہے۔ وہ کبھی گنجے نہیں ہوتے ÷

برطانیہ کے تاجر ہر سال تقریباً سات کروڑ پونڈ کی رقم اشتہار بازی پر خرچ کرتے ہیں۔ اس رقم میں سے تین کروڑ پونڈ اخبار و رسائل کے حصے میں آتے ہیں ÷

وقت کا حساب پہلے پہل سورج کے ذریعے کیا جاتا تھا۔ اور اس مطلب کے لئے غالباً اہل بابل نے دھوپ گھڑی ایجاد کی تھی ÷ یہ ایجاد اس قدر مکمل ہے۔ کہ آج ہزاروں برس گزر جانے پر بھی اس کی شکل و صورت میں فرق نہیں آیا ÷

اسکیموں ریائی بچھڑے کی تیل کی بنی ہوئی آئس کریم بہت شوق سے کھاتے ہیں۔ اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ وہ قدرتی برف کے ٹکڑے تیل کے اندر ڈال کر خوب ہلاتے ہیں۔ اور جب تیل جمنے لگتا ہے۔ تو اس میں میوہ وغیرہ ڈال دیتے ہیں ÷

شہد کی مکھیوں کے اس چھتے میں جس کا رقبہ ایک مربع فٹ ہو۔ دس ہزار خانے ہوتے ہیں ÷

✤ ✤ ✤

خبریں اور نوٹ

ترکی حکومت نے ایک حکم جاری کیا ہے۔ کہ کوئی طالب علم لڑکی اس وقت تک سینما۔ تھیٹر یا کسی اور تفریح گاہ میں نہیں جا سکتی۔ جب تک اس کے ساتھ کوئی قریبی رشتہ دار نہ ہو۔ نیز عام خواتین کے لئے بھی حکم صادر کیا ہے۔ کہ وہ پارکوں۔ بازاروں اور عام تفریح گاہوں میں ننگے سر نہیں جا سکیں گی۔

ترکی میں ہر سال ۱۹ مئی کو کھیلوں کا تہوار منایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس سال بھی یہ تہوار نہایت شاندار طریقے پر منایا گیا۔ ملک میں طرح طرح کے میچ کھیلے گئے۔ اور خاص کھیلوں میں نمایاں حصہ لینے والوں کو انعامات دیئے گئے۔

ترکی کی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ ایک مشہور ترکی تاجر شاشانی کو غیر ملکی تجارت میں سرکاری قواعد متعلق تجارت کی خلاف ورزی پر چالیس پونڈ جرمانہ اور پانچ سال قید محض کی سزا دی گئی ہے۔ تاجر مذکور کا جرم یہ تھا۔ کہ اس نے ممالک غیر کو ناقص مال بھیجا تھا۔ جو تجارتی قانون کی صریح خلاف ورزی اور ملکی وقار کے منافی حرکت تھی۔

ترکی میں ثانوی تعلیم کے لئے نئے اسکولوں کے مصارف نئے بجٹ میں منظور کئے گئے ہیں۔ جس سے بیس اسکول کھولے جا چکے ہیں۔ یہ اسکول ان علاقوں میں کھولے گئے ہیں۔ جہاں تعلیم کا رواج بہت کم تھا۔

ترکی کی حکومت نے دو ماہرین مصنوعات کو فولاد کی صنعت اور لوہے کے کارخانوں سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے انگلستان بھیجا ہے۔ یہ ماہرین انگلستان سے واپس ہو کر لوہے کے کارخانوں میں ضروری ترمیمیں کریں گے۔

ترکی کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس وقت دنیا میں ترکی مال کا سب سے بڑا خریدار جرمنی ہے۔ تازہ ترین اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ گذشتہ ۱۹۳۵ء میں جرمنی نے ترکی سے صرف کپاس کے ایک لاکھ ۲۵ ہزار گٹھے خریدے ہیں۔ اور ترکی سے بہت زیادہ تعداد روئی کی ممالک غیر کو بھیجی گئی ہے۔

بیت المقدس۔ رائٹر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ عربوں کی ہڑتالی کمیٹی نے ایک اعلان جاری کیا ہے۔ جس میں عربوں سے عام سول نافرمانی کی اپیل اور ٹیکس ادا نہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

القدس کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ گورہ فوج سے بھری ہوئی چھ موٹر لاریاں شہر کا گشت لگا رہی تھیں۔ کہ عربوں کے ایک زبردست جلوس کا تصادم ہو گیا۔ اہل جلوس نے فوج کی لاریوں پر پتھر پھینکے۔ فوج بھی لاریوں سے اتر

آئی جس پر مشتعل ہجوم نے دھاوا بول دیا۔ اور انہیں آگ لگا دی۔ جس سے متعدد فوجی جھلس گئے۔ فوج نے ہجوم پر گولی چلا دی جس سے دس آدمی ہلاک اور پچاس مجروح ہوئے۔ مجروحین کو فوراً ہسپتال پہنچا دیا گیا۔

کابل کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ خان آباد کے نواح میں غلام باری نام ایک شخص ہے جس کی عمر اس وقت ۱۰۲ سال کی ہے۔ اور اس کے جملہ قوا صحیح و سالم ہیں۔ ضروری کار و بار خود ہی انجام دیتا ہے۔ اس کے دو لڑکے اور ایک لڑکی موجود ہے۔

کابل کو مزار شریف سے آتے ہوئے ایک موٹر لاری گنبو سنگ دوشی کے پل سے گزرتے ہوئے بے قابو ہو گئی۔ اور دریا میں گر گئی۔ ۲۰ سواریوں میں سے چھ اشخاص تو اسی جگہ ہلاک ہو گئے۔ باقی ماندہ بدقت ہوا پہنچ جانے سے بچ گئے۔

کابل میں شرعی حدود نافذ ہو رہی ہیں۔ چنانچہ مسمی تازہ خاں ایک شخص نصیر محمد کے قتل کے جرم میں ماخوذ ہوا۔ اور عدالت نے بعد تحقیقات کامل جرم ثابت ہونے پر مجرم کو قصاص میں ورثاء مقتول کے حوالے کر دیا۔ لیکن ورثاء نے عدالت کے عدل و انصاف سے متاثر ہو کر ایک مجمع عام میں قاتل کو معاف کر دیا۔

لندن۔ (بذریعہ ڈاک) لندن کی ایک نجومی عورت گروا بیرنہلڈ نے حال ہی میں اخبار میں شائع کرایا ہے۔ کہ مسولینی جو آج کل فرعون بنا ہوا ہے۔ اور کالی اقوام کو زہریلی گیسوں اور بموں سے تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ وہ خود پہلے جنم میں حبشی تھا۔

لندن کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ لارڈ ونگڈن سابق وائسرائے ہند کو ملک معظم نے مارکوئس کا خطاب عطا فرمایا ہے۔

لندن کے اخبار مارننگ پوسٹ نے ملک معظم کے زمانۂ شہزادگی کا ایک دلچسپ واقعہ قلم بند کیا ہے۔ کہ ۱۹۲۱ء میں جس وقت آپ ہندوستان کا دورہ کر رہے تھے۔ تو نیپال میں چیتوں کے شکار کے سلسلے میں آپ نے ایک غار میں ایک بہت بڑا سانپ دیکھا۔ وہ سانپ نہایت تیزی سے ملک معظم کی طرف جھپٹا۔ اور چاہتا تھا۔ کہ حملہ کرے۔ لیکن آپ نے فی الفور اس پر گولی کا فیر کر دیا۔ اتفاق سے پہلا نشانہ خطا گیا۔ مگر دوسرے فیر نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ اس سانپ کی لمبائی ۱۰ فٹ تھی۔ اور جب اس پر گولی کا دوسرا فیر ہوا۔ تو وہ آپ سے صرف چار گز کے فاصلے پر رہ گیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جس قدر مسرت اس سانپ کے شکار سے ہوئی۔ شاید ہندوستان بھر کے تمام ہاتھیوں اور شیروں کے شکار سے بھی نہ ہوئی۔

اٹلی کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اگرچہ مسولینی نے حبشہ کے وسیع اور زرخیز مملکت کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا ہے۔ مگر جنگ کی تباہ کاریوں نے خصوصاً تجارتی حالت پر بہت برا اثر ڈالا ہے۔

بیسیوں کارخانے بند ہو گئے۔ اور جنگ میں اس قدر لوگ ہلاک ہوئے ہیں۔ کہ گھر گھر کہرام مچا ہوا ہے۔ اور مسولینی کے خلاف نفرت کے جذبات ترقی پذیر ہیں۔ جس سے حکومت سخت مضطرب ہو رہی ہے۔ اور ملک میں عام مسلح بغاوت رونما ہو جانے کا خطرہ محسوس کر رہی ہے۔

روس کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ امسال روسی گورنمنٹ بہت بڑے رقبے میں یہ تجربہ کرے گی۔ کہ مصنوعی طور پر فصلوں کے لئے بارش برسائی جا سکے۔ اس رقبے میں سے ۵۰۰ ایکڑ میں گندم اور چقندر کی کاشت ہوگی دیگر بہت سے رقبہ میں بھی مختلف فصلوں کی کاشت ہوگی۔

دہلی ۱۱ مئی۔ ایک انگریز نے جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ جامعہ ملیہ دہلی کو ایک ہزار روپیہ عطا کیا ہے۔ اور ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب پرنسپل کو لکھا ہے۔ کہ ڈاکٹر انصاری کی وفات سے جو مجھے صدمہ پہنچا ہے۔ اس کا کامل اظہار میرے اختیار سے باہر ہے۔

لاہور ۔ ۱۸ مئی۔ آج ۶ بجے صبح تین مسلح سکھوں نے لنڈا بازار میں دو مسلمانوں پر قاتلانہ حملہ کر کے انہیں شدید طور پر مضروب کیا ہے۔ حملہ آور گرفتار کر لئے گئے۔ اور لنڈا بازار اور نولکھا بازار میں پولیس کا زبردست پہرہ متعین کر دیا گیا ہے۔

امرتسر ۱۸ مئی۔ صوبہ کانگریس کمیٹی سے باہمی تصفیہ کے بعد مقامی کانگریس کمیٹی کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ۱۳ مئی کو پنڈت جواہر لال نہرو جلیانوالہ باغ کے جلسے میں ۸ بجے شام کے تقریر کریں گے۔

مراد آباد کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ روشن پور اور ملی گنج ریلوے اسٹیشنوں کے درمیان ایک گاؤں میں سخت آگ لگ گئی۔ اس سے اڑھائی سو مکانات جل کر خاکستر ہو گئے۔ اور بیس جانور آگ میں جل کر مر گئے۔ ٹرین جو گزر رہی تھی۔ دونوں طرف آگ کے شعلوں کی وجہ سے ایک گھنٹہ تک کھڑی رہی اور پھر نہایت تیزی کے ساتھ نکل گئی۔

امرتسر کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ۱۵ مئی کی شب کو جس وقت بارش ہو رہی تھی۔ اور بجلی کڑک رہی تھی۔ گلو والی دروازے کے قریب بجلی ایک بھینس پر گری۔ اور بھینس کے نزدیک ہی دو نوجوان لڑکے بھی سو رہے تھے۔ جو کہ بجلی کے زور سے نہ بچ سکے۔ اور چشم زدن میں بجلی نے تینوں کا خاتمہ کر دیا۔ بجلی کی آواز اس قدر پر ہیبت تھی۔ کہ پاس کے مکانوں والے بھی بیہوش ہو گئے۔

مدراس (بذریعہ ڈاک) مدراس میل کا لندنی نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ لارڈ لنلتھگو وائسرائے

ہند کی سالانہ تنخواہ ۱۲۰۰۰ پونڈ ہوگی۔ اس کے علاوہ کچھ تفریحی الاؤنس بھی ملے گا۔ اور لارڈ کرزن کے مہمان خانہ کا ماہوار خرچ ۳۵۰۰ پونڈ تھا۔ لارڈ ریڈنگ جو اب وزیر ہند ہیں۔ جس وقت گورنر بنگال تھے۔ تو انہیں ایک ماہ میں ۱۱۱۰ شراب کی بوتلوں کا بل دینا پڑا تھا۔

احمد آباد کے سرمع گاؤں میں ایک کنواں کھودا جا رہا تھا۔ کہ تین اشخاص جن میں مالک بھی شامل تھا۔ ہلاک ہو گئے۔ یہ ہلاکت کنوئیں کا ایک حصہ بیٹھ جانے سے واقع ہوئی۔

الہ آباد ۱۰ مئی۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی پرائیویٹ لائبریری سے اپنی بہت سی ذاتی کتابیں سیاسی قیدیوں کی لائبریری کے لئے وقف کر دی ہیں۔ ان کتابوں میں کئی نایاب اور بہت قیمتی ہیں۔

شملہ ۱۸ مئی۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ سر جی۔ این۔ مترا ہائی کمشنر ہند متعینہ لندن ۳۰ جون کو ریٹائر ہو جائیں گے۔ اور سر فیروز خاں نون یکم جولائی کو چارج لے لیں گے۔ اور نون صاحب موصوف غالباً ۲۰ جون کو کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز عازم لندن ہوں گے۔

کلکتہ کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ اٹلی کے قونصل جنرل مقیم کلکتہ نے پریس کو بیان دیا ہے۔ کہ مجھے اپنی حکومت کی طرف سے اس امر کا اعلان کر دینے کی ہدایت موصول ہوئی ہے۔ کہ اٹلی کی حکومت نے ہرار میں جو حبشہ میں مسلمانوں کا بہت بڑا مرکز ہے۔ نظم و نسق کے سلسلے میں سب سے پہلا کام یہ کیا ہے۔ کہ عربی زبان کو سرکاری زبان قرار دیدیا ہے۔ اور مساجد کی تنظیم کا کام شروع کر دیا ہے۔

لاہور۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر سیل ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج بہادر لاہور جن کی عدالت میں مسجد شہید گنج کا مشہور و معروف مقدمہ چل رہا ہے شملہ گئے ہوئے ہیں۔ آپ کی واپسی پر آخر ماہ رواں تک مقدمہ مذکور کا فیصلہ سنا دیا جائے گا۔ چونکہ پولیس کو خطرہ و اندیشہ فساد کا ہے۔ اس لئے لاہور میں پولیس کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اور قیام امن کے لئے پولیس کی جانب سے زور شور سے تیاریاں کی جا رہی ہیں۔

لکھنؤ۔ پاؤنیر کا نامہ نگار مقیم لینسڈاؤن اطلاع دیتا ہے۔ کہ ایک چیتے نے گرد و نواح کے علاقہ میں اودھم مچا رکھا ہے۔ اور اس وقت تک چھ بچے ہلاک اور ایک درجن بری طرح زخمی کر چکا ہے۔

پٹنہ کی اطلاع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مس دختر مرحوم شیلا لال بہار کی پہلی بیرسٹر خاتون آئندہ اصلاحات میں صوبے کی اسمبلی کے لئے امیدوار ہوں گی۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

از پیشگاہ جناب سینیر سب جج بہادر پشاور

شیخ محمد ابراہیم ولد محمد اسمٰعیل ذات شیخ پنجابی ساکن صدر بازار چھاؤنی ۔ پشاور ۔ مدعی

بنام محمد خاں حال مقیم پشاور چھاؤنی و امیر خاں و محمد صدیق و محمد شفیع نابالغان پسران جمعدار آزاد خاں بولایت مساۃ غلام فاطمہ والدہ خود و مساۃ غلام فاطمہ بیوہ جمعدار آزاد خاں ساکن محلہ ڈھن آباد ایبٹ آباد یا ریلیین چرچ جمرود روڈ پشاور و مساۃ بخت بھری زوجہ محمد انظر بنت محمد آزاد خاں 71/13 FF کوارٹ ۔ و مساۃ جاگ بھری زوجہ غلام محمد بنت جمعدار آزاد خاں ساکن انگہ تحصیل خوشاب ضلع شاہ پور ۔ مدعا علیہم

دعوے بصیغہ مفلسی

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہم ۲ تا ۶ پر تعمیل ہونی مشکل ہے اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا کے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مورخہ 7/6 ۳۶ کو اول اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر مقدمہ ہذا کی جواب دہی و پیروی کرو ۔ بصورت غیر حاضری تمہاری حسب ضابطہ کارروائی عمل میں آئے گی ۔ تحریر 5/6 ۳۶

دستخط حاکم   مہر عدالت

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت سردار گنڈا سنگھ صاحب بیدی بی ۔ اے (آنرز) ایل ایل بی سب جج بہادر درجہ چہارم ترنتارن

رام رکھا مل ولد بیلی رام برہمن سکنہ فتح آباد تحصیل ترنتارن

بنام مساۃ جنتو زوجہ بوٹا سنگھ ذات جٹ سکنہ دھونده تحصیل ترنتارن مدعا علیہا

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں چونکہ مساۃ جنتو مدعا علیہا کی اطلاع معمولی طریقے سے ہونی مشکل ہے ۔ اس واسطے اشتہار ہذا بنام مساۃ جنتو مدعا علیہا مذکور جاری کیا جاتا ہے ۔ کہ اگر مساۃ جنتو مدعا علیہا مورخہ 5/6 ۳۶ ۹ کو اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر جواب دہی مقدمہ نہیں کرے گی ۔ تو اس کے برخلاف کارروائی یک طرفہ عمل میں آوے گی ۔

آج بتاریخ 5/6 ۳۶ ۱۱ بہ ثبت ہمارے دستخط و مہر عدالت سے جاری کیا گیا ۔

دستخط حاکم   مہر عدالت

بعدالت شیخ عبدالرحمن صاحب بی اے۔ پی سی ایس باختیارات ڈسٹرکٹ جج بہادر گوجرانوالہ

بمعاملہ درخواست اسمٰعیل جی ماموں جی غلام حسین ماموں جی پرپرہ سکنائے کوئٹہ بحصول سرٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ مالیتی ۸۱۰۰ء یافتنی احمد علی ماموں جی متوفی۔

بنام ہر خاص و عام

بمعاملہ مندرجہ سائلان نے درخواست برائے حصول سرٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ مالیتی ۸۱۰۰ء یافتنی احمد علی ماموں جی متوفی زیر ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے۔ اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جو کچھ کسی کو اعتراض ہووے حاضر ہو کر عدالت ہذا میں بتاریخ ۹ جون ۱۹۳۶ء پیش کرے۔

آج بدستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ ۵ مئی ۱۹۳۶ء

مہر عدالت دستخط حاکم

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت شیخ عطاءاللہ صاحب قریشی سب جج بہادر درجہ سوئم ٹبالہ

بابو سیتا رام۔ رام سرنداس۔ پورن چند۔ برج لال پسران مول راج قوم کھتری سکنہ ڈیرہ نانک

بنام مساۃ دھنتی کور بیوہ جوند سنگھ وغیرہ

دعویٰ ۶۷/۹ روپے پرونوٹ

بنام مساۃ دھنتی کور بیوہ جوند سنگھ۔ ادجاگر سنگھ ولد بشن سنگھ اقوام جٹ ساکن بھگتانہ بوہڑوالا تحصیل بٹالہ تھانہ ڈیرہ نانک۔

مقدمہ مندرجہ بالا میں مساۃ دھنتی و ادجاگر سنگھ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مساۃ دھنتی و ادجاگر سنگھ مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مساۃ دھنتی مذکور تاریخ ۹ جون کو مقام بٹالہ حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگی۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۲ مئی ۱۹۳۶ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔ دستخط حاکم مہر عدالت

سید حمید علی پرنٹر و پبلشر نے مسلم پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپوا کر دارالاشاعت پنجاب لاہور سے شائع کیا۔ ایڈیٹر سید امتیاز علی

ہندوستان میں سب سے پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار

تہذیب النسوان [redacted]

[illegible]

جسے
محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم
نے
سنہ ۱۸۹۸ء میں جاری کیا

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک ۵ پیشگی

نمبر ۲۲	لاہور - ہفتہ ۳۰ مئی سنہ ۱۹۳۶ء	جلد ۳۹

تہذیب نسواں

لاہور ۸ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

نارتھ ویسٹرن ریلوے

رڑکی میں پیران کلیر کا میلہ

پیران کلیر کا میلہ رڑکی میں ۳۰ مئی سے
۷ جون تک لگے گا۔ مندرجہ ذیل اسٹیشنوں سے
رڑکی تک کے تیسرے درجے کے واپسی ٹکٹ
۲۹ مئی سے ۷ جون ۱۹۳۶ء تک حسب شرح
ذیل جاری کئے جائیں گے:-

اسٹیشن	تیسرے درجے کے واپسی ٹکٹوں کا کرایہ (روپیہ - آنہ - پائی)
انبالہ شہر	۲ - ۵ - ۰
انبالہ چھاؤنی	۲ - ۳ - ۰
کیسری	۱ - ۱۵ - ۰
براڑا	۱ - ۱۱ - ۰
مصطفیٰ آباد	۱ - ۹ - ۰
دراز پور	۱ - ۵ - ۰
کلانور	۱ - ۱ - ۰
سرساوا	۰ - ۱۳ - ۰
پلکھنی	۰ - ۱۱ - ۰
جگادھری	۱ - ۰ - ۰

یہ واپسی ٹکٹ ۷ جون ۱۹۳۶ء کی نصف
شب تک واپسی سفر کے لئے کارآمد ہو سکیں
گے۔

چیف کمرشیل مینیجر لاہور

ضرورت

اینگلو اردو گرلز اسکول ہنگولی سی پی کے لئے ایک
بی اے اور تین میٹرک پاس شدہ استانیوں کی ضرورت
ہے۔ بی اے استانی کو ۷۵-۳-۱۰۰ (تا بتہ اور ترقی علاوہ انعام) اور
استانیوں کو ۵۰-۲-۱۰۰ (وجہ الاؤنس علاوہ استانی) دی جائے گی۔ زنانہ کو ترجیح
دی جائے گی۔ درخواستیں ذیل کے پتے پر ۱۵ جون
پیشتر آنی چاہئیں۔ خورشید کرامت بیگم منشی فاضل و
سکرٹری اینگلو اردو گرلز اسکول سال ہنگولی
(برار)

ہندوستانی زبان

چند ماہ ہوئے محترمہ قرۃ العین صاحبہ نے زنانہ کانفرنس اور زبان کے مسئلے پر نہایت دلچسپ مقالہ تحریر فرمایا تھا۔ اُردو اور ہندی کا جھگڑا برسوں سے چل رہا ہے۔ اب تک اردو کی حمایت میں مردوں نے ہی کچھ کیا ہے۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اب خواتین بھی اس میں دلچسپی لے رہی ہیں ۔

اہل ہند ایک عام کمزوری سے بڑا نقصان اُٹھا چکے ہیں۔ اور اب بھی اُٹھا رہے ہیں۔ ہر کام حکومت کے سر رکھ کر ٹال دیا جاتا ہے۔ اور خود صرف معترضانہ حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔ زبان کا مسئلہ ایسا کام نہیں۔ جسے ہم حکومت پر چھوڑ دیں۔ یہ ہمیں خود طے کرنا چاہئے ۔ زبان کسی حکومت کے بنانے سے نہیں بنتی۔ بلکہ یہ انسان کی سماجی ضروریات پوری کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ ہندوستان میں جتنے حملہ آور آئے۔ اپنی زبان اور اپنی سماجی ضروریات ساتھ لائے۔ اور دونوں کو ملک میں رواج دینے کی کوشش کی۔ جب مسلمان ہندوستان میں داخل ہوئے اور یہاں رہ پڑے۔ تو ان کی زبان فارسی تھی۔ رفتہ رفتہ ان کا حلقہ اثر ہندوستان میں پھیلتا گیا۔ اور ان کا تمدن اور اسی کے ساتھ زبان اس ملک میں رائج ہوتی گئی۔ جب وہ تمام ہندوستان کو متحد کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ تو تمدن اور زبان بھی ہر جگہ پھیل گئی۔ مگر اس ذخار ملک کے تمدن اور زبان سے متاثر ہوئے بغیر وہ بھی نہ رہے۔ رفتہ رفتہ دو قوموں کے ملنے سے ایک نئی زبان پیدا ہو چلی۔ جسے عام طور سے اردو کہا جاتا ہے۔

شمالی ہندوستان میں اس زبان کو بہت فروغ ہوا۔ اور اب وہ اس حصۂ ملک کی عام زبان کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہاں کا تمدن بھی تقریباً یکساں ہے۔ دیگر حصص ملک میں یہاں کا تمدن مقامی حالات سے مغلوب ہو گیا۔ اور یہاں کی زبان بھی وہاں کی مقامی زبان پر غالب نہ آسکی۔ یہ ضروری ہے کہ جہاں کہیں مسلمانوں کا اثر پہنچا۔ یا یہ کہنا چاہئے۔ کہ جن علاقوں میں شمالی تمدن کا غلبہ ہوا۔ وہاں یہ زبان بولی جاتی ہے۔ اس کے سمجھنے والے تو ہندوستان کے ہر حصے میں موجود ہیں ۔

اس زبان کی تاریخ پر جہاں تک غور کیا جائے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ شروع میں فارسی اور بھاشا کے امتزاج سے مرکب ہوئی۔ اور بعد میں ہر زبان کے الفاظ قبول کرکے وسیع ہوتی گئی ۔

آج کل انگریزی کے الفاظ اس میں کثرت سے داخل ہو رہے ہیں۔ یہ نکتہ قابل غور ہے۔ کہ فارسی اور بھاشا دونوں آرین زبانیں ہیں۔ اور انگریزی بھی آرین زبان ہے۔ مختلف زبانوں کے الفاظ

کے داخلہ سے اس میں بہت سی خوبیاں پیدا ہو گئی ہیں - اور یہی خوبیاں اس کی ترقی کا باعث ہوئی ہیں جب تک اس میں اخذ کرنے کی قابلیت موجود ہے - یہ ترقی کرتی رہے گی - جب اس میں کسی زبان کے الفاظ داخل ہونے بند ہو گئے - اس کا وہی پہلو کمزور ہو جائے گا - اگر اُسے تمام ہندوستان میں پھیلانا مقصود ہے - تو ہر حصۂ ملک کی تمدنی ضروریات پورا کرنے کی قابلیت اس میں پیدا کرنی چاہئے - اور ہندوستان کی ہر زبان کے الفاظ اس میں اضافہ کرنے چاہئیں ؏

اس نقطۂ نظر سے دہلی کی زنانہ کانفرنس پر غور کیا جائے - تو اس میں اُردو کے مفاد کا پہلو غالب نظر آتا ہے - ہندوستان کی تمام زبانوں کی ایک جامع لغت تیار ہو جائے - تو اُردو کی ترقی کے لئے کس قدر مفید مسالہ تیار ہو جائے گا - اس مسالے سے اُردو کی عمارت کو استحکام پہنچانا اس زبان کی قابلیت پر منحصر ہے - ہم ہندوستان کی جو زبانوں کے الفاظ اس میں جذب کرنے پر قادر ہو گئے - تو اس کی تقویت میں بے انتہا اضافہ ہو جائے گا - اور یہی تمام ملک کی واحد زبان کہلانے کی مستحق ہو جائے گی ؏

بعض حامیان اُردو اپنے جوش میں اسے مسلمانوں کی زبان کہہ کر بجائے فائدے کے نقصان پہنچا رہے ہیں - یہ زبان کسی اسلامی ملک میں نہیں بولی جاتی - بلکہ ہندوستان تک محدود ہے ہندوستان میں بھی جہاں کہیں بولی جاتی ہے - ہندو مسلمان دونوں اس کے بولنے والوں میں شریک ہیں - پھر اس کو مسلمانوں کی زبان کہہ کر ہندوؤں کے دلوں میں مخالفت کا جذبہ ابھارنے سے کیا فائدہ! اس میں شک نہیں کہ مسلمان اس کی تخلیق کا باعث ہوئے ہیں - مگر ہندوؤں کا اشتراک عمل اس میں ابتداء سے رہا ہے - ورنہ مسلمانوں کی اپنی زبان فارسی ہندوستان میں مردہ ہو چکی ہے - ادبی زبان کو چھوڑ کر روزمرہ کی زبان دیکھئے - تو اس میں بھاشا کے الفاظ عربی فارسی سے کئی گنا زیادہ ہوتے ہیں - اس کی قواعد عربی فارسی سے بالکل جدا ہے - بلکہ بھاشا سے ملتی جلتی ہے - مصنفین اُردو میں مسلمانوں کے ساتھ ہندو بھی صف آرا ہیں - بلکہ اصناف تصنیف میں ہندو مسلمانوں پر سبقت لے گئے ہیں - مثلاً مختصر افسانہ نویسی میں منشی پریم چند کے پایہ کا کوئی مصنف مسلمانوں میں موجود نہیں ؏

ان حالات میں ہندو مسلمان دونوں کا فرض ہے - کہ اس کو فروغ دینے میں مل کر سعی کریں یہ بالکل صحیح ہے - کہ ہندوؤں کے مقابلے میں مسلمان اُردو کی کہیں زیادہ خدمت کر سکتے ہیں - اس کی وجہ محض یہ ہے - کہ یہ اسی خط میں لکھی جاتی ہے - جس میں مسلمانوں کی مذہبی کتابیں لکھی ہوئی ہیں - مگر وہ کا خط ہی اس کو تمام ہندوستان کی متحدہ زبان بنا سکتا ہے - کیونکہ ہر حصۂ ملک کے مسلمان اسے

شوق سے پڑھنے لکھنے کی کوشش کریں گے۔ برخلاف اس کے جنوبی اور مشرقی ہند کے ہندو ہندی کو فروغ دینے میں اتنا ایثار ہرگز گوارا نہ کریں گے۔ زبان کسی ملک کے باشندوں میں اتحاد پیدا کرنے میں بہت مد ہوتی ہے۔ مسلمان ایسا اتحاد پیدا کرنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ اور اگر وہ ایک زبان ہندوستان میں پھیلانے کا بیڑا اٹھالیں۔ تو ہندوستان کی سیاست پر ان کا احسان عظیم ہوگا۔

زبان کی ترقی کے لئے متحدہ کوشش کی ضرورت ہے۔ مگر حامیان اُردو میں تنظیم کا فقدان ہے حامیان ہندی لاکھوں کے سرمایہ سے انجمنیں قائم کرکے اس کی ترویج کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں اُردو کی ترقی کے لئے صرف ایک معقول انجمن ترقی اُردو ہے۔ جو سرمایہ کی کمی کے باعث بے بس ہے۔ مولوی عبدالحق صاحب ہمہ تن اس کی خدمت میں مصروف ہیں۔ مگر ان کو کافی امداد نہیں ملتی۔ باشندگان ریاست حیدرآباد اس امر پر فخر کرسکتے ہیں۔ کہ ان کے برتے پر یہ انجمن چل رہی ہے۔ اس کے اراکین میں دیگر حصص ملک کے ارکین کے نام بس برائے نام ہیں۔ اگر اردو کی رفتار ترقی سست ہو۔ تو حامیان اُردو خود ہی اس کے ذمہ دار ہیں۔ ہم کو چاہئے۔ کہ اس انجمن کے رکن خود بنیں اور اپنے احباب کو بنائیں۔ سرمایہ فراہم کرکے اس کی مدد کریں۔ کہ یہ ہماری زبان کی خدمت بہ احسن وجوہ کرسکے۔

اُردو کی ترقی میں ایک بڑی رکاوٹ حائل ہے۔ جسے علی الاعلان دور کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر زبان کا نام اس ملک کی نسبت سے ہوتا ہے۔ جس میں وہ بولی جاتی ہے۔ مثلاً عربی۔ فارسی۔ ترکی فرانسیسی۔ جرمن۔ روسی وغیرہ۔ اُردو کے نام میں وہ نسبت موجود نہیں۔ جب یہ خود ہندوستان کی زبان ہونے کا دعوے نہیں کرتی۔ تو اس کے حامی لشکری زبان کو ملک میں کیوں پھیلانا چاہتے ہیں۔ اس طرح سے اس میں اہل ملک کی تذلیل ہے۔ کہ انہیں لشکری زبان بولنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ تعجب ہے کہ لشکری تمدن کو گنوارپن پر محمول کیا جاتا ہے۔ مگر اُردو بولنے والو کو اس کا احساس نہیں ہوتا کہ اس زبان کا اب تک گنواری نام چلا آتا ہے۔

اس بارے میں مولانا سید سلیمان ندوی صاحب نے جو قدم اٹھایا ہے۔ وہ صرف قابل تقلید ہی نہیں بلکہ ناگزیر ہے۔ ہمیں دعوے ہے۔ کہ یہ زبان تمام ہندوستان میں سمجھی جاتی ہے۔ تو اس کا نام ہندوستانی ہونا چاہئے۔ ہندی کی خوش قسمتی ہے۔ کہ اس کا نام ملک کی نسبت سے موزوں ہے۔ حامیان ہندی کو مسلمانوں کا ممنون ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہ انہیں کا کارنامہ ہے۔ مسلمان حملہ آوروں کی حوصلہ مندی کہئے یا ناعاقبت اندیشی۔ جب وہ اس ملک میں وارد ہوئے۔ تو اس کا نام ہند رکھا۔ اور اسی نسبت سے باشندگان ملک کو

ہندو کہنے لگے۔ نو واردوں اور سابقہ مقیموں میں فرق قائم رکھنے کے لئے ہندو کا لفظ غیر مسلموں کے لئے مخصوص ہوگیا۔ اور مسلمانوں نے اپنے اوپر اس نام کا اطلاق جائز نہ رکھا۔ اگرچہ بعد میں وہ خود اس ملک کے باشندے بن گئے۔ ہندوستان کے باہر خصوصاً امریکہ اور عرب وعجم میں باشندگان ہند کو ہندو یا ہندی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ خواہ وہ غیر مسلم ہوں۔ یا مسلمان +

رفتہ رفتہ لفظ ہندو کا اطلاق مذہباً بھی کیا جانے لگا۔ اور ہندوستان کے تمام غیر مسلم ہندو کہلانے لگے۔ اسی لفظ کی برکت سے ہندوستان کے بیسیوں مذہب مسلمانوں کے خلاف متحد ہو گئے۔ اور اب مسلمان اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ غیر ملکی جو ہندوستان کی سیاسیات سے چنداں واقفیت نہیں رکھتے۔ جاپان میں مجھ سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ ہندو کونسا مذہب ہے۔ جب ان کو بتایا جاتا ہے۔ کہ برہمنی مذہب کو ہندو مذہب کہتے ہیں۔ تو ان کی سمجھ میں آتا ہے +

مسلمانوں ہی کی وجہ سے زبان کا نام ہندی پڑگیا۔ اس کی موزونیت میں کلام نہیں۔ نام کا اختصار بھی اس کے لئے بہت مفید ہے۔ اب اردو کو ہندی کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ وہ ایک مخصوص زبان کا نام ہوگیا ہے۔ اب یہی مناسب ہے۔ کہ اس کو وہ نام دیا جائے۔ جس سے یہ ہندوستان کے باہر یاد کی جاتی ہے۔ اور خود ہندوستان میں بھی اکثر جگہ یہی نام ہے۔ وہ ہندوستانی ہے۔ اس نام سے نہ صرف زبان کو ملک سے نسبت ہے۔ بلکہ تمام ہندوستان والے اس وجہ سے اس سے اُنس رکھیں گے۔ اور اس کی ترقی میں کوشاں ہوں گے +

برلاس۔ از ٹوکیو

بچوں میں چوری کی عادت

چوری بھی ان بُری عادتوں میں سے ہے جن کا انسداد بالکل ابتدا سے ہونا چاہئے۔ بعض بچے بہت کم عمری میں چوری کے عادی ہو جاتے ہیں۔ اور والدین کی نظر بچا کر کھاتے ہیں۔ اور دوسرے بچوں کو بھی دیتے ہیں۔ اگر موقع پاتے ہیں۔ تو روپے پیسے بھی چرا لے جاتے ہیں۔ یا جب دوسروں کے گھر جاتے ہیں۔ تو دوسرے بچوں کی جو چیزیں پسند آتی ہیں۔ اس کو بھی اپنے گھر اُٹھا لاتے ہیں۔ ماں باپ اس حرکت کو ایک معمولی بات سمجھ کر کچھ اہمیت نہیں دیتے۔ اور یہ سوچتے ہیں کہ بڑے ہونے کے بعد اس عادت کی خود بخود اصلاح ہو جائے گی۔ لیکن بعض والدین اپنے بچوں کو ایسی عادتوں میں مبتلا دیکھ کر ان کے ساتھ بہت سختی سے پیش آتے اور نہایت بیدردی سے ان کو سزائیں دیتے ہیں۔ کبھی کبھی ان سختیوں کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ بچے ضد کر کے

اور بھی چوریاں کرتے ہیں۔ اور اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے۔

بچوں کی ان چھوٹی چھوٹی چوریوں کا جس کو انگریزی میں کلپٹو مینیا کہتے ہیں۔ یہ علاج نہیں ہے۔ کہ ان کو خوب سزائیں دی جائیں۔ بلکہ قبل اس کے کہ اس قسم کا کوئی عمل شروع کیا جائے۔ سب سے پہلے یہ دریافت کرنے کی کوشش کی جائے کہ دراصل ایسی معمولی چوریوں کی وجہ کیا ہے۔ جب وجہ معلوم ہو جائے۔ تو اس کے دفعیہ کی معمولی تدبیر عمل میں لائی جائے۔

بچوں کو نرمی سے سمجھایا جائے اور بتایا جائے کہ چوری کرنا بہت ہی بری بات ہے۔ تمہارے ساتھیوں کو جب معلوم ہوگا۔ تو وہ تمہیں بہت حقارت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ اگر تم اچھے بچے بننا چاہتے ہو۔ تو اس بری حرکت سے باز آؤ۔ اس کے بعد ان کی نگرانی کی جائے۔ لیکن ان پر یہ ہرگز نہ ظاہر ہو۔ کہ ماں باپ ان پر اعتماد نہیں کرتے۔

میرے محلے کے چند بچے میرے بچوں کے ساتھ کھیلنے آیا کرتے تھے۔ جب وہ کھیل کر چلے جاتے تھے۔ تو میرے بچوں کی کوئی نہ کوئی چیز ضرور غائب ہو جاتی تھی۔ اس لئے گمان غالب یہی ہوتا تھا۔ کہ وہ بچے اٹھا لے گئے ہوں گے۔ لیکن پھر کبھی یہ خیال ہوتا تھا۔ کہ یہ بچے نہ لے گئے ہوں گے۔ کیونکہ ان کے والد کی کافی آمدنی ہے۔ انہیں کسی چیز کی کمی نہیں ہو سکتی۔ کہ چرانے کی ضرورت ہو۔ ان کے والدین اپنے بچوں کی ہر خواہش پوری کر سکتے ہیں۔

تاہم میرے دل میں یہ خواہش ہوئی۔ کہ کچھ تحقیقات کروں۔ کہ آخر یہ بچے باوجود متمول خاندان کے افراد ہونے کے کیوں اس قسم کی معمولی چیزوں کی چوریاں کرتے ہیں۔ معلوم ہوا۔ کہ ان بچوں کی ماں کا انتقال ہو گیا۔ ان کی سوتیلی ماں کا سلوک بچوں کے ساتھ اچھا نہیں ہے۔ وہ ان بچوں کو بہت ستاتی ہے۔ ان کی جائز فرمائشوں کو بھی پورا نہیں کرتی۔ اس لئے ان بچوں کو دوسرے بچوں کی کھانے پینے۔ کھیلنے کی چیزیں دیکھ کر لالچ معلوم ہوتی ہے۔ اور موقع پا کر ایسی چیزیں چرا لے جاتے ہیں۔ سوتیلی ماں کو جب خبر ہوتی ہے۔ تو وہ ان کو بے تحاشا سزائیں دیتی ہے اور کہتی ہے۔ کہ ان کم بختوں کو کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ گھر میں سیکڑوں قسم کی نعمتیں بھری ہوئی ہیں پھر بھی ان کو چوری کرنے کی ضرورت باقی رہتی ہے ان کے والد صاحب ان پر نازاں اور مداح ہیں۔ لیکن ان کی حرکتیں ایسی ہیں۔ کہ کمینوں کے بھی بچے ان سے ہزار درجہ بہتر ہیں۔ کتنی ہی سزائیں دی جاتی ہیں۔ ڈانٹے جاتے ہیں۔ اور پیٹے جاتے ہیں۔ لیکن یہ اپنی نازیبا حرکتوں کو نہیں چھوڑتے۔ میں تو ان سے حیران ہوں۔ ان کی وجہ سے میری زندگی تلخ ہو رہی ہے۔"

کچھ عرصے کے بعد ان بچوں کی ماں سے میری ملاقات ہوئی۔ دوران گفتگو میں ان بچوں کا ذکر آیا۔ مجھ سے بھی وہ ان بچوں کی شکایت کر رہی تھیں میں نے کہا "جب یہ بچے آپ کے حق میں اتنے تکلیف دہ ثابت ہو رہے ہیں۔ تو آپ انہیں کیوں نہ ان کی پھوپی کے پاس بھیج دیتیں" تو انہوں نے جواب دیا۔ یہ میری بدنامی کا باعث ہوگا۔ جب بچے میرے یہاں سے چلے جائیں گے۔ تو دیکھنے والے مجھے کیا کہیں گے"۔ میں نے کہا "آپ اس کا مطلق نہ پروا کیجئے۔ پھوپی کے کوئی اولاد نہیں ہے۔ وہ تو ان بچوں پر فدا رہتی ہیں۔ اس میں بدنامی کی کیا بات ہے۔ بچے کہیں دوسری جگہ تو جاتے نہیں۔ آخر رہیں گے تو اپنی پھوپی ہی کے گھر"۔ غرضکہ جب کبھی اس خاتون سے ملاقات ہوتی تو میں ہمیشہ یہی کہتی۔ کہ ان بچوں کا اپنی پھوپی کے پاس رہنا زیادہ مناسب ہے۔ آخر کار مجھے کامیابی ہوگئی۔ اور یہ بچے اپنی پھوپی کے گھر چلے گئے۔ بظاہر تو یہ خاتون میری رائے سے متفق نہ معلوم ہوتی تھیں۔ لیکن فی الواقع ان کی تو مانگی مراد پوری ہوئی۔ ان بچوں سے نجات حاصل ہوگئی۔

تقریباً سال بھر کے بعد مجھے اپنے ایک عزیز کے یہاں جانے کا اتفاق ہوا۔ جو ان بچوں کی پھوپی کے قریب ہی رہتی تھیں۔ یہ بچے بھی ان کے یہاں کھیلنے آتے تھے۔ میں نے اپنی عزیزہ سے دریافت کیا۔ اب ان بچوں کی کیا حالت ہے۔ کہ کی سوتیلی ماں انہیں بہت ستاتی تھی۔ ان کی مطلق پروا نہ کرتی تھی۔ جس کی وجہ سے یہ بچے چوری کے عادی ہو گئے تھے"۔

میری عزیزہ نے کہا۔ نہیں اب تو یہ بچے کبھی اس قسم کی حرکت نہیں کرتے۔ دن بھر میرے بچوں کے ساتھ کھیلتے رہتے ہیں۔ لیکن ان کی کوئی چیز کبھی نہیں اُٹھا لے جاتے۔ ان کی پھوپی کا برتاؤ بہت اچھا ہے۔ اور ان کی ہر جائز فرمائش کو جو ان کی تفریح و صحت کے لئے ضروری ہو۔ فوراً پورا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ پھوپی کو اس کے اوپر کافی اعتماد بھی ہوگیا ہے۔ ساری چیزیں یونہی رکھی رہتی ہیں۔ کوئی چیز ان سے چھپائی نہیں جاتی۔ اگر بچے چاہیں۔ تو نہ معلوم کتنی چیزیں اُٹھا لے جائیں۔ اور پھوپی کو خبر بھی نہ ہو۔ لیکن ان کی طبیعت آسودہ رہتی ہے۔ اس لئے ان کو چوری کی ضرورت ہی کیا ہے؟"

میں ان بچوں کی حالت سن کر بہت ہی خوش ہوئی۔ کیونکہ میں نے ان بچوں کی اصلاح کی جو تدبیر سوچی تھی۔ وہ کارگر ہوئی۔

ایک گونگی ملازمہ ہے۔ وہ جہاں کہیں بھی رہی۔ نہایت تن دہی اور محنت سے کام کرتی رہی۔ اس میں یہ صرف یہ عیب تھا۔ کہ کھانے پینے کی چیزیں بہت چرایا کرتی تھی۔ لیکن اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہ چراتی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ دو ایک ماہ بعد ہی ہر جگہ سے نکال دی

جاتی تھی۔

چنانچہ پارسال وہ میرے یہاں ملازمت کی غرض سے آئی۔ میں نے اس کو ملازم رکھ لیا۔ مجھے لوگوں سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ ہر شخص اس کی چوری سے عاجز ہو کر ایک ماہ بعد ہی اسے نکال دیا کرتا ہے۔ شروع میں میرے یہاں بھی یہی حالت رہی۔ رات کو جب سب لوگ سو جاتے تو وہ دو ایک بجے رات کو اٹھتی۔ اور تمام طاقوں الماریوں اور نعمت خانوں کا جائزہ لیتی۔ اور جو چیز اسے پسند آتی۔ اُسے کھا لیتی۔ اگر بچوں کے لئے کوئی چیز رکھی جاتی۔ تو اسے بھی کھا جاتی تھی۔ صبح کو بچے اُٹھ کر بہت شور و غل مچاتے۔ جب اس سے اس کے متعلق سوال کیا جاتا تھا۔ وہ قطعاً انکار کرتی۔ اس کی اس حرکت سے سب بچے بہت ضد کرنے لگے۔ اس کی چوری کی عادت اس حد تک پہنچ گئی تھی۔ کہ جو چیزیں کھانے کے لئے دی جاتی تھیں۔ اس میں سے بھی وہ کچھ چھپا کر رکھ لیتی۔ اور رات کو تنہائی میں بیٹھ کر کھاتی۔ یہ اس کی سراسر حماقت تھی۔ کیونکہ اسے جو چیز کھانے کے لئے دیدی گئی۔ تو اس کے کھانے میں کیا خوف؟ چونکہ چوری اس کی سرشت میں داخل ہو گئی تھی۔ اس لئے وہ اپنی عادت سے مجبور تھی۔

کچھ عرصے تک اس کی یہ حالت دیکھنے کے بعد مجھے اس کی اصلاح کا خیال ہوا۔ میں نے سوچا کہ اگر اس کی طبیعت آسودہ رہے گی۔ تو غالباً یہ چوری نہ کرے گی۔ چنانچہ اب جو چیز گھر میں آتی تھی۔ اس میں سے پہلے اس کا حصہ لگا دیا جاتا تھا۔ خواہ وہ چیز کتنی ہی کم ہو۔ اس کا حصہ ضرور علیحدہ کر دیا جاتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کو احساس ہونے لگا۔ کہ جو چیز بلا مانگے اسے چوری کئے ہوئے مل جاتی ہے۔ اس کے چرانے کی کیا ضرورت ہے۔ چھ ماہ رہنے کے بعد وہ اچھی خاصی انسان بن گئی۔ میں نے اس پر اعتماد بھی کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ جب مجھے کہیں جانا ہوتا۔ تو گھر کی ساری چیزیں اس کے سپرد کر جاتی لیکن مجال کیا۔ کہ ایک تنکا تو اپنی جگہ پر سے ہٹ جائے۔ جب میں واپس آتی۔ تو ہر چیز اپنی جگہ پر رکھی ملتی۔

تحقیقات سے معلوم ہوا۔ کہ یہ خادمہ ایک گاؤں کی رہنے والی ہے۔ بہت مفلس اور غریب تھی۔ مشکل سے ایک وقت بھی پیٹ بھر کھانا نصیب ہوتا تھا۔ بلکہ بعض اوقات فاقہ تک کی بھی نوبت آجاتی تھی۔ ان مصائب سے عاجز ہو کر وہ اپنے گاؤں سے چلی آئی۔ اور ملازمت کرلی۔ شہر میں آتے ہی اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ انواع و اقسام کے نعائم و لذائذ کو دیکھ کر اس کی طبیعت للچانے لگی۔ ملازم رکھنے والے اسے پیٹ بھر کھانا ضرور دیتے تھے۔ لیکن عمدہ اور مزیدار چیزوں سے

اُسے محروم رکھتے تھے۔ جس کی وجہ سے اُسے چوری کی ضرورت ہوئی۔ اور وہ چوری کرنے لگی۔ جب وہ میرے یہاں آئی۔ تو میں نے اس کی چوری کی وجہ دریافت کی۔ اور اس کے انسداد کا صحیح طریقہ بھی میری سمجھ میں آگیا۔

والدین کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اگر بچے چوری کے عادی ہو رہے ہوں۔ تو فوراً انسداد ضروری ہے۔ لیکن اس کے انسداد کا صحیح طریقہ یہ نہیں۔ کہ بچوں کو بلا تامل مارنا پیٹنا شروع کر دیا جائے۔ بلکہ چوری کی وجہ دریافت کرنی چاہئے۔ زیادہ تر وہی بچے چوری کرتے ہیں۔ جو خراب بچوں کی صحبت میں پڑ جاتے ہیں۔ یا جن کے والدین باوجود استطاعت کے ان کی جائز فرمائشوں کو پورا نہیں کرتے ✽

مسز سید احمد مچھلی شہری

تعلیم نسواں کے متعلق غلط فہمی

ہمارے بھائی اور بہنوں کو جن کی معلومات وسیع نہیں تعلیم نسواں کے متعلق یہ غلط فہمی ہے۔ کہ لڑکیاں پڑھ لکھ کر گھر کے کام کی نہیں رہتیں۔ اور شادی سے انکار کر کے نوکریاں کرنے لگتی ہیں ✽

میں اس رائے سے ہرگز متفق نہیں ہوں۔ پڑھی لکھی لڑکیاں اپنا گھر بہت اچھی طرح چلاتی ہیں۔ ان کے ہر کام میں باقاعدگی کفایت اور صفائی اور وقت کی پابندی نظر آتی ہے ✽ ان کے انتظام میں طوفان بے تمیزی نہیں ہوتا۔ گھر کا ضبط ٹھیک رہتا ہے۔ سب کام وقت پر اور جلدی ہوتے ہیں۔ نوکر نہایت مہذب ہوتے ہیں۔ اور ایک دفعہ سے دوسری دفعہ کہنے کا موقع اپنے آقا کو نہیں دیتے۔ جاہل لڑکی کا گھر تعلیم یافتہ کے گھر سے بالکل برعکس رہتا ہے۔ اب رہی خانہ داری سے دلچسپی۔ تو یہ بعض کو قدرتی طور پر نہیں ہوتی۔ تعلیم کا اس میں قصور نہیں۔ میں نے گھر میں بند رہنے والی لڑکیوں کو بھی دیکھا ہے۔ کہ وہ خانہ داری کے کام سے بھاگتی پھرتی ہیں۔ ایک لڑکی تو اپنی ماں سے اس بات پر زبان درازی کرتی تھی۔ کہ وہ اس سے باورچی خانے کا کام لیتی ہیں ✽

میں ایک عرصے سے تعلیم نسواں کے متعلق تجربہ کر رہی ہوں۔ اور اپنے وسیع تجربے سے کہہ سکتی ہوں۔ کہ لڑکیاں خانہ داری میں خود بخود دلچسپی لیتی ہیں۔ اور بڑی خوشی سے ہر کام کرنے کو تیار رہتی ہیں۔ جو بدشوق ہیں۔ وہ گھر رہ کر کچھ سیکھتی ہیں۔ اور نہ مدرسے میں پڑھ لکھ کر ان کو کچھ آتا ہے ✽

شادی سے انکار کوئی لڑکی نہیں کرتی۔ جو کرتی ہے۔ اس کی کوئی نہ کوئی وجہ ہوتی ہے۔ تعلیم پا کر لڑکیاں گلا گھونٹ شادی سے ضرور انکار

کر دیتی تھیں۔ تو یہ کوئی برائی نہیں۔ ہمارے مذہب نے گلا گھونٹ نکاح کو ناجائز قرار دیا ہے۔ پس اگر کسی تعلیم یافتہ لڑکی نے ایسی شادی سے انکار کر دیا تو کیا گناہ کیا۔ اس نے تو عین شرع کے مطابق کام کیا۔ چونکہ یہ انکار جاہلانہ رسم و رواج کے خلاف ہے۔ اس لئے رسم و رواج کے پابند لوگوں نے تعلیم کو قصور وار ٹھہرا دیا۔

یہ خیال نہ کرنا چاہئے۔ کہ تعلیم پانے کے بعد نوکری کرنا ایک لازمی امر ہے۔ تعلیم کے بعد اگر گھر اچھا مل جاتا ہے۔ تو لڑکی کی شادی ہو جاتی ہے۔ اور اگر نہیں ملتا۔ تو لڑکی کسی شغل میں لگ جاتی ہے۔ کیونکہ بیکار رہنا اچھا نہیں۔ غریب لڑکی کے لئے تعلیم کے بعد گھر میں بیٹھنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ والدین اخراجات نہیں اٹھا سکتے۔ اس لئے غریب لڑکیاں تنخواہ پر کام کرنے لگتی ہیں۔ اور اپنے اخراجات کا بار والدین پر سے ہٹا دیتی ہیں۔

غریب لڑکیاں اگر نوکری کریں۔ تو کیا حرج ہے۔ غریبوں کی لڑکیاں گھر میں بھی محنت مزدوری کر کے روپیہ کماتی ہیں۔ مثلاً چرخہ کاتنا۔ سوت کھولنا کپڑے کے بٹن بنانا۔ چکی پیسنا وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہ مزدوریاں ایسی ہیں۔ جن میں محنت تو زیادہ ہے۔ مگر آمدنی کم۔ اسی وجہ سے تعلیم یافتہ لڑکیاں ایسی مزدوریوں کے مقابلہ میں ملازمت کو ترجیح دیتی ہیں۔

امیروں کی لڑکیوں کو ملازمت کی ضرورت نہیں۔ وہ دوسروں کو منفعت پہنچا سکتی ہیں۔ لڑکی کو علم حاصل کرنے کی ضرورت امیری اور غریبی دونوں میں ہے۔ کیونکہ اخلاق درست کرنے کی ضرورت دونوں کو یکساں ہے۔

تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ دونوں لڑکیوں کے اخلاق میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ ان کی جنس پسند سب ہی ایک دوسرے سے جداگانہ ہوتی ہیں۔ یہ خیال کرنا۔ کہ لڑکیوں کو لوگ محض نوکری کرانے کے لئے پڑھاتے ہیں۔ غلط ہے۔ تعلیم دراصل اس لئے لڑکی کو دی جاتی ہے۔ تاکہ وہ انسان صحیح معنوں میں بن سکے۔ یہی تعلیم کا معیار خاص ہے۔ اور نوکری کرنا یہ معیار عام ہے۔ تعلیم یافتہ چند لڑکیوں کی بری مثالیں دیکھ کر تعلیم نسواں کو برا نہ کہنا چاہئے۔ ابھی بری مثالیں ہر جگہ ہیں۔ جاہلوں میں بھی بری مثالیں کثرت سے موجود ہیں۔ جن لوگوں نے تعلیم نسواں سے بدگمان ہو کر اپنی بچیوں کو تعلیم سے خواہ مخواہ بھی محروم رکھا ہے۔ وہ دراصل ترقی نہیں چاہتے ہیں۔ زمانہ کی عام رفتار ترقی ہے۔ کسی ایک یا دو کی کوشش سے زمانہ ترقی سے باز نہیں آ سکتا۔ جو اس کی پیروی نہیں کریں گے۔ وہ پیچھے رہ جائیں گے۔ اور ان تمام نعمتوں سے محروم رہ جائیں گے۔ جن سے زمانے کے پیرو بہرہ ور ہیں۔ پس ہمیں زمانہ کے مطابق چلنا چاہئے۔ اور اپنی بچیوں کو ضرور تعلیم دلوانا چاہئے۔

شاہزادہ جہاں بیگم۔ آگرہ

موت

(ایک شاعر کے خیالات)

منحصر مرنے پہ ہو جس کی امید۔
ناامیدی اس کی دیکھا چاہیے۔
غالبؔ

کیا آپ نے اس آخری زرد پتے کو دیکھا ہے۔ جو درخت کی ٹہنی کو الوداع کہہ کر زمین پر بل کھاتا ہوا گر رہا ہے۔ یہ اس کا آخری اور پرسکون لمحہ ہے... حسرتوں سے پُر... مایوسیوں سے لبریز۔ دیکھئے ہو کیسا مگن۔ زمین پر پیر پھیلائے لیٹا ہوا ہے۔ سوکھی ٹہنیوں کی بھنبھناہٹ اور تیتریوں کی پھڑپھڑاہٹ سے بے نیاز... موت سے ہم آغوش۔

ٹھیک اسی طرح میں اپنے عزیزوں کا ٹھکرایا ہوا بیکس انسان تنہائی اور تاریکی کے عالم میں سر اونچے پڑا لیٹا ہوا ہوں... موت کا منتظر۔

کون کہہ سکتا ہے مجھے یاد ہے۔ میری پیدائش کے وقت میری ذات سے کتنی امیدیں وابستہ تھیں۔

خوف؟... خوف؟... توبہ کرو!

میں خوش ہوں۔ میری مشکل آسان ہونے والی ہے۔ کیا مسافر کے چہرے پر انبساط و شادمانی کا نور نہیں ہوتا۔ جب وہ قریب منزل کے ہوتا ہے؟ کٹھن چڑھائیاں اور دشوار گزار مرحلے کر چکا ہوں... اب... منزل پر پہنچنا باقی ہے۔ میں ہر سپاہی کی طرح بے جگری سے لڑتا رہا ہوں... اب... ایک آخری لڑائی لڑ رہا ہوں۔

میری آنکھوں پر پٹی نہ باندھو۔ موت کی دلہن سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکراتا ہوا ہم آغوش ہونے دو... مردانہ وار۔

یہ تاریک لمحہ جسے تم موت کہتے ہو۔ الوداعی کی بہت سستی قیمت ہے۔

مجھے کیوں خوشی نہ ہو... نامکمل حیات مکمل ہو رہی ہے۔

(رعنا۔ قلعہ گوالیار)

تہذیبی بہنوں کا فرض

تہذیب نسواں مورخہ ۴ اپریل میں میرا مضمون اور ایڈیٹر صاحب کا نوٹ شائع ہوا۔ شاید تہذیبی بہنوں کو دھوکا ہو۔ کہ میرا مقصد مستقل طور پر تہذیب نسواں کے چندہ میں ایک روپیہ اضافہ کا ہے۔ یعنی بجائے ۵ سالانہ کے ۶ روپیہ سالانہ چندہ کر دیا جائے۔ موجودہ اقتصادی حالات کو دیکھتے ہوئے ہمیشہ کے لئے مستقل طور پر سالانہ چندہ میں ایک روپے کا اضافہ کسی طرح مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ بلکہ میرا مقصد ہر خریدار سے صرف ایک ہی مرتبہ ایک روپیہ بطور فنڈ کے لئے وصول کرنے کا ہے۔ اور آسانی کے لئے

فراہمی چندے کی یہ ترکیب بتائی ہے۔ کہ ہر خریدار سے یادگار فنڈ کا ایک روپیہ سالانہ چندے کے ساتھ وصول کر لیا جائے۔ ایک روپیہ کچھ بہت کم رقم ہے۔ جو بہنیں صاحب استطاعت اور قدر شناس ہیں۔ وہ زیادہ دے سکتی ہیں۔ اگر بہنوں نے میری رائے سے اتفاق کیا۔ اور اس تجویز پر عمل شروع کر دیا۔ تو کامیابی کی جلدی اور یقینی اُمید ہے۔

تمام تہذیبی بہنیں جانتی اور سمجھتی ہیں۔ کہ قبلہ مولوی صاحب مرحوم کی ہستی مسلمان خواتین کے لئے کس قدر قیمتی تھی۔ انہوں نے ہم عورتوں کو سوتے سے جگایا۔ ہمیں ہوشیار کیا۔ ہمیں اپنی حالت کا احساس کرایا۔ حقوق نسواں پر مضمون لکھے۔ کتابیں تصنیف کیں۔ مردوں سے بحثیں کیں۔ جس کے عوض میں سیکڑوں صلواتیں اور برا بھلا سُنا۔ مگر جذبہ سچا تھا۔ ارادہ مستقل تھا۔ ہمت بلند تھی۔ اپنا ذاتی کوئی مفاد پیش نظر نہیں تھا۔ خداوند کریم کی مدد شامل حال ہوئی۔ اور قبلہ بھائی صاحب کی کوششیں بارآور ہوئیں۔

جس وقت تہذیب نسواں جاری کیا گیا۔ اس وقت ہم مسلمانوں کے کیا حالات تھے۔ اور کیا عورت کی حالت تھی۔ وہ ناقابل بیان ہے۔ عورت ذات کا ہاتھ میں قلم پکڑنا گناہ کبیرہ خیال کیا جاتا تھا۔ ایسے سخت جہالت کے زمانے میں زنانہ اخبار کا جاری کرنا بڑی ہمت کا کام تھا۔ جو جو دقتیں اور پریشانیاں اور مشکلات دونوں میاں بیوی کو پیش آئی ہیں۔ ان کا اندازہ لگانا محال ہے۔ اپنا ذاتی فائدہ یا تجارت یا شہرت کا خیال نہیں تھا۔ کیونکہ خدا کے فضل سے یہ سب باتیں حاصل تھیں۔ صرف بیکس اور بے بس عورتوں کی اصلاح اور ترقی اور ان کے حقوق کی حفاظت کے خیال نے ان کو بے چین کر رکھا تھا۔ جو کام بھی کیا ان ہی کی بہتری کے خیال سے کیا۔ تہذیب نسواں نے عورتوں میں ترقی کی روح پھونک دی۔ تہذیب نسواں ہی کا صدقہ ہے کہ آج مسلمان بیبیاں مضمون نگار اور مصنف نظر آرہی ہیں۔

قابل آدمیوں کی موت حقیقی موت نہیں ہوا کرتی جسم خاکی فنا ہو جاتا ہے۔ مگر ان کا نام ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ اور آنے والی نسلیں نہایت عزت اور احترام سے ان کا نام لیتی ہیں۔ ان کی یادگار ان کے اعلیٰ کارنامے ہوا کرتے ہیں۔ میری بہنو! قبلہ بھائی صاحب کا نام انشاءاللہ صفحہ ہستی سے مٹنے والا نہیں ہے۔ اور انہوں نے جو کام کئے ہیں وہ ہی اپنی اصلی یادگار ہیں۔ مگر بہنوں کی خدمت میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتی ہوں۔ کہ اپنے محسن اپنے ہمدرد اپنے مصلح اپنے مہربان بھائی کے لئے ہم نے کیا کیا۔ احسان کا بدلہ۔ ہمدردی کا معاوضہ مہربانی کا شکریہ ہماری طرف سے کس قدر ہوا۔ یہ سوچنے کی جگہ اور شرم کا مقام ہے۔ کہ آج قبلہ بھائی صاحب کی وفات کو دس ماہ ہو گئے۔ مگر آہ افسوس ہم ان کی ایک معمولی سی یادگار بھی اس وقت تک قائم نہ کر سکے۔ ہماری یہ بے پروائی سخت افسوسناک ہے

جو وقت گزر چکا۔ اس کی تلافی ناممکن ہے۔ ذرا سی توجہ اور ہمت سے سب کچھ ممکن ہے۔ ایک روپیہ کچھ بڑی رقم نہیں ہے۔ اگر تہذیبی بہنیں ارادہ کریں۔ تو چندہ میں کافی رقم جمع ہو سکتی ہے۔ اور بہنیں اپنی طرف سے ایک یادگار قائم کر کے اپنے فرض منصبی سے سبکدوش ہو سکتی ہیں۔ اب میں منتظر ہوں کہ بہنیں کب میری تجویز پر عمل شروع کر کے اپنی بیداری اور فرض شناسی کا ثبوت پیش کرتی ہیں؟

راقمہ امت الوحی از دہلی

اسراف بیجا

محترمہ بیگم شارق صاحبہ کا مضمون "اسراف بیجا" پچھلے ہفتے میری نظر سے گزرا۔ بہن صاحبہ نے خوب لکھا ہے۔ اور بہت ہی دلچسپ۔ یہ موضوع جس پر محترمہ نے طبع آزمائی فرمائی۔ اس زمانے کے لحاظ سے بہت ہی موزوں ہے۔ اگر محترمہ کے ناگوار خاطر نہ ہو۔ تو میں یہ ضرور کہوں گی۔ کہ انہوں نے واقعات تو سب ٹھیک لکھے ہیں۔ لیکن بعض بعض موقع پر حد سے تجاوز بھی کر گئی ہیں۔ اس سے میرا مطلب نکتہ چینی ہرگز نہیں ہے۔ ممکن ہے۔ کہ موصوفہ کا یہی خیال ہو۔ اور وہ اس کو ٹھیک سمجھتی ہوں۔ ایک معمولی سی چیز کے متعلق لوگوں کے خیالات مختلف ہوتے ہیں۔ یہ پھر ایک بڑا اور اہم موضوع ہے۔

اسراف بیجا کا مرض موصوفہ نے صرف مسلم خواتین تک محدود کر دیا ہے۔ میری ناقص رائے یہ ہے۔ کہ صرف مسلم خواتین کو اس مہلک مرض کا شکار نہ سمجھنا چاہئے۔ اور غیر مسلم خواتین کو بالکل مستثنیٰ نہیں کر دینا چاہئے۔ اگر یہ عیب مسلم خواتین میں تین چوتھائی ہے۔ تو غیر مسلم میں آدھا ضرور ہے۔ ایک دم یہ کہہ دینا کہ مسلمان عورتوں میں عیب ہیں۔ زیادہ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ اول تو اس قسم کے مضامین کا اثر غیر مسلم خواتین پر کس قدر ہوگا۔ اور دوسرے مرد بھی ان کو نظر حقارت سے دیکھیں گے۔ جیسا کہ آگے چل کر مضمون کے ایک حصے سے ظاہر ہوتا ہے۔ "کہ قوم کے محنتی مرد تو اپنا خون پسینہ ایک کر کے روپیہ لائیں۔ اور بیوی اسے نقلی بناوٹ و فیشن پرستی میں بے دریغ صرف کریں"۔

دوسری بات تعلیم کی ہے۔ میں نے غور کیا ہے۔ کہ آج کل جس قدر مضامین خواتین کے عیوب پر مثلاً فضول خرچی۔ فیشن پرستی۔ بد مزاجی۔ گھر کے معاملات سے ناواقفیت وغیرہ پر لکھے جاتے ہیں۔ ان سب کا ذمہ دار انگریزی تعلیم کو ٹھہرایا جاتا ہے۔ خدا جانے یہ کیوں۔ ہم لوگوں میں اول تو تعلیم بہت کم ہے۔ سو میں دو تین ہی لڑکیاں تعلیم حاصل کرتی ہیں۔ پھر بھی ان کے متعلق اس قسم کے مضامین لکھے جاتے ہیں۔ گویا اس تعلیم میں یہی باتیں سکھائی جاتی ہیں۔ میرا مطلب کسی خاص بہن کے مضمون سے نہیں ہے۔ بلکہ میں ایک عام بات کر رہی ہوں۔ بہنیں خود ہی بتائیں۔

کیا اس قسم کی مضمون نگاری کا اثر ہم لڑکیوں کی تعلیم پر زہریلا نہ ہوگا۔ اور کیا اس کا انجام یہ نہیں ہوگا۔ کہ اب تک جو کچھ تعلیم دی جانے لگی ہے۔ وہ بھی بند کر دی جائے گی۔ اور یہ ہم لڑکیوں کے تنزل کا باعث ہوگا۔

مغربی تعلیم میں خدا جانے کیا جادو ہے۔ کہ اس کا اثر صرف مسلمانوں پر ہوتا ہے۔ اور غیر مسلموں پر نہیں۔ یہ ممکن ہے۔ کہ اس قسم کی باتیں سن سن کر لڑکیاں اپنے میں یہ باتیں پیدا کر لیں۔ اس کی مثال بالکل اس طرح کی سی ہے۔ کہ جس میں کوئی عیب نہ ہو۔ لیکن جب ہر وقت یہ کہا جائے۔ کہ تم میں یہ عیب ہے۔ تو وہ سچ مچ وہ عیب کرنے لگے۔

بہن موصوفہ نے آگے تحریر فرمایا ہے۔ کہ دوران تعلیم ہی میں لڑکیوں کے دلوں میں یہ تمنا ہوتی ہے۔ کہ ایک حسین مکان ہو۔ میزیں۔ کرسیاں۔ باغیچے۔ نفیس اور عمدہ قلمی تصاویر۔ گلدان۔ بک شیلف وغیرہ وغیرہ۔ کیا محترمہ مجھ کو اس بات کا یقین دلا سکتی ہیں۔ کہ ان لڑکیوں کے دلوں میں جنہوں نے مغربی تعلیم حاصل نہیں کی ہے۔ اس قسم کی تمنائیں نہیں ہوتیں۔ اگر محترمہ یہ کہیں۔ کہ ان لڑکیوں کے دلوں میں بھی یہ حسرتیں صحبت کے اثر کی وجہ سے ہیں۔ اور یہ اثر کسی طرح بھی کتابوں کا پیدا کیا ہوا نہیں ہے۔

ایک تعلیم یافتہ لڑکی اگر اس نے حقیقی معنوں میں مغربی تعلیم حاصل کی ہے۔ تو کبھی اس بات کو روا نہ رکھے گی۔ کہ اس کے شوہر کا روپیہ بیکار صرف ہو۔ یہ مغربی تعلیم نہ ہونے ہی کی وجہ ہے۔ کہ ہم لوگوں میں صدہا ایسے عیوب ہیں۔ جن پر لوگ ہمیشہ طعنہ زنی کرتے رہتے ہیں۔ میں اس بات کو یقین دلاتی ہوں۔ کہ اگر آج ہماری لڑکیاں اعلیٰ پیمانہ پر مغربی تعلیم حاصل کرنے لگیں۔ تو وہ ہندوستان کی ہر قوم کی خواتین سے بہتر ہو کر دکھا سکتی ہیں۔

اسی طرح سینے کی مشین پر جو کچھ بہن صاحبہ نے کہا ہے۔ یہ صرف اپنا اپنا خیال اور اپنا اپنا نظریہ ہے۔ ممکن ہے۔ کہ بہن صاحبہ کی رائے ٹھیک ہو۔ اور اکثر لوگ آپ ہی سے اتفاق کرتے ہوں۔ لیکن میرا خیال اس کے متعلق بھی دوسرا ہے۔ بہن صاحبہ نے اس کا دائرہ بھی صرف مسلمان گھرانے تک محدود کر دیا ہے۔ میری رائے میں تو یہ چیز مسلم اور غیر مسلم دونوں گھرانوں میں ہونی بہت ضروری ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ میں نے مشین اکثر گھرانوں میں دیکھی ہے۔ اس کا جہیز میں دینا میری سمجھ میں نہیں آتا۔ برا کیوں ہے۔ لوگ فضول چیزوں میں کتنا روپیہ صرف کرتے ہیں۔ اگر اس میں سے صرف ذرہ سا ایسی چیز کے لئے صرف کر دیں۔ جو کار آمد ہو کس طرح برا ہو سکتا ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ بغیر مشین کے گزارا ہونا بہت مشکل ہے۔ نہ میں خود کر سکتی ہوں اور نہ اوروں کے متعلق اس قسم کا خیال کر سکتی ہوں۔

میں بہت کچھ لکھ گئی ہوں۔ لیکن مجھے قوی امید ہے۔ کہ اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہوگا۔ جو ناگوار

خاطر ہو۔ اب میں پھر کہتی ہوں۔ کہ میں نے نکتہ چینی کی وجہ سے یہ مضمون ہرگز نہیں لکھا۔ بلکہ صرف اپنے ناقص خیالات ظاہر کئے ہیں ٭

حسن زہرا۔ علی گڑھ

درخواست

مجھے ہندوستان کے مختلف حصص کے دولہا اور دولہن کے فوٹو مطلوب ہیں۔ تہذیبی بہنیں یا کوئی بھائی تکلیف کر کے روانہ فرمادیں گے۔ تو میں ممنون ہوں گی۔ اگر انہیں جاپان کے دولہا دولہن کی تصاویر مطلوب ہوں۔ تو میں روانہ خدمت کر دوں گا۔ ہندوستان میں ہر جگہ اور ہر طبقے میں لباس میں فرق ہوتا ہے۔ اس لئے جس قدر مختلف لباسوں کے فوٹو دستیاب ہو سکیں۔ اتنا ہی اچھا ہے۔ یہ تصاویر قدیم لباس میں ہونی چاہئیں۔ اگر دولہن کی تصویر نہ مل سکے۔ تو دولہا کی کافی ہوگی۔ فوٹو کے ساتھ یہ باتیں معلوم ہونی چاہئیں ٭

۱۔ دولہا دولہن کس طبقے کے ہیں۔ یا کس مذہب کے ہیں ٭

۲۔ جو کپڑے پہن رکھے ہیں۔ ان کے نام ٭

۳۔ پھولوں کا یا دیگر زیور پہن رکھا ہو۔ تو اس کا نام ٭

N. H. Balao (Prof.)
Tokyo School of foreign
Languages. Tokyo (Japan)

لذیذ چٹنی

تہذیب نسواں میں محترمہ بہن عابدہ صاحبہ نے چٹنی کی ترکیب دریافت کی ہے۔ میں ایک ترکیب جو میری آزمودہ ہے۔ تحریر کرتی ہوں۔ امید ہے۔ کہ بہن صاحبہ پسند فرمائیں گی ٭

۲۵ کیریاں لیجئے۔ ان کو چھیل کر گودا الگ کر لیجئے۔ سرخ مرچ ۱۵ عدد۔ نمک حسب ضرورت لہسن ایک گٹھا۔ ان تینوں چیزوں کو ملا کر چٹنی پیس لیجئے۔ کیریوں کا گودا ابال لیجئے۔ اور جب وہ گل جائیں۔ تو ایک کپڑے میں ڈال دیجئے۔ تاکہ ان کا پانی خشک ہو جائے۔ اور کیریوں کے ہم وزن شکر تول لیجئے۔ سرکہ آدھی بوتل۔ چٹنی اور شکر یکجا ملا کر تیز آنچ پر رکھ دیجئے۔ جب شکر خوب حل ہو جائے۔ اور شیرہ اٹھنے لگے۔ تو اس میں ابلی ہوئی کیریاں ڈال لیجئے۔ اور ساتھ ہی کشمش اور چھوارے بھی ڈال کر تھوڑی دیر پکا کر اتار لیجئے۔ لذیذ چٹنی تیار ہو جائے گی ٭

رضیہ خاتون کلاس فرسٹ ... ؟

محفل تہذیب

میں نہایت ہی مسرت کے ساتھ اطلاع دیتی ہوں۔ کہ میری پیاری ابا جان مسٹر محمد حسن ایم اے بی ٹی ٹرانسلیٹر لیجسلیٹو ڈیپارٹمنٹ آف انڈیا کو

خدانے بتاریخ ۱۱ مئی ۱۹۳۶ء بروز اتوار صبح سات بجے ایک ننھی سی بچی عطا فرمائی۔ دعا ہے۔ کہ نوزائدہ بچی کو اپنے والدین کے سایہ میں ترقی کی منزلیں طے کرنا نصیب ہو۔ براہ نوازش کوئی تہذیبی بہن بچی کا تاریخی نام لکھ کر ممنون فرمائیں ؛

سیدہ خورشید جہاں نگینہ

مجھے ہسٹری آف انگلینڈ (انگریزی) اور ہسٹری آف انڈیا (انگریزی) مصنفہ کرجی کی سخت ضرورت ہے۔ میں نے بہت سی دکانوں پر تلاش کرائی۔ مگر کہیں بھی دستیاب نہ ہوئی۔ تہذیبی بہنیں اور بھائی توجہ فرمائیں۔ اگر کوئی بھائی یا بہن سکنڈ ہینڈ فروخت کرنا چاہیں۔ تو میں بخوشی خریدوں گی امید ہے۔ کہ بہنیں اور بھائی توجہ فرمائیں گے۔ اور مجھے بذریعہ تہذیب یا بذریعہ ذیل پتے پر لکھ کر آگاہ کردیں گے ؛

مس رضیہ خاتون معرفت خواجہ الطاف احمد
پوسٹ آفس امراؤتی کیمپ (برار)

۱۔ کسی بہن نے میرا پتہ دریافت کیا ہے۔ جو حسب ذیل ہے:۔

مس امینہ سلطان بنت مفتی محمد یعقوب صاحب
بارایٹ لا عیش منزل۔ ایبٹ آباد

۲۔ جن بہن کے منہ پر یا کسی اور جگہ داغ کا نشان ہے۔ وہ Cuticura Soap استعمال کریں۔ یہ صابن غالباً ہر شہر میں مل سکتا ہے۔ اس کی قیمت ۸؍ ہے۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا ؛

۳۔ محترمہ بہن سیدہ اشرف نے جو آر کنٹی کی نفیس بیل بذریعہ تہذیب روانہ کی تھی۔ وہ مجھے بہت پسند آئی۔ اور ہے بھی آسان۔ از حد ممنون ہوں ؛

مس امینہ سلطان ایبٹ آباد

میرے سر میں خشکی جسے بفا بھی کہتے ہیں۔ بہت ہے۔ اور کھجلی بھی ہوتی ہے۔ کچھ بال بھی سفید ہوگئے ہیں۔ سردیوں میں مجھے کسی نے ناریل کا تیل بتایا تھا۔ لگانے سے آرام رہا۔ گرمیوں میں میں نے کچھ دن لگانا چھوڑ دیا۔ اس لئے خشکی پھر پیدا ہوگئی۔ اب میں نے پھر سے لگانا شروع کیا۔ تو میرے بال جھڑنے شروع ہوگئے ہیں۔ اور کبھی سر میں درد بھی ہونے لگتا ہے۔ سر اکثر آملوں سے دھوتی ہوں۔ براہ نوازش کوئی بہن یا بھائی کسی ایسے تیل وغیرہ کا پتہ دیں جس سے میری یہ شکایت بھی دور ہو جائے۔ اور بال بھی لمبے ہوں۔ بہت ممنون ہوں گی۔ میری عمر اٹھارہ سال ہے ؛

بنت سید غلام مرتضیٰ شاہ ای اے سی (رخصتی)
گڈگور ضلع سیالکوٹ

مجھے محترمہ جمیلہ بیگم صاحبہ کلکتہ کا پتہ درکار ہے۔ کوئی بھائی یا بہن یا وہ خود ازراہ عنایت بذریعہ تہذیب یا براہ راست مطلع فرمائیں۔ ممنون ہونگا۔

رشید زکی مچھلی شہری اڈیٹر رسالہ عرفان
اعظم گڈھ

---

۱۴ مئی کے تہذیب میں کسی بہن نے کھانسی اور تنفس کی شکایت کے لئے کوئی دوائی دریافت کی ہے۔ بہن صاحبہ کی خدمت میں ایک دوائی پیش کرتا ہوں جس کا نام Chamberlain's cough remedy ہے۔ یہ امریکہ کی بنائی ہوئی ہے۔ اس سے میرے ایک دوست کو جنہیں دو سال سے کھانسی تھی شفا ہوگئی۔ کئی آدمیوں پر اس دوائی کا تجربہ ہوا۔ ہر ایک کو فائدہ ہوا۔ اس کے استعمال کا ایک خاص طریقہ ہے صبح اٹھ کر منہ ہاتھ دھونے کے بعد ایک چمچہ پئیں۔ دس منٹ کے بعد ایک کپ چائے پئیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک دست ہوجائے گا۔ پھر دو گھنٹے بعد ایک ایک چائے کا چمچہ لیں۔ ساتھ ہی ساتھ لوکی کی ترکاری معمولی کا استعمال رکھیں۔ اگر پان تمباکو کھاتی ہوں تو ترک کردیں۔ اسی طرح دو شیشی میں ۵۰٪ ہوجائے گا۔ اور چار شیشی میں کھانسی بالکل صاف ہوجائے گی۔ اس دوائی سے بہت پرانی پرانی شکایتیں جاتی رہی ہیں۔ انشاءاللہ آپ کو ضرور فائدہ ہوگا۔ دو یا تین شیشی پینے کے بعد مجھے اطلاع دیں۔ میرا پتہ یہ ہے:۔

Aziz Khan I.T.O
Nagpur

یہ دوائی ہر ایک انگریزی دوا فروش کے یہاں ہر جگہ مل سکتی ہے۔

کسی تہذیبی بہن نے اپنے کسی عزیز کے لئے جن کو کچھ عرصے سے کھانسی اور تنفس کی شکایت ہے۔ کوئی دوا طلب کی تھی۔ میں ایک دوا ذیل میں درج کرتی ہوں۔ اور دعا کرتی ہوں کہ خدا ان کو شفا بخشے۔

الائچی کلاں مع چھلکا ایک تولہ۔ سونف تین تولہ۔ دھنیا دو تولہ۔

ان سب کو علیحدہ علیحدہ کوٹ کر خوب باریک کرلیں۔ اور سب کو ملا کر باریک چھلنی میں چھان لیں۔ کھانا کھانے کے بعد چار آنے وزن سوکھا کھایا کریں۔

ارشاد دلشاد بیگم بٹ۔ کرنال

مجھے حضرت امیر خسرو کے رسالہ موسیقی کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی بہن یا بھائی اس کے متعلق واقفیت رکھتے ہوں۔ تو وہ بذریعہ تہذیب مطلع فرمائیں۔

ع۔ ب

ولائتی معلومات

(خاص تہذیب کے لئے)

ملکہ میری

ملکہ میری ۲۶ مئی کو پورے انسٹھ برس کی ہوگئیں۔ گو اپنے محبوب شوہر شاہ جارج پنجم کے انتقال کے باعث آپ پر رنج والم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے۔ اور آپ کے غمزدہ دل کو اب تک قرار نہیں آیا۔ لیکن اس کے باوجود آپ نے اپنے وقار میں ذرا فرق نہیں آنے دیا۔ آپ میں یہ صفت ایسی ہے۔ کہ نہ صرف برطانیہ عظمیٰ بلکہ دنیا کا ہر مہذب ملک آپ کا گرویدہ ہے ✦

پچھلے دنوں ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں یہ امر زیر بحث تھا۔ کہ دنیا میں سب سے زیادہ قابل قدر چھ عورتیں کون کون ہیں۔ جب اہل امریکہ کی آرا کا شمار کیا گیا۔ اور کثرت رائے کے لحاظ سے چھ خواتین منتخب کی گئیں۔ تو ان میں ملکہ میری کا نام چوتھی پر تھا ✦

ملکہ میری تمام طبقوں سے برطانیہ میں نہایت محبوب سمجھی جاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے اپنی سلطنت کے قریب قریب تمام حصوں کی سیاحت کی ہے۔ اور ہزاروں قسم کے اشخاص سے آپ کا واسطہ پڑا ہے۔ آپ کا کتب ورسائل کا مطالعہ نہایت وسیع ہے۔ اور وہ خاص کر ان مسائل کا مطالعہ نہایت شوق سے کرتی ہیں۔ جن سے آپ کی رعایا کا مفاد وابستہ ہو۔ برطانیہ میں کوئی عورت ایسی نہ ہوگی۔ جو اوسط درجے کے مرد اور عورت کے متعلق آپ سے زیادہ واقفیت رکھتی ہو ✦

ملکہ میری سیدھی سادی طبیعت کی خاتون ہیں۔ آپ کو بچوں سے بے حد الفت ہے اور آپ ان کی صحبت میں نہایت خوش رہتی ہیں ✦

ملکہ ہر سال غریب بچوں کی امداد پر بہت بڑی رقم خرچ کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں وہ خطوط نے برطانیہ کے ہزاروں یتیم خانوں اور دوسرے مستحق امداد اداروں کو بعض اوقات اور تحفے بھیجتی ہیں۔ ان میں سے بیشتر پبلک سے پوشیدہ رکھے جاتے ہیں۔ کیونکہ آپ نیک نامی کے لئے ایسی باتوں کو مشتہر کرنا سخت ناپسند کرتی ہیں ✦

ایک دفعہ ملکہ میری نے کینسنگٹن (لندن) کی رہنے والی ایک غریب عورت کو ایک بچہ گاڑی تحفہ کے طور پر بھجوائی۔ اس بچے کو سیڑھیوں سے اترنے چڑھنے میں بڑی دقت پیش آتی تھی۔ یہ واقعہ پبلک سے پوشیدہ رکھا گیا تھا۔ مگر ایک

پادری صاحب نے اسے ظاہر کر دیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ملکہ غربا اور محتاجوں کو چندے بھیجنے ہی پر اکتفا نہیں کرتی۔ بلکہ ان کی ضروریات کا بھی خیال رکھتی ہے ؂

ملکہ میری نمائشوں میں جانا پسند کرتی ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے۔ کہ ان نمائشوں میں انہیں تحفے کے لئے موزوں اشیاء خریدنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اور وہ اچھی خاصی رقم اس مطلب کے لئے صرف کر دیتی ہیں۔ اکثر اوقات ایسا ہوا۔ کہ شام کو وہ کسی نمائش میں گئیں۔ اور وہاں سے انہوں نے بہت سی اشیاء خریدیں لیکن دوسرے ہی دن وہ تمام کی تمام چیزیں مختلف جگہوں کو بھجوا دی گئیں ؂

سلطنت برطانیہ کے مختلف حصص سے جو لوگ ساد معززین لندن آتے ہیں۔ انہیں عموماً ونڈسر یا سینڈرنگھم کے قصر شاہی میں دعوت دی جاتی ہے۔ اس موقع پر ملک معظم شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم تو اپنے مہمانوں سے سیاسی امور پر تبادلہ خیالات کرتے ہیں۔ لیکن ملکہ میری خصوصیت کے ساتھ ان کے خاندان اور گھریلو معاملات پر دلچسپی لیتی ہیں ؂

ایک دفعہ ایک نو آبادی کا ذی رسوخ ملازم وسیع تھا۔ قصر شاہی میں بطور مہمان آ کر رہا۔ دوران گفتگو میں ملکہ میری نے اس سے پوچھا۔ کہ آپ کے پاس مجھے دکھانے کے لئے کچھ فوٹو کی تصاویر بھی ہیں؟ اتفاق سے اس کے پاس چند تصویریں تھیں۔ چنانچہ اب وہ تصویریں ملکہ معظمہ کے البم کی کی زینت ہیں ؂

ملکہ معظمہ کی آواز نہایت خوش آئند۔ صاف اور ترنم ہے۔ لیکن افسوس کہ آپ نسوانی حیا کے باعث اسے مشتہر کرنے سے ہچکچاتی ہیں۔ ان جہاز کوئین میری کے پہلے سفر کی رسم افتتاح کے موقع پر آپ نے چند الفاظ براڈ کاسٹ کئے تھے۔ بس اس موقع کے سوا آپ نے آرنشر صوت کے ذریعے اپنی تقریر کو مشتہر کرنا کبھی پسند نہیں کیا ؂

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ملکہ معظمہ کو اپنی تقریر مشتہر کرنے پر آمادہ کریں۔ اگر انہیں اپنی اس کوشش میں کامیابی ہو گئی۔ تو دنیا یقیناً آپ کی قابل قدر آواز سن کر نہایت محظوظ ہو گی ؂

ملکہ میری کو گھر سے ہمیشہ الفت رہی ہے مگر بنانا اور بچوں کو پروان چڑھانا آپ کی رائے میں عورت کے اعلیٰ ترین فرائض ہیں۔ آپ اس بات کو نہیں مانتیں کہ خانہداری کا انتظام اور بچوں کی پرورش عورت کے دیگر فرائض اور ذمہداریوں میں مانع ہوتی ہے سنہ۱۹ میں جب آپ کی عمر ۳۰ برس کی تھی۔ اور آپ چار بچوں کی ماں تھیں۔ تو آپ کو سلطنت برطانیہ کی سیاحت کی خاطر اپنے بچوں سے علیٰحدہ ہونا پڑا تھا۔ اسی طرح سنہ۱۹ میں آپ نے اپنے بچوں سے جدا ہو کر ہندوستان کا سفر اختیار کیا تھا ؂

شہنشاہ جارج پنجم انجہانی کی طرح ملکہ معظمہ میں خدمت خلق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ آپ کو صرف اپنا وطن لندن ہی عزیز نہیں ہے۔ بلکہ مونٹریل کیوبک۔ میلبورن۔ سڈنی۔ کیپ ٹاؤن وغیرہ نوآبادیات کے شہروں اور ان کے رہنے والوں کے لئے بھی آپ کے دل میں پورا پورا درد ہے ٭

جنگ عظیم کے بعد جب شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم نے پرنس آف ویلز کی حیثیت سے اپنی وسیع سلطنت کا دورہ کیا۔ تو ملکہ معظمہ نے انہیں بے شمار خطوط دستخط کر کے دیئے۔ تاکہ یہ ان سمندر پار کے رہنے والوں کو پہنچا دیئے جائیں جن سے آپ نے سنہ ۱۹۱۱ء میں ملاقات کی تھی۔ ان لوگوں کی یاد اب تک ملکہ کے دماغ میں محفوظ ہوئی تھی۔ آپ کا حافظہ بلا کا ہے ٭

وہ کتاب جسے کوئی نہیں پڑھ سکتا

لندن کی ایک لائبریری میں ایک کتاب ہے۔ جس کو دنیا کا کوئی شخص پڑھ نہیں سکتا۔ یہ کتاب بائبل کا ترجمہ ہے۔ اور ریڈ انڈین کے ایک خاص قبیلے کی زبان میں ہے۔ جو اب مردہ ہو چکی ہے۔ یہ زبان نہ صرف مردہ ہو چکی ہے۔ بلکہ اس وقت دنیا میں اس کو بولنے یا سمجھنے والا بھی کوئی باقی نہیں۔ کیونکہ یہ قبیلہ گزشتہ صدی کے اوائل ہی میں دنیا سے بالکل نابود ہو گیا تھا ٭

اس کا ترجمہ سنہ ۱۶۶۳ء میں جان ایلیٹ نامی ایک انگریز نے کیا تھا۔ جو ریڈ انڈین قبائل میں دین مسیح کی تبلیغ کے لئے گیا تھا۔ یہ انگریز تیس برس تک ان قبائل میں تبلیغ کے کام میں مصروف رہا۔ اور اس نے بائبل کے علاوہ اور کئی چھوٹے موٹے رسائل کا ترجمہ بھی کیا ہے ٭

مچھروں سے جنگ

تازہ اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سنہ ۱۹۳۲ء میں روس کے اندر جس قدر نفوس کو ملیریا ہوا تھا۔ سنہ ۱۹۳۵ء میں اس سے بقدر دو لاکھ کم اشخاص اس مرض میں مبتلا ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ حکومت روس گزشتہ دو سال سے ملیریا کے مچھروں کی بیخ کنی کے لئے ہمہ تن مصروف ہے ٭

اس مطلب کے لئے ہوائی جہاز استعمال کئے جا رہے ہیں۔ جو فضا میں ایک خاص قسم کا مرکب چھوڑ دیتے ہیں۔ اس سے مچھر اور ان کے انڈے تباہ ہو جاتے ہیں ٭

دل چسپ باتیں

آسٹریلیا میں بھیڑوں کی تعداد دس کروڑ ہے۔ یعنی وہاں کے باشندوں کی تعداد سے دس گنا زیادہ ٭

جنگ عظیم سے لے کر اب تک حکومت نے سڑکوں پر نو لاکھ پونڈ کی رقم خرچ کی ہے۔ اور چار سو نئی سڑکیں بنوائی ہیں ؛

سچے موتیوں کو اندھیرے میں رکھا جائے۔ تو ان کی چمک دمک جاتی رہتی ہے۔ لیکن جب انہیں دھوپ میں رکھا جاتا ہے۔ تو ان کی زائل شدہ چمک عود کر آتی ہے ؛

سیڑھیوں پر چڑھنے میں زمین پر چلنے کی نسبت آٹھ گنا زیادہ زور لگانا پڑتا ہے ؛

برطانیہ کے دارالعوام اور دارالامراء کی تعمیر پر تین کروڑ پانچ لاکھ پونڈ صرف ہوئے تھے ؛

برطانیہ عظمیٰ میں ۱۹۳۲ء میں اوسطاً شادی کی عمر مرد کے لئے اٹھائیس اور عورت کے لئے چھبیس برس تھی ؛

اگر رات کو شور و غل نہ ہو۔ تو بلبل کی آواز ایک میل تک سُنی جا سکتی ہے ؛

ایشیا دنیا کا سب سے بڑا خشکی کا قطعہ ہے۔ اس کا رقبہ سترہ کروڑ پچیس لاکھ مربع میل ہے ؛

پرانے کیلنڈر میں مارچ سال کا پہلا مہینہ شمار ہوتا تھا۔ بہت سے یورپین ممالک میں نیز یہودیوں کے ہاں آج بھی سال کا پہلا مذہبی مہینہ مارچ ہی ہے ؛

امریکہ کے خود مختاری کے زمانے سے لے کر آج تک جس قدر اشخاص لڑائیوں میں کام آئے۔ ان سے کہیں زیادہ انسانی زندگیاں گزشتہ پندرہ سال کے اندر موٹروں کی نذر ہوئیں ؛

اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ لندن کے ہائیڈ پارک سے ایک دن میں اوسطاً ۳۰ ہزار ۵ سو ۵۰ موٹریں گزرتی ہیں ؛

انگلستان میں موٹر کی تجارت سے ساڑھے بارہ لاکھ آدمی اپنا پیٹ پال رہے ہیں۔ موٹر سازی کی صنعت انگلستان کی بڑی بڑی صنعتوں میں دوسرے درجے پر ہے ؛

شب کوری کے بارے میں ایک عجیب غریب انکشاف ہوا ہے۔ کہ یہ عارضہ انسان کو وٹامن اے کی کمی کی وجہ سے لاحق ہو جاتا ہے ؛

خبریں اور نوٹ

استنبول کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جب سے ترکی میں جمہوری حکومت قائم ہوئی ہے۔ وہاں کے اقتصادی حالات نہایت بہتر ہوگئے ہیں۔ اور حکومت کے خزانے میں بھی عظیم الشان اضافہ ہوگیا ہے۔ ماہرین اقتصادیات نے متفقہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ جو شخص بھی اقتصادی حالات کے بہتر سے بہتر بنانے کی عمدہ تجویز پیش کرے گا۔ اسے ان کی مجلس کی جانب سے بیش بہا اور گرانقدر تحفے دیئے جائیں گے۔

ترکی حکومت اپنے ملک کے زرعی، صنعتی اور تعلیمی شعبوں کو بہتر سے بہتر بنانے میں مصروف ہے۔ ازمیت میں سگرٹ بنانے کا کارخانہ ترکی ضروریات کو بہت اچھی طرح پورا کر رہا ہے۔ اور محکمہ تعلیم کی طرف سے الفتنہ میں لڑکیوں کے لئے ایک صنعتی تعلیم گاہ قائم کی گئی ہے۔ اس تعلیم گاہ میں صنعتی تعلیم کے ساتھ ساتھ لڑکیوں کو دوسرے مروجہ علوم بھی سکھلائے جائیں گے۔

ترکی سلطنت میں ازمیر کے مقام پر ایک نہایت عظیم الشان بین الاقوامی نمائش ہو رہی ہے۔ کہ نمائش میں دنیا کے ہر گوشے کے شہروں سے مصنوعات اور زرعی پیداوار بھیجی جا رہی ہیں۔ اس نمائش کو دنیا کی عظیم الشان نمائشوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

انگورہ کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ترکی کی جمہوری حکومت نے انگلستان کی ایک غبارہ ساز کمپنی کو ہوائی سروس کے لئے غبارے تیار کرنے کی فرمائش کی تھی۔ وہ تیار ہوگئے ہیں۔ اور وہ عنقریب ترکی پہنچنے والے ہیں۔

انگورہ۔ ترکی کی حکومت نے بحری تجارت کو فروغ دینے کے لئے ایک بحری بنک قائم کیا ہے۔ اور اس بنک کو تمام بحری معاملات کا اختیار دیدیا گیا ہے۔

استنبول کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ تمام ترکی میں "یوم فتح گیلی پولی" منایا گیا۔ جنگ عالمگیر میں غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے جو تحادیوں کی متفق و متحدہ طاقتوں کو گیلی پولی کے مقام پر شکست فاش دی تھی۔ اس فتح کی یادگار منانے کے طور پر تمام قلمرو میں جشن منائے گئے۔ اور مجالس منعقد ہوئیں۔

بیت المقدس۔ ۲۰ مئی۔ انگریزی نو جیوں کے قبرستان کوہ سکوپس پر ایک یہودی کی لاش پائی گئی۔ عرب عورتوں نے پولیس والوں پر پتھر برسائے جس سے انگریز سپاہی مجروح ہوا۔ پولیس نے بھی خواتین کے سروں کے اوپر سے فیر کئے تاہم ایک خاتون شہید ہوگئی۔

قاہرہ کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ۲۳ مئی کو وزیر اعظم مصر مصطفےٰ نحاس پاشا نے

نئی پارلیمنٹ کا افتتاح کرتے ہوئے اس امر کا اعلان کیا ہے۔ کہ برطانیہ اور مصر کے درمیان گفت و شنید نہایت اچھی طرح پر جاری ہے۔ اور امید ہے۔ کہ بہت جلد باعزت سمجھوتہ ہو جائے گا۔ جس میں مصر کی آزادی بھی ہوگی۔ اور دونوں ممالک کے درمیان تعلقات بھی مضبوط ہو جائیں گے۔ وزیر اعظم نے ۱۹۲۴ء کے بعد سے اب تک تمام سیاسی قیدیوں کو بجز قاتل مجرموں کے عام معافی کا اعلان کر دیا ہے۔

القدس ۔۲۲ مئی فلسطین میں برطانوی مال کے مقاطعہ کی تحریک کے علاوہ تحریک عدم ادائگی لگان کا بھی آغاز ہو گیا ہے۔ اور عربوں نے لگان دینے سے انکار کر دیا ہے۔ پولیس نے چند زمینداروں کی جائدادیں ضبط کر لی ہیں۔

القدس ۔۲۴ مئی فلسطین کے عربوں کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ جس میں لارڈ بالفور کے اعلان کے خلاف زبردست تقریریں کی گئیں۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ لارڈ بالفور کے اعلان کو مسترد کر دیا جائے۔

القدس (رڈاک کے ذریعے) امیر شرق الاردن نے ہائی کمشنر فلسطین کو ایک مراسلہ بھیجا ہے۔ جس میں ان سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ عربوں کی مشکلات حل کرنے میں عدل و انصاف سے کام لیں۔

عراق کی حکومت نے ایک قانون نافذ کیا ہے جس کی رو سے تمام اختیاری خطابات مثلاً پاشا بیگ۔ اور آفندی وغیرہ ممنوع قرار دیئے گئے ہیں عام مروجہ خطابات "السید" بمعنی (مسٹر) ہوگا۔ اخبارات کو بھی ۱۰۰ پونڈ فی غلطی اس جرم کے ارتکاب کی سزا جرمانے کے طور پر دی جائیگی۔

نیو یارک میں ایک عورت تین مہینے سوئی رہی اس عورت کی عمر ۴۰ سال ہے۔ اس کے تین بچے ہیں۔ تین ماہ بعد وہ اس طرح بیدار ہوئی۔ جیسے گزشتہ رات سوئی تھی۔ ڈاکٹروں کے سوال کرنے پر اس نے جواب دیا۔ کہ مجھے یاد نہیں۔ مجھے کیا ہوا۔

لندن کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ آل انڈیا کرکٹ ٹیم اور ایم سی سی کے درمیان جو کرکٹ میچ ہو رہا تھا۔ اس میں موخرالذکر ٹیم دس وکٹوں سے جیت گئی۔

لندن۔ ۲۰ مئی۔ برطانیہ کا سب سے بڑا جہاز "ملکہ میری" دیکھنے کے لئے ملک معظم بذریعہ ہوائی جہاز بندرگاہ ساؤتھمپٹن پہنچے۔ شاہی خاندان کے بہت سے دوسرے افراد بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

لندن ۲ مئی۔ شہنشاہ ابی سینیا اپنے دو لڑکوں ایک لڑکی اور پرائیویٹ سکرٹری کی معیت میں بیت المقدس سے عازم انگلستان ہوگئے۔ آپ بندرگاہ سے "کیپ ٹاؤن" نامی جہاز پر سوار ہوگئے جس کے ذریعے آپ جبل الطارق پہنچیں گے۔

شہنشاہ بھیس بدل کر سفر کر رہے ہیں۔ اور انگلستان میں آپ سے کوئی سیاسی گفتگو نہیں کی جائے گی۔

ادیس ابابا ۲۹ مئی۔ اٹلی کے افسروں نے حبشہ کی مالی جدید تنظیم کا کام شروع کر دیا ہے۔ اور ادیس ابابا میں بنک آف اٹلی کی ایک شاخ کھول دی ہے نیم سرکاری طور پر تھالر (ابی سینیا کا سکہ) کی قیمت چھ لائر (اطالوی سکہ) مقرر کی گئی ہے۔

لندن ۲۰ مئی۔ کل ہندوستانی کرکٹ ٹیم اور ایسکس کی ٹیم کے درمیان مقابلہ ہوا۔ اگرچہ ہندوستانی پہلے کھیلے۔ مگر صرف ۱۰۸ رن کرنے پائے تھے۔ کہ آؤٹ ہو گئے۔

لندن ۲۰ مئی۔ ہائی کمشنر فلسطین نے دفتر نوآبادیات میں اطلاع بھیجی ہے۔ کہ فلسطین کے تمام ملک میں تقریباً امن قائم ہو گیا ہے۔

شملہ کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ کاشغر میں انفلوئنزا کی وبا نہایت زور سے پھیل رہی ہے۔ اور سینکڑوں آدمی اس وبا کا شکار ہو رہے ہیں۔ اور کاشغر کی پیپلز ایسوسی ایشن کے صدر کو کسی شخص نے رات کے وقت قتل کر دیا ہے۔

لکھنؤ کی اطلاع منظر ہے۔ کہ شہر لکھنؤ میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔ پانچ سے زیادہ اشخاص کو یک جگہ جمع ہونے سے منع کر دیا گیا ہے۔

لاہور ۲۰ مئی۔ آج مسٹر سیل ڈسٹرکٹ جج لاہور نے مسجد شہید گنج کے مشہور تاریخی مقدمے کا فیصلہ سنا دیا یعنی دعویٰ مع خرچہ ڈسمس کر دیا۔ فاضل جج نے اپنے فیصلہ میں یہ اقرار کیا ہے۔ کہ متدعویہ عمارت مسجد تھی لیکن ۱۷۶۲ء سے اس کو مسلمانوں نے استعمال نہیں کیا۔ اور نہ وہاں نماز ادا کی گئی۔ بلکہ اس پر سکھوں کا قبضہ رہا ہے۔ اس لئے مقدمہ زائد المیعاد ہے۔ تجویز مذکور، فلسکیپ سائز کے صفحات پر مشتمل ہے۔ نیز مقدمہ اپیل فوجداری انہدام مزار کاکو شاہ کا فیصلہ بھی جج صاحب موصوف نے سنا دیا۔ جس میں درخواست اپیل منظور کر کے تمام ملزمین کو بری کر دیا۔

شملہ ۲۰ مئی۔ حکومت ہند کو نیا قرضہ دینے کے لئے پبلک نے جو اشتراک عمل کیا ہے۔ اس سے پانچ منٹ میں ۲۰ کروڑ روپیہ جمع ہو گیا۔

شملہ (بذریعہ ٹیلی فون) ۲۰ مئی۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ اگلے مہینے جب ملک فیروز خاں نون اپنے عہدے سے سبکدوش ہوں گے۔ تو میاں سر فضل حسین آپ کی جگہ وزیر تعلیم مقرر کئے جائیں گے۔ ملک فیروز خاں نون ہندوستان کے ہائی کمشنر ہو کر لندن جا رہے ہیں۔ اور غالباً ۲ جون کو ہندوستان سے روانہ ہو جائیں گے۔

نئی دہلی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس ۷ جون کو ۸ بجے صبح محمڈن ہال لاہور میں منعقد ہو گا۔

لکھنؤ ۲۰ مئی۔ اتوار کی شام کو ایک گورہ سپاہی

دریا میں غرق ہو گیا۔ اس کی لاش دریا میں تیرتی ہوئی پائی گئی ٭

دھرم سالہ۔ ۱۵ مئی۔ کانگڑے کے بعض دیہات میں چیچک اور ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی ہے۔ اس لئے اس مرتبہ موسم گرما میں جو میلے ہونے والے تھے۔ وہ ڈسٹرکٹ بورڈ نے بند کر دیئے ہیں ٭

گوجرانوالہ تحصیل گوجرانوالہ کے گاؤں جنی سجالا کا ایک شخص گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔ اس کے چار دشمنوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ اس کو گھوڑے سے اتار کر دو آدمیوں نے اس کے ہاتھ اور پاؤں پکڑ لئے۔ اور دو نے نیزے سے اس کی آنکھیں نکال دیں۔ ان چاروں میں سے دو کو پولیس نے گرفتار کر کے چالان کر دیا ہے ٭

کھلنا کی اطلاع منظر ہے۔ کہ ایک بارہ سالہ لڑکے نے اپنے مکان میں چوہا پکڑنے کے لئے پنجرہ لگایا۔ اور اس کے قریب بستر پر سو گیا۔ کچھ عرصے کے بعد اس نے پنجرہ کے قریب آواز سنی۔ اس نے خیال کیا۔ کہ چوہا ہے۔ اس نے پنجرے کو پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ تو سانپ نے کاٹ لیا۔ لڑکے کو معلوم نہ ہو سکا۔ کہ کس نے اس کا ہاتھ کاٹا۔ روشنی ہونے پر دیکھا۔ تو پنجرے میں بجائے چوہے کے ایک لمبی دم کا سانپ تھا ٭

ملتان کی خبروں سے معلوم ہے۔ کہ وہاں کے نوجوان مسلمانوں نے ایک نماز کمیٹی قائم کی ہے۔ اس کے ممبر تمام شہر میں دورہ کرتے ہیں۔ اور تمام مسلمانوں کو نماز کے لئے جمع کرتے ہیں۔ خاص کر صبح و شام اور عشاء کی نماز کے وقت ان کی کوششیں قابل تحسین ہوتی ہیں۔ کام نہایت خوش اخلاقی سے ہو رہا ہے ٭

ملتان کی ایک اطلاع منظر ہے۔ کہ بوہاری دروازے کا ایک نوجوان سوڈے کی بوتل کھول رہا تھا۔ کہ اچانک بوتل پھٹ گئی۔ جس سے اس نوجوان کا ایک ہاتھ اڑ گیا ٭

لاہور، ۲ مئی۔ بہ تقریب سعید یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم خواتین اسلام کا ایک عام جلسہ برکت علی اسلامیہ ہال لاہور میں ۲۔جون ۹ بجے شب منعقد ہوگا۔ جس میں حضور سرور کائنات صلعم کی سیرت پاک کے متعلق صحیح حالات بیان کئے جائیں گے ٭

لاہور، ۲۰ مئی۔ آج لاہور میں ۱۱ بج کر چند منٹ پر زلزلہ کا ایک خفیف جھٹکا محسوس ہوا۔ الہ آباد رانچی۔ کلکتہ۔ مظفرپور۔ کانپور۔ بمبئی۔ مراد آباد تمام صوبہ بہار۔ لکھنؤ۔ بریلی۔ دہلی۔ سہارن پور۔ دارجلنگ۔ ڈیرہ دون۔ گیا۔ موتی ہاری۔ پورنیا۔ سے خفیف اور شدید جھٹکوں کی خبریں موصول ہوئی ہیں۔ لیکن مالی اور جانی کوئی نقصان نہیں ہوا ٭

حسابات تہذیب

فنڈوں کا گزشتہ حساب ۲۵ مئی ۱۹۳۵ء کے تہذیب نسواں میں شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد جو رقوم یکم اپریل ۱۹۳۵ء سے ۳۰۔ اپریل ۱۹۳۶ء تک وصول ہوئیں۔ ان کا حساب ذیل ہے:۔

آمد تہذیب فنڈ

تاریخ	نام و پتہ	مقام	رقم			کیفیت
۵۔ اپریل ۱۹۳۵ء	محترمہ عابدہ خاں احمد حسین صاحب	لاہور	۵	۰	۰	
۷۔ " "	محترمہ جمیلہ خاتون صاحبہ	نئی دہلی	۳	۰	۰	
۲۰۔ " "	مسز ایس جے۔ احمد معرفت ایس۔ جے۔ احمد انکم ٹیکس آفیسر	کیمبل پور	۲	۰	۰	
۲۵۔ " "	محترمہ عائشہ بی صاحبہ معرفت ایچ۔ آ۔ ایس ایچ	تیلچری	۲	۰	۰	
۱۳۔ جون "	محترمہ زہرہ بٹ صاحبہ بنت ڈاکٹر بٹ صاحب ایم ایس سی	علی گڑھ	۱۰	۰	۰	
۲۱۔ اکتوبر "	پہلی قسط بحساب قرض حسنہ		۱۶	۰	۰	واپسی رقم بحساب قرض حسنہ
۲۲۔ " "	محترمہ فرخندہ بیگم احمد خاں صاحب ضلع فیروزپور	مکتسر	۲	۰	۰	
۲۔ نومبر "	جناب ایس۔ ایس مدنی صاحب ضلع سیلم	تسکل	۲	۰	۰	
۲۱۔ " "	محترمہ نفیس النساء صاحبہ	کرنال	۲	۰	۰	
۲۷۔ " "	دوسری قسط بحساب قرض حسنہ		۸	۰	۰	واپسی رقم بحساب قرض حسنہ
۲۷۔ دسمبر "	محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ زوجہ مولانا احمد سعید صاحب	دہلی	۵	۰	۰	
۸۔ جنوری ۱۹۳۶ء	تیسری قسط بحساب قرض حسنہ		۷	۰	۰	واپسی رقم بحساب قرض حسنہ
۱۱۔ " "	چوتھی " " " " "		۸	۰	۰	" " " "
۲۸۔ فروری "	مسز رضا احمد صاحب معرفت سپرنٹنڈنٹ کیش ڈام ریلوے	رحیم پور	۲	۰	۰	
۱۵۔ اپریل "	محترمہ حلیمہ یوسف صاحب معرفت آل یوسف۔	کلکتہ	۵	۰	۰	
۲۲۔ " "	محترمہ امت اللطیف خانم	بستی چھاؤنی	۱	۰	۰	
	میزان		۸۰	۰	۰	
	آمد سود از بنک یکم اپریل ۱۹۳۵ء تا ۳۱ مارچ ۱۹۳۶ء		۱۲۸	۲	۰	
	میزان بقایا مطابق حساب مندرجہ تہذیب ۲۵ جون ۱۹۳۵ء		۵۴۳۱	۱۳	۰	
			۵۶۳۹	۱۵	۰	
	خرچ (تہذیب فنڈ) بتفصیل مندرجہ ۳۰ اپریل ۱۹۳۶ء تک		۲۷۶	۱۴	۰	
	باقی موجود بحساب تہذیب فنڈ		۵۳۶۳	۱	۵	

تفصیل اخراجات تہذیب فنڈ (یکم اپریل سنہ ۱۹۳۵ء تا ۳۰ - اپریل سنہ ۱۹۳۶ء)

تاریخ	نام و پتہ	مقام	رقم			کیفیت
۳۰ جولائی سنہ ۱۹۳۵ء	ایک ضرورت مند بہن				۱۲۵	بطور قرض حسنہ دیئے
تقسیم انعامات جو ۴ جنوری سنہ ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئے						
۱۸ مارچ سنہ ۱۹۳۶ء	محترمہ جمیلہ بیگم صاحبہ	کلکتہ	.	.	۶۰	
" " "	مسز برلاس	جاپان	.	.	۴۰	
" " "	محترمہ شہزادجہاں بیگم صاحبہ	آگرہ	.	.	۳۰	
" " "	محترمہ قرۃ العین صاحبہ	لکھنؤ	.	.	۲۰	
" " "	فیس منی آرڈر (برائے ارسالگی مندرجہ بالا انعامات)		.	۱۴	۱	
	کل رقم خرچ تہذیب فنڈ		.	۱۴	۲۷۶	

آمد بحساب خیرات فنڈ (از یکم اپریل سنہ ۱۹۳۵ء تا ۳۰ - اپریل سنہ ۱۹۳۶ء)

تاریخ	نام و پتہ	مقام	رقم			کیفیت
۳ ستمبر سنہ ۱۹۳۵ء	محترمہ خورشید جبین صاحبہ	بھاگلپور	.	.	۱	
۲۹ - اکتوبر "	محترمہ اصغری بیگم صاحبہ بنت چودھری نذیر احمد صاحب انسپکٹر	نکودر	.	.	۲	
۳۱ - " "	محترمہ حفیظہ خانم صاحبہ ہیڈ مسٹرس ضلع ڈسٹرکٹ بورڈ	کلانور	.	.	۱	
۸ - نومبر "	محترمہ محمودہ نصیر صاحبہ ۳۴ سول لائن	بریلی	.	.	۱	
۲۲ - " "	محترمہ مس جمیلہ خاتون صاحبہ ضلع سارن	گنگ پور	.	.	۲	
۱۰ - دسمبر "	اہلیہ چودھری محب اللہ صاحب ڈپٹی کلکٹر	باندہ	.	.	۲	
۱۷ - دسمبر "	جناب محمد سرور صاحب قزلباش	ملتان چھاونی	.	.	۲	
۲۷ - " "	محترمہ سیدہ اقبال بیگم صاحبہ محلہ باغوالہ	لدھیانہ	.	.	۵	
۱۰ جنوری سنہ ۱۹۳۶ء	مسز آئی جے بیگم معرفت ایم - اے نقوی	ناگپور	.	.	۲	
۲۶ - " "	بیگم حیات خاں صاحب انسپکٹر جنرل آف ریکارڈ ڈپو	گوالیار	.	.	۱	
۶ - اپریل "	جناب یونس حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ نواب پورہ	ناگپور	.	.	۲	
۲۹ - " "	مسز محمد منظور حق صاحب چیل بازار رحمت باغ	حیدرآباد دکن	.	.	۲	
۱۳ - جولائی سنہ ۱۹۳۵ء	مسز ظہیر الدین اسسٹنٹ سشن جج	گنٹور	.	.	۵	
			.	.	۲۸	
	آمد سے یکم اپریل سنہ ۱۹۳۵ء تا ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۳۶ء		.	۶	۱۴۹	
	بقیہ زرِ متعلقہ حساب رجسٹر تہذیب ۲۵ مئی سنہ ۱۹۳۵ء		۸	۳	۸۰۱۹	
	کل رقم آمد بحساب (خیرات فنڈ)		۸	۹	۸۲۳۶	

آمد بجناب ممتاز علی میموریل فنڈ (۲۹ جون ۱۹۳۵ء تا ۳۰ - اپریل ۱۹۳۶ء)

تاریخ	نام و پتہ	مقام	رقم		
۲۴ جولائی ۱۹۳۶ء	محترمہ زہرہ بیگم صاحبہ فیضی ایوان رفعت	بمبئی	٠	٠	۵
۲۲ جولائی //	والدہ اختر حسین خاں صاحب معرفت ایم - ایس - احمد - بیکری ۶ بخشی	مراد آباد	٠	٠	۱۰
۲۳ // //	بیگم خواجہ سکرٹری حمیدیہ گرلز سکولز	بھاگلپور [illegible]	٠	٠	۵
۲۵ // //	محترمہ خدیجۃ الکبریٰ (مسز ادریس) معرفت ہیڈ مسٹریس اسلامیہ ہائی سکول	بریلی	٠	٠	۵
۵ - اگست //	محترمہ سردار محمدی بیگم آف دائی	دائی	٠	٠	۲۰
۷ - // //	جناب محمد فاروق خاں صاحب اقبال گنج سٹریٹ	لدھیانہ	٠	٠	۲
۸ - // //	مس زہرا حسن چیدہ تلہ کولم ڈاکخانہ مددرا	تلہ کولم	٠	٠	۱۰
۸ - // //	مسز ڈی اکا رون سکرٹری انجمن اصلاح الخواتین کشمیریہ روڈ	کراچی	٠	٠	۵۰
۹ - // //	مسز اسد این فتح علی بہار دوادی (بمبئی)	اندھیری	٠	٠	۱۰
۱۰ - // //	بیگم آباد احمد خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس	بلند شہر	٠	٠	۵۰
۱۵ - // //	محترمہ شہزادجہاں بیگم صاحبہ ٹیچر ۳۵ سول لائن	آگرہ	٠	٠	۵
۲۲ - // //	آر - کے - آنسہ شیخ حفیظ اللہ صاحب شیخ پیلس (سندھ)	خیرپور	٠	٠	۵
۲۴ - // //	محترمہ بدر صاحبہ میکلوڈ روڈ	لاہور	٠	٠	۵
۲۸ - // //	محترمہ خیر النساء صاحبہ اہلیہ سید میر صاحب قادری	قصبہ سمی	٠	٠	۵
۴ - ستمبر //	افضل النساء بیگم صاحبہ مسٹرس اردو گرلز سکول ضلع شیخوپورہ	ساگر	٠	٠	۱
۵ - // //	مس کشور مراتب علی صاحب ڈلہوزی ہال	ڈلہوزی	٠	٠	۱۰
۹ - // //	بیگم صاحبہ سید مشہود علی صاحب سٹیشن روڈ (دکن)	حیدرآباد	٠	٠	۵
۱۰ - // //	مسز آر وزیر الدین صاحب سکرٹری انجمن تہذیب نسواں معرفت مس [illegible]	کرنال	٠	٠	۶۰
۱۴ - // //	بیگم صاحبزادہ آباد احمد خاں سپرنٹنڈنٹ پولیس	بلند شہر	٠	٠	۵۰
۱۷ - // //	مسز محمد علی صاحب معرفت خانصاحب سید محمد علی صاحب بی - اے - بی - ٹی سپرنٹنڈنٹ	بلاری	٠	٠	۱۳
۱۰ - اکتوبر //	جناب آنریری سکرٹری مجمع البنات ۱۵ ستولہ بازار	کلکتہ	٠	٠	۵۰
۱۴ - // //	جناب سکرٹری انجمن تہذیب نسواں معرفت طاہر محمد مولا سیٹھ	بیلاری ملا	٠	٠	۱۰
۲۴ - // //	محترمہ بیگم صاحبہ مولوی محمد علی صاحب احمدیہ بلڈنگ	لاہور	٠	٠	۱۵
۱۹ - نومبر //	محترمہ حبیب النساء بیگم صاحبہ معرفت ایم عبدالرحیم مرچنٹ ضلع شیخوپورہ	کمسی	٠	٠	۵
۲۹ // //	مسز وزیر الدین صاحب سکرٹری انجمن تہذیب نسواں	کرنال	٠	٠	۱۳
۲۷ دسمبر //	سیدہ اقبال بیگم صاحبہ محلہ باغوانوالہ	گھمیانہ	٠	٠	۵
۲۶ - // //	محترمہ بیگم شاہنواز صاحبہ	لاہور	٠	٠	۲۵
۲۶ - // //	آر - این - فتح علی صاحب بمبئی	اندھیری	٠	۲	۸

تاریخ	نام و پتہ	مقام	رقم		
	میزان صفحہ سابقہ		۲۶۴	۲	۰
۲۰- دسمبر ۱۹۳۵ء	مسز آر- این- فتح علی صاحب بمبئی	اندھیری	۱۰	۰	۰
۳ جنوری ۱۹۳۶ء	فرخندہ اختر بنت ڈاکٹر ایم خاں مکتسر	مکتسر	۵	۰	۰
۱۲- " "	اہلیہ سید احمد صاحب سبزواری مالک زنانہ سٹور	بھوپال	۵	۰	۰
۲۱- " "	محترمہ سعید النسا بیگم صاحبہ سکرٹری قاضی ماڈرن ہاکس	نیلور	۱۰	۰	۰
۳۱- " "	محترمہ رضوان صاحبہ (گوجرانوالہ)	سدنگر	۵	۰	۰
۱۱- فروری "	سید غلام رسول صاحب	جھنگ	۵	۰	۰
۲۱- " "	محترمہ صغرا ہمایوں صاحبہ ہمایوں نگر	حیدرآباد دکن	۲۰	۰	۰
۲۱- " "	والدہ عباس علی صاحب کتب خانہ اسلامیہ چنار	مرزاپور	۱	۰	۰
۲۲- " "	مسز حسن امام صاحب جامع مسجد لین انگلش و گلزار باغ	پٹنہ	۳۰	۰	۰
۱۳- مارچ "	مسز ولایت علی- آئی- اے- ایس- سی- سپلائیز	فورٹ سنڈیمن	۴	۰	۰
۱۴- " "	والدہ ضیاء الحسن منصور	پشین	۱	۰	۰
۱۸- " "	محترمہ قرۃ العین صاحبہ	لکھنؤ	۵	۰	۰
۲۸- " "	محترمہ امت الرحمٰن صاحبہ	دہلی	۱	۰	۰
۱۴- اپریل "	سید شفقات احمد ولد سید فضل شاہ صاحب ضلع جہلم	جلالپور شریف	۵	۰	۰
۱۶- " "	جناب محمود احمد صاحب سیکنڈ ماسٹر ہائی سکول	غازی والا	۲	۰	۰
۱۸- " "	مس ایس راجہ معرفت خان بہادر راجہ فاضل محمد خاں ۳۲ علی پور روڈ	دہلی	۵	۰	۰
۲۲- " "	جناب محمد حسان صاحب- آر- اے- ایف- ہل ڈپو	کوہ مری	۱۰	۰	۰
	میزان کل		۵۸۸	۲	۰
	بقایا موجودہ بحساب تہذیب فنڈ ۳۰- اپریل ۱۹۳۶ء		۵۳۶۳	۱	۵
	بقایا موجودہ بحساب خیرات فنڈ ۳۰- اپریل "		۸۲۲۶	۹	۸
	مجموعہ رقم بحساب ممتاز علی میموریل فنڈ		۵۸۸	۲	۰
	مجموعہ کل رقم فنڈز		۱۴۱۷۷	۱۳	۱

مجموعہ امانت مبلغ ۱-۱۳-۱۴۱۷۷ روپے میں مبلغ ۰-۸-۱۲۶۰۷ روپے بنک میں جمع ہیں۔ سب
بہنوں کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ اپنا اپنا حساب ملاحظہ فرمالیں۔ اگر کوئی رقم سہواً اخبار میں
شائع نہ ہو سکی ہو۔ تو دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔ تاکہ اس کی تصحیح کی جائے۔

خاکسار- مینجر دفتر تہذیب نسواں لاہور

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی کھیل ولد لال ذات بلوچ سکنہ چک ۱۰۹ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ 7/6 کو ۱۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ 7/36 ۱۵

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی صابو ولد سوں ذات راہی سکنہ رلا ابال تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری اور بورڈ مورخہ 7/36 17 تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ 6/36 ۱۴

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی فضل الدین۔ بدرالدین وغیرہ پسران احمد چراغ ولد موبدین ذات چشتی سکنہ داور شاہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ 7/6 کو ۱۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۴۔ اپریل ۱۹۳۶ء

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی سرہارا ولد نتھو ذات بھنڈ سکنہ کمرل تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ 7/36 17 تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ 5/36 ۱۹

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰۔ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی پٹھانہ ولد لعل ذات ... سکنہ ... تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ 17-7-36 تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔

تحریر مورخہ 3-6-36

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰۔ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی مراد ولد عنایت ذات گیلانہ سکنہ گیلانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ 17-6-36 تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔ تحریر مورخہ ۰ اپریل ۱۹۳۶ء

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰۔ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی کرم علی ولد ... ذات کھوکھر سکنہ ٹھٹھہ کھوکھراں تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ 17-7-36 تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔ تحریر مورخہ 15-6-36

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰۔ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی اکبری ولد بلند ذات ہرل سکنہ کوٹ میانہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ 17-7-36 تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔ تحریر مورخہ 15-6-36

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی سلطان ولد زیادہ ذات اپیا سکنہ احمد نگر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ 17 7/36 تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔ تحریر مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی چاکر ولد منصفات مونہ سکنہ چک نمبر ۱۳۱ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ 18 7/36 تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔ تحریر مورخہ 9 4/36

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی احمد ولد لکھن ذات جنجرا سکنہ ٹھٹھہ چنڈ وکلاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ 18 7/36 تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔ تحریر مورخہ 18 4/36

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی احمد ولد عنایت ذات جھبیہ سکنہ چک نمبر ۱۲۱ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری اور بورڈ نے مورخہ 16 7/36 تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ 16 4/36

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ساایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء
نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی کرم ولد احمد یار ذات
سکنہ احمد آباد تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک
درخواست زیر دفعہ ۹ ساایکٹ مندرجہ صدر گزاری۔
اور بورڈ نے مورخہ 18 7/36 تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ
برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان
مندرجہ بالا مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو
بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔
تحریر مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء
دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء
نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی بلہو ولد ماچھی ذات
للیرہ سکنہ ہارو تعلقہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے
ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ساایکٹ مندرجہ صدر گزاری
اور بورڈ نے مورخہ 18 7/36 تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ
برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام
قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو
بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔
تحریر مورخہ 15 4/36
دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء
نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی سوہنا ولد تھو ذات
سپرا سکنہ ٹھٹھہ چند تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے
ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری
ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ 19 7/36 تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ
برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان
مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو
مورخہ مذکور کو حاضر ہونا چاہئے۔
تحریر مورخہ 18 4/36
دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ساایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء
نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی لونا ولد سردارا ذات
جوئیہ سکنہ چک ۱۶۲ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک
درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔
اور بورڈ نے مورخہ 5 7/36 تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ
برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام
قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو
بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو حاضر ہونا چاہئے۔
تحریر مورخہ ۱۲ 5/36
دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی اللہ دولد شہانہ ذات سکالواں سکنہ چک ۱۲ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری اور بورڈ نے مورخہ $\frac{7}{6-36}$ کو تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ $\frac{7}{4-36}$

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی بیلا رام ولد آسا رام ذات پرتھی سکنہ سلطانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ $\frac{7}{6-36}$ کو تاریخ پیشی بمقام جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ $\frac{16}{4-36}$

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی بیلا رام ولد جیتا رام ذات ارنیجہ سکنہ کوٹ میلے شاہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری۔ اور بورڈ نے مورخہ $\frac{7}{6-36}$ کو تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خوان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ $\frac{7}{4-36}$

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی تیلا ولد سوتیہ ولد ... ذات کمند سکنہ چک ۲۵۳ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ $\frac{7}{6-36}$ کو تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیے۔

تحریر مورخہ ۸۔ اپریل ۱۹۳۶ء

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب شیخ فیروزالدین صاحب قریشی سب جج بہادر درجہ اول لاہور

پنجاب کواپریٹو بنک لمیٹڈ ہیڈ آفس بمقام امرتسر بذریعہ لالہ دولت رام چیلہ نمبر لاہور برانچ انگل بانڈ لالہ

بنام (۱) میسرز رائل ٹاکیز بذریعہ (اے) ڈی ڈی کھوسلہ (بی) امرت لعل (سی) رام زنجن (ڈی) ایشوا

(۲) لالہ پرشوتم لعل سابق اکونٹنٹ سٹی برانچ آف دی پنجاب کواپریٹو بنک لمیٹڈ متصل نندہ بس سروس

مدعاعلیہم

دعویٰ دلاپانے مبلغ ۵۳۹/۱۰/ روپیہ

مقدمہ مندرجہ بالا میں حسب درخواست و بیان حلفی مدعی عدالت کو یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ مدعاعلیہم آ

میسرز واس مدعاعلیہ کے دیدہ دانستہ تعمیل سمنات سے گریز کرتے ہیں۔ اور مقدمہ کو طوالت دے رہے ہیں۔ ا

طریقہ سے ان کی تعمیل ہونی مشکل ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی مشتہر کیا

کہ اگر مدعاعلیہم مذکورہ یعنی میسرز رائل ٹاکیز بذریعہ ڈی ڈی کھوسلہ امرت لعل۔ رام زنجن و لالہ پرشوتم لعل مورخہ

کو بوقت ۱۰ بجے صبح اصالتاً یا وکالتاً عدالت ہذا میں حاضر ہو کر پیروی مقدمہ خود نہیں کریں گے۔ تو ان کے خلا

کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔

آج بثبت ہمارے دستخط اور مہر عدالت کے بتاریخ ۱۰ مئی ۱۹۳۶ء جاری کیا گیا۔ دستخط حاکم مہر

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت سردار گورچرن سنگھ صاحب سب جج بہادر درجہ اول امرتسر

فرم سوڈن مل امین چند بذریعہ لالہ امین چند مالک کارکن فرم ہندو خاندان مشترکہ جنڈیالہ گرو

بنام الٰہی بخش ولد بوٹا ملول ساکن منگل گورو تحصیل امرتسر مدعاعلیہ

دعویٰ ۳۲۰/۱۰/ روپیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان الصدر میں مدعاعلیہ الٰہی بخش دیدہ و دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے سادہ

ہے۔ لہذا زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعاعلیہ الٰہی بخش مذکور بتا

$\frac{6}{36}$ ۹ حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی دجواب دہی نہ کرے گا۔ تو اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں آ

آج بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ تحریر تاریخ $\frac{۲۲}{۶}$ ۱۹

دستخط حاکم مہر عدالت



تہذیب نسواں
دارالاشاعت پنجاب لاہور

ہندوستان میں سب سے پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار

تہذیب النسواں

جسے

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلما مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم

نے

سنہ ۱۸۹۸ء میں جاری کیا

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک ۵ روپے پیشگی

جلد ۳۹ | لاہور ہفتہ ۶ جون سنہ ۱۹۳۶ء | نمبر ۲۳

تہذیب نسواں

لاہور ہفتہ ۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

ہم خود

عید میلاد اس سال ۳ جون کو تھی۔ تہذیب نسواں کا ایک پرچہ ۳۰ مئی کو شائع ہوا۔ اور یہ دوسرا ۶ جون کو شائع ہو رہا ہے۔ دونوں پرچوں کی تاریخ اشاعت عید میلاد سے دور تھی۔ اس لئے افسوس ہے۔ کہ اس مرتبہ تہذیب نسواں کا عید میلاد نمبر شائع نہ ہو سکا۔ اگرچہ بعد از وقت ہے۔ تاہم ہم اس نمبر میں اس مبارک موقع کی مناسبت سے محترمہ جمیلہ بیگم صاحبہ کا ایک مضمون اور چند موثر نعتیں درج اخبار کر رہے ہیں ✤

تہذیبی بہنوں کو یہ معلوم ہو کر خوشی ہوگی۔ کہ کتاب سبیل الرشاد چھپ کر تیار ہو گئی ہے۔ اس کتاب کو والد ماجد شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم و مغفور نے اپنی آخری علالت کے دوران میں مرتب کیا تھا۔ تحریک جشن میلاد کے سلسلہ میں گزشتہ پچیس سال میں جتنے مضامین تہذیب نسواں میں شائع ہوئے۔ ان سب پر نظر ثانی کرنے کے بعد والد ماجد نے انہیں اس کتاب میں جمع کر دیا تھا۔ اس پر مفصل ریویو انشاء اللہ تہذیب نسواں کی کسی آئندہ اشاعت میں شائع ہوگا۔ جو بہنیں فی الفور اس کتاب کو منگوانا چاہتی ہوں۔ وہ دفتر تہذیب نسواں سے عہ؍ میں طلب کر سکتی ہیں ✤

تہذیب نسواں ۴ جولائی کا اخبار سالگرہ نمبر ہوگا۔ اخبار کی تمام معاونین سے میری التماس ہے۔ کہ اس نمبر کو مفید اور دلچسپ بنانے م امداد فرمائیں۔ چونکہ اس نمبر کی ضخامت مع زیادہ ہوگی۔ اس لئے اس کی کتابت پ شروع کرا دی جائے گی۔ بہنیں جلد از جا نمبر کے لئے مضامین ارسال کر کے مجھے شکریے کا موقع بخشیں ✤

تہذیب نسواں میں ایک سے زیادہ بار ہو چکا ہے۔ کہ محض شرارت کے طور پر ایک نے کسی دوسری بہن کے انتقال کی خبر تہذیب میں شائع ہونے کے لئے بھیجی۔ کے درج ہونے کے بعد اطلاع آئی۔ کہ غلط تھی۔ ہمیں تعجب ہے۔ کہ اس قسم کے اور بیہودہ مذاق سے کسی کو کیا مسرت حاصل ہے۔ تہذیب نسواں مورخہ ۲۳ مئی میں حشمت بنگلور نے مس میمون النساء شہاب الدین انتقال کی خبر بھیجی جس کی تردید میں ہمیں خط مو ہوا ہے۔ ہم محترمہ مس میمون النساء شہاب الد اور ان کے عزیزوں سے اس غلط اطلاع کے ش ہونے پر دلی معافی کے خواستگار ہیں۔ ہمیں امید کہ حشمت آرا بنگلور میں اتنی اخلاقی جرأت ہوگی وہ محترمہ مس میمون النساء کو خط لکھ کر اپنے اس مذاق کی ان سے معافی طلب کریں گی ✤

منیجر

ہمارے نبیؐ

(از محترمہ حمیدہ بیگم - کلکتہ)

چہ نعت پسندیدہ گویم ترا۔
علیک الصلوٰۃ اے نبی الوریٰ۔

بہنو! ہمارے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا یہ مبارک مہینہ ہے۔ بانی اسلام کی دنیا میں تشریف آوری اب سے تیرہ سو سال پیشتر ہوئی تھی۔ رحمۃ للعٰلمین کا ورود مسعود اس ماہ ربیع الاول کی فضیلت کا سبب ہے۔ اور اسی ذات اقدس کی بدولت اللہ جل شانہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں ہمیں کنتم خیر امۃ سے خطاب فرمایا ہے۔ ہاں انہی کے طفیل عرب سے دختر کشی کی مذموم رسم مٹ گئی۔ انہوں نے مساوات کا سبق دنیا کو سکھایا۔ بادشاہ و گدا کو ایک ہی صف میں نماز پر کھڑا کرادیا۔ اور بے زبان عورتوں کو حقوق و آزادی عطا فرمائی۔

اس سے پیشتر عورتوں کی حیثیت تمام عالم اور خصوصاً عرب کے ریگستانوں میں مویشی یا دیگر منقولہ مقبوضات سے زیادہ نہ تھی۔ زمانہ جنگ میں فاتح اقوام کو مفتوح قوموں کی بہنوں بیٹیوں سے بدترین اور شرمناک سلوک کا مجاز ہوتا۔ زبردست زیردستوں پر ستم توڑنا اپنا فطری حق تصور کرتے۔ خانہ جنگیوں اور شر انگیزیوں پر ان کے قبائل کی معاشرت کا انحصار تھا۔ باطل پرستی اور شرک میں ان کا نمبر سب پر اول رہتا۔ وہی خانہ خدا جو ہمارا قبلہ و کعبہ ہے۔ بتوں کا مسکن تھا۔ ہر قبیلہ کا ایک بت جدا ہوتا۔ عوام ملت ابراہیمی کی سچی توحید پرستی کو دل سے حرف غلط کی طرح مٹا چکے تھے۔ جہالت کی تاریکی میں پڑکر لوگ دین کو دنیا پر قربان کرکے سامان تعیش اور عشرت پرستی میں مگن تھے کہ یکایک غیرت حق کو جنبش ہوئی۔ اور آپ کو خداوند کریم نے چراغ ہدایت دکھلانے اور سرکش بندوں کو ان کی تخلیق کی اصل غرض و غایت "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون" بتلانے اور اس کی رموز و حقیقت کا انکشاف کرنے کو مبعوث فرمایا۔

دور گزشتہ کی پرانی امتوں نے اس نئی تعلیم کی آواز کو صدا بصحرا قرار دے کر پس پشت ڈال دیا۔ اور کفار نے اس کی بیخ کنی کو اپنا لائحہ عمل اور نصب العین قرار دینا چاہا۔ ہر امکانی کوشش سے آپ کی مخالفت پر کمربستہ رہے۔ اور حتی الامکان تخریبی تدابیر میں اپنا سارا زور ختم کر ڈالا لیکن حق کی فتح سب پر افضل رہی۔ توحید کی امانت جو آپ کو ودیعت

ہوئی تھی۔ ملت بیضا کا اعزازی امتیاز قرار دیا گیا۔ اور وحدانیت کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے آپ کا نازل کیا ہوا قرآن ہمارا ایمان ٹھہرا۔ اور اس مجموعے علوم دنیاوی و دنیوی میں جو آپ پر وحی کے ذریعے رفتہ رفتہ اتارا گیا تھا۔ ہماری فلاح و بہبود کا دارومدار۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ رسول مقبول و آل اطہار نے اپنی معصوم زندگیوں کے بے مثال کارناموں کو اپنی خرق عادات و اعلیٰ صفات کو بھی ہمارے لئے زندہ مثال چھوڑا۔ کہ ہم اپنے خالق کی اطاعت میں اس کے حبیب اور اپنے پیشوا سے برتر کے نقش قدم پر چلیں۔

آپ کے نزدیک حقوق خلق اللہ بہت ہی زبردست درجہ رکھتا ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے دن ان احکام کے پابندوں کو ظل الٰہی کی رحمت نصیب ہو گی۔

ایک تو بادشاہ عادل۔ دوسرا جوان عابد جو حقیقی معنوں میں بندگان خدا کو فائدہ پہنچا کر طاعت خلق۔ طاعت خدا کا مصداق رہا ہو تیسرا وہ شخص جو اپنی مفروضات کی ادائیگی کے بعد بھی ہر دم اسی جستجو میں رہتا ہے۔ کہ کونسا فرض وہ ادا کرنے سے قاصر رہا۔

آیا کوئی فروگزاشت تو نہ ہو گئی۔ چوتھا وہ شخص جو حق تعالیٰ کی رضا جوئی اور اس کی عبادت میں دوسروں کو بھی آمادہ کرتا ہو۔ پانچواں وہ انسان جو تنہائی میں آرام کے وقت خدا کی نعمتوں اور ا... نعمتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے گریہ وزاری ... چھٹا وہ شخص جو دنیا کے لہو و لعب سے باوجود رغبتوں کے محترز رہا ہو۔ ساتواں وہ شخص جس... حاجتمند کی مقصد براری اس طرح سے کی ہو کہ داہنے ہاتھ سے دیا۔ تو بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی

ہمارے رسول مقبول کے نزدیک غیبت سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں۔ اور کسی کے دل کو خوش کرنے سے بڑھ کر کوئی نیکی نہ تھی۔ آپ فرما گئے ہیں کہ جب کسی مسلمان کے حق میں کوئی بد زبانی کرے۔ اور اس کی عزت شہرت یا مال پر حرف آنے کا خطرہ ہو۔ تو سننے والے مسلمان کا فرض ہے۔ کہ غائب شخص کا جواب جو حق بجانب ہو۔ دینے میں پیش قدمی کرے۔ اور اس کی شہرت کو نقصان پہنچنے سے بچالے۔

نیز یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ ایک مسلمان اگر دوسرے کی امداد کو آمادہ ہو گا۔ جہاں لوگ اس کو بری بات کہتے۔ اور اس کی بے حرمتی کے درپے ہیں۔ تو حق تعالیٰ اس مدد کرنے والے کی خاص کسی تکلیف کے موقع پر غیب سے مدد فرمائے گا۔ جہاں کہ وہ مدد کا نہایت محتاج ہو گا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام جن کی عظمت پناہی دنیا میں مشہور تھی۔ اپنی سلطنت میں جہاں مسکین دیکھتے۔ اس کے پاس بیٹھ جاتے۔ اور حتی الامکان اس کا درد دل سن کر اس کی حاجت

روائی کر دیتے ؎

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی مسکینوں سے خاص الفت تھی۔ اور یا مسکین کہہ کر خطاب کرنے سے بہت خوش رہتے۔ ہمارے رسول مقبول نے بھی بارگاہ الٰہی میں یہی التجا کی تھی۔ کہ بار خدایا جب تک تو مجھے زندہ رکھے مسکین رکھ۔ اور جب مرے تو مسکین۔ اور حشر بھی انہیں کے ساتھ ہو۔ حال بھی وہی تھا۔ کسی قسم کا سرمایہ یا اندوختہ سلطان انبیا کے پاس نہ تھا۔ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ نے اپنے رب سے پوچھا۔ کہ خدایا میں تجھے کہاں ڈھونڈنے جاؤں؟ خطاب ہوا۔ کہ شکستہ دلوں کے پاس؎

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کسی مسلمان کی حاجت روائی کی۔ گویا اس نے تمام عمر اپنی عبادت میں صرف کر دی۔ حق تعالےٰ کے نزدیک کوئی عبادت اس سے زیادہ مقبول نہیں۔ کہ تو کسی کے دل کو خوش کرے۔ اور دو خصلتیں ایسی ہیں۔ کہ اس سے زیادہ کوئی گناہ بدتر نہیں۔ وہ ایک تو شرک اور دوسرا لوگوں کو ستانا ہے۔ اور کئی اوصاف ایسے ہیں۔ کہ ان سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں۔ مثلاً ایمان درست رکھنا۔ خلق خدا کو آرام دینا۔ اور ان کے دلوں کو صدمہ پہنچانے سے باز رہنا ؎ سہ

دل بدست آور کہ حج اکبر است۔
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است۔

منتخب اشعار

درس و تدریس کے چرچے جو ہیں گھر گھر جاری۔ ہیں یہ جمعیت خاطر ہی کی باتیں ساری

آزاد

مالک نوبت و نشاں تھے جو کل۔ آج نوبت یہ ہے نشان نہیں ؎

تند

ہوئے پر خاک یہ قصہ کہاں ہے۔ یہیں تک یہ فلاں ابن فلاں ہے ؎

عارف

بارہا دیکھا ہے اس دار مکافات میں میر اینٹ اٹھانے بھی نہ پائے تھے کہ تیر آیا ؎

میر

سیدہ عالم شاہ عفی عنہ

تعلیم یافتہ نوجوانوں کی بیکاری کا مسئلہ

(از مسٹر سید احمد مچھلی شہری)

آج کل ہندوستان میں تعلیم یافتہ نوجوانوں کی حالت بدتر ہو رہی ہے۔ ہر طرف کثرت سے بی اے۔ ایم اے وغیرہ بیکار پھرتے نظر آتے ہیں۔ ملک کی یہ حالت دیکھ کر رہبران قوم اور مدبرین کے لئے بیکاری کا مسئلہ بہت اہم ہو رہا ہے۔ اور اس کے حل کرنے کی طرح طرح کی تدابیر سوچی جا رہی ہیں۔ مختلف صوبوں کی کونسلوں اور اسمبلی میں اس کے متعلق سوالات کئے جا رہے ہیں۔ لیکن اب تک گورنمنٹ کو اس بیکاری کے دور کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی۔

اس مسئلہ سے ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کی گورنمنٹ نے زیادہ دلچسپی لی ہے۔ چنانچہ ۱۹۳۵ء میں ایک کمیٹی زیر صدارت رائٹ آنریبل سر تیج بہادر سپرو اس غرض سے قائم کی گئی کہ وہ بیکاری کے اسباب پر غور کرے۔ اور اس کے دور کرنے کے مناسب طریقے تجویز کرے۔ اب اس کمیٹی کی رپورٹ ایک کتاب کی صورت میں شائع ہوئی ہے۔ جو تجاویز بیکاری کے دور کرنے کی پیش کی گئی ہیں۔ ان سے ناظرین تہذیب کا بھی واقف ہونا مفید ثابت ہوگا۔

بیکاری کا مسئلہ نہ صرف ہندوستان کے لوگوں کو حیران و پریشان کئے ہوئے ہے بلکہ دیگر ممالک میں بھی اس کی وجہ سے بے چینی ہوئی ہے۔ ہر ملک کی حکومت اور رعایا نے مسئلہ کے حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور ایک حد تک کامیابی بھی ہوئی ہے۔ لیکن ہندوستان میں بے اصول نصاب تعلیم کی وجہ سے یہ مسئلہ زیادہ پیچیدہ ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان جیسے وسیع ملک میں کل باشندگان کو برسر روزگار کرنے کے لئے کوئی کارروائی عمل میں لانا آسان نہیں۔ جتنا کہ ایک چھوٹے سے ملک میں ممکن ہے۔

جرمنی نے بیکاری کو کم کرنے کے لئے یونیورسٹیوں میں تعلیم پانے والے طلباء اور طالبات کی تعداد محدود کر دی ہے۔ ہنگری میں بوڈاپیسٹ کی انجمن وکلاء نے ایک تجویز پیش کی۔ جو عمل میں بھی آگئی ہے۔ اس کی بنا پر کچھ عرصے کے لئے قانون کی تعلیم کے لئے طلباء کا داخلہ بند کر دیا گیا ہے۔ سویڈن میں طلباء کی تعداد محدود کر دی گئی ہے۔ اور داخلہ کے امتحان کا معیار کچھ سخت کر دیا گیا ہے۔

جاپان کی گورنمنٹ نے بھی اس مسئلہ کی طرف توجہ کی ہے۔ پروفیسر مونس جاپان کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ لوگوں کی بے اطمینانی

اور پریشانی کا خاص سبب یہ ہے۔ کہ یونیورسٹی کے گریجوئٹوں کو کام ملنے میں بڑی دقت ہو رہی ہے۔ اس سے پہلے ہر تعلیم یافتہ شخص کو بغیر کسی دشواری یونیورسٹی سے نکلتے ہی کوئی ممتاز عہدہ ضرور مل جاتا تھا۔ طلباء کی تعداد میں کثرت اور گورنمنٹ کے محکموں میں تخفیف کی وجہ سے جاپان کے تعلیم یافتہ گریجوئیٹوں کی بیکاری بڑھ رہی ہے۔ اگر کسی طرح یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ تو بغاوت کے جذبات جو حکومت کے خلاف انگیختہ ہو رہے ہیں۔ وہ بغیر تشدد یا پولیس کی امداد کے بآسانی فرو ہو جائیں۔

پروفیسر موصوف نے جو حالت جاپان کی تحریر کی ہے۔ وہی حالت قریب قریب ہندوستان کی بھی ہے۔ اگر تعلیم یافتہ نوجوانوں کی بیکاری رفع ہو جائے۔ تو موجودہ نظام حکومت کے خلاف جو صدائے احتجاج بلند ہو رہی ہے۔ وہ بغیر کسی دشواری کے دب جائے۔ اور لوگ صلح و آشتی اور اطاعت شعاری کی زندگی بسر کرنے لگیں۔

بے کاری کی وجہ سے ہمارے ملک کے نوجوان طرح طرح کے جرائم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور بعض اوقات ذلیل ترین افعال کے کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ چوری۔ رہزنی۔ دغا فریب سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ خاطر برداشتہ ہو کر گورنمنٹ کے خلاف تحریکوں میں نمایاں حصہ لیتے ہیں۔ غرضکہ آج کل ہندوستان کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہو رہی ہے۔ ان میں سے بعضوں نے بیکاری کی کمیٹی کے روبرو اپنے دردناک حالات بیان کئے ہیں۔ جس سے ممبران کمیٹی بہت متاثر ہوئے۔ کچھ تعلیم یافتہ نوجوان مجبوراً ایسے کام کرتے ہوئے پائے گئے۔ جو ہرگز ان کے شایان شان نہیں۔

سر تیج بہادر سپرو نے بیکاری کو رفع کرنے کی بہت سی تجویزیں بتائی ہیں۔ جن پر اگر حکومت اور عام لوگ عمل کریں۔ تو کسی حد تک ملک کے تعلیم یافتہ لوگوں کی بیکاری دور ہو سکتی ہے۔ صاحب موصوف نے اس مسئلہ پر بہت تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔ اور کافی روشنی ڈالی ہے۔ یہ رپورٹ تقریباً ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس لئے کل تجویز کو یہاں تحریر کرنا ناممکن ہے۔ فی الحال تعلیم کے متعلق ان کی تجویز کو مجملاً تحریر کرتی ہوں۔ جو امید ہے۔ ناظرات تہذیب نسواں کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا۔

آج کل ہندوستانی والدین کی صرف یہ خواہش ہوتی ہے۔ کہ ہمارے بچے کسی طرح اعلیٰ تعلیم حاصل کرلیں۔ بلکہ اس مقصد کے لئے وہ ہر قسم کی تکالیف برداشت کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ لیکن اس امر کا مطلق خیال نہیں کیا جاتا۔ کہ اس اعلیٰ تعلیم سے کیا فائدہ ہوگا؟ آیا بچے کی طبیعت کا رجحان اس قسم کی تعلیم کی طرف ہے۔ یا نہیں۔ بہرحال ہر ماں باپ کی خواہش یہی

ہوتی ہے۔ کہ ہمارا لڑکا کسی طرح بی اے یا ایم اے پاس کرے۔ گریجویٹ ہونے کے بعد ملازمت کی تلاش ہوتی ہے۔ جو بالکل مفقود ہوتی ہے۔ اور جس سے باستثنائے چند کے زیادہ تر محروم رہتے ہیں۔ اس کے بعد وکالت کے پیشے کا خیال ہوتا ہے۔ کیونکہ عوام چند سربرآوردہ وکلاء کی خوش حالی اور تمول کو دیکھ کر یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اس سے بہتر کوئی پیشہ نہیں ہے۔ یہ بڑی غلط فہمی ہے۔

رجسٹرار ایڈمیرلٹی کورٹ آف انگلینڈ تحریر فرماتے ہیں کہ عوام میں یہ بات مشہور ہے۔ کہ وکالت کے پیشے میں بہت کثیر آمدنی ہوتی ہے۔ لیکن فی الواقع اس پیشے کی حالت ایسی اطمینان بخش نہیں ہے۔ اس کا اندازہ وکیلوں کے وصیت ناموں سے ہو سکتا ہے۔ اگر سال بہ سال ان کے وصیت ناموں کو دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ جو جائداد وکلاء چھوڑ کر مرتے ہیں۔ وہ اس جائداد سے ہرگز زیادہ نہیں ہوتی۔ جسے اور لوگ دوسرے پیشوں کے ذریعے سے پیدا کرتے ہیں۔

ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے کمیٹی نے یہ تجویز کیا ہے۔ کہ انگلینڈ اور دیگر ممالک کی طرح یونیورسٹی میں داخل ہونے سے پہلے ہر طالب علم کے طبعی رجحانات کو دریافت کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور اسی کے مطابق تعلیم دی جائے۔ انگلینڈ میں اس کا بہت معقول انتظام ہے۔ وہاں ہر طالب علم کی ذہانت کا امتحان ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لئے ایک خاص محکمہ قائم کیا گیا ہے۔ جس میں بہت سے ماہرین نفسیات ملازم ہیں۔ ہر طالب علم اس محکمہ کے دفتر میں بھیجا جاتا ہے۔ اس کی ذہانت اور دماغی کیفیت کی باقاعدہ جانچ کی جاتی ہے۔ اور جو طالب علم جس پیشے کے لئے مناسب ہوتا ہے۔ اسے اسی پیشے کے اختیار کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے بہت سے مرد عورت جن کو اپنے متعلق شکوک ہوتے ہیں۔ وہ خود بھی اس دفتر میں جاتے ہیں۔ اور اپنی قابلیت و استعداد کی بنا پر اپنی موزونیت طبع کے متعلق مشورہ لیتے ہیں۔ افسران ان کو جو صلاح دیتے ہیں۔ ان پر وہ بخوشی عمل کرتے ہیں۔ یہ طریقہ مغربی ممالک میں بہت کامیاب ثابت ہو رہا ہے۔ وہاں ہندوستان کی طرح یہ نہیں ہوتا۔ کہ ایک شخص جو صنعت و حرفت کے لئے موزوں ہے۔ وہ محض اس وجہ سے وکیل بننے کی کوشش کرے۔ کہ اس پیشے کے لوگ بآسانی بہت دولت جمع کر لیتے ہیں۔ یا ایک شخص جو وکالت کے لئے موزوں ہو۔ وہ انجینیر بننے کی کوشش کرے۔

اس لئے مناسب ہے۔ کہ حکومت کی طرف سے کچھ لوگ مقرر کئے جائیں۔ جو تعلیمی اور عملی نفسیات کے ماہر ہوں۔ اور وہ بچوں کے رجحانات اور دماغی موزونیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی تعلیم کے متعلق مشورہ دیں۔ اور بچوں کے والدین

اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے علاوہ ہیڈ ماسٹر اور مدرسے کے دیگر اساتذہ شروع سے بغور دیکھتے رہیں۔ کہ ہر طالب علم کا طبعی رجحان کس طرف ہے۔ اور وہ واقعی کس پیشے کے لئے موزوں ثابت ہوگا۔

بتایا جا چکا ہے۔ بیکاری کی خاص وجہ نصاب تعلیم کا بھی نقص ہے۔ جب تک اس میں کافی رد و بدل نہ کیا جائے گا۔ اس وقت تک کوئی مفید نتیجہ نہیں نکل سکتا۔

پرائمری مدارس میں جو تعلیم دی جاتی ہے۔ وہ بہت ناقص ہے۔ کیونکہ اس میں دیہاتی ضروریات کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے تعلیم بجائے فائدہ مند ہونے کے مضر ثابت ہوتی ہے تعلیم کا مقصد صرف یہی نہیں۔ کہ لوگوں کو لکھنا پڑھنا آ جائے۔ بلکہ اس سے اصل غرض یہ ہے۔ کہ ہر تعلیم یافتہ شخص اپنی قوم کا ایک مفید فرد ثابت ہو۔ موجودہ تعلیم کی ناکامی کی ایک خاص وجہ یہ ہے۔ اس سے زراعت یا دیہاتی طرز معاشرت کو کچھ مدد نہیں پہنچتی۔

اس کے علاوہ ابتدائی مدارس میں مدت تعلیم بہت کم رکھی گئی ہے۔ اس قلیل عرصہ تعلیم کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ بچے جو کچھ سیکھتے ہیں۔ اسے بہت جلد بھول جاتے ہیں۔ اسکول چھوڑنے کے چند ہی سال کے اندر وہ پھر جاہل مطلق بن جاتے ہیں۔ ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ ضروری ہے۔ کہ پرائمری اسکولوں کے بچے بجائے ۹ یا ۱۰ برس تک تعلیم پانے کے ۱۱ یا ۱۲ برس کی عمر تک تعلیم پائیں۔ حکومت کی بہبودی اور ترقی کے لئے لازمی تعلیم ہونا بہت ضروری ہے۔ کمیٹی نے لازمی تعلیم پر بہت زور دیا ہے۔ اس سے بہت سے بیکار نوجوان برسر روزگار ہو جائیں گے۔ عورتوں کو بہت اچھا موقع ملے گا۔ جو معلمی کے پیشے کے لئے بہت موزوں سمجھی جاتی ہیں۔

ہر شخص اعلیٰ تعلیم کے لئے موزوں نہیں ثابت ہو سکتا۔ اور نہ ہر شخص کو اس کی ضرورت ہی ہے۔ ملک کی ترقی کے لئے صنعت و حرفت کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اس لئے یہ لازمی ہے۔ کہ ہائی اسکولوں میں دو قسم کی تعلیم دی جائے۔ ایک تعلیم اس نوعیت کی ہونی چاہئے۔ جس کے اختتام کے بعد طلباء صنعت و حرفت تجارت یا زراعت کی تعلیم گاہوں میں جا کر تعلیم حاصل کریں۔ دوسری تعلیم اس قسم کی ہو جس کی تکمیل کے بعد طلباء موجودہ قسم کے انٹرمیڈیٹ کالجوں میں داخل ہو کر اعلیٰ تعلیم حاصل کریں۔ اور پھر یونیورسٹی کی تعلیم جاری رکھیں۔

یونیورسٹی کی تعلیم کے متعلق کمیٹی نے یہ تجویز کیا ہے۔ کہ یونیورسٹی میں داخلہ کے لئے کچھ پابندیاں اور قیود عائد کی جائیں۔ تاکہ یونیورسٹی میں صرف وہی طلباء داخل ہوں۔ جو واقعی لائق و قابل ہوں حتی الوسع تیسرے درجے کے پاس شدہ طلباء

نہ داخل کئے جائیں۔ ایسے طلباء صرف اس حالت میں داخل کئے جائیں۔ جبکہ استاد خاص طور پر سفارش کریں۔ کہ کس وجہ سے خامی رہ گئی ہے اور امید ہے۔ کہ یہ کمی پوری ہو جائے گی ۔

اکثر مشاہدے میں آیا ہے۔ کہ مغربی ممالک کی یونیورسٹیوں کے سند یافتہ طلبا بیکار رہتے ہیں۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے۔ کہ زیادہ تر لوگ کسی خاص فن یا علم میں مہارت یا استعداد پیدا کرنے کی غرض سے ولایت نہیں جاتے۔ بلکہ اصل مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ وہاں کی سند حاصل کرلینے کے بعد وہ زیادہ وقعت کی نگاہ سے دیکھے جائیں گے۔ اور اس کی وجہ سے ان کو کوئی عمدہ ملازمت مل جائیگی۔ تخمینہ کیا جاتا ہے۔ کہ ہندستانی طلباء تقریباً ایک کروڑ روپیہ سالانہ برطانیہ کی یونیورسٹیوں میں صرف کرتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلتا۔ اس لئے والدین کے لئے بہت ضروری ہے۔ کہ اپنے بچوں کو ولایت بھیجتے وقت بہت سوچ سمجھ کر قدم بڑھائیں ۔

رسول کریم کی منکسرمزاجی

ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ہی منکسر مزاج تھے۔ جب کسی قوم کے یہاں تشریف لے جاتے۔ تو مجلس کے اخیر میں بیٹھتے۔ ایک روز بازار تشریف لے گئے۔ وہاں ایک کرتا خرید فرمایا۔ دکان دار نے اٹھ کر آپ کا ہاتھ چومنا چاہا۔ آپ نے فوراً ہاتھ کھینچ لیا۔ اور فرمایا عجم والے ایسا کرتے ہیں۔ اور میں تمہیں جیسا آدمی ہوں۔ بنی عامر کے ایلچیوں نے کہا۔ آپ ہمارے سید ہیں۔ آپ نے فرمایا "سید خدا ہے" ۔

ایک روز آپ کہیں تشریف لے گئے۔ سب لوگ تعظیم کے واسطے کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا۔ عجمیوں کی طرح نہ کھڑا ہونا چاہئے ۔

آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میری حیثیت سے زیادہ تعریف نہ کرو۔ جیسے عیسائی مریم کے بیٹے کی تعریف کرتے ہیں۔ میں تو خدا کا بندہ اور اسی کا رسول ہوں۔ اور فرماتے تھے۔ کہ مجھ کو دوسرے پیغمبروں پر فضیلت نہ دو" صحابہ کی مجلس میں آپ سب کے برابر بیٹھتے تھے۔ اپنا زانو بھی آگے نہ بڑھاتے۔ اس لئے جو لوگ نئے آتے۔ ان کو آپ کا پہچاننا مشکل ہوتا ۔

مسعود اختر۔ ہمایوں منزل بھوپال

بہترین حکومت

(از سیدہ فطینہ اختر (انو) نسیم۔ کلکتہ)

۱۴ مارچ ۱۹۳۶ء کے تہذیب نسواں میں بہن رئیسہ مشارہ بیگم امیر کا مضمون جمہوریت پڑھ کر مجھے بھی خیال ہوا۔ کہ میں بھی اس بارے میں کچھ لکھوں۔ آجکل سیاسیات کا دور دورہ ہے۔ ہر شخص کو سیاسیات کے متعلق کچھ معلومات ہونا بہت ضروری ہے۔ خاص کر ہندوستانی بہنوں کو؛

میں بہن صاحبہ کے خیال سے متفق ہوں۔ کہ جمہوریت ہی بہترین قسم کی حکومت ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ انہوں نے اپنے مضمون میں مصنفین کے خیالات جمہوریت کے متعلق بیان کئے ہیں۔ لیکن جمہوریت کو کامیاب بنانے اور تمام دنیا میں جمہوریت پھیلانے میں جو سب سے بڑی دقت پیش ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جمہوریت کی جو تعریفیں اور جمہوریت کے جو اوصاف ہیں۔ وہ بہت سی جمہوری حکومتوں میں پائے نہیں جاتے۔ مثال کے طور پر جمہوریت کی ایک تعریف یہ بھی ہے۔ کہ ایسی حکومت جس میں ہر شخص کا حصہ ہو۔ لیکن یہ تعریف صرف خیالی ہے۔ بہت سی جمہوری حکومتیں ایسی ہیں۔ جہاں ہر شخص کو حکومت کے کاموں میں دخل نہیں ہے۔

بس سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ بہترین حکومت کونسی ہو سکتی ہے؟ اس سوال کے جواب دینے سے قبل یہ بتانا ضروری ہے۔ کہ حکومتیں کتنی قسم کی ہیں۔ اور ان کی تعریف کیا ہے؟

حکومتیں تو بہت قسم کی ہیں۔ پر میں یہاں پر مضمون کے طوالت کے خوف سے صرف چند ضروری اور مشہور قسموں کا ذکر کروں گی۔

یونانی فلاسفر ارسطو نے حکومت کو سلطنت کے ان خاص اشخاص کی تعداد پر ترتیب دی ہے۔ جن کے ہاتھوں میں حکومت کی باگ ہو۔ اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ مونارکی یا بادشاہت۔

۲۔ ایرسٹوکریسی یا امرا کی حکومت۔

۳۔ ڈیموکریسی یا جمہوریت۔

اگر حکومت کے تمام اختیارات کسی ایک شخص پر محدود ہوں۔ تو ایسی حکومت کو بادشاہت کہتے ہیں۔ اگر حکومت کی تمام طاقت چند بڑے لوگوں کو حاصل ہو۔ تو یہ امرا کی حکومت کہلائے گی۔ اور اگر ملک کے انتظام میں بہت سے لوگوں کو دخل ہے۔ تو یہ جمہوریت ہوئی۔

ارسطو کی ترتیب حکومت کو پرانی ترتیب کہتے ہیں۔ اور موجودہ دور میں اسے کوئی خاص اہمیت نہیں دی جا سکتی۔ کیونکہ آج کل دنیا کے ہر حصے

میں جتنی حکومتیں پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا بھی اس کی مدد سے سمجھنا دشوار ہے۔ چنانچہ انگلینڈ کا نظام حکومت بادشاہت ہے۔ اور ترکی اور روس کا بھی (جنگ عظیم سے قبل) پر ان میں کتنا فرق ہے۔ برٹش حکومت اگرچہ جمہوری ہے۔ پر اس کا نام بادشاہت ہے۔ انگلستان کے بادشاہ کے اختیارات صرف نام کے ہیں۔ حکومت کی اصلی طاقت انگلستان کے لوگوں کو حاصل ہے۔ پس یہی سبب ہے۔ کہ حکومت کی ایک نئی ترتیب بھی ہے۔ اور اسی نئی ترتیب کے مطابق حکومت کیبنٹ اور پریزیڈنشیل یا یونیٹری اور فیڈرل کہلاتی ہے۔

موجودہ دور میں جتنی جدید حکومتیں ہیں۔ سب میں ایک ریل اگزیکٹیو ضرور ہے۔ ریل اگزیکٹیو میں چند ممبر ہوتے ہیں۔ اور ایک منسٹر۔ کیبنٹ گورنمنٹ اس حکومت کو کہتے ہیں۔ جس کا نظام ریل اگزیکٹیو کے سپرد ہو۔ یہ ریل اگزیکٹیو اپنے تمام کاموں کے واسطے ملک کے لیجسلیچر یا مجلس قانون ساز کے پاس جوابدہ ہے۔ ریل اگزیکٹیو کے تمام ممبران کو لیجسلیچر انتخاب کرتا ہے۔ غرض حکومت کے تمام کام یہ دونوں یعنی لیجسلیچر اور ریل اگزیکٹیو مل کر انجام دیتے ہیں۔

کیبنٹ گورنمنٹ انگلستان سے ایجاد ہوئی۔ وہیں پر اسے سب سے زیادہ تقویت حاصل ہے۔ اکثر یورپین سلطنتوں نے اسے کچھ ردوبدل کے بعد اختیار کر لیا ہے۔ لیکن جہاں کہیں بھی کیبنٹ گورنمنٹ ہے۔ وہاں ایک نومینل ہیڈ یا فرضی سردار کا ہونا ضروری ہے۔ یہ نومینل ہیڈ کوئی خاندانی بادشاہ ہوتا ہے۔ یا کوئی منتخب شخص۔ لیکن وہ حکومت کا کوئی خاص کام کیبنٹ منسٹر کی اجازت بغیر کر نہیں سکتا۔ مثال کے طور پر انگلستان کا بادشاہ۔

پریزیڈنشیل گورنمنٹ میں ریل اگزیکٹیو اور مجلس قانون ساز ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ لیجسلیچر کو ریل اگزیکٹیو پر کوئی اختیار حاصل نہیں۔ اور نہ ریل اگزیکٹیو اپنے کاموں کے واسطے اول الذکر کے پاس جوابدہ ہے۔ دونوں کے حقوق برابر ہیں۔ غرض حکومت کا انتظام دونوں علیحدہ علیحدہ انجام دیتے ہیں۔ یہاں پر بجائے نومینل ہیڈ کے ایک پریزیڈنٹ ہوتا ہے۔ جسے بہت کچھ اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ ریل اگزیکٹیو کے تمام ممبر پریزیڈنٹ مقرر کرتا ہے۔ اور ریل اگزیکٹیو اپنے کاموں کے واسطے پریزیڈنٹ کے پاس جوابدہ ہے۔

اب میں اپنے اصلی سوال کی طرف متوجہ ہوتی ہوں۔ کہ بہترین حکومت کونسی ہے۔ بعض مصنفین نے بحث کر کے کوشش کی ہے۔ کہ ایک خاص حکومت کو باقی سب حکومتوں پر ترجیح دی جا سکے۔ لیکن فی الواقع ایسا کوئی

طرز حکومت نہیں ہے۔

جان اسٹوورٹ مل نے ایک اچھی حکومت کی پہلی علامت لوگوں کی ترقی ذہانت اور اخلاقی صلاحیت بتائی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ حکومت صرف ملکی معاملات کے واسطے نہیں۔ بلکہ اس کا اثر انسانو پر بھی ہوتا ہے۔ حکومت کی جانچ صرف ملکی کاروائی سے نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ لوگوں کے حالات سے بھی کرنی چاہئے۔ جو حکومت ملک اور ملک کے لوگوں پر توجہ کرتی ہے۔ وہی بہترین کہی جا سکتی ہے بعض دوسرے مصنفین مل کے اس خیال سے اتفاق نہیں کرتے ان کا خیال ہے۔ کہ حکومت کی جانچ فرض اس کے سیاسی کاموں سے ہونی چاہئے۔ اور جو حکومت اپنے نظام کو اچھی طرح چلائے۔ وہی بہترین ہے۔

اس امر کا خیال کرنا نہایت ضروری ہے۔ کہ کوئی خاص ترتیب حکومت تمام لوگوں کے واسطے ہر قسم کے آسان حالات اور منازل میں موزوں نہیں ہو سکتی۔ اس بات کا فیصلہ کرنے کے قبل کہ کونسی حکومت کسی خاص فرقہ کے واسطے بہترین ثابت ہو سکتی ہے۔ ہمیں چند امور کی بابت سوچنا چاہئے۔ وہ یہ ہیں۔ ترقی کے مدارج جو اس فرقہ نے حاصل کئے ہوں۔ لوگوں کی ذہانت اور سیاسی قابلیت۔ ان کی تواریخ اور رسم و رواج اور ان کے عزم و فہم۔ اگر بادشاہت کچھ لوگوں کے واسطے ضروری طریقہ حکومت ہے۔ تو امراکی حکومت کسی اور کے اختیار کرنے کے قابل ہے۔ جمہوریت کسی دوسرے فرقے کے واسطے زیادہ مناسب ہے۔ اس طرح کیبنٹ کسی اور ملک کے واسطے بہترین ہے۔ ایک ہی قسم کی حکومت تمام ملکوں اور لوگوں کے واسطے بہترین نہیں ہو سکتی۔ جس طرح ایک جوڑا لباس سب لوگوں کو زیب نہیں دے سکتا۔ اسی طرح کسی خاص قسم کی حکومت تمام فرقوں اور تمام دنیا کے واسطے مناسب نہیں ہے۔ جو طریقہ حکومت کسی زمانے میں اسپارٹا والوں کے لئے ٹھیک تھا۔ اور موزوں بھی تھا۔ وہ ایتھنز کے واسطے کے لئے اسی زمانے میں بہترین نہ تھا۔ کسی بڑی سلطنت کا نظام حکومت کسی چھوٹی سلطنت کے واسطے اچھا نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ اول الذکر کے واسطے بہترین ہی ہو۔

انگلستان میں جب ٹیوڈرس حکمران تھے۔ اور جو حکومت بہترین تھی۔ وہ موجودہ زمانے میں نہیں ہو سکتی۔ پس اس سے ثابت ہے۔ کہ حکومت سلطنت کے سیاسی ماحول کے مطابق بہترین ہو سکتی ہے۔ جان اسٹوورٹ مل کا مقولہ قول ہے۔ "یہ بتانے کے واسطے کونسی حکومت تمام سلطنتوں کے واسطے موزوں ہے۔ علم سیاست پر ایک رسالہ بڑے پیمانے پر تصنیف کرنے کی ضرورت ہے۔"

❖ ❖ ❖

گرمی کی احتیاط

(از رضیہ دلشاد بیگم - اجمیر شریف)

اب ہندوستان میں وہ موسم آگیا ہے۔ جس کے لئے ایشیا مشہور ہے۔ دھوپ اگرچہ بہت سی بیماریوں کو مفید اور تندرستی و بالیدگی کے لئے اکسیر ہے۔ لیکن اس کے باوجود گرمی کا موسم اکثر تکلیف دہ ہوا کرتا ہے۔ آج کل ہر شخص کا خیال ڈاکٹری علاجوں کی طرف مائل ہے لیکن واقعہ ہے۔ کہ بعض وقت ہندوستانی گھریلو علاج اس قدر مفید ثابت ہوتے ہیں۔ کہ انگریزی علاج اس کے پاسنگ بھی نہیں ہو سکتے۔ گرمیوں میں حفظ ماتقدم کے طور پر چند باتیں ضرور یاد رکھنی چاہیئں اول یہ کہ میں نے اکثر دیکھا ہے۔ کہ لوگ گرمی سے تنگ آکر باریک سلک کی قمیص وغیرہ سلوا لیتے ہیں یہ بات نہایت مضر ہے۔ لو سلک سے بہت جلدی لگتی ہے اور گرمی دانے نکل آتے ہیں۔ گرمیوں میں ہمیشہ سوتی کپڑا استعمال کرنا چاہیئے۔ باریک کھدر یا لٹھ نہایت اچھا رہتا ہے۔

اگر دھوپ میں جانا ہو۔ تو سر پر پگڑی نہایت اچھی رہتی ہے۔ اس سے سر میں مطلق دھوپ نہیں لگتی۔ ورنہ دن کی معمولی ہیٹ بھی بہت اچھی ہے۔ فیلٹ ہیٹ یا معمولی ترکش ٹوپی وغیرہ پہن کر جانا خالی از خطرہ نہیں۔ غذا میں کچا آم جس کو کیری بھی کہتے ہیں۔ اور پیاز یہ دونوں چیزیں نہایت اکسیر ہیں۔ کچا آم پانی میں ابال کر خوب مل لیا جائے اور اس کا شربت تھوڑی سی شکر ڈال کر صبح کو یا تیسرے پہر دن میں کم از کم ایک دفعہ ضرور پی لیا جائے۔ کھانے پر دونوں وقت پیاز کا کچومر کھانی رکھنی چاہیئے۔

اکثر لوگوں کو خس کی ٹٹیوں کا شوق ہوتا ہے۔ گو خس کی ٹٹی لگانے میں اس بات کی بہت احتیاط کرنی چاہیئے۔ کہ ایک دم سے اس کے پاس سے اٹھ کر گرم ہوا میں کبھی نہ جایا جائے۔ ورنہ اکثر نہایت مہلک ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ اس سے تو یہ بہتر ہے۔ کہ سرے سے ٹٹی لگائی ہی نہ جائے۔ اور اگر لگائی جائے۔ تو پانچ چھ بجے تک اس کے پاس سے اٹھ کر باہر نکلیں۔ تاکہ گرم ہوا کا اثر نہ ہو۔ گرمیوں میں پسینہ کی بھی بے حد احتیاط کرنی چاہیئے پسینہ آتے ہی فوراً خشک کر لینا چاہیئے۔ ورنہ پسینہ میں ہوا لگنی بہت خطرناک ہے۔

حال ہی میں ہمارے پڑوس میں ایک نوجوان بیرسٹر صاحب کا انتقال اسی وجہ سے ہو گیا۔ کسی شادی میں گئے تھے۔ وہاں لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے گرمی میں خوب پسینہ آیا۔ اس میں ہوا لگی۔ ہوا لگنے سے

لونیا اور سرد گرم ہونے سے گردن توڑ بخار دونوں بیماریاں یک ساتھ ہو گئیں۔ بھلا کس کو یقین آ سکتا ہے۔ کہ مئی کے مہینے میں لونیا بھی ہو سکتا ہے۔ ہمیشہ یہی سنا کرتے تھے۔ کہ جاڑوں میں لونیا ہوتا ہے۔ لہذا پسینے کو خشک کرنے میں کبھی دیر نہ کرنی چاہئے۔ بہت زیادہ بھیڑ بھاڑ بالخصوص میلہ یا شادی میں جانے اور خاص طور پر وہاں کچھ کھانے سے بہت پرہیز رکھنا چاہئے۔

خربوزے تربوز بازار سے آتے ہی کبھی نہ کھائے جائیں۔ بلکہ کاٹ کر کسی ہوادار الماری میں رکھ دیں۔ پھر ٹھنڈا ہونے پر کھائیں۔ رات کے وقت تو ان پھلوں سے پرہیز ہی کرنا چاہئے۔ چاول۔ چنے کی دال۔ ماش کی پکوڑیاں ان سب سے بھی حتی المقدور پرہیز کرنا چاہئے۔ اگر پڑوس میں کہیں کوئی کیس ہیضہ کا ہو جائے۔ تو پانی کو ابلوا لینا چاہئے۔ ورنہ تھوڑا سا عرق پودینہ صراحی میں ڈال کر رکھنا چاہئے۔

اگر خدانخواستہ گھر میں کسی کو گرم ہوا لگ جائے تو ایک بے ضرر اور زود اثر علاج یہ ہے۔ کہ کچا آم ابال کر اس کا گودا اور رس ہتھیلیوں اور تلووں میں مل دیا جائے۔ چونکہ یہ اوپری اور بے ضرر علاج ہے۔ اس لئے ڈاکٹر بھی اس پر اعتراض نہیں کرتے۔ یہ رس تھوڑی تھوڑی دیر میں بدل دیا جائے برف کپڑے میں لپیٹ کر آنکھوں پر پھیرا جا سکتا ہے اور سر پر بھی رکھا جا سکتا ہے۔ گرمیوں کے دنوں میں ہیضے سے بچنے کے لئے سوکھا پودینہ سونف اور نمک سلیمانی تھوڑا تھوڑا کوٹ کر کھانے کے بعد ایک چٹکی کھا لینے سے ہاضمہ درست رہتا ہے۔

گرمی دانوں کا بہت سہل علاج یہ ہے۔ کہ معمولی نمک پیس کر ایک مٹھی نہانے کے پانی میں حل کر لیا جائے۔ برف کی ڈلی ملنے سے بھی دانے مرجھا جاتے ہیں۔ گرمیوں میں اگر کھانا ہلکا کھایا جائے۔ اور یہ چند معمولی احتیاطیں کی جائیں۔ تو یقین ہے۔ کہ گرمی کبھی نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔

منتخب اشعار

مجھے ڈرا نہیں سکتی فضا کی تاریکی — میری سرشت میں ہے پاکی و درخشانی
تو اے مسافر شب خود چراغ بن اپنا — کر اپنی رات کو داغ جگر سے نورانی

اقبال

آرام سے ہے کون جہان خراب میں — گل سینہ چاک اور صبا اضطراب میں

شیفتہ

سید عالم شاہ غفرلہ

حیدرآباد سے کشمیر موٹر میں

(از مسز رضیہ عبدالحق صاحبہ - سرینگر)

ایک عرصے سے کشمیر کی سیر کی آرزو تھی - مگر اس کے بر آنے کا وقت نہیں آیا تھا - اتفاقاً اس سال گرمیوں کی چھٹیوں سے پہلے ایک بات ایسی نکل آئی - جس کی وجہ سے لاہور جانا ضروری تھا - پھر تو ہم نے دل میں ٹھان لی - کہ لاہور سے سیدھے کشمیر چلیں - تاکہ ایک دیرینہ آرزو پوری ہو - اب سوال یہ تھا - کہ سفر بذریعہ ریل کیا جائے یا بذریعہ موٹر؟ ریل میں یہ سہولت تھی - کہ بغیر کسی تکلیف و پریشانی کے وقت مقررہ پر لاہور اور کشمیر پہنچ جاتے - مگر دوسری طرف موٹر کے ذریعے سفر کرنے کے فوائد بھی دل میں گدگدی پیدا کر رہے تھے - جس میں دلچسپ و مختلف شہروں پر سے گزرنا اور مختلف منزلوں پر ٹھہرنا اور ساتھ ہی ساتھ مختلف مناظر کی سیر بھی ہوتی ہے۔

ہم اسی کشمکش و پیچ میں تھے - خاص کر اس خیال سے کہ جانا تو آسان ہے - لیکن ہماری واپسی جبکہ جولائی میں ہوگی - تو ہندوستان کی گرمی ناقابل برداشت ہو جائے گی - سفر بھی کٹھن ہو جائے گا - اور دو تین مہینے کشمیر میں تبدیل آب و ہوا سے جو فائدہ اٹھائیں گے - وہ سب سوخت ہو جائے گا - مگر والد مدظلہ نے یہ کہہ کر کہ تمہاری موٹر نئی اور پائدار ہے - راستے میں نہیں ستائے گی - اور جو لطف کہ تم کو موٹر میں سفر کرنے سے حاصل ہوگا - وہ ریل میں کبھی نہیں مل سکتا - ہمارے موٹر میں سفر کرنے کے ارادے کو مصمم کر دیا - رہی گرمی کی حدت اس سے بچنے کے لئے سفر علی الصباح اور شام کیا جا سکتا ہے - بس ہم نے بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا کہہ کر اپنی موٹر پہلی تموز میں حیدرآباد سے روانہ ہوئے - والد ماجد نے سڑک کا نقشہ ہمراہ کر دیا - جس سے بڑی سہولت رہی - نقشے میں راستے کے علاوہ بہت سی چیزیں دکھائی جاتی ہیں - کہ راستہ کیسا ہے؟ کس جگہ موٹر گزرنے میں دقتوں کا سامنا ہوگا - پٹرول کس مقام پر ملتا ہے - اچھا ڈاک بنگلہ اور کھانے وغیرہ کا انتظام کس جگہ ہے - اور کہاں نہیں - تاکہ مسافروں کو قیام کرنے میں سہولت رہے - ایک دو دن میں ہم نے اپنا تمام سامان مہیا کر لیا - سوائے چند ضروری چیزوں کے تمام اسباب صندوقوں میں بھر کر بذریعہ ریل لاہور بھجوا دیا۔

ہم دونوں کے علاوہ موٹر میں میرے چھوٹے

بھائی اور وہ بھی ہمارے ساتھ چلنے پر تیار ہوگئے ہم چار اور ایک شوفر کے سوا کوئی دوسرا نوکر ہمراہ نہیں رکھا گیا۔ میرے عزیزوں کا خیال تھا۔ کہ کسی ایک خادمہ کا میرے ساتھ رہنا ضروری ہے۔ میں بھی نیم راضی سی تھی۔ لیکن سوال یہ تھا۔ کہ ہم پانچ آدمی بیٹھنے کے بعد چھٹے کے لئے کہاں سے گنجائش نکالی جا سکے گی۔ اس کے علاوہ خیال ہوا۔ کہ جہاں جائیں گے وہاں کسی نہ کسی طریقے سے کام نکل ہی جائے گا۔ بعض دفعہ ہوٹل میں ٹھہرنا ہوتا ہے۔ تو نوکروں کے لئے بڑی مشکل ہو جاتی ہے۔ ہمارے لئے تو بہت سی سہولتیں بہم ہو جاتی ہیں۔ مگر بیچارے نوکروں کو سونے اور کھانے پینے کی سخت تکلیف ہو جاتی ہے۔ یہ سب باتیں میری والدہ کی بھی ذہن میں سما گئیں۔ اور انہوں نے مجھے بغیر خادمہ کے سفر کرنے کی اجازت دی۔ میرے بھائی جو ہمارے ہمراہ ہیں۔ ابھی ابھی ولایت سے فزیکل کلچر (فن ریاضت جسمانی) میں ڈپلوما حاصل کر کے آئے ہیں۔ ابھی وہ ملازم نہیں ہوئے۔ اس لئے بیکار تھے۔ اور ہم نے ان کو بھی اپنے ساتھ کشمیر چلنے پر مجبور کیا۔ ولایت میں تین سال رہنے کے بعد ظاہر تھا۔ وہ حیدرآباد کی گرمی کے مقابلے میں کشمیر کی جان بخش اور فرحت افزا ہوا کو ترجیح دیتے۔ بہرحال وہ بھی ہمارے اصرار پر ہمارے ساتھ ہو گئے۔

ہماری روانگی ۹۔ اپریل ہفتہ کے دن مقرر ہوئی ہمارا ارادہ صبح چلنے کا تھا۔ لیکن ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد بھی گھر کے کپڑوں نے ۹ بجے سے پہلے نکلنے نہ دیا۔ ہم اپنے مکان سے سیدھے والدہ کے پاس بیگم پیٹ گئے۔ وہاں میری والدہ نے ہمارے لئے ترفہ کر کے ٹفن باسکٹ میں جما کر تیار رکھا تھا۔ مختلف قسم کے سالن اور مٹھائیاں میٹھے ٹوس ساتھ کر دیئے تھے۔ والدین اور سب بہنوں سے یک دم دو تین مہینوں کے لئے جدا ہونے کا سخت ملال تھا۔ گو کشمیر کی سیر کی خوشی تھی۔ لیکن والدہ سے ملتے وقت سب خوشی ایک طرف آنسو تھمائے نہ تھمتے تھے۔ سب ہی آبدیدہ ہو گئے بہرحال گھر کے سب عزیز و اقارب سے رخصت ہو کر باچشم پرنم ہم تقریباً گیارہ بجے نکلے۔ دو تین گھنٹے تک برابر چلتے رہے۔ ڈیڑھ بجے ایک گاؤں "نلاریڈی" کے ڈاک بنگلے میں ٹھیر کر دوپہر کا کھانا کھایا۔ اور کچھ دیر آرام کیا۔ اور پھر وہاں سے ساڑھے تین بجے چل نکلے۔ مغرب کے بعد ناندیڑ پہنچے۔ اور رات میں وہیں قیام رہا۔

دوسرے دن ناندیڑ سے ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد ۸ بجے نکلے۔ دوپہر کا کھانا پکوا کر ساتھ رکھ لیا تھا۔ تھوڑی دور بھی چلنے نہ پائے تھے۔ کہ انجن میں سے کچھ آواز آنے لگی۔ اس کو دیکھنے کے لئے راستے میں ٹھہرنا پڑا۔ طبیعت بڑی گھبرائی۔ کہ یا اللہ ابھی ہزاروں میل کا سفر طے کرنا ہے۔ اگر انجن میں خرابی

ہو گئی ہے۔ تو پھر خیر نہیں۔ دل چاہتا تھا۔ کہ واپس حیدرآباد چلے جائیں۔ اور ریل سے سفر کریں۔ مگر ذرا سی دیر بعد معلوم ہوا۔ کہ ایک پیچ ڈھیلا پڑ گیا تھا۔ اس کو ٹھیک کرنے کے بعد ہم آگے بڑھے۔ راستہ میں دوپہر کا کھانا بھسم کے ڈاک بنگلے میں کھایا۔ اور ساڑھے چار بجے نکل کر رات کے آٹھ بجے بداہت پہنچے۔ سارے بنگلے کے سب کمرے بھرے ہوئے تھے۔ ہمارے ٹھہرنے کے لئے کہیں جگہ خالی نہ تھی۔ طبیعت تھک گئی تھی۔ بھوک بھی لگ رہی تھی۔ اور اس پر شب بسر کرنے کی فکر بھی دامنگیر تھی۔ آخر ہم نے سرکٹ ہاؤس کا پتہ لگایا۔ اور وہاں جا داخل ہوئے۔

سرکٹ ہاؤس کا نوکر بڑا اچھا آدمی تھا۔ ہماری مرادہ جاتے ہی ہمارے لئے کمرے کھول دیئے۔ اور سامان وغیرہ رکھنے اور اترنے کی اجازت اس شرط پر دی۔ کہ صبح ہم کلکٹر صاحب سے اجازت حاصل کریں۔ صبح میں اور میرے بھائی نے کلکٹر سے مل کر معاملہ صاف کر لیا۔ فی آدمی دو روپے کے حساب سے قیام کا کرایہ دیا گیا۔ [redacted] بڑا اچھا تھا۔ اور اس کے اطراف باغ بھی بہ خوش وضع تھا۔ رات میں ہوا بڑی خوش گوار تھی۔

ہم وہاں سے صبح نو بجے نکلے۔ باورچی کے ذریعے دوپہر کا کھانا پکوا کر ہمراہ رکھ لیا۔ بداہت کی گھاٹ اور کچھ مسافت طے کرنے کے بعد سڑک کی حالت خراب ہو گئی۔ سی پی کی سڑک شیر پور تک جو گرانڈ ٹرنک روڈ ہے (پونا سے دہلی جاتی ہے) بری حالت میں ہے۔ سڑک پر پتھر بکھرے پڑے ہیں۔ اور جگہ جگہ خشک نالے

تھے۔ جن میں سے بارش کے زمانے میں گزرنا بہت مشکل ہوتا ہوگا۔

دوپہر کے وقت بھساول پہنچے۔ وہاں دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ ٹنکی میں پٹرول نہیں۔ مالک نے دو گھنٹے ٹھہرنے کے لئے کہا۔ لیکن وقت کی تنگی تھی۔ اس لئے ہم آگے بڑھ گئے۔ یاول میں دو گیلن اور چوبڈا میں دو گیلن پٹرول خریدا۔ پٹرول بیچنے والے نے اس خوف کے مارے کہ کہیں لاریوں کے لئے پٹرول کم نہ پڑ جائے۔ دو گیلن سے زیادہ پٹرول دینے سے انکار کر دیا۔

ہم نے کھانا چوبڈا کے ڈاک بنگلے میں کھایا۔ اور چار بجے چائے پی۔ ڈاک بنگلہ بہت ہی خستہ حالت میں تھا۔ تقریباً ساڑھے چار بجے ہم وہاں سے نکلے۔ مغرب سے پہلے شیر پور پہنچے۔ جہاں سے ہم کو گرانڈ ٹرنک ملی۔ پٹرول سے موٹر کی ٹانکی بھر لی اور آگے بڑھے۔ آٹھ بجے رات میں جوانیہ پہنچے۔ ڈاک بنگلے میں اترے۔ اور کھانا کھا کر دس بجے سو گئے۔

جوانیہ کا ڈاک بنگلہ ایک اچھے مقام پر واقع ہے۔ وہاں سے چاندنی میں اور صبح کے وقت پہاڑوں کا منظر بہت بھلا معلوم ہوتا تھا۔ جوانیہ سے ہم صبح دس بجے روانہ ہوئے۔ اور دوپہر میں اندور پہنچ کر ایک تار بیگم پیٹ کو اپنی خیریت سے پہنچنے کا روانہ کر دیا۔ تاکہ وہ پریشان نہ رہیں۔ اکثر مقامات سے جہاں مجھے موقع ملتا رہا۔ میں نے مکان کو خط بھیجا۔ گھر سے نکلنے کے بعد چونکہ مجھے ان لوگوں کی خیریت معلوم نہیں ہوئی تھی۔ اس

لئے میری طبیعت کچھ پریشان سی تھی۔ تار دینے اور پٹرول خریدنے میں تقریباً ایک گھنٹہ صرف ہوا۔ اندور سے روانہ ہوئے۔ سارودیا اس کے ڈاک بنگلے میں دوپہر کا کھانا کھایا۔ یہ ڈاک بنگلہ چھوٹا اور نہایت کثیف حالت میں تھا۔ کھانے کے بعد کچھ دیر آرام کیا۔ پھر چاء پی۔ اور وہاں سے ساڑھے چار بجے نکل کر آٹھ بجے بیناگاؤں پہنچے اس گاؤں کی بستی بہت چھوٹی اور خراب تھی۔ لیکن ڈاک بنگلہ بلندی پر ہونے کی وجہ سے منظر اچھا دکھائی دے رہا تھا۔ چاندنی بھی خوب چٹک کر نکلی تھی غالباً چودھویں رات کا چاند تھا۔ کھانا کھانے سے پیشتر ہم تھوڑی دیر تک چاندنی کا لطف اٹھانے کے لئے صحن میں ٹہلتے رہے۔ پھر کھانا کھا کر آرام کیا۔ اور صبح سویرے اٹھ کر ناشتہ کیا۔ اور آٹھ بجے روانہ ہوئے ۔

ایک بجے گوالیار پہنچے۔ اسٹیشن کے قریب اسٹیٹ کی جانب سے ایک ہوٹل تیار کرایا گیا ہے۔ وہاں ہم نے دوپہر کا کھانا کھایا۔ اور پھر چار بجے نکل کر مغرب سے پیشتر آگرہ پہنچے۔ مسافروں کے ٹھہرنے کی سہولت کے لئے وہاں کوئی ڈاک بنگلہ نہیں ہے۔ ہم نے ڈسٹرکٹ انجینیر سے اجازت لی۔ اور انسپکشن بنگلے میں ایک رات قیام کیا۔ آگرے میں خاص طور سے شب میں اس لئے قیام کیا۔ کہ تاج محل کا جلوہ چاندنی میں دیکھیں۔ خدا کا شکر ہے کہ دلی تمنا پوری ہوئی۔ ہم نے شام کا کھانا تاج کے سامنے اپنی موٹر میں بیٹھ کر کھایا۔ کیونکہ اندر کھانے جانے کی اجازت نہیں۔ چاندنی میں تاج کے جمال کی تعریف کرنی گویا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے اس منظر کو دیکھنے کے بعد اس کا جو پاکیزہ اثر دل پر ہوتا ہے۔ وہ کچھ خاموشی ہی ادا کر سکتی ہے۔ الغرض بادل نخواستہ ہم رات میں تقریباً ایک بجے اپنے مقام پہنچے۔ اور وہاں آرام کیا۔ یوں تو چار پانچ سال پیشتر بھی تاج محل کو دن میں دیکھا تھا لیکن چاندنی میں دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا ۔

صبح اٹھ کر علی گڑھ جانے کی تیاری شروع کر دی تقریباً بارہ بجے علی گڑھ پہنچے۔ سیدھے مسلم یونیورسٹی کے کمپونڈ میں داخل ہوئے۔ انہوں نے وائس چانسلر صاحب سے جو ان کے پرانے دوست ہیں۔ ملاقات کی۔ میرے بھائی بھی جو یونیورسٹی کے پرانے طالب علم ہیں۔ اپنے پرانے دوستوں سے ملے ۔

تھوڑی دیر کے بعد پروفیسر حبیب کے مکان پر پہنچے۔ وہاں دوپہر کا کھانا کھایا۔ مسز پروفیسر حبیب خوش اخلاق اور بہت اچھی طبیعت کی ہیں۔ ہم نے چائے بھی انہیں کے مکان میں پی۔ اس اثنا میں ایک ٹائر میں پنکچر ہو گیا تھا۔ فوراً دوسرا پہیہ بدل دیا گیا ۔

وہاں سے ہم پانچ بجے نکلے۔ اور شب میں دہلی پہنچے۔ بڑے بڑے شہروں میں ڈاک بنگلے نہیں ہوتے۔ اور جو متوسط درجے کے ہوٹل ہوتے ہیں وہ گندے اور تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ہم نے ایک ترکیب سوچی۔ یعنی سیدھے اسٹیشن

چلے گئے۔ اور اسٹیشن ماسٹر سے اجازت لے کر ریٹائرنگ روم میں ٹھہر گئے۔ یہ کمرے نہایت آرام اور صاف ستھرے ہوتے ہیں۔ ان میں دو بستر ہوتے ہیں۔ اور حمام بھی ساتھ ہوتا ہے۔ کمرے میں روشنی اور پنکھا ہوتا ہے۔ اور کمرہ خاصا وسیع ہوتا ہے۔ غرض کہ ہم نے ایک رات بڑے آرام کے ساتھ بسر کی۔ دوسرے دن صبح کچھ سامان وغیرہ خرید کر ہم لوگ دہلی سے تقریباً گیارہ بجے نکلے۔

دہلی سے لاہور تک نہایت عمدہ تار کی سڑک ہے۔ سنا ہے۔ کہ انگلستان کی سڑکوں کا مقابلہ کرتی ہے۔ اس سڑک پر ہماری موٹر چالیس پچاس میل کی رفتار سے چلتی رہی۔ دوپہر کا کھانا ہمارے ہمراہ تھا۔ ایک بجے ہم نے ایک درخت کے نیچے کھانا کھانے بسیرا لیا۔ اس کے مقابل میں ایک کنوئیں تھا۔ جس سے پانی کی بہت سہولت رہی۔ ہمیشہ دوپہر کے کھانے کے لئے ہم کسی ایک ڈاک بنگلے میں اترتے تھے۔ آرام سے کھانا کھا کر اور ٹھیک چار بجے چائے پی کر پھر سفر کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ لیکن اس دن جھاڑ کے سایہ میں کھانا اس غرض سے کھایا۔ کہ طعام سے فارغ ہو کر سفر کی منزلیں جلد جلد طے کریں۔ اس لئے کہ لاہور میں "ادارۂ معارف اسلامیہ" کی کانفرنس کا جس میں شرکت کی غرض سے ہم لاہور جا رہے تھے۔ اسی دن افتتاح ہونا تھا۔ لہذا ہمارا اسی دن لاہور پہنچنا ضروری تھا۔ تاکہ دوسرے دن سے باقاعدہ اجلاسوں میں شرکت کی جاسکے۔

دہلی سے لاہور بذریعہ سڑک تقریباً تین سو بیس میل ہے۔ لدھیانہ۔ جالندھر اور امرت سر سے ہوتے ہوئے ہم نے یہ سفر تقریباً ۹ گھنٹوں میں طے کیا۔ اور رات میں لاہور پہنچ گئے۔

پہلی رات تو ہم نے ہوٹل میں قیام کیا۔ پھر مسز ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم نے ہم کو اصرار کر کے اپنے مکان میں منتقل کر لیا۔ یہ بڑی مہمان نواز ہیں۔ انہوں نے ہر طرح ہماری خاطر و مدارات کی۔ اور ہم کو لاہور کی مشہور و معروف چیزیں مثلاً شاہدرہ۔ شالامار باغ وغیرہ وغیرہ کی سیر کرائی۔

شاہدرہ میں اتفاقاً بیگم شاہنواز اور ان کی بہن سے ملاقات ہوئی۔ اثنائے گفتگو میں انہوں نے پنجاب پراونشل مسلم لیڈیز لیگ کے جلسے کا تذکرہ کیا۔ اور مجھے بھی اس میں شرکت کی دعوت دی۔ چونکہ مجھے اسی دن مسز حجاب امتیاز علی کے پاس جانے پر جانا تھا اس لئے میں نے معافی چاہی۔ بیگم شاہنواز ایک شخصیت رکھتی ہیں۔ اور ان کی طرز گفتگو دل لبھا لینے والی ہے۔

سید حمید علی صاحب اور تاج صاحب مدیر تہذیب نے ادارہ کی شرکت کرنے والوں اور دوسرے لاہور کے بہت سے معززین کو چاء پر مدعو کیا تھا۔ جس میں میرے بھائی۔ یہ اور دیور بھی شریک تھے۔ سنا ہے کہ انتظام بڑے پیمانے پر اور بہت سلیقہ سے کیا گیا تھا۔ (باقی آئندہ)

کسی کا خط!

(از سید ابن حسن شارق دہلوی)

پلمیرا لکھنا پڑھنا بالکل نہ جانتی تھی۔ حتیٰ کہ وہ دستخط بھی نہیں کر سکتی تھی۔ مگر اس کا خاوند اچھا خاصا تعلیم یافتہ آدمی تھا۔ وہ سوویٹ یونین میں ایک ممتاز عہدے پر فائز تھا۔ کبھی کبھی اُسے یہ دیکھ کر بڑا رنج ہوتا۔ کہ میری بیوی بالکل جاہل اور ان پڑھ ہے۔ اپنا سیدھا سا نام بھی نہیں لکھ سکتی۔ وہ یہ سوچ کر بہت شرمندہ ہوتا۔ اور دل ہی دل میں کڑھتا۔ ایک دن اس نے ہمت کر کے اپنے دل کی بات پلمیرا سے کہہ دی۔ "کتنے شرم کی بات ہے۔ تم دستخط تک نہیں کر سکتیں۔ اگر کبھی کبھار دستخط کرنے کا موقع آجائے۔ تو تم کیا کرو گی؟ دیکھو میرے ماتحتوں کی اکثر بیویاں پڑھی لکھی ہیں۔ اور وہ اپنے خاوندوں کے ساتھ ہر معقول اجتماع میں شریک ہوتی ہیں۔ تمہارا نام تو بہت ہی آسان ہے پلمیرا۔ پل اور میرا۔ بس اسے لکھنا ایسا مشکل کام نہیں ہے۔ اسے سیکھ لو!"

اس کی بیوی نے تنک کر جواب دیا۔ "بوڑھے طوطے بھی کہیں پڑھے ہیں۔ اب۔ . . اب اس عمر میں میں پڑھنا لکھنا سیکھتی کیا بھلی لگوں گی۔ دوسرے میرا ہاتھ لکھائی کے لئے بہت سخت ہے۔ اور آنکھیں بھی زیادہ دیر تک غور سے دیکھنے سے دُکھنے لگتی ہیں۔ پڑھنے لکھنے کا کام کم عمر اکثر لڑکیوں کا ہے۔ اب میں کیسے پڑھ سکتی ہوں۔ میں اس عمر سے آگے نکل چکی۔ اور دنیاداری میں پھنس گئی ہوں۔ زندگی کے جتنے سال باقی ہیں۔ وہ تمہاری اور بچوں کی خدمت میں بیت جائیں گے۔ اللہ اللہ خیر سلا۔"

اس قسم کی باتیں اکثر ہوتی رہتی تھیں۔ پلمیرا کا خاوند بیچارہ بہت کثیر الاشغال آدمی تھا۔ اس کے پاس اتنا وقت نہ تھا۔ کہ کئی کئی گھنٹے اپنی بیوی کے ساتھ بحث مباحثے کرے۔ اور اسے پڑھنے لکھنے کے فائدے سمجھائے۔ وہ ایسا سخت آدمی بھی نہ تھا۔ کہ بیوی کو جبراً پڑھنے لکھنے پر آمادہ کرتا۔ اس لئے وہ ایک ٹھنڈی سانس کھینچ کر پلمیرا کی جہالت پر افسوس کر کے خاموش ہو جاتا تھا۔ ایک دن اس نے پلمیرا کو ایک ننھی سی خوب صورت کتاب دیتے ہوئے کہا۔ "یہ کتاب لکھنا پڑھنا سکھانے کے لئے بہترین کتاب ہے۔ یہ پرائمر ایسے لوگوں کے لئے خاص طور پر لکھی گئی ہے۔ جو بڑی عمر میں لکھنا پڑھنا شروع کرتے ہیں۔ اگر تم نے دل لگا کر اسے شوق سے پڑھا۔ تو چند ہی دن میں اچھی طرح پڑھنا لکھنا سیکھ لو گی۔ الف۔ ب۔ ت میں خود

تم کو سکھا دوں گا۔"

پلمیوا نے مسکراتے ہوئے کتاب لے لی۔ کئی بار ہاتھ میں اسے الٹ پلٹا۔ اور پھر اسے میز کی دراز میں رکھتے ہوئے کہا۔ "بس یہ یہیں رہے گی۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ یہ ہماری لونڈیا کے کام آئے گی۔"

لیکن ایسا اتفاق ہوا۔ کہ پلمیوا اپنے خاوند کا کوٹ ٹھیک کرنے کے لئے بیٹھی۔ اس کے کوٹ کی جیب پھٹ گئی تھی۔ اور وہ اس میں پیوند لگانا چاہتی تھی۔ پلمیوا کوٹ کی جیبیں ٹٹول رہی تھی۔ کہ دفعتاً کوئی کاغذ کھڑکھڑ کرنے لگا۔ ——— کبھی نوٹ ہے۔ یکایک اس کا دل دھڑکنے لگا۔ ——— جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے اندر سے کوئی چیز نکالی۔ یہ چھوٹا سا خوب صورت لفافہ تھا۔ ——— کسی کا خط! ——— اس پر باریک زنانہ طرز میں مکتوب الیہ کا نام اور پتہ تحریر تھا۔ ——— خط میں سے عطر کی خوشبو آ رہی تھی ——— پلمیوا کا دل بیٹھنے لگا۔

یکایک اسے گمان ہوا۔ ہو نہ ہو یہ کسی عورت کا خط ہے۔ جو اس کے خاوند کو بھیجا گیا ہے ——— اس نے دل میں کہا۔ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ میرا خاوند کسی اور عورت سے محبت کرے؟ ——— شاید۔ اگر ایسا ہے۔ تو وہ ایک اچھی حیثیت دار خاتون سے خط و کتابت کرتا ہے۔ اور مجھے بیوقوف بناتا ہے۔" اس نے خط اٹھایا۔ دیکھا۔ ——— مگر وہ پڑھنا نہیں جانتی تھی۔ خط کا مضمون کیونکر سمجھتی؟ آج اسے اپنی زندگی میں پہلی بار اس امر کا شدت کے ساتھ احساس ہوا۔ کہ پڑھنے کے کیا فائدے ہیں۔

وہ سوچنے لگی۔ اگرچہ یہ خط میرا نہیں۔ تاہم اسے مجھے پوشیدہ اپنے پاس رکھنا چاہیے۔ بہت ممکن ہے۔ یہ ذرا سا کاغذ کا پرزہ میری زندگی میں ایک انقلاب پیدا کر دے۔ بہت اغلب ہے۔ مجھے پھر اپنے گاؤں میں ایک گوالن کی طرح زندگی گزارنی پڑے۔ یا نہ معلوم کیا ہو۔ یہ سوچ کر وہ جوشِ رقابت سے بیتاب ہو گئی۔ اور شلِ شیرنی کے غضبناک ہو کر اس خط کو پھینک دیا۔ اس کی آنکھوں سے غصے کی چنگاریاں نکلنے لگیں۔ تھوڑی دیر کے بعد جب اس کا غصہ دھیما ہوا۔ اور انسانیت نے اس پر غلبہ کیا۔ تو اس نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔ اس وقت وہ اپنے اوپر نفریں کر رہی تھی۔ اسے یہ بھی ملال تھا۔ کہ اس کا خاوند کیسا دغاباز۔ مکار اور فریبی نکلا۔ اس نے اور عورت سے محبت کرنی شروع کر دی۔ جب ہی تو وہ گھڑی گھڑی اپنی مونچھیں مروڑتا اور ہاتھ منہ دھوتا رہتا ہے۔

بہت دیر تک بدنصیب پلمیوا غم کے آنسو بہاتی رہی۔ اور دل ہی دل میں اس بات پر کفِ افسوس ملتی رہی۔ کہ کاش اگر آج وہ پڑھنا لکھنا جانتی ہوتی۔ تو اس خط کا مطلب ابھی معلوم ہو جاتا۔

جب بہت پریشان ہو چکی۔ تو اس نے وہ خط اپنی دراز میں رکھ دیا۔ اور خاوند کی واپسی کا انتظار کرنے لگی۔ وہ آیا۔ تو اس نے اس پر خفگی کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ چہرے بشرے سے کسی گزرے ہوئے واقعہ کا اثر ظاہر نہ ہونے دیا۔ بلکہ اس نے باتوں ہی باتوں میں اپنے خاوند پر یہ بھی ظاہر کر دیا۔ کہ جاہل رہنا بہت بڑی بدقسمتی ہے۔ اور از حد درجہ باعث شرم چیز ہے۔ اس لئے اگر وہ پڑھنا لکھنا شروع کر دے۔ تو کیا حرج ہے؟

خاوند نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں خود تمہیں پڑھنا لکھنا سکھا دوں گا۔ پیلیوا! علم بڑی دولت ہے۔ اور پڑھنا سیکھ لینا گویا اس خزانہ کی کنجی حاصل کر لینا ہے۔ تم بے فکر رہو۔ میں ضرور تم کو زیور علم سے آراستہ کر دوں گا۔"

پیلیوا نے اپنے خاوند کی چھوٹی چھوٹی باریک کتری ہوئی مونچھوں کو معنی خیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "تو بس نیک کام کی ابتدا کرنے میں دیر نہ کرنی چاہئے۔ آج ہی سے بسم اللہ کر دو۔"

الغرض پیلیوا نے لکھنا پڑھنا شروع کر دیا۔ دو مہینے کے بعد اسے خاصی حروف شناسی ہو گئی۔ مگر خط پڑھ لینا آسان کام نہ تھا۔ اس کے لئے ابھی اور پڑھنے کی ضرورت تھی۔ ان دنوں میں اس نے وہ خط پڑھنے کی کئی بار کوشش کی۔ مگر مطلب حل نہ ہو سکا۔ ایک مہینہ اور گزر گیا۔ اور پیلیوا کے شوق علم میں افزونی ہوتی گئی۔ بڑی محنت کرکے آخر کار وہ اس قابل ہو گئی کہ اس پراسرار "نامہ محبت" کا راز معلوم کر سکے۔

ایک دن جب اس کا خاوند باہر گیا ہوا تھا۔ اس نے وہ خوب صورت اور معطر لفافہ اپنی دراز سے نکالا۔ اور دھڑکتے ہوئے دل اور لرزتے ہوئے ہاتھوں سے آہستہ آہستہ پڑھنا شروع کیا۔ اس وقت اس غریب کے دل میں کیا خیالات تھے۔ خدا ہی جانتا ہے۔ حروف جوڑ جوڑ کے تلفظ ملا کر اس نے مطلب سمجھنا شروع کر دیا۔ خط میں لکھا تھا۔

محب رفیق کوپ کن ——!

میں نے آپ سے جس پالمووا کا ذکر کیا تھا۔ روانہ کر رہی ہوں۔ میرا خیال ہے۔ کہ آپ کی بیوی اس کی مدد سے دو تین مہینے میں روسی زبان لکھنا پڑھنا سیکھ لیں گی۔ مہربان من مجھ سے وعدہ کیجئے۔ کہ آپ ضرور اپنی بیوی کو جہالت کے قعر ذلت سے باہر نکالنے کی کوشش کریں گے۔ آپ سمجھئے تو جاہل رہنا آج کل کے زمانے میں کس قدر خسارہ کا کام ہے۔ ترغیب سے ملامت سے ڈرا کر دھمکا کر غرض ہر ممکن ذریعے سے آپ اپنی اہلیہ کو حرف شناس بنا دیجئے۔ یہ آپ کا فرض ہے۔ پڑھنے لکھنے کی طرف خواتین کو مائل کرنا ہمارے ملک کے لئے ایک ناگزیر امر ہے۔ سوویٹ یونین نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ تعلیم نسواں کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیا جائے۔ اگر عورتوں کو جہالت کے گڑھے سے نکال کر علم کی روشنی میں لانے میں ہم کامیاب ہو گئے۔ تو بس سمجھ لو۔ کہ ہماری آئندہ نسل سدھر گئی۔ آپ سرکاری افسر ہیں۔ اس لئے آپ کی بیگم صاحبہ

کے لئے سرکار کی طرف سے یہ "پرائز" ورڈ پیش کی جائیگی۔ امید ہے۔ آپ اس کا حقیقی استعمال کر کے اپنی مبارک کوششوں سے مجھے ضرور مطلع فرمائیں گے۔

روسی زبان سیکھنے اور عورتوں میں بیداری پیدا کرنے کی بہترین دعاؤں کے ساتھ یہ خط ختم کرتی ہوں۔

آپ کی خدمت گزار میریا برکوینا
منصرم تعلیمات

پلیچیا نے جب یہ پُرلطف خط پڑھا۔ تو وہ جل کر خاک ہو گئی۔ کہ کیا سوچا تھا۔ اور کیا ہوا۔ اسے ایسی زبردست "اخلاقی" شکست ہوئی تھی۔ اور اسے اس قدر مایوس ہونا پڑا تھا۔ کہ وہ غصہ اور رنج سے بے قرار ہو گئی۔ مگر غم کو جلدی سے کیونکر بدل سکتی تھی۔ معلم نے ہونٹ کو غصہ اور پریشانی کے عالم میں چباتی اور اپنی پرا... کو سنبھالتی ہوئی کرسی پر دھم سے گر پڑی۔ جیسا... اس خط نے اس کی زندگی میں ایک تغیر عظیم... پیدا کر دیا۔ اور جو خدشہ اس کو خط دیکھ کر محسوس ہ... تھا۔ وہ واقعی صحیح ثابت ہوا۔ اب وہ ایک تعلیم یا... مہذب اور حیثیت دار خاتون تھی۔ جس سے اس کا خاوند محبت کرتا تھا۔

(ایک روسی کہانی کا مقتبس ترجمہ)

* * *

زندگی کا تھیٹر

امریکہ کی شہرۂ آفاق شاعرہ "ایلا ویلا ولکاکس" کا ایک خیرہ تابی ادبی جواہر پارہ۔

زندگی ایک ناٹک ہے۔ بہت وسیع۔
جو نیک ہیں وہ دُکھ کے پارٹ کرتے ہیں۔
جو بد ہیں۔ وہ سکھ کا تماشا دکھاتے ہیں۔
——— میں نے اس تھیٹر میں ایک نئی دنیا بنائی۔
اوپر کی منزل میں میری نشست ہے۔ جہاں سے دنیا کے نغموں کی صدا آتی ہے۔
اسٹیج کے بالکل سامنے سب سے زیادہ معزز جگہ
اس کی ہے۔ جو صرف کھاتا ہے۔ اور ہنستا ہے۔
مزے کرتا ہے اور کوئی دکھ اُسے نہیں۔

(آزاد ترجمہ)

بیگم شارق متعلمہ گوالیار

لڑکی کا جسم بنانا

(از محترمہ شہزادی جہاں بیگم ۔ آگرہ)

میں دیکھتی ہوں ۔کہ لڑکیوں کی ماؤں کو اس بات کا بڑا خیال ہے ۔کہ ان کا بدن سبک رہے اور وہ موٹی بھدی نہ ہوں۔ بڑے ہونے پر لڑکیوں کو بھی یہی خیال ہو جاتا ہے ۔کہ ان کا جسم دبلا پتلا رہے ۔اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ایں اپنی بیٹیوں کو کم کھانے کو دیتی ہیں ۔اور مقوی اغذیہ جیسے انڈا ۔ دودھ اور اسی طرح کی دوسری چیزیں نہیں کھانے دیتیں ۔ جب وہ کھانا چاہتی ہیں ۔ تو ڈانتی ہیں ۔ اور کوئی نہ کوئی نقصان ہو جانے کا ڈر دلاتی ہیں ۔یوں کم کھانے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے ۔کہ لڑکی کمزور اور زرد رو ہو جاتی ہے ۔ اس کے معدے کو کم کھاتے کھاتے کم غذا کی عادت ہو جاتی ہے ۔ اس لیے وہ قدرتی طور پر زیادہ نہیں کھا سکتی ۔اس کی بھوک ہی اتنی ہو جاتی ہے ۔ جتنا اس کو بچپن سے کھانے کو ملتا ہے۔

اس کمزوری کی حالت میں جب لڑکی کی شادی ہوتی ہے ۔ تو وہ ایک بچے کی ماں بن کر اس قدر کمزور ہو جاتی ہے ۔کہ کوئی بھاری کام گھر کا نہیں کر سکتی ۔ جب کسی ایسے آدمی کے پالے پڑ جاتی ہے ۔ جو اس کی تندرستی کی فکر نہیں رکھتا ۔ تو اس کو بہت سے امراض لاحق ہو جاتے ہیں ۔ اور وہ جوانی ہی کی عمر میں مریضہ بن کر زندہ رہتی ۔ اور آخر گھل گھل کر مر جاتی ہے ۔ اس کے مرتے ہی بچوں پر سوتیلی ماں (خدا اسے) کرا بیٹھتی ہے۔

لڑکی کا جسم خوب صورت بنانے کا یہ کس قدر جاہلانہ طریقہ ہے ۔ انگریزوں کی لڑکیوں کو بھی اس بات کا بڑا خیال ہوتا ہے ۔کہ ان کے جسم بے ڈول نہ پڑیں ۔ لیکن ان کا جسم بنانے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ وہ خوب مقوی غذا کھاتی ہیں ۔ اور ورزش کرتی ہیں ۔ خوب کھیل کھیلتی ۔دوڑتی پھرتی ہیں ۔ میلوں پیدل چلتی ہیں ۔ اس طرح ان کا جسم خوب صورت اور قوی ہو جاتا ہے ۔ اور تندرستی بہت اچھی رہتی ہے ۔ وہ کھانا کھا کر خوب ہضم کرتی ہیں ۔ دن بھر میں ان کو کئی دفعہ کھانے کو عمدہ سے عمدہ ملتا ہے جس سے ان کا چہرہ سرخ اور تازہ نظر آتا ہے ۔ وہ ہماری لڑکیوں کی طرح بالکل ڈرپوک، پیلی چمرخ سی نظر نہیں آتیں۔

جسم ہمیشہ ہاتھ پاؤں کو کام میں لانے سے اچھا رہتا ہے ۔ اور ہمیشہ پلنگ پر پڑے رہنے سے بھدا پڑ جاتا ہے ۔ ہمارے یہاں کی جو لڑکیاں بھدی ہیں ۔ ان کو کھانے کے بعد گھومنے اور دوڑنے کا موقع نہیں ملتا ۔ وہ مار مار کر خاموش بٹھائی جاتی ہیں ۔ ان سے

اجی وارث علی صاحب جنرل مرچنٹ جامع مسجد
گرہ کی دکان پر بکتی ہے۔
شاہزادجہاں بیگم۔ آگرہ

---

۱۹ مئی کے تہذیب میں ایک بہن نے اپنی
درست کے متعلق مشورہ طلب کیا ہے۔ ان
ی دونوں شکایتیں دکھانسی اور تپ اگر پہلا
عمولی ہیں۔ لیکن در اصل یہ شکایت ام الامراض
ہے۔ اس کے لئے اگر وہ کسی کی بتلائی ہوئی دوا
ستعمال کریں گی۔ تو بجائے فائدے کے نقصان
ا احتمال ہے۔ کیونکہ ایک مرتبہ جو دوا کسی شخص کو
فید ثابت ہوئی ہو۔ ضروری نہیں۔ کہ وہی مط
وسروں کو بھی فائدے کرے۔ مزاج۔ آب وہوا
وسم۔ اور عمر کا اس بارے میں بہت لحاظ رکھنا
یا ہئے۔ میرے خیال میں اب ان کو دہلی بھیت
ے مشہور حکیم عبدالرحمٰن خاں صاحب سے مشورہ
لینا بہتر ہوگا۔ عرصہ دس ماہ سے مجھے برابر ساڑھے
ننانوے اور کبھی کم وبیش ٹمپریچر رہتا تھا۔ اور سر
میں ایسا شدید درد کہ غشی کی نوبت آجاتی تھی۔
بض دائمی تھا۔ دس ماہ تک بیحد توجہ سے علاج
ہوا۔ لیکن وقتی سکون ہو جاتا تھا۔ آخر تنگ آکر انہی
حکیم صاحب کا علاج کیا۔ بفضلہ اب میری صحت
اچھی ہے۔ پائیریا کو بھی فائدہ ہے۔ اور درد سر تو
بالکل جاتا رہا۔ اب اگر بہن صاحبہ علاج کے لئے
ان سے مشورہ لینا چاہیں۔ تو پتہ حسب ذیل ہے۔

حکیم عبدالرحمٰن خاں صاحب۔ محلہ غفار خاں
دہلی بھیت
راقمہ مسز اکبر علی۔ خانبلڈنگ۔ لکھنؤ

کئی سال سے میری سب سے بڑی ہمشیرہ بیمار
رہتی ہیں۔ تھوڑے تھوڑے عرصے کے بعد پیٹ
میں شدید درد اٹھتا ہے جسے ڈاکٹر ریاحی درد تجویز
کرتے ہیں۔ اور کھانا بالکل ہضم نہیں ہوتا۔ ساتھ ہی
ساتھ اختلاج ہوتا ہے۔ جس سے طبیعت بہت گھبرانے
لگتی ہے۔ ہومیوپیتھک اور ایلوپیتھک سب علاج
کئے لیکن کوئی خاص فائدہ نہیں ہوتا۔ صرف گورکھپور
ہی کے ڈاکٹروں پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ باہر کے
طبیبوں کا بھی علاج کیا۔ اگر شفا ہوتی ہے۔ تو بہت
تھوڑے عرصے کے لئے۔ جب مرض ابھرتا ہے۔ تو
ہم لوگوں کو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
سنا ہے۔ دہلی کے حکیم مشہور ہیں۔ کوئی بہن یا بھائی
کسی ایسے حکیم کے نام اور پتے سے آگاہ کریں۔
جو اس مرض میں مہارت رکھتا ہو۔ رہلوی بہن یا
بھائی خاص طور سے توجہ کریں۔ احسان ہوگا۔
آنسہ رشیدہ انور علی گورکھپور

مجھے ساڑھی کے نیچے پہننے کے پیٹی کوٹ کے سینے
کا نمونہ مطلوب ہے۔ نمونہ خوبصورت اور نئے فیشن
کا ہو۔ مس بدرالدین خاں صاحب۔ پشاور

سبدِ گُل

مدینہ

عجب بستی مدینہ ہے جہاں رحمت برستی ہے۔
زیارت کو ہماری رُوح مدت سے ترستی ہے۔
تصور میں ہے تصویرِ محمد گرد پھرتی ہے۔
ہماری بُت پرستی درحقیقت حق پرستی ہے۔

پری کو حور کو کیا دیکھیں تیرے دیکھنے والے۔
کن آنکھوں میں یہ شوخی ہے کن آنکھوں میں یہ مستی ہے۔

مزہ ہے زندگی کا یادِ محبوبِ الٰہی میں۔
جو غفلت میں بسر ہو موت سے بدتر وہ ہستی ہے۔

چلا چل بند آنکھیں شوق سے راہِ مدینہ میں۔
زمیں ہے صاف آئینہ بلندی اور پستی ہے۔

مدینے کو امیرؔ اب ہند سے چل چونک اے غافل۔
یہ کیسی نیند سوتا ہے یہ کیسی تیری مستی ہے۔

(امیر مینائی)

رحمۃ اللعالمین

تم شہِ دُنیا و دیں ہو یا محمد مُصطفےٰ۔ سرگروہِ مسلمیں ہو یا محمد مُصطفےٰ۔
حاکمِ دینِ متیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰ۔ قبلۂ اہل یقیں ہو یا محمد مصطفےٰ۔
رحمۃ اللعالمیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰ۔

آسماں تم نے شبِ معراج کو روشن کیا۔ عرش و کرسی کو قدم سے اپنے دی نور و ضیا۔
رنگ و بُو گلزارِ جنت کی بڑھائی برملا۔ جس جگہ وہم ملائک کو نہیں ملتی ہے جا۔

رحمت للعالمیں ہو یا محمد مصطفٰے۔

(نظیر اکبر آبادی)

خاور حجاز

اے خاورِ حجاز کے رخشندہ آفتاب۔ صبحِ ازل ہے تیری تجلی سے فیض یاب۔
زینت ازل کی ہے تو ہے رونق ابد کی تُو۔ دونوں میں جلوہ ریز ہے تیرا ہی رنگ و آب
چُوما ہے قدسیوں نے ترے آستانہ کو۔ تھامی ہے آسمان نے جھک کر تری رکاب
شایاں ہے تجھ کو سرورِ کونین کا لقب۔ نازاں ہے تجھ پہ رحمتِ دارین کا خطاب
برسا ہے شرق و غرب پہ ابرِ کرم ترا۔ آدم کی نسل پر ترے احساں ہیں بے حساب
خیر البشر ہے تُو تو ہے خیر الامم وہ قوم۔ جس کو ہے تیری ذاتِ گرامی سے انتساب
لیکن یہ قوم آج زمانہ میں ہے ذلیل۔ حالانکہ تھی تمام زمانہ میں انتخاب

مغرب کی دست برد سے مشرق ہوا تباہ۔
ایماں کا خانہ کفر کے ہاتھوں ہوا خراب۔

(مولانا ظفر علی خاں)

رحمتِ عالم کے حضور میں

اے شہنشاہ مشرق و مغرب۔ ہے لقب جس کا رحمتِ عالم۔
کہکشاں تیرے راستے کا غبار۔ اور خورشید تیرا نقشِ قدم۔
تیری سطوت کے سامنے سب ہیچ۔ فرِ اسکندر اور شوکتِ جم۔
ساری دُنیا کے بے نواؤں پر۔ سایہ گستر ترا سحاب کرم۔
سارے عالم کے بیکسوں کے لئے۔ تاج جمشید تیرا ظلِّ علم۔
بات کیا ہے، کہ ہم ہیں زار و نژند۔ بات کیا ہے کہ ہم ہیں خوار و دژم۔
ہم ہیں اور دہر کی جفا کاری۔ ہم ہیں اور آسماں کا ذوقِ ستم۔
ہے ہماری رگِ گلو کے لئے۔ وقف اہلِ جفا کی تیغِ دو دم۔
کرم اے تاجدارِ کون و مکاں۔ کرم اے صدر بزم اہلِ کرم۔ رحمت کاشمیری

نوائے حجازی

لائی سحر فلک سے پیغامِ پاکبازی۔ اللہ کی بارگہ میں حاضر ہوئے نمازی۔
اُٹھ مست خوابِ غفلت اللہ کا نام لیکر۔ ہے وقت چارہ جوئی ہے وقت چارہ سازی۔
خالق سے لو لگانا خلقت سے پیار کرنا۔ یہ عشق ہے حقیقی، وہ عشق ہے مجازی۔
مَیں تیری جستجو میں، تو بزم ہائے ہو میں۔ وہ میری بے قراری یہ تیری بے نیازی۔
حُسن اور عشق دونوں ہیں نورِ آسمانی۔ اک نور جاں نوازی اک نور جاں گدازی۔
میں آبشارِ کوہی، میں رود بارِ صحرا۔ میرا ترانہ ہندی میری نوا حجازی۔
آئی ہے آسماں سے جلئے گی آسماں پہ۔
میری سخن سرائی میری سخن طرازی۔

(مجیبہ ملک)

خمخانۂ توحید

سیل کی طرح جو نکلے تھے بیابانوں سے۔ آب جو بن گئے گزرے جو خیابانوں سے۔
تھا جو اپنوں سے وہی لطف تھا بیگانوں سے۔ گردنیں دب گئیں اسلام کے احسانوں سے۔
اب جو آئی ہوئی ہے گلشنِ گیتی میں بہار۔ رنگ اُڑا لائی ہے اُنکے ہی گلستانوں سے۔
اس کے پینے کے لئے چاہیئے ظرفِ عالی۔ یہ شراب آئی ہے توحید کے خمخانوں سے۔
ہم رہ سست عناں منزلِ سلمیٰ کی خبر۔ پوچھتا کیوں نہیں یثرب کے حدی خوانوں سے۔
پھر وہی غلغلہ آفاق میں ہوتا ہے بلند۔ شیر کی گونج پھر اُٹھی ہے نیستانوں سے۔
ہم نے دیکھا ہے ان آنکھوں سے ادھر طارق کو۔ نعرہ خالد کا سُنا ہے ادھر ان کانوں سے۔
بوئے تیغ آتی ہے پہلوئے فلسطیں سے ہنوز۔ جوئے خوں بہنے لگی ہے قدس کے میدانوں سے۔
ظفرِ بے تاب ہو یا ہند ہو آتش بجگر۔
ہے یہ سب گرمیٔ ہنگامہ مسلمانوں سے۔

(مولانا ظفر علی خاں)

نواہائے راز

بلبل باغِ مصطفےٰ نغمہ سرائے راز ہو۔
سوزِ دروں کا راز بن آہِ جگر گداز ہو۔

کون ہے مرجع حیات، مقصدِ خلق کائنات۔
ناز کشوں میں جس کے خود خالقِ بے نیاز ہو۔

معنیٔ حسن کا شباب دیکھنا ہو جو بے نقاب۔
سرمۂ چشمِ عشق بن، خاکِ رہِ حجاز ہو۔

تو ہے مرادِ بندگی، حق تو یہی ہے یا نبیؐ۔
تری تڑپ اگر نہ ہو کیوں کر ادا نماز ہو۔

فرش سے لے کے عرش تک کھل گئے رحمتوں کے در۔
کیوں نہ ترے پیام پر نوعِ بشر کو ناز ہو۔

ارض و سما کی طاقتیں سر بہ سجود کیوں نہ ہوں۔
جب ترے عشق کی کلید عقدہ کشائے راز ہو۔

کیوں رہیں تشنہ کامیاں، کیوں نہ مٹیں غلامیاں۔
شاہد حالِ انس و جاں تجھ سا جو دِل نواز ہو۔

عشق کا دردمند تھا دہر سے بے غرض رہا۔
بندۂ زار مرتضےٰ خلد میں سرفراز ہو۔

(مرتضےٰ احمد خاں)

خدا ہے جس کا شیدا دل ہوا ہے اُس کا دیوانہ۔
یہ میرا خانۂ دِل ہو اگر حضرت کا کاشانہ۔
مٹا کھل گیا الفقر فخری کا زمانے میں۔
شکوہ امت محمدؐ کی نہ بخشی جائے کیا معنی۔

تمامی انبیاء میں مرتبہ ہے جس کا شاہانہ۔
یہ چھوٹا جھونپڑا بن جائے رشکِ قصرِ شاہانہ۔
شہنشاہِ دو عالم اور وہ کملی گدایانہ۔
قوی امید ہے بخشائے گی وہ ذاتِ شاہانہ۔

(شکوہ حیدر آبادی)



[illegible]



ہز امپیریل ہائینس پرنس اکی ہیتو ولی عہد جاپان
عمر ڈھائی سال

خبریں اور نوٹ

استنبول۔ رائٹر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ لارڈ لائیڈ نے غازی مصطفےٰ کمال اتاترک سے دولما باغچہ محل میں ملاقات کی۔ اور دیر تک آپس میں تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ لارڈ موصوف استنبول سے انقرہ (انگورہ) جائیں گے۔ اور آپ کا صاحبزادہ ہندوستان سے آرہا ہے۔ جسے ساتھ لے کر آپ گیلی پولی میں برطانوی فوجیوں کے قبرستان کا معائنہ کریں گے۔

مکہ معظمہ۔ بذریعہ ڈاک۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ حکومت حجاز مکہ معظمہ میں براڈ کاسٹنگ اسٹیشن قائم کر رہی ہے جس سے حج کے موقع پر فائدہ حاصل کیا جائیگا۔

کابل (بذریعہ ڈاک) شہریار افغانستان نے اپنے ذاتی مصارف سے مبلغ چار لاکھ روپیہ افغانی اپنے ملک کے فلاح و بہبود کے لیے عطا فرما کر صدر اعظم صاحب کو ہدایت فرمائی ہے۔ کہ رقم مذکور کو حسب ذیل مدات پر خرچ کیا جائے۔

(۱) ہوائی جہازوں کی خریداری کے لئے ۲ لاکھ
(۲) توسیع علوم و معارف کے لیئے ایک لاکھ۔
(۳) حفظان صحت اور شفاخانوں کے لیئے ایک لاکھ

بیت المقدس کی حکومت نے چند یہودی اور عرب اخباروں کی اشاعت روک دی ہے۔ کیونکہ وہ غلط خبریں شائع کرتے ہیں۔

قاہرہ۔ (بذریعہ ڈاک) حبشہ میں تمام ریلوے اسٹیشنوں پر اطالوی جھنڈے نصب کر دیئے گئے ہیں۔ اطالوی افسروں نے چند مینیوں کو حبشہ سے فی الفور خارج ہو جانے کا حکم دیدیا ہے۔ اور عربوں اور مصریوں کو حکم ملا ہے کہ اطالوی افسروں کے رجسٹروں میں اپنے نام درج کرائیں۔

جرمنی کا مشہور اخبار فرینک فرٹر زیتنگ لکھتا ہے۔ کہ حبشہ کی جنگ اور اس کے انجام نے تمام عرب اور اسلامی دنیا کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ تمام عرب جدید آلات حرب سے مسلح ہو رہا ہے مصطفےٰ کمال پاشا نے تمام اسلامی دنیا کو بیدار کر دیا ہے۔ اور مسلمانوں میں وطنیت کے نام پر مذہبی جوش اور ولولہ پیدا کر دیا ہے۔ یورپین کارخانہ والے ایشیائی اسلامی حکومتوں کے ہاتھ جو اسلحہ فروخت کر رہے ہیں۔ وہ ایک دن یورپ کے خلاف ہی استعمال کئے جائینگے۔

جبل الطارق۔ ۱۲ مئی شہنشاہ نجاشی سے ریوٹر کے نمائندہ نے دریافت کیا کہ آپ مستقبل میں کیا کرنا چاہتے ہیں۔ تو آپ نے جواب دیا: میں ہر آئینی اور ممکن طریقہ سے حبشہ کے حقوق کے تحفظ کے لئے یورپ جا رہا ہوں۔

ادیس ابابا (بذریعہ ڈاک) جب اطالوی سپاہ شہنشاہ حبشہ کے محل میں داخل ہوئی۔ تو وہاں

تین خوبصورت شیروں کی لاشیں پڑی ہوئی ملیں معلوم ہوا کہ شہنشاہ نے اپنے بزرگوں کی روایات کے مطابق اپنے محل میں زندہ شیر پال رکھے تھے جس وقت ان کو اپنے محلات چھوڑنے پڑے تو انہوں نے اپنے وفادار خادموں سے کہا کہ میں نے سنا ہے مسولینی شیروں کو پسند کرتا ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے کوئی زندہ شیر نہ مل سکے" چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں ان شیروں کو اپنے اپنے پنجروں میں گولیوں کا نشانہ بنا دیا گیا ۔

ادیس بابا میں اطالوی افسروں نے حبشہ کی سرحد پہ معمولی کی چوکیاں قائم کر دی ہیں ۔

ادیس بابا میں ایک بڑا قید خانہ بنایا جا رہا ہے جس میں صرف وہی حبشی رکھے جائینگے جو جنگی امردوں کے ماتحت اطالوی افسروں کی اطاعت قبول نہیں کریں گے ۔

لندن - ۲۹ مئی - معلوم ہوا ہے کہ شاہ حبش بذریعہ دخانی جنگی جہاز کیپ ٹاؤن" جبرالٹر پہنچ گئے ہیں ۔ دارالعوام میں بیان کیا گیا ہے کہ شاہ موصوف کو خود انگلستان میں آنے اور وہاں ٹھہرنے کی اجازت دی گئی ہے آپ کو دوران قیام انگلستان میں تمام مناسب سہولتیں اور رعایتیں بہم پہنچائی جائیں گی ۔

معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے مصر سے ایک اور برطانوی فوجی دستہ فلسطین بھیجنے کا حکم جاری کر دیا ہے ۔

لندن - ۲۸ مئی - آج صبح ملک معظم ایڈورڈ ہشتم نے قصر بکنگھم میں پریوی کونسل کا اجلاس طلب کیا - اور اس اجلاس میں اگلے سال اپنی تاجپوشی کے متعلق اعلان پر دستخط ثبت کر دئے

لندن کی خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ انگلستان میں روز افزوں بیکاری مدبرین ملک کی توجہ کا باعث بن رہی ہے - دارالعوام کے اجلاس میں ایک مزدور ممبر کے سوال کے جواب میں مسٹر بالڈون وزیر اعظم نے بیان کیا ہے کہ نیشنل گورنمنٹ ایوان میں جلد ہی ایسے قوانین پیش کرے گی جس سے ملک میں روز افزوں بیکاری کو دور کرنا اور بے کاروں کو سرکاری وظائف دینا مقصود ہوگا ۔

شنگھائی - ۳۱ مئی - جاپان کے خلاف جذبات دم بدم زیادہ مشتعل ہوتے جا رہے ہیں - شہر میں جاپانیوں کے خلاف تین ہزار طلبار کا ایک جلوس نعرے لگاتا ہوا گزرا - صورت حالات حد درجہ مخدوش ہو رہی ہے - پولیس کے دستے حکم کے منتظر کھڑے ہیں ۔

شملہ محکمہ تار و ڈاک نے ایک کیونک شائع کیا ہے - کہ غیر ممالک کو ٹیلیفون کرنے کے لئے جو ضمانت داخل کرنی پڑتی تھی - اب اسے منسوخ کر دیا گیا ہے - اور اب اس قسم کی کوئی ضمانت داخل نہ کی جایا کرے گی ۔

پٹنہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ زبردست بارش کی وجہ سے دریائے کمیلا میں طغیانی آگئی ہے جس سے سینکڑوں مویشی بہ گئے ہیں اور جو دیہات دریا کے کنارے آباد ہیں انہیں سخت نقصان پہنچا ہے۔ دربھنگہ کے قریب ریلوے لائن بھی ٹوٹ گئی ہے۔

مدراس کی اطلاع مظہر ہے کہ نندوتھالی کے قریب ریلوے پل کے نیچے چودہ قلی سو رہے تھے کہ یکایک ندی میں طوفان آگیا۔ اور وہ سب بہ گئے۔ ان میں عورتیں اور بچے بھی تھے دو عورتوں کی لاشیں مل گئی ہیں۔

گوالیار کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ سر سلطان احمد خان مرحوم کی وصیت شائع ہوگئی ہے جس کی رو سے علی گڑھ یونیورسٹی کو ۵۰ ہزار روپیہ۔ بنارس یونیورسٹی کو ۲۰ ہزار۔ حالی مسلم ہائی سکول پانی پت کو ۱۰ ہزار۔ گوالیار کے نابینا طلبا کو ۵ ہزار روپیہ عطا کئے جانے کی ہدایت کی گئی ہے۔

کلکتہ کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ بنگال کے متعدد اضلاع میمن سنگھ۔ باریسال۔ سراج گنج وغیرہ میں طوفان باد و باراں کے سبب سے زبردست نقصان ہوئے ہیں فصلیں تباہ ہوگئی ہیں۔

الہ آباد۔ ۲۸ مئی۔ خواجہ عبدالمجید ایڈووکیٹ الہ آباد سرانندا سروپ مہاراج آف رادھا سوامی ست سنگ کی طرف سے ڈاکٹر انصاری مرحوم کی یادگار قائم کرنے کے لئے ایک ہزار روپیہ کا عطیہ موصول ہوا ہے۔

کپورتھلہ کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب بہادر نے یتیموں اور بیواؤں میں تقسیم کرنے کے لئے اپنی جیب خاص سے چھ سو روپیہ ماہوار کی رقم منظور کی ہے۔

دہلی کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ ۳۰ مئی کی صبح کو پانچ بجے گلی مشکے والی صدر بازار میں خوفناک آگ لگ گئی جس سے ۲۰ دکانیں جل گئیں۔ اور ایک لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا۔ پرانی اور نئی دہلی کے فائر بریگیڈ اطلاع پاتے ہی موقع پر پہنچ گئے۔ اور مسلسل ۱½ گھنٹے کی کوشش کے بعد آگ بجھائی جا سکی۔ یہ سب دکانیں مسلمانوں کی تھیں۔

لاہور یکم جون۔ حکومت پنجاب نے ایک گورمکھی پمفلٹ موسومہ "پولیس کے نام کھلی چٹھی" ضبط کر لیا ہے۔ اور اس کا قبضہ میں رکھنا جرم قرار دیا ہے۔

لاہور۔ یکم جون۔ مسجد شہید گنج کے متعلق جو مقدمہ فوجداری زیر دفعہ ۲۹۵، ۲۹۷ تعزیرات ہند سکھوں کے خلاف دیوان پریم ناتھ مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں دائر تھا اس لئے معرض التوا میں تھا۔ کہ مسجد موصوف کا دیوانی مقدمہ ڈسٹرکٹ جج صاحب کی عدالت میں دائر ہے۔ اس مقدمہ فوجداری کی تجویز کے لئے یہ بات ضروری تھی کہ آیا جائے متنازعہ مسجد ہے یا نہیں۔ اب چونکہ

عدالتِ دیوانی سے مسجد کا وجود ثابت ہو چکا ہے
اس لئے مقدمہ فوجداری میں استغاثہ کی طرف
سے سرسری سماعت ۱۵ جون ۱۹۳۶ء کو ہو گی۔

لاہور۔ ۲۹ مئی۔ آج صبح ۸ بجے فرنٹیر میل سے
پنڈت جواہرلال نہرو صدر آل انڈیا نیشنل کانگرس
لاہور تشریف لائے۔ اسٹیشن پر نہایت شاندار
خیر مقدم کیا گیا۔ موصوف الذکر نے ۵ بجے شام
بریڈلا ہال میں انگریزی زبان میں تقریر کی۔
داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔ پھر ۹ بجے رات ایک عام
جلسہ باغ بیرون موری دروازہ میں منعقد ہوا۔
جس میں ساٹھ ہزار سے زائد نفوس کا اجتماع
ہوا۔ پنڈت جی نے آزادی ملک کے موضوع
پر نہایت معرکتہ الآرا تقریر فرمائی۔

علی گڑھ۔ ۲۹ مئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مسلم
گرلز انٹرمیڈیٹ کالج علی گڑھ کو عنقریب ایک
اعلیٰ درجے کا ڈگری کالج بنایا جائے گا۔ چنانچہ
مالی پہلو پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی مرتب
کردی گئی ہے۔

نئی دہلی۔ ۲۹ مئی۔ خان صاحب ڈاکٹر محمد
اسمٰعیل خان ریٹائرڈ سول سرجن آگرہ نے بعض
شرائط کے ماتحت آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس
کو ۲۰ ہزار کی گراں قدر رقم عطا فرمائی ہے۔ جس
روپیہ کی آمدنی سے نادار اور مستحق مسلم طلبا
کی امداد کی جائے گی۔

لکھنؤ۔ بریلی کے ضلع میں بچراؤں اور نوگرہ
کے ڈاکخانوں کے درمیان دن دہاڑے ہرکا
کو لوٹ لیا۔ ہرکارے کو درخت سے باندھ
ڈاک کے تھیلے چھین لئے۔ پولیس تفتیش ک
رہی ہے۔

شملہ۔ ۲۸ مئی۔ حکومت ہند نے سرکاری طو
اعلان کیا ہے۔ کہ ملک معظم کی رسم تاجپوشی ۲
۱۹۳۷ء کو ادا کی جائے گی۔

لکھنؤ۔ ۲۸ مئی۔ زلزلہ کی وجہ سے یو پی
کونسل چیمبر کی دیواروں میں دراڑیں پڑ گئیں
قیصر باغ کی پرانی عمارت کو بھی نقصان پہنچ
کئی مسجدوں اور اسپیشل مجسٹریٹ کی عدال
کی چھتیں بیٹھ گئیں۔

شملہ۔ ۳۱ مئی۔ سر محمد ظفراللہ خان کورکھ
کے میلہ پر جاتریوں کی آمد و رفت کا انتظا
کرنے کے لئے کورو کشیتر روانہ ہو گئے۔
سورج گرہن کے موقع پر منعقد ہوگا۔ آپ
جون کو شملہ واپس تشریف لے آئیں گے۔

احمد آباد کی خبروں سے معلوم ہوا ہے
گاندھی جی یورپ کے سفر کا ارادہ کر رہے
جس پر تین مہینے صرف ہوں گے۔ آپ
میں روانہ ہو جائیں گے۔ اور اکتوبر میں وا
جائیں گے۔ واپسی پر اسلامی ممالک میں
جائیں گے۔

ایک نئی سنسنی

لاہور سے دہلی اور واپس

پہیوں پر ایک خانہ رواں

دو کمروں میں چھ اشخاص کے لئے اعلیٰ درجہ کے پر لطف سفر کا انتظام جس میں دو نوکر بھی شامل ہو سکیں۔

صرف ہر کس ۹۳ روپے آٹھ آنے

تین دن کے سفر اور ۵۰۴ میل فاصلہ کے لئے

آپ کے ریزروڈ سیلون میں

بجلی کے پنکھے اور لیمپ دو غسل خانے اور ایک باورچی خانہ رہنے کے کمروں کے علاوہ ہیں۔ کمرے چینی کے عمدہ برتنوں۔ چھری کانٹوں اور سفید میزپوشوں سے آراستہ ہیں۔

پورے حالات کے لئے ذیل کے پتے پر خط و کتابت کیجئے۔

چیف اوپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے

لاہور

بڑھا ہوا بھاری پیٹ ہلکا کرنے کی دوا

زچہ خانہ کی بے احتیاطی بدہضمی کثرت اولاد اور دوسری زنانہ شکایات کے نتیجہ میں عموماً ہر عورت کا پیٹ بے طرح بڑھ جاتا ہے۔ راحت شکم خصوصیت سے اس حالت میں نہایت مفید کامیاب ثابت ہوئی ہے تعریف کے ساتھ اس کی مقبولیت اور مانگ برابر ترقی کر رہی ہے قیمت چالیس خوراک ایک روپیہ سہ ماہی کورس دو روپیہ۔

اے۔ ڈبلیو اینڈ سنز راحت ہاؤس دہلی

ضرورت

اینگلو اردو گرلز اسکول ناگپور کے لئے ایک بی اے اور تین میٹرک شدہ استانیوں کی ضرورت ہے۔ بی اے استانی کو (ابتدا) ۷۵ — (ترقی سالانہ) ۳ — (انتہا) ۱۵۰ اور استانیوں کو (ابتدا) ۵۰ — (ترقی سالانہ) ۲ — (انتہا) ۱۰۰ ملے گا ... کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواستیں ذیل کے پتے پر ۱۵ جون سے پیشتر آنی چاہئیں

خورشید آرا بیگم منشی فاضل و ادیب

سکرٹری اینگلو اردو گرلز اسکول

مال ٹیکری روڈ امراؤتی

ضرورت ہے

ایک نامی مسلمان خاندان کے صاحب جن کی عمر اب ۴۴ سال ہے۔ عقد ثانی کی ضرورت ہے۔ ان کی پہلی بیوی کے انتقال کو بارہ سال ہوئے۔ خط و کتابت مندرجہ ذیل پتے پر کی جائے۔ جو نہایت پوشیدہ رکھی جائے گی۔

م۔ ر معرفت منیجر صاحب رسالہ دفتر تہذیب نسواں۔ لاہور

نیک انجام

ہمت اور مستقل مزاجی کا ایک سبق آموز قصہ قیمت ...

دفتر تہذیب سے منگائیے

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب شیخ عبدالعزیز صاحب بی اے نائب تحصیلدار باختیارات اسسٹنٹ کلکٹر بہادر درجہ دوئم تحصیل مکتسر ضلع فیروزپور

گوردتا ولد لوکا ذات جٹ ساکن کاؤنی تحصیل مکتسر فریق اول

بنام موہنا سنگھ بالغ لال سنگھ کرتار سنگھ نابالغان بولایت موہنا سنگھ برادر حقیقی خود اقوام جٹ باگھ سنگھ ولد لوکو جٹ ساکنان کاؤنی تحصیل مکتسر آباد موضع جاگر تحصیل رام نگر ریاست بیکانیر گمن سنگھ ولد انوکھ سنگھ جٹ ساکن منگر کیرہ عرف اجاڑی تحصیل فاضلکا۔ جگت سنگھ ولد مگھوان سنگھ۔ شام سنگھ ولد ہیرا سنگھ اقوام جٹ ساکنان کاؤنی تحصیل مکتسر۔ گوربخت سنگھ ولد بوٹا سنگھ ذات جٹ ساکن کاؤنی تحصیل مکتسر فریق ثانیان

درخواست تقسیم مالگذاری کنال مندرجہ کیوٹ ۳۴۲ کھتونی ۸۲۲ نمبرات ۵۵۶ خسرہ نمبرات ۳۶۶۷/۱۱۱۷ - ۱۹۱۵ - ۲۹۸۰ - ۲۰۸۹ - ۱۹۰۰ - ۹۹۸ - ۳۵۰۰/۹۳ ، ۳۹۲۲/۳۰۳۵ بحدو جمعبندی سنہ ۱۹۳۳-۳۴ء واقعہ رقبہ کاؤنی تحصیل مکتسر

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں فریق ثانیان کے نام کئی دفعہ اطلاعنامہ جات جاری ہوئے۔ مگر تعمیل نہیں ہوئی۔ لہذا فریق ثانیان تعمیل کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا فریق ثانیان کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ مورخہ 8/6/36 کو حاضر عدالت ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ ہذا کی کریں۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔ مورخہ 6/5/36ء

دستخط حاکم مہر عدالت

بعدالت شیخ عبدالرحمن صاحب فرسٹ ایڈیشنل اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر باختیارات ڈسٹرکٹ جج جھنگ

سرٹیفکٹ جانشینی نمبر ۵ سنہ ۱۹۳۶ء

بمعاملہ درخواست مسماۃ منگو بائی والدہ ملاوا رام سکنہ کوٹھ برائے عطائے سارٹیفکٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ یافتنی ملاوا رام متوفی زیر ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء

نوٹس بنام ہر خاص و عام

بمعاملہ صدر سائلہ نے درخواست برائے حصول سارٹیفکٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ مالیتی ۵۵۰/۰ روپیہ یافتنی ملاوا رام متوفی زیر ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے۔ اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جو کچھ کسی کو اعتراض ہووے حاضر عدالت ہذا ہو کر بتاریخ 6/7/36ء پیش ہووے۔

آج بدستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ 3/6/36ء دستخط حاکم مہر عدالت

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء
نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسی اکھیل ولد لعل ذات
موچی سکنہ چک ۹۰ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے
ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری
ہے۔ صدر بورڈ نے مورخہ 16/7/36 تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ
برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام
قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو
بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔
تحریر مورخہ 15/6/36
دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء
نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسی صابو ولد سور
راہی سکنہ رلا مال تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ
ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر
گزاری اور بورڈ نے مورخہ 17/7/36 تاریخ پیشی بمقام
چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر
ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور
دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً
حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ 16/5/36
دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء
نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسی فضل الدین۔ بدرالدین
وغیرہ پسران احمد بخش ولد موہدین ذات چشتی سکنہ
دادو شاہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست
زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے اور
بورڈ نے مورخہ 16/7/36 تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ
برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام
قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین
کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔
تحریر مورخہ ۴۔ اپریل ۱۹۳۶ء
دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء
نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسی سوہارا ولد نتھو ذات
بھنڈ سکنہ کھرل تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے
ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر
گزاری ہے اور بورڈ نے مورخہ 17/7/36 تاریخ پیشی
بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر
کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور
دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً
حاضر ہونا چاہیئے۔
تحریر مورخہ 19/5/36
دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ - ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی پٹھانہ ولد لعل ذات [illegible] سکنہ [illegible] تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے - اور بورڈ نے مورخہ 17 7/36 تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔

تحریر مورخہ 3 9/36

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ - ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی مراد ولد رضا [illegible] ذات گیلانہ سکنہ گیلانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے - اور بورڈ نے مورخہ 17 7/36 تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔ تحریر مورخہ ۹ اپریل ۱۹۳۶ء

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ - ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی کرم علی ولد اکرم ذات کھوکھر سکنہ ٹھٹھہ کھوکھراں تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے - اور بورڈ نے مورخہ 17 7/36 تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔ تحریر مورخہ 15 6/36

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ - ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی اکبری ولد بلند ذات ہرل سکنہ کوٹ میانہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے - اور بورڈ نے مورخہ 17 7/36 تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔ تحریر مورخہ 15 6/36

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب سنہ ۱۹۳۴ء زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد سنہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی سلطان ولد زیادہ ذات اپیا سکنہ احمد نگر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری۔ اور بورڈ نے مورخہ 17 $\frac{7}{36}$ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۳۶ء

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد سنہ ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی احمد ولد لکھن ذات جنجوا سکنہ مقشہ چنڈ وکلاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ 18 $\frac{7}{36}$ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ 18 $\frac{4}{36}$

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنج
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد سنہ ۱۹۳۵
نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی چاکر ولد منہ ذات
سکنہ چک ۱۳۱ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ
ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صد
گزاری۔ اور بورڈ نے مورخہ 18 $\frac{7}{36}$ تاریخ
بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواس
ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرج
مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو
مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنج
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد سنہ ۱۹۳
نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی محمد ولد عنایت ذ
سکنہ چک ۲۲۱ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ
درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ا
ہے مورخہ 15 $\frac{7}{36}$ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے
درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندر
مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکو
کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ 16 $\frac{4}{36}$

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی کرم ولد احمد یار ذات سندرا سکنہ احمد آباد تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری۔ اور بورڈ نے مورخہ 7/6/36 تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔

تحریر مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۳۶ء

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی راجہ ولد ماچھی ذات للیرہ سکنہ مار رتہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری اور بورڈ نے مورخہ 7/6/36 تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔

تحریر مورخہ 5/6/36ء

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سوہنا ولد نتھو ذات سپیرا سکنہ لشکر چند تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ 7/6/36 تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو حاضر ہونا چاہئے۔

تحریر مورخہ 4/6/36ء

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء
زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء

نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی نونا ولد سردارا ذات جوئیہ سکنہ چک ۲۲۲ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ 7/6/36 تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو حاضر ہونا چاہئے۔

تحریر مورخہ 3/6/36ء

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول
چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہندوستان میں عورتوں کا پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار

تہذیب نسواں

[illegible]

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم

نے

۱۸۹۸ء میں جاری کیا

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک مع پیشگی

جلد ۳۹ | لاہور - ہفتہ ۱۳ جون ۱۹۳۶ء | نمبر ۲۴

تہذیب نسواں

لاہور - ہفتہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

نوٹس زیر دفعہ ۵ قاعدہ ۳۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس دیوانی سید شوکت حسین بی اے (آنرز) ایل ایل بی سینیر سب جج بہادر دہلی

لالہ سری رام ورام سروپ پسران لالہ رام گوپال مالکان فرم سری رام رام سروپ واقع نیا بانس دہلی [illegible]

بنام ۔ سورج بھان وغیرہ مدعا علیہم

دعوے دلا پانے مبلغ [illegible] روپیہ

جو کہ مقدمہ مندرجہ عنوان میں سمن بنام مساۃ کنولا دئی بنت ساگر مل سکنہ چورو ریاست بیکانیر مدعا علیہ جاری کیا گیا تھا ۔ بلا تعمیل سمن نہیں ہوئی ۔ اور معلوم ہوتا ہے ۔ کہ مدعا علیہا مذکور تعمیل سمن سے گریز کرتی ہے ۔ یا کہ معمولی طریقے سے اس کی تعمیل نہیں ہو سکتی ۔ لہذا اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ نسبت مدعا علیہا مذکور بدیں مضمون جاری کیا جاتا ہے ۔ اگر وہ بتاریخ ۱۸ ماہ جون ۱۹۳۶ء اصالتاً یا مختارتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ نہیں کرے گی ۔ تو اس کی نسبت کارروائی یک طرفہ عمل میں آوے گی ۔

آج بتاریخ ۱۹ ماہ مئی ۱۹۳۶ء بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری ہوا ۔

دستخط حاکم   مہر عدالت

اشتہار باجلاس لالہ دریائی لال صاحب بی اے ایل ایل بی عدالتی بہادر پھگواڑہ

امر سنگھ ولد ہیرا سنگھ ذات جٹ ساکن بہانوں تحصیل پھگواڑہ مدعی

بنام مساۃ کرمی بیوہ گیندا ذات چمار ساکن بہانوں تحصیل پھگواڑہ مدعا علیہا

دعوے دلا پانے مبلغ [illegible] روپیہ

مقدمہ مندرجہ بالا میں مساۃ کرمی بیوہ گیندا مدعا علیہا کو کئی دفعہ طلب کیا گیا ۔ مگر لاپتہ ہے ۔ اس لئے معمولی طریقہ سے تعمیل سمن ہونی مشکل ہے ۔ لہذا اشتہار ہذا آرڈر ۵ رول ۲۰ مشتہر کیا جاتا ہے ۔ کہ مدعا علیہا مذکور بتقرر ۱۷ جون ۱۹۳۶ء مطابق ۴ ہاڑ ۱۹۹۳ اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ ہذا کرے ۔ ورنہ کارروائی حسب ضابطہ تمہارے خلاف عمل میں لائی جائے گی ۔ تحریر ۲۵ مئی ۱۹۳۶ء

اشتہار بہ ثبت ہمارے دستخط و عدالت سے جاری کیا گیا ۔   دستخط حاکم   مہر عدالت

اباجان کی برسی

ایک سال گزر گیا۔ ہزاروں سال آئیں گے۔ اور گزر جائیں گے۔ مرنے والے یوں ہی خاک کی چادر تلے چپ چاپ پڑے رہیں گے۔ اور ان کو رونے والے ان کی دائمی مفارقت پر آٹھ آٹھ آنسو روتے رہیں گے۔ جو پانی ندی میں بہہ گیا۔ وہ واپس نہیں آسکتا۔ اور جو وقت گزر گیا۔ وہ دوبارہ نہیں لایا جا سکتا۔ کوئی کہتا ہے۔ آسمان گردش کرتا ہے۔ کسی کا قول ہے تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ لیکن کبھی ایسا بھی ہوا۔ کہ کوئی مرنے والا دوبارہ اس دنیا میں آگیا ہو۔ کیا ایسا ہونا ممکن ہے۔ کہ کسی وقت ہمیں اباجان کی نورانی صورت اور ان کا مسکراتا ہوا چہرہ۔ زندہ و تابندہ چہرہ پھر نظر آجائے؟ کائنات کا ہزارہا سالہ تجربہ شاہد ہے۔ کہ یہ تمنا بے سود ہے۔ دنیا میں ایک موت ہی ہے جس کا رد عمل کوئی نہیں۔ اگر یہ کسی طرح بھی ممکن ہوتا۔ تو انسان اپنے چہیتوں کو دوبارہ دیکھنے کے لئے خدا جانے کس حد تک ایثار گوارا کر لیتا۔ اگر رونے سے یہ تمنا حاصل ہو سکتی۔ تو ہم اپنی آنکھوں سے دجلہ و فرات رواں کر سکتے تھے؀

عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال
صد سال می تواں بہ تمنا گریستن

جب جانے والے واپس نہیں آسکتے اور اپنے پیاروں کی صورتیں دوبارہ نظر نہیں آسکتیں۔ تو پھر اس کے سوا کیا چارہ ہے۔ کہ ہم ان پیاروں کی محبوب چیزوں سے محبت کریں۔ اور ان کاموں میں زندگی بسر کریں۔ جو ان پیاروں کو عزیز تھے۔ اس سے ہماری اور ان کی روحوں میں یک رنگی اور یک آہنگی پیدا ہوگی۔ اور کون نہیں جانتا۔ کہ محبت کا کمال یہی ہے۔ کہ روحیں ایک دوسرے کے رنگ میں رنگی جائیں۔

جس مقدس ہستی نے ساری عمر تعلیم نسواں اور تہذیب نسواں میں بسر کردی۔ اس کی روح میں یقیناً ایک تشنگی باقی رہ گئی ہوگی۔ کہ کاش اجل مہلت دیتی اور کچھ اور کام ہو جاتا۔ اگر وہی کام دوسرے جاری رکھیں۔ تو کیا اس ہستی کی روح اس تصور سے سرشار مسرت نہ ہو جائے گی۔ کہ گو وہ خود دنیا میں موجود نہیں۔ لیکن اس کا کام برابر جاری ہے۔

آئیے۔ ہم سب بزرگ محترم شمس العلماء مولانا سید ممتاز علی رحمۃ اللہ علیہ کے کام کو جاری رکھیں۔ اور ۱۵ جون سنہ ۱۹۳۶ء کو خصوصیت سے ان کی روح کے لئے رحمت و مغفرت کی تڑپتی ہوئی دعائیں آستانۂ باری تعالیٰ پر نثار کریں۔ یہی مرحوم کی سب سے بڑی یادگار ہے۔ اور یہی اس کی برسی کی سب سے بڑی رسم ہے۔

سید امتیاز علی تاج

حیدرآباد سے کشمیر موٹر میں

(سلسلے کے لئے دیکھو تہذیب صفحہ ۴۰۵)

لاہور آنے کے بعد میں نے مسز تاج امتیاز علی سے وقت مقرر کر کے ملاقات کی۔ نہایت خوش اخلاق خاتون ہیں۔ بہت دیر تک ان سے باتیں ہوتی رہیں، انہوں نے مجھے خواتین لاہور سے ملانے کے لئے چند بیگمات کو مدعو کیا۔ اور مجھے ان سے ملایا۔ یہ ان کی مہمان نوازی اور مہربانی تھی۔ کہ انہوں نے میری خاطر اتنی تکلیف اٹھائی بہت ممکن ہے۔ یہ بات کہ ہم دونوں دکن کی مٹی سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس دکنی رشتہ کو جوش میں لائی ہو۔

حیدرآباد سے نکلتے وقت وہاں کافی گرمی شروع ہوگئی تھی۔ اور یہ گرمی تقریباً ہمارے تمام سفر میں ساتھ رہی۔ البتہ ہم جب سرزمین پنجاب میں داخل ہوئے۔ تب گو نہ فرق محسوس ہوا۔ بھلا ایسے زمانے میں دکن میں کیا خاک لطف ملتا تھا۔ البتہ جب ہم ناندیر پہنچے۔ تب رات میں ٹھنڈی ہوا خوب چلتی رہی۔ برار میں بھی یہی حال رہا۔ صوبجات متوسط اور یوپی سے گزرتے وقت بھی ہر جگہ وہی خاک اور وہی دھول اُڑتی نظر آتی تھی۔ کسی جگہ شگفتگی اور تازگی نام کو نہ تھی۔ سب جگہ وہی جھلسے ہوئے کھیت اور سوکھے نالے دکھائی دیتے تھے۔ البتہ راتوں میں جہاں قیام رہا۔ ٹھنڈی ہوائیں چلتی رہیں۔

حیدرآباد سے لاہور تک ہمارا سفر پورے سات دن میں ختم ہوا یعنی ہم ہفتے کے دن نکلے تھے۔ اور جمعہ کی شام میں لاہور پہنچے۔ لاہور میں گرمی شروع ہو چلی تھی۔ اس لئے ہم نے مناسب سمجھا۔ کہ اپریل کا مہینہ بھی کشمیر میں گزاریں۔ اور اس خیال سے ہم لوگ جمعرات ۲۰۔ اپریل کو دس بجے لاہور سے نکلے۔ بیگم لطیف یہی کہتی رہیں۔ کہ ہم کچھ اور دن ان کے مہمان رہیں۔ مگر ہمارے سر میں تو کشمیر کی سیر سمائی تھی۔ ہم کہاں رک سکتے تھے؟

گوجرانوالہ اور سیالکوٹ ہوتے ہوئے کشمیر کی حد میں داخل ہوئے۔ دور دور سے برفانی پہاڑ دکھائی دینا شروع ہو گئے تھے۔ جو عجیب لطف دے رہے تھے۔ جی چاہتا تھا۔ کہ جتنا جلد ہو سکے۔ ہم ان کے دامن میں پہنچ جائیں۔ اور نزدیک سے ان کا تماشا دیکھیں ہم نے دوپہر کا کھانا شہر جموں میں کھایا۔ اور چار بجے چائے پی کر نکلے۔ راستے میں یہ سن کر ہم کو فکر ہو گیا تھا۔ کہ اسٹیٹ کی دو لاریاں اس طرف سے واپس ہو گئیں۔ اور راولپنڈی کی جانب روانہ ہوئیں۔

لاہور سے سری نگر جانے کے لئے دو راستے ہیں۔ ایک تو قدیم راستہ جو راولپنڈی سے جاتا ہے۔ دوسرا جموں سے۔ راولپنڈی کے راستے میں نہ تو اتنی بلندی ہے۔ اور نہ ہی برفانی پہاڑوں کے پاس سے گزرنا پڑتا ہے۔ برخلاف اس کے

جموں کے راستے میں بانہال کی گزرگاہ تقریباً ۹ ہزار فٹ بلند ہے۔ اور برف کے پاس سے اور بعض اوقات برف میں سے کٹے ہوئے راستے سے گزرنا پڑتا ہے۔ یہی راستہ ہمیں دلچسپ نظر آیا۔ اس لئے یہی اختیار کیا۔

لاہور میں بہت سے لوگوں نے ہمیں جموں کی طرف جانے سے منع بھی کیا تھا۔ اور کہا تھا۔ کہ راستہ ابھی کھلا ہے۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ دوسرا راستہ اختیار کیا جائے۔ جموں کے راستے کو کھلے ہوئے صرف تین چار ہی دن ہوئے تھے۔ برف باری کی وجہ سے بند کر دیا گیا تھا۔ اور اس اثناء میں موٹروں و لاریوں کی آمد و رفت براہ راولپنڈی۔ سری نگر پہنچنے کے بعد ہم کو بہت خوشی ہوئی۔ کہ ہم نے یہی راستہ چنا۔

جموں کے آگے پہاڑی راستہ شروع ہو گیا۔ ایسی سرسبز و شاداب وادیاں مل رہی تھیں جن کے دیکھنے سے آنکھوں میں نور آتا تھا۔ ان وادیوں میں پانی سانپ کی طرح پیچ و تاب کھاتا ہوا کہیں سے کہیں دوڑا جا رہا تھا۔ دائیں بائیں جانب پہاڑیوں پر بکریاں چرتی ہوئی دکھائی دیتی تھیں۔ یہ بڑی خوبصورت تھیں۔ دکن کی بکریوں سے قد میں بہت اونچی تھیں۔ ان کے جسم پر ایک ایک بالشت سے بھی زیادہ لانبے بال ریشم کی طرح لٹک رہے تھے۔ جو بہت بھلے معلوم ہوتے تھے۔

اسی قسم کی گھاٹیاں طے کرتے ہوئے ہم شام کے قریب مقام "کد" پر پہنچے۔ جموں چھوڑنے کے بعد خنکی شروع ہو گئی تھی۔ گو یہاں کافی سردی تھی۔ صبح ہم جب یہاں سے نکلے۔ تو بہت اونچے اونچے پہاڑ ملنے لگے۔ اور خطرناک راستہ شروع ہو گیا۔ چونکہ سری نگر تک ریل نہیں ہے۔ اس لئے بے شمار لاریاں اور بسیں چلتی رہتی ہیں۔ تھوڑی سی غفلت سے بُری طرح ٹکر ہونے کا احتمال رہتا ہے۔

اکثر میں نے دیکھا۔ کہ لاری اور بس کے ڈرائیور خطرناک موڑوں پر بہت کم ہارن بجاتے ہیں۔ یا تو وہ بغیر ہارن کے موٹر چلانا فخر سمجھتے ہیں۔ یا لاپروائی سے ہارن نہیں بجاتے۔ میرے خیال میں ڈرائیوروں کے ساتھ سخت تدارک کیا جانا چاہئے۔ تاکہ وہ اس بری حرکت سے باز آئیں۔ یہاں موٹر چلانا کوئی آسان بات نہیں۔ تجربے اور مشق کی ضرورت ہے۔ یہ خود موٹر چلا رہے تھے۔ اور شوفر ان کے نام بیٹھا رہتا تھا۔ ایسے خطرناک موڑ کہ الٰہی توبہ۔ یاد کرنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کو انگریزی میں بلائنڈ کرورز (اندھی موڑیں) کہتے ہیں۔ ایسے بُرے موڑ ہوتے ہیں۔ کہ خبر نہیں ہوتی پیچھے کیا ہے۔ اور آگے کیا۔

موٹر کو موڑتے وقت دل سہم جاتا تھا۔ اور کہ خدانخواستہ اگر ذرا سی بھی غفلت ہوئی۔ تو موٹر

تحت الثریٰ میں پہنچے۔

مغرب کے بعد جہاں ڈاک بنگلہ ملتا تھا۔ ہم اتر جاتے تھے۔ اس لئے کہ راستہ اتنا چکر کر چھ بجے کے بعد اس پر سے گزرنے کی کوشش کرنی حماقت تھی۔ اس کے علاوہ جا بجا سڑک کے کنارے تختوں پر لکھا رہتا ہے۔ کہ مغرب کے بعد موٹر نہ چلائی جائے۔

بعض پہاڑ اوپر سے نیچے تک ہرے ہرے درختوں اور پودوں سے گھرے ہوئے بڑے خوبصورت نظر آتے تھے۔ بعض بڑے پہاڑ بارش کی کثرت سے کٹ گئے تھے۔ ان کا رنگ سیاہ اور بیحد گیلا۔ نہ ان پر کوئی درخت اور نہ کوئی پودا ہم ہر لحظہ چڑھائی زیادہ ہوتی جا رہی تھی۔ ارادہ تھا کہ پورے ایک دن میں اپنا سفر ختم کر کے سر مغرب کشمیر پہنچ جائیں۔ لیکن بارہ بجے بانہال ایک مقام پر ہم کو دفعتاً رک جانا پڑا۔ پولیس والے نے ہم کو آگے جانے سے روک دیا۔ اور کہا۔ کہ چونکہ آگے سڑک ابھی ابھی کھلی ہے۔ اس کی اصلاح ہو رہی ہے۔ اس لئے جموں سے سری نگر جانے والے موٹروں کو صبح چھ بجے سے آٹھ بجے تک جانے کی۔ اور سری نگر سے آنے والی موٹروں کو دوسری جانب گیارہ سے دو بجے تک آنے کی اجازت ہے۔

بہر حال ہم کو مجبوراً بانہال میں ٹھیرنا پڑا۔ ڈاک بنگلہ اچھا اور لب سڑک واقع ہے۔ لیکن بستی بہت چھوٹی ہے۔ وہاں گوشت اور کسی قسم کی ترکاری نہیں ملتی۔ غالباً ہفتہ میں ایک مرتبہ بازار لگتا ہے۔ تب یہ سب چیزیں ملتی ہیں۔ ہم نے مرغ اور انڈوں پر قناعت کی۔ تمام رات اچھی خاصی سردی رہی۔ اس لئے کہ برفانی پہاڑ قریب تھا۔ چونکہ دوسرے دن بہت سویرے نکلنا تھا۔ اس لئے ہم بہت سویرے بیدار ہوئے اور ناشتہ سے فارغ ہو کر صبح سات بجے روانہ ہوئے۔ موٹر اور راستہ کا ٹیکس بھی اسی مقام پر ادا کرنا پڑا۔ اور یہاں ہر ایک کو فارم پر اپنا نام سفر کی غرض وغیرہ وغیرہ لکھنا پڑا۔

تھوڑی دیر چلنے کے بعد چڑھائی شروع ہوئی۔ اور سردی بھی محسوس ہونے لگی۔ جدھر نظر جاتی ادھر برف ہی برف نظر پڑتی تھی۔ ہم جوں جوں بلندی پر چڑھتے جاتے تھے۔ برف کثرت سے نظر آنے لگی۔ سطح سمندر سے جب ہم لوگ آٹھ ہزار فٹ کی بلندی پر پہنچ چکے تھے۔ تب کہیں سڑک کے کنارے سے چٹان سے چپکے ہوئے برف کے تودے نظر آنے لگے۔ دل بے چین ہونے لگا۔ کہ ان کو ہاتھ لگا کر دیکھنا اور چکھ کر دل ٹھنڈا کرنا چاہئے۔ چنانچہ میری خواہش پر ایک برف کی چٹان کے پاس موٹر ٹھیر گئی تھی۔ ہم لوگ موٹر میں سے اترے۔ اور بڑے شوق سے برف کو اپنے ہاتھ سے توڑنے لگے۔ اس وقت عجیب کیفیت تھی۔ دیکھنے میں سفید پتھر مگر ہاتھ لگانے سے روئی کی مانند نرم تھی۔ ناخون

سے گردہ گرد کیا۔ تو قند کی طرح ذرّے نکل گئے۔ اس کو جس شکل میں چاہا۔ ہاتھوں سے ڈھال لیا۔ چکھ کر دیکھا۔ تو حلق سے لے کر پیٹ تک ٹھنڈک ہی ٹھنڈک پڑ گئی۔ سردی اتنی مہلت نہیں دے رہی تھی۔ کہ برف سے کھیلیں۔ یا اس کو کھائیں۔ برف کو چھونے سے ہاتھ اسی طرح ڈرتے تھے جیسے آگ کو چھونے سے۔ بہر حال جب برف کو اچھی طرح دیکھ بھال لیا۔ تب ہم نے موٹر میں اپنی اپنی نشست سنبھالی۔

موٹر اور بلندی پر چڑھنے لگی۔ برف کے تودے پہاڑ قریب سے دکھائی دینے لگے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ قدرت نے سرسبز وادی کشمیر کی حفاظت کے لئے سفید دیو کھڑے کر دیئے ہیں۔ ان کی سفیدی دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ اب ہم نو ہزار فٹ بلندی پر چڑھ گئے۔ اور ہماری موٹر ان کے بازو سے گزرنے لگی۔ یہاں ایک ٹنل ہے جس کے اندر باہر برف ہی برف تھی۔ اس میں سے گزرنے کے بعد اتار شروع ہوتا ہے۔ ٹنل میں ہم داخل ہوئے۔ سڑک درمیان میں سے [illegible]ی موٹر گزرنے لگی۔ اس میں انتہا سے زیادہ اندھیرا تھا۔ موٹر کی پوری روشنی کھول دی گئی تھی۔ لیکن پھر بھی کچھ نہیں دکھائی دے رہا تھا۔ اس سے نکلنے کے بعد اپنی موٹر روک لی۔ تاکہ یہاں سے وادی کا اور خاص کر گلیشیر کا مشاہدہ کریں۔ جغرافیہ میں گلیشیر کا نام پڑھا تھا۔ مگر اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ میں نے موٹر کے سامنے سب کو کھڑا کر کے ایک تصویر بھی لی۔ اس اثناء میں ٹائر میں ایک پنکچر بھی ہو گیا تھا۔ دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ٹنل میں ایک موٹا کشمیری کیلا چبھ گیا ہے۔ الغرض دوسرا پہیہ بدل دیا گیا۔ اور ہم آگے بڑھے۔

نیچے اوپر۔ دائیں بائیں بہر حال جس طرف نظر دوڑاؤ اس طرف برف ہی برف نظر آ رہی تھی۔ برف کے ان دلچسپ مناظر پر ہماری آنکھیں جمی ہوئی تھیں۔ اور موٹر آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھی۔ راستہ برف سے بھرا پڑا تھا جس کی وجہ سے برف کو کاٹ کر راستہ بنایا گیا تھا۔ مزدور ہر طرف برف ہٹانے میں مشغول نظر آتے تھے۔ یہاں سے وادی کا منظر نہایت دل فریب ہے۔ نشیب میں قدرت اپنی پوری رعنائی میں جلوہ گر تھی۔ ہر جگہ گل کاری تھی۔ ہرے ہرے درخت لہلہا رہے تھے۔ اب ہم ان مناظر کو دیکھتے ہوئے کوئی دو تین ہزار فٹ نیچے اتر گئے۔ پہاڑی راستہ ختم کرنے کے بعد سرینگر چالیس پچاس میل رہ گیا تھا۔ یہاں سے ہموار میدان ملا۔ اس وقت موسم بہار تھا۔ چوطرف شگوفے اور غنچے کھل رہے تھے۔ رائی کے پھولوں سے کھیت پیلے پڑ گئے تھے۔ آسمان ابر آلود تھا۔ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔ ہر طرف ہری ہری گھاس کا مخمل فرش خاک تھا۔ ہلکی ہلکی دھوپ چمک رہی تھی۔ ہماری موٹر کو صدہا میل طے کرنے کی عادت

ہوگئی تھی۔ وہ اپنی دھن میں مست چلی جا رہی تھی۔ اور ہم اس منظر کو دیکھ دیکھ کر دل ہی دل میں اس کی جلدی پر افسوس کر رہے تھے۔ سڑک کی دونوں جانب چنار کے درخت سرو قد قطار در قطار کھڑے ہوئے تھے۔ گویا کسی نے پریڈ کے میدان پر ان کو اٹنشن کا حکم دیا ہے۔ ایسے درخت کہ ان کو بار بار دیکھنے کو طبیعت چاہ رہی تھی +

اس خوب صورت سڑک پر سے گزرتے ہوئے ہم تقریباً ایک بجے سرینگر کے شہر میں داخل ہوئے۔ بھوک بھی خوب لگ رہی تھی۔ کھانے کا بھی وقت ہو چکا تھا۔ ہمارے ساتھ اس مرتبہ کچھ کھانا اور میوہ وغیرہ نہ تھا۔ لوگوں سے دریافت کرتے ہوئے ہم نے ایک ہوٹل کا پتہ لگایا۔ اور وہیں کھانا کھایا۔ اور چائے پی۔ اس کے بعد ٹھکانا ڈھونڈنے کی فکر سر پر غالب ہوئی۔ اور ہاؤس بوٹ کی تلاش میں نکلے۔ ہر ایک ہانجی (کشتی کا مالک)، ہم کو اپنے شکارے میں (جو ایک چھوٹی کشتی ہوتی ہے)، بٹھا کر ہاؤس بوٹ دیکھنے پر مجبور کرتا تھا۔ اسی طریقے سے کئی ہاؤس بوٹ دیکھ ڈالے۔ دیکھنے سے طبیعت تنگ آگئی تھی۔ دو تین گھنٹے اسی کشمکش میں گزرے۔ آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ نہ کرایہ کا تصفیہ ہوتا تھا۔ نہ کسی بوٹ کے انتخاب کرنے کے متعلق سوچنے کی مہلت ملتی تھی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرنا چاہئے۔ نو واردوں کو دیکھ کر سب ہانجی ان پر پل پڑے تھے۔ اور اتنا غل مچاتے ہیں۔ کہ آدمی دیوانہ ہو جاتا ہے۔ آخر میں ہم نے ایک ہاؤس بوٹ پسند کر کے تصفیہ کر لیا۔ اور اس میں سامان منتقل ہو گئے +

اب ہمارا ٹھکانا روئے زمین پر نہیں۔ بلکہ سطح آب پر ہے۔ پورے پندرہ دن کے بعد سفر سے چھٹکارا ملا۔ ورنہ خانہ بدوش تھے۔ روز صبح ہوتے ہی سفر کی تیاری کی فکر لگ جاتی تھی +

دریائے جہلم کی ایک جانب ہمارا بوٹ کھڑا ہے بوٹ کیا ہے۔ اچھا خاصا مکان ہے۔ کسی بات کی تکلیف نہیں۔ دو خواب کے کمرے ہیں۔ جن کے ساتھ دو حمام بھی لگے ہوئے ہیں۔ ایک ملاقات کا کمرہ اور ایک کھانے کا کمرہ اور ایک برتن وغیرہ رکھنے کی جگہ۔ ہر کمرے میں پلنگ۔ ایک ایک الماری اور سنگار کا میز موجود ہے۔ کھانے کے کمرے میں میز کرسیاں۔ ضرورت کے برتن۔ کانٹے چمچے اور رکابیاں کافی مقدار میں موجود رہتی ہیں۔ ملاقات اور بیٹھنے کا کمرہ اچھا خاصا آراستہ ہوتا ہے۔ تمام کمروں میں قالین اور شطرنجیوں کا فرش ہے۔ بوٹ کی چھت پر بیٹھنے کی جگہ ہے۔ جس تک پہنچنے کے لئے سیڑھیاں ہیں۔ ہم شام پردے لگے ہوتے ہیں۔ وہاں گرمی میں سایہ کے نیچے بیٹھ کر دور دور تک نظر دوڑا سکتے ہیں۔ اوپر نظر اٹھا۔ یہ کوہسار مخملی قبا زیب تن کئے کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ اور ان کے پیچھے دوسرے

اونچے پہاڑ ہیں۔ جو برف کی ٹوپیاں اوڑھے ہوئے جھانک رہے ہیں۔ نظر پیچھے کیجیے تو کشتی کے مکانوں کا سلسلہ دور دور تک چلا گیا ہے۔

جند ر جو یہاں کی مشہور و معروف سیر گاہ ہے۔ اُس کے کنارے چھوٹے چھوٹے "سفیدے" کے درختوں پر بھانت بھانت کی چڑیاں بیٹھ کر چہچہاتی ہیں۔

ہر ہاؤس بوٹ کے ساتھ۔ ایک چھوٹی کشتی جو اس کا دم چھلا بن کر ساتھ لگی رہتی ہے۔ باورچی خانہ ہے۔ اور اسی میں مالک بوٹ اور اس کا خاندان اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔

ہاؤس بوٹ میں برقی روشنی کے استعمال کا بھی انتظام رہتا ہے۔ ہاؤس بوٹ ایک متحرک مکان ہوتا ہے۔ اس کو ہم جہاں چاہیں کھڑا کر سکتے ہیں۔ جس گھاٹ کے کنارے ٹھیرائے ہیں۔ اس کا ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ یہ ٹیکس مختلف جگہ جدا ہے۔ کہیں چھ روپیہ ماہانہ دینا پڑتا ہے اور کہیں بارہ روپیہ۔ لوگ عموماً ایسا گھاٹ پسند کرتے ہیں۔ جہاں درخت ہوں۔ تاکہ گرمی میں ان کا سایہ بوٹ پر پڑے۔ اور کشتی دھوپ سے گرم نہ ہو۔ جب یہ ایک جگہ کھڑا رہتا ہے۔ تو اس کو لوہے کی موٹی زنجیر اور تاروں سے باندھ دیا جاتا ہے۔ تاکہ اس کو پانی کی موجوں اور ہوا کے جھونکوں سے جنبش نہ ہونے پائے۔

اس کشتی کو جب ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا ہے۔ تو آٹھ دس بلکہ اس سے بھی زیادہ مزدوروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ بڑی محنت سے آگے بڑھاتے ہیں۔ پسینہ میں شرابور ہو جاتے ہیں۔ تھکن محسوس نہ کرنے کی خاطر مختلف نعرے لگاتے ہیں۔ جو بہت بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ ایک ان میں سے کچھ کہتا ہے۔ اور باقی بیک آواز جواب دیتے ہیں۔ ایک کہتا ہے۔ لا الہ دوسرے جواب دیتے ہیں الا اللہ۔ ایک پکارتا ہے یا پیر تو دوسرے کہتے ہیں دستگیر ایک کی صدا ہوتی ہے۔ نورالدین تو سب پکار اٹھتے ہیں جہانگیر وغیرہ وغیرہ

ہم جس دن یہاں پہنچے۔ اس دن کا موسم اچھا تھا۔ مگر دوسرے دن سے موسم میں تغیر ہو گیا۔ یعنی مطلع ابر آلود ہو گیا۔ اور بارش کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ آفتاب نے منہ چھپا لیا۔ پانچ چھ دن تک یہی حالت رہی۔ جس کی وجہ سے غضب کی سردی تھی۔ مغرب کے پہلے ہی سے اندھیرا ہو جاتا تھا۔ اور روشنی کی ضرورت ہوتی تھی۔ یہ لوگ جو ولائت اور سکاٹ لینڈ کی سیر کر آئے ہیں سمجھ سکتے ہیں۔ کہ سردی کا وہی زور ہے۔ اور موسم بھی وہیں کا سا ہے۔ صرف فرق اتنا ہے۔ کہ وہاں کمروں میں آگ سلگا کر آرام سے بیٹھتے تھے۔ اور یہاں لکڑی کے بوٹ ہونے کی وجہ سے آگ روشن کرنے کا انتظام نہیں۔ (باقی آئندہ)

رضیہ عبدالحق

بچوں کی سزا

چھوٹے بچوں کو جسمانی سزائیں ہرگز نہ دینی چاہئیں۔ لیکن جب اور کوئی طریقہ کارگر نہ ہو تو اس وقت مجبوراً دی جا سکتی ہیں۔ سزا دینے کو تو سب ماں باپ اپنے بچوں کو روزانہ دیا کرتے ہیں۔ لیکن بہت کم لوگ اس امر سے واقف ہیں۔ کہ سزا کب۔ کیوں اور کیسے دینی چاہئے۔ اس لاعلمی کی وجہ سے بچوں کی طبیعت میں بہت خرابی واقع ہو جاتی ہے۔ بہت سزائیں دینے سے بچے بزدل اور پست ہمت ہو جاتے ہیں۔ اپنے والدین کے سامنے خاموش منفعل اور مغموم نظر آتے ہیں۔ جس کا ان کی صحت و ذہانت پر برا اثر پڑتا ہے۔ اور وہ ہر وقت ایسے خائف اور ہراساں رہتے ہیں۔ کہ معمولی باتیں بھی آسانی سے ان کی سمجھ میں نہیں آتیں ۔

بعض لڑکے سزاؤں کی وجہ سے بہت ضدی اور بے حیا ہو جاتے ہیں۔ اور پٹ جانا اور مار کھا لینا ان کے لئے ایک معمولی سی بات ہو جاتی ہے۔ قصداً اپنے والدین کو چڑانے کے لئے انواع و اقسام کی شرارتیں کرتے ہیں۔ اور دل میں یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اماں جان تو کیا کریں گی۔ بس یہی نا کہ دو چار چپت لگا دیں گی۔ یا ایک آدھ بید مار دیں گی۔ لیکن میری ضد تو پوری ہو جائے گی۔ فتح تو میری ہی ہو گی ۔

جو لڑکے بہت حساس طبیعت کے ہوتے ہیں۔ ان پر سزا کا بہت برا اثر پڑتا ہے۔ ان کو روحی صدمہ ہوتا ہے۔ اور ان کے جذبات کو بہت ٹھیس لگتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ برانگیختہ ہو کر سزا دینے والے کا نہایت سختی سے مقابلہ کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اس لئے خصوصاً بڑے لڑکوں اور لڑکیوں کو جسمانی سزا دیتے وقت بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ بلکہ بالغ لڑکے اور لڑکیوں کو تو ہرگز جسمانی سزائیں نہ دی جائیں ۔

ہر ماں باپ کے لئے بہت ضروری ہے۔ کہ کچھ نہ کچھ بچوں کی نفسیات سے واقفیت رکھیں۔ اگر والدین کو بچوں کی مختلف عمروں میں ان کی ذہنی۔ جسمانی اور اخلاقی کیفیات کا کچھ علم ہو۔ تو تربیت و تعلیم میں بہت کم غلطیاں سرزد ہوں ۔

یہ بچوں کی فطرت ہوتی ہے۔ کہ وہ کسی وقت چین سے بیٹھنا نہیں چاہتے۔ ہر وقت کودتے شور و غل کرتے رہتے ہیں۔ ناواقف والدین ان کو ان حرکتوں سے باز رکھنے کے لئے پسند کرتے ہیں۔ اور ڈانٹتے پھٹکارتے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں۔ کہ بڑوں کی طرح بچوں کو بھی سنجیدہ مزاج ہونا چاہئے۔ ایسی حالت میں سزا دینا سخت غلطی ہے۔ سزا صرف اس وقت دینا چاہئے

جب بچہ خواہ مخواہ ضد کرتا ہو۔ ماں باپ یا بزرگوں کا حکم نہ مانتا ہو۔ یا اپنی اخلاقی پستی کا ثبوت دیتا ہو۔ اگر بچے کے اخلاق میں کوئی نقص واقع ہو رہا ہو۔ اور خراب عادتیں پڑ رہی ہوں۔ تو اس کی وجہ معلوم کر کے اس کے انسداد کی کوشش کرنی چاہئے۔ سزا تو صرف ایسی ہی صورت میں دینی چاہئے۔ جب اور طریقوں سے ناکامی ہو۔

سزا دینے کے عموماً تین مقاصد تسلیم کئے گئے ہیں۔ سزا دینے کا پہلا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ سزا دوسروں کے لئے تنبیہ ہو۔ اور دوسرے بچے اس سزا سے مناسب عبرت حاصل کریں۔ اور ہمیشہ کے لئے ایسی بری حرکتوں سے باز رہیں۔ دوسرا منشاء یہ ہوتا ہے۔ کہ تقصیر کرنے والے کی اصلاح ہو۔ اس کے اخلاق و عادات درست ہو جائیں۔ اور اس سے پھر ایسی غلطیاں نہ سرزد ہوں۔ سزا کی تیسری غرض یہ ہوتی ہے کہ جس شخص نے جو فعل کیا ہے اس کا بدلہ یا معاوضہ پانا چاہئے۔ اگر کسی شخص نے برا کام کیا ہے۔ تو وہ کبھی اچھے سلوک کا مستحق نہیں ہے۔

روسو کا قول ہے۔ کہ بچوں کو ہمیشہ قدرتی سزائیں دی جائیں۔ تاکہ وہ اس سزا کو اپنے افعال کا قدرتی نتیجہ تصور کریں۔ اسپنسر نے بھی اس مسئلہ پر بہت تفصیل سے بحث کی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ اگر کوئی بچہ آگ میں انگلی ڈالتا ہے۔ تو اسے روکو نہیں بلکہ جلنے دو۔ اگر اسے اس حرکت سے باز رکھنے کے لئے ڈرایا دھمکایا جائے۔ تو اس سے زیادہ مفید نتیجہ نکلنے کی امید نہیں ہے۔ بہت ممکن ہے۔ کہ اس کے دل میں اشتیاق باقی رہ جائے۔ کہ دیکھیں آگ میں انگلی ڈالنے سے کیا ہوتا ہے۔ اور پھر اس کا تجربہ لینے کی کوشش کرے۔ جبکہ اس کے والدین موجود نہ ہوں۔ اور اس سے اس کو سخت نقصان پہنچ جائے۔ لہذا آگ میں اسے انگلی ڈالنے دینا چاہئے۔ تاکہ اس کو ہمیشہ کے لئے تجربہ ہو جائے کہ آگ انگلی کو جلا دیتی ہے۔

اسپنسر کے قول کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ ہم کو سزا کے معاملے میں قدرت سے سبق لینا چاہئے۔ اور بچے کو یہ ہرگز محسوس نہ ہونے دینا چاہئے۔ کہ اس کی شرارتوں کی جو سزا ملتی ہے۔ وہ کوئی انسان دے رہا ہے۔ بلکہ قدرت دے رہی ہے۔ اور یہ کہ جب کبھی اس سے ایسی حرکت سرزد ہوگی۔ قدرت اس کو بلا رعایت ہمیشہ بہت سختی سے ایسی ہی سزا دے گی۔ اگر اسے یہ معلوم ہوگا کہ اسے کسی انسان نے سزا دی ہے۔ تو اس شخص کے خلاف بغض و کینہ کے جذبات برانگیختہ ہو جائیں گے۔ جس کی وجہ سے بچے اور والدین کے درمیان خلوص و محبت میں کمی ہو جائے گی۔

اگر بہ نظر غائر دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ روسو اور اسپنسر کا نظریہ ہر صورت مفید اور کارگر نہیں ثابت ہوتا۔ اہم خطاؤں اور تقصیروں کے لئے قدرتی سزا مناسب نہیں۔ فرض کیا کہ ایک بچہ کسی خطرناک آلے سے کھیل رہا ہے۔ اگر

ایسی صورت میں بچے کو خطرناک آلے سے کھیلنے دیا جائے۔ اور یہ سمجھا جائے۔ کہ قدرت اس کی شرارتوں کی سزا خود دے گی۔ تو بہت خطرے کا اندیشہ ہے۔ ممکن ہے۔ کہ اسے اس عمل سے نقصان نہ پہنچے۔ اور باوجود خطرناک حرکت کے مرتکب ہونے کے وہ بالکل صحیح و سلامت رہ جائے۔ اور اسے آیندہ پھر اس حرکت سے باز رکھنے کے لئے کوئی سبق نہ حاصل ہو۔ اور وہ پھر اس حرکت کا اعادہ کرے۔ یا یہ بھی ممکن ہے۔ کہ اسے اس جرم کی پاداش میں بہت ہی سخت سزا مل جائے۔ جس کا وہ مستحق نہیں تھا۔ اور وہ ہلاک ہو جائے ؛

سزا دینا اتنا آسان نہیں ہے۔ جتنا آسان کہ ہم لوگ اسے سمجھتے ہیں۔ سزا دیتے وقت ہمیں بہت سی باتوں کا خیال کرنا چاہئے۔ اول سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ سزا کب دینی چاہئے۔ سزا دینے میں دیر نہ کرنی چاہئے۔ بلکہ کسی بری عادت یا حرکت کا جب آغاز ہو۔ اسی وقت سزا دینی چاہئے۔ بعض لوگ جب اپنے ننھے بچوں کو کوئی نئی شرارت کرتے دیکھتے ہیں۔ تو بہت خوش ہوتے ہیں۔ اور جب تک بچے ان شرارتوں کی مشق دوسروں پر کرتے رہتے ہیں۔ اس وقت تک قطعاً پروا نہیں کی جاتی۔ لیکن جب دیکھتے ہیں۔ کہ وہ خود بھی بچوں کی ان شرارتوں کے شکار ہو رہے ہیں۔ تو خواب غفلت سے جاگتے ہیں۔ اور بعض اوقات جذبات غیظ و غضب سے مغلوب ہو کر بہت سخت سزائیں دیتے ہیں۔ یہ غلطی ہے۔ اگر بچے کی جھوٹ بولنے۔ چوری کرنے۔ دوسرے بچوں سے ہر وقت لڑنے یا گالیاں بکنے کی عادت پڑ رہی ہے۔ تو اس کے انسداد کی فوراً کوشش کرنی چاہئے۔ پہلے اسے سمجھانا چاہئے۔ اور اگر سمجھانے سے بھی نہ باز آئے۔ تو اس کو سزا دینی چاہئے۔ ایسے موقع پر چشم پوشی کرنا سخت غلطی ہے۔ کیونکہ جب بری عادتیں راسخ ہو جاتی ہیں۔ تو ان کا چھوٹنا بھی مشکل ہو جاتا ہے ؛

سزا ہمیشہ اتنی ہی دینی چاہئے۔ جتنی فی الواقع ضروری ہے۔ اگر قصور معمولی ہو۔ تو اس کے لئے سزا بھی خفیف ہونی چاہئے۔ بہت سے لوگ غصے میں معمولی قصوروں پر سخت سزائیں دیتے ہیں۔ یا بڑے قصوروں کی چشم پوشی کر جاتے ہیں۔ یا اس کی اہمیت کا اندازہ نہ کرنے کی وجہ سے بہت معمولی سزائیں دیتے ہیں۔ اگر کسی بچے نے ایک دوسرے بچے کے کان کھینچ لئے۔ تو اس کے لئے بچے کو صرف سمجھا دینا کافی ہے۔ یا بہت معمولی سزا دے دی جائے۔ لیکن اگر بچے نے غصے میں کسی دوسرے بچے کو پتھر پھینک کر مار دیا اور اس کا سر پھٹ گیا۔ تو یہ بہت خطرناک عادت ہے۔ اس لئے وہ بچہ سخت سزا کا مستوجب ہو سکتا ہے ؛

ایک خاتون ہیں۔ ان کے کئی بچے ہیں جب

وہ خوش رہتی ہیں۔ تو ان کے بچے چاہے کتنا ہی بڑا قصور کرتے ہیں۔ وہ کچھ بھی نہیں بولتیں بلکہ خود بھی لطف اندوز ہوتی ہیں۔ لیکن جب وہ ناخوش رہتی ہیں۔ تو معمولی سے قصور پر بھی بچوں کی خوب خراج پرسی کرتی ہیں۔ اس بے اصول سزا کی وجہ سے ان کے بچے بہت بے حیا اور نڈر ہو جاتے ہیں۔ اور جو شخص ان کے گھر جاتا ہے۔ اس سے وہ بچے بدتمیزی سے پیش آتے ہیں۔ اور طرح طرح سے ستاتے ہیں ؛

کسی قصور پر ہر بچے کے لئے یکساں سزا مقرر نہیں کی جاتی۔ حساس بچے محض آنکھوں کے اشارے پر کام کرتے ہیں۔ ایسے بچوں کے لئے ایک تیز نظر کافی ہے۔ بعض بچے محض ڈانٹ دینے سے اپنی بُری حرکتوں سے باز آجاتے ہیں۔ لیکن کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ ان کو بغیر مارے پیٹے کام نہیں چلتا۔ بچوں کی جسمانی حالت کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔ کمزور اور مضبوط بچے دونوں کے لئے یکساں سزائیں مناسب نہیں۔ کمزور بچہ زیادہ سزا کا متحمل نہیں ہو سکتا ؛

سزا دینے کے لئے کسی خاص اہتمام کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے بچے کے دل میں یہ خیال ہو سکتا ہے۔ کہ محض انتقام کی غرض سے سزا دی جا رہی ہے۔ سزا دیتے وقت حرکات و سکنات اور گفتگو سے کسی طرح یہ ظاہر نہ ہونا چاہئے۔ کہ والدین یا سرپرست بچے سے انتقام لینا چاہتے ہیں۔ سزا کا مقصد صرف یہ ہونا چاہئے۔ کہ بچے کے اخلاق۔ اطوار و عادات کی اصلاح ہو۔ اور خراب جبلتوں کی بیخ کنی ہو ؛

سزا اس قسم کی ہونی چاہئے۔ کہ تقصیر کرنے والے کی ذات سے جو نقصان ہوا ہو۔ اس کی کسی حد تک تلافی ہو جائے۔ مثلاً اگر کوئی بچہ دوسروں کی چیزیں [illegible] ہے۔ تو والدین کو جب علم ہو۔ تو ان چیزوں کو واپس کر دیں۔ اور بچے کی دلچسپی کی چیزیں۔ مثلاً کھلونے وغیرہ ضبط کر کے وہ چیزیں بچوں کو دیدینے چاہئیں ؛ یہ طریقہ سب [illegible] سزا سے زیادہ موثر ثابت ہوگا۔ یا اگر کوئی بچہ ڈبیا میں سے دیا سلائیاں نکال کر زمین پر پھینک دیتا ہے۔ تو بجائے مارنے پیٹنے کے یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ کہ بچے سے کہا جائے۔ کہ وہ سب دیا سلائیاں اُٹھا کر پھر ڈبیا کے اندر رکھ دے۔ اس سے اس کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ میرے اس قصور سے دوسروں کو کیا دقت پیش آتی ہے ؛

میں نے اس چھوٹے سے مضمون میں سزا کے اصولوں پر اجمالی روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ امید ہے۔ کہ اس سے ہماری بہنوں کی واقفیت میں کچھ نہ کچھ اضافہ ضرور ہوگا۔ بہر حال میرا منشاء صرف یہ ہے۔ کہ بہنیں جب کبھی اپنے بچوں کو سزا دینے کی ضرورت محسوس کریں۔ تو اس موقع پر محض غیظ و غضب

کو اپنا رہبر نہ بنائیں۔ بلکہ ٹھنڈے دل سے یہ بھی سوچنا ضروری ہے۔ کہ واقعی اس وقت بچے سے ایسا ہی قصور سرزد ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ مستوجب سزا قرار دیا جا سکتا ہے۔ یا نہیں۔ اگر غور و خوض کے بعد بھی اس نتیجہ پر پہنچیں۔ کہ سزا دینا لازمی ہے۔ تو مندرجہ بالا باتوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

از مسز سید احمد مچھلی شہری

پنجاب پراونشل مسلم لیڈیز لیگ لاہور

پنجاب پراونشل مسلم لیڈیز لیگ کی جنرل کونسل کا اجلاس مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۳۶ء کو منعقد ہوا۔ لیگ کی صدر لیڈی فضل حسین صاحبہ نے جلسے کی صدارت فرمائی۔ جنرل کونسل کی پچاس سے زائد ممبران موجود تھیں جن میں سے چند نام یہ ہیں۔ لیڈی شفیع۔ بیگم دولتانہ۔ بیگم کرنل اللہ جوایا۔ بیگم بشیر احمد۔ بیگم شیخ رحمت اللہ خاں۔ بیگم ملک محمد حسین۔ بیگم ڈاکٹر سیف الدین کچلو۔ بیگم احمد سعید۔ بیگم عبدالمجید بٹ۔ بیگم مولانا محمد علی۔ مسز حجاب امتیاز علی۔ اس کے علاوہ فیروز پور سے بیگم قلندر علی خاں۔ جالندھر سے بیگم اسعد اللہ خاں۔ اور امرتسر سے مسز بیضا خاں خاص طور پر اس کونسل کی میٹنگ کے لئے تشریف لائی تھیں۔

سب سے پہلے بیرونجات کی خواتین کے خطوط پڑھ کر سنائے گئے۔ پھر بیگم شاہنواز نے لیگ کی رپورٹ سناتے ہوئے کہا۔ کہ یہ لیگ مارچ ۱۹۳۵ء سے کام کر رہی ہے۔ سال گزشتہ جب لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس کا کام تین کمیٹیوں کے سپرد کیا جائے۔ یعنی تعلیمی معاشرتی۔ اور سیاسی۔ لیکن جب ۱۹۳۶ء کے شروع میں مسلم ویمنز کانفرنس توڑ دی گئی۔ تو مسلم لیڈیز لیگ کی جنرل کونسل کی میٹنگ نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ اب اس لیگ کی توجہ صرف سیاسی اور اصلاحی کاموں کی طرف چاہئے۔ اس لئے ان تینوں کمیٹیوں کی جگہ صرف ایک ورکنگ کمیٹی منتخب کی گئی۔ بیگم قلندر علی صاحبہ لیگ کی جنرل سکرٹری چونکہ فیروزپور تشریف لے گئی تھیں۔ اس لئے ان کی جگہ خاکسار کو منتخب کیا گیا۔ اور بیگم محمد علی اور مسز رشیدہ لطیف جائنٹ سکرٹری مقرر ہوئیں۔ مندرجہ ذیل نائب صدر دوبارہ منتخب ہوئے۔

لیڈی سکندر حیات۔ بیگم شاہنواز آف ممدوٹ۔ بیگم مظفر خاں۔ بیگم اصغر علی۔ بیگم شاہ دین۔ بیگم قلندر علی خاں۔

دو سو سے زائد خطوط پنجاب کی مختلف خواتین اور تمام ہندوستان کی مشہور خواتین کو بھیجے گئے۔ جن میں ان سے درخواست کی گئی۔ کہ وہ لیگ

کی شاخیں مختلف مقامات پر قائم کریں۔ تاکہ ایک آل انڈیا مسلم لیڈیز لیگ کا قیام عمل میں آ سکے۔

ان خطوط کے تسلی بخش جوابات آ چکے ہیں پنجاب کی جن خواتین سے جنرل کونسل کی ممبری کے لئے کہا گیا تھا۔ انہوں نے نہ صرف اس کو قبول کیا۔ بلکہ اس کو کامیاب بنانے کے لئے تجاویز بھی پیش کیں۔ دلی۔ کلکتہ۔ بریلی ڈھاکہ۔ حیدرآباد دکن اور صوبہ سرحد کی مسلم خواتین نے نہایت شوق سے لیگ کی شاخیں اپنے اپنے صوبے میں قائم کرنے کو کہا ہے اگرچہ جنرل کونسل کے ممبروں کی تعداد ایک سو مقرر کی گئی تھی۔ لیکن پنجاب کی اس قدر خواتین نے اس میں شامل ہونے کی خواہش ظاہر کی کہ اس کی تعداد دو سو تک بڑھا دی گئی۔ اس وقت تک ایک سو پچہتر خواتین کے نام داخل رجسٹر ہو چکے ہیں۔ اور ابھی کئی درخواستیں آ رہی ہیں۔

آخر میں بیگم شاہنواز نے بیگم قلندر علی خاں کا شکریہ ادا کیا۔ اور یہ بتایا۔ کہ بیگم محمد علی اور رشیدہ لطیف بہت مفید کام کر رہی ہیں۔ اس کے بعد بیگم ذاکر حسین کا خط پڑھ کر سنایا۔ جس میں انہوں نے بوجہ علالت میٹنگ میں شامل نہ ہونے پر اظہار افسوس کیا تھا۔ اور چند مفید تجاویز پیش کی تھیں۔

اس کے بعد ایک کمیٹی منتخب کی گئی جس کے سپرد یہ کام ہوا۔ کہ وہ پنجاب اسمبلی میں کھڑی ہونے والی بہنوں میں باہم سمجھوتہ کرانے کی کوشش کرے۔ مندرجہ ذیل رزولیوشن پاس ہوئے۔

۱۔ پنجاب پراونشل مسلم لیڈیز لیگ کی جنرل کونسل صوبے کی تمام مسلمان بہنوں سے استدعا کرتی ہے۔ کہ وہ اتفاق و اتحاد کو اپنا مسلک بنا کر دو موزوں مسلمان بہنوں کو بلامقابلہ منتخب کریں۔ جو بطور ان کے نمائندے کے نئی پنجاب اسمبلی میں کام کر سکیں۔ تاکہ وہ مسلمان بھائیوں کے سامنے ایک قابل تقلید مثال پیش کر سکیں۔

۲۔ پنجاب پراونشل مسلم لیڈیز لیگ کی جنرل کونسل صوبے کی تمام ان مسلمان بہنوں سے درخواست کرتی ہے۔ جنہیں رائے دہندگی کا حق حاصل ہے۔ کہ وہ وقت پر درخواست دے کر بحیثیت رائے دہندہ مورخہ ۳ جون تک اپنا نام بطور رجسٹر کرا لیں۔

۳۔ پنجاب پراونشل مسلم لیڈیز لیگ کی جنرل کونسل صوبے کی تمام کام کرنے والی بہنوں سے التجا کرتی ہے۔ کہ وہ اپنی مسلمان بہنوں کے نام بطور رجسٹر کرانے میں ان کا ہاتھ بٹائیں۔ اور تمام مسلم رائے دہندہ خواتین کی خاص توجہ اس امر کی طرف مبذول کریں۔ کہ وہ اپنی رائے کو اپنے ان مسلم بھائی اور بہنوں کے حق میں استعمال کریں۔ جو صحیح معنوں میں ان کے حقوق کی حفاظت

کرنے کے قابل ہوں۔

اس کے بعد تمام حاضرین نے لیگ کے اس کام پر تسلی و تشفی کا اظہار کیا۔ جو وہ عورتوں میں سیاسی قابلیت اور اس کا احساس پیدا کرنے کے لئے کر رہی ہے۔ نہایت کامیابی سے میٹنگ برخاست ہوئی۔

بذریعہ تہذیب نسواں میں اپنی تمام ہندی بہنوں سے درخواست کرتی ہوں۔ کہ وہ ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ اور مختلف مقامات پر لیگ کی شاخیں قائم کریں، جن مقامات پر اس وقت مختلف انجمنیں خواتین کی موجود ہیں۔ اگر وہ اس کا الحاق مسلم لیڈیز لیگ سے کریں۔ تو تنظیم پیدا ہو جائے گی۔ اس وقت تک متعدد انجمنوں کا الحاق لیگ کے ساتھ ہو چکا ہے۔ امید ہے ہماری کام کرنے والی بہنیں اس زریں موقع سے فائدہ اٹھا کر اس قومی اور مفید کام میں شامل ہوں گی۔

بیگم محمد علی جوائنٹ سکرٹری پنجاب پراونشل مسلم لیڈیز لیگ۔ لاہور

ٹماٹر

ٹماٹر ایک ایسی سبزی ہے۔ جو عام پائی جاتی ہے۔ اور ارزانی کی وجہ سے اس کا استعمال عام ہوتا ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس بے بہا نعمت کا اس قدر استعمال نہیں ہو رہا۔ جیسا کہ ہونا چاہئے۔

ہندوستان میں آج کل سب سے زیادہ جو بیماری ہے۔ وہ Food Deficiency ہے یعنی غذائیت کی کمی محض پیٹ بھر لینا اس امر کی دلیل نہیں۔ کہ جسم کو بقائے حیات و نشوونما کے لئے وہ تمام اجزا مل گئے جس کی اسے ضرورت ہے۔ یہ بھی ایک خیال خام ہے۔ کہ گھی دودھ۔ گوشت اور مرغن غذاؤں کے مقابلے میں دوسری معمولی قسم کی خوراک میں غذائیت کی کمی ہے۔

ذیل میں ہم ٹماٹر کے بارے میں چند جدید تحقیقات کا نچوڑ پیش کرتے ہیں:۔

۱۔ ٹماٹر میں وٹامن (حیاتین) A.B.C.D پورے تناسب سے موجود ہیں۔ یہ ایک Balanced Food یعنی غذائیت کے لحاظ سے متوازن خوراک ہے۔

۲۔ بچوں کی نشوونما میں کمی پیدا ہو جانے اور مرض Rickets یا بیری بیری میں جس میں کم عمر بچوں کے ہاتھ پاؤں ٹیڑھے ہو جاتے ہیں۔ ٹماٹر بہت فائدہ مند ہوتا ہے ایسی حالت میں صبح نہار منہ ایک بڑا سا سرخ ٹماٹر استعمال کرا دینا ہزاروں دواؤں سے بہتر ہے۔

۳۔ بڑے آدمیوں کی دائمی کھانسی میں دن میں تین چار مرتبہ ٹماٹر کھانا مفید ہے۔

سہ خون کی کمی۔ یرقان اور کمزوری جگر کو فائدہ دیتا ہے۔

۵۔ صبح کے لئے بہترین ناشتہ ہے۔

ترکیب استعمال یہ ہے۔ کہ ٹماٹر کو بطور کچے پھل کی طرح استعمال کیا جائے۔

ہری چند چڈہ رند

مسان

مسان یا اُم الصبیان ایک بیماری کا نام ہے۔ جو اکثر بچوں کو مرگی کے طور پر ہو جاتی ہے۔ اس مرض کے دورے کے وقت بچے کے ہاتھ اور پاؤں میں تشنج ہوتا ہے جس کی وجہ سے نسیں کھنچ جاتی ہیں۔ پیر ٹیڑھے ہو جاتے ہیں آنکھوں کے ڈھیلے چڑھ جاتے ہیں۔ اور بچہ بیہوش ہو جاتا ہے۔

دورہ کی حالت میں بچے کے ہاتھ پاؤں کو پکڑ لینا چاہئے۔ اور آنکھوں کے ڈھیلوں پر ہاتھ رکھ لینا چاہئے۔ اور بچے کی ہتھیلیوں اور تلوؤں پر موٹے کھردرے کپڑے سے مالش کریں۔ اور روغن گل پانی میں ملا کر ملیں۔ اور ہینگ ایک سُرخ۔ مشک ایک سرخ۔ شہد خالص دو ماشہ ملا کر بچے کو تھوڑا تھوڑا چٹائیں۔ انشاء اللہ تشنج رفع ہو جائے گا۔ اور بچے کی حالت سدھر جائیگی۔

بعض اوقات تیمارداروں کی غفلت سے اس مرض میں بچے بھینگے ہو جاتے ہیں۔ یا اپنے والدین کو دائمی مفارقت دے کر ہمیشہ کے لئے سدھار جاتے ہیں۔

یہ مرض اکثر دماغی قوت کے کمزور ہو جانے اور معدی رطوبات کی زیادتی اور کھانے پینے کی بے احتیاطی سے بچوں میں بزمانہ شیرخوارگی اور بعض اوقات دودھ چھڑانے کے بعد بھی ہو جایا کرتا ہے اور اکثر اس مرض کا سبب قبض کا ہونا۔ دانتوں کا نکلنا۔ ثقیل غذا کا کھانا۔ اور پیٹ میں کیڑوں کا پیدا ہو جانا ہوا کرتا ہے۔

مناسب ہے کہ سب سے پہلے اصل سبب کو معلوم کر کے اس کے رفع کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر بچہ شیرخوار ہو۔ تو ثقیل اور ٹھنڈی چیزیں اس کی ماں کو نہ دی جائیں اور اگر ہوشیار ہو۔ تو بچے کے کھانے پینے میں احتیاط کرائی جائے۔

چونکہ اس مرض میں عموماً قبض ہوا کرتا ہے اس لئے مناسب ہے۔ کہ فی الفور قبض رفع کرانے کی تدبیر کی جائے۔

اس مرض میں عود صلیب نیلے ڈورے میں باندھ کر یا زمرد بچے کے گلے میں تعویذ کی طرح لٹکانا مفید ثابت ہوا ہے۔

بیگم سید رشید احمد رئیس کھرکھودہ
ضلع رہتک

محفلِ تہذیب

جناب برلاس صاحب کی حسب فرمائش انشاء اللہ عنقریب لکھنؤ سے دولہا دلہن کے فوٹو منگا کر ارسال خدمت کر دوں گی۔ اگر دلہن کا فوٹو دستیاب نہ ہو سکا۔ تو دولہا کا فوٹو ضرور پیش خدمت کروں گی۔

مجھے جاپان کے دولہا دلہن کے فوٹو دیکھنے کا بے حد اشتیاق ہے۔ اگر برلاس صاحب ازراہ مہربانی مجھے جاپان کے دولہا دلہن کا فوٹو ذیل کے پتے پر بھیج دیں گے۔ تو عین عنایت ہوگی۔

مس حمیدہ فاطمہ بیگم بنت سید عبداللہ سعید صاحب رئیس محلہ سادات میر منزل دربار نیٹور ضلع بجنور۔

میری عمر انیس سال ہے۔ اور صحت بہت اچھی ہے۔ لیکن آٹھ ماہ سے یہ شکایت ہے۔ کہ نیند مطلق نہیں آتی۔ دن تو تعلیم کی مصروفیت میں گزر جاتا ہے۔ مگر رات نہایت بے چینی سے کٹتی ہے۔ براہ مہربانی کوئی تہذیبی بہن ایسی دوا یا ترکیب بتائیں جس سے یہ تکلیف دہ شکایت جاتی رہے۔ بے حد ممنون ہوں گی۔

آنسہ ثریا شہاب الدین قاضی پور۔

پچھلے سال میں نے مسز شیخ منہاج الدین سے چٹنی بنوائی تھی۔ جو نہایت لذیذ اور سرخ رنگ کی تھی۔ براہ کرم بہن موصوفہ اس ترکیب کو عوام کے فائدے کے لئے رسالہ تہذیب میں شائع کرا دیں۔ نوازش ہوگی۔ شیخ صاحب موصوف پچھلے سال پاکپتن میں منصف تھے۔

کیا باجے کی پرانی سوئیاں کسی کام آسکتی ہیں۔ یا نہیں۔

یوکلپٹس (سفیدہ) کے پتے کسی دوائی میں استعمال ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

ایک تہذیبی بہن از عجیبہ

بذریعہ تہذیب نسواں کوئی بہن اطلاع دیں۔ کہ رضوان اسٹور سید نگر ضلع گوجرانوالہ کا کام کیسا ہوتا ہے۔ سنا ہے وہاں دستکاری کا ہر ایک کام ہوتا ہے۔ یعنی کشیدہ کاری۔ سلمہ ستارہ۔ طلا موتی۔ نگینہ وغیرہ کا کام بھی ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں پینٹنگ پنسل اور ضیا آب گلکاری کا کام بھی ہوتا ہے۔ جو بہنیں وہاں سے خریداری کر چکی ہیں۔ براہ مہربانی لکھیں کہ وہاں کی چیزیں کیسی ہیں۔ نیز ان کا جو مضمون دستکاری کیسی "یکم اکتوبر ۳۰ء" میں چھپا تھا۔ اس میں کیا سامان ہوتا ہے۔ اور چیزیں کارآمد بھی ہیں یا نہیں بہنیں میرے استفسار کا جواب ضرور دیں۔

منتسب

ولائتی معلومات

(خاص تہذیب کے لئے)

دنیا کی سب سے بڑی لائبریری

یورپ کے اخبارات میں یہ مسئلہ آئے دن زیر بحث رہا ہے۔ کہ دنیا میں سب سے بڑی لائبریری کون سی ہے۔ اگر کسی لائبریری کی عظمت کا مدار کثرت کتب پر ہے۔ تو یہ فخر ماسکو کی لینن سٹیٹ لائبریری کو حاصل ہونا چاہیے۔ جس کی کتابوں کی تعداد ساٹھ لاکھ بیان کی جاتی ہے، روس کی دوسری بڑی لائبریری لینن گراڈ کی پبلک لائبریری ہے۔ چند سال ہوئے اس نے اپنی فہرست کتب شائع کی تھی تو اس میں ۴۸ لاکھ ۳۰ ہزار ۴ سو ۴۸ کتابوں اور تین لاکھ ۳۱ ہزار ایک سو پمفلٹوں کے نام درج تھے۔

اب ان لائبریریوں کا مقابلہ یورپ اور امریکہ کی بڑی بڑی لائبریریوں کے اعداد و شمار سے کیا جاتا ہے۔ ان میں سب سے قابل ذکر پیرس کی لائبریری "بیبلیوتھک نیشنل" ہے۔ جس میں چالیس لاکھ مطبوعہ کتابیں موجود ہیں۔

لندن کی مشہور لائبریری برٹش میوزیم میں کتابوں کا ایک وافر ذخیرہ موجود ہے۔ لیکن ان کی ٹھیک تعداد ظاہر نہیں کی گئی۔ ہم اندازہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس میں چالیس لاکھ کے لگ بھگ کتابیں ہیں۔

اہل امریکہ "سٹرلنگ میموریل لائبریری" واقع ییل" پر فخر کر سکتے ہیں۔ جس میں تقریباً پینتیس لاکھ کتابیں ہیں۔ امریکہ کی دوسری بڑی "لائبریری آف کانگریس" ہے۔ جو واشنگٹن میں ہے۔ اس میں پچیس لاکھ کتابیں ہیں۔

ذیل میں ان لائبریریوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔ جن کی کتابوں کی تعداد دس لاکھ سے زائد ہے:-

اسٹیٹ لائبریری۔ برلن	۲۳ لاکھ
اسٹیٹ لائبریری میونخ	۱۶ لاکھ ۰۰ ہزار
یونیورسٹی لائبریری سٹراسبرگ	۱۳ لاکھ
نیشنل لائبریری۔ دی آنا	۱۲½ لاکھ
بوڈلین لائبریری آکسفورڈ	۳½ لاکھ
یونیورسٹی لائبریری کیمبرج	۱۲½ لاکھ

لندن کی لائبریری برٹش میوزیم اور آکسفورڈ کی لائبریری بوڈلین کو قانونی طور پر یہ حق حاصل ہے۔ کہ انگلستان میں جو پبلشر بھی کوئی کتاب یا رسالہ چھاپے۔ اس کا ایک ایک نسخہ ان دونوں لائبریریوں کو بھیج دے۔

تراسی برس میں نئے دانت

گرین سائنڈرہم میں ایک معمر خاتون رہتی ہیں۔ جس کا نام مینا برسفیلڈ ہے۔ اس کی عمر تراسی سال سے تجاوز کر چکی ہے۔ اس عمر میں اس کے آٹھ نئے دانت نکلے ہیں۔ اس کے پہلے دانت سب کے سب پچیس برس ہوئے ٹوٹ چکے تھے۔ ڈاکٹروں کو توقع ہے۔ کہ ابھی اس کے اَور دانت نکلیں گے۔

ڈسنڈ کی ایک مشہور کونٹس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جب اس کی عمر سَو برس کی ہوئی تو اس کے منہ میں از سر نو دانت نکلنے شروع ہو گئے۔ بڑی بوڑھیاں کہتی ہیں۔ کہ اس کونٹس کی عمر سو برس کی نہیں۔ بلکہ ایک سَو چالیس برس کی تھی۔

مصر کی دو نامور خواتین

۱۔ سیدہ امینہ رؤف خانم

آپ مجلس خواتین کی صدر اور وفد پارٹی کی رکن ہیں۔ نہایت خلیق۔ شیریں زبان اور روشن خیال ہیں۔ علم۔ سیاسی تدبر اور حریت پسندی میں جواب نہیں رکھتیں۔ سادہ زندگی بسر کرتی ہیں۔ نخوت اور غرور سے سخت نفرت ہے۔

جنگ طرابلس اور جنگ بلقان میں نرس کی حیثیت سے شاندار خدمات بھی انجام دے چکی ہیں۔ یہ بھی سنا ہے۔ کہ بعض موقع پر اس دلیر دل خاتون نے مجاہدین کے دوش بدوش تلوار بھی چلائی ہے۔ انداز بیان نہایت سلجھا ہوا ہے۔ تقریر نہایت دلچسپ اور موثر ہوتی ہے۔ مشرق و مغرب کی سیاست کو خوب سمجھتی ہیں۔ اور بیگم سعد زاغلول پاشا کے ساتھ کام کرتی ہیں۔

۲۔ ہُدیٰ خانم شعرادی

آپ محکمہ معارف کی رکن اور تحریک حریت کی سرگرم کارکن ہیں۔ نہایت روشن خیال۔ تیز طبیعت اور زبردست مفکر۔ مشرق و مغرب کی سیاست کو یہ بھی خوب سمجھتی ہیں۔ اور نہایت فصیح و بلیغ تقریر کرتی ہیں۔ ام الاحرار محترمہ بیگم سعد زاغلول پاشا کی خاص رفیق ہیں۔

ارادے کی مضبوط ہیں۔ جو کچھ فیصلہ کر لیتی ہیں۔ اس پر آخر تک قائم رہتی ہیں۔ اور اپنے ارادے کو پورا کرنے کے لئے مشکلات کی بھی پروا نہیں کرتیں۔ ظاہری شان و شوکت سے نفرت ہے۔ سادہ زندگی بسر کرتی ہیں۔ گفتگو نہایت سنجیدہ اور کثیر المعانی ہوتی ہے۔

زلزلہ کی علامتیں

جاپانیوں نے جو اکثر زلزلہ کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔ اس کی بعض علامتیں سائنس کے

نہ پہلے معلوم کر لی ہیں۔ اور وہ اس واقفیت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ انہوں نے دریافت کر لیا ہے۔ کہ زلزلے کی آمد سے قبل زمین ایک تناؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ نیز جھٹکہ سے کچھ دیر پہلے زمین ایک طرف کو جھک جاتی ہے۔ یہ علامتیں سائنٹیفک آلات سے معلوم ہو جاتی ہیں ؛

بڑے بڑے زلزلوں کے ساتھ ایک طرح کی برقی روشنی بھی دیکھی گئی ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ برق اور زلزلے میں کوئی قریبی تعلق ہے۔ لیکن اب تک کوئی ایسا برقی آلہ ایجاد نہیں ہوا ہے۔ جو اس تعلق کو محسوس کر کے آنے والے زلزلے سے متنبہ کر سکے۔ اس مقصد کے لئے جو چیز سب سے زیادہ مفید ثابت ہوئی ہے۔ وہ ایک بدشکل مچھلی ہے۔ جسے کیٹ فش (گربہ ماہی) کہتے ہیں۔ یہ مچھلی زلزلہ کی آمد کی اطلاع دیدیتی ہے ؛

اس مچھلی کو اہل جاپان نے دریافت کیا ہے۔ اس سے زلزلے کی خبر معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے ایک ٹنکی میں رکھتے ہیں۔ اور ہر چھ گھنٹے میں ایک بار اس میز کو تھپتھپاتے ہیں۔ جس پر وہ ٹنکی رکھی ہوتی ہے۔ اگر زلزلہ آنے والا نہیں ہوتا۔ تو مچھلی کے طرز عمل میں کوئی فرق نہیں دیکھا جاتا۔ لیکن اگر میز کو تھپتھپاتے ہی مچھلی فوراً پانی میں غوطہ لگائے۔ تو سمجھ لینا چاہئے۔ کہ چھ گھنٹے کے اندر ہی زلزلہ آنے والا ہے۔ تجربہ سے دیکھا گیا ہے۔ کہ اس مچھلی کی یہ اطلاع اسی فی صدی صحیح ثابت ہوئی ہے ؛

دلچسپ باتیں

پیرس کے اوپیرا ہاؤس کی تعمیر پر چالیس لاکھ پونڈ صرف ہوئے تھے ؛

ایک پونڈ فولاد سے پچاس ہزار گھڑیوں کے اسپرنگ تیار ہوتے ہیں ؛

انگلستان کی نہروں کی گہرائی اوسطاً ایک سواتی فٹ ہے ؛

ایک اوسط درجے کی وہیل کے ڈھانچے کا وزن پچیس ٹن ہوتا ہے ؛

دنیا پر ہر روز ۷۲ لاکھ پچاس ہزار ٹن پانی برستا ہے ؛

شہد کی مکھیوں کی رانی ایک موسم میں تقریباً ایک لاکھ انڈے دیتی ہے ؛

پرانے زمانے میں شادی بیاہ کے موقعوں پر ملازمین کو انگشتریاں دی جاتی تھیں ؛

سلطنت برطانیہ میں تقریباً ۱۰ کروڑ نفوس ایسے ہیں۔ جن کو مناسب غذا نہیں ملتی۔

دنیا کے بڑے بڑے بحری جہاز ستاری کٹ سے زیادہ تیز نہیں چل سکتے۔ ان کی رفتار زیادہ سے زیادہ تیس میل فی گھنٹہ ہوتی ہے۔

انگلستان میں سب سے پہلا قہوہ خانہ جیکس نامی ایک یہودی نے سنہ ۱۶۵۰ء میں اکسفورڈ میں کھولا تھا۔

انسان روزانہ ۳۵ پونڈ ہوا سانس کے ذریعے اپنے اندر کھینچتا ہے۔

آج سے ساٹھ برس پہلے انگلستان میں ایک ٹیلی فون بھی نہ تھا۔

سر والٹر ریلے کے پاس شوز کا ایک جوڑا تھا۔ جس کی مالیت چھ ہزار پونڈ تھی۔

دنیا کے ایک تہائی حصے پر اینگلوسیکسن نسل حکمراں ہے۔

لیپ لینڈ کے رہنے والے پہیئے والے جوتوں کے ذریعے دن بھر میں ڈیڑھ ڈیڑھ سو میل کے قریب فاصلہ طے کر لیتے ہیں۔

چین کی آبادی کے اٹھانوے فی صدی نفوس ناخواندہ ہیں۔

سانپ مہینوں بغیر کھائے زندہ رہ سکتا ہے۔

گھوڑے کے ابرو نہیں ہوتے۔ اور بلی کے پلکیں نہیں ہوتیں۔

چین میں ایک خاص قسم کا پھول پایا جاتا ہے۔ اگر اسے سائے میں رکھا جائے۔ تو اس کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ اور اگر دھوپ میں رکھا جائے۔ تو وہ سرخ ہو جاتا ہے۔

انگریزی پھول وائلٹ نپولین کا خاص پسندیدہ پھول تھا۔

انگلستان کے ایک نوجوان ہوا باز مسٹر الفرڈ ڈبلیو جانسن نے معمولی ڈاک کے ٹکٹ کے سائز کی ایک تصویر بنائی ہے۔ جس میں اس نے نہایت چابکدستی سے ۲۰ مختلف مناظر پیش کئے ہیں۔

خبریں اور نوٹ

استنبول (بذریعہ ڈاک) ترکی میں ہوابازی کا بہت شوق پیدا ہو رہا ہے۔ اور لڑکوں اور لڑکیوں کو ہوابازی کی تعلیم دینے کے لئے ایک ایسوسی ایشن کو حکومت بھی مدد دیتی ہے۔ اور تمام اسکولوں کے نام خاص احکام جاری کئے گئے ہیں۔ کہ وہ ایسوسی ایشن مذکور کو مدد دیں۔ اور لڑکیوں میں ہوابازی کا شوق پیدا کریں۔ اس کام کے لئے روسی افسر مقرر کئے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک ہیڈ آفس بھی بنایا گیا ہے۔ اور مختلف شہروں میں اس کی شاخیں بھی قائم کی گئی ہیں۔

القدس (بذریعہ ڈاک) حکومت کے خلاف عربوں نے جو مظاہرہ کیا تھا۔ اس میں ایک عرب شہید ہو گیا۔ جس کے جنازہ میں ہزاروں عربوں نے شرکت کی۔ اور جنازے کا جلوس بڑی دھوم دھام سے نکالا۔ جس وقت شہید کے باپ نے اپنے بیٹے کی خون آلود لاش کو دیکھا۔ تو کہا۔ الحمد للہ میرا بیٹا وطن پر قربان ہو گیا۔ وطن زندہ باد۔

بیت المقدس۔ ۹ جون۔ مصر سے برطانوی فوج کی ایک اور بٹالین فلسطین پہنچ چکی ہے۔ چنانچہ اب برطانوی فوج کی چھ بٹالین موجود ہیں۔

قاہرہ (بذریعہ ڈاک) ملی پرپاشا کے صادر کردہ آخری احکام سے ایک کا مفہوم یہ ہے۔ کہ غیر ملکی باشندوں کو مصر میں صرف اسی حالت میں ملازمت دی جا سکتی ہے۔ جب اسے اعلیٰ تعلیم اور قابلیت کا کوئی مصری میسر نہ ہو۔ اور کسی خارجی ملازم کو پنشن بھی نہیں دی جائے گی۔ البتہ بعض خاص حالات میں کچھ روپیہ بطور عطیہ دیا جا سکتا ہے۔

بیت المقدس ۸ جون۔ شہر سے تین میل باہر پہاڑیوں کی چوٹیوں پر دوران جنگ میں ترکوں نے جو خندقیں بنائی تھیں۔ اب ان میں عرب مجاہدین نے مورچے قائم کر لئے ہیں۔ اور وہاں سے بیٹھے ہوئے یہودیوں کو گولیوں کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ مسلح پولیس اور ہائی لینڈروں کی ایک پلٹن مورچے پر پہنچی۔ رات کی تاریکی میں شدید جنگ ہوئی۔

فلسطین۔ حیفا کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہاں مسلم عورتوں نے ایک احتجاجی جلوس نکالا۔ جو بلا کسی ناخوشگوار حادثے کے منتشر کر دیا گیا۔

فلسطین کی خواتین نے شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم کو تار دیا ہے۔ کہ وہ یہودیوں کو غیر مسلح کر دیں۔ عربوں کے مطالبات منظور کئے جائیں۔ اور یہودیوں کو فلسطین میں آباد کرنے کی کارروائی بند کر دیں۔

بیت المقدس۔ ۸ جون۔ ہائی کمشنر کے حکم

سے جاپانی رئیس بلدیہ کو برخاست کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس نے اپنے فرائض کی بجا آوری سے انکار کر دیا تھا ؛

القدس (ڈاک کے ذریعے) جمعیت مطالعہ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ عرب اپنے حقوق کے تحفظ کے واسطے حکومت کے خلاف سول نافرمانی کا حربہ استعمال کریں گے ؛

لندن ۵ جون۔ ٹائمز کا نامہ نگار مقیم پیکن لکھتا ہے۔ کہ پیکن میں مقیم برطانوی افواج کے افسر کمانڈنگ نے جاپانی افسر ساسکی کے قتل کی تحقیقات مکمل کر لی ہے۔ اور بیان کیا ہے۔ کہ برطانوی سپاہیوں پر قتل کا الزام لگانا بہتان ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اگر برطانیہ نے اپنی روش میں تبدیلی نہیں کی۔ تو جاپان کو خاص تدابیر اختیار کرنی پڑیں گی۔ سیاسی حلقوں کا بیان ہے۔ کہ اس معاملے پر برطانیہ اور جاپان میں چل جائے گی ؛

لندن ۔ ۹ جون۔ ایمپائر پریس یونین لندن کی پہلی سالانہ کانفرنس سیمراسٹر کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ جس میں ہر حصہ ملک سے مندوبین اور انڈین پریس کے لندنی نمائندہ نے بھی شرکت کی ؛

لندن ۹ جون۔ ایڈنبرا یونیورسٹی کے طلبا نے تحریک شروع کر دی ہے۔ کہ یونیورسٹی کے ایکٹر (ریکٹر) کے آئندہ انتخاب میں فیلڈ مارشل لارڈ ایلن بی کی بجائے شہنشاہ حبشہ کو نامزد کیا جائے ؛

ادیس ابابا کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت اٹلی نے مشہور حبشی جرنیل راس سیوم اور اس کے پچاس ساتھیوں کو توپ دم کر دیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا ؛

روما ۹ جون۔ شاہ اٹلی نے آج جدید فوج کا معائنہ کیا۔ جن کے سپاہی مہیب نقاب اور عجیب قسم کے لباس پہنے مسلح موٹر کاروں میں سوار تھے۔ یہ فوج کے جدید دستے گیس کے حملوں کی مدافعت کے لئے مرتب کئے گئے ہیں۔ ان فوجیوں کے ہاتھ گیس سے محفوظ رکھنے والے دستانوں میں ملفوف تھے۔ اور ان کے تمام جسم پر ربڑ کی ٹیوبوں اور سائنٹیفک آلات کا جال پھیلا ہوا تھا۔ غرضکہ وہ ہر لحاظ سے چلتی پھرتی مہیب تصاویر دکھائی دیتے تھے ؛

شنگھائی ۔ ۹ جون کینٹن حکومت کی طرف سے ایک عام فوجی بھرتی کا اعلان کیا گیا ہے۔ اور تمام فوجوں کو تیار رہنے کا حکم دیا گیا ہے ؛

ہانگ کانگ ۹ جون۔ کینٹن حکومت نے جاپان کے خلاف شمالی چین میں عام بھرتی سے نوجوان طبقے کی سرگرمیوں کی ترجمانی کی ہے۔ جو ملک کے طول و عرض میں جاری ہے۔ تمام ملک حکومت کینٹن کی حمایت میں

شنگھائی۔ ۱۰ جون۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ایک جاڈ پر کوانگسی کے جنوبی عساکر نے قبضہ کر لیا ہے۔ اور تمام برقی سلسلے منقطع کر دیئے گئے ہیں ؛

کلکتہ۔ ۹ جون۔ آج رات کے دو بجے سے کلکتہ میں زبردست بارش ہو رہی ہے۔ جس کی وجہ سے ہر قسم کی گاڑیوں کی آمد و رفت بند ہے چند گھنٹوں میں ۶۸ء ۵ انچ بارش ہوئی ہے۔ تمام شہر میں پانی بھر گیا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ گزشتہ بیس سال سے ایسی بارش نہیں ہوئی ؛

راجشاہی۔ ۹ جون۔ شہر کے گنجان علاقہ رانی بازار میں ایک وکیل کا منشی اپنے کمرے میں سو رہا تھا کہ ایک چھ فٹ لمبا پہاڑی سانپ اس کے کمرے میں داخل ہو کر اس کی چارپائی پر اس کے پاس کپڑوں میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب منشی نے کروٹ لی۔ تو سانپ کو اپنے ساتھ لیٹا ہوا دیکھا۔ اور فوراً چپ چاپ بستر سے اٹھ بیٹھا۔ اور بعد ازاں دوسرے لوگوں کی مدد سے سانپ کو ہلاک کیا ؛

نینی تال۔ ۱۰ جون۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ یو پی کی حکومت نے احکامات جاری کر دیئے جن کی رو سے اے اور بی کلاسوں کے قیدیوں کو روزانہ اخبار سرکاری خرچ پر دیئے جائیں گے۔ موجودہ احکام کے ماتحت اے اور بی کلاس کے قیدیوں کو ہفتہ وار اور چیدہ چیدہ اخبارات پہنچائے جاتے تھے۔ اور اے کلاس کے قیدی روزانہ اخبار اپنے خرچ پر لے سکتے ہیں ؛

دہلی۔ ۸ جون۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ دہلی میں نومبر ۳۷ء یا جنوری ۳۸ء میں دربار تاجپوشی منعقد کرنے کا عارضی طور پر فیصلہ ہو گیا ہے۔ برطانوی حکومت چاہتی ہے۔ کہ رسم تاجپوشی اس شان و شوکت سے منائی جائے۔ جس طرح مرحوم شاہ جارج کی تاجپوشی کی رسم ادا کی گئی تھی ؛

لاہور۔ ۶ جون۔ آج پنجاب گورنمنٹ کے ایک غیر معمولی گزٹ میں اعلان ہوا ہے۔ کہ قانون تحفظ مقروضین پنجاب " پر گورنر پنجاب اور وائسرائے ہند نے منظوری کی مہر لگا دی ہے۔ اور آج سے اس قانون کو پنجاب میں نفاذ کر دیا گیا ہے۔ بل مذکور راؤ بہادر چودھری چھوٹو رام نے پیش کیا تھا ؛

الہ آباد کی خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ لارڈ لنلتھگو ان دنوں تعلیم یافتہ نوجوانوں میں بیکاری کے مسئلہ پر بے حد غور و خوض کر رہے ہیں۔ آپ نے سپرو کمیٹی کی رپورٹ کا معائنہ کیا ہے۔ اور اس کی اکثر سفارشات سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں خود سر تیج بہادر سپرو بھی شملہ جائیں گے۔ جہاں آپ وائسرائے اور ارکان حکومت کے ساتھ اس معاملہ میں تبادلہ خیالات کریں گے ؛

الہ آباد ۵ جون - پنڈت جواہر لال نہرو اپنے سکرٹری کی معیت میں آج شام یہاں پہنچے ٭

بمبئی کی خبروں سے معلوم ہوا ہے - کہ انجمن تبلیغ الاسلام کے سکرٹریان مسٹر محمد زکریا - اور مولانا نجندی کی مساعی جمیلہ سے مہاتما گاندھی کے فرزند اکبر مسٹر ہیرالال گاندھی نے اسلام قبول کر لیا ہے اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا - عبداللہ صاحب موصوف نے جامع مسجد میں ۳۰ ہزار مسلمانوں کے مجمع میں ، اسلام کی خوبیوں پر تقریر کی ٭

یونائیٹڈ پریس کی اطلاع کے بموجب ہیرالال گاندھی جو اب عبداللہ گاندھی بن گئے ہیں نے بمبئی کی جامع مسجد میں اسلام لانے کے بعد تقریر کی ہے - اس کا لب لباب یہ ہے - کہ میں نے اسلام کو دنیا کا بہترین مذہب سمجھ کر قبول کیا ہے - اسلام عالمگیر اخوت کی تعلیم دیتا ہے - اور دنیا بھر کے مذہبوں کا نچوڑ ہے - میں نے اسلام قبول کیا ہے - اسلام میں زندہ رہوں گا - اور اسلام ہی میں مروں گا - قرآن صرف ایک خدا کی پرستش کی حمایت کرتا ہے - وہی سب کا خدا ہے - میں قرآن کی تعلیم سے متاثر ہو کر مسلمان ہوا ہوں ٭

ہوشیار پور سے اطلاع موصول ہوئی ہے - کہ بحیثیت ڈسٹرکٹ بورڈ کے صدر ہونے کے ڈپٹی کمشنر نے ڈاکٹر انصاری کی وفات کے متعلق تعزیت کی قرارداد ڈسٹرکٹ بورڈ میں پیش کرنے کی اجازت نہیں دی - کیونکہ یہ کام ڈسٹرکٹ بورڈ کی ڈیوٹی میں داخل نہیں ہے ٭

نینی تال ۵ جون - صوبجات متحدہ کی حکومت نے متعدد حضرات کے استفسار کے جواب میں یہ بیان شائع کیا ہے - کہ کوئی عورت جب تک کہ اس نے مذہب تبدیل نہ کیا ہو - اپنے خاوند کی حیثیت سے ووٹر نہیں بن سکتی - سوال یہ تھا کہ آیا کوئی یورپین عورت جس نے کسی مسلمان سے شادی کی ہو - یا کوئی آسٹریلین عورت جس نے کسی سکھ سے شادی کی ہو یا کوئی ایسی عورت جس نے کسی ہندوستانی عیسائی سے شادی کی ہو - اپنے خاوند کی جانب سے ووٹر درج ہو سکتی ہے - یا نہیں ٭

کٹک ۵ جون - کل شام اڑیسہ میں ایک شدید آندھی آئی - سب رجسٹرار جگن ناتھ پرشاد (عمر ۴۹ سال) اپنے گھر میں بجلی گرنے سے ہلاک ہو گئے - اور مکان کو بھی نقصان پہنچا ٭

دہلی ۵ جون - معلوم ہوا ہے - کہ پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کا مرکزی شعبہ اس سال دہلی میں عمارتوں کی تعمیر کی ایک نئی اسکیم نافذ کرنے والا ہے جس پر تقریباً ۳۵ لاکھ روپیہ خرچ آئے گا ٭

لاہور ۵ جون - حکومت پنجاب نے لال ڈھنڈورا سپلیمنٹ نمبر ۵ پوسٹر جو اردو زبان میں سائیکلوسٹائل پر طبع ہوا تھا - ضبط قرار دیا ہے - اس کے علاوہ اس پوسٹر کی نقول - اس کے تراجم اور اس کے خلاصے بھی ممنوع قرار دیے گئے ٭

نیک انجام

ہمت و استقلال کے باب میں ایک دلچسپ قصہ۔ قیمت ۲ آنہ پائی۔ دفتر تہذیب سے منگائیے۔

اشتہار اخبار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ اقبال احمد صاحب سب جج بہادر خانیوال

کاکان سالستی رام گنور بھان ذات چھپرہ سکنہ منڈی جیانیان تحصیل خانیوال مدعی

بنام محمد اسد شاہ ۔ محمد حسین شاہ نابالغان پسران شاہ محمد بولایت مساۃ راج بی بی بیوہ شاہ محمد ذات سید سکنہ فاضل شاہ تحصیل کبیروالا

دعویٰ ۹/۱۱/۱۵۴۶ روپے

مقدمہ مندرجہ بالا میں مدعا علیہم و دلیہ کے نام کئی بار سمن جاری کیے گئے۔ مگر وہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتے ہیں۔ اصالتاً کی انکاری کی رپورٹ ہے۔ لہذا اشتہار اخبار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی بنام مدعا علیہم و دلیہ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بتقرر 19 6/36 بوقت ۷ بجے صبح اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی و جواب دہی مقدمہ کریں۔ ورنہ ان کی غیر حاضری میں کارروائی یکطرفہ کی جا کر مقدمہ کا فیصلہ کیا جائے گا۔ 5 6/36

آج مورخہ 5 6/36 بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ دستخط حاکم مہر عدالت

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت شیخ عطاء اللہ صاحب قریشی سب جج بہادر درجہ سوئم بٹالہ

بابو سیتا رام ۔ رام سرنداس ۔ پورن چند ۔ برج لال پسران مولراج قوم کھتری سکنہ ڈیرہ نانک

بنام مساۃ دھنتی کور بیوہ جوند سنگھ وغیرہ

دعویٰ ۱۹۵/۱۴/۰ بر رُوئے پرونوٹ

بنام مساۃ دھنتی کور بیوہ جوند سنگھ ۔ اوجاگر سنگھ ولد بشن سنگھ اقوام جٹ ساکن بھگتانہ نوہروالا تحصیل بٹالہ تھانہ ڈیرہ نانک

مقدمہ مندرجہ بالا میں مساۃ دھنتی و اوجاگر سنگھ مذکور تعمیل سمن دیدہ دانستہ گریز کرتے ہیں۔ اور روپوش ہیں۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مساۃ دھنتی و اوجاگر سنگھ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مساۃ دھنتی مذکورہ تاریخ ۱۹ 5/36 کو بمقام بٹالہ حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہو گی۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔ دستخط حاکم مہر عدالت

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت خان عبدالصمد خانصاحب بی اے ایل ایل بی پی سی ایس سب جج بہادر درجہ سوئم موگہ

پھمنداس ولد لالہ گنگارام ذات [illegible] ساکن سلیتہ تحصیل موگہ مدعی

بنام بنالا پسر ہیرا ذات لامہ ساکن سلیتہ تحصیل موگہ مدعا علیہ

دعویٰ مبلغ ۱۰۹/-/۱ روپیہ

مقدمہ مندرجہ بالا میں مدعا علیہ کی بابت پیادہ کی رپورٹ ہے۔ کہ علاقہ بہاولپور میں رہتا ہے۔ اس لئے اس کے برخلاف اشتہار ہذا جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور تاریخ [illegible] سنہ کو بوقت ۱۰ بجے دن کے حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی نہ کرے گا۔ تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی ۔

آج تاریخ ۱۶، ۱۰ مئی سنہ ۱۹۴۶ء بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم

مہر عدالت

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب مسٹر ریاض قریشی صاحب بی اے ایل ایل بی۔ ایف آر اے ایس پی سی ایس سب جج بہادر درجہ دوئم لودھیانہ

لالہ شادی رام۔ لالہ جوالا سود ساکن رام گڑھ تحصیل لودھیانہ

بنام سندر ساینا۔ منشی سندر بھوانی سنگھ ساکن رام گڑھ تحصیل لودھیانہ مدعا علیہم

دعوے 500/- روپے

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں سندر و منشی مدعا علیہم مذکورہ تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتے ہیں۔ اور روپوش ہیں۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہم مذکوران جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم مذکوران تاریخ 6/36 سنہ کو اصالتاً و وکالتاً یا مختارتاً مقام لودھیانہ بوقت ½ 6 بجے حاضر عدالت ہذا نہیں ہوں گے۔ تو ان کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی ۔

آج تاریخ 6/6 سنہ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا ۔ دستخط حاکم مہر عدالت

سید عبدالعلی پرنٹر پبلشر نے مسلم پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپوا کر دفتر اشاعت پنجاب لاہور سے شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ سید امتیاز علی تاج

ہندوستان میں سب سے پُرانا ہفتہ وار اخبار

تہذیب النسوان

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ و شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم نے

سنہ ۱۸۹۸ء میں جاری کیا

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک پیشگی

نمبر ۲۵	لاہور ۔ ہفتہ ۲۰ جون سنہ ۱۹۳۶ء	جلد ۲۹

تہذیب نسواں

لاہور ۔ ہفتہ ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

٭ ٭ ٭

نارتھ ویسٹرن ریلوے

ترقی کرنے والی کاروباری فرمیں نارتھ ویسٹرن ریلوے کے اسٹیشنوں پر اشتہار کی جگہ حاصل کرنے کے لئے معاہدے کر رہی ہیں۔ دواؤں۔ پیٹنٹ غذاؤں۔ خانہ داری کے استعمال کی چیزوں وغیرہ کے متعلق عام لوگوں کو اطلاع دینے کے لئے اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں۔ زیادہ مدت کے اشتہارات کے رعایتی اجرتیں مقرر ہیں۔ تفصیلات کے لئے ذیل کے پتے پر درخواست دیجئے۔

چیف کمرشل منیجر
نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور

ضرورت

انڈسٹریل مسلم گرلز مڈل اسکول سہارنپور کے لئے تین ٹرینڈ اُستانیوں کی ضرورت ہے۔ جو جے۔ وی و ایس وی و جے اے وی پاس ہوں۔ اور علی الترتیب کلاس ۴ و ۵ و ۶ کو عمدہ طور پر پڑھا سکیں۔ تجربہ کار اور شادی شدہ کو ترجیح دی جائے گی۔ تمام درخواستیں مع نقول اسناد تعلیمی و کارکردگی بعد از یوم جاری ہذا آنی چاہئیں۔ تنخواہ کا تصفیہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔

المشتہر:- ایم حبیب احمد صدیقی آنریری سیکرٹری انڈسٹریل مسلم گرلز اسکول سہارنپور

بعدالت شیخ عبدالرحمن صاحب بی اے۔ پی سی ایس باختیارات ڈسٹرکٹ جج بہادر کوئٹہ

شریمتی دھن دیوی بیوہ دیوان چند نانگ سکنہ کوئٹہ
بنام شریمتی کرم دیوی وغیرہ مسئول علیہم
سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ مالیتی ۶۵۰/ اسامی یافتنی دیوان چند متوفی
زیر ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء

نوٹس بنام ہر خاص و عام

بمعاملہ صدر سائلہ نے درخواست برائے حصول سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ مالیتی ۶۵۰/ اسامی یافتنی دیوان چند متوفی زیر ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے۔ اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جو کچھ کسی کو اعتراض ہو وے حاضر ہو کر عدالت ہذا میں تاریخ ۶ جولائی ۱۹۳۶ء پیش کرے۔

آج بدستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ مورخہ ۶ جون ۱۹۳۶ء

دستخط حاکم مہر عدالت

تبلیغ اسلام

ذیل کا مضمون محترمہ حمیدہ بیگم نے کلکتہ میں یوم النبیؐ کے موقع پر مجمع البنات کے جلسہ میں پڑھا۔

تبلیغ اسلام ہم پر واجب ہے لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ ہم اس اہم فریضہ کو پس پشت ڈال کر دنیاوی عیش و تنعم میں مگن ہیں۔ بھولے سے بھی یہ خیال نہیں آتا کہ توحید کی اشاعت جو تیرہ سو برس گزرے ہمارے لئے لازمی قرار دی گئی تھی۔ آج کس پیمانے پر جاری ہے۔ بلکہ موجودہ نصاب کی کتابوں میں تواریخ ہمارے نونہالوں کو ابتدا سے ہی متعصبانہ فرقہ بندی اور تنگ خیالی کی تعلیم دیتی ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا۔ اور تبلیغ اسلام محض کشت و خون پر منحصر ہے۔

پیاری بہنو! نہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا۔ اور نہ اس کی بنیاد ہلاکت اور قتل پر رکھی گئی ہے۔ بانی توحید و رسالت نے ہمارا مسلک ابتدا ہی سے صلح کل قرار دیا ہے۔ اور ہم پر فرض ہے۔ کہ ہر قوم و ملت کے افراد پر اصول مذہب اسلام یعنی اخوت۔ ہمدردی مساوات اور توحید پرستی ظاہر کریں۔ اس کے فوائد اور خوبیاں تعلیم کا آئینہ بتلائیں۔ فلسفہ اور سائنس کی حجتوں سے اس دین فطرت کو معقول قرار دے کر اس کی ترقی کے وسائل پیدا کریں۔

ہندوؤں میں اس وقت اچھوت قوموں کے متعلق بڑی سرگرمیاں دکھلائی جا رہی ہیں۔ ایک طرف قوم کے سربرآوردہ لیڈر متعصب اور قدیمی مذہب کے پابند لوگوں کو راہ راست پر لانے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ دوسری طرف حکومت اور قوم کے تعاون میں "نیشنل انڈسٹریل" کی جدوجہد جاری ہے۔ اور سب سے پیش پیش ان کے لیڈر مسٹر گاندھی ہیں۔ جو ہر شخص کو بلا امتیاز و تفریق گلے لگانے پر آمادہ ہیں۔ لیکن بایں ہمہ پرانی روایتیں۔ اور مذہبی پابندیاں ان پولیٹیکل حکمت عملیوں سے اب بھی برسرپیکار نظر آ رہی ہیں کہ ہر دن اونچی ذات والے کہیں کنوؤں پر پانی بھرنے کے مسئلہ پر تو کہیں اسکولوں اور پاٹ شالوں میں دوش بدوش درس و تدریس کے موقعوں پر کہیں کہ آس پاس رہنے سہنے اور مندر میں داخلے کے خلاف نت نئے فساد رونما ہوتے رہتے ہیں۔ یہ اچھوت اقوام اسی لعنت سے نجات حاصل کرنے کو مدتوں سے تثلیث کے دامن میں پناہ لے رہی ہیں۔ یہ بے شمار دیسی عیسائی کون ہیں کبھی آپ نے خیال بھی کیا ہے۔ کہ آخر کس لئے ان لوگوں نے اپنا آبائی مذہب ترک کر کے دین عیسوی قبول کیا؟

دین مسیح کے سایہ میں پناہ گزیں ہونے کے بعد ان سے انسانی سلوک ہونے لگا۔ اور

وہ تمام ناروا بندشیں جس کی زنجیروں میں یہ جکڑے رہتے تھے۔ توڑ ڈالی گئیں۔ اور یہ آزاد عیسائی آپس میں مہذب و خوددار زندگی بسر کرنے کے قابل ہو گئے۔ اگرچہ مدتوں کے رسم و رواج جو طبیعت ثانی بن چکے تھے۔ اب تک ان میں باقی رہ گئے۔ مثلاً ایک عیسائی مہتری کے گھر کے کھانوں سے احتراز یا ہر قسم کے لوگوں کا ایک دسترخوان پر بلا امتیاز شریک ہونا یا رشتہ ناطے کے موقع پر بلا جھجک ایک عیسائی کا دوسرے نئے عیسائی سے شادی بیاہ کرنا اب بھی مفقود ہے۔ اور باوجود تثلیث کے اعتراف کے بے شمار عیسائی اب تک دیوتاؤں اور دیویوں کی پوجا اور ان کے پرشاد کو اسی پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ جیسا کہ قبل ان کے آبا کرتے آئے تھے۔

لیکن مسیحی مشنریوں کی جدوجہد واقعی قابل تحسین ہے کہ انہوں نے موقع کی نزاکت سے فائدہ اٹھا کر نہ صرف بدقسمت اچھوت قوموں کی قدر افزائی بلکہ اپنے دین کی اشاعت کا کام بھی خاصے اعلیٰ پیمانے پر جاری رکھا۔ اور ہندوستان میں ہندوکش سے راس کماری اور کوئٹہ سے کلکتہ تک نہ فقط مشنریوں کی حد بندی ہے۔ بلکہ آسام۔ برما۔ اور مختلف جزائر غرب الہند میں بھی اس کے جال بچھے ہوئے ہیں۔ جس میں خصوصیت سے اچھوت لوگ جو اپنی قوم کی برتر افراد کی بے مہریوں سے مردہ ہو رہے تھے۔ اس مذہب کو غنیمت سمجھ کر حلقہ بگوش ہو گئے۔ کیونکہ اس طرح ان کی سوشیل پوزیشن کچھ سے کچھ ہو گئی۔ پھر بھی وہ مساوات نصیب نہ ہوئی۔ جو آج ہمارے دین فطرت پاک مذہب اسلام قبول کرنے کے بعد ایک ادنےٰ خادم چمار اور مہتر اچھوت کو حاصل ہو جاتی ہے۔

لیکن دین اسلام کی اشاعت میں زیادہ تر تاخیر اور فروگذاشت کا موجب مسلمانوں کی کم ہمتی خودغرضی اور بے بضاعتی رہی۔ علاوہ بریں غیر ملکی اور غیر مذہب کی حکومت کے باعث گورنمنٹ سے ہمیں اس میں امداد کی کوئی امید ہی نہ تھی۔ اس کے برعکس دین مسیحی کی تبلیغ و اشاعت کے لئے علاوہ ٹرسٹ فنڈس کے گورنمنٹ ایڈ اور موقع مناسب پر چندہ کی صورتوں میں کافی رقوم حکام بالا سے بھی وصول ہوتی ہیں۔ اس سے مقابلہ کرنا اور عہدہ برآ ہونا ہندوستانی مسلمانوں جیسی مفلس قوم سے دشوار کیا ناممکن ہے۔ پس تبلیغ اسلام کی کوئی مؤثر صورت نہ نکلنے پر آخرکار ہمیں یہ خیال چھوڑ دینا پڑا لہٰذا معرض التوا میں پڑ کر اب دین فطرت کی اشاعت کا خیال ہمارے دلوں سے حرف غلط کی طرح مٹ گیا۔ اور اس فریضہ کو ہم نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ حالانکہ حکومت کی طرف سے ہمیں اس میں کسی اختلاف یا رکاوٹ کا بھی ڈر نہ تھا۔ گو انگریزی حکومت تبلیغ اسلام میں ہماری معاون نہ تھی۔ لیکن اس نے فی نفسہٖ کبھی نہیں کی ہمیں وہ آزادیاں بخوبی میسر تھیں۔ جس کے رو سے آج شدھی اور سنگٹھن فروغ حاصل کر رہی ہیں۔

صرف اعلیٰ اخلاقی اور مالی امداد کی ضرورت ہے۔ کیا آج کل ہندوستانی مسلمان بھی اس اہم مسئلہ کو حل کرنے سے قاصر ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اگر وہ چاہیں تو تبلیغ اسلام کی خدمات بڑی خوبیوں سے انجام دیکر اللہ تبارک تعالیٰ کی درگاہ میں ماجور ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ہمت استقلال اور اسلامی محبت ان کی رگوں میں دوڑ رہی ہو۔ محبانِ قومی اور اسلاف کے کارہائے نمایاں ان کا لائحہ عمل قرار پائے۔ اور وہ اللہ کا نام لیکر اپنے مال کی زکوٰۃ کو اجتماعی حیثیت سے تبلیغ اسلام اور نومسلموں کی امداد پر صرف کرنا ذریعہ حصول آخرت قرار دیں ۔

ہر مسلمان پر زکوٰۃ سالانہ واجب الادا قرار دی گئی ہے۔ جس میں امیر کبیر۔ متوسط الحال اور وہ غریب بھی جن کا اندوختہ چالیس روپوں سے زیادہ ہو۔ شرکت کر سکتے ہیں۔ پس یہ خدائی انکم ٹیکس بجائے اس کے کہ موٹے تازے فقیروں کی نذر کیا جائے۔ ایک فنڈ کی صورت میں جمع ہو۔ ایک ٹرسٹ کمیٹی منتظم کی جائے۔ اور ڈرسٹیوں کو مرکزی نظام کے ماتحت ہر صوبے میں اپنا کام شروع کرنا چاہئے۔ اور اس فنڈ سے بالکل ناکارہ اپاہج اور ضعیف افراد کے علاوہ بچوں کے لئے بھی جن کا کوئی سرپرست نہ ہو۔ ہوم قائم کیا جائے۔ چنانچہ وہ نومسلم جو ناکارہ اپاہج یا ضعیف ہوں۔ اس میں بافراغت اپنی زندگی گذاریں۔ ان سے خفیف انسانی ہلکے پھلکے کام بھی لئے جائیں۔ مثلاً ٹوکری۔ موڑھے کرسیاں۔ پٹاری وغیرہ بنانا۔ بیت کا کام یا جھلی وغیرہ تیار کرنا۔ دری فالیچے۔ تولئے جھاڑن وغیرہ بننا۔ غرض اس ہوم میں ایک انڈسٹریل اسکول کا بھی انتظام کیا جائے۔ جس سے سرمایہ میں امداد ملتی رہے۔ اور فنڈ کی بے بضاعتی سے یہ کار خیر نامکمل نہ رہ جائے ۔

غیر قوموں کے لوگ دین اسلام قبول کرنے میں اسی لئے پس و پیش کرتے ہیں۔ کہ تبدیل مذہب کے ساتھ ان کو اپنے متعلقین سے بالکل ترک تعلق کرنا پڑتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ بالکل بے یار و مددگار رہ جاتے ہیں۔ چنانچہ اگر مسیحی مشنری اصول کے مطابق ان کی مالی امداد بھی کی جائے۔ تو وہ ثابت قدمی سے اس پر قائم رہیں گے۔ اور مزید ترقیوں کی امیدیں وابستہ ہوں گی ۔

غریب اور ناچار ہندو عورتیں جو بوڑھی اور بیوہ ہیں۔ اکثر اپنا آبائی مذہب ترک کر کے صرف اسی لئے عیسائی ہوگئی ہیں۔ کہ انہیں ماہوار تین چار روپیہ رومن کیتھولک چرچ سے بلاناغہ ملا کرتے ہیں۔ اس سے ان کی ضروریات پوری ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ چاول اور کپڑے بھی تقسیم ہوتے ہیں۔ پھر بتلایئے تو اچھوت قوم یا کسی ایسی قوموں کے لوگ جو مذہبی جبر و تشدد سے دل برداشتہ اور نالاں ہو رہے ہیں۔ کیا مسلک اختیار کر سکتے ہیں ۔

اگر آج اکابر قوم متحد ہو کر اس اہم نکتہ کو حل

کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ اور سرمایہ کی کمی کو زکوٰۃ اور خیرات کی رقموں سے پوری کرنے کی تدابیر کریں۔ تو یقیناً اچھوت اسلام کی حلقہ بگوشی کو فخر سمجھ کر قبول کریں گے۔ کیونکہ مساوات ان کو کسی مذہب و ملت میں حاصل نہیں ہو سکتی۔ بجز مذہب اسلام کے یہی وہ مساوات ہے۔ جس کو مادر ہند کے لائق و فائق فرزند خالد لطیف گابا سابق کنہیا لال گابا نے نہایت ذوق و شوق سے اختیار کیا۔ یا اب ہندو قوم کے سب سے بڑے سربرآوردہ لیڈر گاندھی جی کے فرزند ہیرالال گاندھی (جناب عبداللہ گاندھی) نے مشرف باسلام ہو کر اپنی اعلیٰ حوصلگی اور توحید پرستی کا ثبوت دیا ہے۔ تاکہ بچارے اچھوتوں کے لئے بھی راہ کشادہ ہو جائے۔ اور قوم کے برگزیدہ کی تقلید میں وہ بآسانی راہ حق کی طرف رجوع کر سکیں۔

نیز مسلم لیڈروں کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ وہ اسلام کی حقیقت۔ مفروضات و ممنوعات عام فہم و دلنشین پیرایوں میں مختلف زبانوں میں پمفلٹ کی صورت میں شائع کرائیں۔ اور مفت تقسیم کرائیں۔ تاکہ غیر مذاہب کے لوگوں پر اس دین فطرت کی حقیقت آشکارا ہو جائے۔ بلا جبر و اکراہ یا بغیر کسی لالچ کے جو اسلام کی خوبیوں سے متاثر ہو کر قبول اسلام کرتے ہیں۔ وہ اس کی توسیع میں بہت دلچسپی سے حصہ لیتے ہیں۔ بلکہ ابتدا سے ہمیشہ یہی اصول رہا ہے۔ کہ اس کی خوبیاں والوں کو مسحور کر لیتی ہیں۔ پس اس کی خوبیوں کا مظاہرہ ہی اس کی بھی تبلیغ ہے۔

جلسہ ہائے انجمن منعقدہ ۱۰ ربیع الاول مجمع البنات میں خاکسار نے بہنوں کے سامنے یہ تجویز پیش کی ہے۔ اور بہنوں سے امید ہے۔ کہ وہ دامے درمے۔ قدمے۔ سخنے اس نیک کام کی طرف متوجہ ہو کر اسلام کی خدمت کریں گی۔

جمیلہ بیگم۔ کلکتہ

حیدرآباد سے کشمیر موٹر میں

(سلسلے کے لئے دیکھو تہذیب نسواں ۰)

پانچ چھ دن تک بارش اور سردی کا خوب زور رہا۔ پانی برف کی طرح ٹھنڈا رہتا تھا۔ لیکن بعد میں سردی بتدریج کم ہو گئی۔ اور موسم بھی خوشگوار ہو گیا۔ اب بہار کا آغاز ہو چکا ہے۔ کلیاں چٹک رہی ہیں۔ نئے نئے پھول کھل رہے ہیں درخت پھلوں سے لدے کھڑے ہیں۔ بہار ہی بہار چہار کی بہار ہے۔ جدھر دیکھو لوگ تازہ تازہ پھل توڑ کر لئے چلے آتے ہیں۔ اور اسی کی صدا لگاتے ہوئے سنائی دیتے ہیں۔ ہلکی ہلکی دھوپ بھی اس بیمار کی طرح جو شفا پا کر توانا بننے کی فکر کر رہا ہو سنبھل سنبھل کر نکلتی ہے۔ اب ہوا بھی تند اور ناگوار معلوم نہیں ہوتی۔ اب اس کے ہلکے ہلکے جھونکے روح کو تازہ کرتے ہیں

اور جسم میں خوشی کی لہریں اٹھاتے ہیں۔ یہاں موسم پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ دیکھتے دیکھتے موسلا دھار بارش ہونے لگتی ہے۔ دھوپ تیز ہوتی ہے۔ تو ندی کا پانی بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ گرمی سے برف پگھلتی ہے۔

ہم جس گھاٹ پر رہتے ہیں۔ وہ رام منشی باغ کہلاتا ہے۔ اور یہاں کے کنارے بند پر صبح اور شام لوگ چہل قدمی کے لئے نکلتے ہیں۔ چار بجے سے آمدورفت شروع ہو جاتی ہے۔ انگریز مرد اور عورت جب سیر کے لئے نکلتے ہیں۔ تو تنہا نہیں آتے۔ بلکہ ہر ایک کے ساتھ ایک ایک دو دو کتے ضرور ہوتے ہیں۔ کتے انگریزوں کی زندگی کا جزو ہیں۔ بند پر انسانوں کے ساتھ ساتھ کتوں کا بھی سلسلہ لگا رہتا ہے۔ مگر وہاں موٹر نہیں کو لے جانے کی اجازت نہیں۔

کشتی میں سوار ہوں۔ تو آفتاب کے طلوع غروب کا سماں بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ جب سر شام آفتاب غروب ہوتا ہے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ گویا کسی نے سونے کی تھالی کو پگھلا کر پانی میں ڈال دیا ہے۔ اور صبح کے وقت کرنیں دیکھ کر یہ محسوس ہوتا ہے۔ جیسے کوئی زریں بدن حور پانی میں غسل کر کے سنہری بالوں کو بکھیرتے ہوئے اٹھ رہی ہے۔

ہماری کشتی کے سامنے ایک پہاڑ ہے۔ جس پر ایک دیول ہے۔ وہ تخت سلیمان کے نام سے مشہور ہے۔ شب میں اس پر جب بجلی کی روشنی ڈالی جاتی ہے۔ تو بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ تخت سلیمان سے سری نگر کا منظر نہایت ہی دلکش نظر آتا ہے۔ شہر۔ دریا۔ پہاڑ سب ہتھیلی پر رکھے دکھائی دیتے ہیں۔ جو لوگ سیر کے لئے آئیں۔ انہیں کم از کم ایک مرتبہ ضرور تخت سلیمان سے سری نگر کی سیر دیکھنی چاہئے۔

قدرت نے کشمیر کو بلا کا حسن عطا کیا ہے۔ اور اپنے ہاتھوں سے سنوارا ہے۔ اس کا کوئی ثانی نہیں۔ اگر اس کا اندازہ کرنا اور منظر کی دلکشی دیکھنی منظور ہو۔ تو ذرا اونچے مقام پر چڑھ جائیں۔ ہر طرف سبز باغات نظر آتے ہیں۔ جا بجا چشمے اور جھیلیں اور ان میں درختوں اور پہاڑوں کا عکس ایسا دلفریب ہوتا ہے۔ کہ آدمی دیکھ کر مبہوت رہ جاتا ہے۔ قدم قدم پر اشجار کے جھنڈ۔ بہتی ندیاں اور سرسبز وادیاں نظر آتی ہیں۔ یہاں قسم قسم کے پھل اور پھول اور درخت پائے جاتے ہیں۔ اگر کوئی درخت بے ثمر بھی ہے۔ تو اس کی بھی ایک عجیب آن بان ہے۔

سری نگر میں چند تاریخی باغات اور مقامات ہیں۔ مثلاً نشاط باغ۔ شالامار باغ۔ چشمہ شاہی اور پری محل وغیرہ وغیرہ۔ نشاط باغ کو آصف جاہ برادر نورجہاں نے ۱۰۳۲ھ میں تعمیر کرایا۔ اور جہانگیر بادشاہ کی درخواست پر اس کی قدر

کردیا۔ "گلزار نشاط عیش داماں" سے اس کی تاریخ نکلتی ہے۔ اس باغ کی جتنی تعریف کریں کم ہے۔ باغ لگانے اور اس کو سنوارنے میں مغلوں کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ نشاط باغ اور شالامار باغ کے محل وقوع کا انتخاب لاجواب ہے۔ پیچھے پہاڑ جن پر ہری ہری گھاس اُگی ہوئی۔ اور سامنے بڑی بھیل جو ڈل لیک کہلاتی ہے۔ عجب لطف دیتی ہے۔

نشاط باغ سڑک سے کچھ بلندی پر واقع ہے باغ میں مختلف پھولوں کے تختے ہیں۔ ہر ایک تختہ دوسرے تختے سے کسی قدر اونچا ہے۔ اور اس کے اطراف میں سبز گھاس کا فرش مخملیں۔ درمیان میں حوض اور ان میں طرح طرح کے فوارے لگائے گئے ہیں۔

یہاں چنار کے بڑے بڑے درخت ہیں جو آسمان سے باتیں کرتے نظر آتے ہیں۔ ان میں سے بعض کئی کئی سو سال کے ہیں۔ گھاس میں سفید سفید پھول ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے کسی نے مخمل پر چاندی کے پھول ٹانک دیئے ہیں۔ اور پھر ان کی کثرت کا یہ عالم ہے۔ کہ ان میں گھاس کی پتیاں بھی بمشکل دکھائی دیتی ہیں۔ ان باغوں کی سیر کرتے وقت اچانک ان مغل بادشاہوں کا خیال آجاتا ہے۔ جنہوں نے ان کی بنیاد رکھی تھی۔ تصور کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے۔ حوضوں کے کنارے چبوترے دیکھ کر خیال ہوتا ہے۔ کہ یہاں بادشاہ بیٹھ کر پھولوں اور فواروں کی بہار ملاحظہ کرتے ہوں گے۔ اور نغمہ و سرود سے تمام فضا گونجتی ہوگی۔

چونکہ اتوار کا دن یہاں تعطیل کا دن ہوتا ہے۔ اس لئے لوگ جوق در جوق باغوں کو جاتے ہیں۔ شہر اور دور دور کے لوگ وہاں جمع ہوتے کھانے اور چائے کا سامان ہمراہ لاتے ہیں۔ اور چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں درختوں کے نیچے بیٹھ کر کھاتے پیتے ہیں بیگمے ہوتے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں مرد اور عورتیں جمع ہوتے ہیں ہنسی خوشی سے دن گزارتے ہیں۔ یہ دن باغ کی بہار کا ہوتا ہے۔ پانی کو آزادی سے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ فوارے چلتے ہیں۔ جدھر نظر ڈالو۔ فواروں اور آبِ رواں کا دلخوش کن منظر دکھائی دیتا ہے۔ ایسے باغوں میں قدم رکھنے کے بعد پھر واپس جانے کو طبیعت نہیں چاہتی۔ مہاراجہ بہادر کی طرف سے باقاعدہ نگرانی ہوتی ہے۔ اور اچھا انتظام کیا گیا ہے۔ یہاں کے مالی انہیں باغبانوں کی اولاد ہیں۔ جو ترک و ایران سے بلائے گئے تھے۔

شالامار باغ جہانگیر بادشاہ کے حکم سے ۱۰۳۲ھ میں تیار ہوا۔ اس کی تاریخ "فرحت گاہ شاہی" سے نکلتی ہے۔ یہ ایک ہموار جگہ ہے۔ یہاں بھی تقریباً وہی گلکاریاں ہیں۔ جو نشاط باغ میں ہیں قسم قسم کے پھول۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی نے مختلف رنگوں کے قالین بچھا دیئے

ہیں۔ ایک سرخ رنگ کا پھول گیندنما ہوتا ہے۔ اس کا نام تو معلوم نہیں۔ البتہ قابل تعریف ضرور ہے۔ ابتدا میں چھوٹا ہوتا ہے۔ گر بڑھتے بڑھتے اتنا بڑھ جاتا ہے۔ کہ گلدان کے لئے ایک ہی پھول کافی ہوتا ہے۔

اس باغ کا جو احاطہ ہے۔ اس کی دیواروں پر پیلے گلاب وغیرہ کی بیلیں ایسی خوش وضعی سے پھیلی ہوئی ہیں۔ کہ دیوار کا عیب چھپ گیا۔ اور باغ کا حسن دوبالا ہو گیا ہے۔

شالامار میں ایک قسم کی خلوت اور سکوت و خموشی ہے۔ جو نشاط باغ میں نہیں پائی جاتی۔ یہاں داخل ہونے کے بعد بھی یہاں سے جانے کو نہیں چاہتا۔ نشاط باغ شہر سے سات میل ہے۔ اور وہاں سے شالامار دو تین میل۔ لاہور کا بھی شالامار دیکھا تھا۔ مگر اس کا اس سے کیا مقابلہ!

چشمہ شاہی کے متعلق بھی ایک دو سطریں لکھنی ضروری ہیں۔ یہ چشمہ بھی انہیں شاہان مغلیہ کے عہد کی یادگار ہے۔ یہ ایک قدرتی چشمہ ہے۔ اس میں سے بہت ہی صاف و شفاف پانی آتا ہے۔ دو تین مرتبہ اس کی بھی سیر کی۔ ہم لوگ آج کل اسی چشمے کی سیر کر رہے ہیں۔ یہ شہر سے کچھ فاصلے پر ہے۔ اور نشاط باغ کے راستے میں ہے۔ اس کے اندر بھی چھوٹا سا چمن ہے۔ حوض ہیں۔ فوارے ہیں۔ بارہ دری ہے۔ اس چشمے کے لئے ایک مختصر سا مکان بنا دیا گیا ہے۔ چشمے کے اوپر دو تین بالشت اونچا فوارہ بنا دیا گیا ہے۔ اس میں سے پانی اچھلتا کودتا نکلتا ہے۔ اگر اس وقت اس کو پئیں۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کسی نے برف گھول کر پلا دی ہے۔ اتوار کے دن اس کے فواروں کو بھی کھول دیا جاتا ہے۔

چشمۂ شاہی سے ایک راستہ پری محل کو جاتا ہے۔ جو افتادہ حالت میں ہے۔ اس کا محل وقوع پہاڑ کے سینے پر بہت اچھا ہے۔ سنا ہے۔ کہ یہاں ایک بڑے عالم و فاضل رہتے تھے۔ جن کے پاس تعلیم پانے کی غرض سے شہزادیاں جاتی ہیں۔ اب تو یہ عمارت پریوں کا افسانہ بن گئی ہے۔ اس کے دیکھنے کے لئے شکار خانہ کے دارو غہ سے اجازت لینی پڑتی ہے۔

"ڈل لیک" جو سری نگر کی مشہور جھیل ہے۔ اس کی تعریف جتنی کیجئے۔ کم ہے۔ جب یہاں گرمی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ تو لوگ گھنٹوں اس میں تیرتے رہتے ہیں۔ پانی صاف و شفاف ہے۔ شام کے وقت جب ہوا تیز نہیں ہوتی۔ جا کر دیکھیں تو پانی بلا مبالغہ آئینہ کی طرح صاف ہوتا ہے۔ اس میں آسمان اور اطراف کے پہاڑوں کا نیلگوں عکس پڑتا۔ اور عجب بہار دکھاتا ہے۔ (باقی آئندہ)

رضیہ عبدالحق از کشمیر

امراض کے متعلق استفسارات

میں اکثر دیکھتی ہوں۔ کہ تہذیبی بہنیں بذریعہ تہذیب نسواں بہت اہم امراض کے متعلق سوالات کرتی ہیں۔ اور ان کے علاج کا طریقہ معلوم کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ بعض درد مند بہنیں دوسروں کی تکلیف اور درد سے متاثر ہو کر جو دوائیں ان کے تجربے میں آئی ہوتی ہیں۔ اسے فوراً ازراہ ہمدردی تجویز کر دیتی ہیں۔ جو کبھی کبھی بہت مفید ثابت ہوتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس دوا سے فائدہ اٹھانے والی بہنیں اس کی تعریف میں تہذیب نسواں کے صفحے بھر دیتی ہیں۔ چاروں طرف سے واہ واہ کی صدا بلند ہوتی ہے۔ لیکن بعض اوقات نتیجہ برعکس ہوتا ہے۔ یعنی اس قسم کی تجویز کردہ دوا سے بجائے فائدے کے نقصان ہو جاتا ہے۔

تہذیب نسواں میں اس قسم کے استفسارات کرتے وقت تہذیبی بہنوں کو بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ کیونکہ بہت ممکن ہے۔ کہ سوال کرنے والی بہنیں ناواقفیت کی وجہ سے مرض کی تفصیل لکھنے میں غلطی کر جائیں۔ جس کی وجہ سے یہ بھی امکان ہے۔ کہ ماہر سے ماہر ڈاکٹر یا حکیم بھی مرض کی صحیح تشخیص نہ کر سکے۔ اور مریض یا مریضہ کی جان خطرے میں پڑ جائے۔ اس لئے یہ ضروری ہے۔ جب کسی مرض کے متعلق سوالات کئے جائیں۔ تو مریضہ کا حال بہت تفصیل کے ساتھ تحریر کیا جائے۔ تاکہ تشخیص میں غلطی نہ ہو۔ مثلاً صرف یہ لکھ دینا بالکل ناکافی ہے۔ کہ مجھے عرصے سے بخار رہتا ہے۔ کوئی تہذیبی بہن یا بھائی کوئی مجرب نسخہ تجویز فرمائیں۔ صرف اس قدر لکھ دینے سے بہت غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ بخار مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ اور سب کے اسباب بھی جدا جدا ہوتے ہیں۔ مثلاً بخار ملیریا کے جراثیم کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ جگر کی خرابی کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔ دق کا بخار بھی ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا ہر قسم کے بخار کے علاج کا طریقہ بھی بالکل مختلف ہوگا۔

اس لئے تہذیبی بہنوں کو خیال رکھنا چاہئے۔ کہ جب وہ کسی مریض یا مریضہ کا حال تحریر کریں۔ تو اس کے حالات بہت تفصیل کے ساتھ دیئے جائیں۔ نامکمل تحریر سے بہت غلط فہمی کا اندیشہ ہے۔

لیکن اب یہ سوال ہوتا ہے۔ کہ کیا محفل تہذیب کے کالموں میں اتنی گنجائش ہو سکتی ہے۔ کہ ہر شخص اپنے حالات پوری تفصیل کے ساتھ درج کرا سکے۔ کیونکہ بعض اوقات ایک ہی مریضہ یا مریض کے حالات درج کرنے میں محفل تہذیب کے تین چار کالم بھر جائیں گے۔ اور مشکل یہ ہے۔ کہ جب تک پورے حالات نہ بتائے جائیں۔ اس وقت تک کامیاب علاج ہونا ناممکن ہے۔

ایسی صورت میں میری رائے یہ ہے۔ کہ محفل

تہذیب کے کالموں سے یہ کام نہ لیا جائے۔ بلکہ تہذیبی بہنیں "محفل تہذیب" کے ذریعے صرف یہ دریافت کرلیں۔ کہ فلاں مرض کے لئے کس ڈاکٹر یا طبیب سے مشورہ کیا جائے۔ جواب ملنے پر آپ سے براہ راست خط و کتابت کے ذریعے پورے حالات تحریر کرکے اس مرض کے متعلق مشورہ لیا جائے۔ یا اگر ضرورت ہو۔ تو اس ڈاکٹر یا حکیم سے خود مل کر علاج کرایا جائے۔

میں تہذیب نسواں میں دیکھتی ہوں۔ کہ اکثر بہنیں اکثر متعدد امراض کے متعلق دوسری بہنوں سے مشورہ طلب کرتی ہوں۔ لیکن میں قصداً ہمیشہ خاموش رہ جاتی ہوں۔ حالانکہ میں بہت سے امراض کے مجرب نسخے جانتی ہوں۔ اور بعض اوقات اس بات کا بھی پورا یقین رہتا ہے۔ کہ دوا سے فائدہ ضرور ہوگا۔ تاہم میں اس قسم کے استفسارات کے جواب دینے سے احتراز کرتی ہوں۔ کیونکہ میں سمجھتی ہوں۔ کہ میں نہ تو حکیم ہوں۔ نہ ڈاکٹر۔ بہت ممکن ہے۔ کہ میں تشخیص میں غلطی کر جاؤں۔ اور مرض کو نہ سمجھنے کی وجہ سے غلط دوا تجویز کردوں۔

اگر تہذیبی بہنیں اس قسم کے استفسارات کا جواب دیں۔ تو ان کو اپنی ذمہ داری کا پورا احساس ہونا چاہئے۔ کیونکہ دوا علاج کا معاملہ بہت اہم ہوتا ہے۔ اور ذراسی غلطی اور بے پروائی کی وجہ سے جان تک چلی جاسکتی ہے۔ اس کی باریکیاں اور نکتہ سمجھنا ہر شخص کا کام نہیں ہے۔ اور نہ سوائے ایک ماہر حکیم یا ڈاکٹر کے اور کسی کو ایسے معاملوں میں بغیر سوچے سمجھے ہاتھ ڈالنا چاہئے۔

میرے اس مضمون کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ تہذیب نسواں میں اس قسم کے استفسارات نہ شائع کئے جائیں۔ بلکہ میرا مقصد صرف یہ ہے۔ کہ اس معاملہ میں بہت احتیاط سے کام لیا جائے۔ استفسارات کا جواب دینے والی بہنیں اپنی ذمہ داری کا پورا احساس کریں۔ بلکہ بہتر یہ ہے۔ کہ سوائے تجربہ کار حکیموں یا ڈاکٹروں کے اور کوئی شخص نہ اپنے سر اس قسم کی ذمہ داری لے۔ اور نہ اس قسم کے سوالات کا جواب ہی دے۔ مریضوں کے لئے بھی یہ ضروری ہے۔ کہ وہ ہر شخص کے مشورے پر فوراً عمل کرنا نہ شروع کردیں۔ علاج شروع کرنے کے پہلے وہ اس بات کا ضرور اطمینان کرلیں۔ کہ آیا جو شخص دوا تجویز کرتا ہے۔ وہ واقعی فن طبابت یا ڈاکٹری میں کچھ دستگاہ رکھتا ہے۔ یا یوں ہی کسی سے سن کر بغیر سوچے سمجھے دوا تجویز کردیتا ہے۔ اگر اس شخص کے متعلق ذرا بھی شبہ ہو۔ تو ہرگز اس کے مشورے پر عمل نہ کرنا چاہئے۔

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ ان کو جو شخص دوا بتا دیتا ہے۔ اس کا استعمال فوراً بغیر سوچے سمجھے شروع کر دیتے ہیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ اس قسم کے لوگ تہذیب نسواں میں ایسے استفسارات کیا کرتے ہیں۔ اس میں شک

نہیں۔ کہ بعض اوقات لوگوں کو معمولی حکیموں کے علاج سے بہت فائدہ ہو جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ وہ ایسے ہی معالجوں کے معتقد ہو جاتے ہیں۔ اور لائق قابل ڈاکٹروں سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔

میرے مشاہدے میں بھی بہت سے لوگ آئے ہیں۔ جنہوں نے ہماری بہت سی بہنوں کی طرح ناواقف ڈاکٹروں اور حکیموں کا علاج کیا ہے۔ اور فائدہ بھی اٹھایا ہے۔ میرے ایک بھائی کے دوست کے پاؤں میں پھوڑا نکل آیا۔ رفتہ رفتہ وہ اتنا بڑھ گیا۔ کہ پورے پاؤں میں پھیل گیا۔ انہوں نے بڑے بڑے ڈاکٹروں سے مشورہ کیا۔ اور مدت تک علاج جاری رکھا۔ لیکن بدقسمتی سے کسی علاج سے فائدہ نہیں ہوا۔ اس سلسلے میں ان کو کلکتہ پٹنہ اور لکھنؤ کے بہت تجربہ کار ڈاکٹروں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ لیکن ہر جگہ مایوسی ہوئی۔ آخرکار وہ ناامید ہو کر اپنے وطن کو واپس آ گئے۔ اتفاق سے ایک دیہاتی جراح سے ملاقات ہو گئی۔ چونکہ وہ ہر طرف سے مایوس ہو چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے سمجھا۔ کہ اس شخص کی بھی آزمائش کر لیں۔ حسن اتفاق سے ایک ہی ہفتے کے علاج کے بعد وہ بالکل صحیح تندرست ہو گئے۔

اس میں شک نہیں۔ کہ بعض اوقات نیم حکیم لوگوں کے علاج سے بہت فائدہ ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے ہرگز یہ معنی نہیں۔ کہ ہم ہر صورت ایسے لوگوں سے مشورہ لیں۔ اور انہیں سے علاج کرائیں۔ ایسے لوگوں کے پاس اکثر کسی بڑے ماہر حکیم یا ڈاکٹر کے خاص خاص امراض کے نہایت مجرب اور تیر بہدف نسخے ہوتے ہیں۔ اور وہ اسی کو استعمال کراتے ہیں۔ اور وہ نسخے اسی حالت میں فائدہ کرتے ہیں۔ جبکہ مریض کے بالکل حسب حال ہوں۔ اگر مرض میں ذرا بھی فرق ہوتا ہے۔ تو اس کا امتیاز کرنا ان کے بس کے باہر ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ تو لکیر کے فقیر ہوتے ہیں۔ نسخے میں کوئی تبدیلی کرنے کی قابلیت تو ان میں ہوتی نہیں۔ اس لئے اگر مرض میں کچھ فرق ہوتا ہے۔ تو اس دوا سے سخت نقصان پہنچ جاتا ہے۔

اس مضمون سے میرا مقصد یہ ہے۔ کہ تہذیبی بہنیں محفل تہذیب میں اپنے امراض کی داستان بیان کر کے نیم حکیم لوگوں کے مشورے سے پرہیز کریں اور بہت احتیاط ملحوظ رکھیں۔ کیونکہ علاج کا معاملہ بہت نازک ہوتا ہے۔ ذرا سی غفلت سے ناقابل تلافی نقصان پہنچ جاتا ہے۔

مسز سید احمد مچھلی شہری

میرا شوق

ہر شخص کو کسی نہ کسی بات کا شوق ہوتا ہے۔ اگر شوق فائدہ مند ہوا۔ اور اسے اس کے پورا کرنے کا موقع مل گیا۔ تو کیا کہنا۔ وہ بہت سے اچھے کام

کر لیتا ہے۔ اور ایسی ترقیاں کرتا ہے۔ جس سے دنیا کو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ شوق مردوں اور عورتوں میں یکساں ہوتے ہیں۔ لیکن مردوں کو شوق پیدا کرنے کا جس قدر موقع ملتا ہے۔ عورتوں کو نہیں ملتا۔ اور عورتوں میں بھی ہندوستانی مسلمان عورتوں کو بالکل ہی اپنے شوق پامال کر کے اپنے گھروں میں رہنا پڑتا ہے۔

مجھ کو شروع سے علم حاصل کرنے کا شوق تھا۔ جب میں کم عمری میں تعلیم یافتہ خواتین کو گھر میں آتے اور ملتے دیکھتی۔ تو ان کی زندگی پر بڑا رشک کرتی تھی۔ اور دل ہی دل میں خیالی پلاؤ پکایا کرتی تھی۔ کہ میں بھی ایک دن ڈاکٹرنی بنوں گی۔ غیر ممالک کی سیر کروں گی۔ جس طرح یہ خواتین ملاقات کر کے چلی جاتی ہیں۔ کوئی زمانہ میرا بھی آئے گا۔ کہ میں دوسروں سے ملاقات کروں گی۔ اور میل ملاپ بڑھاؤں گی۔ میں دن رات یہ سوچا کرتی۔ اور اکثر اردو میں یہ جملہ دیواروں پر اور جہاں لکھنے کا موقع ملتا۔ کوئلے یا ٹھیکرے سے لکھ دیتی تھی۔ اے خدا میرے دل کے ارمان پورے کر دے۔ مگر جلد ہی مٹا ڈالتی۔ کیونکہ وہ زمانہ اس قدر ترقی کا نہ تھا۔ کہ عورتوں کو پڑھا لکھا کر ولایت بھیجا جاتا۔ اور وہ آزادی کی زندگی بسر کر سکتیں۔

میرے والد مرحوم علم دوست تھے۔ وہ خود لکھتے پڑھتے تھے۔ تعلیم یافتہ لوگوں کی بڑی قدر منزلت کرتے تھے۔ گھر میں ہمیشہ تعلیم یافتہ خواتین کو بلاتے تھے۔ اور ہم بچوں کو پڑھواتے تھے۔ لیکن وہ لڑکیوں کو آزاد کرنے کا خیال نہ رکھتے تھے۔ کیونکہ وہ زمانہ عورتوں کی آزادی کا نہ تھا۔ میں ڈاکٹر بننے کی بڑی تمنا رکھتی تھی۔ مجھ کو مڈل اسکول کی لڑکیوں سے ملنے کا بڑا شوق تھا۔ ان کے حالات گھنٹوں کہانی کی طرح دل لگا کر سنا کرتی ایک مرتبہ میں نے کمپٹیشن کا امتحان بھی دیا۔ اور میں پاس ہو گئی۔ لیکن میرے جو بڑا ہی شریف آدمی تھا۔ کہا۔ کہ تم کو پردہ چھوڑنا پڑے گا۔ پردے میں رہ کر مردوں سے پڑھنا اور لڑکوں کے ساتھ مردانہ شفاخانہ میں جا کر کام سیکھنا ٹھیک نہیں ہے۔ تم کو کام اچھی طرح نہ آئے گا۔

مجھ کو اس کی یہ شرط منظور نہ ہوئی اور جہالت کی وجہ سے میرا یہ شوق پامال ہو گیا۔ لیکن میں نے اس ناامیدی پر بھی اپنی ترقی کا خیال ترک نہ کیا۔ اگرچہ میرے والد مرحوم بہت خوش حال تھے۔ اور میری تمام ضروریات مہیا تھیں۔ لیکن میں نے کبھی عام لڑکیوں کی طرح اپنی سہیلیوں میں بیٹھ کر یہ باتیں نہیں کیں۔ کہ میں چولھا ہنڈیا اس لئے سیکھتی ہوں۔ کہ ایک دن اپنے گھر پر مجھ کو بھی کرنا پڑے گا۔ یا میرے باپ بڑے امیر ہیں۔ میرے باپ اور بھائی مجھ کو روٹی دیں گے۔ مجھ کو نوکری کی کیا حاجت ہے۔ میرے پاس اس قدر گہنا ہے۔ شادی کے وقت اور

سے گا۔ میں بچے پالوں گی۔ وغیرہ۔ جو لڑکیاں شادی بیاہ اور بچوں اور گھر کی الجھنوں کے کھیل کھیلتیں اور آپس میں ذکر کرتیں۔ مجھ کو ان سے ملنا ناپسند تھا۔ اور میں ان کو شہری لڑکیاں کہہ کر باغ میں جدا ہو جاتی۔ میرا دل ان میں ذرا نہ لگتا۔ وہ لڑکیاں تو مجھ سے دوستی کرنا چاہتیں اور میں ان سے گھبراتی۔ کیونکہ ان کو سوائے گھریلو زندگی کی باتوں کے اور کوئی دوسری بات نہیں آتی تھی۔ میں ایسی لڑکی تھی۔ جو درختوں اور دیواروں پر چڑھتی۔ کیاریوں میں پھولوں کے پودے لگاتی۔ کھلونوں سے الماریاں سجاتی۔ گڑیوں کو مار مار کر پڑھاتی۔ میری شہری سہیلیوں کی مائیں میری حرکات پر بہت ہنستیں۔ اور بعض مذاق میں مجھ کو جنگلی کہتیں۔ کوئی مجھ کو لڑکا کہتی۔ کیونکہ میرے کام ان کے نزدیک زنانے نہ تھے۔ لیکن یہ میری ان ہی تمناؤں کا نتیجہ ہے۔ کہ آج میں ٹیچر کا کام کرتی ہوں۔ اگرچہ میرے ارمان میری مرضی کے مطابق پورے نہیں ہوئے۔ لیکن خدا نے بہت کچھ پورے کئے ہیں جن کی وجہ سے میں کافی خوش رہتی ہوں۔ میرے پاس دل بہلانے کے کافی ذرائع موجود ہیں۔ لیکن اب چند روز سے مجھ کو ایک نیا شوق پیدا ہو گیا ہے۔ وہ یہ کہ میں گھروں میں رہنے والی عورتوں کی زندگی کا مطالعہ خوب غور سے کروں۔ اور جو برائیاں اور بھلائیاں دیکھوں ان کو اخبار میں شائع کرا دوں۔ تاکہ اوروں کو عبرت ہو۔

میں دو غیر مسلم بیوہ عورتوں سے واقف ہوں جن کی ابتدائی زندگی بڑی تکالیف میں بسر ہوئی ہے۔ ان کی اولاد مر گئی۔ رشتہ داروں نے بھی ساتھ نہیں دیا۔ یہ آپس میں دور کی رشتہ دار ہیں۔ ان کے پاس ایک اپنا مکان ہے۔ یہ اس میں اکیلی بڑے میل کے ساتھ رہتی ہیں۔ دونوں مختلف مزدوری کر کے لاتی ہیں۔ پھر گھر میں مل کر کام کرتی ہیں۔ کھانا پکا کر کھاتی ہیں۔ اور ایک دوسرے کو ہنسی مذاق کی باتیں کر کے خوش کرتی جاتی ہیں۔ یہ دونوں بڑی محبت اور ہمدردی سے رہتی ہیں۔ اور ایک دوسرے کی مددگار ہیں۔ اگر ایک کو کام سے جواب مل جاتا ہے۔ تو دوسری برابر اس کو کھلاتی ہے۔ کبھی دونوں کماتی ہیں۔ غرض کہ ایک بیکار ہو کر بیٹھتی ہے۔ تو دوسری کھلاتی ہے۔

حساب یہ لوگ باقاعدہ رکھتی ہیں۔ لڑائی کبھی نہیں ہوتی۔ اگر ایک کہیں مہمان چلی جائے۔ تو دوسری بہت یاد کرتی ہے۔ یہ غیروں سے بڑے میل اور محبت کے ساتھ ملتی ہیں۔ سب ان کے کام آتے ہیں۔ مجھ کو ان دونوں کی زندگی بہت پسند ہے۔ ہم مسلمانوں میں محبت میں

اس قدر میل سے نہیں رہتیں۔ ہمارے یہاں تو کوئی بھی کسی کو بٹھا کر نہیں کھلاتا۔ تھوڑے دن ہی میں گالیاں پڑنے لگتی ہیں ؂

یہ زمانہ وہ زمانہ نہیں ہے۔ کہ عورتیں مدت سے نچلے لے کر میاں کی کمائی پہ گھر میں بند پڑی کھایا کریں۔ یہ وہ وقت ہے۔ کہ سب کو محنت مزدوری کرنا چاہئے۔ تب گزارا ہوگا۔ ورنہ یہی حال رہے گا۔ کہ چیل کوؤں کی طرح ایک دوسرے کو نوچ کر کھایا کریں۔ جب خدا نے ہمیں انسان بنایا ہے۔ تو چیل کوا کیوں بنیں۔ یہ تو خدا کی ناشکری ہے۔ کہ عقل کے ہوتے ہوئے اس سے کام نہ لیں اور چیل کوے کی زندگی بسر کریں۔ ہر ماں کو چاہئے۔ کہ اپنے بچے کے دل میں کمانے کا شوق پیدا کرے۔ لڑکیوں کے دلوں میں شروع سے شادی بیاہ کا خیال ڈال کر ان کے خیالات نہ بگاڑنا چاہئے۔ کوئی کسی کے کام نہیں آتا۔ انسان جو کچھ کرتا ہے۔ خود ہی کرتا ہے۔ یہ نہ خیال کرنا چاہئے۔ کہ مردانے کام لڑکی نہ کرے۔ جو مردانے کام لڑکی کر سکتی ہے۔ اس کو کرنے دینا چاہئے۔ یہ زمانہ ایسا ہے۔ کہ ایک آدمی کی کمائی سے پورا ہی نہیں پڑتا۔ گھر گھر خرچ کی پکار ہے۔ اگر ہم اپنے گھر کو خوش حال بنانا چاہتے ہیں۔ تو ضرور لڑکیوں کو بھی کمانا سکھانا چاہئے۔ یہ کوئی انصاف نہیں۔ کہ مرد تو کما کر لائے۔ اور عورت اپنے شوق پورے کرے۔ ہر شخص اپنا شوق آپ پورا کرے۔ تو اچھا ہے۔ ہم کسی ایک آدھ عورت کو خوش حال دیکھ کر فیصلہ نہ کرنا چاہئے کہ سب اس کی طرح آرام سے رہتی ہیں؟

مسلمانوں میں زیادہ تر عورتیں روپیہ کی کمی کی وجہ سے بہت مشکل سے زندگی بسر کر رہی ہیں۔ ان کے بچے ترقی نہیں کرتے۔ جب تک عورتیں کمانے نہ نکلیں گی۔ روپے کی کمی پوری نہ ہوگی۔ اکثر عورتیں اپنے گھروں میں بند پڑی رہتی ہیں۔ ان کو دوسروں کی زندگی کے حالات معلوم نہیں ہوتے۔ اس لئے وہ اپنے خیال کے مطابق سب کا فیصلہ کر کے آرام کی زندگی بسر کرتی ہیں۔ ہم ایسی عورتوں کی کسی بات کو ماننے کو تیار نہیں ہوں ؂

شاہزادجہاں بیگم۔ آگرہ

جلسہ انجمن خواتین جالنہ

جلسہ انجمن خواتین جالنہ شاخ انجمن خواتین دکن حیدرآباد ۹ ربیع الاول کو زیر صدارت جناب صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ منعقد ہوا۔ صدر صاحبہ نے زبانی تقریر کی۔ اور جن جن خواتین نے تقریریں کیں۔ ان کے اسمائے گرامی لکھے جاتے ہیں:۔

۱۔ محرک صدارت۔ محل مولوی سید محمد ایوب صاحب۔

۲۔ تائید۔ محل مولوی حسن الزماں صاحب تحصیلدار۔

۳۔ گل پوش۔ محل مولوی سید محمد ایوب صاحب

۴۔ قرأت۔ طالبات مدرسہ نسواں۔

۵۔ حمد۔ حمیدہ خاتون و زبیدہ خاتون۔ بنات مولوی ایوب صاحب

۶۔ نظم۔ زکیہ خاتون و رقیہ خاتون بنات مولوی ایوب صاحب

۷۔ تقریر۔ (حالات صلعم) محترمہ صغرا ہمایوں مرزا۔

۸۔ تقریر (تذکرہ ولادت باسعادت) محل مولوی محمد احمد الدین صاحب۔

۹۔ تقریر (اسلام) محل مولوی مہدی علی مرزا صاحب۔

۱۰۔ تقریر (سیرۃ النبی) اُلفت النساء بیگم صاحبہ بنت مرحوم تعلقدار

۱۱۔ تقریر۔ سعیدہ خاتون بنت سید محمد ایوب صاحب

۱۲۔ قصیدہ۔ محل مولوی اکبر حسین صاحب۔

۱۳۔ تقریر (حالات بی بی فاطمہ) محل مولوی سید حسین صاحب۔

۱۴۔ تقریر (نور پیکر) محل مولوی حسن محمد صاحب

۱۵۔ تقریر (اخلاق محمدی) زبیدہ خاتون بنت سید محمد ایوب صاحب۔

۱۶۔ تقریر۔ سونابائی صاحبہ۔

۱۷۔ دعا۔ طالبات مدرسہ نسواں۔

۱۸۔ شکریہ محل مولوی سید محمد ایوب صاحب

جلسے کے اختتام پر محل سید ایوب صاحب وکیل ہائی کورٹ نے جو تقریر فرمائی۔ درج ذیل کی جاتی ہے۔

اب جبکہ جلسے کی تمام کارروائی ختم ہو چکی ہے۔ میرا یہ خوشگوار فریضہ ہے۔ کہ میں ان خواتین کا شکریہ ادا کروں جن کی موجودگی اس جلسے کی کامیابی کا باعث ہے۔ سب سے پہلے میں جناب محترم صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ کا شکریہ ادا کروں گی۔ جن کی مستقل کوششوں۔ دلچسپیوں اور خواتین جالنہ سے ان کی خاص محبت اور رضامندیوں کی وجہ سے انجمن خواتین جالنہ کی بنیاد پڑی۔ اس انجمن کا قیام اور اس کے مختلف جلسوں کا انعقاد ان کی ذات بابرکات کا رہین منت ہے۔ اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود ہر سال آپ کا جالنہ تشریف لانا۔ اور کافی عرصے تک قیام فرمانا اپنا قیمتی وقت خواتین جالنہ کی معاشرتی۔ علمی اور اخلاقی فلاح و بہبود پر صرف کرنا۔ آپ کے ایثار و خلوص اور روشن خیالی کی کافی دلیل ہے۔ اور ہمیں توقع ہے کہ آیندہ بھی محترمہ کی عنایات و احسانات حسب معمول ہمارے شریک حال ہوں گے۔

اس کے بعد محل جناب حسن الزماں صاحب تحصیلدار و محل جناب مہدی علی مرزا صاحب کا شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتی۔ کہ ان دونوں صاحبان نے اپنی جانب سے عام حاضرین جلسہ کو نہایت فراخدلی سے مٹھائی تقسیم کرائی۔ اور انتظامات وغیرہ میں بھی کافی امداد فرمائی۔ میں محل جناب سعید الدین صاحب دوم تعلقدار کا بھی بہت بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔ کہ انہوں نے نہایت شوق اور خوشی سے تین سو رقعوں کا انتظام فرمایا۔ اور محل جناب حسن محمد خاں صاحب رجسٹرار کا بھی بہت بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔ کہ انہوں نے اپنے ذمے برف اور پانی کا انتظام لے کر حاضرین جلسہ کی ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا۔

اس وقت مسز مہر نجی صاحبہ کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ لہذا میں ان کا اور دیگر پارسی خواتین کا دلی شکریہ ادا کرتی ہوں۔ کہ آج وہ ہمارے جلسے میں شریک ہوئیں۔ مجھے یہ دیکھ کر نہایت خوشی ہوئی۔ کہ مسز مہر نجی صاحبہ کو ہم مسلم خواتین سے بہت دلچسپی ہے۔ اور وہ ہمارے ہر ایک کام میں نہایت شوق اور خوشی سے حصہ لیتی رہیں۔ میں محل جناب حسن الزماں صاحب محل جناب مہدی مرزا صاحب محل جناب حسن محمد خاں صاحب و محل جناب سید حسین صاحب اور دیگر خواتین کا مکرر شکریہ ادا کرتی ہوں۔ کہ انہوں نے مجھے ہر ایک کام میں بہت مدد دی۔ اور جلسہ کو کامیاب بنانے میں انتہائی کوشش فرمائی۔

میرا فرض ہے۔ کہ میں ان خواتین اور لڑکیوں کا شکریہ ادا کروں۔ جنہوں نے جلسے میں تقاریر اور نظمیں پڑھیں۔ محترمہ اقبال النسا بیگم صاحبہ۔ محترمہ سوابائی صاحبہ۔ مسز جناب سید حسین صاحب اور دیگر لڑکیوں کا میں بہت بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اور امید کرتی ہوں۔ کہ وہ ہر سال جلسہ کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں گی۔

میں اپنا فریضہ ختم کرنے سے پہلے محترمہ صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ کا دوبارہ اور سہ بارہ تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ کہ آپ نے ہمارے ناچیز جلسے کی صدارت فرما کر ہماری ہمت افزائی فرمائی۔ آخر میں تمام حاضرین کے لیے میں عمر و صحت و اقبال کے لئے دعا کرتی ہوں۔

سکرٹری

محفل تہذیب

میں ناظرات تہذیب نسواں کو رنج و فکر سے یہ رنج دہ خبر سناتی ہوں۔ کہ قریب ڈیڑھ ہفتے سے جناب محترم سید ہمایوں مرزا صاحب بہت علیل ہیں۔ اب سے ایک ہفتہ قبل جب آپ جالنہ میں تھے۔ آپ کو فالج کا اثر ہو گیا تھا۔ جس سے بائیں

ہاتھ اور سر کو سخت صدمہ پہنچا۔ اور بایاں حصہ سُن ہوگیا۔ محترمہ صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ آپ کی تکلیف دہ علالت سے بہت افسردہ اور پریشان ہیں۔ آج کل جناب ہمایوں مرزا صاحب سکندر آباد ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ میں تہذیبی بہنوں سے درخواست کرتی ہوں۔ کہ وہ خدا سے پرخلوص دعا کریں۔ کہ وہ ہمارے محترم بزرگ کو صحت کلی عطا فرمائے۔ اور مسز ہمایوں مرزا صاحبہ کو پریشانیوں سے نجات دے۔ آمین!

سیدہ خاتون۔ جالنہ۔ دکن

تہذیب۔ محترم سید ہمایوں مرزا صاحب کی علالت کی خبر پڑھ کر نہایت افسوس ہوا۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کو جلد صحت عطا فرمائے۔ تہذیبی بہنوں سے التماس ہے۔ کہ وہ محترم موصوف کی صحت یابی کے لئے خدا سے دعا کریں ؛

۱۔ مجھے ظہیرڈ اور ظہرڈ آستینوں کی ازحد ضرورت ہے۔ جس بہن کو معلوم ہو۔ براہِ مہربانی بذریعہ تہذیب مجھے روانہ کریں ؛

۲۔ مجھے اچھے زنانہ۔ مردانہ اور بچوں کے کالر کے نمونے درکار ہیں ؛

۳۔ میری دوست کی آنکھوں میں سخت کھجلی ہوتی ہے۔ کوئی بہن آزمودہ دوا کا نام بتائیں۔ ان کی آنکھوں میں سے اکثر پانی بھی بہتا ہے ؛

ایک تہذیبی بہن

---

۲۰ جون ۱۹۳۶ء کے تہذیب میں آنسہ رشیدہ انور علی نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ ان کی ہمشیرہ کے پیٹ میں کئی سال سے درد ہوتا ہے۔ انہیں حسب ذیل وائٹالیٹی پٹا پہننے سے ضرور فائدہ ہوگا

Vitality Bell

ملنے کا پتہ:۔

Pearline products
Rehman Building
Churchgate Street
Fort - Bombay

اس پٹے میں برقی یا مقناطیسی اثر نہیں ہے۔ بلکہ اس کے اندر سے شعاعیں نکلتی ہیں جو نظر نہیں آتیں۔ وہ کپڑے میں سے ہو کر بدن میں داخل ہوتی ہیں۔ اور اندرونی اعضا پر اثر کرتی ہیں۔ چند بیمار اس سے اچھے ہوئے ہیں۔ یہ پٹا نو ایجاد اور موثر و کامیاب ہے ؛

ایک خریدار

میرے سر کے بال بہت تھوڑے اور چھوٹے ہیں۔ کوئی بہن بالوں کو لمبا اور گھنا کرنے کی ترکیب یا دوا بتا کر ممنون فرمائیں۔ میں اکثر اُبلے خشخاش سے سر دھوتی ہوں۔ مگر کوئی خاص فائدہ نہیں ہوتا ؛

آر ایس کیمبل پور

ولائتی معلومات

خاص تہذیب کے لئے

کھبتے بچے

بعض والدین خیال کرتے ہیں۔ کہ بچوں کا کھبّا پن محض عادت کی وجہ سے ہے۔ اور اگر بچے کو ٹوکتے رہیں۔ تو ان کی یہ عادت دور ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ نہ صرف ان کی بھول ہے۔ بلکہ حکمت کے بھی سراسر خلاف ہے۔ جن والدین کے بچے طبعاً کھبتے واقع ہوتے ہیں۔ وہ ان کی درستی کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ گویا قوانین فطرت کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

بچوں میں پانچ فی صدی ایسے ہیں۔ جو محض جسمانی نقص کی وجہ سے کھبتے واقع ہوئے ہیں۔ انسانی دماغ دو حصوں میں منقسم ہے۔ دماغ کا بایاں حصہ جسم کے دائیں حصے کی حرکات و سکنات کی نگرانی کرتا ہے۔ اور دماغ کا دایاں حصہ جسم کے بائیں حصے کی۔ جو لوگ راست دست واقع ہوئے ہیں۔ یعنی وہ بیشتر کام دائیں ہاتھ سے کرتے ہیں۔ وہ دماغ کے بائیں حصے کے زیر اثر ہیں۔ اس لئے ان کے دماغ کا بایاں حصہ مقابلۃً بہتر ہوتا ہے۔ لیکن کھبتے بچوں کی حالت اس کے برعکس ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بچہ اپنی جسمانی حرکات کا خود مختار نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنے دماغ کی ساخت کے زیر اثر رہتا ہے۔

بچے کا یہ عیب عام طور پر چار پانچ سال کی عمر میں جب وہ اسکول جانے کے قابل ہوتا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے۔ ایسے بچوں کی نگہداشت خاص طور پر کرنا چاہیئے۔ اور والدین کو جلد جلد یہ تحقیق کر لینا چاہیئے۔ کہ ان کا بچہ کھبتا ہے۔ یا سیدھا۔

یہ بات معلوم کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے۔ چنانچہ عقلمند والدین بچے کی کم عمری ہی میں اس کی حرکات و سکنات کو دیکھ کر اس کا عیب معلوم کر لیتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جو بچے بائیں ہاتھ کا انگوٹھا چوستے ہیں۔ یا اپنے گرد و پیش کی اشیاء کو بائیں ہاتھ سے پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ فطرتاً کھبتے واقع ہوئے ہیں۔ اور جو بچے یہ کام دائیں ہاتھ سے کرتے ہیں۔ وہ سیدھے ہیں۔

جو والدین یا اُستاد کھبتے بچوں کو اس امر پر مجبور کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنا دایاں ہاتھ استعمال کریں۔ وہ ان پر ایک ایسا بوجھ ڈال دیتے

ہیں۔ جو سراسر فطرت کے خلاف ہے۔ علاوہ ازیں اس کا اثر بچوں کے اعصاب پر پڑتا ہے۔ جس سے کئی اعصابی خرابیاں پیدا ہو جانے کا احتمال ہوتا ہے۔ تجربے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جو بچے تتلاتے ہیں۔ ان میں سے اکثر پہلے کھبے واقع ہوئے تھے۔ مگر ماں باپ یا استادوں کی ڈانٹ ڈپٹ نے ان کی یہ عادت چھڑا دی۔ وہ اب کھبے تو نہیں رہے۔ مگر اس سے بدتر عیب میں مبتلا ہو گئے۔ کھبے بچوں کو بائیں ہاتھ سے کام لینے کی پوری آزادی ہونی چاہئے۔ اگر والدین چاہتے ہوں۔ کہ ان کا بچہ دوسرا ہاتھ بھی استعمال کرے۔ تو وہ اس سے اس کے ہاتھ کو اسی حد تک استعمال کرائیں۔ جس قدر دوسرے بچے اپنے بائیں ہاتھ سے کام لیتے ہیں +

گانے والا کتا

لندن کے اخبار "مارننگ پوسٹ" کے ایک نامہ نگار کے پاس ایک کتا ہے۔ جس میں یہ عجیب و غریب وصف ہے۔ کہ وہ انسانوں کی سی آواز نکال کر گاتا ہے + اس کتے کا نام بردس ہے۔ اس کا مالک لکھتا ہے:-

برُدس گانا سننے کا بہت شوقین تھا۔ جب میری بیٹی پیانو پر کوئی چیز بجاتی یا گاتی۔ تو وہ اس کے پاس جا بیٹھا کرتا تھا۔ ایک دن میری بیٹی کوئی نیا گانا نکالنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس گانے میں ایک ٹکڑا بہت مشکل تھا۔ اور میری بیٹی اسے بار بار دُہرا رہی تھی۔ اچانک اس کی نظر بردس پر پڑی۔ اور وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی۔ کہ کتا اُسی ٹکڑے کو اپنی زبان سے ادا کر رہا ہے"

میری بیٹی نے سوچا۔ کہ اگر بردس ایک ٹکڑے کو بار بار سننے سے یاد رکھ سکتا ہے۔ تو اسے ایک پورا گانا سکھایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ کر لیا۔ بردس کو سکھانے کے لئے جو گانا منتخب کیا گیا۔ وہ مشہور ماہر موسیقی ویبر کا بنایا ہوا تھا۔ میری بیٹی اپنی ان تھک کوششوں اور کیک کی ایک بھاری تعداد بردس کو کھلانے کے بعد اسے گانا سکھانے میں کامیاب ہو گئی +

اس کے چند روز بعد ہم نے اپنے احباب کو ایک دعوت دی۔ اور اس موقع پر بردس کو بہت سے دوستوں کے سامنے پیش کیا گیا۔ جس نے ایسی کامیابی کے ساتھ گانا سنایا کہ سب لوگ عش عش کر اُٹھے۔ اس کے بعد ایسے کئی اَور جلسے کئے گئے۔ جن میں بردس نے حاضرین کو اپنے گانے سے محظوظ کیا +

بردس کے گانے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ میری بیٹی ایک نہایت عمدہ اور لذیذ کیک کا ٹکڑا

ے کر بروس سے کہتی - کہ گاؤ تو یہ کیک تمہیں ملے گا۔ اس پر بروس کیک کے ٹکڑے پر نظریں جمائے گانا سنا دیتا تھا۔ کیا مجال جو کہیں ذرا بھی غلطی ہو۔ گاتا جاتا ہے۔ اور اپنی دم سے تال بھی دیتا جاتا ہے ؛

گانا ختم کرنے کے بعد وہ داد طلب کرنے کے لئے باری باری تمام حاضرین کے پاس جاتا ہے۔ جو اس کارنامے پر اس کی پیٹھ ٹھونکتے ہیں۔ اس کے بعد وہ پھر پیانو کے پاس آجاتا ہے۔ اگر کیک کا اور ٹکڑا ملنے کی امید ہو تو وہ دوبارہ گا کے سنا دیتا ہے۔ ورنہ کمرے سے باہر نکل جاتا ہے ؛

بیوی پر جرمانہ

حال میں امریکہ کی عدالت میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ ایک جج نے جس کا نام ارل فری مین ہے۔ ایک عورت کو اس الزام کی بنا پر کہ وہ بے احتیاطی سے موٹر چلانے کی عادی تھی۔ دو پونڈ جرمانہ کر دیا۔ یہ عورت اس کی بیوی تھی ؛

فاضل جج نے فیصلہ سناتے وقت کہا۔ "میں تمہارے شوہر کو ایک عرصے سے جانتا ہوں۔ اور مجھے یہ بھی علم ہے۔ کہ وہ اکثر اپنے خاندان کے افراد کو ہدایت کیا کرتا ہے۔ کہ موٹر چلاتے وقت نہایت محتاط رہا کرو۔ اور ٹریفک کے تمام قوانین کی سختی سے پابندی کیا کرو۔ بنابریں میں تمہیں دو پونڈ جرمانہ کی سزا دیتا ہوں"

شوہر کا یہ فیصلہ سن کر مسز فری مین نے دو پونڈ کی رقم بٹوے سے نکال کر دیدی۔ اس پر جج صاحب نے فرمایا۔ "کیوں بی بی! یہ رقم تم نے اپنی جیب سے دی ہے۔ یا میری جیب سے؟"

مسز فری مین نے جواب دیا۔ "آپ کی جیب سے۔ اور جب آپ عدالت سے واپس آئیں گے۔ تو یہ رقم آپ کو لوٹانی ہوگی" ؛

دل چسپ باتیں

جرمنی کی رجمنٹ میں ایک ایسا کتا ہے جس کا نام ڈاک خانے کے محکمے میں بطور ملازم درج ہے۔ یہ کتا پوسٹ مین کی طرح اپنے فرائض بخوبی انجام دیتا ہے ؛

ٹڈا اپنی جسامت سے دو سو گنا کود سکتا ہے ؛

تمام دنیا میں موٹروں کی کل تعداد ساڑھے تین کروڑ ہے ؛

انگریزی کے حروف تہجی میں حرف ای

(E) سب سے زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔

۱۸۲۵ء تک رجمنٹوں کے نام عموماً اپنے کرنیلوں کے نام پر ہوا کرتے تھے۔

ہالینڈ میں ۱۰ ہزار سے زائد پون چکیاں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اوسطاً ۳۱۰ ایکڑ زمین سے پانی نکالتی ہے۔

استنبول کی پولیس کی افسر اعلیٰ ایک ترک خاتون ہے۔ دنیا میں یہ پہلی عورت ہے۔ جو اتنے بڑے عہدے پر فائز ہے۔

جاپان میں ۱۰ ہزار سات سو سات دن عبادت گاہیں ہیں۔

جنگ جو ممالک میں ہوائی حملوں سے بچنے کے لئے بجلی کی ایسی آنکھیں ایجاد ہوئی ہیں۔ جو کہر اور دھوئیں کے بادلوں میں خوب اچھی طرح دیکھ سکتی ہیں۔

پولینڈ کے ایک سائنس داں نے ایک ایسی پوشاک ایجاد کی ہے۔ جس کی مدد سے ہر انسان ہوا میں اڑ سکتا ہے۔ اور جب یا جہاں چاہے اڑ سکتا ہے۔ یہ پوشاک عنقریب تمام دنیا میں استعمال ہونا شروع ہو جائے گی۔

چین میں لاکھوں برس پہلے لوگ آگ جلانے کا طریقہ جانتے تھے۔ مزید براں وہ پتھر کو کاٹ کر برتن بنانے کے فن میں بھی مہارت رکھتے تھے۔

چوہا۔ خرگوش اور دیگر کترنے والے جانوروں کے دانت ہمیشہ نکلتے رہتے ہیں۔

روس کی آبادی ۱۹۲۶ء کی مردم شماری کی رو سے ۱۴ کروڑ، ۷ لاکھ ۲۷ ہزار سے زائد ہے۔ اس مردم شماری کے کاغذات روس کی ایک سو انچاس زبانوں میں طبع ہوئے۔

ٹوکیو (جاپان) میں ایک شخص جو کپڑے کی فرم کا مالک ہے۔ اس کوشش میں ہے کہ شیشے کی قمیصیں اور پاجامے ایجاد کرے۔ جو ریشم کی طرح نرم اور سوتی کپڑے کی طرح مضبوط اور سستے ہوں۔

* * *

خبریں اور نوٹ

مکہ معظمہ۔ (بذریعہ ڈاک) اعلیٰ حضرت سلطان ابن سعود نے شیخ کویت کو گیارہ موٹریں بطور تحفہ ارسال کی ہیں۔ ان میں سے چھ موٹریں تو خاص کویت کے واسطے ہیں۔ اور پانچ کویت کے دوسرے اکابرین کے لئے ۔

بغداد کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ گذشتہ چند سال سے جاپان کی ارزاں اشیاء سے عراق کی مارکیٹ بالکل بھر چکی ہے۔ جس کی وجہ سے حکومت عراق چاہتی ہے۔ کہ جاپانی تجار اپنے مال کے عوض عراق کی پیداوار لیں اس وقت تک جاپانی تجار عراق سے کچھ بھی نہیں خریدتے تھے ۔

القدس۔ ۱۳ جون۔ ہائی کمشنر نے نئے قوانین نافذ کئے ہیں۔ جن میں دہشت انگیزی کے جرم کے لئے موت اور حبس دوام کی سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔ یہ سزائیں ان لوگوں کو دی جائیں گی۔ جو فوجیوں پر گولیاں چلائیں گے۔ بم پھینکیں گے۔ اور ذرائع رسل و رسائل کو نقصان پہنچائیں گے۔ ڈسٹرکٹ کمشنروں کو اختیار ہوگا۔ کہ وہ سزا سے جرمانہ بھی دیں۔ اور ان اشخاص کی جائداد بھی ضبط کر لیں ۔

لندن۔ (بذریعہ ہوائی ڈاک) لندن میں "ہندوستانی سپیکنگ یونین" کے اہتمام اردو کی جماعتیں کھولی گئی ہیں۔ جہاں سر عبدالقادر صاحب انگریز مردوں کو اردو کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور لیڈی صاحبہ موصوف انگریز مستورات کو اردو زبان سکھاتی ہیں۔ یونین کے سکرٹری کا بیان ہے۔ کہ ان جماعتوں میں اردو زبان کے شائقین کی کثرت رہتی ہے ۔

لندن کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حبشہ کے بیت سے صوبوں میں اٹلی کے خلاف بغاوت پھیل رہی ہے۔ اور مغربی تمام حبش میں ابھی تک پرانی حکومت کام رہی ہے ۔

روما کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مارشل بڈاگلیو کو "ڈیوک آف ادیس ابابا" کا خطاب عطا ہوا ہے۔ ان کو چیف آف دی جنرل اسٹاف کے عہدے پر تعینات کیا گیا ہے۔ اور جنرل گرزیانی کو وائسرائے بنا دیا گیا ہے۔ اور مسولینی نے اپنے داماد کونٹ جیانو کو وزیر خارجہ کے عہدے پر سرفراز کیا ہے ۔

شملہ کی خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ "انڈین اسٹیٹ براڈ کاسٹنگ سروس" کا نام تبدیل کر کے "آل انڈیا ریڈیو" رکھ دیا جائے ۔

ناگپور (بذریعہ ڈاک) بالاگھاٹ سے خبر آئی ہے۔ کہ پنڈت شیو رام داس جو ضلع بالاگھاٹ

کے ایک معزز مالگزار اور گاندھی جی کے چیلے
یں۔ مع بارہ ستر اچھوتوں اور چند ہندوؤں
کے مسلمان ہو گئے۔

امرتسر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ بیانی علاقہ و سولہ
میں اس قدر آندھی آئی۔ جس سے ہزاروں
درخت جڑ سے اکھڑ گئے۔ پانچ مزدور درختوں
کے نیچے دب کر مر گئے۔ آموں کی فصل تباہ
ہو گئی۔

پشاور۔ ۱۳ جون معلوم ہوا ہے۔ کہ سرحدی
قبیلہ مالاکنڈ آیا۔ اور اس نے رائفلوں کی بطور
تعداد پولیٹیکل ایجنٹ کے سپرد کر دی ہے۔ چنانچہ
حکومت نے ان کے ساتھیوں کو پشاور جیل
سے رہا کر دیا ہے۔ اور جرگے کے سرداروں نے
حکومت کو ایک تحریر لکھ دی ہے۔ کہ آئندہ
لوگ حکومت کے وفادار رہیں گے۔ اور
ئی حملہ نہیں کریں گے۔

لاہور۔ ۱۵ جون۔ آج سردار عبدالصمد خاں
صاحب سٹی مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں
د سگرٹ اور پان فروشوں کو زیر دفعہ
تمباکو ایکٹ اس الزام میں پیش کیا ہے۔
بلا لائسنس تمباکو فروخت کرتے تھے۔

حیدرآباد دکن۔ ۱۵ جون۔ سلطان بازار
جوان کیلوی کے موتی محل ٹاکیز" میں کل
نہایت ہلاکت آفرین آگ لگی۔ آگ لگنے
وقت تماشاگاہ تماشائیوں بھری ہوئی
تھی۔ اور زنانہ گیلری بھی عورتوں سے کھچا کھچ
بھری ہوئی تھی۔ جس وقت آگ لگی ہے تمام
تماشائی نہایت خوف و اضطراب کی حالت میں
بھاگے۔ غریب عورتیں بھی جان بچانے کے
لئے ادھر ادھر بھاگنے لگیں۔ بعض آگ سے
بچنے کے لئے گیلری سے نیچے کود پڑیں۔ باقی
عورتیں اور بچے جنہیں کودنے کی ہمت نہ ہوئی
آگ کی نذر ہو گئے۔ آگ اس قدر طوفان خیز
تھی۔ کہ چند گھنٹوں میں سنیما کی عظیم الشان عمارت
راکھ کا ڈھیر ہو گئی۔ اور اس ڈھیر سے لاشوں
کا نکالنا سخت مشکل ہو گیا۔ حیدرآباد کی پولیس
اور دوسرے بہت سے لوگ ساری رات آگ
پر قابو پانے اور لاشوں کے نکالنے میں مصروف
رہے۔ آگ سب سے پہلے اپریٹر کے کمرے
میں فلم کے جل جانے کی وجہ سے لگی۔ فلم جو
۳۰ ہزار فٹ لمبی اور ایک لاکھ روپے کی مالیت
تھی۔ جل گئی۔

حیدرآباد۔ دکن کی خبروں سے معلوم ہوتا
ہے۔ کہ موتی محل ٹاکیز میں آگ لگنے سے
چودہ جانیں نذر آتش ہو گئیں۔ جن میں ۱۳
عورتیں اور ایک بچہ ہے۔ ان میں سے داؤد
جنگ بہادر اور حماد جنگ بہادر کمشنر پولیس کی
صاحبزادیاں اور ان کی نرس اور ایک بچہ
سید محمد مہدی تعلقدار حضورآباد کی بیگم اور ڈاکٹر
ہردے کار پروفیسر عثمانیہ یونیورسٹی کی ہمشیرہ

قابل ذکر ہیں۔ لاشیں جل جانے کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں۔ انہیں صرف ان جواہرات کی وجہ سے پہچانا گیا۔ جو وہ پہنے ہوئے تھیں۔

حیدر آباد۔ دکن "موتی محل ٹاکیز" کی آتش زدگی کی تفصیلات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ آگ کا منظر نہایت ہیبتناک تھا۔ اس منظر کو دیکھنے کے لئے ہزار ہا آدمی موقع پر پہنچ گئے تھے۔ زنانہ گیلری کی چھت جس وقت آگ کی وجہ سے نیچے گری ہے۔ تو عورتوں کی چیخیں ناقابل سماعت تھیں۔ عورتوں کی چیخ و پکار اور آہ و بکا سُن کر ہر کا ہجوم آگ میں کود نے کے لئے بے قرار ہو رہا تھا۔ لیکن پولیس اور دوسرے رضاکاروں نے روک لیا۔

حیدر آباد۔ دکن۔ ۱۵ جون۔ آج صبح حضور نظام بھی "آتش زدہ ٹاکیز" کو دیکھنے تشریف لائے۔ اور اتلاف جان اور دوسرے نقصانات پر بہت زیادہ افسوس ظاہر کیا۔ آپ نے ان لوگوں کو بھی ملامت کی۔ جنہوں نے آگ سے بچنے کے لئے پبلک کی مدد نہیں لی۔ آپ نے پولیس کمشنر اور بلدیہ کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ اس وقت تک کسی سنیما کو کھلنے کی اجازت نہ دیں۔ جب تک کہ مالکان سنیما پبلک کو آگ سے بچانے کے لئے ضروری اور مناسب انتظامات نہ کر رکھیں۔

ہوشیار پور کی اطلاع منظر ہے۔ کہ ایک بارات جا رہی تھی۔ کہ راستے میں شدت کی بارش شروع ہو گئی۔ اور بجلی کڑکنے لگی۔ دولہا گھوڑے پر سوار تھا۔ اور برات اس کے ساتھ جا رہی تھی۔ کہ قضارا بجلی دولہا پر گری۔ جس سے وہ مع گھوڑے کے ہلاک ہو گیا۔

نئی دہلی کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ نوجوان دوپہر کے وقت مشہور و معتمد کانگریسی لیڈر مسٹر س طیب جی کا دل کی حرکت بند ہو جانے سے انتقال ہو گیا۔

ٹراونکور کی حکومت نے اعلان جاری کیا ہے۔ کہ تمام سڑکیں۔ کنوئیں۔ اور اسکول جو سوائے ہندوؤں کے دیگر اقوام کے لئے بند تھے۔ اب ہر مذہب و ملت کے لئے کھول دیئے گئے ہیں۔ سب لوگ ان کو اپنے استعمال میں لائیں گے۔

گوجرانوالہ سے ایک مسلمان عورت کی عدیم النظیر بہادری کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ ایک مسلمان نوجوان اپنی نئی بیوی کو اپنے گاؤں لے جا رہا تھا۔ کہ راستہ میں دلہن کو پیاس لگی۔ نوجوان اسے ایک طرف بٹھلا کر کنوئیں پر پانی لینے کے لئے گیا۔ لیکن وہاں پانی لے جانے کے لئے برتن نہ تھا۔ چند سکھوں نے جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے گلے میں سونے کا کنٹھا جو دیکھا۔ تو ان کی نیت بدل

گئی۔ اور انہوں نے نوجوان کو تبلایا۔ کہ سامنے والی کوٹھری میں برتن موجود ہے۔ نوجوان برتن لینے کے لئے اندر گیا۔ تو سکھوں نے اسے اندر جاکر قتل کر دیا۔ عورت اپنے خاوند کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے تنگ آگئی۔ تو وہاں سے اٹھ کر کنوئیں پر گئی۔ سکھوں نے عورت کو تبلایا۔ کہ اس کا خاوند سامنے والی کوٹھری میں ہے۔ وہ اندر گئی۔ تو اس نے اپنے خاوند کی لاش دیکھی۔ لاش دیکھ کر اس نے اپنے حواس قائم رکھے۔ اور فوراً اندر سے کنڈی لگا لی۔ اور سکھوں کے بارہا کہنے پر کنڈی نہیں کھولی۔ تو سکھوں نے اس کو بھی قتل کرنے کے لئے اس کوٹھری میں نقب لگائی اور ایک سکھ اندر داخل ہوا۔ عورت نے فی الفور حملہ کر کے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ اور لاش کو اندر کھینچ لیا۔ بعد کو دوسرا سکھ بھی اندر جانے لگا۔ تو عورت نے اسے بھی قتل کر دیا۔ اس پر باقی سکھ بھاگ گئے۔ اور پولیس کے آنے پر عورت نے دروازہ کھولا۔ پولیس مصروف تفتیش ہے۔

الہ آباد۔ ۱۴ جون۔ ایک کشتی کے الٹ جانے کی وجہ سے پانچ اشخاص ڈوب گئے۔ اس کشتی میں بہت سے اشخاص سوار تھے۔ پانچ کے علاوہ باقی بچا لئے گئے۔

جبل پور۔ ۱۴ جون۔ بلاٹکٹ سفر کے انسداد کے لئے جبل پور ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ایک مجسٹریٹ کی عدالت قائم کی گئی۔ جس کے سامنے ایسے ملزم پیش کئے گئے۔ جو بغیر ٹکٹ کے سفر کرتے ہوئے گرفتار کئے گئے تھے۔ پہلے دن ہی ریلوے محکمے کو ۹۰ روپے کی آمدنی ہوئی اس کامیاب تجربے کے بعد حکام ریلوے اس تجویز پر غور کر رہے ہیں۔ کہ ہفتہ میں تین مرتبہ ریلوے پلیٹ فارم پر مجسٹریٹ کی عدالت لگائی جائے۔

کلکتہ کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ امسال کلکتہ یونیورسٹی سے چار خواتین مسز زبیدہ مسز کملہ گھوش۔ مسز سپرابھا ملک اور اہلیہ حلقہ افسر جیسور نے بی اے کا امتحان پاس کیا ہے۔ یہ چاروں خواتین چار چار بچوں کی مائیں ہیں۔ اول الذکر شمالی بنگال کی پہلی مسلم خاتون ہیں۔ جنہوں نے یونیورسٹی سے بی اے کی ڈگری حاصل کی ہے۔

حکومت ہند نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ کہ انڈین ملٹری اکیڈیمی ڈیرہ دون کی اس ٹرم میں جو یکم فروری ۱۹۳۷ء کو شروع ہوگی۔ اور رائل انڈین نیوی میں داخلہ کے لئے مقابلہ کا امتحان ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۶ء بروز دوشنبہ و نیز ایام مابعد کے دوران میں دہلی میں منعقد ہوگا۔

* * *

بعدالت جناب سینئر سب جج بہادر جہلم

اطلاعنامہ بابت تاریخ مقررہ برائے تصفیہ اشتہار نیلام۔ آرڈر ۲۱ رول ۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی

مقدمہ نمبر ۲۷۱ سال ۱۹۳۵ء

گنگا رام ولد لالہ کرم چند ٹھیکہ دار سکنائے جہلم ڈگر یدار

بنام مساۃ خورشید بی بی وغیرہ سکنائے گلگتہ مدیونان

بنام خورشید بی بی زوجہ عبدالرحمٰن ذات آوان سکنہ ملں بنیا اکبر لائن ۲۴ گلگتہ ۔معرفت عبدالرحمٰن

سکنہ گلگتہ مدیون

چونکہ مقدمہ مندرجہ عنوان گنگا رام ڈگریدار نے واسطے نیلام جائداد غیر منقولہ کے درخواست گزرانی ہے۔ لہٰذا تم کو بذریعہ تحریر ہذا اطلاع دی جاتی ہے کہ تاریخ ۶/۷ واسطے طے کرنے شرائط اشتہار نیلام کے مقرر ہوئی ہے۔

آج بتاریخ ۱۰ ماہ جون ۱۹۳۶ء بثبت میرے دستخط و مہر عدالت جاری کیا گیا

دستخط حاکم

بعدالت صاحب سب جج بہادر درجہ اول قصور

حاجی خیر الدین ولد لام دین قوم خوجہ ساکن کھیکرن تحصیل قصور۔ مدعی

بنام ساۃ بختاور بیوہ غلام حسن۔ محمد الدین ولد میران بخش نیفصل الدین ولد علاؤالدین اقوام خوجہ سکنائے کھیکرن تحصیل قصور۔ مدعا علیہم

دعوے -/138 روپے

بنام مساۃ بختاور بیوہ غلام حسن قوم خوجہ ساکن کھیم کرن تحصیل قصور

مقدمہ مندرجہ عنوان میں مساۃ بختاور کے نام کئی بار سمن جاری کئے گئے ہیں۔ لیکن وہ روپوش ہو جاتی ہے۔ لہذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی بنام مساۃ بختاور مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مساۃ بختاور مذکورہ 6/7 کو اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت نہ ہو کر جوابدہی مقدمہ نہ کرے گی۔ تو کارروائی یک طرفہ عمل میں لائی جائے گی۔ تحریر 13/5/36

دستخط حاکم — مہر عدالت

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس مسٹر ریاض احمد قریشی بی اے ایل ایل بی ایف آر اے ایس صاحب سب جج بہادر لودھیانہ

نانک چند ورف نانک سنگھ جٹ سکنہ عالمگیر تحصیل لودھیانہ ڈگریدار

بنام مساۃ مہتاب کور زوجہ سندر۔ سندر پسر خصورا جٹ سکنہ عالمگیر تحصیل لودھیانہ مدیونان

مقدمہ مندرجہ صدر میں رپورٹ ہائے نوٹس اے نیلام و درخواست و بیان حلفی ڈگریدار سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ تم مدیونان عمداً تعمیل سے گریز کرتے ہو۔ اور یہ کہ معمولی طریقہ سے تم پر تعمیل محال ہے۔ لہذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی تمہارے نام جاری کر کے مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ تم 6/7/36 کو حاضر ہو کر جوابدہی اجرائے کرو۔ ورنہ تمہاری غیر حاضری میں نیلام جاری کیا جائے گا۔ تحریر ۲۶ مئی ۳۶ء

دستخط حاکم — مہر عدالت

اشتہار زیر رقمہ ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت لالہ گلال چند صاحب بی اے ایل ایل بی ڈپٹی ایس صاحب سب جج بہادر چہارم مقام دسوہہ ضلع ہوشیارپور

بابورام ولد ٹھاکر داس راجپوت سکنہ دسوہہ مدعی

بنام کرم الدین ولد بھولہ - بھولا ولد عبداللہ ذات ارائیں سکنہ گنگا چک سبھگے تھانہ دسوہہ

دعوے - 76/6/-

بنام کرم الدین - بھولا مذکوران

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمیان کرم الدین و بھولا مذکوران تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کر گئے ہیں - اور روپوش ہیں - اس لئے اشتہار ہذا بنام کرم الدین و بھولا مذکوران جاری کیا جاتا ہے - کہ اگر مدعا علیہم مذکوران تاریخ ۲۹ ماہ جون ۱۹۳۶ء کو مقام دسوہہ حاضر عدالت ہذا نہیں ہوں گے - تو ان کی نسبت کارروائی یک طرفہ عمل میں آئے گی ؛

آج بتاریخ ۱۳ جون ۱۹۳۶ء بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا ؛

دستخط حاکم　　　　مہر عدالت

اشتہار اخبار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰

بعدالت جناب شیخ اقبال احمد صاحب پی سی ایس سب جج بہادر خانیوال

رلو ڈھول شاہ داس بذریعہ شاہ داس ولد زنگو مل منجال سکنہ مخدوم پور تحصیل کبیروالہ ڈگریدار

بنام میلہ چند ولد گوردیال ذات منجال سکنہ مخدوم پور مدیون متوفی ؛ قائمقامی فسی لال ولد بہاؤ چند نابالغ بولایت مسماۃ رام بائی بیوہ بہادر چند منجال سکنہ مخدوم پور تحصیل کبیروالہ

اجرائے ڈگری 67/8/-

بمقدمہ بالا کئی بار نوٹس بنام قائمقام متوفی مدیون جاری کئے گئے ہیں - مگر وہ دیدہ دانستہ تعمیل سے گریز کر رہے ہیں - لہذا اس کے نام اشتہار اخبار جاری کیا جاتا ہے - کہ تاریخ 4 جولائی 36 بوقت سات بجے صبح اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا آکر پیروی و جوابدہی مقدمہ ہذا کریں - ورنہ ان کی عدم حاضری میں کارروائی یک طرفہ کی جا کر مقدمہ فیصل ہوگا ؛

آج بتاریخ ۴ ماہ جون ۱۹۳۶ء بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری ہوا ؛ دستخط حاکم　　مہر عدالت

اشتہار زیر دفعہ ۲۰ گارڈین وارڈس اینڈ ایکٹ ۱۸۹۰ء بذریعہ اخبار

باجلاس جناب میاں محمد عبداللطیف صاحب بی اے۔ پی سی ایس گارڈین جج بہادر شیخوپورہ

درخواست تقرری گارڈین مساۃ کیسرا دیوی نابالغہ زیر دفعہ ۲۰ گارڈین وارڈز اینڈ ایکٹ ۱۸۹۰ء

نمبر مقدمہ $\frac{9}{2}$ بابت ۱۹۳۶ء

حکم اتناعی بنام مساۃ اندر کور بیوہ لال چند قوم برہمن ساکن مستہ تھانہ نوشہرہ ورکاں تحصیل و ضلع گوجرانوالہ

رکھا رام کانشی رام پسران امیشر داس اقوام برہمن ساکنان مستہ تھانہ نوشہرہ ورکاں تحصیل و ضلع گوجرانوالہ

مقدمہ مندرجہ عنوان میں مساۃ ٹیکا دیوی بیوہ میلا رام قوم برہمن ساکن نوتحصیل شیخوپورہ نے درخواست برائے مقرر کئے جانے گارڈین ذات مساۃ کیسرا دیوی نابالغہ دائر کی ہے۔ لہذا بذریعہ حکم امتناعی مساۃ اندر کور رکھا رام و کانشی رام مذکوران مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ مساۃ کیسرا دیوی نابالغہ کی شادی و منگنی کرنے کے مجاز نہیں ہونگے۔ جب تک کہ درخواست ہذا کا فیصلہ نہ ہو۔ اگر وہ نابالغہ مذکورہ کی شادی و منگنی کریں گے تو ناجائز تصور ہوگی۔ اور ان کے خلاف کارروائی ضابطہ یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔ اگر کوئی عذر ہو۔ تو $\frac{25}{6}$ کو حاضر عدالت آویں۔ تحریر $\frac{6}{6}$ ۳۶ء

مہر عدالت — دستخط حاکم

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ اقبال احمد صاحب سب جج بہادر خانیوال

مشترکہ ٹھاکر داس ولد ہلک چند۔ توڑو رام ڈیوا رام پسران ٹھاکر داس زمیرہ اقوام ودھوا سکنہ چوخطہ نیچوانہ تحصیل خانیوال۔ مدعی

بنام غلام ۔ در یام نابالغان پسران محمد قوم سرگانہ بزنا تحت مساۃ کھماں بیوہ محمد سکنہ چاہ ملیٹروالہ موضع نواب جوتی تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور۔

دعوے -/-/۱۵ روپیہ

مقدمہ مندرجہ بالا میں مدعا علیہم و ولیہ کے نام کئی بار سمن جاری کئے گئے۔ مگر وہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتے ہیں۔ اصالتاً کی انکاری کی رپورٹ ہے۔ لہذا اشتہار اخبار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی بنام مدعا علیہم و ولیہ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ وہ مورخہ $\frac{6}{7}$ ۳۶ء کو بوقت دس بجے صبح اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر پیروی و جواب دہی مقدمہ کریں۔ ورنہ ان کی غیر حاضری میں کارروائی یکطرفہ کی جاکر مقدمہ کا فیصلہ کیا جائیگا۔

آج بتاریخ $\frac{6}{6}$ ۳۶ء بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم — مہر عدالت

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بحکم جناب پیرزادہ پیر مظہر حسین صاحب نائب تحصیلدار باختیارات اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم تحصیل سمرالہ ضلع لودیانہ

سردن ولد عطر چند ذات رہتیہ سکنہ کمنہ کلاں تحصیل سمرالہ ضلع لودیانہ سائل
بنام ٹہل سنگھ ولد صوبیدار۔ ودیا سنگھ و امر سنگھ ولد ودیا سنگھ۔ ہیر سنگھ۔ کرتار سنگھ پسراں رتن
کابل سنگھ ولد سندر سنگھ۔ جیوا سنگھ ولد کینتھل۔ جیل سنگھ ولد کرم سنگھ۔ اوگر سنگھ ولد کرم سنگھ۔ گوبند سنگھ
ولد کشن سنگھ۔ ایشر سنگھ ولد کشن سنگھ۔ منگتا و رام دتہ پسران حسانیا۔ رولا پسر بیربل۔ پورن سنگھ
مادھو سنگھ پسران بھلا اقوام جٹ۔ لچھمن داس ولد ہیرا رام برہمن رام چند پسر امر ناتھ لال۔ رام شاہ
پسر امراؤ گر لال۔ چمن ولد خوش حالا۔ من پسر کاہنا۔ نرائن سنگھ ولد وسیا۔ بچن سنگھ پسر وسیا
تما سنگھ ولد کالا سنگھ اقوام جٹ۔ راکھو بنس لعل پسر نگینہ رام۔ سنت لعل پسر نگینہ رام و دیا ساگر
کندن مل۔ [illegible] لعل ولد کندن لعل۔ رامیش چند۔ گوپال کرشن پسران کندن لعل۔ بسمبو رام پسر
بھانا رام۔ مابیر پرکاش ولد بھانا رام سکھ سمپت ملسئے پسر ہربنس لال۔ سکھ پت رائے پسر ہربنس
لعل۔ چمن سنگھ پسر نرائن سنگھ۔ شام لعل ولد بنارسی داس بانیہ۔ سیتا رام ولد تارام بانیہ۔ ٹھاکر
داس ولد آتما رام بانیہ۔ آتما رام پسران نرائن سنگھ کلال۔ مسماۃ گلاب کور دختر جیوا سنگھ قوم جٹ
کیمو ترامان موضع کمنہ کلاں تحصیل سمرالہ ضلع لودیانہ۔ مسئول علیہم

دعویٰ تقسیم اراضی زیر دفعہ ۱۱۱ ایکٹ ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء پیمانہ بیگہ پختہ شاملات دیہ مندرجہ
کھیوٹ ۱۵ جمعبندی سنہ ۱۹۳۲-۳۳ء موضع کمنہ کلاں تحصیل سمرالہ

مقدمہ ہذا میں مسئول علیہم ۱ تا ۳ ۹ تا ۱۱ ۲ ۱۳ ۱۵ ۲۱ لغایت ۳۰ ۳۱

لغایت ۳۵ دیدہ دانستہ تعمیل اطلاعنامہ حاضری عدالت ہذا سے گریز کر رہے ہیں بیان سردن
ولد عطر چند سائل سے اس امر کی بلفظ تصدیق ہو چکی ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵
رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کر کے مشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر مسئول علیہم مذکورہ بالا بتاریخ ۲۵
جون سنہ ۱۹۳۶ء اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر جواب دہی و پیروی مقدمہ نہیں کریں گے
تو ان کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی۔

ہمارے حکم اور مہر عدالت سے اشتہار ہذا جاری کیا گیا ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء دستخط حاکم مہر عدالت

بشیر محمد علی پرنٹر و پبلشر نے مسلم پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپوا کر دارالاشاعت پنجاب لاہور سے شائع کیا۔ ایڈیٹر سید امتیاز علی

ہندوستان میں سب سے پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار

تہذیب النسواں

[illegible]

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ مادر شمس العلما مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم

نے

۱۸۹۸ء میں جاری کیا

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک ۵ پیشگی

جلد ۳۹ | لاہور ہفتہ - ۲۷ جون ۱۹۳۶ء | نمبر ۲۶

تہذیب نسواں

لاہور ہفتہ ۰۰ ربیع الآخر ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

نارتھ ویسٹرن ریلوے

تمام بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک سٹالوں پر اشیائے تجارت کی ڈائرکٹری آٹھ آنے قیمت دیکر مل سکتی ہے۔

اس کا خیال نہ کیجئے کہ آپ کا کاروبار کس قسم کا ہے۔ اس ڈائرکٹری کی وجہ سے آپ ان تمام تاجروں سے جو نارتھ ویسٹرن ریلوے کے اسٹیشنوں پر ہر قسم کا سامان تجارت فروخت کرتے ہیں تعلق پیدا کر سکتے ہیں۔ کاروبار کو بڑھانے میں اس ڈائرکٹری کی امداد بیش قیمت ثابت ہوگی علاوہ آپ اس کی وجہ سے مختلف اجناس کے نرخ معلوم کر سکیں گے۔ اس میں تازہ ترین معلومات جمع کر دی گئی ہیں۔ ہر کاروباری فرم کے پاس ایک ڈائرکٹری ہونی چاہئے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے تمام ڈویژنل سپرنٹنڈنٹوں اور نارتھ ویسٹرن ریلوے مغلپورہ کے سپرنٹنڈنٹ پرنٹنگ اور سٹیشنری سے بھی یہ ڈائرکٹری مل سکتی ہے۔

ہندوستان ہمارا

مولانا ابوالاثر حفیظ نے تاریخ ہند کی تمام مشہور کہانیاں آسان اور موثر انداز میں نظم کر دی ہیں۔ ۱۰ رنگین ہاف ٹون کی تصویریں۔ خوشنما سرورق۔ قیمت ۱ ر ۸ پائی

ملنے کا پتہ

دفتر تہذیب نسواں۔ لاہور

آرائش جمال باتصویر

مؤلفہ محترمہ [illegible]

یہ کتاب آرائش کے متعلق مسائل کی بہترین تالیف ہے آج تک ہندوستانی زبان میں [illegible] کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی۔ ضخامت [illegible] صفحات [illegible] تصاویر [illegible] رنگین تصاویر [illegible] قیمت [illegible] مع محصول [illegible]

اس پر تہذیب نسواں [illegible] کا تبصرہ [illegible] ہے۔

تمام ایسے موضوعوں پر بہت محنت سے معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ جو سنگار سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور جن کے متعلق معلومات طلبی کے سوالات آئے دن زنانہ اخبارات و رسائل میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ کتاب ایک خاتون کی تصنیف ہے۔ عورتوں کی ضروریات کو ایک خاتون ہی بخوبی سمجھ سکتی ہے۔ ہمیں امید ہے تہذیب کی بہنیں اس سے مستفید ہوں گی۔

ملنے کا پتہ: کتب خانہ لطف زندگی نزد موچی دروازہ۔ لاہور

چمن اردو دو حصوں میں

اردو کے تمام مشہور اور نامور نثر نویسوں کی تصانیف اور انداز تحریر کی خصوصیات کا مفصل تذکرہ۔ ۱۲

شمع اردو دو حصوں میں

اردو کے تمام مشہور شاعروں کے حالات ان کے لطیفے اور ان کے کلام کی خصوصیات پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ ۱۲

پتہ:۔ دفتر تہذیب نسواں۔ لاہور

بچوں کا بیجا لاڈ اور پیار

اس میں شک نہیں۔ کہ بچوں کے لئے پیار اور محبت بہت ضروری ہے۔ جو بچے بچپن ہی سے والدین کی شفقت سے محروم رہتے ہیں۔ وہ بڑے ہو کر اکثر وہ بے مروت ثابت ہوتے ہیں۔ اگر ایسے بچے کسی ناواقف شخص کی نگرانی میں پڑ جائیں۔ جو بچوں کی فطرت کے متعلق کچھ بھی نہ جاننے کے باعث بچوں کو ہر وقت ڈانٹتا رہے۔ تو بچے پست ہمت اور بزدل ہو جاتے ہیں۔ واقعی بچوں کی تعلیم و تربیت میں جو کامیابی نرمی اور شفقت آمیز الفاظ سے ہوتی ہے۔ وہ سخت کلامی اور بے رحمی سے ہرگز نہیں ہوتی۔ والدین اور استاد کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ وہ بچوں سے ہمیشہ محبت اور نرمی سے پیش آئیں۔ اور سخت الفاظ شاذ و نادر ہی استعمال کریں۔ وہ بھی صرف ایسی صورت میں کسی اور طرح کامیابی کی امید نہ ہو۔ لیکن ہر بات کی حد انتہا ہوتی ہے۔ جب کوئی بات حد سے تجاوز کر جاتی ہے تو بری ہو جاتی ہے۔ اسی طرح حد سے زیادہ محبت بھی بچوں کے حق میں سم قاتل ہوتی ہے۔

بعض نادان والدین اپنے بچوں کو بے حد پیار کرتے ہیں۔ اور ان کی ہر ضد اور فرمائش کو خواہ مخواہ پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ محبت اور پیار کا یہ طریقہ بہت نازیبا ہے۔ اس طرح بچے بگڑ جاتے ہیں۔ اور ضدی ہو جاتے ہیں اور پھر ان کا راہ راست پر لانا مشکل ہو جاتا ہے۔

میرے محلے میں ایک صاحبہ رہتی ہیں۔ ان کے دو بچے ہیں۔ چونکہ یہ دونوں بچے ان کے کئی بچوں کے مرنے کے بعد زندہ رہے۔ اس لئے اب ان کا بہت لاڈ اور پیار کیا جاتا ہے۔ ماں باپ دونوں ان پر فدا رہتے ہیں۔ اور وہ چاہے کیسی ہی بری سے بری حرکتیں کرتے رہیں۔ وہ ان کو کبھی منع نہیں کرتے۔ اور نہ کبھی ان کی نازیبا حرکات پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں۔

دونوں بچے دن بھر مارے مارے پھرتے ہیں۔ زیادہ تر کمینوں کے لڑکوں کی صحبت میں رہتے ہیں۔ نہ ان کو کچھ پڑھنے لکھنے کا شوق ہے۔ نہ والدین اس قسم کا شوق پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان سے کہتا ہے۔ کہ آپ کے بچے کچھ پڑھتے لکھتے نہیں۔ تو ان کو بہت ناگوار ہوتا ہے۔ اور جواب میں یہ کہتے ہیں۔ کہ بچے پڑھے لکھے نہ سہی اس کی کچھ پروا نہیں۔ خدا ان کو زندہ رکھے۔ کھانے پینے کی کچھ کمی نہیں۔ خدا کے فضل سے جائداد کافی ہے۔ اگر زندہ رہیں گے۔ تو کسی نہ کسی طرح بافراغت زندگی بسر ہو جائے گی۔"

بچوں نے جب یہ دیکھا۔ کہ والدین ان کی ہر حرکت کو بہ نظر تحسین دیکھتے ہیں۔ تو رفتہ رفتہ

اُن کی ہمت اور بڑھی۔ اور اب انواع واقسام کی شرارتیں کرنے لگے ہیں۔ صبح سے شام تک سیکڑوں شکائتیں آتی ہیں۔ بچے بھی ایسے ہیں۔ کہ کہیں کسی کو گالیاں دیتے ہیں۔ کسی کو ڈانٹتے ہیں کسی کو مارتے ہیں۔ کسی کے اوپر ڈھیلے پھینکتے ہیں۔ کہیں کسی کی چیزیں اٹھائے جاتے ہیں۔ غرض کہ طرح طرح سے سب کو ستاتے رہتے ہیں۔ ان کی شرارتوں سے اب سب لوگ پناہ مانگ رہے ہیں۔ لیکن ان کے والدین اس کی اہمیت کو مطلق نہیں سمجھتے اگر کوئی شخص ان کے بچوں کی شکایت کرتا ہے۔ تو وہ ذرا بھی متوجہ نہیں ہوتے۔ اور غالباً دل ہی دل میں یہ سوچ کر خوش ہوتے ہیں۔ کہ اب میرے بچے اس قابل تو ہوئے۔ جب بچوں کی بہت زیادہ شکائتیں پہنچتی ہیں۔ تو بعض اوقات ان کی والدہ مکرمہ عاجز ہو کر کہتی ہیں۔ کہ محلے والے میرے بچوں کے پیچھے پڑتے ہیں۔ انہیں میرے بچوں سے مطلق انس نہیں۔ ابھی وہ بھلا کس قابل ہیں۔ کہ سب کے سب ہر وقت ان کی شکائتیں کیا کرتے ہیں۔

کبھی کبھی ناراض ہو کر بچوں کی ماں ان کو بے تحاشا پیٹنا بھی شروع کر دیتی ہیں۔ لیکن اس کا مقصد یہ ہرگز نہیں تھا۔ کہ لڑکوں کو تنبیہ ہو۔ یا وہ اپنی حرکت سے باز آئیں۔ بلکہ محض محلے والوں پر خفگی کا اظہار منظور ہوتا ہے۔ سزا دینے کے بعد وہ زار و قطار رونا شروع کر تی ہیں۔ اور شکایت کرنے والوں کو اپنے گھر بیٹھ کر بہت برا بھلا کہتی ہیں۔ اور یہ کہہ کر روتی ہیں۔ کہ میرے معصوم بچے میرے بے رحم پڑوسیوں کی بدولت پٹے جاتے ہیں۔ اپنے بچوں سے وہ بھولے سے بھی نہیں کہتیں۔ کہ تم نے یہ حرکت بری کی۔ بلکہ ان کو ان الفاظ میں تسکین دیتی ہیں۔ کہ بیٹے صبر کرو۔ خدا تمہارا انصاف کرے گا۔ اور محلے والوں سے سمجھے گا۔

اس کے بعد وہ خود ہی بچے کو مناتی ہیں۔ اور گلے سے لپٹا لیتی ہیں۔ اور کچھ انعام بھی دیتی ہیں۔ اور کہتی ہیں۔ کہ بیٹے تم اس سے جو چیز اپنی پسند کی چاہو منگوا سکتے ہو۔ بچہ بھی غالباً اس خلاف توقع انعام واکرام پر بہت خوش ہو جاتا ہے۔ اور آئندہ کے لئے اس کی ہمت افزائی ہوتی ہے۔ اور وہ سمجھتا ہوگا۔ کہ شرارتیں کرنا بہت اچھی بات ہے۔ کیونکہ اس سے تھوڑی سی سزا کے بعد کچھ نہ کچھ انعام بھی ملتا ہے۔

بھلا ایسی سزا سے فائدہ کیا۔ جب اس کے فوراً ہی بعد دُلار بھی کیا جائے؟ ایسی صورت میں سزا کا اثر برعکس ہوتا ہے۔ بلکہ ایسی سزا کا نتیجہ اَور مضرت رساں ہوتا ہے۔ بچے کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ بچہ بے حیا اور ضدی ہو جاتا ہے۔

ایک اور خاتون ہیں۔ اب وہ بیوہ ہو گئی ہیں۔

ان کے ایک ہی لڑکا ہے۔ جس کی عمر تقریباً ۱۰ سال ہے۔ باپ کے انتقال کے بعد انہوں نے بہت ناز و نعم سے بیٹے کی پرورش کی۔ اس کی بھی تربیت و تادیب کا وہی طریقہ تھا۔ جو اول الذکر بہن کا تھا۔ بچپن میں وہ لڑکا بھی بہت شرارتی تھا۔ روک تھام نہ ہونے کی وجہ سے اس کی شرارتوں میں روز بروز ترقی ہوتی رہی۔ حد سے زیادہ لاڈ پیار کی وجہ سے اب وہ بہت ضدی ہو گیا ہے۔ پڑھنے لکھنے سے اسے سخت نفرت ہے۔ دن بھر فساد پہ آمادہ رہتا ہے۔ اب یہ حالت ہے۔ کہ شہر میں جس طرف نکل جاتا ہے۔ سب لڑکے دور سے اس کی صورت دیکھتے ہی خائف ہو کر بھاگنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس کی وجہ سے سارے شہر میں ایک تہلکا مچا رہتا ہے۔ ہر شخص اس لڑکے کا شاکی نظر آتا ہے۔ غرضکہ کوئی بھی اس سے خوش نہیں۔ بعض لوگ بیوہ ماں کے حال زار پر رحم کر کے اس لڑکے کے قصوروں اور شرارتوں کو درگزر کرتے ہیں۔ لیکن اب تو لوگوں کا دم ناک میں آگیا ہے ٭

ایک اور لڑکا ہے۔ اس کی عمر چار برس کی ہے۔ اس کے والدین اس سے بیحد محبت اور پیار کرتے ہیں۔ غالباً اس خیال سے کہ بچے کو چلنے میں تکلیف ہوگی۔ وہ کبھی زمین پر نہیں اترنے پاتا۔ نوکر اسے ہر وقت گود میں لئے رہتا ہے۔ اگر کبھی غلطی سے نوکر اس کو زمین پر اتار دیتا ہے۔ اور اس سے چلنے یا دوڑنے کے لئے کہتا ہے۔ تو اس کی شامت آجاتی ہے۔ ماں باپ دونوں اس کو ڈانٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ کم بخت تیری کمرستے ہی میں ٹوٹی جاتی ہے۔ کہ ننھے سے بچے کو تو گود میں نہیں رکھ سکتا۔ ابھی اس کی ٹانگوں میں اتنی قوت کہاں۔ کہ وہ دوڑ دھوپ کر سکے۔ نوکر یہ سنتے ہی پھر گود میں اٹھا لیتا ہے ٭

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بچہ بہت نحیف اور کمزور ہو گیا ہے ہمیشہ کسی نہ کسی بیماری میں مبتلا رہتا ہے۔ اب تک وہ بہت آزادی کے ساتھ چل پھر نہیں سکتا۔ ذرا بھی ہوا چلتی ہے۔ تو والدین محض اس خوف سے کہ کہیں بچے کو تیز ہوا سے نقصان نہ پہنچ جائے۔ فوراً اسے کمرے میں بھیج دیتے ہیں ٭

بعض مائیں محض اس خیال سے لڑکیوں سے کام نہیں لیتیں۔ کہ اس سے ان کے ننھے ننھے نازک ہاتھوں کو تکلیف پہنچے گی جب تک ہمارے امکان میں ہے۔ ہم اپنی بچی کو کیوں نہ آرام و آسائش پہنچانے کی کوشش کریں؟ اس شفقت و محبت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ لڑکی امور خانہ داری میں ناواقف رہ جاتی ہے۔ اور جب سسرال جاتی ہے۔ تو اس کے گھر ساس نند وغیرہ کوئی بھی ہاتھ بٹانے والا نہیں ہوتا۔ ایسی

حالت میں گھر کا سارا انتظام خود ہی کرنا ہوتا ہے سخت دشواریاں پیش آتی ہیں۔ ایک معمولی سا کام بھی مشکل نظر آتا ہے۔ مجبوراً سارا انتظام ماماؤں کے ہاتھ میں دیدینا ہوتا ہے۔ ان کے تو نصیب جاگ اٹھتے ہیں۔ موقع پاکر خوب لوٹتی اور تباہ کرتی ہیں۔ جس کی وجہ سے برکت گھر سے بالکل اٹھ جاتی ہے۔

بعض لڑکیاں کھانا پکانا بھی نہیں جانتیں۔ اگر کسی دن ماما بھاگ جاتی ہے۔ تو عجیب مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ عادت نہ ہونے کی وجہ سے آگ کے سامنے دس پانچ منٹ بھی بیٹھنا دشوار ہو جاتا ہے۔ کبھی کھانا بالکل کچا رہ جاتا ہے۔ کبھی روٹیاں خراب ہو جاتی ہیں۔ مہارت نہ ہونے کی وجہ سے اکثر ہاتھ بھی جل جاتے ہیں۔ اگر ایک وقت بھی اپنے ہاتھوں کھانا پکانا ہوتا ہے۔ تو بیمار ہونے لگتی ہیں۔ اور موت کو اس پر ترجیح دیتی ہیں۔

حد سے زیادہ لاڈ پیار بچوں کے حق میں سخت مضر ہے۔ بچوں کی تربیت اتنا آسان کام نہیں۔ جتنا کہ ہم لوگ اسے سمجھتے ہیں۔ بعض اوقات بہت ضبط سے کام لینا ہوتا ہے۔ نفس پر جبر کرنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ والدین کو اولاد بہت پیاری ہوتی ہے۔ ان کو ذرا بھی تکلیف میں دیکھ کر والدین کا دل بے قرار ہو جاتا ہے۔ اس لئے ان کی خواہش یہی ہوتی ہے۔ کہ حتی الامکان بچوں کو آرام دیں۔ خواہ اس کے بدلے انہیں کتنی ہی تکلیف کیوں نہ اٹھانی پڑے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم ان کی محبت میں ایسے اندھے ہو جائیں کہ نقصان اور فائدے کی تمیز ہی بالکل نہ رہ جائے۔ بچوں سے محبت ضرور کی جائے۔ ان کو یقیناً پیار کیا جائے۔ ان سے ہمیشہ نرمی کا سلوک کیا جائے۔ لیکن ہر بات موقع و محل پر ہونی چاہئے۔ جس کا خیال کرنا سب والدین کے لئے ضروری ہے۔ بیجا لاڈ اور پیار سے بچے بگڑ جاتے ہیں۔ اور پھر ان کی اصلاح مشکل سے ہوتی ہے۔ جب بچوں کو سزا دی جائے۔ یا ان کی کسی بری حرکت پر ناخوشی کا اظہار کیا جائے۔ تو اس کا اثر ان پر کچھ دیر تک رہنے دینا چاہئے۔ تاکہ ان کو اپنے قصور یا غلطی کا احساس ہو۔ اور وہ اپنی حرکت پر نادم ہوں۔ اس کے بعد فوراً لاڈ اور پیار سے سزا کا اثر جاتا رہتا ہے۔ ایسے موقعوں محض جذبۂ محبت سے مغلوب ہونا سخت غلطی ہے۔ جو کام صحت کے لئے مفید ہو۔ اس سے صرف اس خیال سے کہ اس میں بچے کو محنت کرنی ہوگی۔ نہ روکنا چاہئے۔ اسی طرح لڑکیوں کو امور خانہ داری سے ناواقف نہ رہنے دینا چاہئے۔ تھوڑی سی محنت مشقت

نہ خیال کرنا چاہئے۔

از مسز سید احمد جمیل شہری

حیدر آباد سے کشمیر موٹر میں

(سلسلے کے لئے دیکھو تہذیب صفحہ ۴۷۷)

لوگ اتوار کے دن اکثر شکاروں میں انہی پر سے گزرتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ شیشے کی چادر پر سے پھسلتے چلے جا رہے ہیں۔ سُنا تھا۔ کہ سلیمان علیہ السلام نے جب بلقیس کو دعوت دی تھی۔ تو اپنے محل میں شیشے کا فرش کرایا تھا۔ جس کو دیکھ کر بلقیس نے پانی کا خیال کیا تھا۔ اپنا دامن اس ڈر سے کہ کہیں بھیگ نہ جائے اٹھا لیا۔ مگر یہاں معاملہ برعکس ہے۔ پانی پر شیشہ کا دھوکا ہوتا ہے۔

جن کے ہاں سواری موجود نہیں۔ وہ لوگ بجائے پیدل گھومنے کے شکارے استعمال کرتے ہیں۔ ان کو دھوپ میں تکلیف ہوتی ہے اور وقت بھی بہت ضائع ہوتا ہے۔ ہمارے ساتھ موٹر ہونے سے بہت آرام ہے۔ جہاں چاہیں جا سکتے ہیں۔ سیر و تفریح کی غرض سے شکارے میں شام کے وقت بیٹھنے سے بہت لطف ملتا ہے۔ شکاروں کی بہ سلتے ہیں۔ جن میں نرم نرم روئی کی گدیاں بچھی رہتی ہیں۔ اور دھوپ سے بچنے کے لئے دونوں جانب عمدہ عمدہ پردے لٹکائے جاتے ہیں۔ اور اس کو مختلف چیزوں سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ بہر حال ہر طرح کا آرام رہتا ہے۔ ہم نے بھی اتوار کے دن شکارے میں بیٹھ کر نشاط باغ کی سیر کی۔ ہمارے ہاؤس بوٹ سے نشاط باغ پہنچنے میں دو گھنٹے سے زیادہ صرف ہوئے۔ ہم نے چائے کا سامان بھی ہمراہ رکھ لیا تھا۔ جب ڈل جھیل میں سے گزر رہے تھے۔ چائے بنا کر پی۔ تب بڑا اچھا منظر تھا۔ ہر طرف پانی اور اس پر کنول کے پتے جن پر پانی کے قطرے موتیوں کی طرح چمک رہے تھے۔ بہت سے شکارے ہمارے قریب سے گزر رہے تھے۔ بعض کشمیری ایک کشتی جس میں بیس پچیس آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ لے لیتے ہیں۔ اور اس میں چائے اور کھانے کا انتظام ہوتا ہے۔ گاتے ہیں۔ تاش کھیلتے ہیں۔ چند بنگالی ندی کا لطف اٹھانے کے لئے شکارے میں ہی بیٹھ کر ہارمونیم وغیرہ بجاتے اور گاتے ہوئے گزر رہے تھے۔ الغرض پانی ہی پر پورا دن ہنسی خوشی گزر جاتا ہے۔

بے چارے مانجی کو شکارا چلانے میں سخت محنت کرنی پڑتی ہے۔ ایک شکارے میں دو یا تین آدمی ہوتے ہیں۔ ایک ساتھ اپنے چپو پانی میں ڈال کر کشتی کو آگے بڑھاتے ہیں چلتے چلتے کچھ مقابلہ کی ٹھان کر ایک دوسرے سے بڑھنے کی فکر کرتے ہیں۔ پسینے پسینے ہو جاتے

ہیں - پیاسے ہوتے ہیں - تو وہی ندی کا پانی پیتے ہیں - ہاں میں یہ لکھنا بھول گئی - کہ یہاں کے بوٹ والے اکثر ندی کا پانی استعمال کرتے ہیں - جو بہت گندا ہوتا ہے - اگر احتیاط نہ کی جائے تو مسافروں کو بھی استعمال کرنے کے لئے یہی پانی دیتے ہیں - جو لوگ بوٹ میں رہتے ہیں - ان کو چاہئے - کہ اس کی سخت احتیاط کریں - اور ہمیشہ مانجی کو ہدایت کرتے رہیں - کہ ندی کا پانی ہرگز ہرگز کھانا پکانے - برتن دھونے یا گرم پانی میں ملانے کے لئے استعمال نہ کریں ۔

یہاں شکارے (ایک چھوٹی کشتی) کا کثرت سے رواج ہے - خرید و فروخت کے لئے ہاؤس بوٹ سے نکل کر دکانوں پر جانے کی مطلق ضرورت محسوس نہیں ہوتی - مختلف قسم کی چیزیں شکارے میں رکھ کر بیچارے تاجر صبح سے شام تک آوازیں دیتے اور مارے مارے پھرتے ہیں - ہر قسم کا میوہ اور ترکاریاں - چائے - کافی - مربے کے ڈبے - قالین - ریشمی کپڑے - جوتے لکڑی اور پتھر کی بنی ہوئی چیزیں ہر حال تمام قسم کا سامان برائے فروخت ہاؤس بوٹ پر یہ لوگ لاتے ہیں - ہم چاہیں لیں یا نہ لیں - ان کو کچھ پروا نہیں - اپنی صدا لگاتے ہیں - اور مصروف آدمی کو بھی اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں - ایک دفعہ لفظ نہیں کہا جائے - تو ان پر کچھ اثر نہیں ہوتا - وہی اپنا نعرہ لگاتے رہتے ہیں - بعض وقت منت سماجت کرتے ہیں - اور کہتے ہیں - کہ خرید یئے نہیں - مگر سامان پر ایک نظر ڈال لیجئے - اگر بالکل انکار کر دیا تو پوچھتے ہیں - کیا کل آؤں حضور - لوگوں کی ڈانٹ ڈپٹ بھی یہ لوگ خاموشی سے سن لیتے ہیں اور پھر جاتے وقت سلام علیکم کہہ کر واپس ہو جاتے ہیں ۔

ہاؤس بوٹ میں رہنے والوں کو ان شکارے والوں سے بڑی سہولت رہتی ہے - گھر بیٹھے دنیا کی تمام چیزیں نظر آ جاتی ہیں - میرا تو تجربہ ہے - کہ بڑی بڑی دکانوں کی نسبت ان شکارے والوں سے چیزیں سستے داموں ملتی ہیں ۔

"سلام علیکم" کہنے پر یاد آیا - کہ کشمیر کے تمام مسلمان خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے - امیر ہوں - یا غریب - مالک ہوں یا خادم - سب ایک دوسرے کو سلام علیکم کہتے ہیں - جھک جھک کر سلام نہیں کرتے - یہ ایک سچا اسلامی طریقہ ہے - جس کی پیروی ہر ایک مسلمان پر لازم ہے ۔

اس ہاؤس بوٹ پر سے چھ یا سات میل کے فاصلے پر ایک مقام "حضرت بال" کہلاتا ہے - یہ عجیب نام اس لئے ہے - کہ یہاں کی ایک پرانی عمارت میں موئے مبارک حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم رکھا ہوا ہے اس کے ساتھ ایک مسجد بھی ہے - سنا ہے - کہ جمعہ کے دن ہزاروں مرد اور عورتیں اس

...یں نا ڈھنے کی غرض سے جمع ہوتی ہیں۔ لیکن
...قریبا سب گندے اور کثیف کپڑوں میں۔
...فسوس کہ اہل کشمیر صفائی پسند نہیں۔ حالانکہ
...صفائی اور پاکیزگی ایمان کا جزو ہے۔ اس
...سب سے بڑا سبب مفلسی ہے۔ جس کی
...جہ سے ان میں صفائی کا احساس مرگیا ہے۔

عورتیں اور مرد دونوں ایک ہی قسم کا لانبا
...تہ اور شلوار پہنتے ہیں۔ جو ہمیشہ سیاہی مائل
...رنگ کا ہوتا ہے۔ مرد عمامہ باندھتے ہیں۔ یا
...ٹوپی پہنتے ہیں۔ عورتیں صرف سر پر ایک دو گز
...ں اوڑھنی ڈال لیتی ہیں۔

یہاں کی عورتوں میں قدرت نے حسن
...ٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ عموماً چرواہوں کی
...لڑکیاں اور دوسری غریب عورتیں پھرتی نظر
...تی ہیں۔ ان کے چہرے سرخ و سفید اور آنکھیں
...یاہ ہوتی ہیں۔ صورت ایسی دلکش ہوتی ہے
...بار بار دیکھنے کو طبیعت چاہتی ہے۔ ان کے
...لوں کو روژ کی ضرورت ہے۔ نہ پاؤڈر کی۔ اور
...ہونٹوں کے لئے لپ اسٹک کی۔ اور نہ آنکھیں
...رمے کی محتاج ہیں۔ قدرت نے چہرے کے
...حسن کو دوبالا کرنے کے لئے ہر چیز مہیا کردی
...ہے۔ جس حسن کو قدرتی جمال کہتے ہیں۔ وہ
...یہاں پایا جاتا ہے۔

عورتیں بہت محنتی ہوتی ہیں۔ مردوں کے
...برابر طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک

کام مستعدی کے ساتھ کرتی ہیں۔ کیا بچے کیا جوان
اور کیا بوڑھی عورتیں کام کرنے سے کوئی بھی نہیں
چُراتا۔ ان کی صورتیں دیکھ کر جن سے غربت ٹپکتی
ہے۔ رحم آتا ہے۔

یہاں کی مزدور عورتیں جب کھیت میں کام
کرتی ہیں۔ تو سب مل کر خوش الحانی سے
ایک گیت بار بار گاتی ہیں گیت کشمیری زبان
میں ہوتی ہیں۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتیں گیتوں
میں مذہبی پیشواؤں کا ذکر آتا ہے۔ چنانچہ ایک
...ئی سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ ایک
کا مطلب ہے۔ کہ یوسف علیہ السلام ماں کے
بطن سے پیدا ہوئے۔ مگر ابھی دودھ نہیں پیا
ایک دن کھیت میں ہم لوگ یونہی ٹہلنے چلے
گئے تھے۔ میرے ساتھ کیمرا تھا۔ کچھ عورتیں
مرچوں کے پودے خشک کرنے کے لئے
اکھاڑ رہی تھیں۔ اور گاتی جا رہی تھیں۔ میں
تصویر لینے کی غرض سے ان کے نزدیک
گئی۔ اور جوں ہی میں نے کیمرا نکالا۔ وہ سب
کی پودوں کی آڑ میں چھپ گئیں۔ اور کہنے
لگیں۔ کہ جب تک ہم کو خاطر خواہ پیسے نہ دیئے
جائیں گے۔ ہم تصویر نہ کھنچوائیں گے۔ میرے
ہٹ جانے کے بعد پھر گانا شروع کردیا۔

کشتی کے ...جی بھی رات میں جب سب کام
سے فارغ ہوتے ہیں۔ تو اکثر اپنی بیوی بچوں
کے ساتھ مل کر گانا شروع کرتے ہیں۔ تمام

دن کام کرنے اور تھکنے کے بعد یہی ایک چیز ان کے دل بہلانے کا ذریعہ ہے۔ بیچارے غریب لوگ مفلسی اور تنگدستی سے عاجز ہیں۔ نہ کھانے کو پیٹ بھر روٹی ملتی ہے۔ نہ پہننے کو کپڑا میسر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ جو ان کی طبیعت جھوٹ اور چوری کرنے کی طرف مائل ہوتی ہے۔ یہاں کے مانجی یعنی بوٹ والے بہت جھوٹ بولتے ہیں۔ ہمارے کشتی کا جو مالک ہے۔ وہی ہمارا کھانا بھی پکاتا ہے۔ اس کی بیوی اور دو تین بچے بھی ہیں۔ جو ہمارے بوٹ کے باورچی خانے کے ساتھ دو چار کمروں میں رہتے ہیں۔ باورچی کھانا اچھا پکاتا ہے۔ انگریزی کھانے پڈنگ اور سوپ بڑے اچھے مزیدار اور ہر روز نئے بدل کر بناتا رہتا ہے۔ چونکہ عموماً انگریز کشتیوں میں ٹھہرتے ہیں اس لئے بوٹ والوں کو اس قسم کے کھانے پکانے میں مہارت حاصل ہو گئی ہے۔ سودا بھی خود ہی بازار سے لے آتا ہے۔ جھوٹ بھی بول لیتا ہے۔ اور ہر چیز میں دو چار آنے کی فکر کرتا رہتا ہے۔ دروغ گوئی میں ان بوٹ والوں کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ حساب ایسی وضع سے بناتا ہے۔ جس سے ہمیشہ اس کا کچھ نہ کچھ ہم پر ہی بقایا رہے۔ یہ خصوصیت اسی نوکر میں نہیں۔ بلکہ یہاں کے سب نوکر ایک ہی قسم کے ہیں۔ ان سے بہت احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔ ان ہی دو تین مہینوں میں یہ لوگ کچھ کما لیتے ہیں۔ ورنہ سردی اور بارش میں ان کو ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہنا پڑتا ہے۔ اور کچھ کما نہیں سکتے۔

ہم لوگ سری نگر میں جون کے آخری ہفتے تک ٹھہریں گے۔ اس اثناء میں ارادہ ہے۔ کہ یہاں کے چند دلچسپ مقاموں کو دیکھیں۔ جو سری نگر کے آس پاس یا کچھ فاصلے پر واقع ہیں۔ مثلاً پہلگام گاندربل۔ اچھابل۔ گنگابل وغیرہ۔ گلمرگ جو مشہور جگہ ہے۔ اس کی بھی سیر کا خیال ہے۔ یہاں سے یہ مقام اٹھائیس میل ہے۔ اور سطح سمندر سے آٹھ ہزار سات سو فٹ بلند ہے۔ یہاں کی آب و ہوا کی تعریف سنی ہے۔ یہاں ایک سینی ٹوریم صحت گاہ ہے۔ دیسی اور انگریزی ہوٹل ہیں۔ ہوٹلوں کے سوا گیسٹ ہاؤس میں کمرے اور مکان بھی کرایہ پر ملتے ہیں۔ وسط جون سے سری نگر میں گرمی بڑھ جاتی ہے۔ اور لوگ گرمی سے بچنے کے لئے گلمرگ چلے جاتے ہیں۔ دیسی اکثر پہلگام جاتے ہیں۔ انشاءاللہ سری نگر سے جانے اور کچھ دن گلمرگ یا پہلگام میں گزارنے کے بعد وہاں کے حالات لکھوں گی۔

ہاں یہ لکھنا ضروری ہے۔ کہ گو شہر گندہ ہے۔ مگر آب و ہوا کی خوبی ہے۔ کہ سری نگر میں لوگوں کی صحت اچھی رہتی ہے۔

ہمارا خیال واپسی میں پھرتے پھرتے مختلف شہروں کو اطمینان سے دیکھتے ہوئے لوٹنے کا ہے۔ خدا سے دعا ہے۔ کہ ہمارا یہ سفر خیر و خوبی سے گزار دے۔ اور ہم کو ہمارے خویش اقارب سے صحت و عافیت کے ساتھ ملائے۔ آمین۔

رضیہ عبدالحق۔ ہاؤس بوٹ سرینگر

تہذیبی بہنوں کا فرض

جب سے قبلہ مولوی صاحب کا سایہ ہم لوگوں کے سر سے اٹھا۔ اس وقت سے لے کر اب تک میری جرأت نہ ہوئی۔ کہ آپ کی یادگار قائم کرنے کی جو تحریکیں ہو رہی ہیں۔ ان پر رائے زنی کروں نہ ہی میرے لرزہ خامے میں اس کی طاقت تھی۔ کہ آپ کے انتقال پر کچھ سپرد قلم کرتی۔ جانتی تھی کہ میری قابل بہنیں مجھ سے زیادہ اس کام کو کرنے کی اہلیت رکھتی ہیں۔

وہ دن مجھ کو خوب یاد ہے۔ جب آپ کے انتقال پر ملال پر بہنوں نے پر زور مضمون لکھے۔ اور آسمان کو اپنی پر درد صداؤں سے ہلا دیا۔ لیکن دراصل وہ مضامین کچھ نہ تھے۔ کیونکہ بغیر عمل کے کوئی بات لکھنے سے کیا فائدہ معلوم ہوا۔ کہ ان کا رنج آب سمندر کی لہر کی طرح تھا۔ جو ذرا سی ہمیشہ کے لئے سمندر میں غرق ہو گئی۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ بہنیں جنہوں نے آپ کی موت پر اس قدر محبت بھرے مضامین لکھے تھے۔ اب کس خواب میں ہیں۔ کیا وہ ان کی محبت بس اب ہمیشہ کے لئے معدوم ہو گئی۔ کاش وہ بجائے اس کے کہ تہذیب میں لمبے چوڑے مضامین لکھ کر اپنی محبت کا ثبوت دیتیں۔ عملی کام کر کے دکھاتیں۔ لیکن یہاں تو وہی بات ہو گئی۔ جو کسی نے کہا ہے۔ کہ

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا۔
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا۔

خیر میں اس پر کچھ زیادہ لکھنا نہیں چاہتی کیونکہ جب اب تک جو کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اس کا اثر نہ ہوا۔ تو مجھ ناچیز کے مضمون کا کیا اثر ہوگا۔ خود بھائی امتیاز صاحب بارہا لکھ چکے ہیں لیکن افسوس ہے۔ ہماری حالت پر۔ میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتی ہوں۔ کہ بنت الحی صاحبہ کی یہ تجویز کہ ایک سال تہذیب کے چندے میں ایک روپیہ کا اضافہ کر دیا جائے۔ بہت قابل قدر ہے۔ اور میرے خیال میں کسی بہن کو اس پر کچھ اعتراض نہ ہونا چاہئے۔ اور میرے خیال میں اب اس میں تاخیر کرنے کی ضرورت نہیں۔ جناب منیجر صاحب کو چاہئے۔ کہ ہر ایسی بہن صاحبہ کے نام جن کے ماہوار چندے کی میعاد اب ختم ہوتی ہو۔ بجائے پانچ روپے کا وی پی بھیجنے کے چھ کا بھیجا جائے۔ جس کا وصول کرنا ہر تہذیبی بہن کا

فرض ہے۔

قرۃ العین شوق

ہنر چھپانا

آج کل ہنر اور دستکاری کے عام ہونے کے باوجود بھی ہنر چھپانے کا مرض کچھ کم نہیں ہوا۔ جسے دیکھو اپنے ہاتھ کی بنائی چیزیں چھپانے کی کوشش کرتی ہے۔ کشن۔ فریم۔ تکیے کے غلاف۔ میز پوش گھر کی زینت دوبالا کر رہے ہیں۔ مگر جہاں کسی نے نمونہ بنانے کے خیال سے کوئی چیز نوچنا چاہی۔ بس پھر دوسرے وقت نظر ہی نہ آئے گی۔ سلائی پر ہی موقوف نہیں۔ پکوان کی بھی یہی حالت ہے۔ عمدہ سے عمدہ اشیاء پکوا کر مہمانوں کی تواضع کی جاتی ہے۔ مگر کسی ایک چیز کی بھی ترکیب پوچھو۔ تو اس کو ایسا مشکل بنا کر بتایا جاتا ہے۔ کہ کسی کو اس کے سیکھنے کی ہمت ہی نہ پڑے۔

بعض خواتین میں یہ بھی عادت ہے۔ کہ دوستی کے واسطے سے کوئی چیز سکھا تو دیتی ہیں۔ مگر تاکیدوں پر تاکیدیں کی جاتی ہیں۔ کہ کسی دوسرے کو نہ سکھائی جائے۔ ان کو اتنا بھی خیال نہیں ہوتا۔ کہ جو خلط جس طرح ہم پر غالب ہوا۔ ان پر بھی ہوگا۔ کسی عزیز یا دوست نے پوچھا۔ تو بتانا ہی پڑے گا۔

ہنر چھپانے کا مرض صرف مسلمان خواتین ہی میں نہیں۔ دوسری اقوام میں بھی پایا جاتا ہے۔ مجھے بارہا اپنی سہیلیوں سے ایسے واقعات پیش آئے ہیں۔ ایک دفعہ مجھے ایک نمونے کی ضرورت تھی۔ جو میری ایک شناسا خاتون کے پاس موجود تھا۔ چنانچہ میں اور میری بہن اس غرض سے ان کے پاس پہنچے۔ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔ بات چیت کرتے رہے۔ وہ فریم نظروں کے سامنے آویزاں تھا۔ جس کی مجھے ضرورت تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ بہن بھی اوپر سے آگئیں۔ وہاں ہم نے باتوں باتوں میں فریم کا ذکر چھیڑا۔ سنتے ہی سٹپٹا سی گئیں۔ بولیں میری ایک سہیلی نے منگا رکھا ہے۔ واپس آجائے تو بھیج دوں گی۔ یہ کہا اور کچھ ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد نیچے چلی گئیں۔ فریم کو آنچل میں چھپائے جلد جلد ایک کمرے کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ کہ ہم بھی اتر آئے۔ بہن صاحبہ کی نظر ان پر پڑ گئی۔ مگر وہ خاتون جلدی سے کمرے میں داخل ہو گئیں۔ ہم ان کی اس حرکت پر دم بخود رہ گئے۔

ان ہی خاتون سے ایک بار موتیوں کا پردہ مانگا تھا۔ مگر اس وقت بھی یہی کمال کر دکھایا۔ یہ لوگ دوسروں کو تو کچھ نہیں سکھاتے۔ خود آکر سیکھ جاتے ہیں۔ کچھ دنوں پیشتر ان کو ہی بہن صاحبہ نے بیجے [?] کا کام سکھایا تھا۔

ایک اور خاتون کا واقعہ بھی بہت دل چسپ ہے۔ ایک دفعہ انھوں نے ڈبل تھرڈ [?] کے متعلق باتیں کرتے کرتے کہا۔ کہ میرے پاس ایک کتاب ہے۔ جس میں بہت سے نمونے ہیں۔ میں نے کتاب دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ تو وعدہ کیا۔ کہ گھر جا کر بھیج دوں

گی۔ مگر مجھے اس کا انتظار ہی رہا۔ میں ان سے ملاقات کی غرض سے گئی۔ اور کہا۔ بہن تم نے اب تک کتاب نہیں بھیجی۔ میں تو انتظار ہی کرتی رہ گئی۔ میں آج کتاب لینے کی غرض سے آئی ہوں۔ تو کہاں ان لائی ہوں؟ میں خاموش ہو گئی۔ مگر وہ دیسی کی دیسی ہی خاموشی رہیں۔ چلتے وقت میں نے پھر یاد دلایا۔ تو کہنے لگیں۔ کتاب بھائی کی الماری میں رکھی ہے۔ وہ شملہ گئے ہیں۔

ان خاتون کو کھانا پکانے میں بہت دسترس حاصل ہے۔ بڑی عمدہ چیزیں پکاتی ہیں۔ ایک دفعہ انہوں نے ایک عمدہ مٹھائی پکائی۔ جو مجھے بہت پسند آئی۔ میں نے چاہا۔ کہ ان سے ترکیب پوچھوں۔ دوسری ملاقات میں میں نے پوچھا۔ تو کہنے لگیں۔ کہ اس کے لئے تو بے شمار چیزیں درکار ہیں۔ اور پھر وقت بھی بہت صرف ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہئے کیا کیا درکار ہوتا ہے۔ تو بادام۔ کھوپرا۔ اور اور بہت سی چیزوں کے نام بتائے۔ میں نے ان کا اندازہ پوچھا۔ تو کہنے لگیں۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں۔ ہمارے گھر میں ایسی چیزیں ہمیشہ موجود رہتی ہیں۔ جب جو چیز بنانی ہوتی ہے۔ ہم اٹھا کر بنا لیتے ہیں۔ نیز یہ بھی کہا۔ کہ انگریزی دکانوں میں رنگ کی شیشیاں ملتی ہیں۔ ایک ایک شیشی کی قیمت بارہ آنے ہوتی ہے۔ ایسی مد میں شیشیاں بھی درکار ہوتی ہیں۔

یہی نہیں۔ مجھے تو ایسے بے شمار تجربے پیش آئے ہیں۔ اور لکھے ہوئے واقعات میں بالکل مبالغہ نہیں۔ میں اس عادت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہوں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اس طرح ہنر چھپانے سے فائدہ کیا ہے؟ مجھے تو کوئی چیز کسی کو سکھانے میں دلی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ دنیا میں فنون اسی اصول پر ترقی کرتے ہیں۔ اگر ایک دوسرے کو نہ سکھائے۔ تو بس بہت سی باتیں ایک ہی سینے میں دب کر زمین کے نیچے پہنچ جائیں۔

اگر سب لوگ اوپر بیان کی ہوئی مثالوں پر کاربند ہو جائیں۔ تو دوسرے ہی دن تمام دروازے بند ہو جائیں۔ اور علم و ہنر چند چیدہ افراد کی ملکیت بن کر رہ جائے۔ مجھے تو یہ عادت بڑی چھچھوری معلوم ہوتی ہے۔ میں اس کو خلاف تہذیب اور بداخلاقی سے تعبیر کرتی ہوں۔

مہذب اور تعلیم یافتہ بہنوں کو چاہئے۔ کہ اپنے حلقے میں ہر قسم کے ہنر کی توسیع کی کوشش کریں۔ غریب بہنوں کو ہر قسم کی دستکاری سکھائیں تاکہ قوم پر سے مفلسی کی بلا ٹلے۔ مسلمان بھی دوسری ترقی یافتہ قوموں کی صف میں آ جائیں۔ غریب دستکار بہنوں سے اشیاء لے کر ان سے چیزیں بنوا کر ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ تاکہ ان میں کام کرنے کا جذبہ اور ہمت پیدا ہو۔ اور بیکاری دور ہو۔ حتی الامکان ہاتھ کی بنی ہوئی اشیاء لینے کی کوشش کریں۔ مگر یہ سب اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جبکہ قوم میں کام کرنے والے بکثرت ہوں۔

...ام صفائی سے ہوتا ہو۔ لیکن جیسا کام چلنے
...ھی کام کو چھپائیں۔ تو دستکاری کو کیا فائ...
... ہوگی ؛

ایک تہذیبی بہن

غسل خانہ

میری ایک سہیلی کہا کرتی ہیں۔ کہ انسان
...ذوق سلیم کا اندازہ اس کا غسل خانہ دیکھ کر
...ہے۔ ممکن ہے۔ کہ بہت سی بہنوں کو اس
...پر ہنسی آئے۔ لیکن واقعہ یہ ہے۔ کہ یہ بات
...ت سچی اور درست ہے۔ غسل خانے کی
...ب لو بجاوٹ کے لئے بالکل انگریزی طرز
...ہ ذاتی طور پر پسند نہیں۔ اگر ہندوستانی اور
...ریزی طرز ملا کر رکھی جائے۔ تو نہایت آرام
...ہتی ہے ؛

سب سے پہلے تو غسل خانے میں نل
...ضرورت ہے۔ جن لوگوں کا اپنا گھر ہوتا
...ہے۔ وہ تو نل ضرور ہی لگوا لیتے ہیں۔ ورنہ
...وگ کرائے پر رہتے ہیں۔ ان کو یہ مشکل
...ہے۔ کہ غسل خانے میں نل ہو یا نہ ہو۔ ایسی
...رت میں ایک پیتل کا ساوار غسل خانے میں
...نا چاہئے۔ جس کی ٹونٹی کا رخ غسل خانے
...موری کی طرف رکھا جائے ؛ اس ساوار
...نیچے ایک ایلومینیم کا یا پیتل کا تسلہ رکھنا چاہئے۔

ساوار کے پاس ایک لکڑی کی چوکی رکھنی چاہئے۔ جس کے پایے کم از کم ایک فٹ اونچے ضرور ہوں۔ تاکہ منہ دھوتے یا نہاتے وقت چھینٹیں نہ پڑیں۔ بہت سے لوگ انگریزی طرز کا ہاتھ بورڈ رکھتے ہیں۔ جو دیکھنے میں نہایت خوب صورت ہوتا ہے۔ مگر کم اونچا ہونے کی وجہ سے وضو وغیرہ کے کام کا نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ اس میں بعض وقت پھسل کر حادثہ ہونے کا ڈر رہتا ہے۔ مگر چوکی چونکہ بڑی اور مستحکم ہوتی ہے۔ اس لئے وہ زیادہ محفوظ ہوتی ہے میرے بھائی صاحب ایک دفعہ ہاتھ بورڈ پر نہاتے ہوئے گرنے سے بچ گئے۔ اس لئے میں کسی کو رائے نہ دوں گی۔ کہ آرام دہ چوکی کو چھوڑ کر ہاتھ بورڈ استعمال کیا جائے۔ ویسے زینت کے طور پر رکھنے میں کچھ مضائقہ نہیں ؛

نہانے کے لئے ٹب بہت آرام دہ چیز ہے۔ بالخصوص گرمی میں جب ٹب ٹھنڈے پانی سے بھرا ہو۔ تو اس میں نہانا عجب لطف دیتا ہے۔ گرم پانی کے ٹب میں بیٹھنا اور نہانا جوڑوں کے درد اور موٹاپے کے لئے خاص طور پر مفید ہے۔ اگر ٹب نہ ہو۔ تو ایک بڑی بالٹی اور تین چھوٹی بالٹیاں غسل خانے میں تیار رکھنی چاہئیں۔ جن کو نہاتے وقت ساوار یا نل سے بھر لینا چاہئے۔ اگر منہ ہاتھ دھونے کی میز کرسی رکھنا چاہے۔ تو رکھ سکتے ہیں۔ ورنہ چوکی دونوں کام دے سکتی ہے ؛

ایک چھوٹی سی چوکی کپڑے بدلنے کے لئے

بھی اگر ہو۔ تو نہایت آرام دہ ہے۔ اس چوکی کے متصل دیوار پر ایک کھونٹی گاڑ دیں۔ جس پر تولیہ اور نئے کپڑے ٹانگ دیئے جائیں۔ اگر الماری غسل خانے میں ہو۔ تو اس میں صابون۔ سر دھونے کا شیمپو یا کھلی۔ کنگھا۔ منجن اسفنج۔ ٹوتھ برش وغیرہ رکھنا چاہئے۔ اگر الماری نہ ہو۔ تو لکڑی کا طاق میں کسی کونے میں لگا کر اس میں یہ سب سامان رکھنا چاہئے۔ نہانے کا لوٹا اور منہ دھونے وضو کرنے کے لوٹے چوکی پر رکھنے چاہئیں۔ نہاتے وقت پہننے کے کھڑاؤں الماری کے نیچے یا چوکی کے پاس رکھنی چاہئے۔ غسل خانے کا فرش ہمیشہ پختہ پتھر کا اور موری کی طرف خفیف ڈھلوان رکھنا چاہئے ✤

غسل خانے میں روشنی کا بھی اچھا انتظام ہونا چاہئے۔ اگر گھر میں بجلی ہو۔ تو دو واٹ کا بلب نیلے رنگ کا لگوانا چاہئے۔ اگر بجلی نہ ہو۔ تو ایک چھوٹا سا صاف لیمپ یا لالٹین مستقل طور پر وہاں رکھنی چاہئے۔ غسل خانے میں سبز یا پیلے رنگ کی قلعی کروانی چاہئے۔ جو نہایت خوبصورت معلوم ہوتی ہے جس وقت آپ کسی کام سے تھک کر ایسے غسل خانے میں غسل کرنے جائیں گی۔ تو یقین ہے کہ نہانے کے بعد آپ کی طبیعت پہلے سے کئی گنا ہشاش بشاش ہوگی۔ اور غسل خانے کی درستی اور صفائی میں آپ کو جو محنت کرنی پڑی۔ وہ سب وصول ہو جائے گی ✤

آنسہ رضیہ رشاد بیگم۔ اجمیر

محرم کی بیہودگیاں

بہن ایس ایس صاحبہ مدراس کا مضمون جزبل محرم "رسالہ صحت" میں دیکھا۔ نہایت اچھا مضمون ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہن مذکورہ لے بہت ڈرتے ڈرتے قوم کی فلاح و بہبود پر قلم اٹھایا ہے۔ اور بہت احتیاط کی ہے۔ کہ فرقہ وارانہ رنگ مضمون میں نہ آ جائے۔ تاکہ دل شکنی نہ ہو۔ واقعات نہیں تحریر کئے۔ کہ اس نواح میں کیا کیا بیہودگیاں ہوتی ہیں۔ جہلا کو جانے دیجئے۔ افسوس ان پڑھے لکھوں پر آتا ہے۔ جو جاہل مسلم قوم کی نگہبانی کرتے ہیں۔ اور توجہ نہیں کرتے ✤

سی پی میں دیکھا اور سنا بھی جو جو بیہودگیاں ہوتی ہیں۔ لیکن شرک نہیں ہوتا۔ مگر اس طرف کھلم کھلا شرک ہوتا ہے۔ مثلاً کاغذ اور بانس کی کھپچیوں سے ایک مقبرہ سا بنایا جاتا ہے۔ اس میں کاغذ کا بنایا ہوا ایک بت رکھا جاتا ہے۔ جس کے گلے میں پھول وغیرہ ڈالے جاتے ہیں۔ اس کو نعوذ باللہ مولا علی کہتے ہیں۔ اس کو تمام شہر میں گشت کرایا جاتا ہے۔ اس کے آگے لوگ یا حسین یا علی۔ یا حسین یا مولا علی کہتے جاتے ہیں۔ براق نکالا جاتا ہے۔ جس کا منہ حسین عورت کا اور دھڑ تمام گھوڑے کا ہوتا ہے۔ بازوؤں پر پر لگے رہتے ہیں۔ جس کے آگے ایک لڑکے کو زنانہ کپڑے پہنوا کر طبلہ اور ہارمونیم پر نچاتے۔ تمام شہر میں گشت

کراتے پھرتے ہیں۔ سواریاں نکلتی ہیں۔ دسواں اس کو کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص پر کسی ولی کی روح حلول کراتی ہے۔ اس وقت وہ غیب کی بات بتاتا ہے) جس پر تمام عورتوں مردوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ اور ولی صاحب تمام راستے غیب کی بات بتلاتے چلے جاتے ہیں۔ گویا آج ان پر چودہ طبق روشن ہیں ‪*‬

محرم کیا آتے ہیں۔ یہاں کے لئے عید آتی ہے۔ عید کے روز تو پھٹے پرانے کپڑوں میں خوشی منالیتی ہیں۔ لیکن محرم میں تو نیا کپڑا ضرور ہونا چاہئے۔ اور غالباً اسی خوشی میں وہ مرد جن کو اپنے گھروں کے پردے کا فخر ہے۔ آج کے دن اپنے گھر کی قیدیوں کو آزادی دے کر ایسی خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ جیسا کہ کرنے والوں نے ہمارے دادا کو شہید کر کے اطمینان کا سانس لیا تھا۔ عورتیں نہا دھو کر زیور سے آراستہ خوشبو لگا کر چھما چھم کرتی۔ گروہ در گروہ براق اور مولا علی کے درشن کرتی۔ چڑھاوے چڑھاتی۔ منت مانتی پھرتی ہیں۔ گویا آج دن عید اور رات شب برات ہے۔ یہ لوگ مجلس اور رونے دھونے کو بُرا سمجھتے ہیں۔ محرم کی ان بیہودگیوں کو بودہ کرتے ہیں۔ شان اسلام سمجھتے ہیں ‪*‬

ہندوستان کے ہر صوبے میں تقریباً محرم نئے نئے طریقے سے منائے جاتے ہیں۔ بیہودگیاں اور بدعتیں بھی ہوتی ہیں۔ لیکن ایسی خوشی نہیں منائی جاتی جیسی اس طرف ہوتی ہے۔ خدا جانے ہندوستان میں ان بیہودگیوں کا آغاز کس طرح ہوا۔ جبکہ اسلامی ممالک میں کہیں ایسی شرک اور بدعت سنائی نہیں دیتی۔ پھر یہاں کس کی تقلید کی جاتی ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ ہر صوبے کے مسلمانوں نے وہاں کے ہندوؤں کی معاشرت سے جدا گانہ سبق لیا ہے۔ مثلاً کہیں محرم میں دسہرہ جیسا تماشا کیا جاتا ہے کہیں عیسائیوں کے میلے کا لطف دکھایا جاتا ہے۔ کہیں ہندوؤں کی گنپتی کی نقل کی جاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر شروع میں جبکہ جاہلوں نے ان بیہودگیوں کو شان اسلام سمجھ کر ابتدا کی تھی۔ اگر علماء اس وقت سختی سے کام لیتے۔ تو ان کے ذہن میں یہ بات روڑ ہو جاتی۔ اور آج اس قدر شرک و بدعت نہ ہوتی ‪*‬

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ ان برسوں کی بیہودگیوں کا خاتمہ بھی ہو سکتا ہے۔ یا نہیں۔ اور اس کی جگہ اچھی باتیں جگہ لے سکتی ہیں یا نہیں تو بے ساختہ جواب پیدا ہوتا ہے۔ کہ موجودہ دور میں بالکل غیر ممکن ہے۔ جبکہ قوم کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے۔ البتہ اب ملکی حکومت قائم ہو گئی ہے۔ اور نئے نئے قانون قوموں کی فلاح و بہبود کے لئے تیار کئے جا رہے ہیں۔ اگر ان بیہودگیوں کے لئے بھی کوئی قانون مثل نظام گورنمنٹ اور بھوپال گورنمنٹ کی طرح نافذ ہو جائیں۔ تو درستی ہو سکتی ہے۔ اگر خود کو خدا ہدایت دے تو ہر صوبے میں جہاں جہاں شرک و بدعتیں بڑھی ہوئی ہیں۔ محلہ محلہ کے سرغنے محرم سے قبل مجلس

کر بجائے کرکے محرم کے واقعات ذہن نشین کرائیں۔ جس میں اگر تعلیم یافتہ بہنیں بھی حصہ لیں۔ تو شاید ممکن ہے کہ کئی سال بعد نتیجہ اچھا برآمد ہو۔ اور ان بیہودگیوں کی جگہ مجلس ہو واقعات کربلا بیان کرنے کا رواج شروع ہو جائے۔ لیکن بلی کی گردن میں گھنٹی باندھے تو کون؟ جبکہ ہمارے مردوں کے دل سے اہل بیت کی محبت فنا ہو چکی ہو۔ اسلام سے دور کا واسطہ رہ گیا ہو۔ مغرب کی نماز کے وقت کلبوں میں ٹینس اور تاش کے لئے جاتے ہوں۔ اذان کی آواز کانوں کو مجری معلوم ہوتی ہو۔ تو فرمایئے اس کام کو انجام کون دے؟

اگر پردے میں بیٹھے بیٹھے لکھنے پڑھنے سے بیہودگیاں دور ہو جائیں۔ تو آج بہت سی ایسی بہنیں موجود ہیں۔ جو اپنی زندگی اس کام کے لئے وقف کر سکتی ہیں۔ خدا ہمارے مردوں کو توفیق عطا کرے۔ وہ ایسی تدابیر اختیار کریں۔ جن سے محرم کی بیہودگیوں کا خاتمہ ہو جائے۔ اور اس کی جگہ عمدہ باتیں قوم میں پیدا ہو جائیں۔ اور ہماری جاہل قوم میں مذہبی لہر پیدا ہو جائے۔

مبارک دلہن۔ جالگاؤں جامود

محفل تہذیب

میں نہایت رنج و افسوس کے ساتھ تحریر کرتی ہوں۔ کہ میرا پیارا لڑکا سید ناصر حسین۔ انجو

کا شب کو ۱۲ بجے کے ۱۵ منٹ پر مرض چیچک میں مبتلا ہو کر داغ مفارقت دے گیا۔ معصوم پورے تین برس بھی میرے پاس نہ رہا۔ کوئی تہذیبی بہن یا بھائی مرحوم کے نام کا کوئی قطعہ لکھ کر بھیجیں ممنون ہوں گی۔

اختر جہاں بیگم ہمشیرہ مرزا رکنی شیرازی
چوا ڈانگا

محترمہ مسز رضیہ عبدالحق حیدرآباد دکن حال وارد سری نگر کشمیر کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ براہ مہربانی اپنا پتہ بذریعہ تہذیب جلدی تحریر فرمائیں۔ اور یہ بھی بتادیں کہ آیا کب تک کشمیر قیام کا ارادہ ہے۔ نوٹ اپنا پتہ کشمیر کا تحریر کریں۔ نیز رضیہ دلشاد بیگم اجمیر شریف کا بھی پتہ مطلوب ہے۔ وہ بھی مہربانی فرما کر اپنے ایڈریس سے بذریعہ تہذیب مطلع کریں۔ کیونکہ میں ان سے اجمیر شریف کے متعلق کچھ امور دریافت کرنا چاہتی ہوں۔ کیا وہ مجھے بخوشی میرے خط کا جواب دیں گی؟

مس سوشیلا اتم سنگھ صاحبہ لیڈی ڈاکٹر ایم بی بی ایس جو اب امرتسر کے کسی پرائیویٹ ہندو اسپتال میں ملازمت کر رہی ہیں۔ کسی امرتسر کی تہذیبی بہن کو ان کا پتہ معلوم ہو۔ تو بذریعہ تہذیب آگاہ فرما کر ممنون فرمائیں۔ اردو وہ نہیں جانتیں۔ اس لئے امرتسر کی تہذیبی بہنوں کو تکلیف دی جاتی ہے۔ خدا جانے کیا وجہ ہے۔

کہ میں نے کئی خط مس ادتم سنگھ صاحبہ کو لکھے۔ مگر انہوں نے ایک کا بھی جواب تحریر نہیں فرمایا۔

نیز میری چھوٹی بہن نسیمہ اختر کے منہ پر سرخی مائل سیاہ تل بکثرت نکل آئے ہیں حالانکہ پہلے چہرے کا رنگ بالکل صاف تھا۔ کوئی بہن بذریعہ تہذیب تلوں کو دور کرنے کی آزمودہ ترکیب یا دوائی تحریر کریں۔

مس رضیہ ملک عبدالمالک

مسز سکندر زاہد صاحبہ کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ بلاسپور سی پی سے پکنک کے موقع پر کھوٹا اکماٹ میں جو چند افراد کا فوٹو لیا گیا تھا۔ ان کے نام بھی بتا دینا ضروری سمجھتی ہوں۔ مسٹر و مسز زاہد صاحبہ۔ مسز اسحاق صاحبہ۔ بھائی الطاف حسین صاحب۔

میں اس فوٹو کے دیکھنے کی بہت مشتاق ہوں۔ اگر وہاں کا فوٹو مہربانی فرما کر حسب ذیل پتے پر ارسال فرما دیں گی۔ تو میں عددرجہ ممنون ہوں گی۔

مس حمیدہ فاطمہ بیگم بنت سید عبداللہ سعید صاحب رئیس میر منزل دربار سادات نہٹور۔ ضلع بجنور۔ یو پی

میرے داہنے گلے میں ایک زخم برابر ہوا کرتا ہے۔ اور ہر دفعہ اس میں ٹیس اور تکلیف بے حد ہوتی ہے۔ پھر نشتر لگوانے سے تکلیف میں کمی ہو جاتی ہے۔ اور دو دو ماہ زخم رہ کر دوا وغیرہ لگانے سے بالکل اچھا ہو جاتا ہے۔ کوئی شکایت نہیں رہتی۔ جلد پر بال تک نکل آتے ہیں۔ دو دو تین تین برس تک بالکل اچھا رہتا ہے۔ پھر یک بیک اندر منہ میں دونوں جبڑوں کے ملنے کی جگہ پر بیچ میں جو حصہ رہتا ہے۔ اس میں درد اور ورم ہوتا ہے۔ وہاں پر کان سے کر گلا تک ورم ہوتا ہے۔ اور ایک چھوٹا دانت نمایاں ہے۔ جس کو لوگ عقل جاڑھ کہتے ہیں۔ پھر ورم اوپر گلے کی طرف رخ کرتا ہے۔ اور پک کر زخم تیار ہو جاتا ہے۔ اور پھر نشتر دیا جاتا ہے۔ یہی حالت برابر عرصہ چھ سال سے ہو رہی ہے۔ سخت پریشان ہوں۔ اس لئے بذریعہ تہذیب بھائیوں۔ بہنوں حکیموں اور ڈاکٹروں سے دست بستہ ملتمس ہوں۔ کہ کسی کو اس زخم کا ایسا علاج معلوم ہو۔ کہ اچھا ہو کر دوبارہ عود نہ کرے۔ تو براہ راست یا بذریعہ تہذیب مطلع فرمائیں۔ ممنون ہوں گا۔ اور تا زندگی احسان مند رہوں گا۔ اور اللہ اس کا اجر عظیم دے گا۔ بہت پریشان ہوں۔ زندگی تلخ معلوم ہوتی ہے۔ جب تک ورم اور زخم رہتا ہے۔ جبڑا اٹھتا نہیں ہے۔ جس سے کھانے میں سخت تکلیف ہوتی ہے۔

سید شرف الدین ہیڈ ماسٹر خانقاہ اسلام پور ڈاک خانہ عطا سرائے۔ ضلع پٹنہ

ولائتی معلومات

(خاص تہذیب کے لئے)

جرمنی میں جہیز کا مسئلہ

جرمنی میں اگر کوئی لڑکی کسی یہودی سے شادی کرنا چاہے۔ تو اس کے باپ کو از روئے قانون جہیز دینے پر مجبور نہیں کیا سکتا۔ پچھلے دنوں ایک جرمن لڑکی نے اپنے باپ کے خلاف دعویٰ دائر کیا۔ کہ اس نے جہیز دینے سے انکار کر دیا ہے۔ لیکن عدالت لڑکی کے خلاف فیصلہ سناتے ہوئے باپ کو بری کر دیا۔ اس پر لڑکی نے اپیل کی جسے ان الفاظ کے ساتھ خارج کر دیا گیا۔ کہ چونکہ شادی ایک یہودی کے ساتھ کی جا رہی ہے۔ جس کی قوم جرمن حکومت کی معتوب ہے۔ اس لئے ان کو کوئی رقم بطور جہیز دینا گویا حکومت کی منشاء کے خلاف کرنا ہے۔ بدیں وجہ باپ کو جہیز نہ دینے کا پورا اختیار ہے"۔

وہ تمام جرمن لڑکیاں جو قانونی حدود کے اندر رہ کر شادی کرتی ہیں۔ قانونی طور پر جہیز کا حق رکھتی ہیں۔ جو یا تو ان کا باپ دیتا ہے اور یا حکومت۔ اگر باپ بہت غریب ہے۔ اور لڑکی شادی کرتے وقت اپنی ملازمت سے مستعفی ہو جاتی ہے۔ تو ہر شہر کی حکومت میاں بیوی کو ایک ہزار مارکس (جرمنی کا سکہ) بطور قرض دیتی ہے۔ تاکہ وہ گھر کا انتظام کر سکیں۔ یہ قرض فی حقیقت ایک قسم کا جہیز ہے۔ کیونکہ جب اس نوجوان جوڑے کے اولاد ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ تو یہ رقم حکومت کے ہی کھاتے سے ادا کی جاتی ہے۔

اگر لڑکی کا باپ مالدار ہے۔ تو وہ از روئے قانون اپنی بیٹی کو جہیز دینے پر مجبور ہے۔ لیکن جرمنی میں اس قسم کے مقدمے شاذ ہی عدالت میں پیش ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہاں بیٹی کو جہیز دینے کا رواج مدت مدید سے چلا آتا ہے۔ اور ہر شخص بڑی سختی سے اس پر کاربند ہے۔

جنگ عظیم کے خاتمے پر جرمنی میں مردوں کی تعداد میں بے حد کمی واقع ہو گئی تھی۔ اور وہاں باپ کو اپنی لڑکیوں کے لئے شوہر آسانی سے دستیاب نہ ہوتے تھے۔ لڑکی کے ساتھ بہت بڑے جہیز کا لالچ دیا جاتا تھا۔ تو کہیں مرد اس سے شادی کرنے پر آمادگی ظاہر کرتا تھا۔ اس وقت کوئی باپ جہیز دیئے بغیر اپنی بیٹی کی شادی کرنے کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ وہ یہ گوارا نہ کر سکتا تھا۔ کہ اس کی پیاری بیٹی جہیز کے بغیر شادی کر کے شوہر کی نظروں میں ہمیشہ کے لئے ذلیل ہو جائے۔

مشرقی عورتوں کے حقوق

یوں تو یورپ کی عورتوں نے بہت زیادہ ترقی حاصل کر لی ہے۔ لیکن مجموعی طور پر دیکھا جائے۔ تو دنیا میں عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق حاصل نہیں ہیں۔ اب بھی ان پر ہزاروں پابندیاں عائد ہیں۔ اور مشرق کی پس ماندہ اقوام میں اب بھی کروڑوں عورتیں غلاموں کی سی زندگی بسر کر رہی ہیں۔ ادھر بڑے بڑے سرمایہ دار ممالک کی عورتیں بھی حقوق کے معاملے میں مردوں کی برابری نہیں کر سکتیں۔ آج اٹلی کی فسطائی اور جرمنی کی نازی حکومتیں تحفظ نسواں کی آڑ میں عورتوں کو بتدریج قرون وسطیٰ کی معاشری پابندیوں میں جکڑ رہی ہیں۔ ان حالات میں سوویٹ روس میں عورتوں کو جو حقوق حاصل ہیں۔ انہیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ فی زمانہ دنیا کے کسی حصے کی عورتیں روس کی عورتوں کی برابر آزاد و خود مختار نہیں ہیں۔

لیکن اس سے یہ نتیجہ اخذ نہ کرنا چاہئے۔ کہ یہ حقوق انہیں جد و جہد کئے بغیر حاصل ہو گئے۔ لاکھوں برس کے اعتقادات کی زنجیروں کو توڑنا آسان کام نہیں۔ لیکن روس کی عورتوں کو حکومت کی امداد حاصل تھی۔ جب پرانے قوانین توڑ کر نئے قانون بنائے گئے۔ تو رفتہ رفتہ عورتوں کے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی گنجائش نکل آئی۔ کمیونسٹ پارٹی نے اس سلسلے میں منظم امداد بہم پہنچا کر پرانے دقیانوسی رسم و رواج کا قلع قمع کر دیا۔

آزادی نسواں کے سلسلے میں سب سے زبردست اور خونیں جد و جہد کا آغاز وسط ایشیا میں ہوا۔ جہاں صدیوں سے پردہ نشین خواتین بھیڑ بکریوں کی طرح فروخت ہوتی۔ اور داخل حرم کی جاتی تھیں۔ احکام شریعت و دنیاوی رسم و رواج اس شخص کی حمایت کرتے تھے۔ جو نقاب اٹھانے کے جرم پر اپنی بیوی کو قتل کر دیتا تھا۔

جب تاشقند کے طلباء نے آزادی نسواں کے حق میں آواز بلند کی۔ تو اس کے جواب میں پرانے خیال کے لوگوں نے ایک لڑکی کی لاش کے ٹکڑے ایک بند گاڑی میں بند کر کے بھیج دئے اور ان ٹکڑوں پر یہ الفاظ لکھ کر چسپاں کر دئے "یہ ہے تمہاری عورتوں کی آزادی"۔

وسط ایشیاء میں ایک آدھ مقام پر ۹ عورتوں کو قتل کر دیا گیا۔ اور جب عدالت نے انصاف کی کوشش کی۔ تو لوگوں نے اس کی شدید مخالفت کی۔

لیکن وسط ایشیا کی عورتوں نے ہمت نہ ہار نئی حکومت کے برسر اقتدار ہونے پر حالات امید افزا ہو گئے۔ اور ایک طویل جد و جہد کے بعد انہیں بالآخر میں کامیابی نصیب ہو گئی۔

بخارا جو اسلامی تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہا ہے وہاں ۸ مارچ ۱۹۲۸ء کو ایک عجیب و غریب منظر

دیکھنے میں آیا۔ جبکہ ایک بھاری مجمع میں ہزاروں عورتوں نے بیک وقت اپنے نقاب اتار کر پاؤں کے تلے روند دیئے۔ اس وقت ان کے جوش و خروش کا کچھ ٹھکانا نہ تھا۔ اس ہنگامے میں ایک بے پردہ عورت کو اس کے بھائی اور خاوند نے مل کر قتل کر ڈالا۔ ان کا مقدمہ ایک بھاری مجمع کے سامنے کھلی عدالت میں پیش ہوا۔ اور قاتلوں کو اس جرم کی پاداش میں اسی وقت موت کی سزا دی گئی۔ اس وقت سے لے کر آج تک بخارا شریف میں عورتیں بے پردہ آزادی سے چل پھر سکتی ہیں۔

آج کل ایی روڈا کی جمہوری حکومت کی صدر ایک خاتون ہے۔ یہ وہ خاتون ہے۔ جسے ۱۱ سال کی عمر میں اس کے والدین نے ۲۰ روپے کا قرض ادا کرنے کے لئے غیروں کے ہاتھ فروخت کر ڈالا تھا۔

ایک عورت کی عجیب وصیت

چند سال ہوئے امریکہ کی ایک سیاح خاتون مس لیوسیل ڈگلس دنیا کی سیاحت کی غرض سے اپنے ملک سے نکلی۔ وہ دنیا کے مشہور مقامات کی سیر کرتی ہوئی۔ فرانسیسی ہند چینی پہنچی۔ جہاں وہ قدیم زمانے کے ایک شہر انگکور کے کھنڈر دیکھ کر بہت متاثر ہوئی۔ یہ شہر زمانہ قدیم میں کمبوڈیا کا دارالسلطنت تھا۔ اور اپنی نفاست اور خوب صورتی کے لحاظ سے بے حد شہرت رکھتا تھا۔

اس شہر کے کھنڈروں میں سب سے زیادہ جس چیز نے اس خاتون کے دل پر اثر کیا۔ وہ انگکور کے ایک قدیمی فرمانروا شاہ لیپرکس کا مقبرہ تھا۔ وہ دنیا کی سیاحت ختم کر کے اپنے وطن پہنچ گئی۔ مگر اس مقبرے کی یاد اس کے دل سے محو نہ ہوئی۔

ان ہی دنوں امریکہ میں اس خاتون کا انتقال ہو گیا۔ مرنے سے پہلے اس نے اپنے وکیل کی معرفت یہ عجیب و غریب وصیت کی۔ کہ مجھے انگکور کے کھنڈروں میں شاہ لیپرکس کے مقبرہ کے پاس دفن کیا جائے۔

چنانچہ مس لیوسیل ڈگلس کی وصیت پوری کی جا رہی ہے۔ نیویارک میں نعش کو جلانے کے بعد اس کی راکھ کو پہلے فرانس بھیجا گیا۔ اور پھر وہاں سے آٹھ ہزار ایک سو پینسٹھ میل کا فاصلہ بذریعہ ہوائی جہاز طے کرنے کے بعد اسے سیگاؤں پہنچا دیا گیا۔ اس راکھ کی تدفین کی رسم اس وقت ادا ہو گی۔ جب مس ڈگلس آنجہانی کا وکیل انگکور پہنچے گا۔ اور اپنے ہاتھ سے اسے لیپرکس کے مقبرے کے پہلو میں سپرد خاک کر دے گا۔

دل چسپ باتیں

آئرلینڈ میں صرف تین قسم کے سانپ پائے جاتے ہیں۔

انگریزی زبان کا مشہور شاعر ملٹن جس نے "فردوس گم گشتہ" جیسی مثنوی لکھ کر شہرت دوام حاصل کی ہے۔ آٹھ مختلف زبانوں میں نہایت روانی سے بات چیت کر سکتا تھا ❖

دنیا کے بڑے بڑے بحری جہازوں میں ایک ایک لاکھ ہارس پاور کے انجن ہوتے ہیں ❖

دنیا کا سب سے اونچا گرجا جرمنی کے ایک شہر میں ہے۔ جس کی اونچائی ۵۳۲ فٹ ہے ❖

اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ انسان پچاس برس کی عمر میں اپنی زندگی کے چھ ہزار ایام نیند کی نذر کر چکا ہوتا ہے ❖

ایران کا شاہی تاج جو قدیم زمانے سے چلا آتا ہے۔ ایک گملے کی شکل کا بنا ہوا ہے۔ اس کے اوپر ایک ناتراشیدہ لعل جڑا ہوا ہے۔ جس کی جسامت مرغی کے انڈے کے برابر ہے ❖

شیر جس وقت دہاڑتا ہے۔ تو اپنا منہ زمین کے پاس لے جاتا ہے ❖

ڈوب کر خودکشی کرنے کے واقعات عموماً رات کو رونما ہوتے ہیں ❖

ولایت میں ایک سرنگ ہے۔ جس کا نام "سینٹ گوتھرڈ ٹنل" ہے۔ اس کی لمبائی تقریباً ۱۰ میل ہے ❖

استنبول دنیا میں ایسا مقام ہے۔ جہاں سب سے زیادہ بلیاں پائی جاتی ہیں ❖ کوئی بازار ایسا نہیں جہاں صدہا بلیاں دکھائی نہ دیتی ہوں۔ یہ بلیاں سفید اور نہایت خوب صورت ہوتی ہیں ❖

امریکہ کی ایک ریاست میں ایک انجینیر نے روئی کی سڑکیں بنائی ہیں۔ جو نہایت خوشنما ہیں ❖

❖

خبریں اور نوٹ

...ر کی حکومت عربی تعلیم عام کرنے کے لئے بہت
...یہ وجہد کر رہی ہے۔ وزارت معارف نے تمام مدارس
...یں عربی تعلیم لازمی قرار دیدی ہے۔ اور ایک ادارہ
...بھی قائم کیا ہے۔ جس میں عربی تعلیم دینے کے
...ئے معلمین کو ہر مہینہ جدید طریقہ جنگ پر تعلیم دی
جاتی ہے۔ مدت تعلیم ایک ماہ رکھی ہے۔ ہر گروہ
باری باری اس عربی مدرسگاہ میں پہنچ کر تعلیم حاصل
کرتا ہے۔ اور پھر اس جدید تعلیم سے واقف ہو کر اپنی
درسگاہ میں ان معلومات کو عام کرتا ہے۔ اور اس
طرح ملک کے تمام طبقات اور جماعتیں جدید
عربی تعلیم سے واقفیت حاصل کرتی ہیں +

انگورہ ۲۰ جون۔ حکومت ترکی نے فرانسیسی
ہوائی جہاز بنانے والے کارخانوں کو جنگی ہوائی
جہاز بنانے کی فرمائش کی ہے۔ جن کی مجموعی قیمت
۱۲ کروڑ فرانک ہوگی۔ حکومت ترکی قیمت مذکور
پانچ سال میں قسط وار ادا کرے گی +

القدس ۱۹ جون۔ رائٹر کی اطلاع مظہر ہے
کہ فلسطین میں خصوصی قوانین کو زیادہ سخت
کر دیا گیا ہے۔ تاکہ اسلحہ آتشیں بم اور آتش گیر
مادے رکھنے والوں کو حبس دوام کی سزا دی
جا سکے +

بیت المقدس ۲۰ جون۔ عربوں کے
ایک مشتعل ہجوم نے جو تین ہزار افراد پر مشتمل
تھا۔ جیل پر حملہ کر دیا۔ اور دروازہ توڑنے کی
کوشش کی۔ مگر فوج نے ہجوم کو منتشر کر دیا۔
فریقین میں زبردست تصادم ہوا۔ مزید تفصیلات
کا انتظار ہے +

القدس ۲۲ جون۔ کل کی جنگ کے بعد
مجلس علمائے عربیہ نے قوم سے اپیل کی ہے۔
کہ ہڑتال کو جاری رکھا جائے +

بغداد (بذریعہ ڈاک) عراق کے سیاسی حلقوں
میں اس خبر پر مسرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ کہ
شاہ حجاز عراق تشریف لانے والے ہیں۔ شاہ
ممدوح کا یہ عزم اس حلیفانہ معاہدوں کا نتیجہ
ہے۔ جو حال ہی میں دونوں عرب ممالک کے
درمیان منعقد ہوا ہے۔ توقع کی جاتی ہے۔
کہ یہ ورود مسعود دوستانہ تعلقات کو اور بھی
مستحکم کر دے گا +

یافا ۲۱ جون۔ شام کے وقت عربوں نے
نماز پڑھنے کے لئے کرفیو آرڈر کی خلاف ورزی
کا ارادہ کیا۔ اور اس مقصد کے لئے جمع ہو کر
مسجد کی طرف بڑھے۔ مگر پولیس نے پہلے
پہنچ کر مسجد کا محاصرہ کر لیا۔ اور نمازیوں کو مسجد
میں داخل ہونے سے روک دیا۔ اس پر ہجوم
مشتعل ہو گیا۔ اور اس نے پولیس پر فیر کرنے
شروع کر دیئے۔ سخت ہنگامہ ہوا جس میں تین
سپاہی اور پانچ عرب ہلاک ہوئے۔ متعدد زخمی
ہوئے +

قاہرہ (ذریعہ ڈاک) اخبار البلاغ قاہرہ کا نامہ نگار متعینہ اسمارا لکھتا ہے۔ کہ جب سے اٹلی نے حبشہ پر قبضہ کیا ہے۔ فوجی بھرتی بڑی گرمی سے جاری ہے۔ ناقہ مست زنگی نوجوان جو ملکی تباہی کی وجہ سے بھوکوں مر رہے تھے۔ بڑی خوشی سے بھرتی ہو رہے ہیں۔ اب تک ڈیڑھ لاکھ آدمی بھرتی ہو چکے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ دس لاکھ حبشیوں کی بھرتی ہوگی۔ اور اس کالی فوج کو برٹش ایمپائر کے خلاف استعمال کیا جائے گا۔ اور ہندوستان اطالوی جنگی کاروائیوں کا منزل مقصود طے ہوا ہے۔

جبوٹی ۲۲ جون۔ سرکاری ذرائع سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے واضح ہوتا ہے۔ کہ اٹلی والوں کا قبضہ حبش میں صرف خاص خاص شہروں تک محدود ہے۔ شہروں کے وسیع اور عریض علاقوں پر اطالوی اب تک قابض نہیں ہوئے۔ بلکہ اطالویوں کے خلاف بغاوت ہو رہی ہے۔ حبش کی منظم حکومت ڈی اے مریم کی زیر قیادت اطالویوں کے مقابلے کے لئے تیاری کر رہی ہے۔ اور ادیس ابابا کے منفردین بھی اس میں شامل ہو گئے ہیں۔

لندن ۲۰ جون۔ راس تفاری شاہ حبشہ لندن سے سوئٹزرلینڈ جا رہے ہیں۔ شاہ حبشہ برطانوی مدبرین سے واپسی تخت کے متعلق ہمدردی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ جس میں انہیں ناکامی ہوئی۔ چنانچہ برطانیہ کے ارباب بست و کشاد کی سرد مہری دیکھ کر آپ لندن چھوڑ رہے ہیں۔

لندن ۲۱ جون۔ وزیر نوآبادیات نے دارالعوام میں فلسطین میں اختلاف بیان کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ آج تک ۲۰۰ جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔

لندن (ذریعہ ڈاک) میڈم خالدہ بشائن ہملٹن صدر مسلم سوسائٹی برطانیہ نے پیغمبر اسلام صلعم کی ولادت باسعادت کے دن ایک زبردست ایٹ ہوم دیا۔ جس میں ۶۰ ہندوستانی۔ کئی انگریز مسلمان اور دوسرے ملکوں کے کئی معزز مسلمان موجود تھے۔ ایٹ ہوم کے بعد ایک جلسہ مرزا حسین خان سفیر ایران متعینہ لندن کی صدارت میں ہوا۔ جس میں مصری۔ ایرانی۔ اور ہندوستانی مقررین نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر تقریریں کیں۔ جن میں سر عبدالقادر صاحب کی تقریر قابل ذکر ہے۔ میڈم ہملٹن صدر سوسائٹی نے جو سر آرچیبالٹ ہملٹن کی بیگم ہیں۔ رائٹر کو ایک بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ میں عمر بھر مسلمان ہی رہوں گی۔ جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے۔ مجھے وہ سکون حاصل ہوا ہے۔ جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔

رائٹر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ مقامی جاپانی پولیس کے بیان کے مطابق ایک چینی کروزر نے ایک جاپانی جہاز پر گولہ باری کی۔ جس سے دو ملاح زخمی ہوئے۔ جاپانی حکام تحقیقات کر رہے ہیں۔ خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ یہ واقعہ چینیوں اور جاپانیوں کی باہمی منافرت زیادہ کرنے کا موجب ہوگا۔

امریکہ کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ آج کل امریکہ کے محکمہ جنگ میں ایک نئی ایجاد "ہولناک بم" کا معائنہ کیا جا رہا ہے۔ اس بم کی آواز اس قدر زبردست اور مہیب ہے کہ انسان اسے سن کر بہرہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے ارد گرد قریب میں جس قدر آدمی ہوں گے۔ سب بری طرح زخمی ہو جائیں گے۔ اس نئے بم کی آواز آٹھ میل تک جاتی ہے۔

مارسیلز۔ ۲۲ جون۔ ملاحوں کی انجمن نے جس عام ہڑتال کا اعلان کیا تھا۔ وہ آج بعد دوپہر شروع ہو گئی۔ ملاحوں نے بندرگاہ کے جہازوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ بہت سے جہاز روانہ نہیں ہو سکے۔ ہڑتال کا اثر ۹ ہزار آدمیوں پر ہوا ہے۔

پیرس ۲۲ جون۔ رائٹر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ بحری ملازمین کی ہڑتال کے باعث چھ جہاز بندرگاہ سے روانہ نہیں ہو سکے۔ ملاحوں نے تمام فرانسیسی جہازوں پر جو مارسیلز میں موجود تھے۔ سرخ جھنڈے لہرا دیئے ہیں روون میں آٹھ سو ملاحوں نے ہڑتال کر دی ہے۔ اور ۳۰ جہاز بندرگاہ میں رکے کھڑے ہیں۔

لندن۔ ۲۳ جون۔ حضور ملک معظم ہندوستانی ٹیم کو عید کے دن قصر بکنگھم میں شرف باریابی بخشیں گے۔

شملہ۔ ۲۲ جون۔ آج لارڈ ارون نے صدر بازار تھانہ پولیس کا معائنہ کر کے مقامی پولیس کو خوشنودی بخشی۔ آپ چھوٹا شملہ میں مال روڈ اور لوئر بازار کے مقام اتصال سے تھانہ تک پیدل تشریف لے گئے۔ سڑک کے دونوں طرف لوگوں کے ہجوم نے آپ کا خیر مقدم کیا۔ یہ پہلا موقع تھا۔ کہ ایک وائسرائے لوئر بازار میں سے پیدل گزرے۔ ہز ایکسلنسی نے پریڈ کا بھی معائنہ فرمایا۔ جس میں ایک انسپکٹر۔ دو سب انسپکٹروں۔ پانچ ہیڈ کانسٹیبلوں اور چالیس کانسٹبلوں نے حصہ لیا۔ لارڈ موصوف نے سی۔ آئی۔ ڈی کو بھی مسٹر ٹھاکر داس کے ماتحت کام کرتے دیکھا۔

قصور کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہاں ہیضہ کی وبا پھیلی ہوئی ہے۔ بلدیہ کی طرف سے حفظان صحت کے متعلق معقول انتظام کیا گیا ہے۔

بمبئی ۲۲ جون - کل رات سے مسلسل بارش
ہو رہی ہے۔ شہر کے نشیبی حصے زیر آب ہیں۔
دفتروں میں کام کرنے والے کلرکوں اور پیدل
چلنے والوں کو سخت تکالیف کا سامنا ہوا
ہے ؛

شملہ ۲۰ جون - حکومت ہند نے نئی اور پرانی
دہلی کو ملیریا سے محفوظ کرنے کے لئے ایک اسکیم
مکمل کی ہے۔ اور ایک عمدہ پروگرام بنایا جا رہا
ہے۔ اسکیم کے لئے مناسب اخراجات منظور
کئے گئے ہیں ؛

لاہور ۲۳ جون - آج شاہ ایڈورڈ ہشتم کا یوم
ولادت سرکاری حلقوں میں نہایت شان و
شوکت سے منایا گیا۔ تمام سرکاری دفاتر
ڈسٹرکٹ کورٹ - ہائی کورٹ اور تمام دیگر
عدالتیں بند رہیں۔ اسکول اور کالج بھی بند
رہے۔ لاہور چھاؤنی میں آج صبح پریڈ ہوئی
جس میں تمام رجمنٹوں نے حصہ لیا۔ مختلف
حلقوں میں ناچ اور گانے کرائے گئے ؛

ملتان ۲۰ جون - ایک عورت جس نے
اپنی لڑکی کو کنوئیں میں گرا کر ہلاک کر دی تھی۔
اس کو سشن جج ملتان نے سزائے موت دی
اور سنٹرل جیل میں اس کو پھانسی دے دی
گئی ؛

حیدرآباد سندھ ۲۰ جون - مقامی کالج کے
پانچ لڑکے ایک نہر میں کشتی چلا رہے تھے جب
کشتی نہر کے وسط میں پہنچی۔ تو الٹ گئی۔ تین لڑکوں
کو تو راہ گیروں نے بچا لیا۔ لیکن دو لڑکے ڈوب
گئے ؛

گجرات ۲۲ جون - آج صبح یہاں بارش ہونے
سے موسم خوشگوار ہو گیا ہے ؛

بمبئی ۲۲ جون - آج حکومت اٹلی نے اپنا سفیر
"کونٹ کارادیکا" متعینہ بمبئی بذریعہ ٹیلیگرام
اٹلی واپس بلا لیا ہے۔ سفیر کو واپس بلانے کی
کوئی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ اس خبر کو خاص اہمیت
دی جا رہی ہے ؛

میسور ۲۳ جون - مہاراجہ میسور آج اپنی دارالحکومت
سے انگلستان جانے کے لئے روانہ ہو گئے ؛

کراچی ۲۳ جون - سر فیروز خاں نون نامزد ہائی
کمشنر متعینہ انگلستان آج صبح ۹ ½ بجے بذریعہ
ہوائی جہاز کے ذریعے انگلستان روانہ ہو گئے ؛

رنگون ۲۰ جون - دو برمی جنگل سے بانس کاٹنے
گئے ہوئے تھے۔ کہ ان پر ایک شیر ٹوٹ پڑا
دونوں نے نہایت مردانگی سے شیر کا مقابلہ
کیا۔ مگر مقابلہ کرتے ہوئے دونوں شخص سخت
مجروح ہوئے۔ لیکن ڈاہوں سے اس شیر
کو ہلاک کر دیا۔ دونوں کو سول ہسپتال میں
پہنچا دیا گیا ؛

لاہور ۲۰ جون - کل دوپہر کے وقت خوب بارش ہوئی
اور دیر تک تیز ہواؤں کے جھونکے چلتے رہے۔ موسم
نہایت خوشگوار ہو گیا ہے ؛

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

عدالت جناب ماسٹر اے لیز رس صاحب سب جج بہادر درجہ اول سیالکوٹ باختیارات مطالبہ خفیفہ سیال کوٹ

فرم پیگو شاہ نمبر ۱ تمہ ذریعہ پیگو شاہ جینی الک و کارکن فرم مذکور سکنہ سیالکوٹ مدعی
بنام مسٹر ڈبلیو۔ جے باراں تیمر شہر سیالکوٹ حال مسٹر ڈبلیو اکس نیو بلاک ۹ حال ملٹری چھاونی
مدعا علیہا

دعوے ۔/13/ 32

بنام مسٹر ڈبلیو۔ جے باراں تیمر سیالکوٹ حال مسٹر ڈبلیو اکس نیو بلاک ۹ حال ملٹری پشاور چھاؤنی مدعا علیہا
مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں عدالت کو یقین ہو گیا ہے۔ کہ مدعا علیہا مذکورہ بالا کی تعمیل معمولی طریقے سے ہونی مشکل ہے۔ لہذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی برخلاف مدعا علیہا جاری کر کے لکھا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہا تاریخ مقررہ $\frac{8}{36}$ 4 کو اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ نہ کرے گی۔ تو اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی +

آج بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا +

دستخط حاکم — مہر عدالت

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت سردار کرتار سنگھ صاحب چڈھا بی اے (آنرز) ایل ایل بی۔ پی سی ایس سب جج بہادر فورتھ کلاس مقام کانگڑہ ضلع کانگڑہ

(۱) جنساداس ولد کہر کا (۲) درگا داس ولد جنساداس اقوام برہمن سکنہ دھن پور تپہ سپڑدہ تحصیل ہمیر پور
بنام تھوگو ولد کھڑکو ذات چار سکنہ دھاندر تپہ سپڑدہ تحصیل ہمیر پور

دعوے ۔/۵۰ روپے بر تمسک

بمقدمہ بالا مدعا علیہ مذکورہ بالا تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ طور پر گریز کر کے روپوش ہے اور کہ اس پر معمولی طریقے سے تعمیل سمن ہونا مشکل ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۲۹ $\frac{6}{36}$ اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ نہ کریگا۔ تو اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی۔ تحریر 16 $\frac{6}{36}$

مہر عدالت — دستخط حاکم

بعدالت شیخ عبدالرحمن صاحب بی اے۔ پی سی ایس باختیارات ڈسٹرکٹ جج بہادر کوئٹہ

مقدمہ جانشینی نمبر ۲۲ سنہ ۱۹۳۶ء

معاملہ درخواست مسماۃ بھبی بائی دختر کیولرام جیرام بذریعہ کھمن گوردھن داس گارڈین سکنہ کوئٹہ برائے عطائے سارٹیفکٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ یافتنی کیولرام جیرام متوفی زیر دفعہ ۲، ۳ ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء

نوٹس بنام ہر خاص و عام

بمعاملہ مندرجہ گارڈین سائلہ نے درخواست برائے حصول سارٹیفکٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ مالیتی للعہ ۵۰۹ روپیہ یافتنی کیولرام جیرام متوفی زیر ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے۔ اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جو کسی کو اعتراض ہوے حاضر ہو کر عدالت ہذا میں بتاریخ ۲۲ جون لا پیش کرے۔

آج بہ دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ ۲۶/۵ دستخط حاکم مہر عدالت


تہذیب نسواں

ہندوستان میں سب سے پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار

تہذیب النسواں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰

جسے
محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم
نے
سنہ ۱۸۹۸ء میں جاری کیا
چندہ سالانہ مع محصول ڈاک ۵ روپیہ

جلد ۳۹	لاہور - ہفتہ ۴ جولائی سنہ ۱۹۳۶ء	نمبر ۲۷

تہذیب نسواں

لاہور - ہفتہ ۱۴ ربیع الآخر سنہ ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

سالگرہ

فرازِ چرخِ نیلی پر ہیں آثارِ سحر پیدا۔ کہ رودِ نیل کی موجوں سے ہے درجِ گہر پیدا
ہوا ہے رفتہ رفتہ اپنی آہوں میں اثر پیدا۔ دعاؤں نے کیا ہے گنبدِ بے در میں در پیدا۔
جبینِ صبح روشن سے رواں ہیں نور کے دھارے۔
اُترنے کو ہیں فرشِ خاک پر افلاک سے تارے۔

ہماری اور تمہاری کامرانی کا یہی دن ہے۔ مسرت خیزی اور شادمانی کا یہی دن ہے۔
امیدوں اور اُمنگوں کی جوانی کا یہی دن ہے۔ بہارِ عمر و لطفِ زندگانی کا یہی دن ہے۔
اسی دن خدمتِ ملت کی کھائی تھی قسم ہم نے۔
رکھا تھا اس مصیبت خیز وادی میں قدم ہم نے۔

اسی دن تم کو پیغامِ عمل ہم نے سُنایا تھا۔ اسی دن راستہ قومی ترقی کا دکھایا تھا۔
اسی دن قوم کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا تھا۔ زمینِ ہند میں تہذیب کا پودا لگایا تھا۔
اسیرانِ قفس کی رستگاری کا یہی دن ہے۔
ہمارے اشکِ خوں کی لالہ کاری کا یہی دن ہے۔

اٹھو بہنو کریں سب مل کے شکرِ حضرتِ باری۔ اسی کے فیض کے چشمے ہیں باغِ دہر میں جاری
اسی کے لطف و احساں کی ہے ہر تختے میں گلکاری۔ اٹھو مل کر خدا سے یہ دعا مانگیں بصد زاری۔
بہارِ خلد کا ہو دورہ اس گلستاں میں۔
خزاں آنے نہ پائے گلشنِ تہذیبِ نسواں میں۔

"تہذیب"

ماں اور بیٹی

(از ت۔ف)

اوج سما پہ زہرہ تانیں اڑا رہی ہے۔
بربط پہ کہکشاں کے اک گیت گا رہی ہے۔

چھیڑے ہیں قدسیوں نے کچھ رس بھرے فسانے۔
ہونٹوں پہ پھوٹتے ہیں تقدیس کے ترانے۔

تاروں کی سرزمیں سے آواز آ رہی ہے۔
"دنیا ضیائے اُلفت سے جگمگا رہی ہے"۔

اُلفت کے نور سے ہیں لالہ کے داغ روشن۔
لالہ کے داغ روشن ہیں یا چراغ روشن۔

اُلفت نے بیج بویا دل میں کلی کلی کے۔
ہر پھول کو سکھائے انداز بیخودی کے۔

ہر ماں کے دل میں اُلفت طوفاں اُٹھا رہی ہے۔
بیٹی کے آب و گِل میں اُلفت سما رہی ہے۔

جنت کی وادیوں کا دلچسپ خواب ہے یہ۔
اور ماں کی التجا کا موزوں جواب ہے یہ۔

یہ دلفریب نغمہ ہر شے پہ چھا رہا ہے۔
ہستی کے جزو و کل کو بے خود بنا رہا ہے۔

پھولوں کو چھیڑتا ہے۔ کلیوں کو چومتا ہے۔
لہروں سے کھیلتا ہے کرنوں میں جھومتا ہے۔

تہذیب کی سالگرہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تہذیب نسواں نے آج اپنی عمر کے اڑتیس سال ختم کر لئے اور اب انتالیسویں سال میں قدم رکھ رہا ہے۔

تہذیب کی پچھلی سالگرہ ماتمی سالگرہ تھی۔ اس کے تمام تر صفحات والدہ ماجد کے حالات اور تعزیت کے پیغامات سے بھر گئے تھے۔ جو نا کچھ درج ہوا تھا۔ اس سے بہت زیادہ باقی بھی رہ گیا تھا۔ ان سب چیزوں کو پڑھنے اور اخبار میں درج کرنے سے گو مجھے بڑا صدمہ ہوتا تھا۔ لیکن اس تمام صدمے کے ساتھ میرے دل کو ایک تقویت بھی پہنچی تھی۔ بار بار مجھے خیال آتا تھا۔ کہ ان تمام ہمدردوں کے ہوتے ہوئے کم از کم اخبار کے متعلق مجھے ذرا سا بھی تردد نہیں کرنا چاہئے۔

وہ ہمدرد اور معاون بہنیں جو عرصے سے خاموش تھیں۔ انہوں نے بھی والدہ ماجد کے انتقال کے صدمے کو یوں محسوس کیا تھا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ گو وہ مدت سے خاموش تھیں۔ مگر اخبار کو بھول نہ گئی تھیں۔ انہوں نے مجھے یقین دلایا تھا۔ کہ اس صدمہ عظیم کے بعد اب انہیں محسوس ہوا ہے۔ کہ شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب کے انتقال سے انہوں نے کیا کھو دیا۔ اور تہذیب نسواں کے متعلق ان کے فرائض کیا ہیں۔ مجھے اس وقت یہ علم نہ تھا۔ کہ یہ صرف اظہار ہمدردی کا ایک خوب صورت انداز تھا۔

والدہ ماجد کو اپنی زندگی کے آخری برسوں میں خود اس امر کا احساس بہت شدت سے ہو رہا تھا۔ کہ خواتین میں سے قومی خدمت کا جذبہ روز بروز کم ہوتا چلا جا رہا ہے۔ وہ مجھے بتایا کرتے تھے۔ کہ تہذیب نسواں کے ابتدائی زمانے میں اس کے خریدار بہت کم تھے لیکن ہر ایک خریدار کے لئے تہذیب نسواں محبوب ترین چیز تھی۔ اس مختصر حلقے کا ایک ایک فرد تہذیب پر اپنا بیش قیمت وقت صرف کرتا تھا اس کی ایک ایک سطر پڑھی جاتی تھی۔ انشا پرداز خواتین اس میں دلی مسرت سے بے حد محنت کر کے مضامین لکھتی تھیں۔ جو خواتین اپنے آپ کو اہل قلم میں شمار نہ کرتی تھیں وہ وقتاً فوقتاً اخبار کے متعلق پرائیویٹ خطوط میں خیالات کا اظہار کرتیں۔ محفلوں میں تہذیب نسواں کے متعلق باتیں ہوتی تھیں۔ اور ہر معاون اخبار کی توسیع اشاعت اپنا فرض سمجھتی تھی۔ اس فرض کی بجا آوری میں کو کامیابی

بہت کم ہوتی تھی۔ تاہم ایک احساس تو ہر اخبار پڑھنے والی بہن میں موجود تھا۔

اب یہ سب باتیں داستان سی معلوم ہوتی ہیں۔ اخبار کی اشاعت بے شک بعد میں بہت بڑھ گئی۔ لیکن اخبار معاونین کی اس ہمدردی اور اس خلوص و محبت سے محروم ہوگیا جو اس کی حقیقی نشوونما کے لئے بے حد ضروری اور اہم تھا۔ خواتین کو نہ اخبار سے اگلی سی دلچسپی رہی۔ اور نہ اس کی تحریکات سے۔ والد ماجد کی یادگار اور ان کی آخری آرزوؤں کو پورا کرنے کے سلسلے میں جو تحریریں اخبار میں گزشتہ سال شائع ہوئیں۔ ان کا حشر سب کے سامنے ہے۔ اس سلسلے میں میرا اس موقع پر کچھ لکھنا بے موقع بھی ہے۔ اور ناشائستہ بھی۔ لیکن سالگرہ کا موقع ایک ایسا موقع ہے۔ جب انسان بے اختیار ہو کر ماضی پر بھی ایک نظر ڈالتا ہے۔ اور مستقبل کے نقاب میں سے کچھ دیکھنے کی سعی کرتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ چند سطریں میرے قلم سے نکل گئیں۔

مجھے اس موقع پر سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہنا۔ کہ تحریکیں اور تجویزیں اسی وقت کامیاب ہوتی ہیں۔ جب ہر مخلص دل انہیں پورا کرنا اپنا فرض سمجھ لے۔ شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب کی یادگار اور ان کی آخری آرزوؤں کی تکمیل کا خیال اگر شائستہ اقتضاء تجاویز نہ تھیں تو انہیں جانے دیجئے۔ لیکن اخبار تو بہر حال آپ کا خادم ہے۔ آپ کی تعلیمی۔ سیاسی اور معاشری ترقی بیشتر اخبار ہی کی خدمت پر منحصر ہے۔ دوسری قومیں جو زندہ ہیں۔ اور مشکلات سے جد و جہد کر کے اول ترین صف میں آنے کا تہیہ کئے بیٹھی ہیں۔ ان کی سرگرمیوں کو دیکھئے۔ ان کے اخباروں میں بھی ہوتے تو الفاظ ہی ہیں۔ لیکن ان کی مخلصانہ کوششیں اخبار کی ہر سطر کے اندر زندگی کی لہریں مارتی معلوم ہوتی ہیں۔

نسوانی ترقی اسی وقت ممکن ہے۔ جب نسوانی اخبارات کو خواتین کی پوری امداد حاصل ہو۔ محض ایک اخبار کو چلا دینا اس تحریک کی معراج نہ تھی۔ یہ تو محض ایک ذریعہ تھا۔ حقیقی کام یہ تھا۔ کہ یہ اخبار خواتین ہند کی آواز بنتا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ خواتین جا بجا تہذیب نسواں کے نام سے انجمنیں قائم کریں۔ تہذیب نسواں کو ہر گھر میں اور ہر پڑھی لکھی لڑکی اور خاتون تک پہنچانے کی پوری کوشش کریں۔ اور اس اخبار نے نشر تعلیم اصلاح معاشرت۔ درستی اخلاق۔ تربیت اولاد اور دوسرے مقاصد کے سلسلے میں خواتین کو علم و عمل کی جو راہ دکھائی ہے۔ اس پر سارے ملک کی خواتین کو چلانے میں ساعی ہوں۔ تاکہ تہذیب نسواں کی برادری" ہندوستان کی نسوانی زندگی میں ایک طاقت بن جائے۔ اور تہذیب نسواں اس طاقت کا زندہ مظہر ہو۔

سید امتیاز علی تاج

تہذیبی انعامات

۱۹۳۲ء کی پہلی ششماہی میں جن مضمون نگا
تین نے تہذیب میں سب سے زیادہ مضامین
یر فرمائے۔ ان کے اسمائے گرامی اور مضامین
کالموں کی تعداد ذیل میں درج کی جاتی ہے:-

ترمہ مسز سید احمد مجلی شہری	۱۱۰	کالم
ترمہ بیگم شارق۔ قلعہ گوالیار	۷۰	کالم
ترمہ شہزادجہاں بیگم۔ آگرہ	۲۷½	کالم
ترمہ جمیلہ بیگم۔ کلکتہ	۲۷	کالم
سہ رضیہ دلشاد بیگم۔ اجمیر	۷۰½	کالم

چنانچہ ان کی خدمت میں حسب ذیل ترتیب
ے انعام پیش کئے جاتے ہیں:-

ترمہ مسز سید احمد	پہلا انعام	تیس روپے
ترمہ بیگم شارق	دوسرا انعام	بیس روپے
ترمہ شہزادجہاں بیگم ترمہ جمیلہ بیگم	تیسرا انعام	پندرہ پندرہ روپے
سہ رضیہ دلشاد بیگم	چوتھا انعام	دس روپے

محترمہ مسز سید احمد جن کی خدمت میں پہلا انعام
یش کیا گیا ہے۔ اسی سال حلقہ تہذیب میں
امل ہوئی ہیں۔ آپ نے گزشتہ مارچ سے
ذیب میں مضمون لکھنے شروع کئے۔ اور
س قلیل سے عرصے میں اس کثرت سے مضامین
ریر فرمائے۔ کہ تہذیب کا اول درجہ کا انعام
اصل کیا۔ آپ کی یہ ہمت قابل قدر ہے۔ آپ
کے مضامین نہایت پُر مغز اور بلند پایہ ہوتے
ہیں۔ اور آپ کا انداز بیان بہت سلیس اور دلکش
ہے۔

محترمہ بیگم شارق ہے جن کی خدمت میں دوسرا
انعام پیش کیا گیا ہے۔ تہذیب کے لئے نئے نئے
موضوع تلاش کر کے نہایت عالمانہ مضامین تحریر
فرمائے جنہیں تہذیبی حلقوں میں بیحد دلچسپی
سے پڑھا گیا۔ تہذیب کو آپ جیسی قابل خواتین کی
قلمی امداد کی بے حد ضرورت ہے۔

محترمہ شہزادجہاں بیگم اور محترمہ جمیلہ بیگم جن کی
خدمت میں تیسرا انعام پیش کیا گیا ہے۔ تہذیب
کی قدیم معاونین میں سے ہیں۔ اور کئی مرتبہ تہذیبی
انعامات حاصل کر چکی ہیں۔ یہ امر ہمارے لئے دلی
مسرت کا موجب ہے۔ کہ یہ خواتین تہذیب سے
برابر دلچسپی لے رہی ہیں۔

آنسہ رضیہ دلشاد بیگم کی خدمت میں چوتھا انعام
پیش کیا جا رہا ہے۔ آپ کے مضامین موضوع
کی نوعیت اور اختصار کے لحاظ سے قابل قدر ہیں۔

ہم ان خواتین کی خدمت میں ان کی اس
کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اس
کے علاوہ ہم ان بہنوں اور بھائیوں کے بھی ممنون
ہیں۔ جن کے مضامین کی تعداد ان کی مصروفیت
کی وجہ سے بڑھ نہ سکی۔

منیجر

نیا آئینِ حکومت اور ہندوستانی عورتیں

(از محترمہ جہاں آرا شاہنواز)

صوبجاتی خودمختاری کا نظام آیندہ اپریل سے ملک میں نافذ ہونے والا ہے۔ اسمبلیوں کے انتخابات کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ چونکہ اس نظام کے ماتحت عورتیں بھی عملی سیاسیات میں داخل ہو رہی ہیں۔ اس لئے محترمہ بیگم شاہنواز جیسی قابل سیاست داں خاتون کا یہ مضمون بہنوں کے لئے افزائش معلومات کا موجب ہوگا۔

اڈیٹر

سیاسیات کیا شے ہے۔ ایک نیا علم۔ جس کا دروازہ ہندوستانی مستورات کے لئے مقفل سمجھا جاتا تھا۔ عورت اور شہری۔ ملکی اور سیاسی معاملات میں دخل انداز ہو۔ اس کے لئے گناہ کبیرہ تصور کیا جاتا تھا۔ بیسویں صدی کے آغاز میں ہندوستانی عورتوں نے ایک خواب گراں سے کروٹ لی۔ اور آہستہ آہستہ ان میں رفاہ عام کے کاموں میں دلچسپی لینے کا شوق پیدا ہوا۔ پہلے دس برس بہت کم اور دوسرے دس برس میں کچھ زیادہ اور تیسرے دس برس میں نمایاں اور اب چوتھے دس برس میں ہر مذہب و ملت کی بہنیں سیاسیات کے وسیع میدان میں اتر آئیں۔ اس کی زیادہ تر وجہ یہ ہے۔ کہ تعلیم اور تہذیب مغرب کی کرنیں جب گھروں کی تاریک چار دیواری میں ضیاپاشی کرنے لگیں۔ تو عورتوں کے دلوں میں قدرتی طور پر اپنے جائز اور شہری حقوق کو حاصل کرنے کے لئے جد وجہد کا جوش اور دیگر ممالک کی مستورات کی طرح ترقی کے میدان میں تگ و دو کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ بہت جلد رفاہ عام کے کاموں میں حصہ لینے والی عورتوں کو معلوم ہو گیا۔ کہ جب تک سیاسی فضا میں ان کی آواز ایک زبردست آواز نہ ہو گی ان کے لئے تعلیمی ترقی۔ معاشرتی اصلاح میں کامیاب ہونا اور اپنے حقوق شرعی کو پا لینا مشکل بلکہ ناممکن ہو گا۔

سنہ ۱۹۰۹ عیسوی میں جب ہندوستان کو منٹو مارلے ریفارم سکیم دی گئی۔ اور ملک کی حکومت کے قوانین اس کے مطابق بننے شروع ہوئے۔ تو عورتوں میں اتنی صلاحیت نہ تھی۔ کہ اپنے مطالبات بزور پیش کر سکتیں۔ اور اپنے شہری اور سیاسی حقوق حاصل کر سکتیں۔ سنہ ۱۹۱۹ء میں جو مانٹیگو چیمسفورڈ ریفارمز کے مطابق آئین حکومت تیار کئے گئے۔ تو عورتوں

نے اپنے حقوق کا مطالبہ کیا۔ ملک کے مختلف حصوں اور بالخصوص شملہ میں متعدد جلسے کئے گئے۔ عورتوں کی ایک کمیٹی نے مسٹر دیپ نرائن سنگھ کو میوڈی مین کمیٹی کے سامنے گواہی کے لئے بھیجا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس کمیٹی نے اگرچہ عورتوں کو ووٹ دینے کا اختیار نہ دیا۔ مگر اپنی رپورٹوں میں یہ لکھ دیا۔ کہ جس صوبے کی کونسل چاہے۔ اپنے صوبے کی عورتوں کو ووٹ یعنی رائے دینے کا حق دیدے۔ چند ہی سال میں یکے بعد دیگرے مختلف صوبوں کی کونسلوں میں عورتوں کو ووٹ دینے کا اختیار دیدیا گیا۔ اور آج سوائے ایک یا دو صوبوں کے سب جگہ عورتوں کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ مردوں کی طرح کونسلوں کے نمایندے چننے میں اپنی رائے کا اظہار کریں ÷

بدقسمتی سے ووٹ کی اس وقت جو صفت رکھی گئی۔ وہ صرف جائداد کی بنا پر تھی۔ اور چونکہ ہندوستان میں بہت کم عورتوں کو وراثت میں سے حصہ ملتا ہے۔ اس لئے ان رائے دہندگان خواتین کی تعداد بمقابلہ مردوں کے بہت ہی کم ہے۔ یعنی بمقابلہ بیس مرد کے ایک عورت ۔ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ عورتوں کی یہ آواز ایک زبردست اور موثر آواز نہ ہوسکتی تھی۔ گذشتہ دس بارہ سال میں عورتیں مختلف صوبوں میں سیاسیات کے میدان میں اُتر آئیں۔ ہر صوبے میں تعلیمی ترقی اور معاشرتی اصلاح کی انجمنیں باقاعدہ کام کرنے لگیں۔ • آل انڈیا ومن ایسوسی ایشن نیشنل کونسل آف ومن اور آل انڈیا ومن کانفرنس۔ ان تینوں آل انڈیا انجمنوں نے باقاعدہ تنظیم اور اصلاح کا کام شروع کردیا ÷

کانگرس کی سول نافرمانی کے دنوں میں عورتوں نے مردوں کے دوش بدوش حصہ لیا۔ اور مردانہ جوہر دکھاتے ۔ عورتوں کی اس بیداری کا اثر ہونا ضروری تھا۔ یہ صاف ظاہر ہوگیا۔ کہ ہندوستانی عورت اب وہ خاموش عورت نہیں رہی۔ جسے ظلم کا مجبور کرجس طرح چاہیں جور و ستم کا شکار بنائے رکھیں۔ اور اس میں اس سے نجات حاصل کرنے کی آرزو تک نہ ہو۔ گورنمنٹ کو بھی اس کا احساس ہوا۔ اور گول میز کانفرنس میں جہاں ہر مذہب اور ہر ملت کے نمایندے بلائے گئے۔ وہاں عورتوں کو بھی یہ موقع دیا گیا۔ کہ وہ اپنے مطالبات پیش کرسکیں ÷

عورتوں کی تینوں آل انڈیا انجمنوں نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ وہ سیاسی حقوق میں صرف مساوات کا دعوےٰ کریں۔ اور کوئی خاص چیز نہ مانگیں۔ چنانچہ وہ دو میمورینڈم جو ہندوستان کی ان تینوں آل انڈیا انجمنوں کی طرف

سے پیش کئے گئے۔ ان میں صرف مساوات کا مطالبہ تھا۔ ووٹ کا حق اگر ہر بالغ اور بالغہ کو دیا جاتا۔ تو کونسل کی ہر نشست کے لئے آدھے مرد اور آدھی عورتیں ووٹرز ہو جاتیں۔ اور عورتوں کی آواز ایک زبردست طاقت بن جاتی۔

مگر ملیز کانفرنس میں اس پر بہت بحث مباحثہ ہوا۔ اور بالآخر سب اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ چونکہ سو ۸۰ فی صدی لوگ رائے دہندگی کا حق رکھتے ہیں۔ اس لئے فی الفور ہر ایک بالغ مرد و زن کو اختیار رائے دیدینا بہتر اور ممکن نہ ہوگا۔ نئے آئین حکومت میں عورتوں کو تین صفات کے ماتحت ووٹ کا حق حاصل ہوا ہے۔

اول۔ جس عورت کی اپنی جائداد ہو۔ اور یہ صفت مرد و زن دونوں کے لئے یکساں ہے۔

دوم۔ عورت پڑھی لکھی ہو۔ یہ صفت ہر ایک صوبے کے لئے مختلف ہے۔ اور مردوں اور عورتوں کے لئے بھی یکساں نہیں کسی صوبے میں پرائمری سرٹیفکیٹ اور کسی صوبے میں صرف پڑھا لکھا ہونا ضروری ہے۔ صوبۂ پنجاب میں پڑھی لکھی عورت کو ووٹ کا حق دے دیا گیا ہے۔

سوم۔ تمام ان مردوں کی بیویوں کو رائے دینے کا اختیار دیدیا گیا ہے۔ جن کے خاوند ۱۹۲۹ء کے ووٹرز کی فہرستوں میں رائے دینے کا حق رکھتے ہیں۔

ان تینوں صفات کے تحت میں ساٹھ لاکھ سے زائد ہندوستانی عورتیں ووٹرز بنادی گئی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ جہاں کونسل کی ہر نشست کے لئے ۶ مرد ہوں گے۔ وہاں ایک عورت بھی ووٹر ہوگی یعنی ہر سیٹ کے ووٹروں کی تعداد میں ۱/۷ حصہ عورتوں کا ہے۔

اس کے علاوہ تمام صوبجات کی کونسلوں میں عورتوں کے لئے نشستیں مخصوص کردی گئی ہیں۔ کسی صوبے میں ۵۔ کسی میں ۴۔ کسی میں ۲۔ تمام ہندوستان کی صوبجاتی کونسلوں کی ۴۱ عورتیں ممبر ہوں گی۔ پنجاب کونسل میں ۴ نشستیں عورتوں کے لئے مخصوص کی گئی ہیں۔ یہ سیٹیں ہر قوم کی بہنوں کے لئے علیحدہ علیحدہ ہوں گی۔ ان کی اپنی قوم کے افراد ان نمائندوں کو منتخب کریں گے۔ پنجاب میں دو سیٹیں مسلمان خواتین کے لئے مخصوص کی گئی ہیں۔ اور ان کے لئے صرف مسلمان عورتیں ہی ووٹ دیں گی۔ یہ دونوں نشستیں ایک حلقہ شہر لاہور اور دوسری حلقہ سول اسٹیشن کو دی گئی ہیں۔ صوبۂ سرحد اور نئے صوبۂ اڑیسہ کی عورتوں کو ووٹ کا اختیار تو دیدیا گیا ہے۔ مگر ان دونوں صوبوں میں عورتوں کے لئے کوئی نشست مخصوص نہیں کی گئی۔ اس کے علاوہ عورتیں اپنی قوم کے مردوں کی جس سیٹ کو چاہیں۔ لینے کی کوشش کر سکتی ہیں۔

فیڈرل اسمبلی میں عورتوں کے لئے نو نشستیں خصوص کی گئی ہیں۔ جن میں سے تین نشستیں سلمان عورتوں کے لئے ہوں گی۔ یہ نو نشستیں ڑے صوبوں میں سے ایک ایک عورت کو دی جائے ی۔ صوبہ سرحد۔ صوبہ سندھ اور صوبۂ اڑیسہ کی ورتوں کو فیڈرل اسمبلی میں کوئی سیٹ نہیں ی جائے گی۔

وہ ۱۱۸ عورتیں جو تمام ہندوستان کی صوبجاتی سمبلیوں کی ممبر ہوں گی۔ وہ ان نو عورتوں کو ڈرل اسمبلی میں بھیجنے کے لئے منتخب کریں گی۔ رکزی حکومت کی دوسری کونسل یعنی کونسل آف سٹیٹ میں عورتوں کے لئے چھ نشستیں مخصوص کر دی ی ہیں۔ یہ چھ سیٹیں بنگال بہار۔ صوبہ متحدہ۔ پنجاب بئی اور مدراس کو دی گئی ہیں۔ ان چھ صوبوں کی وبجاتی اسمبلیوں کے ممبران ایک ایک عورت ونسل آف اسٹیٹ کی ممبری کے لئے منتخب یں گے۔

نئے نظام حکومت میں عورتوں کو مذکورہ بالا حقوق ل چکے ہیں۔ سب سے بڑی طاقت جو اس آئین کے طابق عورتوں کے ہاتھ میں آئی ہے۔ وہ ان کا نسل کی ہر نشست میں تقریباً ۱/۴ فی صدی ووٹرز نا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ جتنے نمائندے کونسلوں ں جائیں گے۔ ان کی کامیابی کا انحصار عورتوں ے ووٹوں پر ہوگا۔

افسوس ہے۔ کہ گورنمنٹ نے صفت دوم اور صفت سوم کے لئے درخواست کی ایک قید لگا دی ہے۔ جو عورت ان صفتوں کے تحت میں ووٹ کا اختیار رکھتی ہو۔ اس کو درخواست دے کر ووٹر بننا ہوگا۔ اور اس کا نام درج رجسٹر اس وقت ہوگا۔ جبکہ اس کی درخواست دفتر تک موصول ہو گی۔ سب سے پہلا فرض اب ہندوستانی بہنوں کا یہ ہے۔ کہ وہ ہر ممکن کوشش سے ہر ایک ووٹر عورت کا نام درج رجسٹر کرا لیں۔ اور پھر ان ووٹوں کی اس طور پر تنظیم ہو۔ کہ مستورات میں ان کے صحیح استعمال کی قابلیت پیدا ہو جائے۔ تاکہ جو نمائندے آئندہ کونسلوں میں جائیں۔ وہ اس بات کا خاص طور پر لحاظ رکھیں۔ کہ ان کے ووٹرز میں تقریباً ۱/۴ حصہ عورتوں کا ہے۔ اور ان کے حقوق کی پاسبانی کرنا ایک ضروری فرض ہوگا۔ اگر عورتیں یہ فیصلہ کر لیں۔ کہ ان کے تمام تر ووٹ انہیں بہنوں کے لئے ہوں گے۔ جو مستورات کے حقوق کے لئے اسی طرح جد و جہد کریں گے جس طرح وہ مردوں کے لئے کر رہے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ عورتوں کو اپنے حقوق پا لینے میں کامیابی نہ ہو۔

دوسرے جو نشستیں عورتوں کے لئے مخصوص کی گئی ہیں۔ ان کے لئے ایسی بہنوں کو انتخاب کریں۔ جو ہر طرح سے کام کی قابلیت رکھتی ہوں اور ان میں سیاسیات کے مشکل سے مشکل مسائل سمجھنے کی صلاحیت ہو۔ تقریر کر سکتی ہوں۔ اور

ہر سوال کا جواب بخوبی دے سکتی ہوں۔ خواتین ہند کی تمام توجہ آئندہ نو دس ماہ کے لئے اس طرف مبذول ہونی چاہئے۔ اور ان فرائض کی سرانجام دہی کے لئے لازم ہے۔ کہ عورتوں کے تمام رسائل و اخبارات اب اپنی کوشش اس طرف منعطف کریں۔ ان کے کالم ایسے مضامین سے پر ہونے چاہئیں جن سے عورتیں ان فرائض کو آسانی سمجھ لیں۔ سیاسیات کو سمجھ کر اپنے ووٹ کا صحیح استعمال کرنے اور قابل نمائندہ منتخب کرنے میں مدد دینے کا احساس ہر ووٹر عورت کے دل میں پیدا ہو۔ افسوس ہے۔ کہ ہمارے اکثر اخبارات و رسائل ابھی تک اس ابتدائی کام اپنا مسلک بنائے ہوئے ہیں جس کی بیس سال ہوئے اشد ضرورت تھی۔ یعنی تعلیم نسواں کی ضرورت۔ یا انسانی خصائص کے نقائص کی اصلاح۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ دور حاضرہ میں پریس کا کام یہ ہے۔ کہ جن حقوق کو عورتیں حاصل کر چکی ہیں۔ مگر ان کے صحیح استعمال کی صلاحیت نہیں رکھتیں۔ اور یا جن حقوق کے لئے جد و جہد کی ضرورت ہے۔ ان ہر دو مذکورہ بالا امور کے لئے نسوانی پریس کی ایک زبردست آواز ہو۔ عورتوں کے اخبارات کی ایک ایسی پالیسی ہو جسے انگریزی میں Bold Policy کہتے ہیں۔ یعنی ایڈیٹران ایسی ہوں۔ جو ان تمام مسائل کو گہری نظر سے دیکھیں۔ اور پھر ایک بولڈ پالیسی اختیار کریں۔ یعنی دلیری اور جرأت سے سچی راہ پر لانے کا کام اپنے ذمے لیں۔ اور اس کی حمایت میں کسی کی پروا نہ کر کے ایسے راستوں پر گامزن ہوں۔ کہ ہر عورت کے دل میں اس پالیسی کی حقیقت جاگزیں ہو جائے۔ اور ہر دل میں اسے کامیاب بنانے کا جذبہ پیدا ہو جائے۔

پریس نے اگر اس وقت بھی اپنے فرائض کو نہ سمجھا۔ تو یہ سمجھ لیجئے۔ کہ ان تمام کوششوں پر جو نئے آئین حکومت کے تحت میں ان حقوق کو حاصل کرنے کے لئے کی جا چکی ہیں۔ پانی پھر جائے گا اور یہ طاقت جس کے ذریعے سے عورتیں اپنے جائز اور شرعی حقوق حاصل کر سکتی ہیں۔ بالکل فضول اور رائیگاں جائے گی۔ الیکشنوں کے اختتام پر پریس کا فرض اولین یہ ہے۔ کہ وہ ان ممبران کونسل بہنوں کو عورتوں کے حقوق کی پاسبانی میں مدد دیں۔ ان کی تمام توجہ ان چیزوں کی طرف مبذول کرائیں۔ جن کی عورتوں کے لئے اشد ضرورت ہے۔ کس قسم کے بل ان کو پیش کرنے چاہئیں۔ تعلیم کے لئے کیا کوشش ہونی چاہئے۔ معاشرتی اصلاح کے لئے کن کن قوانین کی ضرورت ہے؟ کس جگہ عورتوں کے حقوق کا خون ہو رہا ہے۔ اس کے متعلق ان کو کونسل میں کیا کیا سوالات پیش کرنے چاہئیں۔ پھر جب کوئی ممبر کونسل عورت کوئی ضروری بل کونسل کے سامنے پیش کرے

تو پریس کا کام ہوگا۔ کہ تمام عورتوں میں اس کی حمایت کے لئے ایک جوش پیدا کرے۔ تاکہ تمام بہنوں کی مدد سے ان کی ممبر بہن کی آواز ایک زبردست آواز بن کر کامیابی حاصل کرے۔ نسوانی پریس کے ان فرائض کو چند سطور کے ساتھ پیارے تہذیب کی سالگرہ کے روز پیش کرتی ہوں۔ اور امید کرتی ہوں۔ کہ تہذیب بہت جلد اس کام کی طرف توجہ کرے گا۔ اور تمام زنانہ رسائل اور اخبارات اس کو اپنا فرض اولین تصور کریں گے۔

تین چینی نظمیں

(مترجمہ غلام عباس صاحب)

ماہی گیر

جھیل کے سبزی مائل خوش رنگ پانی میں ہلال کا روپہلی عکس لرز رہا ہے۔
چنگ کی پہاڑی ایک جلیل القدر ماہی گیر کی طرح تاک لگائے بیٹھی ہے۔ کہ مچھلی آئے۔ اور اس روپہلی کانٹے میں اُلجھ کر رہ جائے۔

سحر موسیقی

محفل برخاست ہو چکی۔ سازندے جا چکے۔ مگر یاسمن کے وہ سفید سفید پھول جنہیں میزبان نے سبز بلور کے خوشنما گلدانوں میں رکھ دیا تھا۔ چنگ و رباب کی طرف جھکے ہوئے ابھی تک محو نغمہ معلوم ہوتے ہیں۔

جگنو

مینہ کی بوندیں تیرے چراغ کو گل نہیں کر سکتیں۔ اور آندھی کے جھونکے اس کی روشنی کو فزوں تر کر دیتے ہیں۔

اے تو کیوں اُڑ کر آسمان پر نہیں پہنچ جاتا۔ کہ تو بھی چاند کے پاس ایک ننھا سا تارا بن کر جھلملائے؟

مسٹر نوگوچی کے خیالات

(از محترمہ مسنر برلاس۔ ٹوکیو (جاپان))

جاپانی شاعر مسٹر نوگوچی ہندوستان سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ یہاں کے مشہور اخبار اساہی میں کئی روز تک انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ایک روز تقریباً آدھ گھنٹے تک ریڈیو پر بھی اپنی قوم کو ہندوستان کے حالات سناتے۔ جاپانی زبان ہم اس قدر نہیں جانتے۔ کہ ان کا مطلب سمجھ سکتے۔ برلاس صاحب کے ماسٹر صاحب نے اور میری ایک جاپانی شناسا نے کچھ مطلب سمجھایا۔ ان دونوں سے جو کچھ معلوم ہوا۔ وہ کافی نہ تھا۔ جاپانی لوگ غیر لوگوں کا لحاظ کرتے ہیں۔ اور صاف صاف منہ پر ان کے عیب نہیں جتاتے۔ بلکہ چبا چبا کر بیان کرتے ہیں۔ یہی روش ان دونوں صاحبان کی تھی۔ نوگوچی صاحب کے خیالات تو ان ہر دو صاحبان سے کچھ نہ کچھ معلوم ہو گئے تھے۔ ہم ابھی تشنہ تھے۔ چنانچہ برلاس صاحبہ نے ان سے ملاقات کی۔ وہ ہمارے ہاں تشریف لائے تھے ÷

نوگوچی صاحب نے پہلے ہندوستان اور وہاں کے باشندوں کی تعریف کی۔ کہنے لگے۔ ہندوستان کا ملک بلاشبہ خوب صورت اور زرخیز ہے۔ ہر قسم کی پیداوار ہوتی ہے۔ پھلوں کی کثرت ہے۔ میں نے پانچ ہزار میل کا سفر طے کیا ہے۔ کلکتہ بمبئی۔ دہلی۔ آگرہ ناگپور۔ حیدر آباد۔ مدرا۔ بنارس میں خوب پھرا سب سے زیادہ زمانہ کلکتہ میں گزرا ÷

قدرتی مناظر ہندوستان میں موجود ہیں۔ ایک روز مجھے علی الصباح کہیں جانا تھا۔ جب میں اٹھا۔ طلوع آفتاب کا ایسا دل فریب نظارہ دیکھا۔ جو جاپان میں کبھی نظر نہ آیا تھا۔ فرمانے لگے۔ کہ جاپان کا ایک مشہور آرٹسٹ بنارس گیا ہوا ہے۔ میں اس سے ملا تھا اس نے بیان کیا ہے۔ کہ ہندوستان میں قدرتی خوب صورتی اور مناظر موجود ہیں۔ مگر یہاں کے لوگوں کو مناظر سے کچھ زیادہ دلچسپی نہیں۔ اسی وجہ سے اس طرف توجہ کم کرتے ہیں ÷

بیان کیا۔ کہ ہندوستان میں میری بہت خاطر ہوئی۔ بہت جگہ لکچر دیئے۔ کئی جگہ ایڈریس پیش کیا گیا۔ تین مختلف ایڈریس چاندی کے جالی دار خوبصورت بکسوں میں بند تھے۔ اور ایک ہاتھی دانت کے قلمدان میں تھا۔ اس قلمدان کے چاروں پائے ہاتھی دانت کے تھے۔ میں نے یہ بکس نہیں دیکھے۔ ایک روز برلاس صاحب ان کے گھر گئے تھے۔ تو انہوں نے دکھائے۔ برلاس صاحب کہتے تھے۔ کہ دیکھ کر دل خوش ہوا کیونکہ ہندوستان کی صنعت کے بہترین نمونہ ہیں۔ ہندو مہاسبھا کی طرف سے بھی ایڈریس پیش کیا گیا تھا۔ گاندھی

جی اور سر اکبر حیدری کی ملاقات کا بھی ذکر کیا۔

دریافت کرنے لگے۔ کیا وجہ ہے۔ کہ ہنوز ہندوستانی پرائمری تعلیم کے حامی نہیں؟ پرائمری تعلیم ملک کے ہر حصے میں موجود نہیں۔ ہندوستان میں ابھی تک بھنگی کا لڑکا بھنگی ہے۔ اور دھوبی کا لڑکا دھوبی۔ تعلیم امراء تک محدود ہے۔ غربا اس سے محروم ہیں۔ عورتوں کی تعلیم کی طرف بھی بہت کم توجہ ہے۔ دس فی صدی پڑھی لکھی ہیں۔ ہندوستان میں بیسیوں قومیں۔ بیسیوں مذہب بیسیوں زبانیں موجود ہیں۔ اور میرا اپنا خیال ہے۔ کہ ہندوستان کی ترقی میں سب سے زیادہ یہی امور حائل ہیں۔ ملک کے باشندوں میں یکسانیت نہیں دکھائی دیتی۔ ہندوستان میں ریسٹورنٹ بھی موجود نہیں۔ مسافر کو کھانے کی تکلیف ہوتی ہے۔ چیزیں مہنگی ہیں۔ بجلی کے گلوب کو دکھا کر کہا۔ کہ یہ وہاں بڑا مہنگا ہے۔ غریب لوگ استعمال نہیں کر سکتے۔ جاپان میں روز مرہ کی چھوٹی چھوٹی کارآمد چیزیں سستی ہیں۔ اور ان کو ہر غریب آدمی اپنے گھر میں رکھ سکتا ہے۔ ریلوں اور ٹیکسیوں کا کرایہ بھی زیادہ ہے۔ میں نے پانچ ہزار کا میل کا سفر کیا۔ اس سفر میں صرف ریل اور ٹیکسیوں میں سوا ہزار روپیہ صرف ہو گیا۔ ٹیکسی والے اور دکاندار اجنبی مسافر سے زیادہ قیمت وصول کرتے ہیں۔ اور ان کی اجنبیت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

میں نے کہا۔ یہ بات ہندوستان ہی پر منحصر نہیں۔ بلکہ ہر ملک میں ہے۔ جاپان میں جب میں نئی نئی آئی تھی۔ تو کئی جگہ میرے ساتھ بھی یہی عمل ہوا۔ ایک دکان پر میں نے پودا خریدا۔ جو مجھے مہنگا دیا۔ حالانکہ اسی قسم کا پودا دوسرے کو کم قیمت میں دیا۔

پھر کہنے لگے ہندوستان بہت سست رفتار سے ترقی کر رہا ہے۔ شہروں کی سڑکیں صاف ستھری ہیں۔ مگر گلی کوچے گندے ہیں۔ عمارتیں پختہ اور خوب صورت ہیں۔ ہندوستانی لوگ انگریزی خوب جانتے ہیں۔ اور فراٹے سے بولتے ہیں۔ سب سے زیادہ میرا قیام کلکتہ میں ہوا۔ وہاں ایک بات دیکھ کر بڑا تعجب ہوا۔ سڑک پر ایک گائے بیٹھی ہوئی تھی۔ اور ایک لڑکی پھول لئے جا رہی تھی۔ مگر گائے کو دیکھ کر ٹھٹھک کی ٹھٹھکی رہ گئی۔ نہ گائے کو مارتی تھی۔ اور نہ جاتی تھی۔ موٹریں بھی سڑک پر آ جا رہی تھیں۔ مگر گائے وہیں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس گائے کی تصویر انہوں نے اساہی اخبار میں بھی شائع کرائی ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ وہ سانڈ ہو گا۔ کیونکہ ہندوستان میں پن کئے ہوئے سانڈ سڑکوں پر پھرتے نظر آتے ہیں۔ اور لوگ ان کو ماں باپ سمجھتے ہیں۔ جاپان میں گائے کہیں نظر نہیں پڑتی۔ توگوچی صاحب کلکتہ میں سڑک پر اس آزادی سے گائے کو بیٹھا دیکھ کر بڑے متعجب ہوئے۔ گائے کا حال سن کر ہمیں ہنسی آئی۔

ہندوستان میں جو کہ سب سے زیادہ جس بات سے متاثر ہوا ہوں۔ وہ امراء اور غرباء کا فرق ہے۔ ہندوستان میں کثرت سے فقیر موجود ہیں۔ لوگ

ننگے پیر پھرتے ہیں۔ نہ تن کو کپڑا ہے۔ نہ پیٹ کو روٹی غربا کی حالت بہت قابل رحم ہے۔ غربا کی حالت دیکھ کر مجھے بہت تکلیف ہوئی۔ ہندوستان میں یا تو امیر لوگ ہیں۔ یا غریب۔ برلاس صاحب نے کہا۔ متوسط الحال خاندان بھی کثرت سے موجود ہیں۔ آپ نے ان کو نہیں دیکھا۔ فرمانے لگے۔ امیر لوگ بڑے ٹھاٹ اور شان سے رہتے ہیں۔ بڑے بڑے پختہ مکانوں کے مالک ہیں۔ گھر پر ملازم اور سواری موجود ہے۔ بڑے نفیس اور قیمتی لباس پہنتے ہیں۔ ایک امیر آدمی نے بڑے پیمانے پر میری دعوت کی۔ گھر عالی شان اور خوب صورت تھا۔ کھانے بہت پر تکلف اور لذیذ تھے۔ باوجود میزبان کی عنایت کے میں وہاں سے رنجیدہ واپس آیا۔ اور ہرگز مجھے اس دعوت میں شرکت کر کے خوشی نہ ہوئی۔ کیونکہ ہندوستان کے غربا میرے پیش نظر تھے۔

ہندوستان میں لوگوں کی تنخواہیں بہت زیادہ ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ غربا کی حالت خراب ہے۔ جاپان میں وزرا کی تنخواہیں آٹھ سو ین ہے۔ ہندوستان میں پانچ پانچ ہزار تنخواہ پانے والے موجود ہیں۔ یہ غریبوں کی صریحاً حق تلفی ہے۔ سمجھدار لوگ کیوں انصاف نہیں کرتے؟ ہمارے ملک میں بھی امیر لوگ موجود ہیں۔ مگر ان کی تنخواہیں اس قدر زیادہ نہیں ہیں۔ کہ غریبوں کو تکلیف ہو۔ مجھے سخت حیرت ہوتی ہے۔ جب میں ہندوستان کی بڑی بڑی تنخواہ پانے والوں کی بات سنتا ہوں۔

نوگوچی صاحب نے جو کچھ ہندوستان کی بات جاپانی اخبارات میں شائع کرایا ہے۔ اس سے جاپانیوں کو ہندوستانیوں کا اور حال معلوم ہوا۔ ہمارے جاپانی احباب جانتے ہیں۔ کہ ہم ہندوستانی ہیں۔ چنانچہ پچھلے ایام میں جب کسی جاپانی دوست سے ملاقات ہوئی۔ اس کا پہلا سوال ہم سے یہ تھا۔ کہ ہندوستان میں فقیر بہت ہیں۔ اور بہت (غربا) تکلیف میں ہیں۔

کہتے تھے۔ ہندوستان زرخیز ملک ہے۔ کافی روپیہ ہے۔ تاہم غربا کی کثرت ہے۔ جاپان غریب ملک ہے۔ مگر ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ غربا کی حالت اچھی ہے۔ ہمارے ملک میں امیر غریب میں تمیز مشکل سے ہوتی ہے۔ ہندوستان میں غریبوں کی حالت ردی ہے۔ اور انہیں ہر اجنبی ایک نظر میں پہچان جاتا ہے۔

نوگوچی صاحب نے جو کچھ بیان کیا۔ اس میں ذرہ برابر فرق نہیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ انہوں نے غربا کی حالت صرف سڑکوں پر دیکھی ہے۔ جس سے وہ اس قدر متاثر ہوتے ہیں۔ اگر کہیں شریف گھروں کی مصیبت دیکھ پاتے۔ تو یقیناً اس خدا شناس شریف انسان کا ہمدرد دل پھٹ جاتا۔ جو صفات ایک انسان میں ہونی چاہئے۔ خدا کی عنایت سے وہ جاپانیوں میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ ہے یوں۔ کہ غریب پروری اور انصاف سے یہ قوم پھل پھول رہی ہے۔ قوم کے مدبر لوگ غربا کے آرام و آسائش کا بڑا خیال رکھتے ہیں۔ ان کو جائز

حقوق دلوانے میں جان تک لڑا دیتے ہیں ◆
کچھ امیروں پر ہی منحصر نہیں۔ تھوڑی استطاعت کے لوگ بھی ملک و قوم سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ پچھلے جاڑے کا ذکر ہے۔ اخبار میں لکھا تھا۔ کہ ایک محلہ بھر میں کسی شخص کے گھر پر لیٹر بکس نہ تھا۔ ڈاکیہ روز سب کے دروازوں میں خط ڈال جاتا تھا۔ ایک روز کسی ڈاکیہ کے دل میں رحم آیا۔ اور اس نے خیال کیا۔ کہ محلہ کا محلہ غریب ہے۔ کوئی بھی لیٹر بکس نہیں لگا سکتا چنانچہ اس نے اپنی جیب سے تمام گھروں پر لکڑی کے رنگین لیٹر بکس لگوا دیئے۔ بھلا اس بیچارے ڈاکیہ کی آمدنی کتنی ہوگی؟ مگر حوصلہ اور ہمت اور قوم کی خدمت کے آگے کچھ نہ سوجھائی دیا ◆ ۲۶ فروری سنہ ۱۹۳۶ء کو جو حادثہ ٹوکیو میں ہوا تھا۔ اور پانچ سپاہی وزیر اعظم کے محل پر پہرہ دیتے ہوئے مارے گئے تھے۔ پبلک نے ان کے ورثا کے لئے اس وقت تک دو لاکھ سے زیادہ چندہ جمع کر دیا ہے ◆

نوگوچی صاحب ہندوستانیوں کے دوست نہیں دشمن نہیں۔ سیاح کے طور پر گئے تھے۔ اور جو کچھ وہاں دیکھا۔ اور بیان کیا۔ وہ ایک غیر جانبدارانہ طریقے سے۔ ہمیں خود سوچنا چاہئے۔ کہ انسان کو اپنے عیب اور کمزوریاں بہت کم نظر آتی ہیں۔ دوست کی تعریف اور دشمن کی مخالفت دونوں بے سود ہیں۔ ایک ثالث آدمی جو ان دونوں رشتوں سے دور ہو۔ اس کی رائے مفید ہے چنانچہ مسٹر نوگوچی نے ہندوستان کی بابت جو کچھ اپنی رائے ظاہر کی۔ وہ قابل قدر ہے۔ اور ہمارے لئے قابل عمل ہے۔ وہ کہتے تھے۔ کہ اب تک ہندوستان کے حالات میں نے جاپانی اخبار میں شائع کرائے ہیں۔ انگریزی اخبار میں بھی لکھنے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ اور کتاب بھی لکھوں گا ◆ (باقی آئندہ)

(جملہ حقوق محفوظ)

◆ ◆ ◆

انسان کا دل

مچھلی سمندر میں خاموش ہے۔ درندے زمین پر شور مچاتے ہیں۔ پرندے ہوا میں نغمہ
ہیں۔ لیکن انسان کے دل میں سمندر کی خاموشی۔ زمین کا شور اور ہوا کا نغمہ تینوں بیک وقت موجود ہیں ◆

ٹیگور

ممی خانے میں ایک رات

(از مسز حجاب امتیاز علی)

(۱)

اس شب میں بہت دیر تک مُردوں کی چیر پھاڑ میں مصروف رہا +

رات بہت گرم اور بے حد سنسان تھی۔ دریچوں کے باہر اندھیرا جیسے تکان سے نڈھال ہو کر لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔ نہ آسمان پر چاند تھا۔ نہ زمین پر کسی قسم کی آواز۔ دور دور تک تاریکی اور ویرانی پھیلی ہوئی تھی +

میں اپنے لاشوں کے کمرے میں جسے میں اپنا "ممی خانہ" کہا کرتا تھا۔ اپنے اسسٹنٹ کے ساتھ ایک مردے کے پوسٹ مارٹم میں مصروف تھا۔ میں ہمیشہ رات کے سنسان گھنٹے مردوں کی چیر پھاڑ میں بسر کرنے کا عادی ہوں +

جس سنہ کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ اس زمانے میں گاؤں میں وبا اس شدت کی پھیلی تھی۔ کہ ہر ایک کا دل مٹھی میں تھا۔ صبح جو آدمی ہنستا بولتا تندرست اٹھتا۔ وہ شام تک قبر میں جا لیٹتا۔ صبح سے شام کرنا اور رات سے صبح کرنا جوئے شیر لانا تھا +

مجھے ہمیشہ سے مردوں کی چیر پھاڑ میں دلچسپی رہی ہے۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ ہیضے کے مردے کس بے دردی سے پھینک دیئے جاتے ہیں۔ اُس زمانے میں مجھے اپنے تجربات کے لئے لاشیں غیر معمولی کثرت سے دستیاب ہو رہی تھیں +

میں اپنی تجربہ گاہ میں تھا۔ ممی خانہ بڑے بڑے برقی لیمپوں سے روشن تھا۔ کمرے کے درمیان میں میز پر ایک لاش پڑی تھی۔ میں اس کے چیرنے میں مصروف تھا۔ باغیچے کے رُخ اندھے شیشوں کے دریچے ہوا کے لئے کھول دیئے گئے تھے۔ دریچے کے پاس ناشپاتی اور املی کے منحوس اندھیرے درختوں پر شاید گوشت کی بو سے بیتاب ہو کر گدھ اور اُلّو آ بیٹھے تھے۔ اور تاریکی میں بار بار اپنے پَر پھڑپھڑا رہے تھے +

ان کی بے قراری اور بیتابی میری مصروفیت میں بار بار مخل ہو کر مجھے کھجا رہی تھی +

میں نے بیزار ہو کر اپنے اسسٹنٹ سے کہا۔ "نمبر ۱ دریچہ لگا دو۔ ان منحوس مردار خور پرندوں نے ناک میں دم کر رکھا ہے" +

ابھی میرا جملہ ختم بھی نہ ہوا تھا۔ کہ ایک بڑا سا اُلّو اپنے بوجھل پروں سے جیسے تاریکی میں تیرتا ہوا کمرے میں گھس آیا۔ اور میرے سر کے

اوپر دائرے کی صورت میں گھومنے لگا۔ میں نشتر ہاتھ سے رکھ کر اسے باہر نکال دینے کے لئے ایک وحشیانہ انداز میں ہاتھ ہلانے لگا۔ لیکن اُلو میرے غصے اور پریشانی سے بے نیاز اپنے طواف میں مصروف رہا۔ طیش کی ایک لہر سے میری کنپٹیاں گرم ہوگئیں۔ میں نے کہا۔ "منحوس چڑیا! یہ اس طرح نہیں مانے گی"۔ یہ کہتے ہوئے میں نے ایک تیز چاقو اُٹھا کر اس کی طرف پھینکا۔ اتفاق سے وہ سیدھا اس کی آنکھ میں جا لگا۔ اور اُلو ایک دلدوز چیخ کے ساتھ پھڑپھڑا کر دریچے سے باہر بھاگ گیا۔ اور رات کی خوفناک تاریکی میں جذب ہوگیا۔

میں صبح تک اپنے کام میں مصروف رہا کوئی چھ بجے کے قریب ممی خانے سے تھکا ماندہ نکلا اور اپنے کمرے میں گیا۔ بستر پر پڑتے ہی غافل ہوگیا۔

(۲)

میں دن بھر سوتا رہا۔ اور میری نیند ختم نہ ہوئی۔ میری روح ممی خانوں کا گشت لگا رہی تھی۔ ڈراؤنے اور ہیبتناک خواب دیکھے۔ لاشوں کو چلتے پھرتے دیکھا۔ کبھی کفن میں لپٹے ہوئے مجسموں کو مصروف رقص دیکھا۔ شام کے وقت جب بیداری کی سرحد کی مدھم آوازیں خواب کی دنیا میں رفتہ رفتہ نفوذ کررہی تھیں۔ تو اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی اس زور سے بجی۔ کہ میں چونک پڑا۔ نیند اور غنودگی یک لخت اُڑ گئی۔ ڈراؤنے خواب میرا مضحکہ اُڑاتے ہوئے غائب ہوگئے۔ اور میں گھبرا کر کھڑا ہوگیا۔

دروازہ کھول کر باہر بھاگا۔ اور ٹیلیفون اُٹھا لیا۔

"ڈاکٹر زہری گھر پر ہیں؟"

"جی میں بول رہا ہوں"۔

"نمبر، اندھی باؤلی پر آج رات گیارہ بجے کے قریب ملئے۔ ایک مریض آپ کا انتظار کر رہا ہے۔ پتہ اپنی یادداشت کی کتاب میں لکھ لیجئے"۔

میں کچھ سوچ کر بولا۔ "مگر ذرا ٹھہریے —— آج تو میرا ایک اور"

مگر پھر آواز آئی "آپ کو ملنا ہوگا۔ مریض آپ کا منتظر ہوگا۔ نمبر، اندھی باؤلی"۔

ٹیلیفون بند ہوگیا۔ اور لامحالہ مجھے اپنی یادداشت میں رات کا اپوئنٹمنٹ لکھنا پڑا۔

گرمی کے دن تھے۔ سات تو بج ہی چکے تھے۔ رات ہونے میں کیا دیر تھی۔ جلد جلد میں نے غسل کیا۔ کھانا کھایا۔ فارغ ہوتے ہی بیگ لیکر ایک کرائے کی چھوٹی سی گاڑی میں سوار ہوگیا۔ اور نمبر، اندھی باؤلی کی طرف روانہ ہوگیا۔

گاڑیبان حیران ہوکر مجھے دیکھنے لگا۔ "اندھی باؤلی! میرا تو خیال ہے کہ وہاں کوئی نہیں رہتا۔ یہ سڑک شہر سے بہت دور ندی کے کنارے جو قبرستان ہے اس سے لگی ہوئی ہے۔ پہلے وہاں اینٹوں کا ایک

آرہا تھا۔ تو میرا خیال ہے۔ کہ اب وہ بھی اُٹھ چکا ہوگا۔ میں ہمیشہ ملازموں اور کمینہ لوگوں سے ڈانٹ کرانے کرنے کا عادی ہوں۔ طبعاً سخت آدمی ہوں۔ چنانچہ میں نے کہا۔

"احمق! تمہیں اس سے کیا! چلو ہم جا سکتے ہیں"۔

رفتہ رفتہ گاڑی شہر سے باہر نکل گئی۔ اور ایک اُجاڑ سڑک پر چلنے لگی۔ رات گہری اندھیری ہوتی جاتی تھی۔ ہر طرف ایک ویران سناٹا برس رہا تھا۔ دور سے کتوں کے بھونکنے کی خفیف آوازیں آرہی تھیں۔ سڑک کی خاموشی پر گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز ایسی معلوم ہوتی تھی۔ جیسے کسی جن کی بارات میں ڈھول بج رہا ہو۔

میں نے اپنی گھڑی دیکھی۔ گیارہ بجنے میں چند ہی منٹ باقی تھے۔ میں نے گاڑی بان سے تیزی سے چلنے کو کہا۔

تھوڑی دیر بعد جب ہماری گاڑی پل سے نیچے اتر آئی۔ تو مجھے بڑا تعجب ہوا۔ "کیا یہی اندھی باولی ہے"؟ میں نے پوچھا۔ "جی" گاڑی بان نے سردمہری سے جواب دیا۔ وہ مجھ سے چڑا ہوا تھا۔

"یہاں تو زندگی کے آثار ہی نہیں" میں نے کہا۔

"میں نے تو پہلے ہی عرض کر دیا تھا" اس نے بے پروائی سے کہا۔

مجھے غصہ آیا۔ "گستاخ تم یہیں ٹھہرو۔ میں تجویز کردہ مکان تلاش کرتا ہوں۔ جہاں میرا مریض میرا انتظار کر رہا ہے"۔

یہ کہہ کر میں گاڑی سے کود پڑا۔ اور ہاتھ میں بیگ لے کر سڑک کے کنارے کنارے ۵ نمبر کا مکان ڈھونڈتا ہوا آگے بڑھا۔ تاریکی میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر گھورتا ہوا بہت دور چلا گیا۔ کچھ دیر بعد مڑ کر دیکھا۔ تو اب گاڑی کی روشنیاں بھی نظر نہ آتی تھیں۔ چاروں طرف دہشتناک تاریکی کا سیلاب لہریں مار رہا تھا۔ یک لخت مجھے خوف سا معلوم ہوا۔ چاہتا تھا۔ کہ مڑ کر بھاگ جاؤں۔ کہ اچانک کسی انسان کے دردو کرب سے کراہنے کی مدھم آواز آئی۔ میں تھم گیا۔ ہمت بندھی کہ یہاں کوئی انسان موجود ہے دفعتاً دور سے ایک روشنی نظر آئی۔ میں نے حوصلہ سے کام لینا چاہا۔ اس کی طرف بڑھا۔ مگر میرے قدم پیچھے ہٹ رہے تھے۔ آخر ہمت کر کے آگے گیا۔

ایک اُجڑے مکان کے دروازے میں ایک دیا ٹمٹما رہا تھا۔ میں قریب پہنچا۔ تو دیکھا۔ کہ بوسیدہ لکڑی کے دروازے میں ایک سَو سال کی سفید رنگ بڑھیا ہاتھ میں مٹی کا دیا لئے چپ چاپ کھڑی ہے۔ منہ پر جھریاں۔ اور منہ میں دانت نہیں۔ تھوڑی نکلی ہوئی! میرے دل میں ہیبت گہری اُترنے لگی۔ مجھے ایسا معلوم ہوا۔ جیسے وہ

مکان کوئی شکستہ اور پرانی قبر ہے۔ جس میں یہ بوڑھی عورت مردے کی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ ٹمٹماتے ہوئے دیئے کے شعلے کو ٹکٹکی باندھ کر گھور رہی تھی۔ غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ انسانی کھوپری میں دیا ٹمٹما رہا ہے۔ میرے رہے سہے حواس بھی غائب ہو گئے ——— میں بھاگنے کا ارادہ کرنے لگا۔

مگر اسی پل بڑھیا نے کہا "ڈاکٹر صاحب آیئے۔ آپ ہی کا انتظار ہے"۔

بڑھیا کے حلق سے آواز نکلتی دیکھ کر میں سنبھل گیا۔ ذرا سے توقف کے بعد تردد سے اس کا چہرہ تکتے ہوئے میں نے قدم اندر رکھا۔ گھر کیا تھا۔ ایک ویرانہ تھا۔ کہیں دیواریں گر رہی تھیں۔ کہیں چھتیں غائب! چوکھٹ پر گھاس اُگ آئی تھی۔

میں نے کہا "معزز خاتون! مریض کہاں ہے؟"

بڑھیا نے مجھے اپنے پیچھے چلنے کا اشارہ کیا۔

زعفرانی رنگ کا لمبا کرتا پہنے۔ سفید بال گھٹنوں سے نیچے لٹکائے۔ دیا جو انسانی کھوپری میں جل رہا تھا۔ ہاتھ میں اُٹھائے بڑھیا آگے آگے چلی جا رہی تھی۔ اور میں اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

آخر وہ حجرہ آیا۔ جہاں مجھے جانا تھا۔ یہاں پہنچ کر بڑھیا دروازے پر رک گئی۔ اور مجھے اشارہ کیا۔ کہ "اندر جاؤ"۔ میں دل کڑا کر کے اندر چلا گیا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک شکستہ چارپائی پر ایک ضعیف بڈھا پڑا کراہ رہا ہے اور اس کی داہنی آنکھ پر پٹی بندھی ہوئی ہے اسی کے کراہنے کی آواز مجھے باہر سڑک پر آ رہی تھی۔ اس کی دوسری آنکھ لہو کی طرح سرخ ہو رہی تھی۔ اور غول بیابانی کی طرح چمک رہی تھی وہ مجھے ٹکٹکی باندھے ایک آنکھ سے گھور رہا تھا۔

"کیا یہی مریض ہے؟" میں نے لرزتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں" بڑھیا نے کہا۔

"ان کی تو آنکھ پر کوئی زخم ہے۔ کیا تکلیف ہے؟" یہ کہہ کر میں مریض پر جھکا۔

دفعتاً بڑھیا نے دیا نیچے ٹپک دیا۔ اپنا خوفناک لال کرتا سمیٹ کر دونوں ہاتھ اوپر اُٹھا لئے۔ اور خونخوار انداز میں مجھ پر جھپٹی۔

"ظالم سفاک ڈاکٹر! کیا تجھے یاد نہیں۔ کہ یہ زخم کس طرح یہاں لگا تھا؟ تو نے سمجھا۔ کہ تیرا یہ قصور معاف کر دیا جائے گا۔ اسے اب اپنے کئے کی سزا پا۔

یہ کہہ کر اس نے تیز چاقو اٹھا لیا۔ اور میری آنکھ کی طرف اس طرح جھپٹی جیسے اسے پھوڑ دینا چاہتی ہے۔

میں بیہوش ہو گیا۔

دوسرے دن پولیس نے مجھے اودھی باؤلی کے کھنڈروں میں سے اٹھایا۔
بعض کہتے ہیں۔ مجھے کوئی ذہنی عارضہ ہوگیا تھا۔ بعض کہتے ہیں۔ لاشوں کی دن رات کی صحبت نے میرا دماغ بگاڑ دیا ہے۔

٭ ٭ ٭

جھکی ہوئی شاخو!

منثور اشعار

(از حجاب امتیاز علی)

جھکی ہوئی شاخو!
تم اس طرح زمین کو کیوں تک رہی ہو؟
کیا زندگی کا کوئی سہانا خواب اس میں دفن ہے؟
تاریخ کی کوئی پرانی کہانی اس پر مرقوم ہے؟
نہیں تو جھکی ہوئی شاخو!
تم اس طرح اس سخت اور بے پروا زمین کو کیوں تک رہی ہو؟
یہ چمکیلے پتے۔ اور شرمیلی کلیاں کس راز کو ڈھونڈ رہی ہیں؟
مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ ظالم سخت زمین تمہیں بھی نہ کھینچ لے!
میں جانتی ہوں۔ اس میں زندگی کے سہانے خواب بھی دفن ہیں۔
اور تاریخ کی پرانی کہانیاں بھی۔
مگر جھکی ہوئی شاخو!
اس سے کیا فائدہ!
زمین اپنے نگلے ہوئے سہانے خواب واپس نہیں دیتی۔
نہ پرانی کہانیاں دہرائی جا سکتی ہیں۔
یہ خوفناک اژدہا۔ یہ خونخوار اژدہا صدیوں سے اس شغل میں مصروف ہے۔
حیات انسانی کی سیکڑوں رنگین داستانوں اور محبت کی ہزاروں حسین تصویروں سے اس نے یہی سلوک کیا۔
اس لئے جھکی ہوئی معصوم شاخو!
اس طرح زمین کی طرف نہ تکا کرو۔

عورتیں اور سیاسیات

(از عملۂ ادارت)

انگلستان کے ممبر پارلیمنٹ رابرٹ بارنیس نے حال میں ایک مضمون لکھا ہے۔ جس کا عنوان ہے "کیا عورتیں پارلیمنٹ میں ناکامیاب رہیں؟" اس مضمون کے چند اہم اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ اس وقت جبکہ ہندوستان میں جدید دستور اساسی کے پیش نظر مجالس قانون ساز میں عورتوں کی نمایندگی کے مسئلہ کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ اس مضمون کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

جب کبھی ایوان پارلیمنٹ میں کوئی خاتون تقریر کرنے کھڑی ہوتی ہے۔ پبلک گیلریوں میں ایک ہلچل سی مچ جاتی ہے۔ لوگ فرط شوق سے اپنی اپنی کرسیوں پر جھک جاتے ہیں۔ ہال میں بیٹھے ہوئے ہر شخص کی نگاہیں اس کی طرف اُٹھ جاتی ہیں۔ یہ دلچسپی بالکل قدرتی ہے۔

صدیوں سے میدان سیاسیات میں مردوں کا عمل دخل رہا ہے۔ عورتوں کو سیاسی حقوق حاصل کئے صرف اٹھارہ سال کا عرصہ ہوا ہے اور اس کے لئے انہیں جدوجہد بھی زبردست کرنی پڑی۔

لیکن یہ دلچسپی زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہتی۔ توقع یہ ہوتی ہے۔ کہ موضوع زیر بحث پر اُن کے سامنے کوئی نیا نقطۂ نظر یا کوئی مخصوص نسوانی زاویہ نگاہ پیش کیا جائے گا۔ لیکن خواتین کی بیشتر تقاریر میں اس مخصوص زاویہ نگاہ کا کہیں پتہ نہیں ملتا۔ اور میرے خیال میں پارلیمنٹ میں طبقہ نسواں کی ناکامیابی کی خاص وجہ یہی ہے۔ یہ بات نہیں۔ کہ خواتین میں تقریر کرنے کی اہلیت نہیں۔ پارلیمنٹ کی جملہ ممبر خواتین بہترین مقرر ہیں۔ لیکن ایک دو کے سوا کسی خاتون نے کوئی ایسا نمایاں کام نہیں کیا جو مرد ان سے بہتر طریقے پر نہ کر سکتے ہوں۔

جب ہم پارلیمنٹ کی ممبر خواتین سے اس کی وجہ پوچھیں۔ تو جواب ملتا ہے "پارلیمنٹ میں ہم صرف ۹ عورتیں ہیں۔ ۶۰۰ مردوں کی جماعت میں ۹ عورتیں کر کیا سکتی ہیں"۔

لیکن یہ قصور کس کا ہے۔ کہ پارلیمنٹ میں صرف ۹ عورتیں ہیں؟ انتخابی حلقہ جات میں بمقابلہ مردوں کے ۲۰ لاکھ ووٹ زیادہ ہیں۔ لیکن جب کبھی پارلیمنٹ کی نمایندگی کے سلسلے میں کسی عورت کا نام تجویز کیا جاتا ہے۔ تو سب سے زیادہ مخالفت عورتوں ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔

اس مخالفت کی تہ میں جو جذبہ کارفرما ہے

وہ دراصل عورتوں کا باہمی حسد کا جذبہ ہے متقضائے حالات اور طبعی رجحان کے زیر اثر عورتوں کی بھاری اکثریت گھریلو کام کاج میں مشغول رہتی ہے۔ لہذا جب کوئی عورت گھر کو چھوڑ کر سیاسیات کے وسیع میدان میں آتی ہے۔ تو اس کی ہمجنسوں میں اس کے خلاف طبعاً حقارت کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔

اس میں شک نہیں۔ کہ پارلیمنٹ میں کئی قابل عورتوں نے کام کیا ہے۔ لیکن آج تک کسی عورت نے حکومت کی حکمت عملی کی تشکیل میں حصہ نہیں لیا۔ ۱۰ سال کے طویل عرصے میں ہمیں اس قسم کی ایک بھی مثال نہیں ملتی۔ جہاں کسی عورت نے معاملہ فہمی۔ تدبر یا غیر معمولی شخصیت کی بنا پر ناموری حاصل کی ہو۔ اس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ اس سارے عرصے میں پارلیمنٹ میں عورتوں کی نمایندگی صرف تین فی صدی رہی مستقبل قریب میں بھی عورتوں کی ہر دلعزیزی میں اضافہ ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ ۱۹۲۴ء میں دس عورتیں پارلیمنٹ کی ممبر تھیں۔ ۱۹۲۹ء میں ان کی تعداد بڑھ کر ۱۴ تک پہنچ گئی۔ ۱۹۳۰ء کے اختتام پر پارلیمنٹ میں ۱۵ عورتیں تھیں۔ اب یہ تعداد گھٹ کر ۹ رہ گئی ہے۔

حال ہی میں عورتوں کے حق رائے دہندگی میں جو اضافہ ہوا۔ اس کے باوجود عورتوں کی نمایندگی میں کوئی خاص ترقی نہ ہو سکی۔ عورتوں کی حکومت کے جس نام نہاد خطرے نے موجودہ صدی کے آغاز میں مردوں کی نیند حرام کر رکھی تھی۔ وہ قطعاً بے بنیاد ثابت ہوا۔ اب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے۔ کہ پارلیمنٹ کی نمایندگی کے معاملے میں خود عورتیں اپنی ہم جنسوں پر مردوں کو ترجیح دیتی ہیں۔

یہ امر واقعہ ہے۔ کہ ہاؤس آف کامنز میں عورتوں کو کئی مشکلات کا سامنا پڑا۔ پارلیمنٹ بنیادی طور پر مردوں کا ادارہ ہے۔ اس کے دستور اور قوانین پر صدیوں سے مردانہ غلبہ کا اثر ہے۔

اس حقیقت کا ایک موقع پر نہایت دلچسپ مظاہرہ ہوا۔ پارلیمنٹ کا ایک پرانا قانون ہے۔ جس کی رو سے رائے شماری کے وقت پوائنٹ آف آرڈر (اعتراض) اٹھانے والے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ اس کے سر پر ٹوپی ہو۔ اور وہ اپنی نشست پر بیٹھ کر بات کرے۔ یہ ان دنوں کا واقعہ ہے۔ جب پارلیمنٹ میں ٹاپ ہیٹ پہننے کا رواج تھا۔ ایک دن مس سوسن لارنس کو پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے کی ضرورت لاحق ہوئی لیکن مس صاحبہ کے سر پر ٹوپی نہ تھی۔ یہ دیکھ کر ایک ممبر نے اپنی ٹاپ ہیٹ پیش کی۔ لیکن مس سوسن لارنس نے یہ کہہ کر اسے پہننے سے انکار کر دیا۔ کہ وہ مردانہ ٹوپی استعمال نہیں کر سکتیں۔ آخر کار ان کی اپنی پارٹی کے ایک ممبر نے انہیں کاغذ کی ایک

ٹوپی بنا کر دی۔ اور اسے سر پر رکھ کر مس لارنیس نے اعتراض اٹھایا۔ لیکن تب تک قہقہوں کا وہ غلغلہ پڑا۔ کہ مس صاحبہ کے اعتراض کی تمام اہمیت فنا ہو گئی ۔

عورتیں بالعموم مندرجہ ذیل غلطیوں کی مرتکب ہوتی ہیں۔ یا تو بقول مس ایلن ولکنسن ان کے تقریر کرنے کا لہجہ یہ ہوتا ہے۔ "براہ مہربانی میرا لحاظ کریں۔ آخر میں عورت ذات جو ٹھہری"۔ اور یا اپنی نسوانیت کو بالائے طاق رکھ کر مردوں کی طرح تقریر کرنا شروع کر دیتی ہیں ۔

صرف لیڈی ایسٹر کی شخصیت ایسی ہے۔ جو اس کلیہ سے مستثنیٰ ہے۔ ان کے اندر پرانے زمانے کی عورتوں کی وہ عالی حوصلگی اور بے پناہ جذبہ ہے۔ جنہوں نے اپنی ہم جنسوں کو پارلیمنٹ کی نمائندگی کے حقوق دلائے ۔ لیڈی ایسٹر کو اپنی نسوانیت پر کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی۔ نہ وہ عورتوں کے مخصوص انداز میں تقریر کرنے سے شرماتی ہیں ۔

۱۰ سال کے عرصے میں عورتوں نے پارلیمنٹ میں مندرجہ ذیل کام کئے ۔

۱۔ لیڈی ایسٹر کا قانون سرپرستی شیرخواران ۔

۲۔ مس پکلٹن ہربرڈ کا قانون جس کی رو سے زچہ عورتوں کو سزائے موت کا حکم ممنوع قرار دیا گیا ۔

۳۔ بیویوں اور بچوں کے حقوق وراثت کے لئے مس راتھبون کی زبردست جدوجہد وغیرہ

مندرجہ بالا قوانین کی موجودگی میں کوئی کلام نہیں۔ تاہم اس سارے کام کی کچھ زیادہ وقعت نہیں رہ جاتی۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ سیاسی حقوق حاصل کرنے کے لئے کس قدر عظیم قربانیاں کرنی پڑیں۔ ہزاروں معزز خواتین کو جیلوں میں جانا پڑا۔ اور ناقابل بیان مصائب برداشت کرنے پڑے ۔

مور

مور کو اپنی خوب صورت لمبی دُم پر ناز ہے۔ لیکن جب چڑیا اسے دیکھتی ہے۔ تو اسے مور کی حالت پر ترس آتا ہے۔ کہ بے چارے کو اتنا بوجھ اُٹھانا پڑتا ہے ۔

ٹیگور



شاہ البانیہ احمد زوگو کی نئی بیوی جن شہزادی زوجہ زوگو
جو ہنگری صاحبہ النساء تشریف لے گئی ہیں

پارلمنٹ کی ممبر خواتین



مس میگن لائڈ جارج
Miss Megan Lloyd George.



مس ایلینر راتھ بون
Miss Eleanor Rathbone.



مس ایلن ولکنسن
Miss Ellen Wilkinson.







دکن کی چند پست اقوام

(از جناب محمد احمد سبزواری۔ بھوپال)

ہم لوگ جس وقت پر جوش تقریریں کرتے ہیں۔ یا اعلیٰ پایہ کے مضامین لکھتے ہیں۔ تو اس وقت عموماً افریقہ اور امریکہ کے وحشیوں اور پست اقوام کا ذکر بڑے تاسف سے کرتے ہیں۔ ہمیں ان لوگوں کی حالت پر رحم آتا ہے۔ جو نیم برہنہ تنگ و تاریک جھونپڑوں میں اپنے زندگی کے دن بری بھلی طرح سے کاٹتے ہیں۔ جن کے بچے سردی گرمی میں ہر قسم کے کپڑوں سے بے نیاز رہتے ہیں۔ جن کی غذا جنگلی پھول اور پتے یا ادنیٰ اور معمولی قسم کی فصلیں ہوتی ہیں۔ جن کی عورتیں اپنے بدن کے ان حصوں کو کھلا رکھتی ہیں۔ جن کو چھپانا ہم فرض سمجھتے ہیں۔ ان اقوام کی اپس ماندگی اور وحشیانہ طریق زندگی پر ہمدردی کا پیدا ہونا لازمی اور ضروری ہے۔ کیونکہ وہ انسان ہیں۔ مگر اس جوش و ہمدردی میں ہم خود بالکل بھول جاتے ہیں۔ کہ ہمارے یہاں بھی اس بیسویں صدی کے مہذب اور متمدن زمانے میں ایسی اقوام آباد ہیں۔ جو کسی طرح افریقہ اور امریکہ کے وحشیوں اور جنگلیوں سے کم نہیں ہیں۔

آج میں تہذیبی بہنوں اور بھائیوں کی دلچسپی کے لئے دکن کی چند پست اقوام کا کچھ حال سناتا ہوں۔ جن کے حالات میں نے خود ان لوگوں سے مل کر اور پوچھ کر جمع کئے ہیں۔ یہ سب اقوام اگرچہ جنگلی ہیں۔ مگر میں نے جہاں ان کے حالات و عادات۔ طرز رہائش۔ غذا۔ رسم و رواج کا سرسری مطالعہ کیا۔ وہ کوئی جنگل یا دور اُفتادہ مقام نہ تھا۔ بلکہ ہندوستان کے عظیم الشان شہر حیدرآباد کا اطرافی حصہ تھا۔ جو شہر سے آٹھ نو میل دور ہوگا۔ یہاں یہ لوگ اس جامعہ کی عمارتوں کے بنانے میں مصروف ہیں۔ جو دنیا میں اپنی نوعیت کی عالیشان واحد درسگاہ ہونے والی ہے۔ اس سے میرا مقصد جامعہ عثمانیہ حیدرآباد ہے جس کی بنیاد شہر سے ۸ میل کے فاصلہ پر اڈکمیٹ کی سنگلاخ اور پتھریلی اور نشیب و فراز والی زمین پر رکھی جا چکی ہے۔ جہاں لاکھوں روپے سے عارضی عمارات بنائی گئی ہیں۔ اور بعد مستقل اقامت خانے تیار ہو چکے ہیں۔ اور آرٹ کالج زیر تعمیر ہے ؎

وڈر۔ یہ لوگ ایک تو گرم ملک کے باشندے ہیں۔ پھر جنگلوں میں رہتے ہیں۔ محنت حد سے زیادہ کرتے ہیں۔ پھر غذا معمولی کھاتے ہیں۔ صفائی ستھرائی کا خیال نہیں کرتے۔ اس وجہ سے ان کا رنگ سیاہ پختہ ہوتا ہے۔ مجھے ان کے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھ کر جو صرف ایک دھجی

دھوتی باندھے ہوئے تھا۔ اور جس کے سر پر سفید سیاہ بال چمک رہے تھے۔ جس کے سینے ٹانگوں اور بدن کے دوسرے حصوں پر لمبے لمبے بال تھے۔ ڈاروں کی گم شدہ کڑی یاد آگئی۔ اگر دنیا میں ایسی قسم کے انسانوں کی ایک عظیم اکثریت مل جاتے تو ڈارون کے نظریہ ارتقاء میں کسی کو شک نہ رہے۔

میں جس وقت ان کے کیمپ میں گیا۔ تو مجھے افریقہ کے زولو اور ہٹو قوم کی وہ جھونپڑیاں یاد آگئیں۔ جن کی تصویریں اکثر رسالوں اور اخباروں میں نظر سے گزری تھیں۔ چاروں طرف سے ننھے ننھے ننگ دھڑنگ بچوں۔ سیاہ فام عورتوں اور نیم برہنہ مردوں نے مجھے گھیر لیا۔ چاروں طرف کے کتے مجھ جیسے اجنبی کو دیکھ کر اس زور و شور سے بھونکنے لگے۔ گویا وہ مجھے انسان ہی نہیں سمجھتے۔ چند لمحوں تک مجمع مجھے حیرت و استعجاب سے دیکھتا رہا۔ اس کے بعد اپنی زبان میں جس سے میں قطعاً ناواقف ہوں۔ میرے متعلق خیال آرائیاں کرنے لگے۔ میں اس منظر میں ایسا کھو گیا۔ کہ کچھ عرصے کے لئے میں بالکل بھول گیا۔ کہ میں افریقہ کے کسی حصے میں ہوں۔ یا ہندوستان کے۔

یہ لوگ آٹھ دس جھونپڑیاں ایک ساتھ ملاکر اس طرح بناتے ہیں۔ کہ ایک گول دائرہ بن جاتا ہے۔ بعض جھونپڑیاں دو رویہ بھی چلی جاتی ہیں جن کے درمیان راستہ ہوتا ہے۔ ہر جھونپڑی کے باہر کالی مٹی کے برتن ضرور نظر آتے ہیں۔ یہ لوگ پانی باہر ہی رکھتے ہیں۔ کیونکہ جھونپڑے میں اندر اتنی جگہ نہیں ہوتی۔ ان کے جھونپڑے دور سے مرغیوں کے ڈابے کے مانند نظر آتے ہیں۔ بعض جھونپڑیاں بیضوی شکل کی ہوتی ہیں اگر آپ نے اسکیمو لوگوں کے برفیلے مکانات کی تصویریں دیکھی ہوں۔ تو سمجھ لیجئے۔ کہ ان لوگوں کی جھونپڑیاں بھی ویسی ہوتی ہیں۔ دروازہ اس قدر مختصر ہوتا ہے۔ کہ آدمی اس کے اندر بیٹھ کر جاتا ہے۔ یہ جھونپڑیاں تاڑ کے پتوں سے بنائی جاتی ہیں۔ بارش میں پانی ان کے اندر نہیں آتا۔ گرمی اور سردی میں کھانا جھونپڑے سے باہر پکتا ہے۔ ایک جھونپڑا اگر مدور ہو۔ تو اس کا نصف قطر تین ساڑھے تین فٹ ہوتا ہے اونچا اتنا ہوتا ہے۔ کہ درمیان میں آدمی کھڑا ہو سکتا ہے۔ ان کے اندر اندھیرا اتنا ہوتا ہے۔ کہ آدمی کتاب نہیں پڑھ سکتا۔

کناروں کے نمایاں جگہ پر مقدم (سردار) کی جھونپڑی ہوتی ہے۔ اس کو جھونپڑا کہنا زیادہ مناسب ہے۔ اس میں اتنی گنجائش ہوتی تھی کہ آدمی کھڑا ہو سکے۔ جھونپڑوں کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے۔ کہ مقدم کا معیار زندگی عام لوگوں کی بہ نسبت بڑھا ہوا ہے۔ کیونکہ ان کے جھونپڑے میں معمولی بانوں کا ایک پلنگ۔ لالٹین۔ ٹین کا معمولی صندوق۔ ایک الماری مٹی اور پیتل کے

چند برتن نظر آتے ہیں بعض شوقین مقدموں کے ہاں تلنگی کی ایک جنتری یا ایک آدھ تصویر بھی نظر آجاتی ہے۔ یہ لوگ اپنے لحاف بچھونے بانسوں پر ڈال لٹکتے ہیں۔ جھونپڑیاں اندر باہر سے لیپی جاتی ہیں۔ ان کے کیمپ کے آس پاس پتھروں اور چٹانوں میں چھوٹے چھوٹے بے شمار گڑھے نظر آتے ہیں۔ ان میں یہ لوگ کھانے کے لئے مرچیں کوٹتے ہیں ؂

جب یہ لوگ جنگلوں میں رہتے تھے۔ تو پکے جرائم پیشہ تھے۔ اکیلے دوکیلے مسافر کو لوٹ لینا اور مار ڈالنا معمولی بات تھی۔ وہاں ان کے جھونپڑوں کے آس پاس جن کو گوڑسی کہتے ہیں۔ کوئی قدم بھی نہیں رکھ سکتا۔ ان کے پاس بڑے بڑے کتے پلے رہتے ہیں۔ مگر شہروں میں آکر جرائم میں کمی ہوگئی ہے۔ یہ لوگ مرغیاں اور سور پالنے کے بڑے شوقین ہیں۔ ان کی عام زبان تلنگی ہے۔ اردو بہت ہی کم بول اور سمجھ سکتے ہیں ؂

ان کی غذا چاول ہے۔ بہت ہی معمولی قسم کا چاول ابال کر کھاتے ہیں۔ ان چاولوں کے ساتھ سرخ پسی ہوئی مرچیں کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ جوار بینگن۔ دال بہت کم لوگ کھاتے ہیں۔ جنگلوں میں ان کو مرغیاں اور انڈے کثرت سے مل جاتے تھے۔ مگر شہروں میں یہ چیزیں کم ہیں۔ ان کی ایک قسم سور بڑے شوق سے کھاتی ہے۔ یہ سیندھی (ایک درخت کی شراب) کے بڑے شوقین ہیں۔ اور روزانہ دو تین سیر تک پی جاتے ہیں۔ مگر شادی بیاہ یا تہواروں پر ایک آدمی رات بھر میں ۵ سیر سیندھی پی لیتا ہے ؂

وڈر مرد موٹے کپڑے کا ایک شلوکا (ایک بند گلے کی صدری جس کی نیم آستینیں ہوتی ہیں۔ اور جو ناف تک آتی ہے۔) سر پر ایک پگڑی اور گھٹنوں سے اونچی دھوتی پہنتے ہیں۔ عورتیں پختہ رنگ کی ساری باندھتی ہیں۔ یہ ساری بھی دھوتی کی طرح باندھتی ہیں۔ اوپر کوئی کپڑا نہیں پہنتیں۔ صرف ساری کا ایک پلو سینے کے اوپر سے لے جاکر کندھے پر ڈال لیتی ہیں۔ اس کی وجہ سے ان کا سینہ اور ایک کندھا ڈھک جاتا ہے۔ سر کھلا رکھتی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ آج تک ان کے ہاں کسی نے سینے پر کپڑا نہیں پہنا۔ اور اگر وہ ایسا کریں۔ تو ان پر کوئی مصیبت آ جائے گی۔ عورتیں جوڑا باندھتی ہیں۔ ہاتھوں میں سیسے کی ایک ایک چوڑی اور کہنیوں کے اوپر دو دو چوڑیاں پہنتی ہیں گلے میں سرخ۔ سفید۔ سیاہ دانوں کے ہار استعمال کرتی ہیں۔ انگلیوں میں موٹی موٹی انگوٹھیاں پہنتی ہیں۔ بعض عورتیں چھلیاں پہنتی ہیں۔ جن کو مقامی چمار ان کے لئے تیار کرتا ہے ؂

یہ لوگ مختلف طبقوں میں تقسیم ہیں۔ ہر طبقہ

کا سردار مقدم کہلاتا ہے۔ جو ان ہی کے ساتھ رہتا ہے۔ اور تمام خانگی اور غیر خانگی جھگڑوں کا فیصلہ کرتا ہے۔ سب اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں۔ ان کے ہاں طلاق کا رواج ہے۔ اگر شوہر اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہے۔ تو وہ مقدم سے درخواست کرتا ہے۔ مقدم دونوں کی شکایات سن کر فیصلہ کر دیتا ہے۔ عموماً طلاق کے وقت بیوی کو شوہر وہ رقم ادا کرتا ہے۔ جو شادی کے وقت والدین نے مرد کو دی تھی۔ اگر مقدم یہ خیال کرتا ہے۔ کہ شوہر نا منصفانہ طریق پر بیوی کو طلاق دلانا چاہتا ہے۔ تو وہ اس پر کچھ مزید جرمانہ بھی کر دیتا ہے۔ اس قسم کے جرمانے مقدم وصول کرتا ہے۔ اور یہ رفاہ عام کے کاموں میں خرچ کئے جاتے ہیں۔ مثلاً مندر بنوانا۔ غریبوں کی امداد کرنا کنوئیں کھدوانا۔ بچوں کی تعلیم اور سبیل میں پنیا وغیرہ۔ مطلقہ اور بیوہ عورت کو دوبارہ شادی کرنے کی اجازت ہے۔ شادی ہندوانہ رسوم و رواج کے تحت ہوتی ہے۔ اور شادی کے وقت لڑکی کے والدین کو ۴ روپے سے ۱۶۰ روپیہ تک کی رقم دولہا کو دینی پڑتی ہے۔

ان کے چند توہمات بھی دلچسپی کی غرض سے درج کئے جاتے ہیں۔ اگر یہ کسی کام کا ارادہ کر رہے ہوں۔ اور لومڑی کی آواز آجائے۔ تو رک جاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص چھینک دے۔ تب بھی کام نہیں کرتے۔ چیچک۔ ہیضہ اور دوسری بیماریوں کو دیوتا کا غضب تصور کرتے ہیں۔ ج[ب] بارش نہیں ہوتی۔ تو ۲۰-۲۵ آدمی مل کر ایک دائرہ بنا لیتے ہیں۔ اور اس کے بیچ میں ایک بتی جلا کر ایک گیت گاتے ہیں۔ جس میں رام لکشمن اور سیتا جی کی تعریف ہوتی ہے۔ پھر گاتے ہو[ئے] بتی کے ارد گرد ناچتے ہیں۔ ان کا خیال ہے اس طریق سے دیوتا خوش ہوتے ہیں۔ اور با[رش] ہو جاتی ہے۔

یہ لوگ دینکٹ دیو۔ پوچم اما اور رام اما کی پوجا کرتے ہیں۔ پوچم اما کے دیول چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ جن کی بلندی چار ساڑھے چار فٹ ہوتی ہے۔ اپنے دیوتاؤں پر یہ لوگ مرچ۔ ہلدی زعفران۔ مرغی کی ٹانگیں اور بکری کے پائے وغیرہ چڑھاتے ہیں۔ بہت سے لوگوں نے عیسائی مذہب قبول کر لیا ہے۔ مگر ان کی طرز معاشرت وہی ہے۔ جو پہلے تھی۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ اب ہندو تہواروں کے ساتھ عیسائی تہوار بھی مناتے ہیں۔ ان کی عورتیں مردوں سے زیادہ طاقتور اور مضبوط ہوتی ہیں۔

لمباڑے۔ یہ لوگ الگ رہتے ہیں۔ میرے رہنما نے بتلایا۔ کہ یہ لوگ اُلو کی خاصیت رکھتے ہیں۔ جس طرح وہ دنیا سے الگ تھلگ زندگی گزارتا ہے۔ اسی طرح یہ میل جول کرنے کے عادی نہیں۔ جب میں ان کے کیمپ میں گیا تو ایک لمباڑنی چلانے لگی: یہاں اجنبیوں کا

کیا کام؟ مگر رہنما کے اثر سے وہ بہت جلد اس قدر
مہربان ہو گئی۔ کہ اپنی ایک روزہ شادی شدہ بھاوج
کو ہمیں دکھلایا۔ ایک دن کی دلہن کا نام سن کر آپ
نہ معلوم کیا کیا قیاس آرائیاں کریں گے۔ مگر یہ آپ
کی دیکھی بھالی دلہنوں سے بالکل مختلف تھی۔ ایک
بارہ تیرہ سالہ لڑکی اپنے مخصوص نئے لباس میں
باہر بیٹھی تھی۔ ہم کو دیکھ کر اپنی نئی جھونپڑی میں چلی
گئی۔ جب اس کی نند اس کو باہر لے کر آئی۔ تو
وہ گھونگٹ نکال کر کھڑی ہو گئی۔ جب اس کی نند
نے گھونگٹ اُٹھایا۔ اس نے شرم سے آنکھیں بند
کر لیں۔ دیکھئے ایشیائی شرم و حیا جنگلی اقوام
تک میں سرایت کر چکی ہے ؛

ان کے مردوں کے لباس میں دھوتی۔ پگڑی
اور شلوکا شامل ہے۔ مگر عورتوں کا لباس خاص
ہوتا ہے۔ اور اپنے مخصوص لباس کی وجہ سے وہ
بہ آسانی ہر جگہ پہچان لی جا سکتی ہیں ؛ یہ اونچا
لہنگا پہنتی ہیں۔ بدن پر ایک شلوکا جس میں
سینہ۔ پیٹ اور ہاتھوں پر جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے
کانچ کے ٹکڑے جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔
یہ محض خوبصورتی کے لئے لگائے جاتے ہیں
سر پر ایک دوپٹہ جس کو "ٹکڑی" کہتے ہیں۔
اوڑھتی ہیں۔ ان کے سارے کپڑے ایک ہی
کپڑے کے ہوتے ہیں۔ اور چونکہ کپڑا عموماً موٹا ہوتا
ہے۔ ان کا لباس بہت دیر میں پھٹتا ہے۔
یہ کپڑے چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان پر
پھول بیل اور کالی نیلی ٹپیاں ہوتی ہیں ؛

یہ بالوں کو گوندھ سے جماتی ہیں۔ اور کانوں کے
اوپر سے بال موڑ کر کانوں کے سامنے لے آتی ہیں
ان بالوں میں وہ چاندی کی جھکیاں پہنتی ہیں۔ جو
رخساروں کے دونوں جانب لٹکی رہتی ہیں۔ بعد
میں یہ دونوں لٹیں کانوں کے نیچے سے جا کر چوٹی
میں مل جاتی ہیں۔ ہاتھوں میں نصف رنگ چوڑی۔
سفید چوڑیاں کہنیوں سے اوپر تک پہنتی ہیں نہیں
کہا جا سکتا۔ کہ یہ چوڑیاں کس قسم کی ہوتی ہیں۔
پاؤں میں ایک خاص قسم کا پیتل زیور پہنتی ہیں۔ جو
پاؤں سے بالکل چپکا رہتا ہے۔ مگر یہ اندر کھوکھلا
ہوتا ہے۔ جن میں کسی چیز کے دانے بھرے جاتے
ہیں۔ جو چلنے میں بجتے ہیں۔ یہ جوڑا نہیں باندھتیں
ان کا سر کھلا نہیں رہتا۔ کوڑیوں کے ہار پہننے
کی بھی شوقین ہیں۔ ہاتھوں اور پاؤں میں چھلے
بھی پہنتی ہیں ؛

یہ لوگ اُردو خوب صاف بول لیتے ہیں۔ عموماً
شیو کی پوجا کرتے ہیں۔ پوجا کے لئے کوئی دن
مقرر نہیں۔ پوجا کے وقت آگ جلا کر اس پر
گھی چھڑکتے ہیں۔ اور جب شعلے کافی بلند ہو جاتے
ہیں۔ تب ڈنڈوت کرتے ہیں ۔ ان کا سردار
نایک کہلاتا ہے۔ اور اس کی حیثیت وہی ہے
جو مقدم کی ہے۔ ان کے یہاں بیوہ اور مطلقہ
عورت شادی کر سکتی ہے۔ لیکن پہلی صورت
میں سوا سو اور دوسری صورت میں تین سو سے

سات سو روپیہ تک شادی کرنے والے مرد کو عورت کے والدین کو دینا پڑتا ہے۔ ان کے یہاں لڑکی کی شادی بارہ تیرہ سال میں اور لڑکے کی شادی پندرہ سولہ سال میں ہو جاتی ہے۔ ان کے یہاں مرد سات آٹھ شادیاں کر سکتا ہے۔ ان کا رنگ زیادہ سیاہ نہیں ہوتا۔ یہ لوگ۔ گوشت دال۔ بینگن۔ جوار وغیرہ کھاتے ہیں۔ ان کی عورتیں روٹی الٹے توے یا ٹھیکرے پر پکاتی ہیں۔ عورت اور مرد دونوں مزدوری کرتے ہیں۔

ان کی جھونپڑیاں "وڈرون" کی جھونپڑیوں سے مختلف ہوتی ہیں۔ یہ جھونپڑیاں ایک طرف سے کھلی رہتی ہیں۔ یہی ان کا دروازہ ہوتا ہے۔ رات کو دروازے کے سامنے ٹٹی کھڑی کر لی جاتی ہے۔

ان کا خیال ہے۔ کہ اگر یہ کسی کام کو جا رہے ہوں۔ اور سامنے سے گیدڑ آ جائے۔ تو کام ٹھیک ہوگا۔ اگر گیدڑ پیچھے سے آئے۔ تو کام خراب ہو جائے گا۔ کام کرتے وقت کتا کان ہلا دے۔ تو کام خراب ہو جاتا ہے۔ بارش نہ ہونے کی صورت میں یہ لوگ ایک گیت گاتے ہیں۔ اور ان کا عقیدہ ہے۔ کہ اس سے اگر بارش کافی نہ ہو۔ تو بھی بوندا باندی ضرور ہو جاتی ہے۔ ان کی عورتیں گانا ناچنا خوب جانتی ہیں۔ ہولی کے دنوں میں مسلسل کئی کئی روز تک دن بھر گاتی اور ناچتی رہتی ہیں۔

دھیڑ۔ ان تینوں قوموں میں سب سے پست ترین وڈرون کا ہے اور سب سے اعلےٰ دھیڑوں کا۔ اور اس قوم کے بہت سے افراد شہروں میں بس گئے ہیں۔ اور ملازمت وغیرہ لگے ہیں۔ مگر جو نیم وحشی ہیں۔ ان کی حالت ابھی [illegible] ہے۔ اس قوم میں مانگ اور دھیر دونوں شا[illegible] منو کی رو سے ان کا کام کاشتکاروں کو [illegible] باڑی میں مدد کرنا تھا۔ مگر وہ ان کو چھو نہ سکتے تھے۔ ان کا دوسرا کام جوتے بنانا۔ مردہ جانو[روں] کی لاشیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر[نا] گاؤں کی صفائی کی ذمہ داری۔ پلیگ کے زمانے میں اعلیٰ ذاتوں کے لئے بھینسوں [کی] قربانی بھی ان کے ذمے تھی۔ بعض کام تو آج [تک] ان کے ذمے چلے آتے ہیں۔ نظام گورنمنٹ [میں] یہ لوگ "انعام دار" کہلاتے ہیں۔ اور ان کو [سرکار] کی جانب سے کچھ زمین مل جاتی ہے۔ آج [کل] گاؤں میں ایک شخص کو تین روپے سالانہ کی [آمدنی] ملتی ہے۔ کچھ محنت مزدوری کر کے کماتے ہیں۔

ان کے یہاں مرلی اور جوگی (دیوتاؤں [کی] طوائفیں) ہوتی ہیں۔ جب کسی شخص کے [گھر] لڑکی ہو۔ اور وہ اس کو مرلی بنانے کا ارادہ کرے۔ تو اس کے جوان ہونے پر اس کی شادی ت[لوار] یا چھری سے کی جاتی ہے۔ پھر وہ کسی شخص [کے] ساتھ اپنی زندگی گزارتی ہے۔ اور والدین [اس] شخص سے کچھ روپیہ وصول کرتے ہیں۔ م[رنے] کے بعد مرلی کی شادی ایک گلاسے سے کی [جاتی] ہے۔ اور اس کو مرلی کے ساتھ ہی دفن کیا [جاتا ہے]

ہے۔ مگر اب حکومت کی جانب سے اس کی مخالفت ہو چکی ہے۔ اور مریلیوں کی تعداد گھٹ رہی ہے۔ ان کے یہاں بیوہ اور مطلقہ عورت کی شادی ہو سکتی ہے۔ مردہ جانور اور سؤر بڑے مزے سے کھاتے ہیں۔ مگر بعض لوگ مسلمان فقیروں کو بھی مانتے ہیں اس وجہ سے وہ ان چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں۔

دھیڑ مردوں کا کوئی مخصوص لباس نہیں۔ عورتیں اونچی ساری یا دھوتی نما ساری باندھتی ہیں۔ آستین دار چولی پہنتی ہیں۔ جس کے دو پلو سامنے آتے ہیں اور سینہ کے بیچ میں اس کو باندھا جاتا ہے اسی وجہ سے پیٹ کا نچلا حصہ کھلا رہتا ہے۔ ماتھے پر سرخ بندی لگاتی ہیں۔ گلے میں موتیوں کے ہار ہاتھوں میں کانچ یا سیسے کی چوڑیاں۔ انگلیوں میں چھلے پہنتی ہیں ۔

حکومت اب ان اقوام کو مہذب بنانے کی کوشش میں مصروف ہے۔ مثلاً ان کے بچوں کے لئے مدرسے وغیرہ قائم کئے ہیں۔ مگر ان میں بہت کم بچے پڑھتے ہیں۔ اور ابتدائی درجوں کی دو چار کتابیں پڑھ لینے سے کوئی فائدہ بھی نہیں۔ اس کے علاوہ ان کے واسطے ایک ہسپتال بھی موجود ہے۔ جہاں ہر قسم کا علاج مفت کیا جاتا ہے۔ یہاں ہفتے میں ایک مرتبہ ایک بازار بھی لگتا ہے۔ جہاں چاول۔ گیہوں۔ گوشت۔ ترکاری۔ آٹا۔ دال۔ نمک۔ مرچیں۔ سوکھی ہوئی مچھلی۔ جھینگے معمولی پھل۔ پرانے اور مستعمل کپڑے بھی فروخت ہوتے ہیں۔ اس دن یہاں اچھی خاصی چہل پہل نظر آتی ہے۔ اور خرید و فروخت میں مرد و عورت دونوں شریک رہتے ہیں۔ بلکہ عورتوں کا حصہ کچھ بڑھ ہی جاتا ہے ۔

ایک معمّر افغان خاتون

افغانستان کے ایک قریہ میاں جوئی کی ایک خاتون نے امسال اپنی عمر کے ۱۱۰ سال پورے کئے ہیں۔ محترم خاتون اس پیری کے باوجود اب تک تندرست اور صحیح القویٰ ہیں۔ اور زیادہ مسافت پیادہ طے کرنے کی قدرت رکھتی ہیں۔ محترمہ کی بصارت اس درجہ محفوظ ہے۔ کہ عینک کے بغیر بلا تکلف قرآن کریم کی تلاوت کرتی ہیں۔ اور گھر کے ضروری کاروبار انجام دینے میں کوئی تکلف محسوس نہیں کرتیں۔ آپ نے مدت العمر دودھ اور سبزی پر گزارہ کیا ہے۔ اور اب بھی اسی پر زندگی بسر کرتی ہیں۔ اس وقت محترمہ کا ایک فرزند بقید حیات ہے۔ جس کی عمر ستر سال سے متجاوز ہے۔ خدمت کے لئے اللہ نے تیرہ پوتے پوتیاں دے رکھی ہیں ۔

(فاران)

عورتوں کی تین حالتیں

(از محترمہ غمزادہ جہاں بیگم۔ آگرہ)

اس وقت عورتوں کی عموماً تین حالتیں ہیں۔ اول وہ عورتیں ہیں۔ جو بے زبان ہو کر ظلم و ستم برداشت کر رہی ہیں۔ اور منہ سے اُف نہیں کرتیں۔ ان کو گھٹ گھٹ کر طرح طرح کے امراض لگ جاتے ہیں۔ اور چند دن بعد وہ اس جہان سے رخصت ہو جاتی ہیں۔ دوم وہ عورتیں ہیں۔ جو اپنی زبان درازی اور بدخوئی سے گھر کو جہنم بنائے ہوئے ہیں۔ ان کا تصفیہ ہی نہیں ہوتا۔ کبھی مہر پر لڑائی ہے۔ تو کبھی اپنی کسی اُوزناجائز خواہش کے پورا کرنے کے لئے جھگڑا ہے۔ وہ اپنے میاں میں سَو سَو طرح کے عیب نکالتیں اور ہر کس و ناکس کے سامنے بیان کر کے اپنے کو مظلوم اور بے گناہ بتایا کرتی ہیں۔ درجہ سوم کی وہ عورتیں ہیں۔ جو اپنی زندگی خوشی اور آرام کے ساتھ بسر کر رہی ہیں۔

پہلے زمانے میں درجہ اول یعنی مظلوم عورتوں کی تعداد زیادہ تھی۔ لیکن جب سے عورتوں کی حمایت شروع ہو گئی ہے۔ درجہ دوم کی عورتوں نے نمبر بڑھا رکھا ہے۔ درجہ سوم کی مثالیں خال خال ہیں۔ شریف بیویوں کے لئے اول اور دوم دونوں حالتیں اچھی نہیں ہیں۔ بمقابلہ درجہ اول کی عورتوں کے درجہ دوم کی عورتوں کی حالت زیادہ خطرناک ہے۔ گھٹ کے مرنے والی عورتیں تو جل جل کر خود ہی مر جاتی ہیں۔ وہ غریب کسی نقصان نہیں پہنچاتیں۔ لیکن یہ درجہ دوم کی بدخو اور زبان دراز عورتیں جب تک زندہ رہتی ہیں۔ کل گھر بلکہ خاندان کو عاجز کئے رہتی ہیں۔ ان کی ذات سے فائدہ کم اور نقصان زیادہ پہنچتے رہتے ہیں۔ اپنے شوہر کی بے عزتی میں یہ کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتیں۔ اس سے روپیہ حاصل کرنے کے لئے نہایت ہی خطرناک اور پُر از گناہ حرکات کرتی رہتی ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ علیحدہ بھی نہیں ہوتیں گھر ہی میں بیٹھ کر سارے مرحلے طے کرتی ہیں۔ وہ نام کی بیویاں ہیں۔ ان میں دراصل بیوی کی کوئی صفت نہیں ہوتی۔ میاں ذبیحہ پانے کا ایک ذریعہ اور شرارت کی آڑ ہوتا ہے۔

اکثر میاں ایسی عورتوں سے عاجز آکر اپنے بزرگوں کو بُرا کہہ اٹھتے ہیں۔ اور بُرے بدطن ہو کر کہتے ہیں۔ کہ یہ قصور ہمارے بزرگوں کا ہے۔ جو ہم کو اس بلا میں گرفتار کر دیا ہے۔ ہم شریف ہیں۔ جو ایسی عورت سے نباہتے ہیں۔ بعض میاں اپنی بیوی سے پیچھا چھڑانے علیحدہ بیٹھے رہتے ہیں۔ بس کام کے وقت گھر میں آتے ہیں۔ اور

گنتی کی چند باتیں کر کے فوراً چلے گئے ۔

ایک بیوی نے تو اپنے میاں کو جانے کیا چیز کھلا دی تھی۔ جس سے ان کو استغراق ہو گیا۔ وہ اسی دن سے اپنا پلنگ باہر اٹھا لیگئے۔ اور مرتے دم تک شکل نہیں دیکھی۔ ہمیں کمینوں سے بحث نہیں یہ حالات بڑے خاندانوں کے ہیں۔ جن کو شرافت کا دعوٰے ہے۔ ان عورتوں کی عادتیں کمینوں ہی کی سی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ کمین میلے اور گندے ہوتے ہیں۔ ان کی باتیں سب کھلی ہوئی ہوتی ہیں۔ لیکن بڑے خاندان کی عورتیں اچھی پوشاک اور زیورات پہن کر یہ حرکات کرتی ہیں۔ بظاہر وہ شریف نظر آتی ہیں۔ کوئی کچھ ان کی نسبت کہتا نہیں۔ ان کی امیری کا رعب اس قدر ہوتا ہے۔ کہ ان کی ہر بات پر لوگ پردہ ڈال دیتے ہیں ۔

ہمارے یہاں کی عورتوں کی حالت اس قدر خراب ہونا افسوسناک بات ہے۔ وہ میاں بیوی ہی کیا ہوئے۔ جن کے درمیان راز رہا۔ اور زندگی بد اجل کر گئی۔ بیوی کیا ہوئی بلائے جان ہو گئی۔ میاں کے حق میں عذاب کا فرشتہ ہوئی۔ ہر شخص کو کوشش کرنا چاہئے۔ کہ اس کا گھر اس کے لئے ایک بہشت بن جائے۔ ان عورتوں کی حالتیں درست کرنے کا واحد علاج تعلیم اور اعلیٰ صحبت ہے۔ ہر مرد کو چاہئے۔ کہ ایسی عورت کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے کی شرط لگا دے۔ جو عورت اس پر راضی نہ ہو۔ اس کو طلاق دیدینا چاہئے۔ اگر وہ طلاق نہ لے۔ تو صاف کہدینا چاہئے۔ کہ جہاں چاہو رہو۔ ہم سے کوئی واسطہ نہیں ۔

جاہل عورت کو آزادی اور اختیار ضرورت سے زیادہ نہ دیا جائے۔ ایسی ناشائستہ حرکات اسی وقت ہوتی ہیں۔ جب وہ گھر میں اختیارات اور آزادی پاتی ہے۔ جو عورتیں تعلیم یافتہ نہیں ہیں۔ ان کے رکھنے کا طریقہ یہی ہے۔ کہ ان کو دبا کر رکھا جائے۔ کسی قسم کا اختیار اور آزادی انہیں نہ دی جائے۔ پرانے زمانے میں اور اب بھی جاہلوں میں عورت اسی طرح رکھی جاتی ہے۔ یہ طریقہ جہالت کے اعتبار سے درست ہے ۔

بزرگوں کو اپنے لڑکوں کی شادی بڑی جگہ نہ کرنی چاہئے۔ وہ تو اپنا ارمان نکال کر مر جاتے ہیں۔ بیچارہ لڑکا زندگی بھر ان کی ذرا دیر کی خوشی کے باعث رنج اٹھاتا ہے۔ ہر مرد کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی بیوی کے پاس ادھر ادھر کی فضول عورتیں نہ بیٹھنے دے۔ عموماً عورتیں سکھا سکھا کر بیوی کو بگاڑ دیتی ہیں۔ بہت مرتبہ دیکھا گیا ہے۔ کہ شریف گھرانوں میں جاہل عورتیں کسی طرح آ جاتی ہیں وہ خاندان کی لڑکیوں اور کم عمر عورتوں کو بُری باتیں سکھا کر دو کوڑی کا کر دیتی ہیں۔ اس بات کی بڑی احتیاط رکھی جائے۔ کہ گھر میں کوئی ایسی عورت نہ آ سکے ۔

اکثر رشتہ دار عورتیں بھی بری ہوتی ہیں۔ ان

سے میل جول ترک کرنا چاہئے۔ جب کبھی چھوٹے گھرانے کی بیٹی سے رشتہ ہو جاتا ہے۔ تو وہ اپنے ساتھ بہت بُری عادتیں لے کر آتی ہے۔ اور اس کے رشتہ دار آکر گھر کو جہنم بنا دیتے ہیں۔ رشتہ ہمیشہ برابر والوں سے کرنا چاہئے۔ یہ بھی لڑائی کا ایک ذریعہ ہے۔ لڑکا اعلیٰ گھر کا ہوتا ہے۔ اور لڑکی ادنیٰ گھر کی۔ اور چونکہ ہر بات میں اختلاف ہوتا ہے۔ لہذا لڑائی جاری رہتی ہے۔ جاہل عورتیں تعلیم یافتہ عورتوں میں بہت عیب نکالا کرتی ہیں۔ میں دعوے سے کہتی ہوں۔ کہ تعلیم یافتہ عورتیں اپنے گھر کو بہشت بنا کر رہتی ہیں۔ وہ نااتفاقی ہونے پر باقاعدہ علیحدہ ہو جاتی ہیں۔ تعلیم یافتہ سب بُری نہیں ہوتیں۔ اگر کوئی ہو بھی جاتی ہے۔ تو اس کو شمار نہ کرنا چاہئے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک بڑے مالدار شخص تھے۔ ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔ ان کی بیوی ان سے اس بات پر بہت لڑا جھگڑا کرتی تھی۔ کہ وہ اس کو جائداد میں حصہ دیں۔ اتفاق سے وہ میاں کسی دور دراز ملک میں چلے گئے۔ بیوی نے ایک لڑکی لے کر پال لی۔ اور کوشش کر کے کچھ سال بعد میاں کے پاس اس ملک میں جا پہنچی۔ اور جا کر جھوٹ بولا۔ کہ یہ میری لڑکی ہے۔ اب جائداد میں حصہ دو۔ پہلے تو میاں دھوکے میں آگئے۔ وہ سمجھے خدا نے مجھ کو بیٹی دی ہے۔ لیکن جب بھید کھلا۔ تو بیوی کو غصہ ہو کر علیحدہ کر دیا۔

اکثر جاہل عورتیں اپنے میاں کے ساتھ اسی قسم کی دغابازی کرتی ہیں۔ کوئی بچہ ان کے سر منڈھ دیتی ہیں۔ اور جائداد اپنے نام کرا لیتی ہیں۔ بعض احمق اللاذی میاں ایسی دغاباز عورتوں کو اپنے گھر میں پھر رکھ لیتے ہیں اور بعض جو ذرا تیز ہوتے ہیں۔ ان کو علیحدہ کر کے ہمیشہ کے لئے اپنا پیچھا چھڑا لیتے ہیں۔ یہ سب جہالت کے نتیجے ہیں۔ تعلیم یافتہ بیوی کبھی ایسی ناشائستہ حرکت نہیں کرتی۔ وہ اچھی طرح سمجھتی ہے۔ کہ گناہ کیا چیز ہے۔

میں نے تعلیم یافتہ عورتوں میں اس قسم کے چرچے آج تک نہیں سُنے۔ وہ اپنا حق اپنے شوہروں سے بذریعہ عدالت وصول کر لیتی ہیں۔ یا اپنے اعلیٰ اخلاق کے ذریعے ان سے اپنا حق حاصل کرتی ہیں۔ لیکن کوئی ایسا کام نہیں کرتیں۔ جس سے دین و دنیا میں مُنہ کالا ہو۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ عورت کو تعلیم ضرور دلوانا چاہئے۔ بے پڑھی عورت سے شادی نہ کرنا چاہئے۔

عورتوں پر ظلم نہ کرنا چاہئے۔ خاص کر ان پر جو بے زبان ہیں۔ بعض بیویاں ہوتی تو جاہل ہیں۔ لیکن بہت نیک ہوتی ہیں۔ اپنے شوہروں اور ان کے گھر والوں کو بہت مانتی ہیں۔ یہ بیویاں قابل قدر ہیں۔ اصلاح تو ان جاہل عورتوں کی کرنا چاہئے۔ جو اپنے شوہروں

سے بدسلوکی کرتی رہتی ہیں۔ اور گھر میں اودھم مچائے رہتی ہیں۔ ان عورتوں کے ساتھ وہ برتاؤ ہونا چاہئے۔ جس سے یہ راہ ہدایت پر آجائیں۔ میری رائے میں تو وہ میاں بڑے عقلمند تھے۔ جنہوں نے لڑکی سرمنڈھے پر اپنی بیوی کو علیحدہ کر دیا۔ ممکن تھا۔ کہ کسی دن وہ کوئی اندگل کھلا کر نقصان پہنچاتی ۔

* * *

صبح کی آمد

شاعر عرب کا تخیل

صبح ہوتی جاتی ہے۔ اور فجر کی آنکھوں سے سیاہی کا سرمہ بہتا جاتا ہے۔ اور نہر کی کلائی ہری ہری وادیوں سے سبز سبز حلے پہنے دکھائی دینے لگی ہے۔

(از ابواسحٰق وردینی)

شاعر ایران کا تخیل

اب جاگ کہ شب کے ساغر میں سورج نے وہ پتھر مارا ہے
جو مے تھی وہ سب بہہ نکلی ہے جو جام تھا پارا پارا ہے
مشرق کا شکاری اٹھا ہے کرنوں کی کمندیں پھینکی ہیں
اک پیچ میں قصر اسکندر اک پیچ میں قصر دارا ہے

(ترجمہ عمر خیام از ڈاکٹر تاثیر)

شاعر ہند کا تخیل

یوں گلشن فلک سے ستارے ہوئے رواں چن لے چمن سے پھولوں کو جس طرح باغباں۔
آئی بہار پر گل مہتاب کی خزاں۔ مرجھا کے گر گئے ثمر شاخ کہکشاں۔
دکھلائے طور باد سحر نے سموم کے۔
پژمردہ ہو کے رہ گئے غنچے نجوم کے۔

(از میر انیس مرحوم)

میری ہوابازی کی تعلیم

(از مسز حجاب امتیاز علی)

(۱)

جب پہلی دفعہ مجھے ہوائی جہاز چلانے کا لائسنس ملا۔ تو میری مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ میری زندگی کا وہ خوش ترین لمحہ! میں کبھی نہ بھول سکوں گی!

ایروپلین چلانے کا پہلا سبق مجھے یاد ہے۔ میں نے ۲۳ دسمبر ۱۹۳۵ء کی صبح کو لیا تھا۔ دل میں مایوسی تھی۔ کہ خدا جانے میں پیلیٹ بن بھی سکوں گی۔ کہ نہیں۔ مگر میری کوششوں اور محنت نے بہت جلد اس مایوسی کو امید اور مسرت سے بدل دیا۔

میرے انسٹرکٹر (یعنی ہوائی جہاز سکھانے کے اُستاد) ایک پارسی نوجوان مسٹر دستور تھے۔ جنہوں نے سالہا سال یورپ میں ہوابازی کی تعلیم حاصل کی۔ اور ہندوستان کے مشہور اور ماہر پیلیٹ ہیں۔ یہ آج کل ناردن انڈیا فلائنگ کلب کے چیف پیلیٹ انسٹرکٹر ہیں۔

پہلی دفعہ جب میں نے اپنے اُستاد کے کہنے پر پیلیٹ کی سیٹ پر بیٹھ کر انجن کے ایک پرزے کو ہاتھ لگایا۔ تو خوشی سے میرا دل لبریز تھا۔ پہلے تو میرے انسٹرکٹر نے کوئی ڈیڑھ گھنٹے ایروپلین کے مختلف حصوں کے نام اور کام کے متعلق لیکچر دیا۔ پھر انجن کے پرزے دکھائے۔

اکثر لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ کہ ہوائی جہاز اُڑانے اور موٹر کار چلانے میں بہت کم فرق ہے۔ بعض دوستوں نے مجھ سے یہاں تک پوچھا۔ کہ چونکہ آپ کار چلا لیتی ہیں۔ اس لئے ایروپلین اُڑانا آپ کے لئے نسبتاً آسان ہوگا۔ مگر معاملہ بالکل برعکس ہے۔ کہاں کار اور کہاں ایروپلین! ایروپلین میں نہ "سٹیرنگ" ہوتا ہے۔ نہ بریک۔ "سٹیرنگ" کی جگہ "سٹیک" ہوتی ہے۔ اور "بریک" کی جگہ ہمیں انجن بند کرنا پڑتا ہے۔ بعض ہوائی جہازوں میں بریک بھی ہوتی ہے۔ مگر عام جہازوں میں نہیں ہوتی۔

پہلے دن میں نے دس منٹ مشق کی دوسرے دن بیس اور اسی طرح وقت بڑھنے لگا۔ میں صبح جونہی نیند سے بیدار ہوتی تھی۔ فلائنگ کلب چلی جاتی تھی۔ اور پھر شام کو دوبارہ جاتی تھی۔ جس دن موسم گرد و غبار سے دھندلا ہوتا۔ یا طوفان ہوتا۔ اس دن جہاز اڑانے کی اجازت نہ ہوتی۔ چنانچہ یہ میرا معمول ہو گیا تھا۔ کہ سویرے آنکھ کھلتے ہی سب سے پہلا کام یہی ہوتا۔ کہ دریچے سے جھانک

کر آسمان کو دیکھتی۔ تاکہ موسم کا اندازہ لگا دوں ✦

"سولو فلائیٹ" ہوائی جہاز کو بغیر اُستاد کی امداد کے تنہا اُڑانے کا نام ہے۔ چنانچہ میرا سولو فلائیٹ کا وقت جلدی آ گیا۔ اور مسٹر دستور نے مجھ سے پوچھا۔ "میں آپ کو اب سولو (تنہا) بھیجنا چاہتا ہوں۔ ڈر تو نہیں لگتی؟"

میں بے حد خوش ہو گئی۔ اور میں نے کہا۔ میں بالکل نہیں ڈروں گی۔ آخر میرے "سولو فلائیٹ" کی تاریخ تین دن بعد مقرر ہوئی۔ اس اثناء میں نہایت محنت سے ایروپلین چلانے کی نشیب فراز پر غور کرتی رہی ✦

بدقسمتی دیکھئے۔ کہ جس صبح میرا "سولو فلائیٹ" تھا۔ اس رات کو اخبار میں دیکھا کہ جس جہاز پر میں جانے والی تھی۔ وہ ایک نوجوان ہوا باز کی بے احتیاطی اور بے پروائی کی نذر ہو گیا۔ یعنی شیخوپورہ کے قریب جو لاہور سے اکیس بائیس میل ہے۔ ایک درخت سے ٹکرا گیا۔ اور جہاز کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ مجھے بڑا ہی رنج ہوا۔ دوسری صبح جب میں فلائنگ کلب گئی۔ تو جہازوں کی مرمت ہو رہی تھی۔ اور ایک تو بالکل ٹکڑے ہو گیا تھا۔ اس طرح میرے کئی دن ضائع ہوئے۔ اور وقت بیکاری میں گذرا۔ ہمیشہ ٹیلیفون کر کے پوچھ لیا کرتی تھی۔ مگر یہی جواب ملتا۔ کہ دو ہفتوں میں جہاز تیار ہو جائے گا ✦

آخر خدا خدا کر کے کلب کا ایک A.D.-Z ایروپلین تیار ہو گیا۔ مگر مجھے یہ جہاز پسند نہ تھا۔ اس کے چلانے میں مجھے کچھ مشکل معلوم ہوتی تھی۔ میرا جہاز ابھی جوں کا توں پڑا تھا۔ چنانچہ مسٹر دستور سے کہا۔ کہ میں اسی جہاز میں "سولو" جاؤں گی۔ وہ راضی ہو گئے۔ اور کہا۔ کہ کل اگر موسم خاموش اور اچھا رہا۔ تو آپ جا سکتی ہیں ✦

دوسرے دن صبح ہی میں نے امتیاز صاحب سے کہا۔ کہ آج میں "سولو فلائیٹ" پر جاؤں گی۔ آپ جانے نہیں۔ میں واپس آکر ملوں گی۔ ان کا چہرہ کچھ پریشان سا تھا ✦

میں فلائنگ کلب پہنچی۔ میرا ہوائی جہاز نیلے اور سفید چمکیلے رنگ کا تھا۔ دیکھا۔ گراؤنڈ انجنیر مشین کو ٹیسٹ کر رہے تھے۔ میرا ماتھا ٹھنکا کہ کہیں کوئی خرابی نہ پیدا ہو گئی ہو۔ مگر اسی وقت مسٹر دستور باہر نکل آئے۔ اور کہنے لگے۔ آج آپ سولو جانا پسند کریں گی؟ آج کلب میں بہت سے ہوا باز اور ممبر ہیں۔ ان کے آگے اُڑنے سے آپ پریشان تو نہ ہوں گی؟

مجھے بھلا ان ہوا بازوں کی کیا پروا تھی۔ میں نے بخوشی رضامندی ظاہر کی۔ میں وہ لمحہ کبھی نہیں بھولوں گی۔ جب پہلی دفعہ تنہا اُڑی ہوں۔ کئی ہوا باز کلب میں بیٹھے تھے۔ مسٹر دستور کسی قدر پریشان میرے جہاز کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ اور آخری ہدایتیں دینے لگے۔ جب میں نے انجن اڑنے کے لئے کھولا۔

تو دستور صاحب نے رومال ہلایا۔ اور کہا۔ "خدا حافظ"۔ میں نے بھی انہیں خدا حافظ کہا۔ اور میں اُڑ گئی +

دو ہزار فٹ اوپر جا کر فلائنگ کلب کی بلڈنگ پر نظر ڈالی۔ تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے گڑیوں کا گھر۔ پھر میں نے انجن بند کیا۔ اور زمین کے قریب ہونے لگی۔ اب میرا جہاز کوئی تین سو فٹ کی بلندی پر رہ گیا۔ میں نے دیکھا کہ مسٹر دستور اب تک ٹکٹکی باندھے دیکھ رہے ہیں۔ اور مسکرا رہے ہیں +

میرا جہاز آہستہ آہستہ اُترنے لگا۔ سب سے زیادہ خوفناک اور مشکل وقت "لینڈنگ" یعنی اُترنے کا ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے جہاز حالت نزع میں ہو۔ اور دم توڑ رہا ہو۔ بڑی احتیاط سے میں نے یہ مرحلہ طے کیا۔ اور آخر زمین پر اتر آئی +

باری باری تمام ہوابازوں نے مبارک باد دی +

جب میں گھر گئی۔ تو اتیز صاحب بیٹھے اپنی فلم کی کہانی لکھ رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا۔ "آج آپ سو تو نہیں گئیں ؟"

میں نے کہا "ہاں گئی تھی۔ اب میں اپنی تعلیم کے آخری مرحلے میں سے گزر رہی ہوں +

مجھے اپنے لائسنس کے لئے اور کئی گھنٹے ہوا میں تنہا پورے کرنے تھے۔ ابھی میں نے دو ہی گھنٹے پورے کئے تھے۔ کہ بدقسمتی سے پھر ایک حادثہ ہو گیا۔ یعنی کسی ہواباز نے کلب کی بہترین مشین جس پر میں اُڑا کرتی تھی۔ توڑ ڈالی۔ اس کی مرمت کے انتظار میں مجھے ہفتوں بیکار اور بے قرار رہنا پڑا +

۱۰ جون کو مجھے پہاڑ پر جانا تھا۔ ڈاکٹروں کی یہی رائے تھی۔ کیونکہ لاہور میں آتشی موسم شروع ہو گیا تھا۔ ادھر مجھے لائسنس اور چند گھنٹے ہوا میں پورے کرنے تھے۔ خدا خدا کر کے میں نے چار گھنٹے پورے کر لئے۔ دو گھنٹے باقی تھے کہ موسم یکایک بدلا۔ تیز دھوپ۔ سخت گرد و غبار اور ہوا کے جھکڑ۔ جدھر دیکھئے ریت اُڑ رہی تھی دو سو فٹ کی بلندی پر قریب کے درخت نظر نہ آتے تھے۔ موسم کی یہ حالت دیکھ کر انسٹرکٹر فلائنگ بند کرا دی +

اب ہر روز بڑی بے چینی سے مجھے موسم کی درستی کا انتظار رہتا تھا۔ کیونکہ ۱۰ جون میں صرف چھ دن باقی تھے۔ مگر موسم اور بگڑتا گیا۔ جب آٹھ جون کو صبح اٹھ کر میں نے موسم کو بے حد ڈراؤنا پایا۔ تو میرا دل ٹوٹ گیا۔ اور آخر میرے آنسو نکل آئے۔ کیونکہ اگر میں نے جون میں اپنے لائسنس کے گھنٹے پورے نہ کر لئے ہوتے۔ تو مجھے اپنے لائسنس کے لئے اکتوبر کا انتظار کرنا پڑتا۔ یعنی پورے چار مہینوں کا انتظار !

جب میں نے مسٹر دستور سے مایوس لہجے میں کہا۔ کہ مجھے اس موسم میں اُڑنے کی اجازت دیجئے۔"

تو مجھے یاد ہے۔ انہوں نے کہا تھا۔ میں کیسے اجازت دوں؟ ایسے موسم میں اُڑنا خطرے سے خالی نہیں۔ جہاز کے ٹوٹنے سے زیادہ مجھے آپ کے زخمی ہونے کا رنج ہوگا۔

مگر میں نے ضد کی۔ اور کہا۔ کہ خدا کے لئے رحم کیجئے۔ کسی طرح مجھے اپنے گھنٹے پورے کر لینے دیجئے۔ آخر وہ مجبور ہوگئے۔ کہنے لگے۔ بہت اچھا میں مسافر کی حیثیت سے بیٹھا رہوں گا۔ آپ مجھے لے اُڑیں۔ مگر اتنی مہربانی کیجئے۔ کہ میری گردن نہ توڑ دیجئے۔

میں خوش ہوگئی۔ میں اس ویران اور گرم دوزخی دوپہر کو کبھی نہ بھولوں گی۔ جون ۱۹۳۶ء کی دوپہر تھی۔ بارہ بجے کا وقت تھا۔ آسمان سے آگ برس رہی تھی۔ درخت گرم ہوا سے جھلسے جاتے تھے۔ جدھر دیکھئے گرم ہوا کے ساتھ گرد و غبار کے جھکڑ چل رہے تھے۔ اور میں فضا میں اپنے لائسنس کے گھنٹے پورے کر رہی تھی۔ آہ وہ سنسان اور وحشتناک دوپہر! چار سو فٹ کی بلندی پر اطراف کی کوئی چیز گرد کے سبب نظر نہ آتی تھی۔ ہر وقت ڈر تھا۔ کہ جہاز کسی درخت یا کسی چھت سے نہ ٹکرا جائے۔ اس لئے دستور صاحب بذریعہ ٹیلی فون بار بار تاکید کر رہے تھے۔ کہ جہاز کو دو ہزار فٹ کی بلندی پر رکھو۔

یکایک میرا جہاز ایک ہزار فٹ کی بلندی سے چار سو فٹ کی بلندی پر اتر آیا۔ میں حیران رہ گئی۔ میں نے ٹیلی فون کے ذریعے پوچھا۔ مسٹر دستور یہ کیا ہوا۔ جواب آیا موسم بے حد خراب ہے۔ آندھی آنے ہی والی ہے۔ جلدی اپنے گھنٹے مکمل کر کے نیچے اُتر و۔

جس طرح زمین میں گڑھے ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہوا کی سطح بھی بُرے موسم میں ناہموار ہوتی ہے۔ چنانچہ جہاز ہزاروں فٹ کی بلندی سے چشم زدن میں نیچے اُتر آتے ہیں۔ اور ہوا میں جھولنے لگتے ہیں۔ یہ وقت بڑا خوفناک ہوتا ہے۔

میں پھر چلانے میں مصروف ہوگئی۔ اور آخر ہمت کر کے میں نے اسی دوپہر اپنے گھنٹے مکمل کر لئے جب زمین پر اُتری تو وفور مسرت سے روح مسکرا رہی تھی۔ میں اپنے لائسنس کے گھنٹے ختم کر چکی تھی۔ اب میں پائلٹ تھی۔ مکمل پائلٹ! اب مجھے یہ حق حاصل تھا۔ کہ میں اپنے ایروپلین میں دنیا کے ہر حصے کا چکر لگاتی۔ مسٹر دستور بھی بے حد مسرور تھے۔

میں گھر جاگئی۔ اُس دن بھر میں نے امتیاز صاحب سے سوائے ہوابازی کے موضوع کے کسی دوسرے موضوع پر بات ہی نہ کی۔

(۲)

اب میری ہوابازی کی تعلیم ختم ہو چکی تھی۔

مگر مجھے بے حد رنج بھی ہوا اور مایوسی بھی جب میں نے دیکھا۔ کہ میری اس عظیم الشان کامیابی پر میرے دوستوں میں سوائے امتیاز کے کسی کو

مسرت صحیح حاصل نہیں ہوئی۔ نہ کسی نے زبانی مبارک باد دی!

بعض احباب نے ناک بھوں چڑھا کر کہا۔ آپ سی نحیف لڑکی کو ہوائی جہاز چلانا نہیں سیکھنا چاہیئے۔

کسی نے فرمایا۔ آپ روز بروز ایسی لئے دبلی ہوتی جاتی ہیں۔ کہ آپ ایروپلین اُڑاتی ہیں۔

اکثر لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ ایروپلین چلانے کے لیے غیر معمولی جسمانی قوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اتنا بڑا ہوائی جہاز! اتنا چھوٹا آدمی کیونکر اڑائے! اگر جن لوگوں کا یہ خیال ہے۔ غلط ہے۔ ایروپلین چلانے کے لے معمولی جسمانی قوت کافی ہوتی ہے۔ البتہ ذہنی قوت اور عقل وحواس کی بے شک ضرورت ہے۔

ہندوستانیوں میں خصوصاً مسلمانوں میں ہوا بازی کا شوق ابھی بالکل پیدا نہیں ہوا۔ میرے ساتھ جتنے آدمی ہوا بازی سیکھ رہے تھے۔ وہ یا تو عیسائی تھے۔ یا پارسی۔ صرف ایک مسلمان نوجوان تھے۔ جو اپنے B Class کے لائسنس کے لئے کوشش کر رہے تھے۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ ان سردیوں میں ایروپلین میں دور کا سفر کروں۔

یہ دیکھ کر واقعی بے حد رنج بھی ہوا اور حیرت بھی۔ کہ ہمارے مردوں میں فی صدی ایک مرد ایسا مشکل سے نکل آتا ہے۔ جو ہوائی جہاز کی سیر سے خائف نہ ہو۔ میں نے اپنے کئی دوستوں سے کہا کہ آپ اُڑ دیتے۔ مگر کوئی راضی نہیں ہوتا۔ فی صدی ننانوے آدمیوں کا یہ خیال ہے۔ کہ ہوائی جہاز میں بیٹھنا موت کے مُنہ میں جانا ہے۔ ویسے تو انسانی زندگی حادثات سے معمور ہے۔ مگر یہ خیال کر لینا۔ کہ ایروپلین فرشتہ اجل ہے۔ نہایت مضحکہ خیز خیال اور قابل افسوس بزدلی ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ ہمارے بچوں میں ہوا بازی کا شوق پیدا کیا جائے۔ کیونکہ عالمگیر اتحاد کی یہ بھی ایک صورت ہو سکتی ہے۔ کہ آپس کا ہفتوں کا فاصلہ چند گھنٹوں کا کر دیا جائے۔ مگر باپوں کی یہ حالت ہو۔ تو بیٹوں کی ہمت معلوم! خدا ہمارے بھائیوں کے دل کو ہمت اور استقلال سے اور دماغ کو عقل و دانش سے معمور کر دے۔ آمین۔

وطن

وطن ماں ہے ماں! جو مجاہدین سے محبت کرتی ہے۔ اور مجاہدین اس کا احترام کرتے ہیں۔
اے ماں اپنی اولاد کو اسلام کی طرف لے چل کہ وہ تیری تقدیس و حرمت کو ستارہ جگر بنا کر میں دار مجی،



عزیزہ یاسمین امتیاز سلمہا (دختر سید امتیاز علی صاحب تاج
تاریخ پیدائش 24 جولائی 1935

مفلس کا بچہ

(از حضرت جوش ملیح آبادی)

سرد انگلی اپنے مفلس باپ کی پکڑے ہوئے
رو رہا ہے ایک بچہ اک دکاں کے سامنے۔

اک کھلونے کی طرف انگلی اٹھا کر بار بار
کچھ نہیں کہتا ہے لیکن رو رہا ہے زار زار۔

باپ کی بجھتی ہوئی آنکھوں میں ہے دنیا سیاہ
رخ پہ گرد مفلسی ہے جیب خالی پر نگاہ۔

آتے جاتے اہل دولت کی بھی پڑتی ہے نظر
کچھ نہیں پڑتا گران کے تبسم پہ اثر۔

باپ کی نمناک آنکھوں میں ہے تکمیل یاس
کیا قیامت ہے پسر کے آنسوؤں کا انعکاس۔

دل ہوا جاتا ہے بچے کے بلکنے سے فگار
کہہ رہا ہے زیر لب فریاد اے پروردگار۔

واہ کیا تقدیر ہے اس بندۂ محروم کی۔
ہو چلیں ہچکیاں ٹھنڈی مرے معصوم کی

غم انگیز کھلونا

ہاں یہی ہے وہ کھلونا اے دل آشفتہ حال۔
کھینچتا پھرتا ہے جس کو ایک طفل خرد سال۔

ہاں یہی ہے وہ کھلونا دیکھ چشم اشکبار۔
جس کی حسرت میں مرے بچے کا دل تھا بیقرار۔

اس کھلونے کی سبک گلکاریوں کے درمیاں۔
ثبت ہیں اک خفتہ قسمت باپ کی محرومیاں۔

اس کا آب و رنگ ہے آئینہ عبرت فزا۔
یہ گرہ رنگ پریدہ ہے کسی مایوس کا۔

اس کے آئینوں میں ٹکڑے ہیں دل محروم کے۔
اس کی تابانی میں آنسو ہیں کسی معصوم کے۔

اس میں غلطاں ہے کسی بچے کا شوق مضمحل۔
اس کے سینے میں دھڑکتا ہے کوئی ننھا سا دل۔

کھیل دولتمند بچے! تو سدا پھولے پھلے۔
ہم ادھر ہنستے ہوئے آئے تھے اور روتے چلے،

(از زمانہ کانپور)

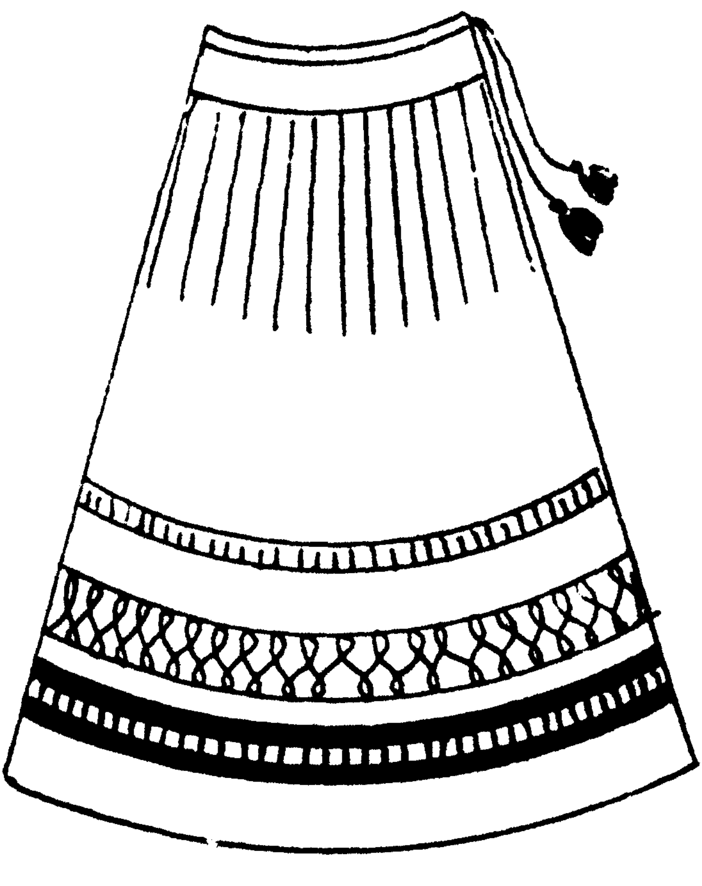
دستکاری

پیٹی کوٹ

(از محترمہ ک ۔ ن ۔ کپورتھلہ)

تہذیب کی کسی گزشتہ اشاعت میں ایک پنادری بہن صاحبہ نے پیٹی کوٹ کا نمونہ اور سلائی کی ترکیب ہدایت کی ہے۔ چنانچہ ان بہن صاحبہ کے حسب ارشاد پیٹی کوٹ کا خاکہ اور سلائی کی ترکیب درج ذیل کرتی ہوں ؀

یوں تو ہر ایک قسم کے ریشمی کپڑے کے پیٹی کوٹ تیار کئے جا سکتے ہیں۔ مگر لٹھے کے پیٹی کوٹ پر کشیدہ کاری اور تارکشی کا کام نسبتاً نہایت عمدہ و موزوں بنایا جا سکتا ہے۔ اور دراصل جارجٹ کی ساڑھیوں کے نیچے پہننے کے لئے تو لٹھے کے کشیدہ اور تارکشی کے کام کے پیٹی کوٹ ہی نہایت دلفریب اور دیدہ زیب معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ اگر لٹھے کا پیٹی کوٹ بنانا مقصود ہو۔ تو اس کے لئے صرف دو گز لٹھا لے کر دوہرا کریں۔ اور دونوں



سرے باہم سی لیں۔ جیسا کہ خاکے سے ظاہر ہے خاکے میں چنٹ نمایاں ہے۔ اسی طرح چنٹ دیکر نیفہ سی لیں۔ اور گھیرے میں تھوڑے تھوڑے تار کھینچ کر اوپر نیچے دو طرفی بیڈنگ کریں۔ اور درمیان میں ایک انچ چوڑا تار کھینچ کر ڈبل ایم سی گوٹے سے لہریا بنائیں۔ جیسی خاکہ یا نقشہ سے عیاں ہے۔

علاوہ ازیں گھیرے پر کشیدہ کاری حسب منشاء کی جا سکتی ہے۔ یہ اپنی مرضی پر منحصر ہے۔ خواہ تارکشی کریں۔ یا کشیدہ۔ گر پیٹی کوٹ اسی طریقے سے بنے گا۔

اگر تیار شدہ پیٹی کوٹ کا نمونہ دیکھنا چاہیں تو گلشن اسٹور محلہ پرمیت گنج کپور تھلہ سے طلب فرما سکتی ہیں۔ یہاں سے ہر قسم کے دستکاری کے پیٹی کوٹ مل سکتے ہیں۔ بنیں دیکھ کر آپ خود نمونہ اتار سکیں گی۔

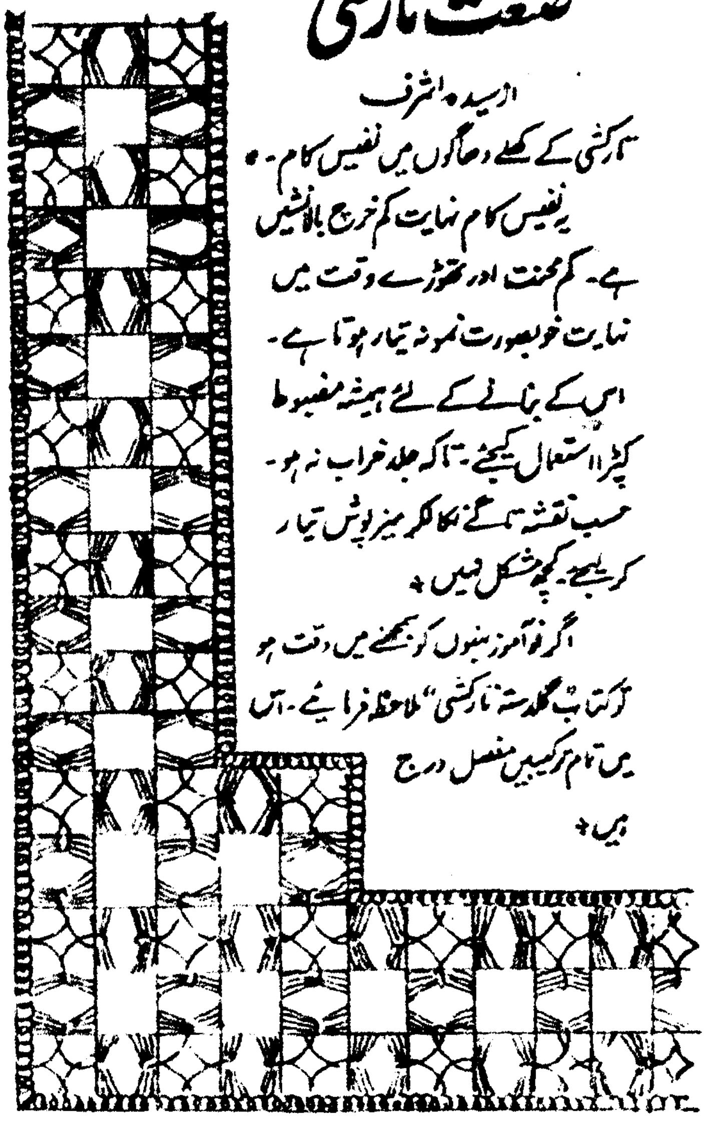
میز پوش کے کونے کا پھول



از مس خورشید اختر۔ لاہور

صنعت تارکشی

از سیدہ اشرف

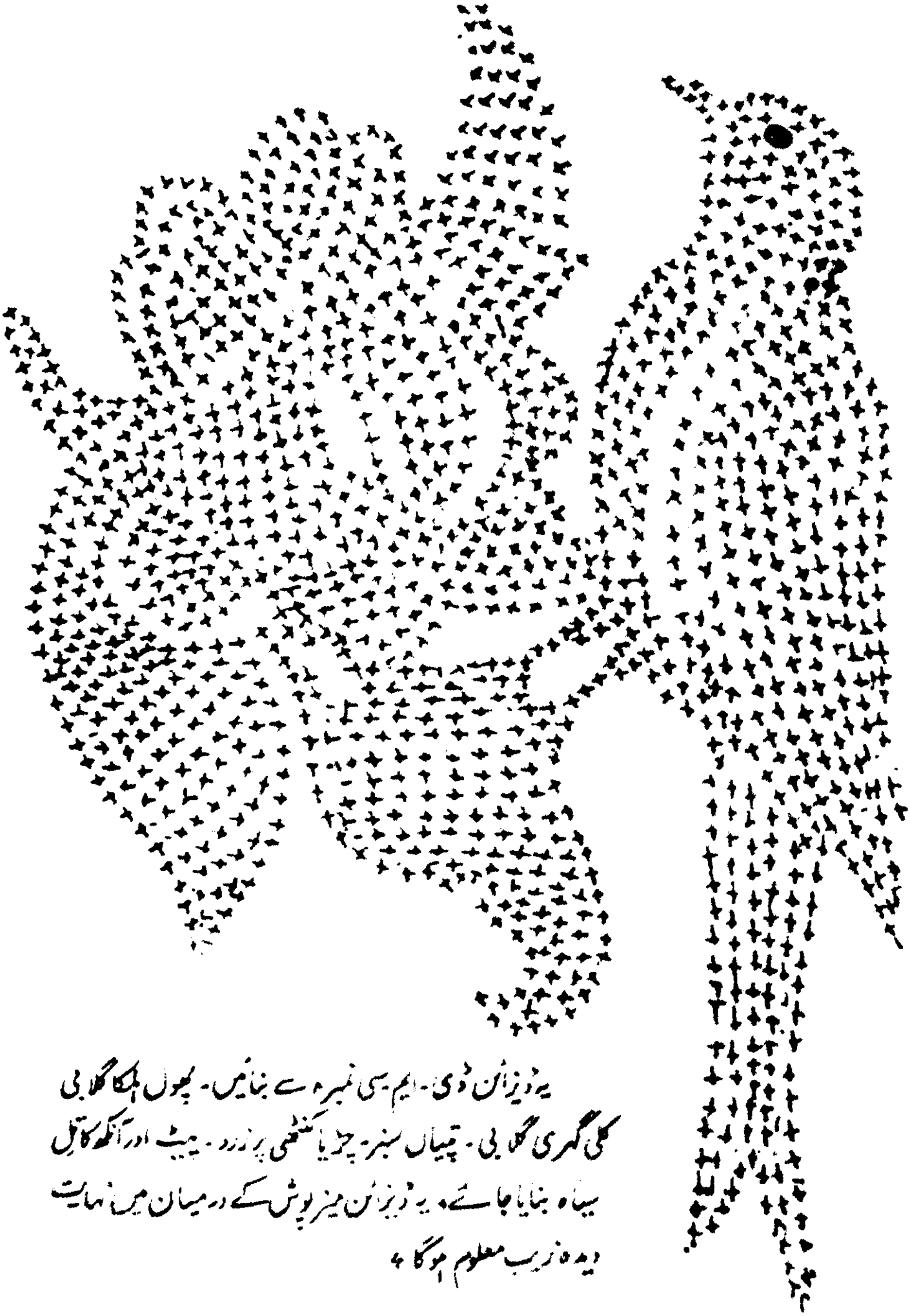


تارکشی کے کھلے دھاگوں میں نفیس کام۔ یہ نفیس کام نہایت کم خرچ بالانشیں ہے۔ کم محنت اور تھوڑے وقت میں نہایت خوبصورت نمونہ تیار ہوتا ہے۔ اس کے بنانے کے لئے ہمیشہ مضبوط کپڑا استعمال کیجئے۔ تاکہ جلد خراب نہ ہو۔ حسب نقشہ تاگے نکالکر میزپوش تیار کرلیجئے۔ کچھ مشکل نہیں ؛

اگر نوآموز بہنوں کو سمجھنے میں دقت ہو تو کتاب "گلدستہ تارکشی" ملاحظہ فرمائیے۔ اس میں تمام ترکیبیں مفصل درج ہیں ؛

کراس اسٹچ میں چڑیا

(از محترمہ محمودہ خاتون نصیرہ ۱۴ سول لائن بریلی)



یہ ڈیزائن ڈی۔ ایم۔ سی نمبرہ سے بنائیں۔ پھول ہلکا گلابی کلی گہری گلابی۔ پتیاں سبز۔ چڑیا کشمی پر زرد۔ پیٹ اور آنکھ کا تل سیاہ بنایا جائے۔ یہ ڈیزائن میز پوش کے درمیان میں نہایت دیدہ زیب معلوم ہوگا ۂ

دسترخوان پر

انڈوں کی سویاں

(از محترمہ ع۔ ب۔ تمری)

مالابار (جنوبی ہند) کے اکثر پکوان شمالی ہند کے پکوانوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ اکثر چیزیں نہایت لذیذ اور ساتھ ہی مفید بھی ہوتی ہیں۔ میں ذیل میں انڈوں کی سویوں کی ترکیب لکھتی ہوں۔ ان سویوں کا یہاں زیادہ رواج ہے۔

اشیائے ضروری اور برتن:-

پچیس انڈے۔ ایک پونڈ شکر۔ امریکن آٹا۔ ایک کھلے منہ کی چوڑی کڑھائی۔ ایک ایلومنیم یا کسی دھات کا چھوٹا برتن جس کے پیندے میں ایک سوراخ ہو۔ تاکہ دھار نکل سکے۔ اس برتن میں دستہ لگا ہوا ہو۔ تاکہ ہاتھ کو بھاپ نہ لگے۔ یہاں کی عورتیں تو ناریل کے خول سے ہی کام لے لیتی ہیں۔ جس کے پیندے میں ایک میخ سے سوراخ کر لیا جاتا ہے۔

ترکیب:-

پہلے انڈوں کی سفیدی الگ کر لیجئے۔ اس میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ زردی کو ایک ہاتھ کی ہتھیلی سے دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی میں بدلتے رہئے۔ حتیٰ کہ سفیدی بالکل نکل جائے۔ اب زردی کو چمچی سے پکڑ کر برتن پر مار دیجئے۔ تاکہ اس پر سے اس کی پتلی جھلی علیحدہ ہو جائے۔ ان زردیوں کو ایک پتلے کپڑے پر ڈالتے جائیے۔ جو کسی برتن کے منہ پر بندھا ہوا ہو۔ ان الگ کی ہوئی جھلیوں کو سفیدی کے ساتھ ڈال دیجئے۔ انڈوں کا کام ختم ہونے پر کڑھائی کو چولہے پر رکھ کر شکر ڈالئے۔ آدھ کپ پانی ڈال کر ایک تار کا قوام بنا لیجئے۔ تھوڑی سی انڈوں کی سفیدی ڈال کر اس کا میل نکال ڈالئے۔ اب انڈوں کی زردی کو سوراخ والے برتن میں سوراخ پر نیچے کی طرف انگلی رکھ کر ڈالئے۔

اب کڑھائی کے نیچے خوب تیز آنچ کی جائے (یہاں اس ضرورت کے لئے ناریل کے سوکھے پتے استعمال کئے جاتے ہیں۔ تاکہ سلگانے اور جلانے میں سہولت ہو) اب سوراخ پر سے انگلی اٹھا کر کڑھائی پر اس طرح ہاتھ پھیرایا جائے۔ کہ اس سے نکلتے ہوئے تار گول گول دائروں کی شکل میں کڑھائی میں پھیلتے رہیں۔ اب کڑھائی میں جھاگ سے اٹھ رہے ہوں گے۔ جب تک کڑھائی میں گنجائش رہے۔ ڈالتی جائیے۔ ہاتھ روک کر تین چار منٹ

کے توقف کے بعد ہاتھ میں پانی لے کر جھاگ پر زور سے چھڑکئے - اور فوراً آنچ دھیمی کر دیجئے اب سویاں بخوبی نظر آئیں گی - انہیں ایک چمچے اور ایک کانٹے کی مدد سے نکال کر ایک تھالی میں پھیلا دیجئے - پھر پہلے کی طرح آنچ تیز کرکے سویاں ڈالتی جائیں - حتیٰ کہ ساری زردی ختم ہو جائے - پھر اس بچی ہوئی سفیدی میں بادام یا میدہ اس قدر ڈالا جائے - کہ اس میں بخوبی مل جائے - تھوڑی پسی ہوئی زعفران اور گلاب اور بچا ہوا قوام کڑھائی میں ڈالئے - اگر میٹھا کم ہو - تو تھوڑی شکر ملا دیجئے *

اس مرکب کو چینی کے برتن میں یا دوسری کسی چیز میں ڈال کر پانی کی بھاپ پر پکایا جائے اس کے تیار ہونے کا اندازہ بیچ میں ایک کاڑی چبھو کر کرتے ہیں - اگر اس پر اس کے کچھ اجزا لگے ہوئے آئیں - تو اور تھوڑی دیر رکھیں - ورنہ اتارلیں - اور ٹھنڈا ہونے پر خوبصورت ٹکڑے کاٹ کر ایک پلیٹ میں چار پانچ ٹکڑے رکھ کر اوپر سے سویاں ڈال دیجئے - لیجئے بس اب سویاں تیار ہیں - نوش کیجئے *

نوٹ - اگر سفیدی یا کسی قسم کی چکنائی گھی - تیل کچھ بھی ہو - زردی میں مل جائیں - تو کبھی تار ٹھیک نہ اتریں گے - تار چھوڑتے وقت اس بات کا خیال رکھنا - کہ کڑھائی میں ایک ہی جگہ بہت سے تار نہ پڑ جائیں - اس سے سویاں الگ نہ ہوں گی - آپس میں ایک دوسرے سے لگ جائیں گی - اگر کوئی امر دریافت طلب ہو - تو بذریعہ تہذیب دریافت کر سکتی ہیں - میں بخوشی بتا دوں گی *

نان خطائی

گیہوں کا میدہ پانچ چھٹانک - گھی چار چھٹانک چینی یعنی شکر سفید چار چھٹانک - سفیدی بیضۂ مرغ دو عدد - دانہ الائچی خرد ۲ ماشہ - سمند پھین ۳ ماشہ *

اول گھی اور چینی اور دانہ الائچی اور انڈوں کی سفیدی - چاروں چیزوں کو ملا کر ایک لگن میں ۲۰ منٹ تک ہاتھ سے اس طرح پھینٹیں جس طرح گلگلوں کا آٹا پھینٹا جاتا ہے - اس کے بعد سمند پھین پیس کر ملا دیں - اور ہاتھ سے پھر خوب پھینٹیں - اب میدہ بھی ڈال کر اچھی طرح ملا دیں - چار گھنٹہ کے بعد نان خطائی بنا کر ٹین کے صاف بے زنگ ٹکڑے پر رکھ کر تنور میں رکھ دیں - اور تیار ہونے پر نکال لیں - اور نوش جاں کریں - یہ نان خطائی خوش ذائقہ ہونے کے علاوہ خوش رنگ بھی ہوتی ہے - جو طبقات خواص میں نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھی جاتی ہے *

سید بی بی از عابد منزل - نئی دہلی

محفل تہذیب

میں نہایت مسرت سے تہذیبی بہنوں کو یہ
خوش خبری سناتی ہوں کہ میری عزیز ترین سہیلی
ب جہاں بیگم جو جناب اصغر علی خاں صاحب انسپکٹر
بمبئی کی اکلوتی صاحبزادی ہیں۔ ان کی شادی
خانہ آبادی میرے بھائی رفیع الدین خاں صاحب
متعلم ایف اے سے بروز یکشنبہ تاریخ ۱۵ ربیع الاول
۱۳۵۵ھ مطابق ۷ جون ۱۹۳۶ء بمقام قائم گنج ڈومی
نور خاں بخیر و خوبی انجام پائی۔ اس خوشی میں
ایک روپے کی حقیر رقم شمس العلماء جناب
مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم کے یادگار
فنڈ میں جمع کرنے کے واسطے روانہ کرتی ہوں۔
دعا ہے۔ کہ اللہ پاک اپنے حبیب کے طفیل میں
دولہا دلہن کی ازدواجی زندگی کامیاب کرے
اور انہیں نہایت محبت و اخلاص اور صحت و مسرت
سے اس دنیا میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

ن - جہاں بیگم - اودیا پور

براہ نوازش جو بہنیں لاہور میں قیام پذیر
ہوں۔ مجھے بذریعہ تہذیب آگاہ فرمائیں۔ کہ
لاہور میں کس دکان پر اون کے کام کی کتابیں
اُردو میں مل سکتی ہیں۔ اور ان کے دام سے بھی
مطلع فرمائیں۔ امید ہے بہنیں اس پر غور فرما کر
مجھے جواب سے جلد سرفراز کریں گی۔

مسز سلامت اللہ۔ معرفت میجر سلامت اللہ
صاحب آئی ایم۔ ایس انسپکٹر جنرل آف جیلز
نینی تال - یوپی

مجھے بلی پالنے کا بیحد شوق ہے۔ مگر کہیں سے
ولائتی بلی کا خوبصورت بچہ نہیں ملتا۔ علی گڑھ
میں رہنے والی اگر کوئی تہذیبی بہن اپنی بلی کا
ایک بچہ مجھے دیدیں۔ تو میں بے حد شکر گزار
ہوں گی۔ مکمل میرا پتہ یہ ہے:-
اہلیہ ارشاد حسین صاحب نمبری گدوا ڈاکخانہ گو
تحصیل کھیر ضلع علی گڑھ
اطلاع ملنے پر میں اپنا ملازم بھیج کر بچہ منگوا لوں
گی۔

۲- کوئی تہذیبی بہن کسی ایسے تیل سے واقف
ہوں۔ جس سے قبل از وقت بال سفید ہونا
بند ہو جائیں۔ تو مطلع فرمائیں۔ ممنون ہوں گی
کسی بہن کو بال کالا کرنے والا استور د بھنگرہ کا تجربہ ہو۔
تو وہ آگاہ فرمائیں۔

زبیدہ بانو۔ اٹاوہ

◆ ◆ ◆

ولائیتی معلومات

(خاص تہذیب کے لیئے)

جراحی کے کرشمے

پلاسٹک سرجری سائنس کا وہ خاص شعبہ ہے۔ جس میں عمل جراحی کے ذریعے انسان کے خد و خال درست کیئے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر میکسویل مالز نے اپنی معرکۃ الآرا تصنیف "نیا چہرہ۔ نیا مستقبل" میں اس قسم کے کئی واقعات درج کیے ہیں۔ جن میں اس طرز کے عمل جراحی نے انسان کی کایا پلٹ دی۔ اور نہ صرف اُس کے خد و خال درست کر کے اس کی ہیئت بدل دی۔ بلکہ اس کے مستقبل پر ایک خوشگوار اثر ڈالا۔

اس کتاب میں ان اشخاص کی خوب خبر لی گئی ہے۔ جو انسان کا چہرہ دیکھ کر اس کی عادات کا اندازہ لگا لینے کے دعوے دار ہیں۔ ڈاکٹر میکسویل مالز کے نزدیک ایسے لوگ بنی نوع انسان کے بدترین دشمن ہیں۔ جو ناک کان ٹھوڑی اور آنکھوں کی بناوٹ کی بنا پر لوگوں کی طبائع کے لحاظ سے جماعت بندی کرنے کے عادی ہیں۔ ڈاکٹر موصوف ایک عرصہ تک اس موضوع پر تحقیقات کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ چہرہ کی بناوٹ اور انسان کی عادات میں کوئی نسبت نہیں۔ اور کسی شخص کے چہرے کی غیر موزوں بناوٹ کی بنا پر اس کی عادات کے بارے میں کوئی رائے قائم کر لینا صریح نا انصافی اور ظلم ہے۔ کئی آدمیوں کی زندگیاں اسی وجہ سے تلخ ہو گئی ہیں۔

ذیل میں ڈاکٹر میکسویل کی کتاب میں سے چند مثالیں دی جاتی ہیں۔ جن کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ پلاسٹک سرجری کے ذریعے کس طرح لوگوں کی کایا پلٹ ہو گئی۔

نیویارک (امریکہ) میں سالویٹور نام ایک بچہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب رقمطراز ہیں۔ کہ اس بچے کی بھونڈی سی ناک سارے اسکول میں مذاق کا موضوع بنی ہوئی تھی۔ لڑکے اس پر ہمیشہ یہ فقرہ چست کرتے رہتے تھے۔ "تمہاری ناک پرانی ہو گئی ہے۔ اسے بدل ڈالو"۔

اپنے ہم عمر لڑکوں کی اس طعن و تشنیع سے تنگ آ کر اسے مجبوراً اپنے سے بڑی عمر کے لڑکوں کی صحبت اختیار کرنی پڑی۔ جو اس کی بدنما ناک پر انگشت نمائی نہ کرتے تھے۔ اُن کی صحبت میں اس نے تمباکو اور شراب نوشی سیکھ لی۔ اور غنڈوں کی ایک منڈلی میں بیٹھ کر ہوتے ہوتے اُسے چوری کا چسکا بھی پڑ گیا۔

ایک مرتبہ جب وہ چوری کے سلسلے میں گرفتار ہوکر تھانیدار کے سامنے پیش ہوا۔ تو ایک شخص نے کہا۔ کہ اس کا حلیہ چوروں اور ڈاکوؤں سے ملتا جلتا ہے۔ اس کے بعد اُس نے مستقل طور پر ڈاکہ ڈالنے کا پیشہ اختیار کرلیا۔

ایک دفعہ جب وہ جیل میں تھا۔ تو اتفاق سے جیل خانے کے پادری نے اس کی دردناک داستان سن لی۔ اور اسے اس کی حالت پر بہت رحم آیا۔ وہ سالویٹور کو ایک پلاسٹک سرجن کے پاس لے گیا۔ ڈاکٹر نے آپریشن کرکے اس کی بدنما ناک کو خوشنما بنادیا۔ اس کے بعد پولیس کے جاسوسوں نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا۔ اب لوگ اس کی صورت دیکھ کر اس کے متعلق قیاس آرائیاں نہ کرتے تھے۔ اُسے جلد ہی ایک اچھی ملازمت مل گئی۔ چہرے کی تبدیلی نے اس کا مستقبل بدل دیا تھا۔

اس قسم کی اور کئی مثالیں ہیں۔ جن میں سے ہر ایک بیحد عبرتناک ہے۔ مگر بخوف طوالت انھیں نظر انداز کیا جاتا ہے۔

پلاسٹک سرجری کوئی نئی چیز نہیں۔ آج سے ۱۲ سو سال پہلے انگلستان کے بادشاہ جسٹنین دوم کی لڑائی میں ناک کٹ گئی تھی۔ جسے درست کرانے کے لئے اُس نے ماہر جراحوں کی خدمات حاصل کی تھیں۔ ہزارہا سال پہلے ہندو جراح پیشانی سے جلد کا کچھ حصہ کاٹ کر اپریشن کے ذریعے ناک درست کر دیتے تھے۔

ہیئت دانوں کا اجتماعِ عظیم

شمالی جاپان کے ایک دُور افتادہ مقام پر جو ریچھوں اور جنگلی درندوں کا مسکن ہے۔ امسال دنیا بھر کے نجومی اور ہیئت دان سورج گرہن کا مطالعہ کرنے کی غرض سے جمع ہوگئے۔ مکمل سورج گرہن صرف ۱۰۷ سیکنڈ تک رہتا ہے۔

ہیئت دانوں کے ایک گروہ نے کوہ شاری کی برفانی چوٹیوں کو اپنا صدر مقام بنایا ہے۔ یہ جگہ سطح سمندر سے پانچ ہزار فٹ اونچی ہے۔ مشاہدے کے وزنی آلات، سامان خوراک، اور دیگر اسباب چوٹی پر پہنچانے کے لئے انہیں بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

کوہ شاری پر ہیئت دانوں کی جس ٹولی نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ اس میں یورپ کے کئی نامور سائنس دان اور نجومی شامل ہیں۔ یہ اجتماع محض نجومیوں اور سائنسدانوں ہی کا نہیں۔ بلکہ اس میں کئی قسم کے لوگ ہیں۔ ان میں بعض تو سطحی کشش اور برقی لہروں کی تبدیلیوں کا جائزہ لیں گے۔ اور بعض اُن موسمی تبدیلیوں کا مطالعہ کریں گے۔ جو سورج کی روشنی اور حرارت میں دفعتاً رکاوٹ پیدا ہوجانے سے رونما ہوتی ہیں۔ اور ماہرین برق لاسلکی پر

سُورج گرہن کے اثرات کا مطالعہ کریں گے۔ وعلیٰ ہذا القیاس ۔

خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ان سائنسدانوں کے ان مشاہدات سے انسان کی معلومات میں معتد بہ اضافہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ دُنیا کے طول و عرض میں اسی مہم سے دلچسپی کا اظہار کیا جا رہا ہے ۔

مُہلک شعاع

ان ہی دنوں امریکہ میں ہنری فلور نامی ایک شخص دھوکہ دہی کے الزام میں ماخوذ ہو کر عدالت میں پیش ہُوا۔ اس پر یہ الزام تھا۔ کہ اس نے ایک مشین ایجاد کرنے کا دعویٰ کیا تھا۔ جس میں سے مہلک شعاع نکلتی ہے۔ اس سے کیڑے مکوڑے اور جانور مرجاتے ہیں۔ مدعیوں کا بیان تھا۔ کہ موجد کا دعویٰ غلط ہے ۔

آخر مشین عدالت میں پیش کی گئی۔ اور مُوجد نے اُسے چلا کر اس کی شعاع کو ایک بہت بڑے سانپ پر ڈالا۔ جس سے سانپ آٹھ منٹ کے اندر اندر ٹھنڈا ہوگیا۔ اس تجربے کے بعد کسی کو اس شعاع کی ہلاکت آفرینی میں کوئی شبہ باقی نہ رہا۔ لہٰذا عدالت نے اسے بری کر دیا ۔

بھری عدالت میں یہ خوفناک تماشا دیکھ کر لوگوں میں سنسنی پھیل گئی۔ جونہی مسٹر فلور عدالت سے نکلا۔ لوگوں نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور طرح طرح کے سوالات کئے۔ مسٹر فلور نے فرمایا۔ کہ مجھے امید ہے کہ یہ مہلک شعاع زراعتی کیڑوں کو مارنے میں بہت مفید ثابت ہوگی۔ جب اس سے پوچھا گیا۔ کہ کیا اس مشین میں زیادہ قوت بھر دینے سے انسان کی موت بھی واقع ہوسکتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ بے شک ایسا ہوسکتا ہے۔ لیکن میں اس قسم کے تجربات نہیں کرنا چاہتا ۔

مندرجہ بالا سطور سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ سائنس کی ہلاکت آفرینی کس قدر سرعت سے ترقی کر رہی ہے ۔

صحت جسمانی سے رنگوں کا تعلق

حال ہی میں سائنس دانوں نے دریافت کیا ہے۔ کہ صحت جسمانی سے رنگوں کا گہرا تعلق ہے۔ مثال کے طور پر انہوں نے معلوم کیا ہے۔ کہ نیلا رنگ آرام پہنچاتا ہے۔ بخلاف اس کے سُرخ رنگ گھبراہٹ اور بے چینی پیدا کرتا ہے۔ مگر نیلے رنگ کا حد سے زیادہ استعمال افسردگی اور مایوسی پیدا کر دیتا ہے ۔

کالگیٹ یونیورسٹی کے ڈاکٹر وانلڈ لیرڈ جو عرصہ تک رنگوں کی ماہیت کا مطالعہ کرتے رہے اُن کا بیان ہے۔ کہ سُرخ رنگ کی دیواروں

والی خوابگاہ میں سونا بے خوابی کا مرض پیدا کرتا ہے۔ اور جو اشخاص زیادہ عرصہ سرخ روشنی میں کام کرتے ہیں۔ وہ چڑچڑے اور تند مزاج ہو جاتے ہیں ٭

دلچسپ باتیں

ترکی حکومت نے خواتین کی بین الاقوامی کانفرنس کے اعزاز میں جو پچھلے سال استنبول میں ہوئی۔ خاص قسم کے ٹکٹ جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان ٹکٹوں پر مشہور خواتین کی تصویریں ہوں گی ٭

مسز ایمی مویسن کو ہوا بازی کا ریکارڈ مات کرنے کے صلے میں ہر طرف سے اعزازات دیئے جا رہے ہیں۔ حال ہی میں ولایت کی مشہور انجمن پرواز رائل ایرو کلب نے مسز مویسن کو ایک سنہری میڈل پیش کیا ہے۔ اس سے پیشتر یہ تمغا سکاٹ اور کیمپ بل کو ۱۹۳۵ء کی بین الاقوامی ہوائی دوڑ جیتنے پر دیا گیا تھا ٭

شہر کاونٹری (انگلستان) میں ہیرلڈ گرین نامی ایک کسان اپنی گایوں کو گانا سنا کر ان کا دودھ دوہتا ہے۔ اس کا بیان ہے۔ کہ گائیں راگ کو سمجھنے اور اس سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ اور گانا سن کر زیادہ دودھ دیتی ہیں۔ اسی باعث اس نے گایوں کے پاس ایک ریڈیو شین لگوا رکھی ہے ٭

روس میں دس ہزار اخبارات و رسائل ہیں۔ جو ۸۶ مختلف زبانوں میں شائع ہوتے ہیں۔ اور ان کی مجموعی اشاعت ۹ کروڑ ستر لاکھ ہے ٭

امریکہ میں ایک مشہور امیر کی وفات پر اس کی جائداد کے حق وراثت کے لئے ۴۴ امیدواروں نے درخواستیں دیں۔ ترکہ کا جائزہ لینے پر معلوم ہوا۔ کہ وہ صرف ایک آنہ چھوڑ مرا ہے۔ سب لوگوں کا خیال تھا۔ کہ وہ دولت کثیر کا مالک ہے ٭

روم میں ایک شخص گیٹانو گیا کامنی اپنے مکان میں قیدی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ کیونکہ حال ہی میں اس نے لاٹری کے ذریعے ایک لاکھ پونڈ حاصل کئے ہیں۔ اگر وہ مکان سے باہر نکلے۔ تو لوگ اس سے کچھ وصول کرنے کی غرض سے ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑ جائیں۔ اس کے ہاں ملاقاتیوں کا تانتا لگا رہتا ہے۔ اور سارا سارا دن ٹیلیفون کی گھنٹی بجتی رہتی ہے ٭

خبریں اور نوٹ

استنبول۔ ترکی، ایران اور عراق کی حکومتوں میں ایک معاہدہ طے کرنے کی غرض سے گفت و شنید جاری ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ عنقریب ہی ہرسہ ممالک اس معاہدہ کے مسودہ پر دستخط کردیں گے۔ اس معاہدہ کی اہم ترین شرط یہ ہوگی۔ کہ یہ تینوں ممالک بوقت ضرورت ایک دوسرے کی امداد کریں گے ۰

استنبول۔ ۳۰ جون۔ ترکی حکومت نے اپنی دفاعی تجاویز کو عملی جامہ پہنانا شروع کردیا ہے۔ کارخانوں میں ۲۴ گھنٹے کام ہوتا ہے۔ اور مزدوروں کو سہ گنی اُجرتیں دی جارہی ہیں۔ حکام اور وزراء دیہاتوں اور شہروں کا دورہ کر رہے ہیں۔ اور عوام کو جدید آلاتِ جنگ سے آگاہ کیا جارہا ہے۔ ترکی کی دفاعی تدابیر سے بلغاریہ میں سخت ہیجان پیدا ہوگیا ہے۰

بغداد عراق کے نوجوانوں نے ایک جلسہ کرکے اپنے مصیبت زدہ فلسطینی بھائیوں کے لئے ہمدردی کی تجویز بالاتفاق پاس کی ہے۔ اور برطانوی سفیر کو اس تجویز کی اطلاع کردی ہے معلوم ہوا ہے کہ معززین عراق کا ایک وفد بھی برطانوی سفیر سے اس بارہ میں ملاقات کرچکا ہے ۰

قاہرہ۔ ملک کے اخبارات نے یہ خبر شائع کی تھی۔ کہ ملک فیصل مرحوم کی صاحبزادی نے ایک اطالوی سے شادی کرلی ہے۔ مگر جریدہ البلاغ کو بغداد سے بذریعہ ٹیلیفون معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ خبر غلط ہے۔ جس لڑکی نے اطالوی سے شادی کی ہے۔ وہ ملک فیصل کی صاحبزادی کی خادمہ ہے۔ اور اس کا نام طنزہ ہے ۰

معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت مصر اور حکومت ترکی کے درمیان عدم اقدامات جارحانہ کے متعلق ایک معاہدہ پر دستخط ہونے والے ہیں۔ حکومت مصر کا نیا وزیر اعظم نحاس پاشا مصطفےٰ کمال پاشا کا بڑا مداح ہے ۰

فلسطین کی مجلس علماء نے مسلمانان ہندوستان کے نام ایک اپیل شائع کی ہے۔ کہ مسلمانان فلسطین خونچکاں حالت میں ہندوستان کے مسلمان بھائیوں سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ ہندوستان کے مسلمان مسلمانان فلسطین کی فوری امداد کریں۔ اور حکومتِ برطانیہ کے سامنے پر زور عرضداشت پیش کریں ۰

القدس۔ ۲۸ جون۔ یہاں بعض عربوں نے فوجیوں پر پتھر پھینکے۔ اور فوجیوں نے ان پر گولیاں برسائیں۔ جس سے چند آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ عربوں نے ایک تھانہ کو تباہ کرنے کے لئے بم پھینکا۔ پولیس نے متعدد آدمیوں کو گرفتار کیا ہے ۰

قاہرہ (ڈاک کے ذریعے) سرکاری طور پر

اعلان ہوا ہے۔ کہ شاہ فاروق کی نسبت شریف صابری پاشا کی دختر فرخندہ اختر کے ساتھ قرار پاگئی ہے ٭

کابل۔ (ہوائی ڈاک کے ذریعے) اعلیحضرت محمد ظاہر شاہ بادشاہ دولتِ خداداد افغانستان نے حکومتِ افغانستان کو چار لاکھ روپیہ افغانی موجودہ تعلیمی اور طبی درس گاہوں کی امداد اور مزید درسگاہیں قائم کرنے کے لئے عطا فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں اعلیحضرت کی والدہ محترمہ نے بھی ایک لاکھ بیس ہزار افغانی روپے عطا فرمائے ہیں۔ ہر دو عطیات سے پیشتر افغان نیشنل بنک نے اسی غرض کے لئے ایک لاکھ ستر ہزار افغانی روپے وقف کر دئے تھے ٭

کابل کی خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ افغان نیشنل بنک کابل نے فوج اور ہوائی فوج کی تنظیم اور تعلیمات نیز صفائی کی حالت درست کرنے کے لئے تین لاکھ روپیہ بطور قرضِ حسنہ حکومت کے پیش کیا ہے ٭

لندن کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ گائیکواڑ آف بڑودہ اور مہاراجگان جے پور۔ راج پیپلا اور تری پورہ کو ملک معظم نے قصر بکنگھم میں شرف ملاقات بخشا ٭

لندن۔ ۲۹ ؍ جون۔ حبشی سفارت خانہ کا بیان ہے۔ کہ لیگ اسمبلی میں جانے والے مندوبین کی سیادت خود شاہ نجاشی کریں گے ٭

لندن۔ (ڈاک کے ذریعے) معلوم ہوا ہے کہ ملک معظم کی تاجپوشی کے سلسلہ میں شاہی دربار موسم گرما میں منعقد ہوگا۔ اور اس کے متعلق وائسرائے ہند ایک اعلان کریں گے۔ حکومت ہند کی طرف سے زور دیا جا رہا ہے۔ کہ دربار کے موقع پر ہندوستان کے سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا جائے۔

لندن (ڈاک کے ذریعے) ہندوستان میں جدید آئین کے ماتحت صوبائی خود مختاری یکم اپریل ۱۹۳۷ء سے نافذ ہو جائے گی۔ فیڈریشن کے متعلق والیان ریاست سے گفت و شنید ہو رہی ہے ٭

لندن۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ شاہ نجاشی کو ایک انگریزی فلم میں کام کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ سکیم یہ ہے کہ ایک فلم تیار کی جائے۔ جس میں شہنشاہ حبشہ کی زندگی اور فرار ہونے کے واقعات کی تصویریں دکھلائی جائیں۔ فلم ساز کمپنی کا ڈائرکٹر شاہ نجاشی سے اس معاملہ میں خط و کتابت کر رہا ہے ٭

لندن۔ ۲۸ ؍ جون۔ لندن میں کل سے برطانوی جنگی جہازوں کی آزمائشی جنگ ہو رہی ہے جسے لاکھوں کی تعداد میں تماشائی دیکھ رہے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ برطانوی بم گرانے والے ہوائی جہاز دنیا بھر کے ہوائی جہازوں سے تیز اور سبک ترین ہیں ٭

برلن۔ جرمنی میں حال ہی میں ایک نیشنل کی

ریل گاڑی بنائی گئی ہے۔ اس کا اوپر کا حصہ بالکل شیشے کا ہے۔ یہ گاڑی پہاڑی علاقوں میں مسافروں کے لیئے ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھی جائیگی۔ یہ تیسری جدت ہے جو جرمن انجینیروں نے ریل گاڑیوں میں کی ہے۔

روما۔ ۲۰ر جون۔ حبش کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ حبشی سردار جنہوں نے اٹلی کے خلاف شاہ حبش کو مدد دی تھی سخت مصیبتوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ بہت سے سردار جلا وطن کر دیئے گئے ہیں۔

ادیس ابابا۔ ۳۰ر جون۔ جنرل گیلوسو کی زیر قیادت اطالوی دستہ نے ۲۷ جون کو کینیا کے نزدیک سرحد پر قبضہ کر لیا ہے۔ میگا ایک اہم مقام ہے۔ اور یہاں سے جیا اور ادیس ابابا کو قافلے جاتے ہیں۔ اس علاقہ پر قبضہ کرنے سے کینیا سے حبش آنے والے سامان کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔

وی آنا۔ آسٹریا میں ۱۸ سال کے بعد پھر جبریہ بھرتی کا اعلان کر دیا گیا ہے ۱۹۱۵ء میں پیدا ہونے والے مردوں کا فوج میں بھرتی ہونا لازمی قرار پایا ہے۔

جینوا۔ ۲۸ر جون شاہ نجاشی نے مجلس اقوام کو ایک یادداشت بھیجی ہے جس میں مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ مغربی حبشہ میں عارضی حکومت کو تسلیم کر لیا جائے۔ اور اسلحہ اور روپیہ بھی دیا جائے تاکہ حبشہ کی آزادی اور خود مختاری دوبارہ مستحکم ہو سکے۔

علی گڑھ کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی گولڈن جوبلی منانے کے لیئے سرگرمی سے تیاریاں ہو رہی ہیں۔ جو کرسمس کے ہفتہ میں منائی جائے گی۔ جوبلی کمیٹی نے مسئلہ تعلیم مسلمانان ہند پر انعامی مضامین لکھوانے کا فیصلہ کیا ہے۔ بہترین مضمون نگاروں کو اول، دوم اور سوم درجہ کے مضامین کے لیئے بہ ترتیب پانچ سو۔ تین سو اور دو سو روپیہ دیئے جائیں گے۔ مضامین پندرہ اکتوبر تک لیئے جائیں گے مضمون نگاروں کی رہنمائی کے لیئے فہرست سوالات زیر ترتیب ہے۔ مضامین اردو اور انگریزی میں بھی ہونگے

لکھنؤ۔ یو۔پی کی حکومت کا اعلان مظہر ہے۔ کہ وکیم پین فیکٹریوں کے لیئے جولائی ۱۹۳۶ء کے پہلے نصف حصہ کے دوران میں جو گنا خریدا جائے گا۔ اس کی قیمت کم از کم پانچ آنہ فی من ہوگی۔

حیدر آباد دکن کے فرماں روائے از راہ فراست و ہمدردی رعایا حیدر آباد کے اُن تمام سنیماؤں کو حکماً بند کر دیا ہے۔ جو آتش زدگی کے خطرات سے محفوظ نہیں تھے۔

لاہور۔ ۳۰ر جون کل شام آٹھ بج کر ۵ منٹ پر لاہور میں زلزلے کے جھٹکے محسوس کیئے گئے۔

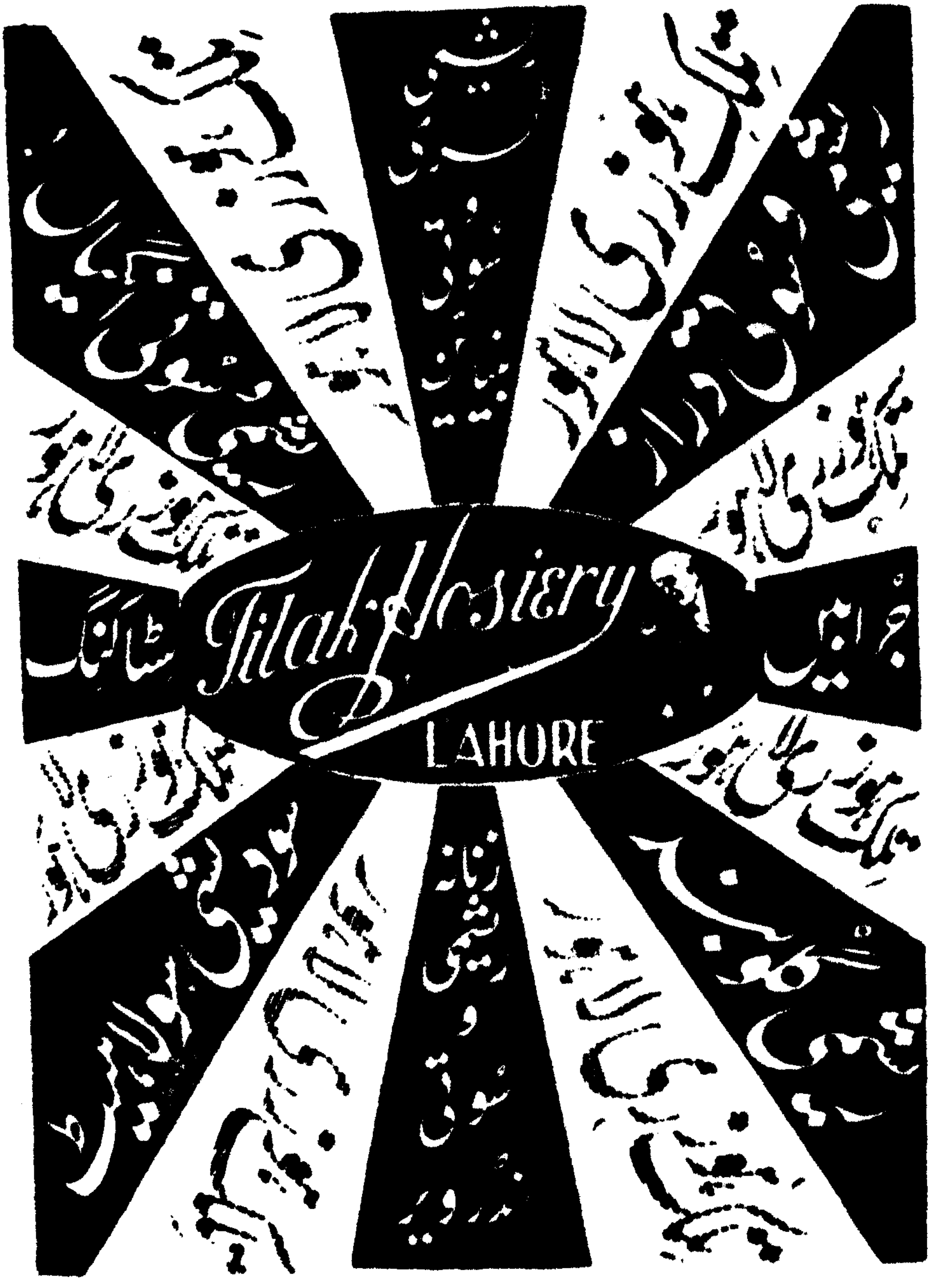
یہ جھٹکے ایک منٹ اور آٹھ سیکنڈ تک رہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ کوچہ بیلی رام میں ایک مکان زلزلہ کی وجہ سے گر پڑا۔ اور کئی آدمی خوف سے مکانوں سے باہر نکل آئے۔ اس زلزلہ کی خبریں شیخوپورہ۔ پشاور۔ نوشہرہ۔ امرتسر۔ سری نگر۔ راولپنڈی۔ لائل پور۔ فیروز پور۔ جنڈیالہ سے موصول ہو چکی ہیں ٭

کولمبو۔ ۲۹ر جون۔ انجمن خواتین سیلون کی مجلس انتظامیہ کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ انہیں سول سروس میں بطور ملازم منتخب ہونے کا موقع دیا جائے ٭ مجالس آئین ساز اور بلدیات میں حقوق نمائندگی عورتوں کو پہلے ہی سے حاصل ہیں ٭ معلوم ہوا ہے۔ کہ مہاراجہ کوچین نے مندروں کے لئے عورتیں وقف کرنے کی رسم کو قانوناً بند کر دیا ہے ٭

نئی دہلی۔ ۲۸ر جون۔ کل صبح کی بارش کے بعد گزشتہ شب پھر زبردست بارش ہوئی۔ جو ۹ انچ تھی۔ یعنی ۲۴ گھنٹہ میں ۱۵۔۱۳ انچ بارش ہوئی۔ جس سے دہلی کے لئے ایک ریکارڈ قائم ہو گیا ہے۔ نئی اور پرانی دہلی میں ہر جگہ پانی ہی پانی نظر آتا ہے۔ منٹو روڈ کے پل کے نیچے تقریباً ۲۰ فٹ پانی جمع ہے بہت سے کچے مکانات اور جھونپڑیاں طوفان باد و باران سے گر گئیں۔ اور زیرین علاقہ کے لوگ جہاں پانی کے نکالنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ سخت مشکلات میں مبتلا ہیں۔ شہر کی شاہی فصیل کو بھی کافی نقصان پہنچا ہے ٭ اشخاص کے زخمی ہونے کی اطلاع ملی ہے۔

کراچی۔ ۳۰ر جون۔ کل شام ڈرگ روڈ پر جو شہر سے آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور اس کے متصل ہوائی مستقر کی عمارتیں بھی واقع ہیں سخت طوفان باد آیا۔ ایس۔ ڈی۔ ایس کے دفاتر اور دیگر عمارتوں کو سخت نقصان پہنچا۔ مکانات کی چھتیں اُڑ گئیں ٹیلیفون الیکٹرک اور لالٹینوں کے کھمبے گر گئے۔ درخت اُکھڑ کر دُور جا پڑے۔ ایک ٹینس کورٹ کی چار دیواری جو سیمنٹ کی بنی ہوئی تھی۔ زمین کے برابر ہو گئی۔ ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ نقصان کا اندازہ ہے۔ ایسا طوفان ۲۵ سال کے اندر نہیں آیا ٭

شاہجہان پور کا ایک پیغام مظہر ہے کہ کثرت باران سے دریائے ویدھا اور گمناٹ میں طوفان آگیا ہے جس سے سینکڑوں آدمی بے خانمان ہو گئے۔ متعدد جانیں بھی ضائع ہو گئیں۔ مال و اسباب کا نقصان بے اندازہ بیان کیا جاتا ہے۔ حکام کی طرف سے ہر ممکن امداد بہم پہنچائی جا رہی ہے۔ ریلوے لائن بھی دو مقام پر خراب ہو گئی ہے ٭


Tilak Hosiery
LAHORE

بعدالت رائے سورج بھان صاحب بی اے ایل ایل بی منصف کوئٹہ

بمقدمہ فرم سندرداس سوبھراج بذریعہ سوبھراج ولد سندرداس بذریعہ وزیر چند مختار عام کوئٹہ مدعا

بنام ماسماۃ پاربتی بیوہ ہرنام سنگھ و ماسماۃ پھمی بیوہ سیوارام قوم ہندو ساکنان کوئٹہ مدعا علیہم

دعوے مبلغ معہ سود -/6/637 علاوہ خرچہ مقدمہ

مقدمہ مندرجہ صدر میں مدعا علیہم روپوش ہیں۔ اور باوجود تلاش کے کچھ پتہ مدعا علیہم کا نہیں ملا۔ اور دیدہ ودانستہ تعمیل سمنات سے گریز کرتی ہیں۔ اس لئے یہ اشتہار دیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہم صدر بتاریخ ۲۴ جولائی ۱۹۳۶ء بوقت ۱۱ بجے دن کے اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ نہیں کریں گی تو بموجب آرڈر نمبر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی تجویز مقدمہ یکطرفہ عمل میں آئے گی۔

دستخط اور مہر عدالت سے آج بتاریخ ۹ جون ۱۹۳۶ء جاری ہوا۔

دستخط حاکم — مہر عدالت

سیاحت کشمیر چار مختلف طریقوں سے

مندرجہ ذیل اسٹیشنوں سے سری نگر (کشمیر) کے
واپسی ٹکٹ براہ راولپنڈی یا براہ جموں چار متبادل
اسکیموں اے۔ بی۔ سی۔ ڈی کے ماتحت جاری کئے
جا رہے ہیں۔ یہ سفر ریل اور موٹر کے ذریعے طے ہوگا۔

لاہور۔ دہلی۔ کراچی شہر اور چھاؤنی۔
حیدرآباد (سندھ)۔ ملتان شہر اور چھاؤنی۔
میرٹھ شہر اور چھاؤنی۔ انبالہ شہر اور چھاؤنی۔
لدھیانہ۔ امرتسر۔ کوہاٹ چھاؤنی۔ پشاور
شہر اور چھاؤنی۔ سکھر اور فیروزپور چھاؤنی۔
نوشہرہ جنکشن سے صرف اسکیم اے کے ماتحت
ٹکٹ جاری کئے جائیں گے۔

یہ ٹکٹ واپسی سفر کی تکمیل کے لئے اے
بی۔ سی اسکیموں کے تحت ڈھائی ماہ تک اور
ڈی سکیم کے ماتحت پندرہ یوم تک کارآمد
ہو سکیں گے۔

ٹکٹ کی میعاد اس دن سے شمار ہوگی۔ جس
دن ٹکٹ جاری کئے جائیں گے۔ لیکن یہ میعاد ہر
صورت میں ۱۰ دسمبر کی نصف شب تک ہوگی۔
بارہ سال سے کم عمر کے بچوں کے لئے شرح ٹکٹ
میں خاص رعایت ہوگی۔

تفصیلات کے لئے ایجنٹ نارتھ ویسٹرن
ریلوے لاہور سے خط وکتابت کریں۔

بھارت انشورنس کمپنی لمیٹڈ

قایم شدہ ۱۸۹۶ء

اپنے انتظامات اور پالیسی پر بخوبی نظرثانی کے بعد پھر رہنمائی کرتی ہے

نئے ڈائرکٹریٹ کا تقرر۔ اب بورڈ مندرجہ ذیل اصحاب پر مشتمل ہے

۱۔ رائے بہادر بدامرن (چیئرمین) رئیس اینڈ لینڈلارڈ لاہور

۲۔ دیوان رام لال گورنمنٹ ایڈووکیٹ پنجاب لاہور

۳۔ خواجہ نذیر احمد بارایٹ لا اسپیشل فنشل ریسیور پنجاب

۴۔ لالہ شام لال ایم اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ لاہور

۵۔ سردار امر سنگھ رئیس اینڈ لینڈلارڈ امرتسر

مسٹر بی۔ ڈی۔ کھوسلہ ایم۔ اے

جو لکشمی اور نیو انڈیا میں امتیازی شہرت حاصل کر چکے ہیں اور بیمہ زندگی کے میدان میں ایک شہسوار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کے **منیجر** مقرر ہوئے ہیں۔

اب پالیسی ہولڈران کو اپنا ڈائرکٹر منتخب کر کے کمپنی بذات خود معاملات ڈائرکٹروں میں براہ راست دخل دینے کا حق حاصل ہوگا۔ ڈائرکٹران کو یا کسی ایسی فرم کو جس میں کسی ڈائرکٹر کا تعلق ہو کسی قسم کا کوئی قرضہ نہیں دیا جائے گا۔ کسی ڈائرکٹر کے کسی بھی رشتہ دار کو ملازم نہیں رکھا جائے گا۔

چیئرمین کے ساتھ بخوشی تمام کمپنی کے کاروبار سے تعلق رکھنے والے معاملات میں کاروباری ایام میں صبح ساڑھے دس بجے سے لیکر ساڑھے بارہ بجے دوپہر تک عوام کو ملاقات کی اجازت حاصل ہے۔

صدر دفتر اور شاخہائے سرے سے منظم کی جائیں گی۔ ہندوستان بھر میں نئی شاخیں کھولی جائیں گی۔

ایجنٹوں۔ انسپکٹروں اور سیکرٹریوں کے تقرر میں اور بھی اضافہ کیا جائیگا

اب

بھارت میں بیمہ کرائیں

سید حمید علی پرنٹر و پبلشر نے مسلم پرنٹنگ پریس ہیرا منڈی میں چھپوا کر دارالاشاعت پنجاب لاہور سے شائع کیا۔ ایڈیٹر سید امتیاز علی تاج

خوشنمائی اور

کیلئے

الیزبتھ آرڈن

کے تیار کردہ

مرکبات آرائش جمال اور سنگار کے سامان

استعمال کیجئے

یہ اصلی اور سائنٹیفک مرکبات ہیں جو جلد کے تمام فطری خواص و افعال کو قوت اور مدد پہنچاتے ہیں اور اعصاب کو بدرجہ کمال صحیح و تندرست رکھتے ہیں۔ جس سے آپ خوبصورت اور پرکشش بن جاتے ہیں۔ الیزبتھ آرڈن کا طریقہ علاج نہایت معمولی اور آسان ہے:

۱۔ وینیشین کلینزنگ کریم یعنی مصفی کریم کے ذریعہ جلد کی صفائی +

۲۔ آرڈینا سکن ٹانک یعنی مرکب خاص مقوی جلد کے ذریعہ جلد کی کساوٹ +

۳۔ ... جلد کی غذا یا نفیس و لطیف آرڈینا ویلوا کریم کے ذریعہ جلد کی حفاظت و پرورش +

انہیں تین اصولوں پر جو جلد کی تمام ضروریات بہم پہنچاتے ہیں عمل کرنا، جلد کی حفاظت و صحت کے لئے آپ کا روزمرہ کا معمول ہونا چاہئے +



الیزبتھ آرڈن

کے

وینیشین ٹوائلٹ پریپریشنز

[مرکبات آرائش جمال]

ملنے کا پتہ

جگت سنگھ کیمسٹ دی مال لاہور

Regd. L. No. 61.

تہذیب النسواں

۱۳۱۵

جسے
محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلما مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم
نے
سنہ ۱۸۹۸ء میں جاری کیا
چندہ سالانہ مع محصول ڈاک ۵ روپے

جلد ۳۹	لاہور۔ ہفتہ ۱۱ جولائی سنہ ۱۹۳۶ء	نمبر ۲۸

تہذیب نسواں

لاہور ہفتہ ۲۱ ربیع الآخر سنہ ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

نارتھ ویسٹرن ریلوے

مری کے سفر میں رعایتیں

مندرجہ ذیل اسٹیشنوں سے مری کے اول۔ دوم۔ درمیانہ اور تیسرے درجے کے واپسی ٹکٹ جاری کئے جائیں گے۔ سفر براہ راولپنڈی ریل اور موٹر کے ذریعے طے کیا جائے گا۔

بنوں۔ کیمبل پور۔ حسن ابدال۔ حویلیاں۔ کوہاٹ چھاؤنی۔ لاہور۔ مردان۔ نوشہرہ۔ پشاور شہر اور چھاؤنی۔ رسالپور اور ٹیکسلا۔

یہ ٹکٹ واپسی سفر کی تکمیل کے لئے اڑھائی ماہ تک کارآمد ہوں گے۔ ٹکٹ کی میعاد اس دن سے شمار ہوگی جس دن ٹکٹ جاری کئے جائیں۔ لیکن یہ میعاد ہر صورت میں ۳۰ دسمبر کی نصف شب تک ہوگی۔ بارہ سال سے کم عمر کے بچوں کے لئے شرح ٹکٹ میں خاص رعایت ہوگی۔

تفصیلات کے لئے ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور سے خط و کتابت کریں۔

بچے کی تندرستی

اس میں بچے کی پیدائش سے لے کر بڑے ہونے تک کے حالات کے متعلق حفظ صحت کی ضروری تدبیریں درج ہیں۔ قیمت ۸ ر

پتہ:۔ دفتر تہذیب نسواں۔ لاہور

ضرورت ہے

ایم بی گرلز مڈل اسکول وزیرآباد کے لئے انٹرنس یا جے۔ اے۔ وی ہیڈ معلمہ ضرورت ہے۔ تنخواہ مبلغ چالیس روپے ماہوار۔ پراویڈنٹ فنڈ کی رعایت بھی ہے۔ درخواستیں مع نقول اسناد یکم اگست ۲۶ جولائی ۱۹۳۶ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔

سکرٹری میونسپل کمیٹی وزیرآباد

زنانہ کتابیں

روشنک بیگم

ایک ہندوستانی معزز خاندان کے حالات نہایت دلچسپ ناول کے پیرایہ میں۔ پرانے اور نئے خیالات کا مقابلہ۔ قیمت ۱۲ ر ۱۰ پائی

اختر النساء بیگم

ایک تعلیم یافتہ سگھڑ لڑکی کا قصہ۔ جو اپنے باپ کی بے پروائی اور سوتیلی ماں کی دشمنی سے بڑی جگہ بیاہی گئی۔ [illegible] پائی

زہرہ بیگم

ایک تعلیم یافتہ متمول خاندان کی لڑکی کا افسانہ۔ ۱۲ ر

پتہ:۔ دفتر تہذیب نسواں۔ لاہور

مغل بیگمات کی سواریاں

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر غازی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ سلطنت میں فرانس سے ایک مشہور سیاح ڈاکٹر برنیر ہندوستان آیا تھا۔ اس نے کئی سال دہلی میں قیام کیا۔ اور چشم دید حالات کو صحت و اجمال سے قلمبند کیا۔ ڈاکٹر موصوف نے شاہی بیگمات کی سواریوں کی جو تصویر کھینچی ہے واقعی اس قابل ہے۔ کہ میں اپنی تہذیبی بہنوں کے سامنے پیش کروں۔

شہزادیاں اور محل کی بڑی بڑی بیگمیں بھی کئی قسم کی سواریوں میں چلتی ہیں۔ جن میں سے کسی کو تو چوڈول پسند ہے۔ جس کو کہار اٹھاتے ہیں اور تخت رواں سا ہوتا ہے۔ اور جس پر ملمع اور روغن کاری کا نفیس کام بنا ہوا ہوتا ہے۔ اس پر رنگ برنگ کے ریشمی خوشنما ٹوپ پڑے رہتے ہیں۔ اور کرن اور زری کی جھالریں اور خوب صورت کلابتون کے حسین پھندنے ٹکے ہوئے لگاتے ہیں۔ اور بعض بیگمیں عمدہ عمدہ پالکیوں میں جو چوڈولوں کی طرح خوب آراستہ پیراستہ ہوتی ہیں۔ سوار ہوتی ہیں۔ اور بعض شہزادیاں بڑے بڑے محلوں میں جو دراز ڈیل ہاتھیوں کے بیچ میں معلق ہوتے ہیں۔ پسند کرتی ہیں۔ چنانچہ میں نے روشن آرا بیگم کو محل میں سوار دیکھا۔ محل کے آگے کی جانب جو کھلی ہوئی تھی۔ ایک نوجوان خوش لباس لونڈی بیٹھی ہوئی مور چھل کر رہی تھی۔ اکثر بیگمیں ہاتھیوں پر بھی سوار ہوتی ہیں۔ جن پر بڑے بڑے چاندی کے گھنٹے پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور ان کی جھولیں زرق برق اور بیش قیمت کپڑے کی ہوتی ہیں۔ اور ان پر کارچوبی کام بنا ہوتا ہے۔ یہ حسین اور ممتاز بیگمیں جو سرکار کہلاتی ہیں۔ اپنے اپنے میگھ ڈمبر میں بیٹھی ہوئی یوں دکھائی دیتی ہیں۔ گویا ہوا میں پریاں اڑی جاتی ہیں۔

ہر ایک میگھ ڈمبر میں آٹھ عورتیں بیٹھ سکتی ہیں چار ایک طرف اور چار دوسری طرف۔ اور میگھ ڈمبر کے ہر ایک خانے پر ریشمی جالی کا غلاف پڑا ہوا ہوتا ہے۔ اور چوڈول اور تخت رواں کی شان شوکت اور زرق برق سے کسی طرح کم نہیں ہوتا۔ ان بیگمات کی سواریوں کا تجمل اور شاہانہ حشم اس قدر دلچسپ اور باثر ہوتا ہے۔ جس سے شاہان مغل کا دبدبہ و جلال ٹپکا پڑتا ہے۔ ممکن نہیں کہ انسان ایک بار دیکھ کر اسے دوبارہ دیکھنے کی آرزو نہ کرے۔ چنانچہ آپ اپنے خیال کو خواہ کیسی ہی وسعت و کشادگی دیجئے۔ مگر روشن آرا بیگم کی سواری سے زیادہ کوئی دلچسپ اور اعلیٰ درجے کا منظر آپ کو نظر نہ آئے گا۔ یہ بیگم پیگو کے ایک نہایت عمدہ اور [illegible] پر ایسے میگھ ڈمبر میں سوار ہوتی ہے۔ جس کی سنہری اور لاجوردی رنگتوں کی [illegible] اور ایسی پردوں کی آب و تاب قابل دید

اس کے ہاتھی کے پیچھے پانچ چھ اور ہاتھی چلتے ہیں۔ جن پر غوامیں اور جگمگ مرزع عورتیں چلتی ہیں۔ ان کے میگھ ڈمبر بھی کم و بیش ایسے ہی ذی شان ہوتے ہیں۔

شاہزادی کے قریب بڑے بڑے اور خاص خاص خواجہ سرا بھاری بھاری پوشاکیں زیب تن کئے نفیس راہواروں پر سوار۔ ہاتھوں میں چھڑیاں لئے چلتے ہیں۔ جن پر سونے چاندی کی موٹھیں لگی ہوئی ہوتی ہیں۔ شہزادی کے ہاتھی کے اردگرد ایک رسالہ کشمیری اور تاتاری عورتوں کا ہوتا ہے۔ جن کو حبوبیا اور قماقنیاں کہتے ہیں۔ یہ بڑے بناؤ سنگار کئے ہوئے خوبصورت اور باد پا گھوڑوں پر سوار ہوتی ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے خواجہ سرا گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ ایک بڑی بھیڑ پیدل خادموں کی ہوتی ہے۔ جو ہاتھوں میں بڑی بڑی چھڑیاں لئے شہزادی کی سواری کے دائیں بائیں بہت دور آگے اس غرض سے چلتے ہیں۔ کہ راستے کو صاف اور کھلا رکھیں۔ اور ہر شخص کو جو سامنے آئے ہٹا دیں۔

روشن آرا بیگم کی سواری کے ساتھ ہی محل کی بڑی بیگم کی سواری نمودار ہوتی ہے۔ اور قریب قریب یہی سب تکلفات اس میں بھی ہوتے ہیں۔ غرض کہ اس طرح بڑی بڑی پندرہ سولہ بیگمیں اس تزک و احتشام اور کر و فر کے ساتھ جو ان کے مرتبہ، مشاہرہ اور منصب کی مناسبت سے کم زیادہ ہوتی ہے۔ گویا ہیں۔ ان ساٹھ ستر ہاتھیوں کا کول تول کرتا اور میگھ ڈمبروں کی آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی چمک دمک۔ نہایت خوش لباس اور بے شمار اور خدم و حشم کا انبوہ کثیر واقعی دیکھنے والے کے دل پر شاہی شان و شوکت کا عجیب اثر ڈالتا ہے اور اگر میں ان سب نظر فریب سامانوں کو فلسفیانہ بے اعتنائی سے نہ دیکھتا۔ تو بیشک میں بھی ہندوؤں کی طرح یہ کہتا۔ کہ یہ شہزادیاں نہیں۔ بلکہ دیویاں ہیں۔ جو ہاتھیوں پر میگھ ڈمبروں میں بیٹھی ہوئی خلائق کی نظروں سے پوشیدہ جا رہی ہیں۔

(سفرنامہ ڈاکٹر برنیر) بیگم شارق قلعہ گوالیار

مسٹر نوگوچی کے خیالات

- (سلسلے کے لئے دیکھو تہذیب صفحہ ۶۳۲)

ہندوستان کے لیڈر اور دیگر ہمدردان قوم ہندوستان کی آزادی کے لئے ایڑیاں رگڑ رہے ہیں۔ اور مجھ سمیت ہر ہندوستانی کی خواہش ہے۔ کہ جلد سے جلد سوراج مل جائے۔ مگر کوئی پوچھے۔ کہ ہم ہیں کس قابل؟ پہلے امن اور انصاف کے لئے تیار ہو جائیں اور غرباکو سوراج دیدیں۔ تب ہمیں بھی اپنے لئے سوراج کی طلب زیبا ہے۔ حالت یہ کچھ ہے۔ کہ آپس میں شب و روز نئے نئے قسم کے جھگڑے ہوتے

سلہ ٥٥ ۔ میگھ ڈمبر روغن کاری اور ملمع کا ایک چھوٹا سا چوبی بنگلہ مربع شکل کا سمجھنا چاہئے۔

رہتے ہیں۔ مسلمان ہندو کو اور ہندو مسلمان کو کھاتے جاتا ہے کسی کی سمجھ میں یہ نہیں آتا۔ کہ سب ایک ملک کے باشندے اور بھائی بھائی ہیں۔ روز مرہ مذہبی جھگڑوں پر قتل وغارت ہوا کرتا ہے۔ مزدور غریب پر گدھوں کا بل بھر مار رہے ہیں۔ اور سوراج سوراج پکار رہے ہیں۔ ہمارے آپس کے جھگڑے اور ایک دوسرے سے سلوک کا حال گورنمنٹ کو خوب معلوم ہے۔ اور وہ سمجھتی ہے۔ کہ یہ سوراج کے قابل نہیں ہیں۔ غریبوں سے کسی کو ہمدردی نہیں۔ مہینے کے مہینے ہزاروں کی ڈھیری پانے والے کام کش [illegible] سے کب واقف ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ اگر آپ دماغی محنت کرتے ہیں۔ تو غریب مزدور جسمانی۔ مانا کہ دونوں کی محنت میں فرق ہے اور اس کی بناپر آمدنی ہیں۔ مگر نہ اس قدر جیسا کہ ہم نے کر رکھا ہے۔ ہزاروں کی تنخواہ پانے والے خدا کے ہاں کیا منہ دکھائیں گے۔ کہ یہ دوسروں کا حق کاٹ کاٹ کر اپنے گھر بھر رہے ہیں۔ اور انہیں کے ملک کے بھائی بہن نان شبینہ کو ترستے ہیں؟

مولوی صاحبان وعظ میں بیان کرتے ہیں۔ پڑوس کا بڑا حق ہے۔ اگر کوئی پڑوس میں فاقہ سے ہو۔ تو اپنے گھر کا کھانا حرام ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ پڑوسی کی مدد کرو۔ ہندوستان میں ہزاروں لاکھوں خاندان افلاس کی مصیبت میں مبتلا ہیں۔ کیا ان کے ملک کے امرا کا یہ فرض نہیں ہے۔ کہ انہیں کاروبار سے لگائیں۔ اور ان کی مدد کریں۔ مگر یہ جبھی ہو سکتا ہے۔ کہ ہزاروں کی تنخواہوں میں کمی ہو۔ اور وہ روپیہ پبلک کاموں میں صرف ہو۔ بات یہ ہے۔ کہ ہمارے لیڈر اور امراء کو تو ہماری مطلق پروا نہیں۔ یہ کام پبلک اسپرٹ سے ہوا کرتے ہیں۔ سو خیر سے پبلک ایسی جاہل اور کندۂ ناتراش ہے۔ کہ اسے اپنی تکلیف پر صحیح چیخ پکار کرنی نہیں آتی۔ ورنہ کیا مجال کہ امرا یوں دن عید رات شب برات منائیں۔ اب ایک راستہ ہے اور وہ یہ کہ جن متوسط الحال لوگوں میں تعلیم اور سمجھ ہے۔ ان کا فرض ہے۔ اور وقت کا تقاضہ ہے۔ کہ امراء کے دروازوں کو کھٹکھٹائیں۔ اور غربا کی بہتر ان کے گھروں میں گھس بیٹھیں۔ کہ کسی طرح ان کا تن ڈھکے اور پیٹ بھرے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ امراء کی دولت غرباء میں تقسیم کر دینی چاہئے۔ مزدوروں کی مزدوری میں اضافہ نہایت ضروری ہے۔ کہ یہ غریب اپنے بال بچے آرام سے پال سکیں۔ اور ان کا شمار ملک کی شائستہ آبادی میں ہونے لگے۔

میری تعلیم یافتہ روشن خیال۔ ایماندار ملک و قوم سے محبت وہمدردی رکھنے والی بہنیں خدا کے لئے اسمبلی کے ممبروں پر زور ڈالیں۔ کہ پرائمری جبری تعلیم ملک کے ہر حصے میں بلا امتیاز ذات پات جلد جلد جاری ہو جائے۔ اور غرباء کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ بے روزگاروں کے لئے کوئی کام نکالیں جس میں ملک کے نوجوان محنت سے پیسہ کما سکیں۔

بابا پانی نوم کے مطالعہ نے میرے خیالات میں ایک عظیم انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ پہلے میں مسلمانوں

کو بقول مولویوں کے جنت کا ٹھیکہ دار سمجھتی تھی۔ کیونکہ ہمارے مولوی بھی درس دیتے ہیں۔ کہ جس نے نماز پڑھی۔ روزہ رکھی۔ کلمہ پڑھا۔ مرتے وقت توبہ تلا کرلی وہی جنت کا حق دار ہے۔ خدا کرے۔ کہ یوں ہی ہو۔ کیونکہ ہم سے بندگان خدا کی کوئی خدمت نہ ہوسکا مولویوں کا یہ بھی بیان ہے۔ کہ نیک آدمیوں کے لئے دنیا میں تکلیف ہے۔ اور اس تکلیف کا بدلہ عقبیٰ میں ملے گا۔ جس نے دنیا میں عیش و آرام سے گزاری اس کے لئے عقبیٰ میں تکلیف ہے۔ اب خدا کے بھید خدا ہی جانے۔ بقول شاعر ؎

حال عدم نہ کچھ کھلا گزری ہے رفتگاں پہ کیا۔
کوئی حقیقت آن کر کہتا نہیں بری بھلی۔

مگر عقل اس بات کے تسلیم کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ کہ صرف کلمہ پڑھنے اور نام کے مسلمان کہلانے سے انسان جنت جیسی نعمت عظمیٰ کا حقدار ہوجائے۔ خواہ وہ لوگوں کے حقوق سلب کرے۔ دغابازی کرے۔ مغرور بنے۔ ملک و قوم کو نقصان پہنچائے۔ غداری کرے۔ غرباء کو کچلے۔ یتیموں کا مال ہضم کرے۔ غرضکہ دنیا کے عیب کرے۔ مگر چونکہ نمازی ہے۔ اور مسلمان ہے۔ اس لئے جنت کا وارث ہے۔ مجھے اس میں تامل ہے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ نماز روزے کی جزا سزا کا دینے والا میں ہوں۔ مگر بندے کا گناہ جب تک بندہ معاف نہ کرے۔ میں نہ کروں گا۔ اب سمجھ لیجئے۔ کہ جنت کیسے لوگوں کو ملے گی۔ میں سمجھتی ہوں۔ جنت کا حق دار اس شخص کو ہونا چاہئے۔ جس کے دل میں رحم اور انصاف ہو۔ اور ہر انسان کو اپنا جیسا انسان سمجھے۔ دوسری کی تکلیف سے پھڑک اٹھے اور اس کا امکان بھر تدارک کرے۔ امیر غریب میں مساوات کا خیال رکھے۔ غربا کی دل شکنی سے پرہیز کرے۔ انسان کو جانور سے بدتر نہ سمجھے اس میں شک نہیں۔ کہ نماز کی پرسش سب سے پہلے ہے۔ مگر صرف نماز ادا کرنے سے کوئی شخص سیدھا جنت میں نہ جائے گا۔ میں قربان سرور دو عالم پر۔ آپ نے غربا کو عزیز رکھا ہے۔ اور ان کی بڑی حمایت کی ہے۔ امیر غریب کو ایک جماعت میں کھڑا کردیا۔ اس سے بڑھ کر مساوات کی اور کیا نظیر ہوسکتی ہے آپ نے کبھی امیروں کو غریبوں پر ترجیح نہیں دی۔ بلکہ ہمیشہ برابر سمجھا۔ اور امیروں کو غریبوں سے اچھا سلوک کرنے کی بار بار نصیحت فرمائی۔ کتنے مسلمان ہیں۔ جو آپ کی نصیحت پر عمل پیرا ہیں۔ مردوں سے زیادہ عورتوں میں نخوت ہے۔ غربا سے میل جول پسند نہیں کرتیں۔ یہ باتیں ہمیں جنت کا حقدار نہ بنائیں گی۔ میرا اپنا خیال ہے۔ کہ جس کی دنیا میں بری گزری۔ اس کی عاقبت پہلے خراب ہے۔ جس کی دنیا میں اچھی گزری۔ اس کی عقبیٰ درست ہے۔ ہماری دنیا جیسی کچھ گذر رہی خوب روشن ہے۔ اب ہمیں عقبیٰ سے بھی ہاتھ دھونے چاہئیں۔ بندہ امیدوار۔ شیطان ناامید۔ دل بہلانے

کی باتیں ہیں۔ ورنہ سب کچھ عمل پر منحصر ہے۔ غیر قوموں کے حالات سننے سے عموماً اور جاپانیوں کے مطالعہ سے خصوصاً ایسے خیالات میرے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ ہم کلمہ گو ضرور ہیں۔ مگر پیغمبر صاحب کی نصیحت پر عمل پیرا نہیں۔ اس لئے جنت ہم سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ جاپانی باوجود مسلمان نہ ہونے کے ہمارے رہبر کے بتلائے ہوئے راستے پر چل رہے ہیں۔ اور کچھ عجب نہیں۔ کہ جس نعمت پر ہم پھولے بیٹھے ہیں۔ وہ ہم سے چھین کر ان کو دے دی جائے۔

میرے دلی جذبات اس قدر بھڑک اُٹھے ہیں۔ کہ میں ان کو صفحات اخبار پر ظاہر کئے بغیر نہ رہ سکی۔ اس لئے میں اپنے محترم بھائیوں اور عزیز بہنوں سے التجا کرتی ہوں۔ کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے۔ وہ محض ایمانداری اور نیک نیتی پر مبنی ہے۔ میرا منشاء اپنے پیارے وطن اور اس کے باشندوں کی توہین کرنا نہیں ہے۔ بلکہ یہاں جو کچھ دیکھ رہی ہوں۔ اس نے مجبور کر دیا ہے۔ کہ اپنا زہر اگلوں۔ اور لوگوں کو سمجھاؤں۔ کہ شائستہ قوم کی یہ یہ نشانیاں ہوتی ہیں۔ اُمید ہے۔ کہ میری بہنیں میری لغزشوں پر چشم پوشی فرمائیں گی۔

مسز عباس از ٹوکیو

عبادت کے طریقے

کوئی بھی کام ہو۔ اگر وہ طریقے سے کیا جائے تو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور بے طریقے کوئی کام اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ چنانچہ عبادت کے بھی طریقے ہیں۔ لیکن اکثر لوگ ان سے ناواقف ہیں۔ بے طریقہ عبادت کرنے والوں نے عبادت کو بدنام کر رکھا ہے۔ اکثر غیر مذہب کے لوگ ایسی عبادت پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ اکثر بیویوں کی عادت ہے۔ کہ وہ باتیں بھی کرتی جاتی ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ تسبیح ہاتھ میں لے کھٹ کھٹ بھی کرتی رہتی ہیں۔ بعض تسبیح لئے گھومتی پھرتی ہیں۔ عبادت کی شرط حضوری قلب ہے۔ لیکن جب دل دنیاوی باتوں میں لگا ہو۔ تو حضوری قلب کی شرط کہاں رہی۔ تسبیح پڑھنا محض تسبیح کے دانے اِدھر سے اُدھر پھیرنا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایسی بے اطمینانی کی حالت میں لوگ عبادت کیسے کر لیتے ہیں۔ اور کس واعظ نے انہیں ایسی بے طریقہ عبادت کرنے کا فتویٰ دیا ہے۔ اکثر بیویاں نماز پڑھنے جب اُٹھتی ہیں۔ جب وقت تنگ ہو جاتا ہے۔ صبح دن چڑھے تک تو پڑی سوتی رہیں گی۔ پھر پلنگ سے اُٹھتے ہی کہنا شروع کریں گی۔ کہ نماز قضا ہو گئی۔ وقت تنگ ہے۔ پھر ایسی جلدی مچائیں گی۔ کہ خدا کی پناہ۔ دوسروں کو کام کرنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ پھر نماز بھی غلط سلط پڑھ کر

لیتی ہیں۔

بعض بیویوں کا وقت نماز میں تو کم صرف ہوتا ہے۔ لیکن اس کی دھوم کئی گھنٹے پہلے سے ہوتی ہے۔ بار بار ہر ایک سے کہتی ہیں۔ کہ مجھے نماز پڑھنے جانا ہے۔ دیر ہو جائے گی۔ اپنا سب کام جلدی جلدی کر کے نماز پڑھنے جاتی ہیں۔ لیکن وہ لاکھ جلدی کریں۔ وقت حسب معمول تنگ ہو ہی جاتا ہے۔ بعض بیویوں کو عبادت کا شوق اس قدر ہوتا ہے۔ کہ وہ گھر کا کوئی کام نہیں کرتیں۔ سارا دن مصلے پر گزرتا ہے۔ وہ کسی بات کا جواب ہی نہیں دیتیں۔ نہ نماز ختم ہوگی۔ نہ جواب دیں گی۔ کوئی ذمہ داری کا کام ان کے سپرد کیا جائے۔ تو وہ فوراً نماز کا عذر پیش کر کے اس کا ذمہ لینے سے انکار کر دیں گی۔ اور ضروری سے ضروری کاموں کو بھی فضول سمجھ کر چھوڑ دیں گی۔

روزہ رکھنے والی خواتین کا یہ حال ہے۔ کہ وہ تمام دن آرام کرتی ہیں۔ گویا روزہ رکھ کر وہ دنیا کے سارے کاموں سے سبکدوش ہو گئیں۔ اگر کچھ کام کرتی بھی ہیں۔ تو وہ مزیدار افطاریوں اور کھانوں کے پکانے یا پکوانے کا ہوتا ہے۔ سحری کے وقت سے پہلے اس کی تیاری کی دھوم رہتی ہے۔ بعض پہلے سے پکا رکھتی ہیں۔ اور بعض بارہ بجے رات سے اٹھ کر پکانا شروع کرتی ہیں۔ اور سحری کے وقت کھاتی ہیں۔ روزہ داروں کو ان لوگوں کے آرام کا مطلق خیال نہیں ہوتا۔ جو کسی وجہ سے ان کے شریک نہیں ہوتے۔ بعض تو گھر ہی میں ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جو سحری نہیں کھاتے۔ اور بعض چھوٹے بچے ہوتے ہیں۔ جو نہ سحری کھائیں۔ نہ روزہ رکھیں۔ ان کی آنکھ خواہ مخواہ غل غپاڑے سے کھل جاتی ہے۔ اور جاگتے جاگتے صبح ہو جاتی ہے۔ اگر اتفاقاً کوئی جاگ اٹھے۔ اس کی تو شکایت نہیں۔ لیکن مہینہ بھر کا ایسا طریق عمل ایک تندرست انسان کو ضرور بیمار کر دے گا۔

افطاری اور سحری پکانے میں دوسرے لوگوں سے بھی مدد لی جاتی ہے۔ کیونکہ اکیلے اس قدر کام کرنا روزہ دار کو تھکا دیتا ہے۔ جن لوگوں کو دنیا کے دوسرے کام کرنا ہیں۔ وہ تو اس قسم کی امداد سے عاجز آ جاتے ہیں۔ ان کے تمام کام کا حرج ہوتا ہے۔ پھر روزانہ وقت کی پابندی سے یہ کھانے پکانے کا کام کرنا پڑتا ہے۔ جس سے ان کو آرام بھی نہیں ملتا۔ اور دوسرے کاموں کے کرنے کا وقت بھی نہیں ہوتا۔ نوکروں پر بھی کام بڑھ جاتا ہے۔

ہمارے پڑوس میں ایک صاحب رہتے تھے۔ جن کی ملازمہ رمضان کے کام کی بڑی شاکی تھی۔ اس غریب کو چولھے سے کبھی نجات نہیں ملتی تھی۔ اور نہ اس زائد ڈیوٹی کا کوئی الاؤنس اس کے لئے مقرر تھا۔ وہی لگی بندھی تنخواہ وہ پاتی تھی۔ جس عبادت سے دوسروں کو تکلیف پہنچے۔ وہ صحیح معنوں میں عبادت

نہیں ہے۔ بلکہ دکھاوے کی ایک ایسی رسم ہے۔ جیسی اور جاہلانہ رسوم جن کو لوگوں نے جزو مذہب بنا رکھا ہے۔ ہم مسلمانوں کے مذہب ہی میں یہ خصوصیت ہے۔ کہ خدا نے عبادت میں بندوں کے لئے ہر قسم کی سہولت رکھی ہے۔ تاکہ کسی پر بار نہ ہو۔ اس نے عبادت میں سادگی کو پسند فرمایا ہے۔ چنانچہ اولیا انبیا نے کبھی ایسی عبادت نہیں کی جیسی اس زمانے کے لوگ کرتے ہیں کہ اعلیٰ درجے کی جائے نماز بچھاتے ہیں۔ روزوں میں دنیا بھر کے تکلفات کرتے ہیں۔ وضو کا پانی گرم کرنے کے لئے دوسروں کو منہ اندھیرے جگا دیتے ہیں۔ بزرگان دین نے کبھی اپنی عبادت کو دوسروں کے لئے باعث آزار نہیں بنایا نہ کبھی ایسی رسوم برتیں کہ محلے والے تنگ آ جائیں۔ وہ نہایت خاموشی سے عبادت کیا کرتے تھے ۔

خدا نے عبادت کے مقابلہ میں خدمت کو مقدم رکھا ہے۔ اور خدمت کو بھی عبادت قرار دیا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ دنیا کے بہت ہی ضروری کاموں کو چھوڑ کر بیویاں کیوں گھنٹوں تسبیح پڑھا کرتی ہیں۔ کیا نماز اور تسبیح پڑھنے کی کوئی حد مقرر نہیں ہو سکتی۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ جس دن کوئی خاص کام پڑ جائے۔ اس دن عبادت مختصر کر دی جائے۔ اور بجائے دو گھنٹے کے صرف بیس منٹ اس پر صرف کئے جائیں۔ ایسی صورت میں نہ پڑھی جائیں۔ نفل چھوڑ سکتے ہیں۔ تسبیح سونے کے وقت پلنگ پر پڑھ لی جائے۔ تسبیح کا وقت تو ایسا نہیں۔ کہ اگر وہ قضا ہو جائے۔ تو پھر اس کو پڑھ ہی نہ سکیں ۔

جو لوگ دنیاوی کام کرتے ہیں۔ ان کو ہر وقت عبادت میں نہ لگا رہنا چاہئے۔ بلکہ کام کے لحاظ سے عبادت کا وقت نکال لینا چاہئے۔ مثلاً فجر کی نماز کے لئے پندرہ منٹ اور ظہر کی نماز کے لئے بیس منٹ۔ اسی طرح اور نمازوں کا بھی وقت ضروریات کو دیکھتے ہوئے مقرر کر لینا چاہئے۔ جس عبادت کو مختصر کر سکتے ہیں اس کو مختصر کر دینا چاہئے۔ اور ضرورت پر ممکن ہو۔ تو چھوڑ بھی دینا چاہئے۔ عبادت اس طریقے پر نہ کرنا چاہئے۔ کہ وہ ایک رسم سی معلوم ہو۔ یا اپنی جان پر وبال ہو جائے۔ جب کسی کو دنیا کے کام بہت ہوں۔ تو وہ عبادت کی خاطر ان کی طرف سے غفلت نہ کرے۔ یا دنیاوی کاموں کی خاطر اوپرے دل سے عبادت نہ کرے۔ کہ چند ہی منٹ میں نماز ختم کر دی۔ اور رکوع و سجود وغیرہ ایسی جلدی جلدی کیا۔ کہ بس چھو منتر کر کے چلے آئے۔ نام نماز کا ہے۔ دل دنیا کے کسی کام میں اٹکا ہے۔ اس طرح تو نہ عبادت ہی ٹھیک ہوتی ہے۔ اور نہ دنیا کا کام ہی درست ہوتا ہے۔ اس سے تو یہ بہتر ہے۔ کہ کسی ایک ہی کام کو اچھی طرح کر لیں۔ جاننا چاہئے۔ کہ روزہ کھانے پینے کے واسطے نہیں رکھا

جاتا۔ نہ اس لئے کہ لوگ ہم کو نیک خیال کریں
یہ تو خدا کا ایک حکم ہے۔ جو تندرستوں کے واسطے
ہے۔ تاکہ وہ نفس کشی کرنا سیکھیں۔ اور جانوروں
کی طرح شکم پری کرکے خدا سے غافل نہ ہوں۔
روزہ رکھنے سے معدہ کو آرام ملتا ہے۔
جس سے تندرستی میں فرق نہیں آنے پاتا۔
انسان کی صحت کا انحصار آلات ہضم کے
صحیح ہونے پر ہے۔ پس دنیاوی نقطۂ نظر سے
دیکھا جائے۔ تو روزہ صحت کے لئے بھی مفید
ہے۔ لیکن اس وقت جبکہ یہ طریقے سے رکھا
جائے۔ اناپ شناپ افطاری اور سحری کھانے
سے اور رات بھر جاگنے سے تو صحت بگڑ جانے
کا احتمال ہے۔ عبادت کا یہ طریقہ نہیں۔ کہ کسی
سے جبریہ کرائی جائے۔ بلکہ اس کا شوق پیدا
کرانا چاہیئے۔ اور فوائد سمجھا کر دوسروں کو راضی کرنا
چاہیئے۔ بعض لوگ اپنے گھر میں محض اس وجہ
سے کھانا نہیں پکواتے۔ کہ گھر والے مجبوراً روزہ
رکھیں گے۔ یہ ایک طرح کا ظلم ہے۔ جو بیچارے
کسی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتے۔ ان کو ناحق ایک دن
بھوکا رہنا پڑتا ہے۔ جو بے ایمان ہیں۔ وہ باہر
جاکر چھپ کر کچھ کھا لیتے ہیں۔ اور شام کے وقت
سب کے ساتھ خوب افطاری کھاتے۔ اور روزہ
کھولتے ہیں۔ عبادت کرانے کا یہ طریقہ غلط ہے
اس طرح انسان دغاباز ہو جاتا ہے۔ اور دغابازی
کرنا گناہ ہے۔ کسی کو زبردستی روزہ رکھوانا بھی ظلم
ہے۔ اور ظلم کرنا داخل گناہ ہے۔
عبادت کسی کے دکھلانے کو نہ کرنا چاہیئے
بلکہ فرض سمجھ کر اس طرح ادا کرنا چاہیئے۔ کہ
کوئی دیکھ کر شوق پیدا ہو جائے۔ عبادت میں
رکھنا چاہیئے۔ اور اس طرح کرنا چاہیئے
اور دنیوی دونوں کام ہوتے رہیں۔ اکثر بیویاں
گھر سے ارادہ کرکے چلتی ہیں۔ کہ فلاں کے یہاں
گاڑی سے اترتے ہی اول نماز پڑھیں گے۔
کریں گے۔ جب تک کوئی خاص اتفاق نہ ہو
ایسا نہ کرنا چاہیئے۔ اپنے گھر ہی سے نماز پڑھ کر
کے گھر جانا چاہیئے۔ ایسی نماز میں دل حاضر نہیں
اول تو غیر جگہ دل ویسے بھی مشکل سے لگتا۔
پھر اپنے میزبانوں سے باتیں کرنے کے خیال
نماز کی طرف پوری توجہ نہیں رہتی۔ علاوہ ازیں
لوگ خیال کرتے ہیں۔ نہ معلوم کیا بات ہے۔
گھر سے نماز پڑھ کر نہیں چلیں۔ ہم ان سے باتیں
کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ مصروف نماز ہیں۔ ملاقات
کے شوق میں یہ رکاوٹ بُری معلوم ہوتی ہے
امید ہے۔ کہ ہم عبادت صحیح طریقے سے کرنا
سیکھیں گے۔

شاہزادہ جہاں بیگم از آگرہ

خانہ داری

چار پہیلیاں

صرف نصابی تعلیم سے بچوں کی دماغی اور ذہنی نشوونما مکمل ہو سکتی، تو قدما دیگر وسائل کو کبھی اختیار نہ کرتے۔ صرف مدرسوں کی تعلیم پر اکتفا کرنے والے والدین کی اولادیں عموماً کند ذہن یا کولھو کا بیل بن کر رہ جاتی ہیں۔ زمانہ قدیم کے بزرگ جو یقیناً ہم سے زیادہ سمجھ دار۔ ہم سے زیادہ دور اندیش اور تہذیب و اخلاق کے موجد تھے۔ کبھی بھی مدرسوں کی تعلیم کو بچوں کے لئے کافی نہ سمجھتے تھے۔ انہوں نے بچوں میں اخلاق۔ جرأت۔ ہمدردی وغیرہ کا مادہ پیدا کرنے کے لئے کہانیاں لکھیں۔ انہیں انوکھے واقعات سے رنگین بنایا۔ کبھی تاریخ کے مختلف ابواب کو افسانوی رنگ میں پیش کر کے ہمیں بندگوں کے کارناموں سے روشناس کیا۔ اور اس طرح باتوں ہی باتوں میں وہ اسباق ہمارے ذہن نشیں کر دیئے۔ جو مدت گذر جانے پر بھی ہمارے قلوب سے محو نہیں ہو سکتے۔ انہی ہی افسانوی اسباق کی ایک مد پہیلیاں بھی ہیں۔ ذیل میں چار پہیلیاں درج کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ دیکھیں اور غور فرمائیں۔ کہ وہ ان معمولی پہیلیوں کے ذریعے اپنے ننھے بچوں کو کس قدر مفید اسباق پڑھا سکتی ہیں ۔

پہیلی نمبر ۱ "من"

من تو وا کا ایک ہے دھڑ ہیں وا کے آٹھ۔
سر وا کے چالیس ہیں اور پاؤں ایک سو ساٹھ۔

غور کیجئے۔ کہ حساب کے اولین اسباق کے لئے یہ پہیلی کس قدر عمدہ سبق ہے۔ من یعنی وزن در اصل ایک ہے۔ مگر اس کی جزئیات پر کس خوبی سے بحث کی ہے۔ "دھڑ ہیں وا کے آٹھ" یعنی اس میں آٹھ پنسیریاں ہوتی ہیں۔ ایک پنسیری کو بنیوں کی اصطلاح میں دھڑ یا دھڑی کہتے ہیں "سر وا کے چالیس ہیں" ضرورت شعری کے لئے سیر کی "ی" کو گرا کر سر لکھا ہے۔ یعنی چالیس سیر کے مجموعے کو من کہتے ہیں "پاؤں ایک سو ساٹھ" صرف پہیلی کو مشکل بنانے کے لئے "پاؤ" میں "ن" بڑھا دیا ہے۔ یعنی ایک سو ساٹھ پاؤ کا من ہوتا ہے۔ کیسی دل چسپ پہیلی ہے۔ اور کتنا عمدہ اسلوب بیان ہے ۔

پہیلی نمبر ۲ "مہندی"

وہ کون سا شجر ہے۔ کہ جس کو نہیں ہے چین
باہر ہم حسن ہے تو اندر غم حسین۔

اس پہیلی پر غور کیجئے۔ روایات و تاریخ اسلام پر چند الفاظ میں کس بالغ نظری سے تبصرہ کیا ہے۔ اگر آپ چاہیں۔ تو بچوں کو پہیلی سنا کر آپ سیدنا امام حسن علیہ السلام کے حادثہ زہر خورانی اور سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام کے معرکہ کربلا کی تفاصیل بیان کر سکتی ہیں۔ اور اس طرح پہیلی کے پردے میں آپ انہیں تاریخ اسلام کے اس عبرت آموز درخشاں باب سے درس انسانیت و خودداری دے سکتی ہیں ۔

پہیلی نمبر ۳ "اشرفی"

پہیلی تھی بے سن کی نہیں تھی۔
کمانے کی نہیں تھی پر کمائی تھی ۔

ذو معنی الفاظ کے استعمال کی کیسی دلچسپ مثال ہے۔ کہتے ہیں۔ رنگت میں تو پہیلی تھی۔ مگر بے سن "سال" کی نہیں تھی۔ پھر پہیلی میں شکل پیدا کرنے کے لئے لکھا ہے "کمانے کی نہیں تھی۔ پر کمائی "پر کھوائی" تھی۔ بچوں کو لفظوں کے مختلف استعمال یاد کرانے کے لئے کتنا عمدہ سلسلہ بیان ہے۔ اور لطف یہ کہ ایک لفظ بھی ایسا نہیں۔ جو ادق ہو ۔

پہیلی نمبر ۴ "پانی"

آئی تھی میں تجھ کو۔ تو نے گھیر لیا مجھ کو۔
تو چھوڑ دے مجھ کو۔ تو میں لے جاؤں تجھ کو

کس قدر مختصر اور لطیف افسانہ ہے۔ دنیائے زندگی کا مرقع ۔

ایک عورت گھر سے پانی لینے کے لئے نکلتی ہے۔ کنویں یا تالاب کی طرف جا رہی ہے جو گاؤں سے تھوڑی دور پر واقع ہے۔ ابھی کوچھ نہ بھی نہیں پہنچی۔ کہ بادل گھر آئے۔ اور موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ اور چند ہی لمحات میں جل تھل کا عالم ہو گیا۔ گاؤں دور ہے۔ قریب کوئی جائے پناہ بھی نہیں۔ خاموش کسی درخت تلے کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور اس وقت اس موسلادھار برسنے والے کی طرف دیکھ کر کہتی ہے کہ میں تجھ کو ہی لینے گھر سے آئی تھی۔ مگر اب تو نے ہی مجھے گھیر رکھا ہے بند ہو جا۔ تاکہ میں تالاب سے پانی لے کر گھر جاؤں۔ کیسا دلچسپ طرز بیان۔ کیا مختصر افسانہ نویسی کی تاریخ میں یہ پہیلی آب زر سے لکھے جانے کے قابل نہیں؟ اگر آپ یہی واقعات سادہ طرز سے اپنے بچوں کے ذہن نشین کرائیں تو کیا وہ سن بلوغ کو پہنچ کر اس دنیا اور اس کے ہر ذرے کو نظر غائر سے دیکھنے کے عادی نہ ہوں گے؟ اور ان کے قلم باغ ادب میں کیسے کیسے گل ہائے رنگین کھلائیں گے ۔

سروپ رانی نگار

حیدرآباد میں آتشزدگی

اب تک حیدرآباد کے لوگوں نے سنیما یا تھیٹر میں آتشزدگی کے حالات صرف اخبار میں پڑھے تھے۔ لیکن کچھ دن ہوئے انہیں یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھنا پڑا ۔

موتی محل ٹاکیز میں "رکا لیم کی لڑکی" کی نمائش تھی کھیل ختم ہونے میں ابھی پانچ منٹ باقی تھے۔ کہ شارٹ سرکٹ کی وجہ سے اسپیشل کلاس میں آگ لگ گئی۔ اور تین ہی منٹ میں یکسر سنیما آفس تک پھیل گئی۔ جیسے ہی زنانہ چھت پر شعلے لپکے۔ آگ قابو سے باہر ہو گئی۔ اور تماشائیوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ آگ تھیٹر کی چھت

تھک پہنچ گئی۔ چند ہی منٹ میں تھیٹر تماشائیوں سے خالی ہو گیا۔ صرف بالائی حصے پر کچھ عورتیں رہ گئیں۔ ان کی پریشانی ایک دردناک منظر پیدا کر رہی تھی۔ کئی لوگوں نے ان مصیبت زدہ عورتوں کو بچانے کی کوشش کی۔ اور وہ بہتیری جانیں بچانے میں کامیاب بھی ہوئے۔ پولیس اور آگ بجھانے والے محکمہ کو اطلاع دی گئی۔

بعض ماؤں نے اپنے کم سن بچوں کو نیچے پھینکنا شروع کر دیا۔ اور بعض اپنی ساڑیوں کی مدد سے نیچے کود پڑیں۔ اب اس خالی تھیٹر میں آگ کے تباہ کن شعلے اور باقی ماندہ عورتوں کی چیخ پکار ہی رہ گئی تھی۔ یہ عورتیں اپنا درجہ چھوڑ کر گیلری کی طرف دوڑ رہی تھیں۔ جو اسکرین کے قریب تھی۔ مگر یہاں بھی دھوئیں اور شعلوں نے ان کا راستہ روک رکھا تھا۔ اب سوائے نیچے کودنے کے باہر نکلنے کے لئے کوئی راستہ نہ تھا لیکن جو نیچے کود نہ سکیں۔ وہ یا تو چھت کے ساتھ نیچے آ رہیں۔ یا گیلری میں جل مریں۔ تھیٹر بھی سوائے مشین چلانے کے کمرے کے پورا جل گیا۔

ڈھائی گھنٹے کی کوشش کے بعد بارہ بجے آگ پر قابو پا لیا گیا۔ جب پولیس اندر داخل ہوئی تو تھیٹر کی زمین اور دیواریں تپ اٹھی تھیں۔ کچھ دیر بعد انسانی گوشت کے جلنے کی بو آنے لگی۔ ایک بجے تک چھان بین کرنے پر مشغول کی ایک بڑی تعداد کا پتہ چلا۔

یہاں سے دل ہلانے والی گھڑیاں شروع ہوئیں۔ وہ تمام لوگ آہ و زاری کرتے ہوئے جمع ہوئے۔ جن کی عورتیں سنیما سے واپس نہ ہوتی تھیں۔ مگر رات کے اندھیرے میں جھلسی ہوئی نعشوں کی شناخت دشوار تھی۔ ساری رات پولیس انتظام میں مصروف رہی۔ صبح ہوتے ہی عوام اور عہدہ دار جمع ہونا شروع ہوئے۔ اور نعشوں کی شناخت ہونے لگی۔ کل ۲۰ نعشیں پائی گئیں۔ جن میں ۱۸ عورتیں اور دو لڑکے تھے۔ ایک کم سن لڑکی کی شناخت نہ ہونے سے اس کی نعش کو شفاخانہ بھیج دیا گیا۔

مس نواب میر اقبال علی خاں صاحب
نلگنڈہ حیدرآباد دکن

دنیا کے تین بیش بہا پتھر

اندازہ کیا جاتا ہے۔ کہ دنیا کے تین سب سے بیش بہا پتھروں کی قیمت ۳ کروڑ پونڈ ہوگی۔ یہ قیمت مشہور و معروف "جانکر" ہیرے سے تین گنا ہے۔ یہ پتھر نہ ہیرے ہیں نہ زمرد۔ نہ لعل نہ یاقوت۔ اور نہ زمین کے اندر سے نکلے ہیں۔ بلکہ اوپر سے زمین پر گرے ہیں۔ حال میں یہ پتھر نیویارک کی سڑکوں سے گذرے چوروں اور رہزنوں سے حفاظت کے لئے مسلح

سپاہیوں وغیرہ کا کوئی انتظام نہ تھا۔ مذکورہ بالا پتھر تین شہاب ثاقب ہیں۔ جن کو ۳۰ برس قبل امیر البحر پیری صاحب گرین لینڈ سے لائے تھے ؛

دنیا کے مشہور ہیروں کی طرح ان شہرۂ آفاق شہاب ثاقب کے بھی نام رکھے گئے ہیں ان کے نام "نیمہ" "عورت" اور "ویلا میٹ" ہیں ان کی حفاظت کا کوئی اہتمام اس لئے نہیں کیا جاتا۔ کہ بہت بڑے اور وزنی ہونے کے باعث چور ان کو گاڑیوں پر لاد کر نہیں لے جا سکتے۔ "نیمہ" کا وزن تقریباً نو سو من ہے۔ "ویلا میٹ" کا وزن تقریباً تین سو من ہے۔ اور عورت کا تقریباً ۷۰ من ہے۔ اس طرح فضا کے ان تین پیغام رسانوں کا وزن بارہ سو من سے زائد ہے ؛

ان کی قیمت کا اندازہ کرنا بہت مشکل امر ہے۔ بقول ڈاکٹر ایڈریوز مہتمم عجائب خانہ متعلقہ قدرتی تاریخ امریکہ کے شہاب ثاقب کی قیمت، ان کی جسامت اور ندرت کے لحاظ سے ۱۵ روپیہ سے ڈیڑھ ہزار روپے فی پونڈ تک ہوتی ہے۔ اگر ان کی قیمت فی پونڈ تین سو روپے رکھی جائے۔ تو ان کی مجموعی قیمت تین کروڑ روپے ہوگی ؛

ان کے منتقل کرنے میں نقصان اور فرار سے محفوظ رکھنے کے لئے امکانی کوشش کی گئی۔ کیونکہ بہت وزنی اشیاء کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے میں ٹوٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے انجنیروں کو بہت احتیاط سے کام لینا پڑا۔ زمین ایسی سخت اور ہموار کی گئی۔ کہ کم سے کم دو ہزار من کا بار برداشت کر سکے ؛

تینوں پتھر فولادی ٹھیلوں پر لاد کر لیجائے گئے۔ یہ شہاب ثاقب جو فضا سے ۱۰ ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے زمین پر آگرے تھے۔ وہ چیونٹی کی چال سے فی گھنٹہ ایک میل کی رفتار سے سڑکوں پر سے گزرے ؛

(ترجمہ) مسز سید احمد کچلی شہری

آل انڈیا وومن کانفرنس لاہور

سالانہ اجلاس کی مختصر کارروائی

آل انڈیا مسلم وومن کانفرنس لاہور کا سالانہ اجلاس نہایت دھوم دھام کے ساتھ مورخہ ۹۔۱۰ مئی ۱۹۳۶ء کو برکت علی محمدن ہال لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں تقریباً پانسو مستورات نے شرکت فرمائی۔ ایک مسلم خاتون جیکب آباد سے اور دو صوبہ متوسط۔ اور ایک ریاست خیرپور اور ایک صوبہ سرحد سے بطور ڈیلیگیٹ تشریف لائیں۔ گوالیار اور بمبئی وغیرہ کی مختلف خواتین کے ہمدردانہ خطوط موصول ہوئے۔ بیرونی مندو

بین کا لاہور اسٹیشن پر استقبال کیا گیا۔ اور ان کو نواب پیلس میں ٹھیرایا گیا۔ جہاں کانفرنس کی طرف سے ان کے خورد نوش کا انتظام تھا۔
کانفرنس کے جلسوں کے لئے ہال نہایت عمدہ طریق پر سجایا گیا تھا۔ پردہ کا پورا انتظام تھا۔ کانفرنس کے پہلے جلسے کی صدارت لیڈی سر فضل حسین صاحبہ نے دوسرے جلسے کی مس خدیجہ فیروزالدین صاحبہ ایم اے۔ ایم ای او ایل انسپکٹریس آف اسکولز اور تیسرے جلسے کی بیگم صبیح الدین صاحبہ دبیگم ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل لاہور نے فرمائی۔ مفصلہ ذیل بیگمات نے نہایت پرجوش نظمیں اور عالمانہ و موثر تقاریر فرمائیں:۔

بیگم طاہرہ صاحبہ و استانی غلام فاطمہ صاحبہ ہیڈ معلمہ گرلز سکول گوجرانوالہ۔ مس برکت بی بی صاحبہ سکرٹری مدرسہ البنات گجرات۔ بیگم محمد حسین صاحبہ سکرٹری ذکل کانفرنس امرتسر۔ مس شرافت بیگم صاحبہ ادیب فاضل ۔ جالک متوسط۔ مس صفیہ بیگم صاحبہ انسپکٹرس انجمن امداد باہمی لدھیانہ۔ بیگم ڈاکٹر کچلو صاحبہ۔ وزیر بیگم صاحبہ ادیب فاضل۔ اُستانی حسینی بیگم صاحبہ پروفیسر کوئین میری کالج لاہور۔ بیگم حیات صاحبہ شیخوپورہ بیگم ملک جیون خان صاحب لاہور چھاؤنی۔ بیگم عبدالرشید ایڈیٹر خاتون۔ بیگم ڈاکٹر پارس۔ مس سعیدہ رحمت اللہ۔ بیگم عنایت اللہ مس زاہدہ خاتون۔ سکرٹری انجمن تہذیب نسواں۔ مس خدیجہ فیروزالدین صدر و بیگم عبدالغنی جنرل سکرٹری کانفرنس۔ اور وزیر بیگم اسسٹنٹ سکرٹری کانفرنس۔

جنرل سکرٹری نے کانفرنس کی گزشتہ سرگرمیوں اور کارروائیوں کے متعلق ایک نہایت دلچسپ رپورٹ پیش کی۔ نعرۂ تحسین کی گونج کے درمیان یہ اعلان کیا گیا۔ کہ بارہ انجمن ہائے مسلم خواتین کا الحاق کانفرنس ہذا کے ساتھ باقاعدہ ہو چکا ہے۔ اور ملک کے مختلف حصوں میں چھ مقامات پر کانفرنس کی شاخیں کھل چکی ہیں۔ عرصہ زیر رپورٹ کے دوران میں کانفرنس کے چھ عام عظیم الشان اجلاس ہوئے ہیں۔ جن میں مسلم خواتین کی بہتری کے لئے متعدد رزولیوشن پاس ہوئے۔ جنرل سکرٹری نے بجری تار پڑھ کر سنایا۔ جو ڈیپوٹیشن کمیٹی کی رپورٹ کے متعلق وزیر ہند کو دیا گیا تھا۔

کل میں رزولیوشن باتفاق رائے پاس ہوئے۔ ایک میں گورنمنٹ سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ وہ گداگری کو بالکل روک دے۔ اور غریب خانے کھولے۔ دوسرے میں اس امر پر زور دیا گیا۔ کہ زبان اُردو سارے ہندوستان کی ایک مشترکہ قومی زبان قرار دی جائے۔ اور "رواج عام" کے برخلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی۔ اور بڑے زور سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ شریعت اسلام کے مطابق عورتوں کو حصہ دیا

جایا کرے۔ السنہ شرقیہ کے حق میں رزولیوشن پاس ہوا۔ اور مطالبہ کیا گیا۔ کہ اورینٹل کالج کو ہرگز نہ توڑا جائے۔ ناپاک فلموں اور مخرب اخلاق تصاویر کے خلاف اظہار ملامت کیا گیا۔ مسلم پبلک اور گورنمنٹ سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ مسجد شاہ چراغ کانفرنس ہذا کو دی جائے۔ تاکہ کانفرنس ہذا وہاں مسلم گرلز اسکول کھول سکے۔ اور مسلم عورتیں وہاں نماز جمعہ ادا کر سکیں۔ نیز ایک مسلم لیڈیز ہال کے بنانے کے لئے اپیل کی گئی۔ اس کام کو سرانجام دینے کے لئے سب کمیٹیاں قائم کی گئیں۔ تمام میونسپل کمیٹیوں سے استدعا کی گئی۔ کہ وہ بالغ مسلم خواتین کے لئے اسکول کھولیں۔ اور نالیوں کا انتظام کریں۔

لاہور میونسپل کمیٹی سے خاص طور پر استدعا کی گئی۔ کہ وہ گرلز اسکول کی عمارتوں کی طرف توجہ کرے۔ اور ناپاک اور ملاوٹ والی اشیاء کی درآمد اور بکری بند کرے۔ ایک رزولیوشن میں اس امر پر زور دیا گیا۔ کہ وہ ملک میں گرلز اسکولوں کے نصاب تعلیم میں موجودہ ضرورتوں کے مطابق تبدیلی کرے۔ پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کی ہر دو نشستوں کے لئے دو مسلم خواتین کی نامزدگی کا مسئلہ کانفرنس کے اجلاس خاص کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔ یہ اجلاس خاص عنقریب ہی منعقد کیا جائے گا۔

کانفرنس کی کامیابی کا سہرا جناب مس خدیجہ فیروز الدین صدر اور بیگم عبدالغنی صاحبہ جنرل سکرٹری کی ان تھک کوششوں پر ہے۔ کانفرنس جناب نواب نثار علی خاں صاحب کی از حد شکر گزار ہے کہ انہوں نے اپنے نواب پیلس باہر کی خواتین کو ٹھیرانے کے لئے عطا کیا۔ اور ہیڈ ماسٹر صاحب اسلامیہ ہائی اسکول بھاٹی گیٹ لاہور کی مشکور ہے۔ کہ انہوں نے کانفرنس کے انتظام کے لئے اسکول سے والنٹیر بھیجے۔

نامہ نگار

سر فضل حسین کا انتقال پُر ملال

تہذیبی بہنوں کو یہ جانکاہ خبر سُن کر دلی ملال ہوگا۔ کہ آنریبل میاں سر فضل حسین وزیر تعلیم پنجاب نے طویل علالت کے بعد ۹ جولائی جمعرات کی شب کو ساڑھے دس بجے داعی اجل کو لبیک کہا۔

شملہ کے ڈاکٹر برک اور تقریباً ایک درجن مقامی ڈاکٹر علاج میں مصروف تھے۔ ۹ جولائی کی صبح کو آپ کی طبیعت کو قدرے سکون نصیب ہوا۔ لیکن پھر یک بیک حالت خراب ہو گئی۔ اور آخر کار آپ راہی ملک بقا ہو گئے۔

مرحوم کا شمار عہد حاضر کے قابل ترین سیاست دانوں میں ہوتا تھا۔ آپ کے انتقال سے ہندوستان اور بالخصوص پنجاب کو جس قدر

نقصان پہنچا۔ اس کی تلافی محال ہے ٭

آپ کانگریس کی تحریک عدم تعاون کے زمانے میں کانگریس کے سرگرم رہنما اور صوبہ پنجاب کی کانگریس کمیٹی کے صدر رہ چکے تھے۔ اس کے بعد آپ پنجاب کے وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔ پھر سالہا سال تک وائسرائے کی کونسل کے رکن رہے۔ اور حال میں سر فیروز خاں نون وزیر تعلیم پنجاب کے ولائت جانے پر آپ دوبارہ وزیر تعلیم بنائے گئے ٭

مرحوم کی نماز جنازہ مورخہ ۱۰ جولائی جمعہ کے روز دس بجے صبح اسلامیہ کالج لاہور میں پڑھی گئی جس میں ہزاروں آدمی شریک ہوئے۔ اس کے بعد مرحوم کی میت کو ان کے وطن بٹالہ میں تدفین کی غرض سے بھیج دیا گیا۔ آپ کے انتقال پر ملال پر ہائی کورٹ کچہری اور بلدیہ لاہور کے تمام دفاتر اور مدارس ایک روز کے لئے بند کر دیئے گئے ہیں ٭

ہم اس صدمہ جانکاہ پر محترمہ لیڈی سر فضل حسین۔ ان کے صاحبزادے جناب میاں نسیم حسین اور دیگر متعلقین سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے خداوند کریم کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل کی توفیق عطا فرماتے۔ اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین ٭ اڈیٹر

سالک صاحب کو صدمہ

ہمیں یہ سن کر دلی رنج و ملال ہوا۔ کہ ہمارے محترم دوست جناب مولانا عبدالمجید خاں صاحب سالک مدیر انقلاب کے والد ماجد جناب مولوی غلام قادر صاحب سابق صدر بلدیہ پٹھانکوٹ بتاریخ ۵ جولائی بروز اتوار اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ ہم اس صدمہ عظیم پر حضرت سالک۔ محترمہ بیگم سالک اور ان کے خاندان کے تمام افراد سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور دست بدعا ہیں کہ خدا انہیں صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین ٭

اڈیٹر

محفل تہذیب

۱۔ کیا وجہ ہے۔ کہ محترمہ بہن سروپ رانی نگار نے میرے خط کا جواب نہیں دیا۔ کیا بہن صاحبہ براہ مہربانی مجھے جلد از جلد اپنی خیریت اور صحیح پتے سے مطلع فرمائیں گی ٭

۲۔ محترمہ بہن سعیدہ بیگم کوہاٹ کا بھی ابھی تک کوئی خط موصول نہیں ہوا۔ کیا وجہ ہے؟

۳۔ پیاری بہن منور ثریا۔ شیخ محمد شفیع صاحب پشاور کے تمام مرسلہ تحفے پہنچ گئے۔ بہن نسیم اختر

بہن وحیدہ بیگم اور میں ان کا بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہیں۔ وحیدہ بیگم الحمدللہ کے فضل وکرم سے اچھی ہو رہی ہیں۔ کیا ہماری شریر بہن ایبٹ آباد نہیں آئیں گی؟ میں نے اتنی مدت خط نہیں لکھا۔ اب جو لکھا۔ تو یوں لکھا۔ امید ہے۔ کہ گستاخی معاف کریں گی۔ ننھی بلقیس کو پیار۔

نوٹ۔ کیسے اچھے موقع پر شکریہ ادا کیا۔

مس امینہ سلطان۔ عیش منزل
ایبٹ آباد

تہذیب مورخہ ۲۰ جون ۱۹۳۶ء میں ایک تہذیبی بہن آنکھوں کی کھجلی اور پانی بہنے کی دوا پوچھتی ہیں۔ ان کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ صبح اور شام سوتے وقت کحل الجواہر دو دو سلائیاں لگائیں۔ جو نہایت مجرب ثابت ہو چکا ہے۔ کحل الجواہر دہلی کے ہندوستانی دواخانہ سے منگائی جائے۔ نیز کچی پھٹکری گلاب کے عرق میں گھس کر لگانا بھی مفید ہے۔ مثل مشہور ہے:۔

آنکھ کو پھٹکری دانت کو لون۔
پیٹ کی دوا سونف بن کون؟

اسی پرچہ میں ایک اور بہن سر کے بالوں کو لمبا اور گھنا کرنے کی ترکیب پوچھتی ہیں۔ ان کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ سر دھونے سے آدھ گھنٹہ پہلے صابن سے بال صاف کر کے سرسوں کا خالص تیل تھوڑا سا پانی ملا کر بالوں سے لگائیں۔ پھر آنولوں سے سر دھو لیں۔ نہایت آسان اور مجرب ترکیب ہے۔

محمد جہاں بیگم۔ از عابد منزل نئی دہلی

میرے ایک عزیز کے چہرے پر قبل از وقت شکن پڑ گئی ہیں۔ جن سے اس کا چہرہ بدنما معلوم ہوتا ہے۔ بھائیوں۔ بہنوں ڈاکٹروں۔ حکیموں سے دست بستہ ملتمس ہوں۔ کہ بذریعہ تہذیب کوئی دوا تجویز فرما کر ممنون فرمائیں۔ تا زندگی احسان مند رہوں گی۔

ام کلثوم بیگم دختر سید علی امیر صاحب
اگزیکٹیو انجینیر بھاگل پور دہار

آنکھوں کے گرد سیاہ حلقوں کے لئے بہن صاحبہ فیسرین استعمال کریں۔ انشاءاللہ فائدہ ہوگا۔ ذرا استقلال سے لگائی جائے۔

ایک خریدار تہذیب

تہذیبی بہنیں دفتر سے خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ جو چٹ کے بائیں کونے پر چھپا ہوتا ہے۔

ولائتی معلومات

(خاص تہذیب کے لئے)

چینی عورتوں کا لباس

سنگاپور میں مسز ایم ڈیوس نام ایک خاتون ہے جو زنانہ لباس کی ماہر ہے۔ حال میں اخبار کے ایک نمایندے سے اس نے بیان کیا کہ دنیا بھر کی عورتوں میں چینی خواتین کا لباس بہترین ہے۔ اور لباس کی عمدگی کے معاملے میں انہیں فرانس اور انگلستان کی فیشن ایبل عورتوں پر فوقیت حاصل ہے۔

مس ڈیوس فرماتی ہیں "یہ خصوصیت صرف چینی عورتوں کو حاصل ہے کہ وہ کبھی میلی کچیلی نہیں رہتیں۔ اور اس کے باوجود کہ وہ سنگار پر سارا سارا دن ضائع نہیں کرتیں۔ وہ ہمیشہ صاف ستھری پوشاک پہنے رہتی ہیں۔ جو آنکھوں کو نہایت بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اُن کی گفتگو میں انکسار اور نورانی شرم وحیا پائی جاتی ہے"

"چینی عورتوں کے لباس کو دنیا کے تمام زنانہ لباسوں پر فوقیت حاصل ہے۔ اگر نیویارک، پیرس اور لندن کے ماہر کٹر مل کر کوشش کریں۔ تو بھی شنگھائی کے فراک سے زیادہ مفید اور خوشنما ڈیزائن کے فراک نہیں بنا سکتے۔

چین میں تمام عورتیں ایک ہی قسم کا لباس پہنتی ہیں۔ لہذا لباس پسند کرنے کے لئے انہیں فیشن کی کتاب دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اور نہ اُنہیں آئے دن نئے نئے ڈیزائنوں کے فراکوں کے لئے اپنی اوقات سے بڑھ کر خرچ ہی کرنا پڑتا ہے۔ وہ ہر سال ایک ہی ڈیزائن کا کاٹن پہنے رہتی ہیں۔ لیکن اس لباس میں وہ اس درجہ خوبصورت معلوم ہوتی ہیں۔ کہ اُن کی مغربی بہنوں کو رشک ہوتا ہے۔"

مس ڈیوس ایک انگریز خاتون ہیں۔ لیکن انہیں اپنی ہموطن خواتین کا لباس پسند نہیں۔ یورپین عورتوں کے ملبوسات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتی ہیں "انگریزی اور فرانسیسی عورتوں کے لباس میں فضولیات کی بھرمار ہے۔ یورپ میں نئے نئے قسم کے ڈیزائن رائج ہو رہے ہیں۔ جن کا مقصد جسم کی خوبصورتی کو چھپانا یا نہایت بھدے طریقے سے اس کی نمائش کرنا ہوتا ہے۔ یورپین لباسوں میں جھالریں سلمے تکموں اور خاص قسم کی سلوٹوں سے خوشنمائی پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اس وجہ سے لباس کو مناسب طریقے سے پہننے اور سنبھالنے میں عورتوں کا اس قدر وقت صرف ہوتا ہے۔ کہ وہ گھر کا کوئی کام نہیں کر سکتیں ٭ چینی عورتوں میں یہ فضولیات نام کو بھی نہیں پائی جاتیں۔ لیکن پھر بھی دنیا کی بہترین خوش پوش خواتین سمجھی جاتی ہیں ٭

ایک عجیب مذہبی رسم

جنوب مشرقی بلغاریہ کے گاؤں دنگاری میں وہاں کی بوڑھی عورتیں ہر سال ایک مذہبی تہوار کے موقع پر آگ پر ناچتی ہیں ٭ یہ عورتیں ایک سرکردہ مذہبی جماعت "نستی نارکی" سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور نہایت راسخ الاعتقاد عیسائی ہیں ٭

ہر جون یعنی یوم سینٹ کانسٹنٹائن پر کسان لوگ گاؤں کے بڑے چوک میں بڑے بڑے شہتیر اکھٹے کر کے آگ جلاتے ہیں۔ جب اس الاؤ سے شعلے اٹھتے ہیں تو یہ "نستی نارکی" عورتیں جلوس کی شکل میں ناچتے ناچتے گاؤں کا طواف کرتی ہیں۔ اس کے بعد ننگے پاؤں دہکتے کوئلوں پر ناچتی ہیں ٭

اس دوران میں بین باجہ ڈھول بجتے رہتے ہیں۔ اور ناچنے والیوں کے قدم لے کی پابندی سے اٹھتے ہیں۔ دہکتے انگاروں پر ناچتے وقت بھی ان کے قدم تال سے ادھر ادھر نہیں ہونے پاتے۔ اتنی دیر تک انگاروں پر ناچنے کے باوجود ان کے پاؤں نہیں جلتے اور نہ ان پر حرارت کا کچھ اثر ہی ہوتا ہے ٭

فرانس کی مدبر خواتین

فرانس کے نئے کابینہ وزارت میں تین عورتیں بھی شامل ہیں جنہیں وزیر اعظم فرانس بلم نے قلمدان وزارت سپرد کیا ہے۔ فرانس کی سیاسی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے۔ کہ عورتوں کو اس قدر ذمہ دار عہدوں پر فائز کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ فرانس میں ابھی تک عورتوں کو حق رائے دہی حاصل نہیں۔ ذیل میں ان خواتین کے نام اور مختصر حالات قلمبند کئے جاتے ہیں ٭

۱۔ میڈم آئرسن جولیٹ کیوری شعبہ تحقیقات علمیہ کی نائب وزارت پر فائز کی گئی ہیں۔ میڈم جولیٹ کیوری میڈم میری کیوری کی دختر ہیں۔ جنہوں نے ریڈیم دریافت کیا تھا۔ آپ اور آپ کے شوہر دونوں کو مشترکہ طور پر ۱۹۳۵ء کا نوبل پرائز ملا ہے ٭

۲۔ میڈم سوزین لاکور محکمہ فلاح اطفال کی وزیر مقرر ہوئی ہیں۔ آپ ۴۰ سالہ معمر خاتون ہیں۔ اس سے پہلے اسکول مسٹرس رہ چکی ہیں۔ آپ وزیر اعظم مسٹر بلم کی دوست ہیں۔ اخبار کے نمایندوں کو بیان دیتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ پہلے پہل تو مجھے یہ

عہدہ قبول کرنے میں سخت اعتراض تھا۔ لیکن مسٹر بلم کے شدید اصرار پر مجھے مجبوراً منظور کرنا پڑا۔ اب جب کہ مسٹر بلم نے فرانس کے بچوں کی خدمت میرے سپرد کی ہے۔ میں بھی اپنے فرائض کی بجا آوری سے غافل نہ رہوں گی۔

۳۔ میڈم سیسل برنسوگ وزیر تعلیم کے جلیل القدر عہدے پر فائز کی گئی ہیں۔ آپ کی عمر ۶۵ سال ہے۔ قد لمبا اور بشرے سے وقار ٹپکتا ہے۔ آپ کے شوہر ایک مشہور فلسفی ہیں۔

میڈم سیسل فرانسیسی عورتوں کی قومی انجمن کی بانی ہیں۔ آپ ۲۵ سال سے سیاسیات میں حصہ لے رہی ہیں۔ اور تعلیم نسواں اور دیگر عورتوں کے مسائل کی ماہر تسلیم کی جاتی ہیں۔ جنگ عظیم میں آپ نے ۲۰ ہزار ہزیمت خوردہ سپاہیوں کے لئے رہائشی مکان مہیا کئے۔ اس خدمت کے صلے میں آپ کو فرانس کا سب سے بڑا قومی اعزاز "لیجن آف آنر" عطا کیا گیا۔

روسی خواتین کا اصلاحی اقدام

حکومت روس مزدوروں کی فلاح و بہبود کے کاموں میں بہت دلچسپی لیتی ہے۔ لیکن یہ سب اصلاحی کام قانون کے زور سے چلتے ہیں۔ اور ان میں نہایت سختی اور جبر سے کام لیا جاتا ہے۔

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا رہا ہے۔ کہ روس میں سرمایہ دارانہ نظام کے ختم ہو جانے پر اتحاد و اخوت کا خوش آئند دور قائم ہو گیا ہے۔ اور اس سے روسیوں کی خانگی زندگی بہتر ہو گئی۔ لیکن یہ درست نہیں۔ اس فوری ردعمل کا سب سے بڑا اثر یہ ہوا ہے۔ کہ روس کی آبادی دو حصوں میں منقسم ہو گئی ہے۔ ایک جماعت ان افراد پر مشتمل ہے۔ جو سرمایہ دار تو نہیں۔ لیکن مزدوروں اور دیگر پست طبقہ کے لوگوں سے بہتر حالت میں ہیں۔ یہ جماعت ارکان حکومت لیڈروں اور سرکاری تاجروں پر مشتمل ہے۔ یہ لوگ مزدوروں سے ہمدردی تو کرتے ہیں۔ لیکن ان کی ہمدردی میں تمکنت کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔

حال ہی میں روس کی تین ہزار خواتین نے ملک کی خانگی اور معاشری زندگی کی اصلاح کی غرض سے ایک انجمن قائم کی ہے۔ جس کے اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ روس کے سارے طبقوں میں صحیح جمہوری سپرٹ پیدا کی جائے۔ اور جماعت بندی کا خاتمہ کر دیا جائے۔

۲۔ اصلاحی کاموں میں قانون کا خوف نہ دلا کر دلیلوں سے لوگوں میں جذبہ عمل پیدا کیا جائے۔

اس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ اس انجمن کو حکومت کی پوری امداد حاصل ہے۔

عمر خیام کی قدر افزائی

حال میں ترکی میں حکیم عمر خیام کی تصنیف کا ایک قلمی مسودہ دریافت ہوا ہے۔ جس کی بابت یہ خیال کیا جا رہا ہے۔ کہ یہ عمر خیام کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، مسودہ نثر میں ہے، حکیم عمر خیام شاعر ہونے کے علاوہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے ریاضی داں اور فلسفی بھی تھے، چنانچہ آپ کی دو اہم تصانیف کے مسودے جن میں سے ایک الجبرا اور دوسرا اقلیدس کے متعلق ہے۔ لیڈن میں اب تک محفوظ ہیں۔

یورپ کو عمر خیام سے روشناس کرانے کا فخر مسٹر جیرلڈ صاحب کو حاصل ہے۔ مسٹر جیرلڈ نے رباعیات عمر خیام کا انگریزی میں منظوم ترجمہ کر کے اپنے خرچ سے چھپوایا تھا۔ لیکن اس کی ہزار کوششوں کے بعد بھی اس کتاب کا ایک نسخہ بھی نہ بک سکا۔

اتفاق سے مشہور شاعر و نقاد سون برن کی نظر اس کتاب پر جو پڑی۔ تو اس نے ایک نسخہ خرید لیا، اسے پڑھ کر وہ بہت متاثر ہوا۔ اس نے اپنے دوستوں سے تذکرہ کیا۔ بس اس وقت سے اس کتاب کی اشاعت روز بروز بڑھتی چلی گئی، یورپ میں عمر خیام کی جو قدر افزائی ہو رہی ہے اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ کہ حال میں عمر خیام کی رباعیات کا انگریزی نسخہ جس کا ترجمہ مسٹر جیرلڈ نے کیا تھا۔ اور اصل قیمت ایک آنہ تھی۔ تقریباً پندرہ ہزار روپیہ میں نیلام ہوا ہے۔

زہر کا تریاق

شہر وارسا (پولینڈ) میں طلبا اور سائنسدانوں کے اجتماع عظیم کے سامنے پروفیسر تادیوس سکرزی ژوسکی نے بھاری مقدار میں سنکھیا نگل لیا اور اس کے ایک گھنٹہ بعد اپنی بنائی ہوئی تریاق کی گولی کھالی، پروفیسر موصوف پر زہر کا ذرا بھی اثر نہ ہوا۔

پروفیسر زوسکی کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے زہروں کے دفعیہ کا ایک بے بہا تریاق دریافت کیا ہے۔ اور اس کی مدد سے ہزاروں اشخاص کو موت کے منہ سے نکالا ہے۔

بجلی کی طاقت والا انسان

بڈاپسٹ (ہنگری) میں کونٹ جان برنی نام ایک عجیب و غریب شخص رہتا ہے۔ جس کے جسم میں قدرتی طور پر بجلی موجود ہے۔ ایک ماہر برقیات نے اس شخص کے جسم کا معائنہ کرنے کے بعد بیان کیا۔ کہ اس کے جسم میں صبح کے وقت ایسی زبردست برقی قوت موجود ہوتی ہے کہ اس کے ہاتھ لگنے سے برقی لیمپ روشن ہو جاتا ہے۔

خبریں اور نوٹ

ترکی کے مطالبات پر برطانیہ نے جو ترمیمیں پیش کی تھیں۔ ان پر دردانیال کی کانفرنس میں غور شروع ہو گیا ہے ۔ برطانیہ کی ترمیم شدہ تجویزیں اس گفتگو کے نتیجہ پر مرتب کی گئی ہیں۔ جو انگلستان۔ ترکی اور روس کے نمایندوں کے درمیان جنیوا میں ہوتی رہی ہے ۔ برطانیہ سے روس مطمئن نہیں ہوا اور اطالیہ نے تو کانفرنس میں شامل ہونے ہی سے انکار کر دیا۔

استنبول (ڈاک کے ذریعہ) کمال پاشا ایران جانے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ لیکن اب اس ارادہ کو جنوری ۱۹۳۷ء تک ملتوی کر دیا ہے ۔

قاہرہ ۱۰ جولائی۔ قصر شاہی کے حلقوں میں یہ خبر مشہور ہو رہی ہے۔ کہ اعلیٰحضرت شاہ فاروق کی دونوں بہنوں کی شادی آزاد پاشا سابق سفیر لندن کے دونوں لڑکوں سے کی جائے گی۔ آپ ریجنسی کے رکن بھی ہیں ۔

قاہرہ ۶ جولائی ۱۹۳۶ء۔ رائٹر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ انگلستان اور مصر میں ایک معاہدہ کی تشکیل کے سلسلہ میں جو گفت و شنید ہو رہی تھی۔ وہ تمام مشکل مراحل سے گزر چکی ہے اور فوجی مسائل کے متعلق تمام اہم امور پر جانبین کا اتفاق ہو چکا ہے ۔

بیت المقدس ۹ جولائی ۱۹۳۶ء مرکزی فلسطین کے کوہستان میں انگریزی فوجیں مجاہد عربوں کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ اور اس مقصد کے لئے وائرلیس اور ہوائی جہاز استعمال کئے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ مسلح کاریں بھی پھر رہی ہیں۔ جن میں ریڈیو لگا ہوا ہے۔ یہ کاریں ہوائی جہازوں کی پرواز کے ساتھ ساتھ حرکت کرتی ہوئی دکھلائی دیتی ہیں ۔

قاہرہ۔ (بذریعہ ڈاک) ترکی عراق کی سرحد پر ایک گاؤں کے نزدیک جو ترکی میں واقع ہے۔ پٹرول کے جدید چشمے برآمد ہوئے ہیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان چشموں سے تیل نہایت زور سے نکل رہا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ان چشموں سے ترکی کو سب سے زیادہ پٹرول حاصل ہوگا۔

القدس ۷ جولائی۔ رائٹر کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ سلسلہ کوہ سے عربوں نے جو گولیاں چلائیں۔ ان سے ایک یہودی بلاک۔ ایک لفٹننٹ اور ایک سپاہی سولجین مجروح ہوئے۔ یافہ سے تین عیسائی عربوں کے قتل کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ حکومت بغاوت کے انسداد کے لئے سخت تدابیر اختیار کر رہی ہے۔ ایک برطانوی تباہ کن جہاز ساحل کی حفاظت کر رہا ہے ۔

قاہرہ۔ (بذریعہ ڈاک) مصر کے بطل حریت سعد زاغلول پاشا کی لاش کو ان کے گھر کے بالمقابل مقبرہ میں دوبارہ دفن کیا گیا۔ اتنی مدت آپ شافعی قبرستان میں مدفون رہے۔ جس

وقت وہ پہلی قبر سے نکالے گئے مصر کے وزیراعظم اور دیگر اعیان سلطنت اور دوسرے احباب موجود تھے۔ علاوہ ازیں اس تقریب میں شامل ہونے کے لئے مصر کے ہر گوشہ سے ہزارہا لوگ قاہرہ پہنچے۔ تدفین جدید کے وقت کوچہ و بازار میں تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس سے پہلے کسی تقریب پر اس سے زیادہ اجتماع قاہرہ میں نہیں دیکھا گیا۔

بصرہ۔ (بذریعہ ڈاک) معلوم ہوا ہے۔ کہ عراق ریلوے کا جو معاہدہ برطانیہ اور حکومت عراق کے درمیان ہوا تھا۔ اس کے متعلق برطانوی پارلیمنٹ نے منظوری دے دی ہے۔ اس معاہدہ پر اعلیٰ حضرت شاہ عراق کے دستخط ہو جانے کے بعد ۲۰ دن میں حکومت عراق برطانیہ کو مقررہ رقم ادا کرے گی۔ اس کے بعد ریلوے کی ملکیت حکومت عراق کے ہاتھ میں آ جائے گی اور مجوزہ ریلوے بورڈ مرتب کر دیا جائے گا۔

لنڈن۔ ۶ جولائی۔ حبشی سفیر متعینہ لنڈن نے ۱۰ لاکھ پونڈ کے لئے عوام کے نام اپیل شائع کی ہے۔ تاکہ حبشہ کے مغربی علاقہ کو جو ابھی تک اطالوی دست برد سے محفوظ ہے ستمگرانہ حملوں سے بچا لیا جائے۔ اور اس کا باقاعدہ انتظام کیا جائے۔

لنڈن۔ ۷ جولائی۔ ریوٹر کا نامہ نگار۔ جو جنگ حبش اور اٹلی کے وقت اطالوی فوج کے ساتھ تھا۔ اطلاع دیتا ہے۔ کہ برسات کا موسم اطالوی فوج متعینہ کے لئے بے حد صبر آزما ثابت ہوگا۔ سینٹ مائیکل کی یاد میں ضیافت کے وقت حبشیوں نے اطالویوں کو اپنے ملک سے باہر نکال دینے کے لئے قسم کھائی ہے۔ اور اس مقصد کے لئے انہوں نے موسم برسات کے کسی اہم ہفتہ کو مقرر کیا ہے۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ ان دنوں ہوائی جہاز کسی کام کے نہیں ہوتے۔

روما۔ ۶ جولائی۔ حکومت اٹلی نے مارشل باڈگلیو کو ان کی حبشہ والی خدمات کے صلہ میں تا عمر کمانڈر انچیف کے عہدہ کی منظوری دی ہے۔

ادیس ابابا۔ کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وسطی حبشہ میں ڈاکوؤں کے گروہ ڈاکہ زنی کر رہے ہیں۔ اور ان کی موجودگی یورپینوں کے لئے ایک مستقل خطرہ ہے۔ جرمنوں کے درجنوں خاندان جنہوں نے یہاں بود و باش اختیار کر لی تھی۔ اب ملک چھوڑنے کی فکر میں ہیں۔

ٹوکیو۔ ۷ جولائی۔ رائٹر کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ پچھلے دنوں یعنی ۲۶ فروری کو جاپان میں ایک فوجی غدر ہوا تھا۔ جس میں کئی جاپانی افسران اعلیٰ باغیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے۔ اور بعد حکومت کی دھمکی پر باغیوں کو سر تسلیم خم کرنا پڑا تھا۔ اور مجرموں کو سزائیں دینے کے لئے سرکاری طور پر ایک فوجی عدالت قائم کی گئی تھی۔ اس فوجی عدالت نے آج مقدمات

کی سماعت ختم کردی۔ ۲۴۳ آدمیوں کو جن میں ۱۰۱ فوجی افسر اور چار سول حکام تھے۔ موت کی سزا کا حکم سنایا گیا۔ پانچ افسروں کو حبس دوام اور باقی کو پندرہ پندرہ سال قید کی سزائیں دی گئیں؛

جاپان۔ کی بحری کانفرنس میں مطالبہ کیا جارہا ہے کہ حکومت کی بحری طاقت میں اضافہ کیا جائے۔ موجودہ سیاسی حالات کے پیش نظر بعید نہیں ہے کہ جاپان اپنے اس مطالبہ میں کامیاب ہو جائے اور اپنی بحری قوت کو دوچند کردے؛

بنارس۔ ۸ر جولائی۔ یہاں بارشیں ہو رہی ہیں کل ایک مکان گر جانے سے ایک ۸ سالہ بچہ مرگیا اور ایک زخمی ہوا۔ آج بھی بارش ہو رہی ہے۔ دریائے گنگ طغیانی پر ہے؛

شملہ۔ ۷ر جولائی۔ عدن یکم اپریل ۱۹۳۷ء کو ہندوستان سے علیحدہ ہو جائے گا۔ اور اب آیندہ سے ہندوستان کے خلاف کوئی نسلی امتیاز روا نہ رکھا جائے گا۔ اور بمبئی ہائیکورٹ کو دیوانی اور فوجداری مقدمات میں اپیل کی سماعت کا اختیار ہوگا۔ عدن میں ایڈوائزری ایگزیکٹو کونسل قایم کی جائے گی۔ لیجسلیٹو کونسل نہ ہوگی۔ ہندوستان کو عدن کے مصارف کے سلسلہ میں بیس لاکھ روپیہ سالانہ ادا کرنا پڑتا تھا۔ اب وہ اس بار سے سبکدوش ہو جائے گا؛

لاہور۔ ۹ر جولائی۔ مسجد شاہ چراغ کو گورنمنٹ نے اتوار کے دن خالی کردیا ہے۔ تمام سامان، ریکارڈ اور دیگر متعدد اشیاء یہاں سے جینڈ ڈن میں منتقل کردی گئی ہیں۔ جہاں آیندہ عدالت کمشن کے اجلاس ہوا کریں گے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو قبضہ ۱۵ر جولائی کو دلایا جائے گا۔ اور ساری عمارت سوموار تک بالکل خالی کردی جائے گی۔ کمشن جج نے ایک حکم جاری کیا ہے۔ کہ آیندہ عدالت کمشن کے اجلاس جینڈ ڈن میں ہوا کریں گے؛

شملہ۔ ۷ر جولائی۔ دہلی کی گھڑیاں سٹینڈرڈ ٹائم سے ۳۰ منٹ آگے کردی گئی تھیں۔ اس دستور پر آیندہ موسم سرما میں عمل نہیں کیا جائے گا۔ وجہ یہ ہے کہ گزشتہ تجربہ سے اس کارروائی کا کوئی خاص فائدہ معلوم نہیں ہوا۔

گجرات۔ ۶ر جولائی۔ جمعہ سے بارش کا سلسلہ شروع ہے۔ اس وقت تک ۳ء۶ انچ بارش ہو چکی ہے۔ نشیبی علاقے زیر آب ہیں؛

گوجرانوالہ۔ ۵ر جولائی۔ بروز جمعہ پانچ بجے شام سے بارش شروع ہوئی اور دوسرے روز سنیچر کی ۷ بجے شام تک متواتر رہی۔ مزید بارش کی توقع ہے؛

دہلی۔ ۷ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ گاڑیبانوں اور تانگہ والوں کی ہڑتال آج ختم ہو جائے گی (ہڑتال کو آج ساتواں دن ہے) چیف کمشنر دہلی نے جو آج کل شملہ میں مقیم ہیں اس امر کی

منظوری حاصل کرلی ہے۔ کہ ربڑ ٹائر گاڑیوں کے متعلق قانون کا نفاذ ملتوی کردیا جائے۔ اس قانون میں نئی دہلی کی بعض سڑکوں پر گاڑیوں کی آمدورفت ممنوع قرار دی گئی تھی چیف کمشنر ہڑتال کے لیڈروں کو مسئلہ کی توضیح کے لئے طلب کریں گے۔

بمبئی۔ ۷ جولائی۔ آج صبح روئی کے ایک کارخانہ میں آگ لگ گئی۔ روئی سامان اور مشینوں کے جلنے سے جو نقصان پہنچا اس کا تخمینہ دو لاکھ روپیہ کے قریب کیا جاتا ہے۔ آگ فرو کرنے والے پانچ انجن پانچ گھنٹہ کی سخت کوشش کے بعد آگ بجھانے میں کامیاب ہوئے۔ کارخانہ بیمہ شدہ تھا۔

لاہور۔ ۷ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام کی عثمانیہ یونیورسٹی کے رجسٹرار نے ہندوستان میں تحریک اصلاح دیہات کے قائد اعظم مسٹر ایف ایل برین کو عثمانیہ یونیورسٹی میں لکچروں کا سلسلہ شروع کرنے کے لئے دعوت نامہ بھیجا ہے۔

کانگڑہ۔ ۷ جولائی۔ وادی کانگڑہ میں شدت کی بارش کی وجہ سے پہاڑ کی چوٹی کا ایک حصہ ریلوے لائن پر گر پڑا ہے۔ جس سے سات گھنٹہ تک ٹرینوں کی آمدورفت بند رہی۔ نہایت دشواری سے لائن کو صاف کروادیا گیا ہے۔ اور اب آمدورفت جاری ہے۔ سیلاب کی وجہ سے گمٹا اور جوگندرنگر کی درمیانی موٹر سڑک ٹوٹ گئی۔ "ماشے" اور "کاٹ" کی درمیا سڑک بھی بند ہوگئی ہے۔

روپڑ۔ سے ایک لاری کے دریا میں غرقاب ہونے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ یہ لاری سواریوں سے بھری ہوئی آنندپور سے روپڑ آرہی تھی۔ راستہ میں سرسہ کے نالے میں بہت پانی تھا۔ ڈرائیور نے لاپروائی سے موٹر پانی میں ڈال دی۔ پانی اس قدر زیادہ تھا کہ آن کی آن میں پانی انجن میں بھر گیا اور انجن بیکار ہوگیا۔ موٹر پانی کی لہروں میں بہ گئی صرف دو آدمی بچے۔ باقی پندرہ سواریاں پانی کی نذر ہوگئیں۔ خالی موٹر دو میل کے فاصلہ پر ملی۔ ڈرائیور لاپتہ ہے۔

لاہور۔ ۷ جولائی۔ آج زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت ۱۰۴ء۶ تھا۔ گزشتہ رات کے ۳ بجے لاہور میں پھر بارش شروع ہوگئی۔ جس کا سلسلہ ½۸ بجے تک رہا۔ ابتدا میں بوندا باندی ہوئی۔ جس نے تھوڑی دیر میں موسلادھار بارش کی صورت اختیار کرلی۔

گوجرانوالہ۔ جولائی۔ ہز ہائنس نواب صاحب لوہارو آج صبح یہاں پہنچے۔ شہر اور مضافات کے شرفاء کی ایک بھاری تعداد نے آپ کا خیر مقدم کیا۔

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت شیخ عبدالرحمٰن صاحب بی اے۔ پی سی ایس فسٹ ایڈیشنل ای اے سی با اختیارات مطالبہ خفیفہ کوئٹہ

سردار تیجا سنگھ ولد سردار امر سنگھ ذات صابن سکنہ کوئٹہ چھاؤنی اوورسیر کنٹونمنٹ بورڈ

بنام (۱) شریمتی مایا دیوی بنت ساون مل (زوجہ وشن داس) ذات نیٹر کھتری سکنہ میٹرپال ضلع سیالکوٹ۔ (۲) شریمتی سیتا ونتی بیوہ لالہ گوبرل ذات نیٹر کھتری ساکن پسرور نزدیک پرانی منڈی ضلع سیالکوٹ مال سکنہ فیروزپور معرفت بابو سوہن سنگھ ہیڈ نمبر مرچنٹ فیروز پور شہر۔

دعویٰ دلاپانے مبلغ ۱۰۰/

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں شریمتی مایا دیوی و شریمتی سیتا ونتی مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتی ہیں۔ اور روپوش ہیں۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام شریمتی مایا دیوی و شریمتی سیتا ونتی مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر ہر دو مدعا علیہا مذکور تاریخ ۲۰ ماہ جولائی ۱۹۳۶ء کو بمقام کوئٹہ حاضر عدالت ہذا نہیں ہوں گی۔ تو ان کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۷ جولائی ۱۹۳۶ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔ دستخط حاکم مہر عدالت

بعدالت صاحب سب جج بہادر۔ سمرالہ

سود سنگھ ولد مہر و ذات جٹ سکنہ ڈمولیاں تھانہ کھنہ تحصیل سمرالہ مدعی

بنام مساۃ دیالو عرف دیال کور زوجہ سدھ سنگھ مدعی ذات جٹ سکنہ مال آباد لاڈپوری تحصیل سمرالہ تھانہ کرتار سنگھ ولد رام دیال جٹ مدعا علیہ

دعویٰ اعادہ حقوق زناشوئی

مقدمہ مندرجہ عنوان میں مدعا علیہا کی تعمیل معمولی طریقے سے نہیں ہو سکی۔ لہٰذا اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی بنام مساۃ دیالو عرف دیال کور مدعا علیہا جاری کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بتقرر ۷ اگست بمقام سمرالہ حاضر عدالت ہذا اگر پیروی مقدمہ خود کرے۔ بصورت دیگر کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۰ جولائی ۱۹۳۶ء بہ ثبت ہمارے دستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم مہر عدالت

بعدالت شیخ عبدالرحمن صاحب بی اے۔ پی سی ایس باختیارات ڈسٹرکٹ جج بہادر کوئٹہ

بمعاملہ درخواست شریمتی پشپاوتی بیوہ سردار سجان سنگھ متوفی بذریعہ نندلال
مختار سکنہ کوئٹہ برائے حصول سرٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ یافتنی سردار
سجان سنگھ متوفی

زیر دفعہ ۲، ۷، ۳ ایکٹ ۳۹ ۱۹۲۵ء

نوٹس بنام ہر خاص و عام

معاملہ صدر مختار سائلہ نے درخواست برائے حصول سرٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ مالیتی صہ ۵۱۰۰/- روپیہ یافتنی سردار سجان سنگھ متوفی زیر ایکٹ ۳۹ ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے۔ اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جو کچھ کسی کو اعتراض ہووے۔ حاضر ہو کر عدالت ہذا میں بتاریخ 7/36 7ء پیش کرے۔

آج بدستخط ہمارے و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ 3 7/36

دستخط حاکم — مہر عدالت

بعدالت شیخ عبدالرحمن صاحب بی اے پی سی ایس باختیارات ڈسٹرکٹ جج بہادر کوئٹہ

بمعاملہ درخواست منگو بائی والدہ ملاوہ رام سکنہ رام باغ کوئٹہ
برائے حصول سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ یافتنی ملاوہ رام متوفی

زیر دفعہ ۲، ۷، ۳ ایکٹ ۳۹ ۱۹۲۵ء

نوٹس بنام ہر خاص و عام

معاملہ صدر سائلہ نے درخواست برائے حصول سارٹیفکیٹ جانشینی وصولی قرضہ مالیتی ۵۰۰ صہ روپیہ یافتنی ملاوہ رام متوفی زیر ایکٹ ۳۹ ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے۔ اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جو کچھ کسی کو اعتراض ہووے حاضر ہو کر عدالت ہذا میں بتاریخ [illegible] پیش کرے۔

آج بدستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ 7/36 — دستخط حاکم — مہر عدالت

[illegible] نے مسلم پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپوا کر دارالاشاعت پنجاب لاہور سے شائع کیا۔ اڈیٹر سید امتیاز علی

ہندوستان میں سب سے پرانا نسوانی ہفتہ وار اخبار

تہذیب النسواں

جسے
محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلما مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم
نے
سنہ ۱۸۹۸ء میں جاری کیا
چندہ سالانہ مع محصول ڈاک ۵ روپے

جلد ۳۹	لاہور ۔ ہفتہ ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۳۶ء	نمبر ۲۹

تہذیب نسواں

لاہور ۔ ہفتہ ۲۰ ربیع الآخر سنہ ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

ڈلہوزی کے براہ راست روانگی اور واپسی کے ٹکٹ

مندرجہ ذیل اسٹیشنوں سے ڈلہوزی کے اول۔ دوم۔ درمیانہ اور تیسرے درجے کے واپسی ٹکٹ جاری کئے جا رہے ہیں۔ سفر براہ پٹھانکوٹ ریل اور موٹر کے ذریعے طے کیا جائے گا۔

لاہور۔ امرتسر۔ جالندھر شہر اور چھاؤنی فیروزپور چھاؤنی۔ ملتان چھاؤنی۔ گوجرانوالہ ٹاؤن۔ سیالکوٹ جنکشن۔ لائل پور۔ راولپنڈی۔ لدھیانہ۔ منٹگمری۔ بٹالہ اور گورداسپور۔

یہ ٹکٹ واپسی سفر کی تکمیل کے لئے ادھائی ماہ تک کارآمد ہوں گے۔ ٹکٹ کی میعاد اس دن سے شمار ہوگی جس دن ٹکٹ جاری کئے جائینگے۔ بارہ سال سے کم عمر کے بچوں کے لئے شرح ٹکٹ میں خاص رعایت ہوگی۔

تفصیلات کے لئے ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور سے خط و کتابت کریں۔

اسی دن میں دنیا کا سفر

یہ کتاب فرانس کے مشہور ناول نگار جولز ورن کے ایک ناول کا خلاصہ ہے۔ قیمت ۱۲؍

پتہ دفتر تہذیب نسواں۔ لاہور

مفت مفت مفت

اصلی فیسرین خریدیں نقلی سے بچیں کیلوں۔ مہاسوں۔ چھائیوں کا

فیسرین رجسٹرڈ

سے بڑھکر کوئی علاج نہیں۔ یہ مسلمہ بات ہے کہ فیسرین کیلوں۔ داغوں۔ داد خارش پھنسیوں اور لوکل سوز وغیرہ جلد اور چہرے کی تمام بیماریوں کو مٹانے اور بدصورتی کو زائل کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ تعریفی خط ملاحظہ ہو۔ از مسز نادر بی سٹرس گرل اسکول کلیگال جنوبی ہند "آپ کی فیسرین کی تعریف دیکھ کر آزمائش کے لئے ایک شیشی منگوائی تھی۔ بیشک یہ قابل تعریف ہے" قیمت فی شیشی ایک ہی روپیہ ہے۔ لیکن آئندہ فیسرین کے ہر ایک خریدار کو فیسرین سنو قیمت ۱۲؍ دن کے سنگار کے لئے مفت دی جاوے گی محصولڈاک بذمہ خریدار۔

کیا فیسرین کا عرصہ سات سال سے ہر ایک اشتہار میں نیا تعریفی خط پیش کرنا اس کی سچائی کا ثبوت نہیں۔ اہل جالندھر مولوی عبدالحق صاحب کتب فروش مدرسۃ البنات سے مفت شیشی طلب کریں۔

فیسرین فارمیسی مکتسر فیروزپور پنجاب

الماس یعنی ہیروں کا بادشاہ۔ قیمت ۸؍

دفتر تہذیب سے منگائیے

علی گڑھ میں مسلم خواتین کے لئے ڈگری کالج

۱۰ جون ۱۹۳۶ء کو سربرآوردہ مسلم حضرات کا ایک وفد سر جوالا پرشاد سری واستو صاحب وزیر تعلیمات ممالک متحدہ آگرہ واودھ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جو حسب ذیل افراد پر مشتمل تھا۔ نواب زادہ لیاقت خاں صاحب۔ پرنسپل خواجہ غلام السیدین صاحب۔ شیخ عبداللہ صاحب خان بہادر غضنفر اللہ صاحب۔ علی ظہیر صاحب نواب جمشید علی خاں صاحب۔ خان بہادر شار احمد صاحب۔ سپاسنامہ میں لڑکیوں کے لئے ڈگری کالج قائم کرنے پر زور دیا گیا۔ ناظرات تہذیب نسواں کے لئے سپاسنامے کا اُردو ترجمہ کیا جاتا ہے۔

جناب عالی۔ مسلم گرلز انٹرمیڈیٹ کالج علی گڑھ ایک ایسی درسگاہ ہے جو اسلامی طبقہ کی ان لڑکیوں کے لئے تعلیمی سہولتیں بہم پہنچاتی ہے جو اپنی سماجی رسم و رواج کی پابندیوں کی وجہ سے بغیر پردے کے اسکولوں اور کالجوں سے مستفید نہیں ہو سکتیں۔ بصورت موجودہ اس صوبے کے باشندگان اپنی لڑکیوں کو لڑکوں کے دوش بدوش تعلیم نہیں دے سکتے۔ دوسرے فرقے کے لوگوں نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ مشترک تعلیم کو عملی جامہ پہنانا مشکل ہے۔ لکھنؤ۔ الہ آباد اور بنارس میں لڑکیوں کے لئے جداگانہ ڈگری کالج قائم ہونے سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو بہ نسبت دوسرے فرقے کے لوگوں کے اپنی لڑکیوں کے لئے علیحدہ اسکول اور کالج قائم کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ طبقہ اناث کے تعلیم میں پیچھے رہنے کی خاص وجہ اس قسم کی تعلیم گاہوں کی تعداد اور کمی ہے۔ اب بھی اسکول جانے والی عمر کی لڑکیوں میں سے مشکل سے صرف ۲ فیصدی صحیح معنوں میں تعلیم پا رہی ہیں۔

مسلم گرلز کالج نے شروع سے مسلمانوں کے مطمح نظر کو مد نظر رکھا ہے۔ اور اس کی ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے۔ کہ وہاں جو تعلیم دی جائے وہ بجائے عوام کے جذبات کے منافی ہونے کے ایسی ہو۔ کہ ان کی ضروریات کو اچھی طرح پورا کرے۔ بقول مِس اسٹوارٹ سابق چیف انسپکٹرس مدارس ممالک متحدہ آگرہ و اودھ "مسلم گرلز کالج علی گڑھ ہندوستان کی لڑکیوں کا بہترین ملجا و ماوی ہے"۔ متوسط اور اعلیٰ طبقے کے مسلمانوں میں اس تعلیم گاہ کی ہر دلعزیزی اور مقبولیت کا یہی راز ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ عموماً اپنی لڑکیوں کو ملک کی دوسری تعلیم گاہوں میں بھیجنے سے گریز کرتے ہیں۔

مسلم گرلز کالج اب اس منزل پر پہنچ گیا ہے۔ کہ اعلیٰ تعلیم کے لئے سہولتیں بہم پہنچانا

بہت ضروری ہے۔ کئی سال سے والدین اور لڑکیوں کا اصرار ہے۔ کہ ڈگری کی تعلیم کے لئے ہر طرح کی آسانیاں پیدا کی جائیں۔ ایسی لڑکیاں کثیر تعداد میں ہیں۔ جو اس بات کی متمنی ہیں۔ کہ اگر ڈگری کے درجے کھل جائیں تو وہ ان میں داخل ہوں۔ جو لڑکیاں کالج کے اونچے درجوں میں تعلیم پا رہی ہیں۔ یا انٹرمیڈیٹ پاس کر چکی ہیں۔ ان کی تعداد کا اندازہ کرتے ہوئے ہمارا تخمینہ ہے۔ کہ آئندہ تین سال کے اندر ڈگری کے درجات سے پچاس لڑکیاں مستفید ہوں گی۔ اس تعداد میں وہ لڑکیاں شامل نہیں ہیں۔ جو پرائیویٹ طور پر تیاری کر کے امتحان میں ہر سال شریک ہوتی ہیں۔ اور ایک مناسب کالج کی عدم موجودگی کی وجہ سے کسی تعلیم گاہ میں باقاعدہ داخل ہو کر تعلیم نہیں حاصل کر سکتیں۔

صوبہ کی دوسری یونیورسٹیوں سے ملحق عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ ڈگری کالج قائم کئے گئے ہیں۔ اسی طرح علی گڑھ میں بھی عورتوں کے لئے علیحدہ ڈگری کالج قائم ہونا چاہئے۔ مسلم خواتین کو اب اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے حق سے ہرگز نہ محروم رکھنا چاہئے۔ علی گڑھ تمام ہندوستان کے لوگوں کے لئے ایک بڑا تعلیمی مرکز ہے۔ اس لئے یہ زنانہ ڈگری کالج قائم کرنے کے لئے سب سے موزوں جگہ ہے۔ جناب کی توجہ اس امر کی طرف منعطف کرانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ کہ اگر مسلم لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کا کوئی معقول انتظام نہ ہوا۔ تو وہ تعلیم کے میدان میں بہت ہی پیچھے رہ جائیں گی۔

یہ امر بالکل طے شدہ ہے۔ کہ عورتوں کی ڈگری کی تعلیم کے لئے جلد سے جلد ایک کالج قائم کر دیا جائے۔ رامپور میں گزشتہ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس کے موقع پر ایک تجویز اس کے متعلق پیش کی گئی تھی۔ صوبے کے تمام حصوں کے نمائندوں نے جن کی تعداد ۵۰۰ تھی۔ بلا اختلاف آراء طے کیا۔ کہ ڈگری کے درجے بہت جلد قائم کر دیئے جائیں۔ گرلز کالج کی مجلس منتظمہ بھی اپنے سالانہ جلسے میں اسی نتیجے پر پہنچی ہے حال میں ملک کے مختلف اخباروں اور جرائد نے بھی اس پر زور دیا ہے۔ اور اس کے علاوہ اس فرقے کے تعلیم یافتہ مرد اور عورت علی گڑھ میں عورتوں کے لئے ایک ڈگری کالج قائم کرنے کے لئے برابر صدائیں بلند کر رہے ہیں۔

سکرٹری مسلم گرلز کالج نے مسٹر ویر ڈپٹی ڈائرکٹر محکمہ تعلیمات کی مدد سے تخمینہ کیا ہے۔ کہ ڈگری کے درجات اضافہ کرنے سے ۲۱۰۰۰ روپے سالانہ خرچ ہوں گے۔ یقین ہے۔ کہ خانگی وسائل سے دس ہزار روپے کی مالی امداد ممکن ہے۔ ایک ہزار

روپے کی آمدنی تعلیمی فیس سے ہو سکتی ہے۔
اب تعمیہ اخراجات کے لئے دس ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ یوپی ایجوکیشنل کوڈ کی دفعات کے رو سے ہم کو ڈگری کے درجے کھولنے کے لئے سرکاری امداد پانے کا حق حاصل ہے۔ کالج کے آنریری سکرٹری نے جناب ڈائرکٹر صاحب محکمۂ تعلیمات کی خدمت میں اس مقصد کے لئے دس ہزار روپے سالانہ کی امداد کے لئے درخواست دی ہے۔ اب ہماری التجا ہے کہ امسال کے بجٹ میں سے آئندہ تعلیمی سال سے ڈگری کے درجے کھولنے کے لئے مندرجہ ذیل امداد عطا فرمائی جائے:

۱۔ دس ہزار روپے بطور متوالی امداد۔

۲۔ بیس ہزار روپے بطور غیر متوالی امداد عمارت کے لئے سر ولیم میرس۔ مسٹر میکنزی اور مس سٹوارٹ نے سرکاری امداد حاصل کرنے کے جو اصول مقرر کئے تھے۔ اس کے مطابق ہم لوگوں نے تقریباً ۱۴ ہزار روپے جمع کر لئے ہیں۔

۳۔ تین ہزار روپے تعلیمی ضروریات اور فرنیچر کے لئے۔ دو ہزار روپے نیبر صاحب مہیا کریں گے۔

سپاس نامہ کے جواب میں سر جوالا پرشاد سری واستو نے علی گڑھ گرلز کالج سے بہت ہمدردی کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ ہمارے اختیار میں جو کچھ بھی ہوگا۔ ہم اس سے گریز نہ کریں گے۔ صاحب موصوف نے فرمایا۔ کہ مجھے خود احساس ہے۔ کہ مسلم لڑکیوں کے لئے ایک علیحدہ ڈگری کالج کھولنے کی سخت ضرورت ہے۔ اور ہماری خواہش ہے۔ کہ ایسا کالج جلد قائم ہو جائے۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا معاملہ مرکزی حکومت کی ماتحتی میں ہے۔ اس لئے ہم فی الحال یہ نہیں بتا سکتے۔ کہ یہ امر صوبہ کے فنڈ سے امداد دینے میں کسی طرح سد راہ تو نہیں ہوگا۔

مسٹر ہیرپ ڈائرکٹر محکمۂ تعلیم بھی موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ میں اس مسئلہ کے قانونی پہلو پر غور کروں گا۔

شیخ عبداللہ صاحب نے اس موقع پر کہا۔ کہ میں نے طے کیا ہے۔ کہ آئندہ تعلیمی سال سے جو جولائی میں شروع ہوگا۔ کم سے کم چھ مضامین میں ڈگری کے درجات کھول دیئے جائیں گے۔

مسز سید احمد نمیلی شہری

حیدر آباد سے کشمیر موٹر میں

جیسا کہ میں نے پہلے وعدہ کیا تھا۔ کہ جب مضافات سرینگر کی ہم سیر کریں گے۔ تو ان کے متعلق لکھوں گی۔ مندرجہ ذیل سطروں میں بالاختصار ان مقامات کی سیر کا ذکر کرتی ہوں:

ہم جمعہ ۵ جون کو موٹر میں گاندربل روانہ ہوئے۔ رات باورچی کو دوپہر کا کھانا جلد تیار کرنے کے لئے کہہ دیا تھا۔ ساڑھے گیارہ بجے کچھ میوہ وغیرہ بھی سرینگر

سے خرید لیا۔ چند میل طے کرنے کے بعد "انچار" جھیل نظر آئی۔ یہ ایک بہت بڑی جھیل ہے۔ یہاں سے ہوا میں تغیر محسوس ہونے لگتا ہے۔ اور منظر کی دلکشی بھی بڑھ جاتی ہے۔ "گاندربل" سرینگر سے چودہ میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اور دریائے سندھ کے کنارے واقع ہے۔ یہاں تار گھر اور پوسٹ آفس بھی ہے۔ جو لوگ وادی سندھ کی سیر کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہاں سے انتظام اور تیاری کر کے روانہ ہوتے ہیں۔ ہم لوگ تقریباً ساڑھے بارہ بجے "گاندربل" پہنچے۔ یہاں کا منظر عجیب بہار دے رہا تھا۔ سبز گھاس کے فرش پر چنار کے درختوں کے سایہ میں بیٹھ کر کھانا کھایا۔ سامنے ندی بہہ رہی تھی۔ بہت سے ہاؤس بوٹ کھڑے تھے۔ جدھر نظر ڈالو چنار کے عظیم الشان درخت۔ سبزہ زار اور پہاڑ تھے۔ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھی۔ موسم نہایت ہی خوش گوار تھا۔ سرینگر سے نکلتے ہی موسم میں تغیر محسوس ہونے لگا تھا۔ کیونکہ تقریباً ایک ہفتہ سے بارش نہ ہونے کی وجہ سے سرینگر میں گرمی بڑھ گئی تھی۔

سری نگر سے "گاندربل" جانے کے لئے دو راستے ہیں۔ ایک خشکی کا دوسرا آبی۔ اگر ہاؤس بوٹ "گاندربل" تک لے جانا چاہیں۔ تو دریائے جہلم سے "شادی پور" ہوتے ہوئے دو دن میں پہنچ جاتے ہیں۔ "گاندربل" کی ہوا مقابلتاً اچھی ہے۔ اس لئے جب سرینگر میں گرمی بڑھتی ہے۔ تو لوگ اپنے اپنے بوٹوں میں وہاں چلے جاتے ہیں۔ اور کچھ دن وہیں گزارتے ہیں۔ دریائے سندھ کے پانی میں چونکہ چونے کی آمیزش ہے۔ اس لئے اس کا پانی پینے کے قابل نہیں۔ یہاں سے ایک میل کے فاصلے پر ایک چشمہ ہے۔ جس کا پانی بہت صاف ستھرا ہے۔ اور یہی پانی پینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

تقریباً تین بجے ہم "گاندربل" سے "مانسبل" کی جھیل کی طرف چلے۔ یہ کشمیر کی بہترین جھیلوں میں سے ہے۔ "اشٹ ناگ" پہاڑ کے دامن میں "گاندربل" سے چھ سات میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں موٹر جا سکتی ہے۔ ہم نے جھیل کے کنارے اپنی موٹر چھوڑ دی۔ چائے کا سامان اپنے ہمراہ لے لیا۔ اور شکارے میں بیٹھ کر جھیل کے دوسرے کنارے پہنچ گئے۔ وہاں عہد مغلیہ کی ایک منہدم شدہ عمارت کے پاس ایک چبوترے پر بیٹھ کر ہم نے چائے پی۔ بہت لطف رہا۔ منظر نہایت دلکش تھا۔ اس جھیل کا پانی نہایت صاف و شفاف ہے۔ تہہ کے کنکر پتھر اور پودوں کی جڑیں تک صاف نظر آتی ہیں۔ کنول کے پتے سطح آب پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ہم کوئی گھنٹہ بھر تک شکارے میں بیٹھ کر پھرتے رہے۔ اس کے بعد "شادی پور" اور راولپنڈی کی سڑک پر سے گھومتے ہوئے مغرب کے بعد اپنے مستقر پر پہنچے۔

اب ہمارے حیدرآباد واپس جانے کا وقت قریب آ رہا تھا۔ صرف دس بارہ دن باقی رہ گئے تھے۔ اس لئے ہم نے یہاں کے چند مشہور مقامات کے دیکھنے کا پروگرام بنایا۔ اور جگہ جگہ سیر کی۔

گاندربل سے واپسی کے بعد ایک دن آرام کیا اور پھر اتوار کے روز یعنی ۶ جون کو گل مرگ گئے۔ صبح سویرے اٹھ کر ناشتہ کیا۔ دوپہر کا کھانا کچھ ہمراہ رکھ لیا۔ چائے کا سامان بھی ساتھ تھا۔ سری نگر سے "ٹنگ مرگ" تک موٹر میں گئے۔ اور وہاں سے گھوڑوں پر سوار ہو کر "گل مرگ" کی جانب روانہ ہوئے "ٹنگ مرگ" سری نگر سے بائیس میل ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ یہاں چند معمولی دکانیں۔ ڈاک بنگلہ اور سرائے ہے۔ موٹر رکھنے کے لئے گیراج بھی کرایہ پر ملتے ہیں۔ موٹر دیکھتے ہی گھوڑے والے سواری کے لئے اور قلی سامان اٹھانے کے لئے مسافر کو گھیر لیتے ہیں۔ اور ہر ایک اپنی جانب بلاتا ہے "گل مرگ" "ٹنگ مرگ" ڈیڑھ ہزار فٹ کی اونچائی پر ہے۔ راستے میں ایک دم چڑھائی شروع ہو جاتی ہے۔ انسان تو انسان گھوڑے بھی بڑی مشکل سے چلتے ہیں۔ اور ذرا سی دیر میں تھک جاتے ہیں۔ "گل مرگ" پہنچنے کا ایک اور مختصر راستہ ہے۔ جس کو صرف کشمیری استعمال کرتے ہیں۔ بالکل پھسلواں بانسے کی طرح ہے۔ اس راستے سے وہی لوگ سفر کر سکتے ہیں جنہیں پہاڑوں پر چڑھنے کی مشق ہو۔ راستے میں نہایت دل کش منظر دیکھنے میں آتے ہیں۔ جوں جوں چڑھائی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ نشیب کی سرسبز وادیاں نظر آتی جاتی ہیں۔ وادی میں بڑے بڑے صنوبر کے درخت ہیں۔ اسی وادی میں "فیروزپور" کا نالہ بھی پیچ و تاب کھاتا اور شور کرتا ہوا دوڑتا ہے۔ سڑک کی ایک جانب پہاڑ ہیں۔ اور دوسری جانب وادی۔ اگر اتفاق سے گھوڑا شرارت کرنے لگے۔ تو جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔

کچھ دنوں کی بات ہے۔ کہ چند سیاح گھوڑوں پر سوار باتیں کرتے ہوئے آہستہ آہستہ چلے جا رہے تھے۔ اتفاق سے ایک گھوڑا جو بدکا تو دوسرے گھوڑے سے جا ٹکرایا۔ اور اس کے سر پر اس زور کی دولتی جھاڑی۔ کہ وہ گھوڑا چوٹ کھا کر الف ہو گیا۔ اور پچھلے دونوں پاؤں کے بل کچھ دیر تک کھڑا رہا۔ سوار نے ہوشیاری کی۔ اور جھٹ اپنے کو گھوڑے کی سیدھی جانب گرا دیا۔ اور اس طرح جان بچالی۔ لیکن گھوڑا اسی وقت وادی میں گر کر مر گیا۔ "گل مرگ" جاتے وقت وہ جگہ دیکھی۔ جہاں یہ حادثہ ہوا تھا۔

"گل مرگ" پہاڑوں کے دامن میں سطح مرتفع پر واقع ہے۔ یہ سطح سمندر سے آٹھ ہزار سات سو فٹ بلند ہے۔ یہاں ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر

گلتا ہے۔ لکڑی کے چھوٹے چھوٹے مکان دکھائی دیتے ہیں۔ جو کرائے پر دیئے جاتے ہیں۔ یہاں کا سب سے اچھا ہوٹل "نیڈونز ہوٹل" ہے۔ مگر اس کا کرایہ زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ مسلم اور خالصہ ہوٹل بھی ہیں۔ جہاں مسافر کم خرچ پر گزارہ کر سکتا ہے۔ گل مرگ میں پولو اور گولف کے میدان اور ٹینس اور بیڈ منٹن کے کورٹ بھی ہیں۔ سنا ہے کہ "گل مرگ" کا گولف کا میدان دنیا کے بہترین گولف کے میدانوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ غرض ان لوگوں کے لئے جو مغربی طرز رہائش کے دلدادہ ہیں۔ ہر قسم کی دلچسپی کا سامان موجود ہے۔ یہاں تمام چیزیں سری نگر کے مقابلہ میں دگنی قیمت پر ملتی ہیں۔ اور اکثر چیزیں "سری نگر" سے یہاں آتی ہیں۔ ہوا اچھی ہے۔ لیکن پانی اچھا نہیں۔ بہت سے لوگوں کو یہاں آکر قبض کی شکایت ہو جاتی ہے۔ گل مرگ میں سات میل کے گھیرے میں ایک سیرگاہ بنی ہوئی ہے۔ جس کا راستہ بہت دل فریب ہے۔ سری نگر میں جب گرمی پڑتی ہے۔ تو لوگ گل مرگ چلے جاتے ہیں۔ اس جگہ زیادہ تر انگریز آتے ہیں۔ ہندوستانی اکثر "پہل گام" جاتے ہیں۔ جو بلندی میں اس سے کم ہے۔ مگر وہاں کا پانی مقابلتاً اچھا ہے۔ گل مرگ کے گولف لنکس پر سے گزرتے ہوئے ہم آگے بڑھے۔ اور برف کے نظارے سے لطف اندوز ہونے کے لئے "کھلن مرگ" پہنچے۔ "کھلن مرگ" "گل مرگ" سے گھوڑے پر ایک گھنٹہ میں پہنچتے ہیں۔ راستہ بہت خراب ہے۔ گھوڑا بھی بڑی مشکل سے چلتا ہے۔ بہت سا راستہ پیدل طے کرنا پڑتا ہے۔ راستے میں پہاڑوں کی برف پگھلنے سے جابجا پانی کی نہریں بہ رہی تھیں۔ لمبے لمبے درخت جڑ سے اکھڑ کر زمین پر گرے پڑے تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ برفانی سیلاب کی زد میں آکر گر گئے ہیں۔ یہ وہی برفانی سیلاب ہے۔ جو چند ماہ پہلے "اپاتھر" پہاڑ سے کھلن مرگ کی طرف آیا۔ اور "سکی اینگ کلب" کو جس میں تین انگریز اور ایک مسلمان چوکیدار تھا۔ تہس نہس کر دیا۔

راستے میں آرہ کش لکڑی کاٹتے نظر آتے تھے۔ مزدور لکڑی کے بڑے بڑے تختوں کو اپنی پشت پر رکھ کر اتر رہے تھے۔ جب تھک جاتے تھے۔ تو کچھ دیر ستانے کے لئے بیٹھ جاتے تھے۔ ان کی جفاکشی کو دیکھ کر ان کی حالت پر ترس آتا تھا۔ کہ ایسے سرسبز و شاداب ملک کے باشندوں کو پیٹ بھر کر کھانا بھی مشکل سے ملتا ہے۔ سنا ہے کہ تمام دن کی محنت شاقہ کے معاوضہ میں مشکل سے دو تین آنے ملتے ہیں۔ کھلن مرگ پہنچنے سے پہلے ہم بھی گھوڑوں پر سے اتر پڑے۔ اور پیدل چلنا شروع کیا۔ راستہ بہت خراب تھا۔ جابجا روڑے بکھرے

ہوئے تھے۔ گلین مرگ کے ہموار میدان پر پہنچ کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے آرام لیا۔ اور کھانا کھایا۔ یہاں کے چشمے کا پانی پیا۔ جو اس قدر ٹھنڈا تھا۔ کہ مشکل سے پیا جاتا تھا۔ موسم بہت خوش گوار تھا۔ ہوا میں خنکی تھی۔ آفتاب بھی چمک رہا تھا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر کوہ الپاتھر کے دامن میں برف کی بڑی بڑی چادریں بچھی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ (باقی آئندہ)

مسز رضیہ عبدالحق از گوالیار

نظام سلور جوبلی کی یادگار

اعلیٰ حضرت نظام خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ کی سلور جوبلی کا شاندار جشن منایا جانے والا ہے۔ مدت سے میرا یہ خیال ہے۔ کہ یادگار کے طور پر ایک آل انڈیا مسلم فیمیل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی بنیاد ان ایام سعید میں پڑنی چاہئے۔ میرا یہ خیال ہے۔ کہ جب تک مسلم خواتین ہند کی تعلیم کا کوئی خاص معیار مقرر نہ کیا جائے گا۔ اور کوئی مناسب لائحہ عمل تجویز نہ ہوگا۔ ہماری آئندہ نسلوں کی اخلاقی اور مذہبی ترقی نہیں ہو سکتی۔ اور جس طرح آج ہماری قوم ہر پہلو سے ذلت و تاریکی کے تحت الثریٰ میں گر چکی ہے۔ موجودہ حالت میں اس سے باہر کبھی نہ نکل سکے گی۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ زہر ہلاہل تلک کے ہمارے کام و دہن کو سیراب کرتا رہے گا۔ اور کب تک ہم اپنی گردنوں پر ظلم کے کند چھرے چلاتے رہیں گے۔

آج دنیا کی پست ترین قومیں بام ترقی پر پہنچ چکی ہیں۔ اور پہنچتی جا رہی ہیں۔ تنازع البقا کے نظریے کے ماتحت دنیا کی ہر ہستی کشمکش حیات میں مبتلا ہے۔ اور خود کو ابھارنے کی جستجو میں مصروف و منہمک۔ پس آج نہیں۔ تو کل ہمیں اپنے بقا کے راستے تلاش کرنا پڑیں گے۔ پھر یہ تاخیر و تعویق۔ یہ تکلف و تامل۔ یہ پستی و کاہلی۔ یہ بے پروائی و فراموش کاری کیوں اور کب تک قائم رہے گی۔ پس ضرورت ہے کہ فوراً ایک ایسے محکمہ تعلیم کی بنیاد ڈالی جائے۔ جو اپنی وسعت کے لحاظ سے تمام اقطار ہند پر حاوی ہو۔ تاکہ ہم اپنی پست اور جاہل قوم کو حتی الامکان بہترین تعلیم دے کر اُسے جملہ مصائب سے نجات دلا سکیں۔

اس مقصد کی تکمیل کے لئے میرا خیال ہے۔ کہ ایک ایسی انجمن کی بنیاد ڈالی جائے۔ جس کی سرپرستی خود اعلیٰ حضرت نظام دکن دفیعہٗ کی ذات مبارک سے ہو۔ اور جس کے ارکان ایسے اکابر وطن منتخب کئے جائیں۔ جو صحیح معنوں میں ہمدرد قوم اور مخلصان اسلام ہوں۔ اس ذیل میں سب سے پہلی اور مقدم ضرورت تعلیم نسواں کے ایک بہترین کار آمد نصاب تعلیم کی ترتیب و تدوین کی ہے۔ دوم یہ کوشش ہونی چاہئے

کہ جملہ موجودہ اسلامی مدارس اس نصاب کو قبول و منظور کرکے اپنے یہاں داخل درس کریں۔ جو مدارس اس صورت کو منظور نہ کریں۔ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ سوم ہر شہر میں ایک مدرسہ نظامیہ کا قیام ضروری قرار دیا جائے۔ اس طرح یقیناً آٹھ دس سال کے بعد یہ جال ہر شہر۔ ہر قصبہ ہر دیہات میں پھیل جائے گا۔ چہارم۔ جہاں جہاں نظامیہ مدارس کی شاخ پھیل پڑتی جائے۔ وہاں کی زکوٰۃ خیرات و زکوٰۃ کا مستحق انجمن مذکور کو ٹھیرایا جائے۔

مندرجۂ بالا تجاویز کے فوائد حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ لڑکیوں کو تعلیم ملنے پر آئندہ نسلیں تندرست و توانا اور ہونہار ہوں گی۔

۲۔ موجودہ بے راہ روی اور مغرب پرستی کا خود بخود سدباب ہو جائے گا۔ قلوب نورِ ایمان سے معمور ہوں گے۔ اور آئندہ نسلیں بڑی حد تک اسلام کی صحیح تعلیم پر عامل ہو سکیں گی۔

۳۔ اس مفلس اور نادار قوم مسلم کا پیسہ جو آج چھوٹے قوم پرست اور مصنوعی ہمدردان اسلام طرح طرح کے بہانوں سے مثلاً یتیم خانوں اور امداد بیوگان کے نام سے یا تعمیر مساجد و مقابر کے نام سے ہڑپ کرتے رہتے ہیں۔ صحیح مصرف پر اُٹھایا جائے گا۔ اور قوم ان کی دست برد سے امون و مصئون ہو جائے گی۔ بحالت موجودہ محض اعزازی طریق پر کام کرنے والے بھائی بہن اپنے اپنے طریق کار اسلوب روش کو بہتر اور مرجح سمجھ کر من مانی کرنا چاہتے ہیں۔

جس کا نتیجہ باہمی کشاکش اور کھینچا تانی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ چونکہ ایسے لوگ کسی کے ملازم نہیں ہوتے بلکہ وہ از راہ خدمت گذاری قوم کے باعث قوم کی دستگیری نہیں کرتے۔ بلکہ ایک قسم کا احسان سمجھ کر اعانت فرماتے ہیں۔ جو اکثر بغض و نفاق پر منتج ہوتا ہے۔ پس لازم یہ ہے۔ کہ کام چھوٹے پیمانے پر کیا جائے۔ اور حسب استطاعت و توفیق ہو تا رہے تدریجی ترقی یک لخت ترقی سے کہیں بہتر ہے۔

اس وقت جو تائید یا حوصلہ افزائی ہماری بہنوں یا بھائیوں نے فرمائی ہے۔ اس کا مختصر خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

ہماری لائق بہن وزیر بیگم صاحبہ ضیا ادیب فاضل ناگپور سے تحریر فرماتی ہیں۔ کہ نظامیہ مدارس کی اعلیٰ تجویز جو آپ کی اختراع ہے بہت ہی عمدہ اور مسلمانوں کے لئے باعث رحمت ہوگی۔ میرے خیال میں یہ تین باتیں ضرور ہونی چاہئیں۔ (۱) نصاب تعلیم نظام گورنمنٹ خود مرتب کرے۔ (۲) نظامیہ مدارس کی پڑتال کے لئے انسپکٹرس بھی انہیں کی طرف سے دورہ کریں۔ (۳) حکومت نظام سالانہ گرانٹ دے۔ اس کا جال تمام ہندوستان میں امریکن مشن کی طرح پھیل سکتا ہے۔ سب سے بڑا اور پہلا مقصد اسلامی تعلیمات ہے۔ سلور جوبلی کے فنڈ میں سے دو ایک لاکھ روپیہ نکال لینا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اس کے سود سے کئی مدارس کو امداد مل سکتی ہے۔ جن موضوع کے

صرف رائے دینے ہی پر اکتفا نہیں فرمایا۔ بلکہ عملی انہماک سے تجویز مذکورہ کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اور مسلمانوں کے تواء عمل کو بیدار کرنے کی پرزور کوشش کر رہی ہیں ؞

بہت سی بہنوں نے اس کی تائید رسائل اخبارات کے ذریعے سے کی ہے۔ اور کر رہی ہیں۔ بہت سی بہنوں کے خطوط اس کی تائید میں موصول ہو رہے ہیں۔ چونکہ وقت کم ہے۔ اس لئے گزارش ہے۔ کہ تمام تائیدی خطوط علاوہ تائیدی مقالوں کے جو رسائل یا اخبار کے لئے لکھے جائیں۔ محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ ایم اے انسپکٹریس زنانہ اسکول ملتان روڈ لاہور کی خدمت میں میری تجویز کا حوالہ دے کر لکھیں ۔ نیز جو بہنیں عملی حصہ لینا چاہتی ہیں وہ لکھیں۔ کہ تجویز مذکور کے متعلق کیا عملی حصہ لے سکتی ہیں۔ جتنے خطوط متعلق تجویز موصول ہوں گے ان کا خلاصہ اخبارات کے ذریعے شائع ہوتا رہے گا۔ تاکہ دوسری بہنوں کو بھی اس تحریک سعید میں حصہ لینے کا شوق پیدا ہو۔ اور وہ بھی عمل کے ذریعے سے اپنی زندگی کا ثبوت دیں ؞

محترمہ صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ حیدرآبادی بھی اس تحریک میں حصہ لیں گی۔ تجویز کی تائید کرتے ہوئے محترمہ موصوفہ نے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ میں بھی حتی الوسع کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔ محترمہ منصورہ جہاں بیگم صاحبہ مسز مصباح الاسلام پروپرائٹر کا نفرنس نیوز کا ایک پرزور تائیدی مقالہ رسالہ کی قومی اشاعت میں شائع ہو چکا ہے۔ بہن موصوفہ تجویز مذکور سے صدق دل سے دلچسپی کا اظہار فرماتی ہیں۔ اور عملی کام کرنے کے لئے بھی بخلوص دل تیار ہیں۔ بلکہ عملی حصہ بھی لے رہی ہیں۔ موصوفہ نے حیدرآباد تشریف لے جا کر محترمہ صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ سے زبانی گفتگو کی ہے ؞

ان کے علاوہ ملتان سے مس شمسہ اختر قریشی صاحبہ پشاور سے۔ محترمہ شیر دل خاتون مستورہ صاحبہ بنت سید مقبول شاہ صاحب زراقی گیلانی سجادہ نشین پشاور خاص طور پر اس تحریک میں حصہ لے رہی ہیں۔ اس وقت تمام ہندوستان کی اہل الرائے اور قابل خواتین اپنی بیداری اور بیدار مغزی کا ثبوت دیں۔ تو وہ دن دور نہیں۔ جب ہمارا مستقبل نہایت زریں اور شاندار ہوگا ؞

بلقیس فاطمہ۔ گوالیار اسٹیٹ

اسراف بیجا

۱۵- اپریل کے تہذیب نسواں میں بیگم شارق صاحبہ کا مضمون اسراف بے جا نظر سے گزرا۔ واقعی اسراف بیجا یا فضول خرچی غریبوں کی زندگی کو تباہ کر دیتی ہے۔ لیکن میں حیران ہوں۔ کہ بیگم صاحبہ نے جن چیزوں کو اسراف بے جا

خیال کیا ہے۔ میں ان کو عورت کے لیے ضروریات زندگی تصور کرتی ہوں۔

سب سے پہلے بیگم صاحبہ نے گھر کی صفائی کے متعلق لکھا ہے۔ کہ نمائشی ٹیپ ٹاپ اور فرنیچر پر زیادہ روپیہ صرف کیا جاتا ہے۔ نہ معلوم بہن صاحبہ نے خاص گھر دیکھے ہیں۔ یا ان کا خیال عام گھروں کے متعلق ہے۔ خاص گھر والے تو اپنی اعلیٰ حیثیت کے مطابق کیسا ہی اعلیٰ فرنیچر گھر میں رکھیں۔ بیجا نہیں۔ بلکہ ان کی حیثیت کے لئے زیبا ہے۔ باقی عام گھرانوں میں کبھی زیادہ فضول چیزیں نہیں ہوتیں۔ چند پلنگ۔ ایک آدھ میز۔ چند کرسیاں یا ڈرائنگ روم کی زیبائش کے لئے ایک آدھ تصویر قطعہ وغیرہ گھر میں کبھی کوئی صاحب حیثیت شخص آ نکلے۔ اس کے لئے ایک کرسی نفیس بستر یا ایک آدھ سجا ہوا کمرہ بھی میسر نہ ہو۔ اس انسان کی زندگی کس کام کی۔ یا کسی مہمان کے آنے پر ایک آدھ چائے کا سٹ اور اس پر کروشیا یا کشیدہ کاری کا خوان پوش نہ ہو۔ تو صاحب خانہ کی بے سلیقگی عیاں ہوتی ہے۔ بہن صاحبہ اس کو اسراف بیجا خیال کرتی ہوں۔ میں تو اس کو کھانے کپڑے سے بھی زیادہ ضروری سمجھتی ہوں۔ کیونکہ پیٹ میں جو بُرا بھلا ڈال لیا۔ دوسرے نہیں دیکھتے لیکن کسی مہمان کے آنے پر اس کے آرام کے لئے کوئی چیز مہیا نہ ہو۔ تو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ [illegible] کوٹھی۔ موٹر۔ کوچ وغیرہ۔ یہ امیری ٹھاٹ ہیں۔ سو خدا نے جن کو امیر بنایا ہے وہ شوق سے زندگی کے دن ٹھاٹ سے پورے کریں۔ ہاں متوسط طبقہ کی تعلیم یافتہ خواتین اگر قرض لے کر ایسے ٹھاٹ بنائیں۔ تو واقعی بُری بات ہے۔ لیکن ایسا شاذ و نادر ہوتا ہے۔ سادہ زندگی اچھی زندگی کہلاتی ہے۔ مگر دنیا کسی طرح جینے نہیں دیتی۔ اگر ہوتے ساتے کوئی سادہ گزران کرے۔ تو وہ کنجوس کہلاتا ہے۔

دوسری فضول خرچی وہ رسٹ واچ یعنی کلائی کی گھڑی کو شمار کرتی ہیں۔ میں اسے فضول خرچی نہیں سمجھتی۔ بیشک پچیس تیس کی گھڑی کا خریدنا زحمت ہے۔ مگر یہ ایسی چیز ہے۔ جس سے انسان کا قیمتی وقت بہت بچتا ہے۔ کام کرتے وقت خیال ہوتا ہے۔ کہ اتنے گھنٹے میں مجھے یہ کام ختم کرنا ہے۔ اگر میعاد مقررہ میں تھوڑا وقت رہ جائے۔ تو کام میں عجلت کر کے اسے ٹھیک وقت پر پورا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگر گھڑی پاس نہ ہو۔ تو وقت کا خیال نہیں رہتا۔ اور اکثر کام سستی کی وجہ سے وقت پر پورے نہیں ہو سکتے۔ گو کلاک یا ٹائم پیس اس ضرورت کو پورا کر سکتے ہیں۔ مگر رسٹ واچ اندر باہر سفر حضر میں وقت بچانے کی تاکید کرتی رہتی ہے۔ میرا تجربہ ہے۔ کہ جس دن میرے پاس

گھڑی نہیں ہوتی۔ میرا بہت سا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ بخلاف اس کے گھڑی پر نظر رکھنے سے میں بہت سے کام پورے کر لیتی ہوں ۔ گھڑی کو محض فیشن سمجھ کر لگانی پر اندھا ضرور ہے یا اس سے وقت کی قدر کا سیکھیں ۔ دہا گراموفون باجا۔ سو یہ نہ ہر عورت کے لئے ضروری ہے۔ نہ عموماً ہر گھر میں ہوتا ہے۔ مگر صاحب حیثیت لوگ اس کو اپنے اور اپنے بچوں کے جی بہلانے کی خاطر خرید لیں۔ تو عیب بھی نہیں۔ اس میں بہت سی سہولتیں ہیں۔ بیاہ شادی کی محفل میں باجے اور گانے بجانے پر جو روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ اس میں اس کی وجہ سے بہت کچھ کمی ہو جاتی ہے۔ اور اکثر غریب عزیز مانگ کر اپنا دل بہلا لیتے ہیں۔ پس امیروں کے لئے اس کا خریدنا بھی اسراف بیجا میں داخل نہیں۔ بیچارے غریبوں میں یہ استطاعت کہاں۔ کہ دس روپے ماہوار کے ریکارڈ خریدنے کا خرچ بڑھالیں ۔

بہن صاحبہ نے سب سے زیادہ پرزور الفاظ میں سینے کی مشین کو فضول خرچی ظاہر کیا۔ میں حیران ہوں۔ کہ زندگی کی سب سے زیادہ ضروری چیز کو وہ فضول خرچی ظاہر کرتی ہیں۔ بہن صاحبہ اس کو لوہے کا ہاتھی کہتی ہیں۔ مگر میں اس کو گھر والی کی مددگار کا خطاب دیتی ہوں۔ بہن صاحبہ مشترکہ خاندانوں کے لئے ایک مشین کافی سمجھتی ہیں۔ مگر میرا خیال ہے۔ کہ ہماری کنبے والے گھر میں دو مشینیں بھی ناکافی ہیں۔ بہن صاحبہ درزی کی سلائی کو معمولی خرچ سمجھتی ہیں۔ شاید ان کو کبھی کپڑے سلوانے کا اتفاق نہ ہوتا ہوگا۔ جس کی وجہ سے وہ لکھتی ہیں۔ کہ مزدوری آسانی سے ادا ہو سکتی ہے۔ درزی سے کپڑے سلوانے والی بہنوں سے دریافت کریں۔ تو معلوم ہو۔ کہ سب سے زیادہ خرچ کپڑوں کی سلائی کا ہوتا ہے۔ لیکن سو سوا سو کی مشین خرید کر انسان ہمیشہ کے لئے سلائی کے خرچ سے بچ جاتا ہے۔ میں نے تو اپنی عمر میں صرف ایک دفعہ چند کپڑے درزی سے سلوائے تھے۔ جن کی سلائی میں نے سات روپیہ دی۔ وہ سات روپیہ مجھے بالکل فضول خرچی معلوم ہوئے۔ میرے عزیزوں ہی میں شادی تھی۔ اور مجھے فرصت نہ تھی۔ جلدی کی وجہ سے درزی کو کپڑے دیئے۔ مگر سات روپیہ ضائع ہونے کے علاوہ مجھے کپڑے بھی پسند نہ آئے ۔

سلائی کی مشین فضول خرچی نہیں۔ بلکہ غریبوں کے روزگار کا ذریعہ ہے۔ لاہور میں گھر گھر مشین ہے۔ اور تمام غریب عورتیں سلائی کی اجرت سے گھر کے دھندے پورے کرتی ہیں۔ بہن صاحبہ کو یہ لکھنا چاہئے۔ کہ لڑکیاں مشین کی سلائی صفائی کے ساتھ کرنا سیکھیں

تاکہ مزری کی فضول خرچی سے بچیں۔ اور اپنے اپنے بچوں اور شوہر کے کپڑے گھر ہی میں سی کر پہنائیں۔ کام سیکھ کر کوٹ پتلون کا سی لینا کچھ مشکل نہیں۔ کیا بہن صاحبہ کوٹ پتلون کا سینا ناممکن سمجھتی ہیں۔

اگر یہ تمام باتیں اسراف بیجا ہیں۔ تو کوٹ پتلون کا پہننا بھی اسراف بیجا ہے۔ اس کی جگہ کرتہ پاجامہ بھی ستر پوشی کے لئے کافی ہے۔ اور جہاں سوٹ پر تیس چالیس روپیہ خرچ آتا ہے۔ وہاں دو چار روپے کا کرتہ پاجامہ فضول خرچی سے بچا سکتا ہے۔

بہن صاحبہ کے مضمون کا عنوان بہت مفید ہے۔ لیکن نہ معلوم کیا وجہ ہے۔ کہ انہوں نے ضروری خرچوں کو فضول خرچی سمجھ لیا۔ اور جو فضول خرچی ہے۔ اس کا ذکر نہ کیا۔ عموماً غریب اور متوسط الحال لوگوں کو میں نے دیکھا ہے۔ کہ بجائے دال ترکاری کے وہ قرض لے کر گوشت کھاتے ہیں۔ عمدہ و مرغن غذائیں استعمال کرتے ہیں۔ معمولی کپڑوں کے بجائے عمدہ نفیس کپڑا دکاندار سے قرض لاتے ہیں۔ عمدہ کھانا اور چائے وغیرہ کے استعمال سے اپنے آپ کو قرض دار بنا لیتے ہیں۔ بیاہ شادی ختنہ بسم اللہ میں فضول خرچی کی جاتی ہے۔ رنگ رنگ کی محفلیں۔ مہمان داری کے اخراجات میں حیثیت سے بڑھ کر فضول خرچی کرنے سے قرضدار ہو جاتے ہیں۔ اور نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ جائداد اور گھر نیلام ہو کر بھی قرض ختم نہیں ہوتا۔ آخرکار دیوالے کی درخواست دینا پڑتی ہے۔ اور فضول خرچی کی بدولت تمام عمر تباہ ہو جاتی ہے۔ یہ ہے فضول خرچی اور اسراف بیجا۔ جس سے بہنوں کو بچنا چاہئے۔

رضوان۔ سید نگر۔ ضلع گوجرانوالہ

رفع کھانسی و قبض کی تدابیر

۱۴ مئی ۱۹۳۶ء کے تہذیب میں ایک بہن صاحبہ نے قبض اور کھانسی کی شکایات دور کرنے کے لئے کوئی نسخہ یا تدبیر دریافت کی ہے۔ بہن صاحبہ کی تکلیف کے تدارک کے لئے میرا یہ ہمدردانہ مشورہ ہے۔ کہ پہلے آپ کسی قابل ڈاکٹر یا حکیم سے تشخیص کرائیں کہ خدانخواستہ پھیپھڑے تو کمزور نہیں۔ اگر ایسا نہیں۔ تو فکر کی کوئی بات نہیں۔ ورنہ یونانی یا ڈاکٹری معالجہ ضروری ہے۔ کیونکہ نو عمری میں متواتر کھانسی آتے رہنا بہت خطرناک ہے۔

کھانسی معمولی اور سوکھی ہو۔ تو اس کا باعث اکثر خشکی ہوا کرتی ہے۔ یہ شکایت عموماً پندرہ بیس دن اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ عرصہ تک رہا کرتی ہے۔ ایسی کھانسی کے لئے مندرجہ

ذیل تدابیر میری آزمودہ ہیں۔ جو ضرورتمند بہن صاحبہ کے فائدے کے لئے سپرد قلم کرتی ہوں ؁

اس قسم کی کھانسی کے دوران میں دونوں وقت بھنا ہوا گوشت کا استعمال کریں۔ مگر گوشت کے ساتھ چربی نہیں ہونی چاہئے۔ رات کو سوتے وقت گیارہ عدد بادام۔ چھ ماشہ خشخاش اور چھ ماشہ کوزہ مصری کوٹ کر اور کم از کم دو گھنٹے تک منہ میں رکھ کر چبائیں۔ اور اسی کا لعاب چوستے رہیں۔ دوسرے تیسرے روز رات کو چینی سپتان الشیاہ چھ ماشے منہ میں رکھ کر اس کا لعاب چوسیں۔ بادام ایک ہفتہ تک استعمال کریں۔ انشاء اللہ بہت جلد افاقہ ہوگا۔ صبح کے وقت گریالٹ صاحب کے لال شربت کا استعمال کرنا بھی مفید ہوگا۔ دوائیوں کے استعمال کے دوران میں ترش اور تیل میں بنی ہوئی اشیاء سے قطعی پرہیز کریں۔ انشاء اللہ العزیز ایک ماہ سے پہلے یعنی پندرہ بیس کے روز کے اندر ہی آرام محسوس ہوگا ؁

ان دنوں کالی کھانسی کی وبا عام ہے۔ یہ کھانسی اول اول اس قدر شدت سے اٹھتی ہے۔ کہ غذا کو بالکل ہضم نہیں ہونے دیتی۔ اور تمام غذا استفراغ ہو کر نکل جاتی ہے۔ کھانستے کھانستے منہ سرخ ہو جاتا ہے۔ سانس لیتے وقت ایک تیز چیخ سی نکل جاتی ہے۔ جس سے تیمادار اور مریض سخت پریشان اور سراسیمہ ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کی کھانسی عموماً شیرخوار بچوں کو زیادہ ہوتی ہے۔ یہ کھانسی بھی عموماً خشکی اور گرمی سے لاحق ہوتی ہے۔ اس میں کوئی دوا کارگر ثابت نہیں ہوتی۔ صرف پرہیز پر اکتفا کرنا پڑتا ہے۔ کالی کھانسی دو ماہ سے چار پانچ ماہ تک رہتی ہے۔ اور میعاد ختم ہونے پر خود بخود رفع ہو جاتی ہے تاہم کچھ نہ کچھ تدابیر کرتے رہنا لازمی ہے۔ کالی کھانسی کے دوران میں معدے کی صفائی کا بہت خیال رکھنا چاہئے۔ اور ثقیل اور دیر ہضم اغذیہ سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اگر بچہ شیرخوار ہو۔ تو ماں کو بھی مذکورہ بالا باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ اگر بچہ غذا یا خوراک خود کھا سکتا ہے تو اسے زود ہضم غذائیں استعمال کرائیں ؁

کھانسی کے دوران میں لوگ عموماً گھی کا استعمال ترک کر دیتے ہیں۔ لیکن اس مرض میں گھی کھانا ترک کر دینا مضر ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ مرض خشکی سے پیدا ہوتا ہے۔ البتہ کچا گھی کبھی استعمال نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ خالص گھی میں ہلکی زود ہضم غذائیں مفید ثابت ہوتی ہیں۔ مثلاً خوراک کھانے والے بچوں کو کالی کھانسی کے دوران میں بغیر مرچ کے مونگ کی دال خالص گھی میں بگھار کر یا گوشت کی یخنی عمدہ گھی میں تیار کی ہوئی۔ سوجی کی ڈبل روٹی کے سینکے ہوئے توسوں کے ساتھ کھلا سکتے ہیں۔ ایسی غذاؤں میں بچوں کو بھی کھلا دینا فائدہ مند ہے۔ اگر بچہ ماں کا دودھ پیتا ہے۔ تو ماں کو بھی اس قسم کی ہلکی اور

زود ہضم غذائیں استعمال کرنی چاہئیں۔ اگر بچہ اوپری دودھ یعنی گائے وغیرہ کا دودھ پیتا ہے۔ اور کوئی دوسری چیز نہیں کھا سکتا۔ تو صرف اسی دودھ پر ہی اکتفا کیا جائے۔ مگر عین وقت اور مناسب وقفے کے بعد دودھ پلایا جائے۔ بچے کے بار بار دودھ اگل دینے سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ بچے کی نیند کا بہت خیال رکھنا چاہئے۔ کہ نیند سے بہت کچھ تسکین رہتی ہے۔ سوتے ہوئے بچے کو ہرگز نہ جگائیں خواہ دودھ کا وقت کیوں نہ ہو گیا ہو۔ موسمی پھلوں کا استعمال بھی صحت بخش ہے۔ سردی میں پکے ہوئے شیریں سنگترے اور سرخ مالٹے کا رس بچوں کو استعمال کرانا کالی کھانسی میں مفید ثابت ہوا ہے۔ عمدہ سیب بھی دیئے جا سکتے ہیں۔ لال شربت کا استعمال بھی جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ غیر موزوں نہیں۔ بچوں کو کالی کھانسی میں پلایا جا سکتا ہے۔

میرے دونوں شیر خوار بچے ظفر اللہ و ضیاء اللہ سلمۂ نصیب اعداء کالی کھانسی میں مبتلا ہو گئے۔ مقامی لیڈی ڈاکٹر اور سول سرجن کا معالجہ جاری رہا۔ مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ البتہ مذکورۂ بالا تدابیر پر عمل پیرا ہونے سے بہت کچھ افاقہ ہوا۔ اور موذی مرض اپنی میعاد ختم کرنے کے بعد رفع ہوا۔ الحمد للہ اب بفضلہ بچوں کو کھانسی کی بالکل شکایت نہیں رہی۔ یاد رہے۔ کہ اگر گھر میں ایک بچہ کو کھانسی ہو۔ تو دوسرے بچوں کو اس سے الگ رکھنا چاہئے۔ کیونکہ یہ کھانسی ایک بچے کے تنفس کی ہوا سے فوراً دوسرے کو ہو جاتی ہے۔ اور بیچاری ماں اور دیگر تیمارداروں کو سخت پریشانی کا سامنا ہوتا ہے۔

جن بہن صاحبہ نے تہذیب کے کسی پرچے میں کالی کھانسی کے لئے استفسار کیا ہے۔ وہ مذکورہ تدابیر پر ضرور عمل پیرا ہوں۔ اور فائدہ ہونے کی صورت میں بذریعہ تہذیب آگاہ فرمائیں۔

قبض بھی کئی امراض کی جڑ ہے۔ کیونکہ جسمانی صحت اور امراض کے تدارک کا تعلق معدے کی صفائی پر منحصر ہے۔ اگر معدہ صاف نہیں تو کئی امراض لاحق ہو جانے کا احتمال رہتا ہے۔ اس لئے قبض ہرگز نہ ہونے دینا چاہئے۔ مندرجہ ذیل نسخے قبض دور کرنے کے لئے اکسیر ہیں۔ رات کو کھانا کھانے کے بعد دو عدد مربا ہرڑ ہمراہ ایک پاؤ دودھ استعمال کرنا قبض کا قلع قمع کرنے میں تیر بہدف ہے۔ دو تولہ اسپغول پاؤ بھر گرم دودھ کے ساتھ رات کو پینا بھی مفید ہے۔ دو تولہ گلقند مذکورۂ بالا طریق سے استعمال کرنا بھی قبض کشا ثابت ہوا ہے۔ مربا ہرڑ تو آپ متواتر استعمال بھی کر سکتی ہیں۔ اس سے نہ صرف معدے کی صفائی ہی

ہوگی۔ بلکہ ریاحی امراض کا بھی تدارک ہو کر معدہ مضبوط اور کثافت اور سستوں وغیرہ سے محفوظ رہے گا۔ گاہے گاہے اسپغول اور گل قند کا استعمال بھی کرتا چاہیئے۔ علاوہ ازیں دن اور رات میں دو دو چار گھنٹہ کے وقفے سے سادہ اور ٹھنڈا پانی پیتے رہنا قبض کشا ثابت ہوگا۔

گ۔ ن بنت ڈاکٹر شیخ ابوالفضل کپورتھلہ

دُودھ چھُڑانا

بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ انسان کی طبعی غذا دودھ ہے۔ کیونکہ پیدائش کے بعد سب سے پہلے دودھ ہی بچے کو بطور غذا دیا جاتا ہے۔ میرے خیال میں یہ بات درست نہیں ہے۔ کیونکہ انسان یا دیگر حیوانات جن کی ابتدائی غذا دودھ ہوتی ہے۔ تمام عمر قدرتی طور پر دودھ ہی پر بسر نہیں کرتے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ دودھ کی غذا ضرورتاً ایک محدود زمانہ کے لئے قدرت نے رکھی ہے۔ یعنی جب تک بچہ کسی دوسری غذا کو ہضم کرنے کے قابل نہ ہو جائے۔ دودھ غذا کا قائم مقام ہوتا ہے۔ اس کے بعد دودھ کفایت نہیں کرتا۔ اس لئے مناسب ہے۔ کہ جب بچہ چھ مہینے کا ہو جائے۔ اور اس کے دو چار دانت نکل آئیں۔ تو دودھ کے علاوہ دوسری ہلکی غذائیں۔ مثلاً اراروٹ ساگودانہ۔ مرمروں کی کھیر وغیرہ دینی شروع کردینا چاہئیں۔ اور جوں جوں عمر بڑھتی جائے اور دانت زیادہ ہوتے جائیں۔ غذا بڑھاتے رہیں۔ اور دودھ کم کرتے جائیں۔ حتیٰ کہ ایک سال کی عمر میں بچہ ماں کے دودھ سے تقریباً بے پروا ہو جائے۔ اگر ضرورت ہو۔ تو بقدر ضرورت بچے کو گائے کا دودھ بھی دیتے رہیں۔

ایک سال کی عمر میں دودھ چھڑا دینا ماں اور بچہ دونوں کے لئے مفید ثابت ہوا ہے۔ اور دو سال سے زیادہ دودھ پلانا جیسا کہ آج کل عام طور پر مروج ہو رہا ہے۔ سراسر مضر ہے۔ اسی لئے شریعت اسلام نے دو سال سے زیادہ دودھ پلانے کو حرام قرار دیا ہے۔

مہر جہاں بیگم از عابد منزل نئی دہلی

محفلِ تہذیب

میں نہایت خوشی کے ساتھ اطلاع دیتی ہوں۔ کہ بتاریخ ۴ جولائی میری ہمشیرہ صاحبہ مسز خواجہ ہمدست نور صاحب کو خدا تعالیٰ نے چاند سا لڑکا عطا کیا۔ اللہ پاک اس کو عمر طبعی عطا کرے۔ اور اقبال مند بنائے۔ اس خوشی میں ایک روپے کی حقیر رقم ارسال کرتی ہوں۔ اسے خیراتی فنڈ میں داخل کر دیجئے۔

کوئی تہذیبی بہن قطعہ تاریخ لکھ دیں۔ ممنون ہوں گی ۔

حسینہ بیگم۔ پٹنہ

٭

میں دلی مسرت سے تہذیبی بہنوں کو یہ خوش خبری سناتی ہوں۔ کہ میری ہمشیرہ صفیہ بیگم ابراہیم ہارون جعفر کی شادی خانہ آبادی مسٹر عبداللہ مینائی بی اے فرزند ابراہیم حاجی عبداللہ مینائی بروز اتوار ۵ جولائی کو بمقام بلگام بخیر و خوبی انجام پائی ۔

اسی وقت نکاح خوانی کی رسوم ادا ہونے کے بعد میرے عزیز بھائی مسٹر احمد ابراہیم ہارون جعفر سابق ممبر اسمبلی کی شادی مریم بیگم دختر حاجی ابراہیم حاجی اسمعیل کے ساتھ بحسن و خوبی انجام پذیر ہوئی ۔

تہذیبی بہنیں دعا کریں۔ کہ رب العزت دونوں دولہا دلہن کی ازدواجی زندگی کامیاب کرے۔ میں اس خوشی میں تہذیب کو ایک خریدار دیتی ہوں ۔

آنسہ مریم بیگم ابراہیم ہارون جعفر۔ پونا

تہذیب کے ایک پرچے میں کسی بہن نے آنکھوں کی کھجلی اور پانی بہنے کا علاج پوچھا ہے۔ آئی لوشن کا نسخہ مندرجہ صفحہ ۱۶۰ آرائش جمال باتصویر میرے تجربے میں بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ اور یہ نسخہ بے ضرر اور کم لاگت ہے۔ نسخہ یہ ہے

زنک سلفاس ۲ گرین۔ بورک ایسڈ ۱۰ گرین۔ کورسے ٹرن سلفیٹ پارک ڈیوس دو گرین۔ آب مقطر ایک اونس ۔

چند قطرے صبح و شام آنکھوں میں ڈالیں۔

اسی کتاب میں صفحہ ۱۰۵ پر جھائیوں یعنی سیاہ حلقوں کا لیپ بھی درج ہے۔ بہن صاحبہ ضرور آزما کر دیکھیں۔ نہایت آسان اور کم خرچ ترکیب ہے ۔

مس امتیاز شفیع

پیاری بہن مس آمنہ سلطان عیش منزل نے میرے تحفوں کا ذکر تہذیب کے صفحات پر کیا ہے۔ قدردانی ہو۔ تو ایسی ہو۔ میں جتنا بھی فخر کروں۔ بجا ہے۔ اس دفعہ میرا ارادہ پشاور ہی میں چھٹیاں گزارنے کا ہے میری شریف بہن یاد آوری کا شکریہ۔ حمیدہ بفضل خدا بصحت ہے۔ میری پیاری بہن نسیم اختر کو پیار۔ بلقیس گل سلام عرض کرتی ہے ۔

مس منور ثریا

٭ ٭ ٭

ولائتی معلومات

(خاص تہذیب کے لئے)

سونے کی تلاش

یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ کہ گلونڈائک کی سونے کی کانیں ایک عورت نے دریافت کی تھیں۔ یہ خاتون حبش نژاد تھی۔ اور اس کا شوہر جارج کارمک مدت سے سونے کی تلاش میں سرگردان تھا۔

اگست کے مہینے میں ایک دن جب بلا کی گرمی پڑ رہی تھی۔ مسٹر کارمک نے ایک جوہڑ کے کنارے پر خیمہ نصب کیا۔ یہ جگہ بعد میں ایلڈورڈ وکریک کے نام سے مشہور ہوئی۔ کارمک خیمہ میں سو رہا تھا۔ کہ اتنے میں اس کی بیوی گھر سے برتن لاکر جوہڑ کے کنارے دھونے لگی۔ جب اس نے جوہڑ میں سے پانی کا لوٹا بھرا۔ تو اسے پانی میں زرد چمکیلے رنگ کے ذرے نظر آئے۔ یہ سونا تھا۔ یکے بعد دیگرے پانچ چھ لوٹوں کا پانی چھاننے سے کارمک کی بیوی کے پاس کوئی دو ماشہ سونے کے ذرات جمع ہو گئے۔

کارمک کی بیوی بھاگی بھاگی اپنے خاوند کے پاس گئی۔ اور اسے جگا کر سارا حال کہا۔ کارمک نے فوراً اس مقام پر پمپ لگا دیا۔ اور اس کی نالی سونے کے ذخیرے سے جا ٹکرائی۔

یہ ہے کلونڈائک کی سونے کی کانوں کے دریافت کئے جانے کی مختصر سی داستان۔ اس کے بعد جو دوڑ دھوپ شروع ہوئی۔ وہ حصول زر کے لئے انسانی کشمکشوں کی ایک طویل داستان ہے۔

کلونڈائک ایک دور افتادہ مقام تھا۔ وہاں پہنچنے کے لئے جس قدر راستے تھے۔ سب کے سب نہایت دشوار گزار اور خطرناک تھے۔ اس بیان میں ذرا بھی مبالغہ نہیں۔ کہ راستے میں قدم قدم پر انسانوں اور گھوڑوں کے پنجر ملتے تھے۔ جو مسافر کی رہنمائی کرتے تھے۔ اس طلب زر کے کئی سال بعد جب اس علاقے میں ریل جاری ہو گئی۔ تو اس وقت گاڑی میں سفر کرنے والوں کی نگاہیں چاروں طرف سفید ہڈیوں کے انبار ہی انبار دیکھتی تھیں۔

ایک چینی شاعر نے حصول زر کی دوڑ دھوپ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"درۂ چلکوٹ کے پہاڑوں پر سے دیکھا جائے۔ تو انسانوں کی لمبی قطاریں دکھائی دیتی ہیں۔ گویا کسی نے پہاڑ کی برف سے ڈھکی ہوئی سفید

چوٹیوں پر ایک سیاہ لمبی لکیر کھینچ دی ہے۔ انسانوں
کی یہ لمبی قطار ایک سیدھی لکیر کی طرح ہے۔ جو کہیں
نہیں ٹوٹتی۔ اس لیے جلوس میں اگر کوئی شخص
پیچھے رہ جاتا تھا۔ تو اس کے لئے دوبارہ اپنی جگہ
پر آنا ناممکن تھا۔ بعض دفعہ برف کے تودوں کے
لڑھکنے سے ہزاروں آدمی دب کر مر جاتے تھے"۔

کانوں سے واپسی کا نظارہ قلمبند کرتے
ہوئے میجر آرمسٹرانگ رقم طراز ہیں۔ "واپسی کا
منظر بھی عجیب ہے۔ ہر شخص کاندھے پر سونے
سے بھری ہوئی تھیلیاں لادے۔ چلا آرہا
ہے بعض کے پاس ایک تھیلی ہے بعض کے
پاس دو۔ دو نوجوان ایک بھاری سوٹ کیس کو ڈنڈے
پر لٹکائے لئے جا رہے ہیں۔ یہ سوٹ کیس سنہرے
ذرات سے بھرا ہوا ہے۔ پیچھے ایک اور شخص ایک
آدمی کو پیٹھ پر لادے چلا آرہا ہے" دریافت کرنے
پر معلوم ہوا کہ یہ شخص سونے کی تلاش میں ننگے پاؤں
برف پر چلتا رہا۔ جس کی وجہ سے اس کے پاؤں
شل ہو گئے۔ درجہ حرارت صفر سے بھی نیچے
گر گیا تھا۔ ڈاکٹروں نے آپریشن کر کے اس
کے دونوں پیر کاٹ دیئے۔ اب وہ شخص ناکام و
نامراد پاؤں سے لاچار ہو کر واپس گھر جا رہا
تھا۔ اس کے پیچھے دو شخص لوہے کا ایک بھاری
صندوق اٹھائے لڑکھڑاتے چلے آرہے تھے۔
صندوق سارے کا سارا سونے سے بھرا ہوا
تھا۔

سونے کی اس دریافت کی بدولت ۱۸۹
میں ڈاسن نام ایک شہر آباد ہو گیا۔ اور اب کلونڈائ
کی سونے کی کانیں دنیا کی بہترین کانوں میں شما
کی جاتی ہیں۔ لیکن ان کانوں کے چاروں طر
سونے کے لاکھوں پجاریوں کی ہڈیاں دفن
ہیں۔ اور کلونڈائک کی فضاؤں میں ان ہلاک
نامرادوں کے دردناک نالے اب تک گونج
رہے ہیں۔ جنہوں نے امارت کی ہوس میں
اپنا سب کچھ کھو دیا۔

ایک نئی ایجاد

حال میں سر میلکم کیمپ بل نے ایک ایسا آل
ایجاد کیا ہے۔ جس کی بدولت مفرور مجرموں ک
آسانی سے پکڑا جا سکے گا۔ ولایت میں ایسے
ڈاکوؤں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ جو چو
کا مال بمعہ موٹر میں بیٹھ کر رفو چکر ہو جاتے ہیں
یہ لوگ پولیس کی اصطلاح میں موٹر والے ڈاکو
کہلاتے ہیں۔

آج تک ان دیدہ دلیر ڈاکوؤں کو پکڑنے ک
جس قدر تدابیر کی گئیں۔ وہ سب کی سب ناکام
رہی تھیں۔ کیونکہ تعاقب کرنے والوں کی موٹر مفر
کی موٹر سے ٹکرا جایا کرتی تھی۔ اور اس سے بعض
اوقات افسران پولیس کی جانیں ضائع ہو جایا کر
تھیں۔

سر میلکم کیمپ بل نے ایک ایسا آہنی پنجہ ایج

کیا ہے۔ جو پولیس کی موٹر کے اگلے حصے پر لگایا جائے گا۔ جب پولیس اور ڈاکوؤں کی موٹریں گز دو گز کا فاصلہ رہ جائے گا۔ تو یہ آہنی شکنجہ لپک کر اگلی موٹر کو اپنی گرفت میں لے لے گا۔ اور وہ رک جائے گی۔ ان دنوں انگلستان کے مشہور محکمہ سراغ رسانی "سکاٹ لینڈ یارڈ" میں اس نئی ایجاد کے عملی تجربے کئے جا رہے ہیں ؛

چاند تک پرواز

سالہا سال کی کوششوں کے بعد ایک جرمن سائنس دان مسٹر جی ای کلیڈر نے حال میں راکٹ کے ذریعے چاند تک پہنچنے کی اسکیم بنائی ہے۔ مسٹر کلیڈر کا خیال ہے۔ کہ اگر وہ چاند تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ تو وہ دوبارہ زمین پر واپس بھی آ سکیں گے ؛

آج کل یہ سائنس دان ایک ایسا راکٹ تیار کرنے میں مصروف ہے۔ جس کے ذریعے چاند تک پرواز کرنا ممکن ہو گا۔ یہ راکٹ دنیا کے سب سے بڑے غبارے ہنڈنبرگ سے کم از کم ۱۰ گنا بڑا ہو گا۔ فضا میں راکٹ کا توازن برقرار رکھنے کے لئے اس میں مقناطیسی کشش پیدا کرنے کی مشینیں لگائی جائیں گی۔ سطح زمین سے سو میل کی بلندی پر جب زمین کی کشش بتدریج کم ہوتی جائے گی۔ اور قریب کے سیاروں کی کشش سے راکٹ کے توازن کے بگڑنے کا اندیشہ ہو گا۔ تو اس وقت راکٹ کی مشینیں مقناطیسی کشش پیدا کر کے راکٹ کا توازن قائم رکھیں گی ؛

ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ چاند کی کاسمک شعاعوں کا جسم انسانی پر کیا اثر ہوتا ہے۔ یہ شعاعیں زمین تک نہیں پہنچنے پاتیں۔ اور زمین سے ۱۰۰ میل کی بلندی پر اپنی اصلی حالت میں رہتی ہیں۔ راکٹ کے مسافروں کے لئے ایک خاص قسم کا لباس تیار کیا گیا ہے۔ جس پر کاسمک شعاعیں اثر انداز نہ ہو سکیں گی ؛

مسٹر کلیڈر کا بیان ہے۔ کہ جوں جوں ہم سطح زمین سے اوپر ہوتے جاتے ہیں۔ ہوا میں آکسیجن کی مقدار کم ہوتی جاتی ہے۔ اور سانس لینے میں بہت دقت پیش آتی ہے۔ ہوا اس قدر لطیف ہو جاتی ہے۔ کہ اس کی موجودگی کا احساس تک نہیں ہوتا ؛

اس سفر کے لئے دنیا کے مشہور سائنس دانوں نے اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ مسٹر کلیڈر کا بیان ہے۔ کہ وہ سنہ ۱۹۴۰ء تک اس مہم کے متعلق تمام انتظامات مکمل کر لیں گے ؛

دل چسپ باتیں

آسٹریلیا میں ایک شخص نے اپنے لئے

ہاتھی دانت کے بنے ہوئے مصنوعی دانت
تیار کروائے ہیں۔ یہ ہاتھی اس کے دادا
نے سو سال ہوئے افریقہ میں شکار کیا
تھا۔

شنگھائی میں یتیموں کا کھانا تیار کرنے
اور انہیں کھلانے کا شغل مدت سے جاری
ہے۔ مختلف اشخاص کی طرف سے روزانہ
تقریباً تین ہزار یتیموں کی ضیافت کی جاتی
ہے۔

دنیا کی سب سے پہلی سارنگی فرانس
میں بنائی گئی تھی۔ یہ سارنگی پیتل کی تھی اور
بموں کے خولوں سے بنائی گئی تھی۔ حال میں
لندن کے ایک ہوٹل کے مالک نے اس
سارنگی کو بھاری قیمت پر خریدا ہے۔ سارنگی
رات کے وقت اس کے ہوٹل میں بجائی جاتی
ہے۔ اس کی آواز سریلی اور دل کش ہے۔

امریکہ میں ویمپائر نام کا ایک عجیب و
غریب مچھر پایا جاتا ہے۔ جس کی نشوونما
کا انحصار انسانی خون پر ہے۔ رات کے
وقت یہ مچھر سوئے ہوئے آدمی کی چھاتی پر
بیٹھ جاتا ہے۔ اور دل کے پاس ڈنک چبھو کر
ساری رات خون چوستا رہتا ہے۔ خون چوستے
وقت یہ انسان کے جسم میں ایک خواب
کیفیت پیدا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے
جاگنے نہیں پاتا۔ رات بھر میں یہ مچھر
کے جسم سے کوئی آدھ سیر خون چوس لیتا
اس ضمن میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ
عام مچھروں سے سَو گنا بڑا ہے۔

دنیا میں سب سے ہلکی لکڑی "بالسا"
ہے۔ اس کا درخت وسطی امریکہ اور جزائر
الہند میں ملتا ہے۔ یہ لکڑی کارک کی نسبت
بہت ہلکی ہوتی ہے۔ ہلکی ہونے کے باوجود
"بالسا" بہت مضبوط لکڑی ہے۔ اس لکڑی
کو جان بچانے والی کشتیوں اور بجلی کے
تاروں کے اوپر لگایا جاتا ہے۔ اس کے
درخت کی اونچائی پچاس فٹ اور گھیر
۱۲ انچ ہوتا ہے۔ پتوں کی لمبائی اڑھائی
انچ ہوتی ہے۔

ماسکلادس میں ایک ایسی صحت گاہ
بنائی گئی ہے۔ جہاں ہر شخص کی مرضی کے
مطابق موسم میں تبدیلی پیدا کی جا سکتی ہے
یہ دنیا میں اپنی نوعیت کی پہلی صحت گاہ
ہے۔

خبریں اور نوٹ

ترکی وایران کے مابین ریلوے لائن بنانے کی تجویز زیر غور ہے۔ جب تک ریلوے لائن زیر تعمیر رہے گی۔ موٹر سروس جاری کی جائے گی۔ حکومت ترکی وایران دونوں کی خواہش ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان آمد ورفت کا سلسلہ قائم ہو جائے۔

ترکی حکومت نے گیس کے نقابوں کی صنعت کے لئے دو کروڑ ۵۰ لاکھ پونڈ کی گرانقدر رقم منظور کی ہے۔

استنبول کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ جہاز رانی کی تعلیم کے لئے حکومت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ شبینہ مدارس کھولے جائیں۔ تاکہ کاروباری لوگ بھی رات کے وقت اس فن کو سیکھ سکیں۔

مصر اور برطانیہ میں جو نیا معاہدہ ہوا ہے۔ اس کی رو سے بیرونی حملے کی صورت میں مصر اور نہر سویز کی حفاظت کا بار مصر پر پڑے گا۔ اور برطانوی افواج قاہرہ کے بجائے اسماعیلیہ کے قریب صحرا میں متعین کی جائیں گی۔

قاہرہ کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ ایک ہوائی جہاز جس میں چند فوجی افسر سوار تھے۔ رات کے وقت ہوائی اڈے میں اترنے لگا۔ تو زمین سے جا ٹکرایا۔ جس سے اس میں آگ لگ گئی پیدل کی فوج کے تین افسر اور ہوائی محکمے کے تین کمیشن یافتہ افسر ہلاک ہو گئے۔

قاہرہ کے اخبار الفتح میں شائع ہوا ہے۔ کہ اگر مسلمانان عالم فلسطین کے عربوں کے لئے ایک دن روزہ رکھ کر کچھ رقم پس انداز کریں۔ تو اس سے ان کی بہت کچھ مالی مشکلات رفع ہو سکتی ہیں۔

کابل (بذریعہ ڈاک) وزیر مالیات کابل کی مرسلہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس وقت تک حکومت افغانستان نے ایک کروڑ افغانی روپے کے پانچ روپیہ والے نوٹ۔ ڈیڑھ کروڑ افغانی کے دس روپے والے نوٹ۔ ایک کروڑ افغانی کے ۲۰ روپے والے نوٹ اور ۹۰ لاکھ افغانی کے پچاس روپے والے نوٹ جاری کئے ہیں۔ ان جدید جاری شدہ نوٹوں سے افغانستان کے لوگ بے حد مانوس ہو رہے ہیں۔ اور ان نوٹوں کا رواج دن بدن بڑھ رہا ہے۔

لندن - ۱۱ جولائی - ہندوستانی کرکٹ ٹیم نے ۱۰ وکٹوں سے آئرلینڈ کی ٹیم پر فتح پائی۔

لندن ۱۱ جولائی - آسٹریا اور جرمنی کے درمیان جو کشیدگی ایک مدت سے چلی آتی تھی۔ اور جس کے باعث دونوں ممالک میں تصادم ہو جانے کا ہر وقت خطرہ لگا رہتا تھا۔ اس کا اب خاتمہ ہو گیا ہے۔ اور دونوں ملکوں میں حسب ذیل

شرائط پر مفاہمت ہو گئی ہے۔
۱۔ جرمنی نے آسٹریا کی کامل آزادی منظور کر لی۔
۲۔ دونوں ممالک نے معاہدہ کر لیا ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کریں گے۔ (۳) آسٹریا کی پالیسی اس قسم کی ہوگی۔ جس سے یہ ظاہر ہو۔ کہ وہ اپنے کو جرمنی کی ریاست تسلیم کرتا ہے۔ (۴) آسٹریا کے نازی قیدیوں کی معافی کا اعلان کیا جائے گا۔

انگلستان کے سفیر حبش سر سڈنی اور لیڈی بارٹن انگلستان واپس آ گئے۔

لندن ۱۰ جولائی۔ پنجشنبہ کو سارے انگلستان میں بارش ہوئی۔ خاص کر لندن میں خوب موسلادھار مینہ برسا۔ لندن کے چند حصوں میں سیلاب آگیا۔ دارالعوام کی عمارت کے نچلے حصے میں بھی پانی داخل ہو گیا۔ شدید بارش کی وجہ سے اکثر کاروبار رک گئے۔

لندن ۱۰ جولائی۔ نہایت معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ برطانیہ کے محکمہ بحری نے ۲۵ ہزار ٹن کے دو نئے جنگی جہازوں پر چودہ انچ دہانے والی توپیں نصب کی ہیں۔ اور امریکہ کے جنگی جہازوں پر ۱۶ انچ کے دہانے والی توپیں لگائی جا رہی ہیں۔

لندن ۱۱ جولائی۔ حبشہ میں جنرل گرزیانی نے نادرشاہی حکم جاری کر دیا ہے۔ کہ اطالیہ کے سوا کوئی بھی وائرلیس استعمال نہیں کر سکتا۔

لندن ۱۰ جولائی۔ سر فیروز خاں نون نے لندن پہنچنے کے بعد جس تقریب میں سب سے پہلے سرکاری حیثیت سے حصہ لیا۔ وہ ان تمام ہندوستانی طالبات کا استقبال تھا۔ جو آج کل مسز دت کے ہمراہ یورپ کی سیاحت کر رہی ہیں۔ سر فیروز خاں نون نے ہندوستان کی ان نوجوان خواتین کا خیر مقدم کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا۔ کہ وہ برطانیوں کو ہندوستان کے حالات سے واقف کر دیں۔ اور خود بھی برطانیہ سے پوری واقفیت حاصل کریں۔

پیرس ۱۰ جون۔ حکومت فرانس نے کل سرکاری طور پر اعلان شائع کیا ہے۔ کہ ۲۰ جولائی سے اطالیہ کے خلاف تعزیرات منسوخ کر دی جائیں گی۔

برلن کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ جرمنی کے مختار مطلق ہر ہٹلر نے اعلان کیا ہے۔ کہ اگر جرمنی کے مقبوضات اسے رضامندی سے نہ دیئے گئے۔ تو وہ یکم اگست سے بزور شمشیر انہیں واپس لینے کے لئے لشکر کشی کرے گا۔

روما۔ حبشہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ جبوتی اور ادیس ابابا ریلوے کے درمیان حبشی حملہ آوروں نے لائن توڑ کر خوردونوش اور سامان جنگ کی دو گاڑیاں لوٹنے کی کوشش کی۔ یہ گاڑیاں ادیس ابابا کی طرف جا رہی تھیں۔ اطالوی فوج

کے دستوں نے حبشیوں کو شکست دے کر امن درست کر لی ہے۔

پیرس ۔ ۱۲ جولائی ۔ رائٹر کی ایک اطلاع مظہر ہے ۔ کہ پیرس میں سوئٹزرلینڈ کے ایک باشندے نے جو ایک پرائیویٹ فرم میں ملازم تھا ۔ ایک ایسی توپ ایجاد کی ہے ۔ جو ایک منٹ میں ۵۰ گولے پھینک سکے گی۔ ... کہ اس قسم کی چھ توپیں بنائی گئی ہیں۔

مالٹا ۔ ۱۳ جون ۔ تین اور برطانوی فوجیں منگل کے روز فلسطین جا رہی ہیں ۔ معلوم ہوا ہے ۔ کہ رائفل بریگیڈ کو فلسطین سے ٹونس پر روانہ ہو جانے کی تیاری کا حکم مل چکا ہے۔

نیویارک ۱۲ جولائی ۔ نیویارک کے مغربی وسطی علاقے میں بارشیں شروع ہو گئی ہیں ۔ جس سے خشک سالی کا خاتمہ ہو گیا ۔ شروع جولائی سے گرم ہوائیں چل رہی تھیں جس سے سات سو چالیس نفوس ہلاک ہو گئے۔

لاہور ۔ ۱۲ جولائی معلوم ہوا ہے ۔ کہ شملہ سے کنٹرولر آف ملٹری اکاؤنٹس کے دفتر میں ہدایات موصول ہوئی ہیں ۔ کہ ریٹائر ہونے والے ملازمین کو سردست سبکدوش نہ کیا جائے ۔ اور نہ ملازمین کو رخصتیں دی جائیں ۔ خیال کیا جاتا ہے ۔ کہ یہ ہدایات کسی قریبی جنگ کا پیش خیمہ ہیں۔

شملہ ۱۲ جولائی ۔ معلوم ہوا ہے ۔ کہ بنگال کے سخت گیر قوانین کی میعاد میں توسیع کر دی گئی ہے ۔ اور ایک جدید قانون بنایا جائے گا جس کو دہشت انگیزی کے ختم کرنے کے واسطے استعمال میں لایا جائے گا۔

الہ آباد ۔ ۱۳ جولائی ۔ یو پی میں کانگریس کی طرف سے انتخاب کی مہم بڑے زور سے شروع کر دی گئی ہے ۔ کانگریس کی کوششوں سے تقریباً دو لاکھ ووٹروں کا اضافہ ہو گیا ہے ۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے ۔ کہ انتخابات کے وقت کانگریس کی طرف سے ہوائی جہازوں کا استعمال بھی ہو گا ۔ لیڈر ہوائی جہازوں پر سوار ہو کر دورہ کریں گے۔

نینی تال ۱۳ جولائی ۔ حکومت یو ۔ پی نے ۵۰ ہزار روپیہ کمشنر لکھنؤ کو اس غرض سے ادا کئے ہیں ۔ کہ مصیبت زدگان سیلاب میں تقسیم کر دیئے جائیں۔

حکومت پنجاب نے پنجاب ایگریکلچرل کالج لائلپور میں ایک عملی نصاب کا جاری کرنا منظور فرمایا ہے ۔ جس کے ذریعے جاگیرداروں کے متعلقین کو زراعت کے بہتر طریقوں کے متعلق تربیت دی جائے گی ۔ یہ نصاب اوائل اگست ۱۹۳۶ء سے شروع ہو گا ۔ اور تقریباً دو ہفتہ جاری رہے گا ۔ اور پندرہ اشخاص داخل کئے جائیں گے۔

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت لالہ بسنت لعل صاحب ایم اے ایل ایل بی صاحب سب جج بہادر درجہ چہارم جالندھر

سردار لابھ سنگھ ولد سردار رام رتن ذات ٹانک چھتری ساکن جالندھر
بنام عبدالغنی وغیرہ

دعوےٰ بید خلی عمالیم ابسکان
بنام عبدالغنی ولد مولا بخش ذات شیخ سکنہ جالندھر محلہ پکا باغ بیرون دل سنگھ
مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی عبدالغنی مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور پوشیدہ ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام عبدالغنی مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور تاریخ ۲۰ ماہ جولائی ۱۹۳۶ء کو بمقام جالندھر حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یک طرفہ عمل میں آوے گی۔
آج بتاریخ ۴ جولائی ۱۹۳۶ء بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔ دستخط حاکم مہر عدالت

بعدالت شیخ عبدالرحمٰن صاحب بی اے۔ پی سی ایس باختیارات ڈسٹرکٹ جج بہادر گوجرانوالہ

بمعاملہ درخواست دو صادی بائی بیوہ دولا رام سکنہ میو لی بذریعہ فریدالدین مختار برائے حصول سارٹیفکٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ باقی ہمت رام متوفی زیر ۳۱۲ ایکٹ ۳۹ ۱۹۲۵ء

نوٹس بنام ہر خاص و عام

بمعاملہ صدر مختار سائلہ نے درخواست برائے حصول سارٹیفکٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ باقی ہمت رام متوفی مالیتی ۔۔۔ زیر ایکٹ ۳۹ ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے۔ اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جو کچھ کسی کو اعتراض ہووے حاضر ہو کر عدالت ہذا میں بتاریخ 7/36 عذر پیش کرے۔
آج بدستخط و مہر عدالت جاری کیا گیا۔ 6/7/36
دستخط حاکم
مہر عدالت

پرنٹر و پبلشر نے مسلم پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپوا کر دفتر اشاعت پنجاب لاہور سے شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ سید امتیاز علی تاج

ہندوستان میں سب سے پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار

تہذیب النسواں

جسے

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ و شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم

نے

۱۸۹۸ء میں جاری کیا

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک [illegible] پیشگی

نمبر ۳۰	لاہور ہفتہ ۲۵ جولائی ۱۹۳۶ء	جلد ۳۹

تہذیب نسواں

لاہور ہفتہ ۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

دھرم سالہ کے سفر میں رعایتیں

مندرجہ ذیل اسٹیشنوں سے دھرم سالہ
(کنگڑا) اور بانار کے درمیانہ اور تیسرے درجے
کے واپسی ٹکٹ جاری کئے جا رہے ہیں۔ سفر
براہ کانگڑہ ریل اور موٹر کے ذریعے طے کیا جائیگا

لاہور۔ امرتسر۔ جالندھر شہر اور چھاؤنی
بٹالہ۔ گورداسپور۔ فیروزپور چھاؤنی اور ملتان چھاؤنی
یہ ٹکٹ واپسی سفر کی کمیں کے لئے ادھائی ماہ
تک کارآمد ہوں گے۔ ٹکٹ کی میعاد اس دن سے
شمار ہوگی۔ جس دن ٹکٹ جاری کئے جائیں گے۔
بارہ سال سے کم عمر کے بچوں کے لئے شرح ٹکٹ
میں خاص رعایت ہوگی۔

مزید تفصیلات ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے
لاہور سے بذریعہ درخواست حاصل کی جاسکتی ہیں۔

زچہ خانہ کی بے احتیاطی

...ت اولاد اور دوسری زنانہ شکایتوں کے نتیجہ میں عموماً
...ت کا پیٹ بے طرح بڑھ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ مخصوص
...ال بھاری پیٹ ہلکا کرنے کے لئے نہایت مفید
...ثابت ہوتی ہے۔ خوبی کے ساتھ اس کی مقبولیت
... برابر ترقی کر رہی ہے۔ قیمت چالیس خوراک ایک روپیہ
...محصول ڈاک دو روپے۔
... - ڈبلیو اینڈ سنز راحت ہاؤس دہلی

نیک انجام

...مستقل مزاجی کے متعلق ایک مستند... ۲ دو پائی
دفتر تہذیب سے منگاؤ

اشتہار اخبار زیر آرڈر ۵ رول ۲ ضابطہ دیوانی
بعدالت جناب شیخ اقبال احمد صاحب سب جج
بہادر درجہ چہارم خانیوال ضلع ملتان

دکان نذیر محمد معرفت چندوا نمبر ۱۴۷ موضع تحصیل
کبیروالا بذریعہ دولی چند کارکن و نیجر وجہ دار مکوڑی
بنام دکان نودا رام وغیرہ
بنام رامچند گرداری لعل - نکشن - بھرشن لعل
معروف کھوبہ وغیرہ ج ۱ الف ب سپرت میرانند قوم
بجانب سکنہ ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور بولایت
مساۃ ٹھاکر دیوی بیوہ میرانند قوم بجانب والدہ نابالغان
سکنہ ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور بر مکان چودھری شنکر
داس بجانب ملک دکان بعد ازاں شنکرداس سکنہ
ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور۔

دعوے ۱۱/۸/۳۶ء

مقدمہ مندرجہ بالا میں مساۃ ٹھاکر دیوی ولیہ والدہ
نابالغان کے نام کئی بار نوٹس جاری کئے گئے۔ مگر وہ
تعمیل نوٹس سے گریز کرتی ہے۔ اور اس کی نکاری
کی رپورٹ آئی ہے۔ لہٰذا اشتہار اخبار زیر آرڈر
۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی بنام والدہ نابالغان مساۃ ٹھاکر دیوی
بطور ولیہ حاضرہ نابالغان جاری کیا جاتا ہے۔ کہ وہ
مورخہ ۱۲/۸/۳۶ کو بوقت ۱۰ بجے صبح اصالتاً یا وکالتاً حاضر
عدالت ہٰذا ہو کر پیروی و جواب دہی مقدمہ کرے۔
ورنہ اس کی غیر حاضری میں کارروائی یکطرفہ کی
جاکر مقدمے کا فیصلہ کیا جائیگا۔

آج مورخہ ۱۳/۷ کو ہمارے دستخط اور مہر عدالت کے جاری
کیا گیا۔

دستخط حاکم
مہر عدالت

خاندانی نسخہ

یوں تو صحت کلیۃً نہیں ہو سکتا۔ اور نہ قانون فطرت کے کسی اصول کو غلط ثابت کر سکتے ہیں۔ لیکن ننانوے فی صدی ہندوستانی گھرانوں اور بالخصوص پرانے خاندانی لوگوں میں اس بات پر فخر و ناز کیا جاتا ہے۔ کہ ان کے ہاں مجرب اور کارآمد نسخوں کے نایاب ذخیرے موجود ہیں۔ جو ہر مرض کے لئے تیر بہدف اور اکسیر ثابت ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ اعتقاد درست ہو۔ چنانچہ وہ ہر مرض کی ابتدا میں ابتدائی علاج انہیں خاندانی نسخوں سے کرتے ہیں۔ لیکن جب وہ ان کی تاثیر میں خلل دیکھتے ہیں۔ اور مرض حد سے تجاوز کر جاتا ہے۔ تو حکیموں اور طبیبوں کی باری آتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بیماری میں متعدد پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جس سے وہ خوفناک صورت اختیار کر جاتی ہے۔ اگر خوش قسمتی سے کبھی تیر نشانہ پر بیٹھ گیا۔ تو کیا کہنا۔ محلہ کیا شہر بھر کو دعوت عام دی جاتی ہے اور ہر شخص کے سامنے دواؤں کی کرامات جتا جتا کر اپنی شخصیت کو بلند کرنے کی انتہائی کوششیں کی جاتی ہیں۔ یعنی ہم تو آج کل کے نام نہاد ڈاکٹروں سے پناہ مانگتے ہیں۔ آئے نبض دیکھی آنکھیں دیکھیں۔ زبان ملاحظہ کی۔ اور جھٹ پٹ سینے میں آلہ لگا۔ نہ جانے رنگ برنگی نلکیوں سے کیا خاک بلا سنا۔ اور جھٹ ایک نسخہ گھسیٹ ڈالا۔ نہیں تو خون ٹسٹ کرا کرائیے۔ تھوک۔ پیشاب۔ پاخانہ۔ پسینہ اور نہ جانے کیا کیا اینالائز کرائیے۔ تب جا کر حضرت اتنی پتے کی بتائیں گے۔ کہ فلاں مرض ہے۔ اس کے لئے فلاں انجکشن چاہئے۔ دوا تو پاس ہے نہیں۔ پرانی دقیانوسی چند ایک دوائیں رہ گئی ہیں۔ بس آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ اسے انجکشنوں سے مریض کو چھلنی کر ڈالا۔ یا کوئی خطرناک آپریشن ایسا تجویز کیا۔ کہ لیجئے اب مہینوں اور برسوں اسپتال میں پڑے سڑا کیجئے۔ اور یہ قصائی کی طرح آپ کے جسم کو کاٹ کاٹ کر تختہ مشق بنائیں گے۔ مہینوں اسپتال میں پڑے رہنے کے بعد اگر آپ کی قسمت میں مرض کا دور ہونا ہے "شفا ہو جانا" لکھا ہے۔ تو صحت ہو گئی۔ ورنہ عدم آباد کو جا بسے۔

ارے جناب یہاں تو ایسے ایسے نسخے موجود ہیں جو ہمارے باپ دادا نے لقمان اور افلاطون کی صحبت میں بقراط اور جالینوس کی ہم مشربی سے حاصل کئے تھے۔ جس کے آگے جدید میڈیکل سائنس ہیچ ہے۔ اگلے وقتوں میں ہمارے اجداد جس شخص کی نبض ایک مرتبہ تھام لیتے۔ اس کی ساتوں پشت کی تمام بیماریاں دور ہو جاتیں۔ اور آج یورپ کے بڑے بڑے ماہر تمام اجزاء کا علیحدہ علیحدہ معائنہ کرتے۔ اور کل جسم کی پچاسوں طریقے سے جانچ کرتے ہیں۔ مگر کوئی ایک مجرب نسخہ نہیں نکال سکتے۔ جو ہر مرض کے لئے مفید ہو۔ آپ چاہے یقین کیجئے یا نہ کیجئے۔

میں تو وثوق سے کہہ سکتی ہوں۔ کہ ہر گھرانے میں یہ غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے۔ ہر گھرانے میں کسی نہ کسی مرض کا ایک خاندانی چٹکلا ضرور موجود ہے۔ خوش قسمتی سے جن کے ہاں ایک آدھ ڈاکٹر ہوگئے ہیں۔ وہاں البتہ ہر امکانی صورت سے اس غلط فہمی کو رفع کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جب بھی بڑی بوڑھیاں اپنی آن اور پرانی شان پر سختی سے قائم رہکر ہر طرح سے ان کو زک دینے پر تیار رہتی ہیں۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ یورپ میں مادام کیوری نے منحوس مرض کینسر کے علاج کا کیسا مفید اور نادر طریقہ ریڈیم کی شعاعوں کے ذریعے ایجاد کیا۔ ان کے بعد ان کی لڑکی میڈم جولیٹ نے بھی نئے انکشافات بہم پہنچائے۔ اسی طرح کونٹس آف چنکون نے سنکونا جیسی عظیم الشان اور مفید خلائق دوا ایجاد کی۔ اور ہماری ہندوستانی بہنیں خصوصاً مسلمان بہنیں ایجاد تو درکنار موجودہ مفید اور سائنٹفک طریقہ علاج سے گریز کرتی ہیں اور پرانی غیر معروف دواؤں کو بلا تشخیص امتحان ہر مرض میں استعمال کرنے پر تیار رہتی۔ اور خوفناک نتائج کی ذمہ دار بن جاتی ہیں۔

اس موقع پر میں اپنے خاندان کا ایک قصہ بیان کرتی ہوں جس کو ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے۔ میری ایک عزیزہ ہیں جو خود کو جالینوس سے کم نہیں سمجھتی ہیں۔ ان کی اکلوتی بچی یکایک سخت عارضہ میں مبتلا ہوگئی۔ یعنی ان بر ایسی خاصی تھی کہ یکایک شام سے اس کو بار بار اجابت ہونے لگی ... خیال نہیں کیا ... رہیں جب رات کو دس بجے سونے کے ... میں آئیں۔ تو بچی نڈھال پڑی تھی۔ انہوں نے کہا کہ چار پانچ بار اجابت ہو چکی ہے۔ آپ نے ... دست ہے یا پیچش۔ انا بیچاری نے صاف جواب دیا۔ کہ حضور میں نے پہچانا نہیں۔ خیر اسی وقت پھر اجابت ہوئی۔ تو انہوں نے دیکھا۔ کہ خون کے تھکتے سے گر رہے ہیں۔ اور پیٹ میں غضب کی مروڑ ہے۔ لازم تھا۔ کہ مردوں کو اس کی اطلاع کر دیتیں۔ اور ڈاکٹر کو بلوا کر دکھاتیں۔ انہوں نے جھٹ اپنا خاندانی نسخہ ڈھونڈھ نکالا۔ جس کو شاید کسی بلند پایہ حکیم نے ان کے جد امجد کو بتلایا تھا۔ اور یہ نسخہ سینہ بسینہ ان کے خاندان میں چلا آتا تھا۔ خونی پیچش کے لئے! خیر دوائیں فوراً منگوائی گئیں۔ اور تیار کر کے بچی کو کھلا دی گئی۔ آہ نہ پوچھئے کہ اس دوا کے حلق سے اترتے ہی بچی کی کیا حالت ہوئی۔ تکلیف حد سے زیادہ بڑھ گئی۔ اور پاخانہ جو صرف تانہ تانہ خون کی صورت میں آنے لگا تھا۔ ہر پانچ منٹ پر ہونے لگا۔

اب تو ماں جان کے اوسان خطا ہوگئے۔ شوہر کو اطلاع دی گئی۔ مگر اپنی کارستانی کو چھپا لیا

لطف یہ کہ خود گھر میں ایک لڑکا پانچویں سال میں میڈیکل کالج میں تھا۔ یعنی اس کے ڈاکٹر بننے میں فقط ایک سال باقی تھا۔ اور اس کی وساطت سے علاج معالجہ اور پاخانہ وغیرہ ٹسٹ کرانا بہت آسان تھا۔ مگر ان لوگوں کو بھلا اس کا خیال کہاں تھا۔ بہترین موقع حاصل تھے۔ مگر اس کے باوجود بیوی صاحبہ نے خاندانی نسخہ کی کرامات پر بھروسہ کر لیا۔ خیر فوراً پاخانہ اینالائز کرانے کو دیا گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ بیسی لری ڈسنٹری ہے۔ اور اس میں سب سے مہلک ترین کیڑا "شیگا" موجود ہے۔ جس کی خاصیت یہ ہے۔ کہ چند گھنٹوں میں مریض کی آنت کو ضائع کر دیتا ہے۔ اور مریض سیلان خون کے باعث بہت ہی قلیل عرصے میں سخت تکالیف کا مقابلہ کرتا ہوا لقمۂ اجل ہو جاتا ہے ٭

چونکہ گھر میں ڈاکٹر تھے۔ اس لئے صبح ہی صبح اینالائز وغیرہ ہو کر فوراً انجکشن دیا گیا۔ اور کھانے کو بھی ایک سریع التاثیر دوا جو حال میں ایجاد ہوئی ہے۔ دی گئی۔ جس سے اس بچی نے گویا دوبارہ زندگی پائی۔ ورنہ اماں جان کی کرامات نے اس کی جان لینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ ۱۰ برس کی بچی اچھی ہونے کے بعد ۲ ماہ تک نہ بستر سے اٹھ سکتی۔ نہ چل پھر سکتی۔ اس نے گویا ننھے بچوں کی طرح دوبارہ چلنا پھرنا اور بولنا سیکھا ٭

ڈاکٹروں نے حکیمی دوا کے ایگزامنیشن کر بتلایا۔ کہ یہ سب اس مرض کے لئے مہلک ہیں۔ البتہ معمولی پیچش میں جو تھوڑا بہت خون آتا ہے۔ اس میں کچھ فائدہ ہو سکتا ہے لیکن ہر مرض کو ایک ہی سمجھ کر بلا سوچے سمجھے خاندانی نسخہ استعمال کرانا ٹھیک نہیں ٭

اسی طرح ایک خاتون کے خاندان میں طاقت کی ایک خاص دوا کا پرانا نسخہ ہے۔ جس میں مشک۔ زعفران کے علاوہ اور بہت سی اسی قسم کی دوائیں شامل ہیں۔ کہ اگر اس دوا کو کسی بوتل میں پورا بھر کر۔ رکھ دیجئے۔ اور خوب مضبوطی سے ڈاٹ لگا دیجئے۔ تو یقیناً وہ بوتل پھٹ کر تمام دوا بہہ جائے گی۔ اور وہ بھی کس صورت میں؟ بوتل میں تو دوا سیال شربت سی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن بوتل پھٹ کر جب وہ باہر نکلنے لگتی ہے۔ تو بالکل صابن کے جھاگ کے مانند۔ لہذا بوتل کو عام طور پر نصف یا کچھ خالی ہی رکھا جاتا ہے۔ اب آپ ہی خیال کیجئے۔ کہ ایسی محرک دوا سخت بخار میں کسی مریض کو دینا۔ یا دستوں کی بیماری میں۔ کمزوری کی حالت میں پلانا کس قدر خطرناک ثابت ہوگا؟

چنانچہ ان کے ہاں کا دستور ہے۔ کہ ہر مرض میں اس کو استعمال کرایا جاتا ہے خواہ اس سے مریض کو فائدہ ہو یا نہ ہو۔ مگر

ان کے خیالات اور خاندانی روایات کے مطابق اس میں آب حیات کی تاثیر موجود ہے۔ بڑے اور کوڑہ مریضوں کو بعض اوقات اس سے فائدہ ہو گیا ہو گا۔ ہر وقت اسی کو بطور ثبوت پیش کیا جاتا۔ اور ہر موقع پر اس کی نظیر دی جاتی۔

چنانچہ ایک مرتبہ ایک ٹائیفائڈ کے مریض پر بھی اس کی آزمائش کی گئی ہر سمجھدار شخص اس مہلک اور خوفناک مرض کی اہمیت سے واقف ہے۔ اور کسی صورت میں بھی اس کے مریض پر گرم اور تیز دواؤں کی آزمائش درست نہیں۔ بجز اس کے جو طبیب بتلائے۔ حتیٰ کہ غذا میں ذرہ برابر بھی الٹ پھیر حالت کو بد سے بدتر بنا دینے کو کافی ہوتی ہے۔ ایک تو بخار کی شدت۔ اس پر معدے اور آنتوں کی تکلیف۔ قلب جگر و دیگر اعضائے رئیسہ کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے۔ کہ مریض کا دماغی توازن بھی قائم رہنے نہیں پاتا۔ بھلا بتلائیے تو ایسی حالت میں اس تیز دوا کا کیا اثر ہوا۔ آہ جو مریض نے تڑپ تڑپ کر اعصابی کشمکش کا مقابلہ کیا۔ اور سخت کرب و بیچینی میں مبتلا ہو کر جان شیریں جان آفریں کے سپرد کر دی۔ خاندانی نسخہ دھرا رہ گیا۔

اسی طرح ہزاروں واقعات آئے دن رونما ہوتے رہتے ہیں۔ مگر ہماری بہنوں کو ان سے عبرت حاصل نہیں ہوتا۔ اور وہ پرانی لکیر کی فقیر بنی ہوئی ہیں۔

بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ آج کل کے ڈاکٹر اس قدر ہوشیار نہیں ہوتے۔ اور نہ پہلے کی طرح وہ سود مند اور اکسیر دوائیں ہی دیتے ہیں۔ یہ محض وہم ہے۔ یونانی اور دوسری دواؤں کے متعلق جو ہندوستانی تمدن کے ساتھ فنا ہو چکی ہیں۔ تو کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ لیکن موجودہ میڈیکل سائنس کے متعلق نہایت وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اس فن میں نت نئے اکتشافات کی بدولت روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔ اور جو امراض چند سال پیشتر لا علاج خیال کئے جاتے تھے۔ آج نئی دواؤں کی ایجاد سے وہ قابل علاج ہو گئے ہیں۔ اور بہتیرے جاں بلب مریض جن کو زندگی سے مایوسی ہو چکی تھی۔ ان کی بدولت جی اٹھے۔ البتہ طریقہ کار بہت کچھ بدل گئے ہیں۔ جن سے بڑی بوڑھیاں ضرور گھبرا جاتی ہیں۔ کیونکہ انیسویں صدی کے ایجادات کے مقابلہ میں بیسویں صدی کے تجربے زیادہ مستند اور مکمل خیال کئے جاتے ہیں۔ پھر بھلا کون ایسا کوڑھ مغز ڈاکٹر ہو گا۔ جو نئے اصول کو چھوڑ کر پرانے طریقے پر کاربند ہو گا۔ چونکہ زمانے کی تبدیلیاں اور گرد و پیش کے موجودہ اثرات میں غیر معمولی تغیر پیدا ہو چکا ہے۔ ایسی حالتوں میں پرانے خاندانی نسخے کو رائج کرنا مناسب نہیں ہے۔

جمیلہ بیگم۔ کلکتہ

حیدرآباد سے کشمیر موٹر میں

(سلسلے کے لئے دیکھئے تہذیب صفحہ ۴۹۸)

ہم ٹہلتے ٹہلتے وہاں پہنچے۔ دیکھا کہ چند مرد اور عورتیں برف پر پھسلنے والی گاڑی (سلیج) پر بیٹھ کر پھسل رہے ہیں۔ چونکہ بلندی زیادہ نہ تھی۔ اس لئے اس پر رسی باندھ کر صرف دو آدمی کھینچ رہے تھے۔ ہم بھی اس پر بیٹھ کر کوئی دس پندرہ منٹ تک پھسلتے رہے۔ خوب لطف رہا۔ کھینچنے والے اس طرح دوڑتے تھے۔ کہ بیٹھنے والا اپنا توازن نہ سنبھال سکے۔ اور برف پر گر جائے۔ لڑھکتے جاتے تھے۔ کہ جب تک گریں نہیں پھسلنے میں لطف ہی کیا؟ برف پر پھسلنے کا مزہ تو کچھ موسم سرما ہی میں آتا ہوگا۔ جب ہر طرف برف ہی برف ہوتی ہے۔

کرما لپا تمر میں ایک نالا ہے۔ جو گرمی کے زمانے میں بھی جاری رہتا ہے۔ واپسی پر ہم ایک مکان سے گزرے۔ جو مٹی کا ڈھیر بن کر رہ گیا تھا۔ یہ وہی مکان تھا۔ جو کسی زمانے میں سکی اینگ کلب کہلاتا تھا۔ اور جس کو برف کے سیلاب نے تین انگریزوں اور چوکیدار سمیت تہ خاک کر دیا تھا۔ سیلاب اس شدت کا تھا۔ کہ مکان کے تختے کئی کئی فرلانگ دور جا پڑے تھے۔ مرحوم مسلمان چوکیدار کا بھائی وہاں کھڑا تھا۔ اور حادثہ کی تفصیل دہرا رہا تھا۔

"کھلن مرگ" میں ہم نے پانچ بجے کے قریب چائے پی۔ اس کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے۔ تھوڑی سی اترائی کے بعد گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ اور گل مرگ ہوتے ہوتے "ٹنگ مرگ" آ گئے۔ شام کا منظر بڑا ہی سہانا تھا۔ ٹنگ مرگ سے موٹر میں سوار ہو کر مغرب کے بعد سری نگر پہنچے۔ ایک ہی دن میں اتنا سفر کرنے سے بہت تکان محسوس ہو رہی تھی۔ اس لئے ہم نے دوسرا دن بوٹ ہی میں گزارا۔ البتہ سر شام ہارون لیک گئے۔ یہ جھیل شالامار باغ سے تھوڑے فاصلے پر واقع ہے۔ سری نگر کو اسی جھیل کا پانی نلوں کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے۔

اس جھیل کے چاروں طرف پہاڑ ہیں۔ غروب آفتاب کے وقت جب ان پہاڑوں کا عکس جھیل میں پڑتا ہے۔ تو قدرت الٰہی کا تماشا نظر آتا ہے۔ جھیل کے قریب ایک چھوٹی سی نہر میں چھوٹی بڑی ٹراوٹ مچھلیاں محفوظ رکھی گئی ہیں۔ یہ مختلف قسم کی ہیں۔ ان میں سے بعض سات سات پونڈ تک کی ہیں۔ یہ مچھلیاں فروخت کی جاتی ہیں۔ اور ان کی قیمتیں مقرر ہیں۔ ان کی حفاظت کے لئے ایک نوکر رکھا گیا ہے۔ جب لوگ تفریح کے لئے یہاں آتے ہیں۔ تو یہ ملازم انہیں دکھانے کی غرض سے ایک بالٹی میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں بھر کر لاتا

اور پانی میں پھینکا جاتا ہے۔ بڑی مچھلیاں تڑپ کر اوپر آتی ہیں۔ اور ان کو کھا جاتی ہیں۔ یہ منظر قابل دید ہے۔ کہ ان کی آن میں بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو کس طرح نگل جاتی ہے۔

عزیز واقارب کے لئے یہاں کی بنی ہوئی چیزیں بطور تحفہ خریدنے کا خیال ہر وقت دل میں آتا تھا۔ کیونکہ کشمیر آکر بغیر سوغات خالی ہاتھ چلنا درست نہ تھا۔ اس لئے ہم منگل کے روز ناشتے کے بعد تحفے خریدنے بازار کی طرف گئے۔ وقت گزرتا معلوم نہ ہوتا تھا۔ پردیسیوں کے لئے کشمیر کے ہوشیار دکانداروں سے کچھ خریدنا بڑا مشکل ہے۔ بہرحال ہم نے دو ڈھائی گھنٹے کی مسلسل تکرار کے بعد کچھ چیزیں خریدیں۔ گو قیمتیں بہت کچھ کم کرادی گئی تھیں۔ پھر بھی دل مطمئن نہ تھا۔ کہ چیزیں ٹھیک طور پر ملیں۔ ڈھائی بجے ہاؤس بوٹ میں واپس آئے۔ چائے پی شام کو پھر بازار کی راہ لی۔ اور رات کے نو بجے واپس آکر کھانا کھایا۔ اس وقت بھی زیادہ اندھیرا ہوا تھا۔ یہاں آفتاب تقریباً ۸ بجے غروب ہوتا ہے اس کے بعد جھٹپٹا رہتا ہے۔ یک لخت تاریکی نہیں پھیلتی۔

۱۰ جون بروز چہار شنبہ ہم نے گنگن جانے کی ٹھہرائی۔ جو وادی سندھ میں سون مرگ پہاڑ کے راستے پر واقع ہے۔ وادی سندھ اپنے مناظر کی دلکشی کے لحاظ سے دور ونزدیک مشہور ہے۔ ہم نے کئی لوگوں سے اس کی تعریف سنی تھی۔ ہم نے سامان رسد اور ایک باورچی کو ساتھ لیا۔ اور گیارہ بجے ہاؤس بوٹ سے نکلے۔ "گاندربل" جاتے ہوئے راستے میں جامع مسجد نظر آئی۔ جی میں آئی کہ چلو۔ اس مشہور مسجد کو بھی دیکھ ڈالیں۔

پانچ منٹ کے لئے موٹر ٹھہرائی گئی۔ اور ہم اندر داخل ہوئے۔ داخلے کے تین دروازے ہیں۔ جن پر مینار بنے ہوئے ہیں۔ اس مسجد کی خصوصیت یہ ہے۔ کہ اس میں لکڑی کے لمبے لمبے ستون ہیں۔ جو گنتی میں تین سو اکتر ہیں۔ ہر ستون ایک درخت کا بنا ہوا ہے کہیں جوڑ نہیں۔ ان ستونوں کا طول جو میناروں کو تھامے ہوئے ہیں۔ ستر قدم اور عرض ساڑھے چھ قدم ہے۔ اس کے احاطے کے اندر وضو کرنے کے لئے ایک بڑا حوض ہے۔ محراب اور منبر چمکتے ہوئے سیاہ مرمر کے بنائے گئے ہیں محراب کے اوپر اللہ تعالیٰ کے ایک سو ایک نام لکھے ہیں۔ ایوان کے گرداگرد سورۃ جمعہ لکھی ہے۔ اس مسجد کی تعمیر سلطان سکندر نے کی تھی۔ اس کے بعد کئی مرتبہ نذر آتش ہوئی۔ اور شاہان مغلیہ کے زمانے میں اس کی مرمت کرائی گئی۔ حال میں بارہ لاکھ روپے کی لاگت سے اس کی دوبارہ تعمیر کی گئی ہے۔

اس مسجد کو سرسری نظر دیکھنے کے بعد چل دیے۔

ہوتے ہوئے ہم ایک [illegible] گاؤں پہنچے یہاں دریائے سندھ زور شور سے بہتا ہے۔ اس پر سے گزرنے کے لئے پل بنا دیا گیا ہے لیکن پل پر سے موٹر نہیں گزر سکتی۔ موٹر کو ندی کے کنارے ٹھہرا کر گھوڑوں پر سفر کرنا پڑتا ہے۔ "وائل" سے "کنگن" سات میل ہے۔ ایک بج چکا تھا ہم کھانا ہمراہ لائے تھے۔ اس لئے ہم نے دریائے سندھ کے کنارے چنار کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر کھانا کھایا۔ سامنے دریا بڑی آب و تاب سے پتھروں سے ٹکراتا ہوا بہتا چلا جا رہا تھا۔ بڑا ہی دل خوش کن منظر تھا۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ پگھلی ہوئی چاندی بہ رہی ہے۔ پانی بہت ٹھنڈا تھا۔ اس کے استعمال سے ہاتھ پاؤں ٹھٹھرے جاتے تھے۔ کھانا کھا کر کچھ دیر آرام کیا۔ اور موٹر کو گراج میں رکھنے کا انتظام کر کے گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ یہ راستہ ایسا برا نہیں۔ البتہ پلوں کے ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے موٹر نہیں جا سکتی۔ اگر اچھا گھوڑا یا ٹٹو مل جائے۔ تو آسانی کے ساتھ کنگن پہنچ سکتے ہیں۔ ہم آرام کے ساتھ کنگن پہنچ گئے۔

"کنگن" میں ہم نے ڈاک بنگلے میں قیام کیا۔ ڈاک بنگلہ نفیس اور دریائے سندھ کے کنارے اونچی جگہ پر واقع ہے۔ سامنے اونچے اونچے ہرے بھرے پہاڑ ہیں۔ ہر طرف سکون و خموشی کا عالم تھا۔ البتہ دریا کے شور سے فضا گونج اٹھتی تھی۔ سون مرگ اور لداخ کو جانے والے مسافر اسی راستے سے گزرتے ہیں۔ یہ راستہ ہمیشہ سامان سے لدے ہوئے ٹٹوؤں سے آباد نظر آتا ہے۔ جگہ جگہ خیمے لگے ہوئے ہیں۔ ان میں وہ لوگ رہتے ہیں۔ جو مچھلی کے شکار کی غرض سے آتے ہیں۔

سون مرگ سطح سمندر سے ساڑھے آٹھ ہزار فٹ بلند ہے۔ یہاں برف گرتی ہے۔ یہ پہاڑ قابل دید ہے۔ "کنگن" سے "سون مرگ" پہنچنے میں تین دن صرف ہوتے ہیں۔ ہماری طبیعت وہاں جانے کے لئے بہت للچاتی تھی۔ لیکن وقت تنگ تھا۔ اس لئے ہم نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا۔ اور ایک دن "کنگن" میں قیام کر کے جمعرات کی دوپہر کو وہاں سے چل دیئے۔ ساڑھے پانچ بجے سری نگر پہنچے۔

سری نگر میں "سری پرتاب سنگھ کالج" کے صدر مولوی محمد ابراہیم صاحب نے ہم کو اسی دن چائے پر مدعو کیا تھا۔ گو ہم بہت تھک گئے تھے۔ لیکن جلد جلد تیار ہو کر ان کے ہاں گئے۔ بھوک بھی خوب لگی تھی۔ اس لئے خوب سیر ہو کر کھایا پیا۔ صدر صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ نے ہماری بہت تواضع کی۔ یہ بڑے بامروت اور خلیق لوگ ہیں۔

ہمارا ارادہ تھا۔ کہ "کوکر ناگ" جائیں۔ کیونکہ

وہاں کے چشمے مشہور ہیں۔ مگر وہاں کوئی ڈاک بنگلہ نہیں ہے صرف محکمہ جنگلات کا بنگلہ ہے جس میں ٹھہرنے کے لئے مددگار جنگلات کی ضرورت ہوتی ہے۔ صدر صاحب کی مہربانی سے ہم نے ککرناگ کے رسٹ ہاؤس میں ٹھہرنے کی اجازت مددگار جنگلات سے حاصل کرلی۔ ان کا نام بے کشن نندا صاحب ہے۔ اور ان کا مستقر "اسلام آباد" ہے۔

ہم نے سنا تھا۔ کہ ککرناگ میں کھانے پینے کی چیزیں نہیں ملتیں۔ اس لئے ہم نے پانچ چھ دن کا سامان خورد و نوش ہمراہ لیا۔ اور جمعہ کے دن پانچ بجے سری نگر سے روانہ ہوئے۔ اور اسلام آباد سے گزرتے ہوئے شام کے سات بجے "اچھابل" پہنچے۔ اچھابل ایک پُرلطف جگہ ہے۔ جہاں پانی کے چشمے ہیں۔ یہ مقام سری نگر سے تقریباً پینتالیس میل کے فاصلے پر ہے۔ اس میں چنار اور مختلف قسم کے بڑے بڑے درخت ہیں۔ ہر طرف گھاس کا مخملی فرش بچھا ہوا نظر آتا ہے۔ شالامار اور نشاط باغ کی طرح کا یہاں بھی ایک چھوٹا سا چمن ہے جس میں فوارے لگائے گئے ہیں۔ باغبان کہتا تھا۔ کہ یہ باغ شاہ جہاں کا لگوایا ہوا ہے۔ معلوم نہیں۔ یہ روایت کہاں تک صحیح ہے۔ اس باغ کے اندر قدرتی چشمے ہیں جن کا پانی پینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

اتوار کے دن یہاں قصبے کے لوگ پکنک مناتے ہیں۔ باغ کے متصل ہی مچھلی کی ایک نسل گاہ ہے جس میں وسیع پیمانے پر ٹراؤٹ مچھلیوں کی نگہداشت کی جاتی ہے۔ یہ مچھلیاں معقول قیمت پر فروخت ہوتی ہیں۔ اسی باغ کے متصل ایک ڈاک بنگلہ ہے۔ جس کے صحن میں چنار کے بڑے بڑے درخت ہیں۔ ہم نے ایک رات وہیں بسر کی۔ بنگلہ آرام دہ اور صاف ستھرا ہے۔

لوگ اسلام آباد سے جو سوزن کاری اور لکڑی کے کام میں مشہور ہے۔ بہت سی چیزیں "اچھابل" لاتے ہیں۔ اور سستے داموں بیچتے ہیں۔ ہم نے بھی کچھ چیزیں ایک پھیری والے سے خریدیں۔ (باقی آئندہ)

رفیعہ عبدالحق

آخر کیا کریں؟

آج کل کی دنیا انقلاب کی دنیا ہے۔ ہر جگہ کا پرانا طرز بدل رہا ہے۔ اور نیا طرز اس کی جگہ لے رہا ہے۔ ہندوستان میں یہ فضا عام طور پر ہے۔ قریب قریب ہر شخص کی خواہش ہے۔ کہ وہ سوسائٹی کی نظروں میں اعلیٰ و ارفع نظر آئے۔ اور لوگ اسے دورِ جدید کا نمونہ سمجھیں۔ لیکن انقلاب کا زمانہ بحران کا ہوتا ہے۔ اور کوئی راہ اختیار کرنے سے پیشتر

سخت احتیاط اور غور و خوض کی ضرورت ہوتی
مثال کے طور پر پردہ ہی کو لیجئے۔ اس دور جدید
میں بھی بہت سے گھرانے ایسے نظر آتے ہیں
جس میں تعلیم دس پانچ عدد چادروں کے پردوں
کے مستورات گھر سے باہر نہیں نکل سکتیں جب
ان کا ارادہ کہیں جانے کا ہوتا ہے۔ تو گھر کے
دروازے سے لے کر سواری تک چادریں تانی
جاتی ہیں۔ پھر مستورات ان میں سے نکل کر
سواری میں بیٹھتی ہیں۔ بہت سے گھرانے ایسے
بھی ہیں۔ جن میں صرف برقع کا شرعی پردہ
ہے۔ برقع اوڑھ کر مستورات ہر کہیں باغ یا سینما
یا ملنے جلنے جا سکتی ہیں۔ جو اعلیٰ تعلیم یافتہ اور امیر
گھرانے ہیں۔ ان میں عموماً پردے کی قید نہیں
بیویاں شوہروں کے ساتھ ہر کہیں جاتی آتی سوسائٹی
میں شریک ہوتی اور قومی کاموں میں بھی حصہ لیتی
ہیں۔ اگر کوئی گھرانا ان تینوں قسموں سے کوئی ایک
راہ اختیار کرے۔ تو باقی ماندہ دونوں راہ والوں کے
برا اپنے۔

مارچ ۱۹۳۳ء میں میں ٹانسلز کا آپریشن
کرانے لاہور گئی تھی۔ اس وقت قبلہ و کعبہ مولوی
صاحب شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب
مرحوم مغفور بقید حیات تھے۔ اور اکثر میرے پاس نرسنگ
ہوم میں تشریف لاتے۔ اور از راہ مہربانی گفتگو میں
دلچسپ گفتگو کرتے رہتے۔ ایک مرتبہ میں
نے آپ سے اس مشکل کا ذکر کیا۔ جس پر آپ
نے فرمایا۔ کہ میری انتہائی خواہش ہے کہ مسلمانوں
کے بچے اس انقلاب کے عالم میں ڈگمگانے نہ
پائیں۔ اور وہ کوئی ایسی راہ اختیار نہ کریں۔ جو
ابھی اچھی معلوم ہو۔ لیکن جس کا نتیجہ خراب ہو۔
آپ نے کہا۔ کہ میری خواہش ہے۔ کہ مسلمان
عورتیں ایک ایسا کوڈ Code تیار کریں جس
میں سب کی مجموعی رائے سے ہر سوشل طریقے
کے لئے کوئی راہ مقرر کر لی جائے۔ جس طرح
تعزیرات ہند ہے۔ مثال کے طور پر اگر سب
عورتوں کی (اگر سب نہیں تو کم از کم تہذیب یافتہ بہنوں
کی) زیادتی رائے یہ ہو۔ کہ نہیں پردہ فضول ہے
تو ہم اپنے کوڈ میں یہ لکھ سکتے ہیں۔ کہ اس کوڈ پر
عمل کرنے والیوں کو پردہ کرنے کی ضرورت نہیں
اسی طرح اور سب معاملات پر مجموعی رائے لی جائے
اور زیادتی رائے سے سب عمل قائم کئے جائیں۔

افسوس ہزار افسوس کہ وہ عالی خیالات جو
عورتوں کی بہبود و فلاح کے تھے۔ قبلہ و کعبہ کے
ساتھ قبر میں گئے۔ لیکن جہاں تک میں دیکھتی
ہوں۔ اس بات کی سخت ضرورت ہے۔ کہ
اس قسم کا ایک کوڈ تیار کیا جائے۔ اس کی
وجہ سے ہماری آئندہ نسلوں اور بالخصوص لڑکیوں
کو بہت فائدہ پہنچے گا۔ اور وہ اس کی آڑ لے کر
ہر قسم کے طعن و تشنیع سے بچ سکیں گی۔ تعلیم نسواں
جتنا ضروری مسئلہ ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے
مگر اس کے متعلق جس قدر رائیں مختلف ہیں

وہ ظاہر ہیں۔ جو سب سے اپنی ایک الگ رائے رکھتا ہے۔ جتنے منہ اتنی ہی باتیں۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ تعلیم کے معنی ہیں۔ ایم اے اور بی اے۔ کوئی کہتا ہے۔ نہیں صاحب ایم اے۔ بی اے کی کیا ضرورت؟ لڑکیوں کے لئے آخر وہی چولہا اور چکی۔ وہی گھر اور بچے! بس اتنا پڑھ لیں۔ کہ بات چیت کر سکیں۔ سوسائٹی میں بیوقوف نہ بنیں۔ ایسے حضرات اب بھی موجود ہیں۔ جو لڑکیوں کی تعلیم صرف اتنی ضرور سمجھتے ہیں۔ جو نوحہ اور مرثیہ پڑھ سکیں۔ آگے ختم شد۔

لباس کو لیجئے۔ میں نے مسلمانوں ہی میں ایسی خواتین کو دیکھا۔ جو حد سے زیادہ لمبے چوڑے غرارے جو شاید مشکل سے سنبھل سکتے ہیں۔ پہنتی ہیں۔ اور لباس میں اس قدر گوٹا ٹھپہ لگاتی ہیں۔ کہ دیکھ کر وحشت ہونے لگتی ہے۔ ہاتھ بھر کا گھونگھٹ کرتی ہیں۔ اور ایسی بھی مسلمان خواتین کو دیکھا۔ جو بے آستین کا جمپر اور بالشت بھر اونچی ایڑی کا جوتا پہنتی ہیں۔ اب ان دونوں کے بیچ میں کونسی ایسی راہ ہے۔ جو اختیار کی جائے۔ اور مستحسن سمجھی جائے۔ سینما زندگی میں آج کل ایک اہم چیز ہے۔ ایسے بھی خاندان ہیں۔ جن میں لڑکے تو شاید چھپ کر دیکھ لیتے ہوں۔ مگر لڑکیوں کے لئے سینما دیکھنا گناہ کبیرہ سمجھا جاتا ہے۔ اور ایسے بھی لوگوں کی کافی تعداد ہے۔ جو روزانہ پردۂ سیمیں کی زیارت کرتے ہیں۔ اگر کوئی ایسی راہ نکالی جائے۔ جو فضول خرچی اور بیہودہ پن سے ہماری نئی نسل کو محفوظ رکھ سکے۔ مگر تفریح طبع سے ان کو محروم نہ رکھے۔ تو یہ طریقہ کس قدر مفید ثابت ہوگا۔

ان سب سے زیادہ ضروری اور اہم لڑکیوں کے نصاب تعلیم کا مسئلہ ہے۔ اس کے متعلق بھی جس قدر اختلاف رائے آپس میں ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ کتنے ہی لوگ متفقہ طور پر آج کل کے نصاب تعلیم کے خلاف ہیں۔ ان کی نظروں میں لڑکیوں کے لئے الجبرا کے مسئول اور اقلیدس کی شکلوں سے زیادہ گھر کی دیکھ بھال جاننا ضروری ہے۔ اگر ڈومسٹک سائنس کورس میں بھی ہے۔ تو وہ اس قدر معمولی اور ادھورے قسم کا۔ جس سے لڑکیوں کو اپنی عملی زندگی میں واقعی کوئی مدد نہیں مل سکتی۔ فرسٹ ایڈ اور چائلڈ ہائی جین کہیں کورس میں ہے کہیں ہے ہی نہیں۔ اس کے علاوہ لڑکیوں کے لئے موسیقی۔ پینٹنگ۔ فوٹوگرافی وغیرہ مفید اور لطیف ہنروں کے سیکھنے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ کسی جماعت کی نظروں میں لڑکیوں کے لئے ریاضی کا ہونا اتنا ہی ضروری اور ناقابل اعتراض ہے۔ جتنا لڑکوں کے لئے۔ یہی کیفیت اقتصادیات۔ فلسفہ اور سیاسیات وغیرہ کی ہے۔ مسلمان بچیوں میں عموماً تعلیم ہے ہی کم۔ اور پھر اس کورس کو مدنظر رکھتے

ہوئے اگرچہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ لڑکیاں موجودہ نصاب کی وجہ سے دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا ہو جاتی ہیں۔ تو لاجواب ہو جانا پڑتا ہے۔ مانا کہ سیاسیات اور اقتصادیات اور فلسفہ سے انسانی دماغ میں وسعت نظری پیدا ہوتی ہے۔ مگر ہندوستانی لڑکیوں میں سے اب بھی شاید دس فی ہزار اس علم کو اپنے کام میں لا سکتی ہوں گی۔ ورنہ اس کتابی تعلیم سے ان کو بہت کم فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ ہم لوگوں کو اس بات کی انتہائی کوشش کرنی چاہئے کہ ہم میں اس قسم کا جو کوڈ تیار کیا جائے۔ اس میں لڑکیوں کے موجودہ نصاب تعلیم پر بہت غور کے ساتھ کسی نتیجے پر پہنچا جائے۔ اور اس نتیجے کو نقش و نگار طاق نسیاں کرنے کے بجائے اس پر واقعی عمل کیا جائے ۔

میں محترمہ بیگم صاحبہ شاہنواز۔ محترمہ صغرا ہمایوں مرزا۔ محترمہ بیگم شاہ حسین صاحبہ۔ محترمہ نذر سجاد حیدر صاحبہ۔ محترمہ حجاب امتیاز علی صاحبہ وغیرہ اور خود بھائی امتیاز علی صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں۔ کہ وہ اس ناچیز تجویز پر غور فرمائیں۔ نیز مسلم لیڈیز کانفرنس میں بھی اس بات پر بحث کی جائے۔ تاکہ ہم جلد از جلد اپنی معاشرت کو سنبھال سکیں۔ یہ محترم ہستیاں کہ جو نسوانی بیڑے کی ناخدا ہیں۔ اور ہم اپنی فلاح و بہبود کے لئے انہی کا دامن پکڑتے ہیں۔ کسی قوم کی پولیٹیکل حالت سنبھالنا ممکن ہے۔ کہ اس کے لیڈروں کے ہاتھ میں ہو۔ مگر اس کی معاشرتی حالت سنبھالنا صرف اس کی عورتوں کے ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ چاہیں۔ تو ہمت اور استقلال سے کام لے کر اپنی قوم کو قعر ذلت سے نکال کر اوج کمال پر پہنچا سکتی ہیں ۔

آنسہ رضیہ رشاد بیگم۔ اجمیر

چھینک

اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ دیہاتی لوگ اور جہلا عام طور پر اوہام پرست ہوتے ہیں۔ اور ان میں بھی مستورات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ بات بات پر شگون لیا کرتی ہیں۔ مثلاً کسی نیک کام کا ارادہ کیا۔ اور کہیں سے چھینک کی آواز سنائی دی۔ تو تھوڑی دیر کے لئے اس کو ملتوی رکھا۔ یا کہیں جانے کا قصد کیا۔ اور چھینک کی آواز سنائی دی۔ یا بلی سامنے آگئی۔ بس تھوڑی دیر کے لئے اپنا جانا آنا ملتوی کر دیا۔ لیکن اب تعلیم کا کچھ کچھ چرچا ہو چلا ہے۔ لوگ ان خرافات کو ترک کرتے جا رہے ہیں ۔

حال کے ایک واقعہ سے ثابت ہوا۔ کہ اس زمانے میں بھی نئی روشنی کی اکثر تعلیم یافتہ بیبیاں اس جہالت میں پھنسی ہوتی

ہیں۔ میں چھینک کا ایک چشم دید واقعہ تہذیبی بہنوں کی دلچسپی کے لئے درج ذیل کرتی ہوں۔ امید کہ خالی از لطف نہ ہوگا۔

واقعہ یہ ہے کہ مجھے ایک شادی میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔ میرا بلاوا دلہن والوں کی طرف سے تھا۔ یہاں نکاح عموماً دن کو دس بجے ہوا کرتا ہے۔ اور نکاح کے بعد سے دسترخوان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور دو تین بجے تک مہمان آ آ کر کھانا کھاتے رہتے ہیں۔ خیر کھانا کھلانے وغیرہ کا تو جو انتظام تھا۔ تھا ہی۔ اس کی صراحت کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس مضمون کا تعلق تو صرف چھینک سے ہے۔

شادی کا انتظام ایک چھوٹے سے مکان میں تھا۔ کمرے دالان وغیرہ زیادہ کشادہ نہ تھے۔ دونوں طرف کے مہمانوں سے مکان کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ غرض ایک طوفان بدتمیزی برپا تھا۔ اور دلہن جس کمرے میں تھیں۔ کچھ نہ پوچھئے بالکل چھوٹا اور گھٹا ہوا سا تھا۔ قدیمی روایات کے مطابق تمام کنبہ کے بچے بھی اسی کمرے میں جمع تھے۔ اور یہاں ایک بہت بڑی فولادی پلنگ مسہری بچھی ہوئی تھی۔ جس پر دلہن مع اپنی کئی ایک رشتہ دار بیویوں کے متمکن تھیں۔

دن کے دس گیارہ بجے کے درمیان نکاح پڑھا گیا۔ نکاح ہوتے ہی دستور کے موافق ساس نندیں وغیرہ نتھ پہنانے کے لئے آئیں اور بھی دو ایک عورتیں آ کر مسہری پر چڑھ بیٹھیں اور نتھ پہنانے لگیں۔ ساس نے نتھ پہنانے کا ارادہ کیا ہی تھا۔ کہ کسی بچے کو چھینک آ گئی اور ان کے دل میں طرح طرح کے وسواس ہونے لگے۔ ایک دوسری بیوی صاحبہ نے کہہ کر ان کا وسواس دور کیا۔ کہ بچے کی چھینک کا کوئی ہرج نہیں۔ جوں توں کر کے نتھ پہنا دی گئی۔ اور چھوارے بادام مصری وغیرہ نچھاور کئے گئے۔ جن کے حاصل کرنے کے لئے بچے اور عورتیں ایک پر ایک گرے پڑ رہے تھے۔ شور و غل کی آواز سن کر باہر سے دو ایک مرد بغیر پردہ کروائے اندر گھس آئے۔ کہ معلوم نہیں کیا آفت آ گئی۔ جو عورتیں اس قدر بدحواس ہو رہی ہیں۔ اسی گڑبڑ میں دلہن کی مسہری دھڑام سے بیٹھ گئی۔ دلہن بیچاری منہ کے بل گریں۔ اور ان کے ساتھ ہی ان کی خالہ بھی جو اسی مسہری پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ سجدے میں شریک ہو گئیں۔ دلہن کو زیادہ چوٹ تو نہ آئی۔ پھر بھی ٹانگ مڑ گئی۔ نتھ بالکل ٹیڑھی ہو گئی۔ نتھ کے موتی وغیرہ ٹوٹ گئے۔ یقیناً آپ سمجھ گئی ہوں گی۔ یہ تھی اس چھینک کی کرامات جو نتھ پہناتے وقت بیچارے کسی بچے کو آ گئی تھی۔ اب تو ان کی ساس نے سب کو خوب قائل کیا۔ کہ دیکھا۔ جب ہی

میرے دل میں وہم آیا تھا۔ میں سمجھ گئی تھی۔ کہ کوئی نہ کوئی مصیبت آنے والی تھی۔ جو عین وقت پر لڑکی کو چھینک آئی۔ وہ تو خیر گذری۔ کہ دلہن کو زیادہ چوٹ نہیں آئی۔ اگر اس وقت کہیں بے طرح چوٹ آ جاتی تو کیا کرتے؟

حالانکہ مسہری گرنے کی وجہ اصل یہ تھی۔ کہ اتفاق سے مسہری کی ایک نئی مسہری جھول کر گر پڑی تھی۔ ایک پٹی سے ایک پایہ نکل گیا تھا۔ مجھے ان کے اس وہم و اعتقاد سے سخت حیرت ہوئی۔ کیونکہ دیکھنے سے تو سب کی سب بیبیاں نئی روشنی کی تعلیم یافتہ اور جدید فیشن کی دلدادہ معلوم ہوتی تھیں۔

مسز ریاض الحق۔ حیدرآباد دکن

خواتین شملہ کا تعزیتی جلسہ

خواتین شملہ کا ایک تعزیتی جلسہ ۱۰ جولائی ۱۱ بجے صبح صندل ہال اسلامیہ ہائی اسکول میں زیر صدارت محترمہ لیڈی ذوالفقار علی خاں منعقد ہوا۔ محترمہ صدر صاحبہ۔ بیگم اللطیفی صاحبہ بیگم محمد رفیع صاحبہ نے یکے بعد دیگرے مرحوم و مغفور میاں سر فضل حسین صاحب کے اخلاق و عادات ان کی قومی و ملکی خدمات۔ گورنمنٹ اور پبلک میں ان کا رسوخ اور دیگر خصوصیات بیان کیں۔ اور ایسے نازک وقت پر اس عظیم قومی اور ملکی نقصان پر اظہار رنج و افسوس کیا۔

بعد میں محترمہ بیگم ظفر حسین صاحبہ نے مرحوم کی زندگی کے اہم حالات و واقعات اور ان کی کارگذاریاں سلسلہ وار بیان کرتے ہوئے آخر میں ذیل کا رزولیوشن خواتین شملہ کی طرف سے تجویز کیا۔ جسے جملہ حاضرات نے کھڑے ہو کر پاس کیا۔ اور مرحوم کے لئے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

رزولیوشن

خواتین شملہ کا یہ عام جلسہ قائد قوم میاں سر فضل حسین صاحب کی بے وقت وفات حسرت آیات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے میاں صاحب مرحوم کی وفات کو ہندوستان کے لئے بالعموم اور پنجاب کے لئے بالخصوص ایک ناقابل تلافی قومی و ملکی نقصان تصور کرتا ہے۔

خواتین شملہ محترمہ لیڈی فضل حسین صاحبہ سے اس جانکاہ صدمے میں دلی ہمدردی رکھتے ہوئے دعا کرتی ہیں۔ کہ خدا مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل بخشے۔ اور دل شکستہ غریب اور درماندہ قوم میں سے اپنے فضل و کرم سے کسی کو میاں صاحب کا نعم البدل ہونے کی توفیق دے۔

متفقہ طور پر طے پایا۔ کہ اس رزولیوشن کی نقول محترمہ لیڈی فضل حسین صاحبہ اور مختلف اخباروں کو بھیجی جائیں۔

نامہ نگار

آہ - انصاری

جدائی میں تیری تڑپتے ہیں پیہم۔
شب و روز کرتے ہیں ہم آہ و زاری۔
اگر ڈھونڈیں لے کر چراغ تمنا۔
نظر آئے گی اب نہ صورت تمہاری
تری موت عالم کی ہے موت گویا۔
ترے غم میں ہے نیم جاں قوم ساری
تری موت نے دل کو مردہ کیا ہے۔
تری زندگی زندگی تھی ہماری۔
یہ جرأت حکومت سے ٹکرا گیا تو۔
کبھی تو نے میداں میں ہمت نہ ہاری
محمد علی اور محمود و اجمل۔
اُٹھے کیسے دنیا سے یہ باری باری
ہمیں آکے اب کون تسکین دیگا۔
بندھائے گا اب کون ڈھارس ہماری
نہاں گرچہ نظروں سے تم ہو گئے ہو۔
رہے گی مگر زندہ خدمت تمہاری
جدا ان سے کب اس طرح تم ہوئے تھے
پریشان ہوں کیوں نہ بیگم تمہاری
الٰہی انہیں بھی دے صبر و تحمل۔
ترے غم میں کرتے ہیں جو آہ و زاری۔
کرے تجھ کو جنت میں رحمت سے داخل
خدا سے دعا ہے یہ ہر دم ہماری۔
گئے دہرہ دون کا سفر کر کے یاں سے
تو انصاری مرکزی آئے وہاں سے۔

ریاض فاطمہ۔ بگلادھی

محفل تہذیب

انتہائی رنج و افسوس کے ساتھ اطلاع دیتی ہوں۔ کہ قبلہ ابا جان شیخ حفیظ اللہ صاحب افسری سابق سپرنٹنڈنٹ پولیس خیرپور میرز سندھ بتاریخ ۱۱ جولائی چھ بجے شام ہمیں ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے گئے۔ اس صدمہ عظیم سے دل فگار ہے۔ آہ ہم ان کے سایۂ رحمت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے۔ کل چار روز مرض کاربنکل میں مبتلا رہے۔ خدا انہیں غریق رحمت کرے۔ اور ہمیں صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ پانچ روپے کی رقم ارسال کرتی ہوں۔ اس کو کسی کار خیر میں خرچ کریں۔ تاکہ والد مرحوم کی روح کو ثواب پہنچے۔ نیز میں یہ چاہتی ہوں۔ کہ سب بہنیں اور بھائی قرآن شریف پڑھ کر بخشیں۔ مگر مجھے اطلاع ضرور ملنی چاہئے۔ تاکہ میرے دل کو اطمینان حاصل ہو۔

غمزدہ دلفگار آر۔ کے
خیرپور میرز

میں نہایت پریشانی سے تہذیبی بھائی

بہنوں کی خدمت میں التماس کرتی ہوں - کہ میرے بھائی ڈاکٹر محمد فضل الرحمن انچارج گونڈا ہری قریب آٹھ ماہ سے علیل چلے آرہے ہیں - ان کے بائیں گال میں پھوڑا ہو گیا ہے اس موذی مرض کا نام انگریزی میں کینسر ہے - ہم سب بہن بھائی اور ہمارے ضعیف ماں باپ سخت پریشانی میں مبتلا ہیں - خداوند کریم ہماری پریشانی کو دور کرے - اگر ہو سکے تو تہذیبی بہن بھائی ازراہ کرم جناب باری میں دعا کریں - کہ بھائی صاحب کو شافی مطلق صحت دے - اور عمر دراز کرے - آمین - بھائی صاحب کے معصوم بچے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ابھی خورد سال ہیں - کوئی بھائی بہن کسی تجربہ کار ڈاکٹر کی رائے بھی لکھیں مہربانی ہو گی ۔

آنسہ ممتاز النساء بیگم رائے پور
(سی پی)

میری عزیزہ عرصے سے مرض موٹاپے وغیرہ میں سخت تکلیف اٹھا رہی تھی شکر الحمد للہ کہ محترمہ مسز سید ریاض الحسن صاحب مجددی کھرڑ ضلع انبالہ کے علاج سے خدا نے صحت عطا فرما دی - میں ان محترمہ کی تہ دل سے مشکور ہوں - خدا انہیں جزائے خیر دے - یہ ان ایک روپے کی رقم ار سال خدمت ہے - کسی کا کا خیر میں صرف فرما دیجئے گا ۔

تمیلہ بیگم کھرڑ ضلع انبالہ

---

۲۱ مارچ ۱۹۳۶ء کے تہذیب میں کسی بہن نے دہلی کے سنہری و نقرئی چھاپے کی ترکیب بتلائی ہے - اور پوڈر کا نام مرگا نگ بتلایا ہے - لیکن ریاست حیدر آباد میں کوئی شخص مرگانگ نام سے ہی واقف نہیں - اگر محترمہ بہن صاحبہ اپنا پتہ بذریعہ تہذیب یا میرے پتے پر بتلائیں - تو میں بہت ہی ممنون ہوں گی - پتہ یہ ہے :-

ریاست حیدر آباد - دکن - مرزا پلی اسٹیشن جاگیر نواب کمال یار جنگ بہادر - مس سعید النساء معرفت سید اصغر حسین صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ

میں نہایت خوشی اور مسرت سے اطلاع دیتی ہوں - کہ میری پیاری سہیلی اختر النساء عبد الرحیم مڈل کے امتحان میں ۴۸۲ نمبر لے کر تمام صوبہ سرحد میں اول رہیں - خدا اسی طرح ہر ایک امتحان میں کامیاب کرے - آمین !

۲- مس عصمت عبد الرحیم نے اپنے پہنچنے کی کوئی خیریت نہیں بھیجی - مہربانی سے جلد از جلد اپنا محبت نامہ بھیج کر ممنون فرمائیں - اور بہن وصف بیگم اور سردار بیگم کو میری طرف سے سلام کہدیں - مس نسیم اختر - ایبٹ آباد

مجھے کٹ پیس کی گانٹھیں فروخت کرنے والی کمپنیوں کے پتے کی ضرورت ہے۔ سنا ہے۔ کہ دہلی میں کٹ پیس کا کھلا کپڑا ارزاں فروخت ہوتا ہے۔ براہ مہربانی کوئی تہذیبی بہن دکان کا پتہ لکھیں۔ ممنون ہوں گی پتے مجھے جلد چاہئیں۔

ایک تہذیبی بہن

محترمہ بہن نسیمہ الماس صاحبہ کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ آپ کا خط دستیاب ہوا۔ بہت بہت شکریہ۔ میں نے آپ کے پتے پر جواب بھیجا تھا۔ مگر بہت افسوس ہے۔ کہ وہ خط مجھے واپس آگیا۔ براہ کرم اپنے صحیح و مکمل پتے سے مطلع کریں۔ ممنون ہوں گی۔

آنسہ مریم ابراہیم ہارون جعفر (بمبئی)

تہذیب کے کسی گزشتہ پرچے میں کسی بہن نے لڑکیوں کے لئے اصلاحی ڈراموں کے متعلق دریافت کیا تھا۔ بہن صاحبہ کو معلوم ہو۔ کہ صدر انجمن اصلاح الخواتین میرٹھ نے "اندھی تقلید" نامی ایک اصلاحی ڈراما لڑکیوں کے لئے لکھ کر چھپوایا ہے۔ جس کو انجمن کی سالانہ کانفرنس میں خادمات قوم نے بطور ناٹک اسٹیج پر دکھایا تھا۔ یہ ڈراما اچھا ہے قیمت صرف ۵ روپے محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ اگر کوئی زیادہ تعداد میں خریدے۔ تو بہ رعایتی نسخہ کے حساب سے مل سکتا ہے۔ جو بہن چاہیں پتہ ذیل سے منگا سکتی ہیں۔

بیگم احمد علی خاں سکرٹری انجمن اصلاح الخواتین
قیصر گنج۔ میرٹھ

راقمہ ریاض فاطمہ کوئی باغ بگلا وٹی
ضلع بلند شہر

مجھے تجارتی کاروبار کے لئے جاپان کے کسی ایسے ایجنٹ کے پتے کی ضرورت ہے۔ جو دیانت دار ہو۔ اور جاپان کا مال میرے پاس بسہولت تمام بنک کی معرفت بھیج سکتا ہو۔ کیا مسٹر پولاس صاحب اپنے قیمتی اوقات کو ایک ایسے ہندوستانی مسلمان کے لئے جو فیجی میں کاروبار کرتا ہے۔ خرچ کر کے کسی ایسے ایجنٹ کا پتہ حسب ذیل پتے پر بھیجیں گے؟

Ghulam Nabi
Tailor & Draper
Nausori
Fiji Islands

غلام نبی

محترمہ رضیہ دلشاد بیگم اپنے مفصل پتہ سے بذریعہ تہذیب مطلع فرمائیں۔ ایم کے بنت نذیر عالم صاحب چشتی وکیل مراد آباد

ولائتی معلومات

خاص تہذیب کے لئے

شہزادی سہائی کا بیان

ذیل میں شہنشاہ حبشہ کی سترہ سالہ بیٹی شہزادی سہائی کے اس بیان کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔ جو اس خاتون نے اپنے لندن کے قیام کے دوران میں نمائندگان اخبار کو دیا:۔

"جنگ نے آن کی آن میں ہماری تمام مسرتیں خاک میں ملا دیں۔ میں اپنی ان تمام مغربی بہنوں کو جنھوں نے ہر جگہ نہایت تپاک سے میرا خیر مقدم کیا ہے۔ بتا دینا چاہتی ہوں۔ کہ اس زمانے میں جنگ کیا معنی رکھتی ہے۔ میں انہیں صاف صاف بتا دینا چاہتی ہوں۔ اور امید رکھتی ہوں۔ کہ وہ میرا بیان غور سے پڑھیں گی۔

"میں خانماں برباد ہوں۔ میری ماں غم سے نڈھال ہے۔ جنگ کے دوران میں میرے ملک کی عورتیں اور بچے ہر روز میرے پاس آ آکر مجھ سے التجائیں کرتے تھے۔ کہ کوئی ایسی تدبیر کیجئے۔ جس سے جنگ کی بلا ہمارے سروں سے ٹل جائے۔

جنگ سے سپاہی واپس گھروں کو آتے تھے۔ ان کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ چلتے وقت ان کے قدم ڈگمگاتے تھے۔ اور ان کے چہروں سے ہیبت برستی تھی۔ بے شمار سپاہیوں کی صورتیں اس درجہ مسخ ہو گئی تھیں۔ کہ پہچانے نہ جاتے تھے۔ بہت سے اندھے ہو گئے تھے۔

اور قریب قریب سب سپاہیوں کے پھیپھڑے ہولناک زہریلی گیسوں سے جن سے یہ لوگ بالکل ناواقف تھے۔ ناکارہ ہو گئے تھے۔

"یہ سپاہی علاج کی امید میں ہزار خرابی سیکڑوں میل کی مسافت طے کرکے اپنے شہر پہنچتے تھے۔ لیکن یہاں ان کے دکھ کی دوا کسی کے پاس نہ تھی۔ میری والدہ ان بدنصیب سپاہیوں کی حالت دیکھ دیکھ کر ہر روز ان کی ناشاد بیویوں کے نام ہمدردی کے پیغام بھجوایا کرتیں۔

"ہر چند ہم ان سپاہیوں کو بچانے کے لئے مقدور بھر کوششیں کر رہے تھے۔ لیکن ہم جانتے تھے۔ کہ عنقریب ہمیں خود راہ فرار اختیار کرنی ہو گی۔

"میں اپنے والد کی فوجوں کے بہادر سپاہیوں کی صورتیں کبھی نہ بھولوں گی۔ جن کے چہرے اور جسم زہریلی گیسوں سے اس درجہ گھناؤنے

ہو گئے تھے۔ کہ ان کی طرف نظر بھر کر دیکھنا ممکن نہ تھا۔ علاوہ ازیں ان ہولناک گیسوں نے انہیں اندھا کر کے ان کے لئے دنیا تاریک کر دی تھی ؛

"میں انگلستان کی عورتوں کو یہ حالات ایک بار نہیں بلکہ جب بھی مجھے موقع ملے گا۔ سناتی رہوں گی۔ تاکہ جنگ کا پورا نقشہ ان کے ذہن نشین ہو جائے۔ چونکہ میں جنگ کی ستم رسیدہ ہوں۔ اس لئے میرا بیان چشم دید حالات پر مبنی ہے"؛

ایک نمائندہ اخبار لکھتا ہے۔ کہ شہزادی سہائی خوب صورت اشیاء کو بہت پسند کرتی ہے۔ اسے لندن کی دکانوں میں خرید و فروخت کے لئے جانا بہت مرغوب ہے۔ شہزادی کی دلی تمنا ہے۔ کہ کاش وہ بھیس بدل کر لندن کے بازاروں میں پھر سکتی۔ اور اس امر کے متعلق سن گن لے سکتی۔ کہ اہل انگلستان اس کے باپ کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں ؛

قیام لندن کے دوران میں شہزادی سہائی کو پھولوں کے بے شمار گلدستے اور ٹوکرے پیش کئے گئے۔ علاوہ ازیں ملک کے تمام حصوں سے خواتین کے بے شمار خطوط موصول ہوئے جن میں شہزادی سہائی اور اس کے والدین سے اظہار ہمدردی کیا گیا تھا ؛

شہزادی سہائی سے مستقبل کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو اس نے اپنا خیال ظاہر کرنے سے انکار کر دیا۔ اور مسکرا کر صرف یہ جواب دیا۔ کہ ابا جان اس کی فکر کر رہے ہیں شہزادی کو اس امر کا پورا یقین ہے۔ کہ آخرکار تمام معاملات اس کے حسب دلخواہ طے ہو جائیں گے ؛

روس میں ترقی نسواں

انقلاب روس کے بانی نکولائی لینن نے ۱۹۱۷ء میں روس کے سترہ کروڑ باشندوں کو مخاطب کر کے کہا تھا۔ کہ "ہر خانہ دار عورت کو اپنے میں ایسی قابلیت پیدا کرنی چاہئے۔ کہ وہ ضرورت کے وقت ملک پر حکمرانی کر سکے"؛

حال میں ماسکو میں روسی خواتین کا ایک زبردست اجتماع ہوا۔ جس میں تین ہزار نمائندہ خواتین نے شرکت کی۔ اور اس مسئلہ پر غور و خوض کیا گیا۔ کہ ۱۹۱۷ء سے لے کر اب تک اس انیس سال کی مدت میں کس قدر خواتین نے لینن کے کہے پر عمل کیا۔ اور اپنے میں وہ لیاقت پیدا کی۔ جو ان کا قائد اعظم ان سے خواہاں تھا ؛

روسی خواتین کی ترقی کے تین دور قائم کئے گئے ہیں۔ پہلا دور وہ تھا۔ جب اہل روس اپنی پنج سالہ اسکیم (۱۹۲۸ء تا ۱۹۳۳ء) کو کامیاب بنانے کے لئے رات دن سرگرم

میں تھے۔ اس پانچ سال کے دوران میں روس کی خانہ دار عورتیں دن رات کارخانوں میں کام کرتی تھیں۔ اور ان کے بچے سرکاری تربیت گاہوں میں پروان چڑھتے تھے۔

دوسرا دور اس وقت سے شروع ہوا۔ جب یہ اسکیم بحسن و خوبی تکمیل کو پہنچ گئی۔ اور اہل روس کی مشکلات میں بڑی حد تک کمی واقع ہو گئی۔ اب انہیں روٹی اور اشیائے خام کے لئے زیادہ جد و جہد کرنے کی ضرورت نہ رہی۔ اور انہوں نے اپنی توجہ کو زن و شوہر کے تعلقات کی استواری کی طرف مبذول کر دیا۔ چنانچہ طلاق اور دوسرے اہم مسائل کے متعلق نئے قوانین بنائے گئے۔ اور میاں بیوی دونوں کو بچوں کی پرورش اور گھر کی صفائی کا یکساں طور پر ذمہ دار قرار دیا گیا۔

اب ترقی نسواں کا تیسرا دور شروع ہوتا ہے۔ جس میں اس امر پر زور دیا جا رہا ہے کہ روسی خواتین انتظام خانہ داری اور بچوں کی پرورش کے ساتھ ہی ساتھ سلطنت کے مختلف شعبوں میں بھی حصہ لیں۔

روس میں اس وقت کارکن خواتین کی تعداد اکتیس لاکھ سے زائد ہے۔ اور کل کارکنوں میں ان کا تناسب ۴۲ فیصدی ہے۔ علاوہ ازیں اعلیٰ صنعتی درسگاہوں کے طالب علموں میں ان کا تناسب ۳۶ اور طب کے طلباء میں ۵۰ فی صدی ہے۔

زار کے زمانے میں روس میں اسی فی صدی اشخاص ناخواندہ تھے۔ لیکن اب سو میں سے صرف آٹھ دس لوگ ان پڑھ رہ گئے ہیں۔

روس کی اکتیس لاکھ سے زائد خواتین میں سے جو ملازمت کے رشتہ میں منسلک ہیں۔ دس لاکھ مختلف سرکاری دفاتر میں ملازم یا عہدہ دار ہیں۔ دس لاکھ صنعتی زراعتی محکموں کا انتظام کر رہی ہیں۔ اور باقی گیارہ لاکھ ۲۰ ہزار خواتین عدالتی محکموں میں ادنیٰ و اعلیٰ ہر قسم کے کام سرانجام دے رہی ہیں۔

ذیل میں روس کی چند سربرآوردہ خواتین کا حال لکھا جاتا ہے:۔

گیلینا میڈونیک۔ آپ اس محکمہ کی افسر اعلیٰ ہیں۔ جس کا کام ماسکو کے کارکنوں کی رہائش کے لئے مکانات تعمیر کرنا ہے۔ آپ روس کی "سرخ فوج" میں سپاہی کی حیثیت سے خدمات انجام دے چکی ہیں۔

کاٹیا کوفانووا۔ یہ موٹر چلانے میں بیحد مہارت رکھتی ہیں۔

آئرینی روزمیروا۔ روس کی سب سے پہلی سیاح خاتون۔ انہوں نے کئی سال سائبیریا کے تخ بستہ علاقوں میں صرف کئے ہیں۔

کیپٹن ایا شیلینا۔ آپ بحری جہاز کی واحد کپتان خاتون ہیں ۔

زنیدا ٹرانسکایا۔ آپ ایک بہت طاقتور ریل کے انجن کو چلاتی ہیں ۔

ایکو لینا۔ دی کیمنیوا۔ آپ کنسٹرانیات اور سنٹرل ایگزیکٹیو کمیٹی کی تنہا ممبر خاتون ہیں ۔

ایگزینڈرا کولنٹے۔ سوویٹ روس کی طرف سے سویڈن میں سفیر ہیں ۔

موٹے آدمیوں کی انجمن

بوسٹن (ریاست ہائے متحدہ امریکہ) میں ایک پُر لطف مجلس ہے جس کے ممبر صرف موٹے آدمی بنائے جاتے ہیں۔ اس وقت اس مجلس کے ممبروں کی تعداد بیس ہے۔ اور ان سب کا مجموعی وزن اڑھائی ٹن ہے۔ ایک ٹن ساڑھے اٹھائیس من کا ہوتا ہے ۔

اس مجلس کے صدر کا وزن دو سو ساٹھ پونڈ ہے۔ ان کا نام مسٹر ہیری بیگین ہے۔ اور موٹاپے کے لحاظ سے یہ تمام اراکین مجلس سے بازی لے گئے ہیں۔ غالباً اپنی اسی صفت کے باعث پچھلے سال بھی آپ ہی اس مجلس کے صدر منتخب ہوئے تھے ۔

دل چسپ باتیں

حال میں لتھونیا کی سب سے بوڑھی عورت پولینا شیوراکین کا انتقال ہو گیا۔ اس کی عمر ایک سو اٹھارہ برس کی تھی ۔ گزشتہ ماہ لتھونیا کے سب سے بوڑھے مرد جیوزاس آگشیالے ایک سو بیس برس کی عمر میں انتقال کیا تھا ۔

اٹلی میں ارنیو لوزیٹی نامی ایک چٹھی رساں ہے۔ جس کی عمر اٹھاسی برس کی ہے۔ اس نے اب تک ڈاک تقسیم کرنے کے دوران میں ایک لاکھ نوے ہزار میل کی مسافت پیدل طے کی ہے۔ وہ ساٹھ برس سے ڈاک کے محکمے میں ملازم ہے ۔

ولائت کے ایک موجد نے ایک ایسی مشین گن ایجاد کی ہے۔ جس سے گولیوں کے بجائے رلانے والی گیس نکلتی ہے۔ یہ مشین گن مشتعل ہجوم کو منتشر کرنے کے لئے استعمال کی جائے گی۔ اس سے پہلے یہ کام رلانے والی گیس کے بموں سے لیا جاتا تھا ۔

خبریں اور نوٹ

ترکی حکومت نے ایک اعلان شائع کیا ہے کہ انسانوں کو بار برداری کا جانور نہ بنایا جائے اور مزدوروں سے بہت زیادہ بوجھ نہ اٹھوایا جائے۔ اس سے پہلے یہ لوگ چھ چھ من بوجھ اٹھا لیتے تھے۔ ترک اور کرد مزدور دنیا بھر کے مزدوروں سے زیادہ توانا ہیں۔ اب ان مزدوروں کے لئے مختلف پیشے مہیا کئے جائیں گے۔

استنبول ۱۰ جولائی۔ صدر جمہوریہ ترکی کمال پاشا نے چینی قونصل متعینہ انگورہ کو شرف باریابی بخشا۔ قونصل موصوف نے صدر جمہوریہ چین کی طرف سے تحفہ پیش کیا۔ اس میں مصطفےٰ کمال پاشا کی ایک تصویر بھی تھی۔ جو چینی ریشمی کپڑے پر بنی ہوئی تھی۔

قاہرہ ۱۷ جولائی۔ حکومت مصر نے ملک کے دیہات میں قرآن کریم کی تعلیم اور اس کے حفظ کرانے کا انتظام کیا ہے۔

قاہرہ (بذریعہ ہوائی ڈاک) علی ماہر پاشا سابق وزیر اعظم مصر نہر سویز کی کمیٹی کے ڈائرکٹر بنا دیئے گئے ہیں۔ جو ڈائرکٹروں کے بورڈ میں حکومت مصر کی نمائندگی کریں گے۔

استنبول (بذریعہ ڈاک) یہاں ترکی کے محکمۂ جنگ کی مصنوعی جنگ کی نمائش میں لوگوں نے بہت دلچسپی لی۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا بہ نفس نفیس اس میں شریک ہوئے آپ آدھی رات کے وقت سپاہیوں کے ساتھ مارچ کرتے ہوئے حالات کا معائنہ کرتے رہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ اس جنگ میں ایک ہواباز عورت نے بھی اپنے کمالات دکھلائے۔

استنبول میں انقلاب ترکی کی یادگار قائم کی جائے گی۔ جس پر تین لاکھ ترکی پونڈ خرچ ہوں گے۔

قاہرہ (بذریعہ ہوائی جہاز) وزارت وقف نے دیہاتی علاقوں میں مساجد کی تعمیر کے لئے چار لاکھ پونڈ منظور کئے ہیں۔

کابل (بذریعہ ہوائی ڈاک) افغانستان کے قومی بنک کے اراکین نے ۲۷ ہزار افغانی روپیہ حکومت کو پیش کیا ہے۔ تاکہ اس رقم سے ایک ہوائی جہاز خرید کر فوج کو دیدیا جائے۔ حکومت نے اس پیشکش کو منظور کر لیا ہے۔

کابل سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مشرقی ممالک کی سیاحت کے لئے جو پارٹی جرمنی سے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوئی تھی۔ وہ ۴ جولائی کو کابل پہنچی۔ سردار شبیر احمد خاں افغان سفیر بھی اس جہاز میں کابل تشریف لائے

ہیں۔ وزیر خارجہ افغانستان اور دیگر حکام نے ہوائی مستقر میں ان کا استقبال کیا۔

لندن (۰)۔ ۲۰ جولائی۔ ملک معظم کا جلوس گزر رہا تھا کہ ہائیڈ پارک میں ایک شخص ہجوم کی صفوں کو چیرتا ہوا آپ کی طرف لپکا۔ لیکن ملک معظم تک پہنچنے سے پہلے اسے گرفتار کر لیا گیا۔ اس نے ملک معظم پر ایک پستول پھینکا جو شاہی گھوڑے کے لگا۔ بادشاہ نے مڑ کر دیکھا۔ لیکن کسی تشویش کا اظہار نہیں کیا۔ اس شخص پر سیاسی جرم کے الزام میں مقدمہ چلایا جائے گا۔

لندن ۲۰ جولائی۔ جبل الطارق کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ اسپین میں سخت بغاوت پھیل گئی۔ اور باغیوں نے [illegible] فتح کر لیا۔

لندن ۔ ۱۹ جولائی ۔ [illegible] سے آنے والی خبروں کی ابھی تک سخت نگرانی کی جاتی ہے۔

لندن ۔ سنگاپور کی بندرگاہ پر فوجی جنگی جہازوں اور ہوائی بحری طیاروں کے [illegible] اور ساحل پر فوج کے لئے بارکیں تعمیر کرانے کے واسطے ۲۰ لاکھ پونڈ کا تخمینہ منظور ہوا ہے۔

لندن ۔ ۱۲ جولائی۔ لندن میں ملک معظم نے نیپالی وزیر کو شرف باریابی بخشا جس نے حکومت نیپال کی طرف سے ملک معظم کو "اوجاسوی راجنیا" کا خطاب پیش کیا۔ یہ خطاب بادشاہوں کے لئے مخصوص ہے۔

لندن (بذریعہ ڈاک) اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ لارڈ لنلتھگو وائسرائے ہند کی جاگیر میں سیسے کی کان برآمد ہوئی ہے۔ پانچ انجنیروں نے ۱۳ فٹ گہری کان کھودی ہے۔ اور اس میں سے ۰ ٹن سیسہ برآمد کیا ہے۔ جس کی قیمت ۰ اپونڈ فی ٹن ہے۔

لندن کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ہندوستانی کرکٹ ٹیم کے کپتان راجکمار آف وزیانگرم کو قصر بکنگھم میں مدعو کر کے ملک معظم نے آپ کو سر کا خطاب عطا فرمایا۔

برلن سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے۔ کہ حکومت جرمنی کو اہل ملک سے جنگی سامان اور دیگر حربی تیاریوں کے لئے ستر کروڑ مارکس سے زائد قرضہ مل چکا ہے۔ اس سے پہلے جرمن وزیر جنگ نے تقریر کی تھی جس میں کارخانہ داروں اور دیگر سرمایہ داروں کو [illegible] کیا تھا کہ جنگی قرضہ میں دل کھول کر حصہ لیں۔ ورنہ حکومت ان پر ٹیکس لگانے پر مجبور ہوگی۔

بخارسٹ۔ رومانیہ اور زیکوسلاویکیا کے مابین معاہدہ ہوا ہے۔ کہ وہ دونوں

ممالک کی ریلوں میں توسیع کرکے ان کو باہم ملا دیں۔ تاکہ ایام جنگ میں فوجوں کی نقل و حرکت اور سامان جنگ کے بھیجنے میں کسی قسم کی دقت نہ رہے۔ ریلوں کی سڑکوں کا بنانا فوراً شروع کر دیا جائے گا ۔

میڈرڈ اسپین میں جو سیاسی انقلاب برپا ہو رہا ہے۔ اس کے پیش نظر پارلیمنٹری اجلاس ملتوی کر دیا گیا ہے۔ دارالسلطنت میں فائرنگ کے حادثات بدستور جاری ہیں۔ تین وزیراعظم اپنے عہدوں پر صرف پندرہ گھنٹے تک رہ سکے ہیں ۔

نیویارک ۱۰ جولائی۔ مسٹر دھن گوپال کرجی جنہوں نے مس میو کی کتاب "مدر انڈیا" کے جواب میں ایک کتاب "سن آف مدر انڈیا سپیکس" لکھی تھی۔ آج اپنے کمرے میں مردہ پائے گئے۔ ان کے گلے میں پھندا اڑا تھا ۔

نیویارک ۱۰ جولائی۔ گزشتہ ۲۰ یوم میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں اس شدت سے گرمی پڑی ہے۔ کہ دو ہزار سے زائد جانیں گرمی کی نذر ہو گئیں۔ فصلوں کو ایک ارب ڈالر کا نقصان پہنچا ہے ۔

چین کی حکومت نے ایک جدید قانون انسداد منشیات کا پاس کیا ہے۔ جس کی رو سے اس شخص کو پھانسی کی سزا دی جائے گی۔ جو تیسری مرتبہ افیون نوشی کا مرتکب ثابت ہوگا۔ اور افیون کی تجارت کرنے والے مجرموں کو حبس دوام یا جرمانے کی سزا دی جائے گی ۔

لاہور ۲۰ جولائی۔ شہر میں ہیضہ کی وبا روز بروز ترقی پر ہے۔ محکمہ حفظان صحت کی متواتر اور سرگرم کوششوں کے باوجود ابھی تک کوئی فاقہ نہیں ہوا۔ ہر روز ۲۰-۲۵ کیس ہو جاتے ہیں۔ صفائی کا عملہ بڑھا دیا گیا ہے۔ کمیٹی کے انسپکٹروں کو جس قدر رقمیں ملتی ہیں۔ وہ رفاہ عام میں صرف کرتے ہیں ۔

الہ آباد "یونائیٹڈ پریس" کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وائسرائے ہند اس ماہ کے آخر تک بنارس کا دورہ کریں گے۔ اور گزشتہ وائسراؤں کے برعکس دیہاتوں کا دورہ کریں گے۔ اور دیہاتی لوگوں سے ذاتی تعلقات پیدا کریں گے ۔

جودھ پور ۱۰ جولائی۔ ریاست جودھ پور کے مسلمانوں نے اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے ایک مجلس بنائی ہے۔ اور آئینی طور پر جدوجہد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس مجلس میں بعض اعلیٰ مسلمان حکام کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ جنہوں نے اپنی دلچسپی کا اظہار کیا ہے ۔

شملہ ۱۹ جولائی۔ ملک معظم کی طرف سے حسب

ذیل تار والسرائے ہند کو موصول ہوا ہے:۔
"میں آپ کے اس تہنیتی پیغام کی جو آپ نے والیان ریاست اور ہندوستانیوں کی طرف سے مجھے ارسال کیا تھا۔ قدر کرتا ہوں۔ اور اس پر اظہار تشکر و امتنان کرتا ہوں۔"

ڈیرہ دون۔ ۲۰ جولائی۔ بلدیہ ڈیرہ دون نے گورنمنٹ سے ایک لاکھ روپیہ بطور قرض طلب کیا ہے۔ جو شہر میں خاطر خواہ پانی پہنچانے پر صرف کیا جائے گا۔ بلدیہ نے آب رسانی کا کام شروع کر دیا ہے۔ جس پر کل تین لاکھ روپیہ خرچ آئے گا۔

راناگھاٹ سے اطلاع ملی ہے۔ کہ ایک شخص مسمی کدارناتھ کرجی نے ایک ہزار روپے کے نوٹ اپنے مکان کے برآمدہ میں ایک میز پر رکھ دیئے تھے۔ جنہیں وہ بنک میں جمع کرانے کی غرض سے لئے جا رہا تھا۔ اچانک ایک گائے برآمدے میں داخل ہوئی۔ اور سب نوٹوں کو چٹ کر گئی۔

بمبئی۔ ۱۵ جولائی۔ کلکٹر محاصل بمبئی نے اعلان کیا ہے۔ کہ حکومت ہند نے آج ۱۵ جولائی سے اطالیہ کے خلاف احکام منسوخ کر دیئے ہیں۔

لکھنؤ۔ ۲۰ جولائی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ موضع میور (ضلع گورکھپور) کے قریب دریائے تاپتی کا بند ٹوٹ گیا ہے۔ جس کی وجہ سے پچاس دیہات تہ آب ہیں۔ حکومت کے مقرر کردہ افسر فوراً امداد کے لئے پہنچے۔ اور دیہاتیوں کی ہر ممکن امداد کی۔ تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ ریلوے لائن کا ایک حصہ اور گالف کا میدان زیر آب ہو چکے ہیں۔

کراچی ۱۹ جولائی۔ ٹھیاسی سے اطلاع آئی ہے۔ کہ ڈاکوؤں اور پولیس کے درمیان ایک شدید جنگ ہوئی۔ جس کے باعث تین ڈاکو زخمی ہوئے۔ اور ایک ہلاک۔ چار ہزار کی مالیت کا سامان برآمد کیا گیا۔

لکھنؤ ۲۱ جولائی۔ لندن سے بذریعہ تار اطلاع ملی ہے۔ کہ پنجاب اور یوپی کے سابق گورنر لارڈ ہیلی نے اپنے خطاب کے ساتھ شاہ پور (پنجاب) پورٹ ہیگل کنگھم شائر کے نام شامل کرنے منظور کر لئے ہیں۔ گویا اب ان کا نام لارڈ ہیلی آف شاہ پور ہیگنل ہوگا۔ شاہ پور کو لارڈ ہیلی نے ہی آباد کیا تھا۔

میمن سنگھ ۲۱ جولائی۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ چار ہزار اچھوتوں نے ہندوؤں کے ظالمانہ سلوک سے تنگ آ کر عیسائی مذہب قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

کوئٹہ چھاؤنی کی جدید تعمیر تین سال میں ختم ہو سکے گی۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب سردار مہندر سنگھ صاحب بی اے۔ ایل ایل بی۔ پی سی ایس سب جج بہادر درجہ دوم لیہ ضلع مظفر گڑھ

دلا ولد بڈھو ذات ارائیں سکنہ لیہ مدعی

بنام مسماۃ جنتاں بیوہ فضلا ذات ارائیں ساکن لیہ۔ مدعا علیہ

دعوے دخلیابی

ہرگاہ درخواست و بیان حلفی مدعی سے پایا گیا ہے۔ کہ مدعا علیہا دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتی ہے۔ اور حسب معمول تعمیل سمن کا ہونا مشکل ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہا برائے پیروی مقدمہ مورخہ 5/8/36 کو اصالتاً۔ وکالتاً یا بذریعہ ایجنٹ حاضر ہووے ورنہ اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔

آج مورخہ ۵ جولائی ۱۹۳۶ء ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے حکمنامہ ہذا جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم مہر عدالت

اشتہار اخبار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ اقبال احمد صاحب سب جج بہادر درجہ چہارم خانیوال

سدھو رام ولد ٹھمن رام ذات کھوکھرانہ سکنہ کوٹ سعدی خاں ڈگریدار

بنام مسماۃ بھاگاں بیوہ پٹھانہ ذات کرلانہ سکنہ کوٹ سعدی خاں تحصیل خانیوال مدیون

اجرائے ڈگری مبلغ 116/6/-

مقدمہ بالا کئی بار نوٹس زیر آرڈر ۲۱ رول ۶۶ ضابطہ دیوانی نام مدیون جاری کئے گئے ہیں۔ مگر وہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہی ہے۔ لہذا اس کے نام اشتہار اخبار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بتاریخ 5/8/36 بوقت ۷ بجے صبح اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر جو عذر زیر آرڈر ۲۱ رول ۶۶ ضابطہ دیوانی رکھتی ہو۔ پیش کرے ورنہ اس کی عدم حاضری میں کارروائی یکطرفہ کی جا کر مقدمہ فیصلہ ہوگا۔

آج بتاریخ 6/7/36 ثبت دستخط ہمارے و مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم مہر عدالت

بعدالت جناب لالہ دیارتن صاحب بی اے نائب تحصیلدار اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوئم کیمبل پور

مساۃ خانم بی بیوہ جعفر قوم پٹھان نعولی ساکن حضرو مال مہو بذریعہ شیر علی خاں وحیات مختاران عام مدعیہ

بنام (۱) مظفر ولد قلندر (۲) یوسف ولد میرا قوم سراج ساکن پتی تحصیل اٹک و (۳) یوسا ولد اسمٰعیل قوم تیلی ساکن پتی تحصیل اٹک مدعاعلیہم

دعوےٰ بقایا لگان

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعاعلیہم کے نام حسب ضابطہ سمن جاری ہو چکے ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ مدعاعلیہم مذکورہ بالا دیدہ دانستہ حاضری عدالت سے گریز کرتے ہیں۔ اور اطلاع نہیں کرتے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا حکم دیا جاتا ہے۔ کہ مدعاعلیہم بتقرر ۳۰/۷ کو حاضر عدالت آویں۔ ورنہ بصورت عدم حاضری ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔

مہر عدالت ۳۰/۷/۱۶ دستخط صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوئم کیمبل پور۔

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب لالہ رام پرشوتم صاحب بی اے ایل ایل بی۔ پی سی ایس حکم سب جج بہادر درجہ اول کیتھل ضلع کرنال

بالدیولال۔ کندن لال۔ کشن داس۔ موتی رام پسران جیرام داس قوم مہاجن ساکن سیوند تحصیل کیتھل

بنام مساۃ نیموں زوجہ موٹر قوم کمہار و مساۃ نشے زوجہ دیسراج ساکن موضع دوند تحصیل کیتھل

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مساۃ نیموں و منشے مذکوران تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتی ہیں۔ اور روپوش ہیں۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مساۃ نیموں و نشے مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر نیموں۔ نشے مذکورہ تاریخ ۳۰/۸/۶ کو بمقام کیتھل حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہو گی۔ تو ان کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی

مہر عدالت آج بتاریخ ۳۰/۷/۸ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔ دستخط حاکم



بعدالت جج .

بالدیولال - کندن لا
تحصیل کیتھل
بنام مساۃ نیموں زوجہ موتی

مقدمہ مندرجہ عنوان با
ہیں - اور روپوش ہیں - اس
جاتا ہے - کہ اگر نیموں - مذ
سکی - تو ان کی نسبت کارروا
آج بتاریخ 8 جو لائی کو دیا

سید حمید علی پرنٹر پبلشر نے مسلم پریس

تہذیب النسواں

جسے
محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلما مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم
نے
سنہ ۱۸۹۸ء میں جاری کیا
چندہ سالانہ مع محصول ڈاک ۵ پیشگی

نمبر ۳۱	لاہور ہفتہ یکم اگست سنہ ۱۹۳۶ء	جلد ۳۹

تہذیب نسواں

لاہور۔ ہفتہ ۱۹ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

ہم خود

محترمہ آنسہ رضیہ دلشاد بیگم۔ اجمیر اپنے گرامی نامہ میں لکھتی ہیں:-

۲۹ جون کے تہذیب میں محترمہ قمرہ لیمین صاحبہ کا مضمون دیکھ کر مجھے یہ خیال ہوا۔ کہ میں بھی اس بارے میں اپنی ناچیز رائے کا اظہار کروں محترمہ امت الوحی صاحبہ کی یہ رائے کہ چندہ ایک روپیہ بڑھا دیا جائے نہایت معقول ہے۔ چونکہ صرف ایک ہی مرتبہ چندہ بڑھایا جائیگا۔ اس لئے یقین ہے۔ کہ اکثر تہذیبی بہنیں اپنے مرحوم محسن کے لئے ایک روپیہ چندہ دینا گوارا کریں گی۔ مگر میری رائے یہ ہے کہ جب تک کسی خریدار کی قطعی منظوری نہ معلوم ہو جائے۔ اور وہ حامی نہ بھر لے۔ چھ روپے کا وی پی نہ بھیجا جائے۔ اس میں وی پی واپس ہونے کے علاوہ خریدار کے ہاتھ سے جانے کا بھی خطرہ ہے۔ اس لئے مینجر صاحب کی طرف سے ایک اپیل اخبار میں شائع کر دی جائے۔ کہ جو بہنیں چھ روپے کا وی پی منگوانا چاہیں۔ وہ تین پیسے خرچ کر کے ایک کارڈ دفتر تہذیب میں بھیج دیں۔ اور اس طرح اس نئے طریقہ سے جس جس خریدار کا کارڈ آتا جائے۔ اس کو چھ روپیہ کا وی پی بھیج دیا جائے ؟

ہم چاہتے ہیں۔ کہ اور بہنیں بھی اس کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کریں۔ تاکہ تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد کوئی قطعی رائے قائم کی جاسکے

مَیں اور مسز امتیاز ان دنوں کشمیر میں ہیں۔ چونکہ ہم یہاں مختلف مقامات کا سفر کر رہے ہیں اس لئے تہذیبی بہنوں کو اپنا مستقل پتہ بتانے سے معذور ہیں۔ مَیں چاہتا ہوں۔ کہ کشمیر میں رہ کر اخبار کا کام خود کروں۔ چنانچہ مَیں نے دفتر میں ہدایت کر دی ہے۔ کہ تہذیبی بہنوں کے مضامین اور خطوط وہ مجھے کشمیر بھیجتے رہیں۔ ہم جہاں کہیں جائیں گے۔ دفتر کو اس کی اطلاع دے دیں گے تہذیبی بہنوں سے التماس ہے۔ کہ وہ مضامین اور پرائیویٹ خطوط کے لفافوں میں کوئی دفتر کی تعمیل کی بات نہ لکھیں۔ کیونکہ ان کا لفافہ بند کا بند کشمیر بھیج دیا جائے گا۔ اور اگر اس میں کوئی تعمیل طلب بات ہوگی۔ تو اس کی تعمیل بہت ہی دیر میں ہو سکے گی۔

سید امتیاز علی تاج

آہ ! ہمارے رہنما

(از محترمہ گیتی آرا بشیر احمد - ڈلہوزی)

کیسی افسردہ تھی جولائی کی وہ شام جب میں ایک پتھر پر بیٹھی ڈلہوزی کے کوہساروں میں غروب آفتاب کا دلفریب لیکن غمناک منظر دیکھ رہی تھی۔ نیلگوں پہاڑوں کے سلسلے دور دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ اور ان پر تاریکی چھائے جا رہی تھی۔ وادیوں میں نسرین و نسترن کی بھینی بھینی خوشبو آ کر دل و دماغ کو معطر کر رہی تھی۔ برفانی چوٹیوں کو آفتاب کی آخری شعاعوں نے طلائی زیور سے آراستہ کر دیا تھا۔ شام کے دھندلکے میں شجر و حجر پر ایک افسردگی طاری تھی۔ بادل دن بھر برس کر تہ بہ تہ وادیوں میں سوئے پڑے تھے۔ شفق کبھی ارغوانی لباس میں ملبوس ہوتی۔ اور کبھی شعلہ کی مانند آتشبار۔ دن بھر کے فرائض سرانجام دے کر اور اپنا سفر طے کر کے تھکا ماندہ آفتاب آغوش شب میں میٹھی نیند سونے جا رہا تھا۔ اس شام کے اندوہگیں منظر نے میرے دل پر ایک گہرا اثر کیا۔ کیونکہ اس روز ہماری قوم کا آفتاب غروب ہو گیا۔ یہ ذی شان انسان زندگی کے کاروبار خوش اسلوبی سے سرانجام دے کر بالآخر آغوش قبر میں ہمیشہ کے لئے جا سویا۔

میاں سر فضل حسین اس روز تین بجے سہ پہر اپنے وطن کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔ ظالم موت نے ایک آباد و شاد گھر کو آناً فاناً میں ماتم کدہ بنا دیا۔ ایک بادشاہ ہستی دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئی۔ ڈلہوزی میں صحت و آرام حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ ڈیڑھ ماہ یہاں گزارا۔ کسے معلوم تھا کہ یہ ان کے آخری لمحات تھے۔ وہ طاقتور رہنما جو مدتوں قوم کی رہنمائی کرتا رہا۔ اور اب ایک عظیم الشان لائحہ عمل تیار کر کے وزارت کی باگ اپنے ہاتھ میں لینے والا تھا۔ سیکڑوں ارمان اور منصوبے اپنے دل میں لئے ہوئے چند روز کی علالت کے بعد ہمیشہ کے لئے خاموش اور راہی ملک عدم ہوا۔

آج میرا دل اپنے سب رہنماؤں کی یاد میں تڑپتا اور بے قرار ہو ہو جاتا ہے۔ میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہیں۔ چار سال ہوئے والد مرحوم بھی چند روز علیل رہ کر ہم کو داغ مفارقت دے گئے۔ میرا دل اس پیارے چہرے کو دیکھنے کے لئے اکثر بے چین ہو جاتا ہے۔ وہ دردمند دل دوستوں کا شیدائی۔ انجمنوں کی روح رواں صلح جو رضاکار۔ الفت و سخاوت کا مجسمہ۔ با وقار

وبرادر جان نثار باپ چار سال ہوئے نشانۂ موت ہو کر ہماری دنیا کو تاریک و ویران کر گیا۔ آہ کس خلوص۔ نیک نیتی اور جانفشانی سے سالہا سال قوم و ملک کی خدمت کی۔ ان کی رگ رگ میں درد قوم بھرا ہوا تھا۔ اپنی قوم کی پستی کا ذکر کرتے۔ تو آب دیدہ ہو جاتے۔ اور پہروں چین نہ آتا۔ وہ محنت و شفقت کا سرچشمہ جب تک جاری رہا۔ ہزاروں دل اس کے میٹھے پانیوں سے سیراب ہوا کئے۔

حیف صد حیف کہ فلک ناہنجار نے ہمارے یہ بیش قیمت جواہر ہم سے چھین لئے۔ چاروں طرف نگاہ جگر لگاتی ہے لیکن اس پایہ کی شخصیتیں کہیں دکھائی نہیں دیتیں ہمارے چھوٹے بڑے کئی لیڈر گزشتہ چند سال میں اجل کا شکار ہو گئے جیسٹس شاہدین۔ مولانا محمد علی۔ سر علی امام۔ سید حسن امام۔ سر محمد شفیع۔ سر ذوالفقار علی خاں۔ حکیم اجمل خاں خواجہ کمال الدین۔ مولوی ممتاز علی۔ مولانا راشد الخیری۔ ڈاکٹر انصاری۔ سر فضل حسین سب ابدی نیند جا سوئے! ہماری قوم ان کی موت پر جتنا ماتم کرے کم ہے۔

یہ باوقار ہستیاں قوم کا ایک انمول خزانہ تھیں۔ جو بیدردی سے ہم سے چھین لیا گیا۔ ہمارے دل ان کی یاد میں خون کے آنسو روتے ہیں۔ یہ کاری زخم ہمیں پل بھر چین نہیں لینے دیتے۔ حیف صد حیف کہ ہماری قوم کا گلشن لٹ گیا۔ خزاں نے چن چن کر ہمارے حسین و بہترین پھول برباد کر ڈالے۔ آہ قوم کی کشتی کے یہ ملاح کس قدر جلد موت کا نشانہ بن گئے۔

ہندوستان کے فلک پر یہ ہستیاں آفتاب بن کر چمکیں۔ اور ان کی روشنی سے ہزاروں دل معمور ہو گئے۔ اس فانی دنیا سے اوجھل ہو کر انہوں نے آسمانوں کی دنیا جا بسائی۔ کیسا بابرکت تھا وہ زمانہ جب ہم ان کی صحبتوں سے مستفید ہوتے تھے۔ ہمیں فخر تھا۔ کہ ہماری قوم میں ایسے قیمتی موتیوں کا سرمایہ ہے۔ ہم خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ جب یہ تقریر کے دھنی۔ تحریر کے مالک اور علم کے مخزن ہندوستان کی اسٹیج پر گوہر افشانی کرتے۔ اور ہم ان کی رہنمائی میں بے خوف و خطر قدم بڑھاتے چلے جاتے تھے۔ وہ صداقت و شجاعت کے ستون مسمار ہو گئے۔ عقل و خرد کے گوہر آبدار لٹ گئے۔ وہ ہمارے قافلے کے سالار سپرد خاک ہو گئے۔ اور ہم یتیم اور مفلس ہو کر رہ گئے۔

بدنصیب ہے۔ وہ قوم جو ایسی زبردست اور باوفا شخصیتوں کی رہنمائی سے محروم ہو جائے۔ دور گردوں میں صدیوں میں جا کر ایک وقت آتا ہے۔ جب ایسی اولوالعزم شخصیتیں پیدا ہوتی ہیں جنہیں قوم و ملک کی صحیح رہنمائی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ بیسویں صدی عیسوی کی تاریخ میں

ان اشخاص کے سوانح حیات مختصر مضمونوں میں لکھے جائیں گے ۔

یہ مایۂ ناز رہنمایانِ قوم اس زمانے میں پیدا ہوئے ۔ جب ہمارا ملک جہالت و گمراہی کی تاریکیوں میں گھرا ہوا تھا ۔ ہر طرف پستی و زوال کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں ۔ ان لوگوں کو قومی ترقی کے لئے جو جدوجہد کرنی پڑی ۔ اس کا اندازہ کرنا بہت دشوار ہے ۔ ترقی و تمدن کے یہ اولین علم بردار بڑی سے بڑی مشکلات سے بھی ذرا مایوس و ناامید نہ ہوئے ۔ اور آخر انہوں نے تعلیم و معاشرتی ترقی کا چراغ ہاتھ میں لے کر کٹھن گھاٹیاں عبور کیں ۔ اور قوم و ملک کو راہ ترقی پر لانے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ۔ اکثر انہیں سخت ناسامد حالات کا سامنا کرنا پڑا لیکن انہوں نے ہمت و استقلال کا دامن نہ چھوڑا اپنی قوم اور ملک کے حقوق حاصل کرنے کے لئے انہوں نے زندگیاں قربان کر دیں ۔ مادر وطن کی محبت کا حقیقی جذبہ ان کے دلوں میں موجزن تھا ۔ اس ترقی کی جدوجہد میں وہ اطمینان کی نیند کبھی نہ سوئے بلکہ شب و روز اسی لگن اور دھن میں رہ کر انہوں نے اپنا آرام قربان کر دیا ۔

یہ سب رہنما متوسط گھرانوں کے سپوت تھے ۔ امارت اور عیش و عشرت میں انہوں نے پرورش نہیں پائی تھی ۔ بلکہ سادگی اور خاموشی میں اپنا بچپن گزارا تھا کسی نے ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں عروج پر نہیں پہنچایا ۔ بلکہ شروع سے لے کر آخر تک آپ اپنے رہبر بنے ۔ اور اپنی ہی کوشش اور محنت سے وہ ترقی کے زینے پر سرعت سے بڑھتے چلے گئے ۔

آج کل ہمارے نوجوانوں کو اعلیٰ تربیت مل رہی ہے ۔ اور صحیح معنوں میں مہذب فضا میں پرورش پا رہے ہیں ۔ لیکن ایک زبردست شخصیت کی صفات ان میں مفقود ہیں ۔ اس کی وجہ آرام طلبی ۔ خود غرضی اور عیش پسندی ہے ۔ ہمارے رہنماؤں نے کارزارِ حیات میں وہ نشان چھوڑے ہیں ۔ جن پر چلنے سے ہم بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں ۔ وہ شاندار کارنامے شامِ زندگی کی تاریکیوں میں غائب ہو گئے ۔ آہ ہماری وہ شاندار عظیم روحیں درہم برہم ہو گئیں ۔ وہ بزم خاموش ہو گئی ۔ وہ شمعیں جو رونقِ محفل تھیں ۔ گل ہو گئیں ۔ اور چاروں طرف اندھیرا چھا گیا ۔

اے خدائے بزرگ و پاک ! تو مسلم قوم کو نفاق حسد ۔ اور فرقہ بندی سے بچا ۔ انہیں راستبازی محنت اولوالعزمی اور ترقی کا رستہ دکھا ۔ اور پستی و گمراہی سے نجات دے ۔ حیف صد حیف کہ ہم نے اپنے رہنماؤں کی قدر نہ جانی ۔ ان کی خدمات کو قوم نے جلد فراموش کر دیا ۔ ہمارے یہ ہیرو جن کے مجسمے بنا کر ان کی پرستش کرنی چاہئے تھی ۔ اور شاندار یادگاریں قائم کر کے انہیں زندہ جاوید کر دینا چاہئے تھا ۔ افسوس کہ ہم نے انہیں بہت جلد بھلا دیا ۔

تاہم ان شہسواروں کے حسن خدمات کی تابانی سے
ملک ہند منور نظر آتا ہے۔ وہ شہرت دوام کے دربار
میں اعلیٰ رتبہ حاصل کر چکے ہیں۔ اور بارگاہ ایزدی میں
بھی وہ اعلیٰ مرتبہ پائیں گے۔ ان کی مدح میں ا
ارم میں مسرور و شاداں ہوں گی۔ اصلاح
کا سہرا ان کے سر ہوگا ۔

پنجاب پراونشل مسلم وومنز لیگ کا ماتمی جلسہ

پنجاب پراونشل مسلم وومنز لیگ کا ایک اجلاس سر میاں فضل حسین مرحوم کی وفات حسرت آیات پر اظہار افسوس کے لئے زیر صدارت بیگم صاحبہ نواب احمد یار خاں دولتانہ منعقد ہوا۔ تمام حاضرات نے کھڑے ہو کر سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی۔ اور مرحوم کی روح کو ثواب پہنچایا۔ اور ذیل کے ریزولیوشن پاس کئے ۔

(۱) پنجاب پراونشل وومنز لیگ کی ممبرن کا یہ اجلاس سر میاں فضل حسین کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ اور اس ناگہانی موت کو ہندوستان کے لئے ایک نقصان عظیم تصور کرتے ہوئے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے ۔

(۲) پنجاب پراونشل وومنز لیگ کی ممبران اپنی محسنہ پریذیڈنٹ لیڈی فضل حسین اور باقی سب پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہیں۔ اور دعا کرتی ہیں کہ پروردگار انہیں اس صدمۂ عظیم کے برداشت کرنے کی طاقت دے ۔

حاضرات

لیڈی شفیع۔ بیگم شاہنواز۔ بیگم احمد یار دولتانہ۔ بیگم جعفر۔ بیگم محسن۔ بیگم میاں اقبال حسین
بیگم عبدالحمید۔ بیگم عبدالمجید۔ بیگم بشیر احمد۔ بیگم محمد حبیب اللہ۔ بیگم محمد عمر۔ بیگم محمد علی ۔

(سکرٹری)

نیوزیلینڈ کا سفر

(محترمہ مسز سید محمد جمیل شہری)

ایک انگریز سیاح صنف نے اپنے سفر کے حالات انگریزی میں قلمبند کئے ہیں۔ ذیل کے مضمون میں نیوزی لینڈ کے حالات درج ہیں۔ ماؤریوں۔ ان کے رسم و رواج۔ عادات و خصائل اور وہاں کے گرم چشموں کا بیان نہایت دلچسپ ہے۔ ناظرات تہذیب نسواں کے لئے اس مضمون کو اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ یہ ان کی تفریح طبع کا باعث ہوگا۔

ناشتہ کرنے کے بعد ہم لوگ مشہور و معروف واکریویوا کی وادی کی سیر کے لئے روانہ ہوئے مگر اس لفظ کے تلفظ میں زبان کو کافی اینٹھنا پڑتا ہے۔ لیکن ماؤریوں کو اس قسم کے نام زیادہ مرغوب ہیں۔ یہ وادی سیدھی سڑک پر شہر سے دو میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ بہت گہری نہیں ہے۔ اور زیادہ تر گنجان جھاڑیوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔ اس وادی سے ہو کر ایک پہاڑی چشمہ بہتا ہے۔ پتھریلی اور کنکریلی زمین پر اس کے تقل اور کھلکھلانے کی آواز کانوں کو بہت بھلی معلوم ہوتی ہے۔

ہم نے وادی کے اوپر اور نیچے گھنٹوں سیر کی۔ اور بہت محظوظ و مسرور ہوا۔ آئیے کچھ وقت تک ہمارے ساتھ اس وادی کی سیر کیجئے۔ ناہموار جھاڑیوں سے ڈھکی ہوئی زمین پر بہت سی پگڈنڈیاں بنی ہوئی ہیں۔ کونسا راستہ ہم لوگ اختیار کرتے ہیں۔ وہ نشیب میں واقع ہے۔ خواہ ہم پگڈنڈیوں پر چلیں۔ یا وادی کے کنارے کنارے کا راستہ اختیار کریں۔ ہم کو جا بجا زمین میں جوف نظر آتے ہیں۔ جن سے تقل کرتے ہوئے چشمے بہتے دکھائی دیتے ہیں۔ ہوا میں گندھک کی تیز بو معلوم ہوتی ہے۔ اور چونکہ ہم یقینی طور پر نہیں بتا سکتے کہ اب ہمارے پیش نظر کونسا منظر ہوگا۔ اس لئے ہم کو کچھ گھبراہٹ سی معلوم ہونے لگتی ہے۔ ہر طرف خصوصاً داہنی طرف گڑگڑاہٹ کی ایسی آواز سنائی دیتی ہے جس سے ہمارے کان نا مانوس معلوم ہوتے ہیں۔ ہم لوگ آگے بڑھتے ہیں۔ اور ایک موڑ پر پہنچ کر دفعتاً ٹھہر جاتے ہیں۔ یہاں ہمارے رستے سے متصل ایک سوراخ کئی فٹ چوڑا نظر آتا ہے۔ جو ابلتی ہوئی کیچڑ سے قریب قریب بالکل بھرا معلوم ہوتا ہے۔ اس میں سے بھورے رنگ کی گندی کیچڑ نکلتی ہے۔ جو بڑے بڑے ببلوں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور جب وہ بلبلے پھٹتے ہیں۔ تو اس سے وہ گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ جو ہم لوگ پہلے سنتے تھے۔

بالکل سفید کیچڑ۔ صرف چار گز اور آگے ہمارے

راستے کے داہنی طرف ایک دوسرا سوراخ تھا
ہے لیکن اس کی کیچڑ بالکل سفید ہے۔ اور
یہ منظر ایسا نفرت انگیز نہیں ہے۔ جیسا ہم نے
پہلے دیکھا تھا۔ راستوں میں ہر چند گز کے
فاصلے پر لوگوں کی آگاہی کے لئے تختیاں
لگی ہوئی ہیں۔ جن میں لوگوں کو راستے سے
اِدھر اُدھر ہٹ کر چلنے کی ممانعت کی گئی ہے۔
اس قسم کے بہت سے سوراخ جھاڑیوں
میں چھپے ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر کوئی قسمت
کا مارا ان میں گر جائے۔ تو فوراً بھن کر کباب
ہو جائے۔

وادی کے قریب قریب بالکل وسط میں
ہم کو گرم پانی کے چشمے ملتے ہیں۔ یہ اونچے
ٹیلوں کے مانند ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک کے
اوپر ایک سوراخ ہوتا ہے۔ ہم لوگ اس طرح
سے کچھ فاصلے پر اس غرض سے کھڑے ہو جاتے
ہیں۔ کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے۔ جب کافی
دیر تک انتظار کرتے کرتے تھک جاتے ہیں۔
تو ایک عجیب ہیبت ناک آواز سنائی دیتی
ہے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی خوفناک
دیو اپنی پوری قوت سے گرج رہا ہے۔ اس
کے بعد زمین کے نیچے سے گڑگڑاہٹ پیدا ہوتی ہے
کافی گڑگڑاہٹ اور گرج کے بعد گرم پانی کا
چشمہ پھوٹ پڑتا ہے۔ جس کی دھاریں بہت
زور کے ساتھ بہہ نکلتی ہیں۔ اور اس سے ہوا میں
اُڑ کر بھاپ بلند ہوتی ہے۔ یہ چشمہ عجیب
سے زمین پر آگرتا ہے۔ تو نہروں اور دھاروں
میں منقسم ہو جاتا ہے۔

اب ہم بائیں طرف گھومتے ہیں۔ یہاں
قریب ہی ایک دوسرا گرم پانی کا چشمہ تھا
جو بالکل مختلف قسم کا ہے۔ کنارے پر ایک
سوراخ ہے۔ اور قریب قریب اُبلتے ہو
پانی سے بھرا ہوا ہے۔ اس کے نزدیک
تختی آویزاں ہے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا
کہ یہ چشمہ ہر دس منٹ کے بعد اُبل پڑتا ہے
چونکہ یہ واقعہ دفعتاً ظہور میں آتا ہے۔ اس
جو لوگ زیادہ دلیری کرنے کی کوشش کرتے ہیں
ان کو مغالطہ ہو جاتا ہے۔ اس سے زیادہ
زیادہ یہی نقصان ہوتا ہے۔ کہ آدمی یا تو ایک
ہو جاتا ہے۔ یا بری طرح جل جاتا ہے۔

گپ شپ

کم سن خواتین کا چشموں سے کھیلنے کے
میں کھڑے رہنا بہت دل چسپ منظر ہوتا
اکثر کھڑی انتظار کرتی رہتی ہیں۔ اور کچھ دیر تک
آپس میں گپ شپ کرتی ہیں۔ پانی کا نکلنا
کر اس کی طرف ان کا جھپٹنا عجیب دلکش
ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایک کاغذ کے ٹکڑے
میں ہوا بھر کر زمین پر مرغیوں کے سامنے
دے۔ تو مرغیاں کیسی تیزی سے اس کی طرف
دوڑتی ہیں۔ پانی بستا دیکھ کر ٹھیک یہی کیفیت

عورتوں کی ہوتی ہے۔

اب میں ناظرین کو وادی کا زیادہ حال نہیں سنانا چاہتا۔ کیونکہ اس کے بعد میں نے زمین کی اندرونی حرارت کے کچھ کرشمے دیکھے۔ جو اس سے بھی زیادہ دلچسپ تھے۔ سڑک کے قریب ہی وادی کے سرے پر ماؤریوں کی ایک چھوٹی سی آبادی ہے۔ اُبلتے ہوئے چشموں اور کیچڑ سے بھرے سوراخوں کے قریب بہت سے لکڑی کے مکانات بنے ہوئے ہیں۔ ہر طرف بھاپ نکلتی رہتی ہے۔

یہاں زمین کو ایک لمحے کے لئے بھی قرار نہیں معلوم ہوتا۔ ان ماؤریوں کو آگ کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان کو ہر وقت نہانے کے لئے گرم پانی با آسانی دستیاب ہو سکتا ہے۔ اگر یہاں کوئی ساس اپنی بہو کو دیکھنے کے لئے آتی ہے۔ تو رات بہت بے چینی سے گزارتی ہے۔ کیونکہ وہ بیچاری تو ایسی جگہ سے آئی ہوتی ہے۔ جہاں زمین کی یہ اضطراری کیفیت نہیں ہوتی۔ اس لئے رات بھر وہ اس فکر میں جاگتی رہتی ہے۔ کہ کہیں گرم پانی کا چشمہ نیچے سے اُبل کر اس کے پلنگ کو اوپر نہ پھینک دے۔

روٹوروا کے قریب ایک ایسا واقعہ پیش آیا تھا۔ وہاں لکڑی کا ایک اچھا خاصا مکان ایک دن صبح کو اوپر اُڑ گیا۔ گرم پانی کے چشمے نے اسے اوپر پھینک دیا تھا۔ مکان میں رہنے والے لوگ اس سے بہت ضرور خائف ہوئے۔ لیکن خیریت یہ ہوئی۔ کہ کسی کو زیادہ نقصان نہیں پہنچا۔

ماؤریوں کی اس بستی کے قریب ایک بڑا مکان ہے۔ جہاں غسل کے ذریعے سے بہت سے امراض کا علاج ہوتا ہے۔ وہاں کے پانی میں بھی واقعی بہت تاثیر ہے۔ میں جب وہاں پہنچا۔ تو دروازہ بند تھا۔ ایک سن رسیدہ عورت بھی کھڑی تھی۔ جو دروازہ بند ہونے کی وجہ سے ناخوش تھی۔ اور بہت بگڑ رہی تھی۔ اس نے مجھے مورد الزام ٹھہرایا۔ میں ہنس کر آگے چلا گیا۔ خوش قسمتی سے اس مکان کے نزدیک کچھ عورتیں مل گئیں۔ جنہوں نے میری رہنمائی کے لئے مستعدی ظاہر کی۔ میں نے ان میں سے رانگی کو منتخب کر لیا اور اس کی محنت و مشقت کا کچھ معاوضہ دینے کا وعدہ کیا۔ یہ ایک حسین عورت تھی۔ اور گالف بھی کھیلنا جانتی تھی۔

میں رانگی کے ساتھ وہنیوو کے گاؤں میں گیا۔ جو خاص ماؤریوں کی بستی ہے۔ اور روٹوروا کے دوسری طرف جھیل کے کنارے واقع ہے۔ یہ ایک بڑا گاؤں ہے۔ یہاں ہر سڑک کے کنارے ماؤریوں کے مطبخ بنے ہوئے ہیں۔ مطبخ محض ایک سوراخ ہوتا ہے۔ جس میں سے ہر وقت بھاپ نکلتی رہتی ہے۔ اور اس کے اندر متعدد پتھر رکھے ہوتے ہیں۔ میں نے ماؤریوں

کی کچھ خوبصورت لڑکیوں کو ٹوکریوں میں سے مچھلیاں نکال نکال کر پتھر پر رکھتے دیکھا۔ جو بعد کو بورنے کے گندے ٹکڑوں سے ڈھانک دی گئیں۔ کچھ دیر کے بعد وہ بھاپ سے پک کر تیار ہو گئیں۔

میں نے کسی اور جگہ سے بھی اتنی بھاپ نکلتے نہ دیکھی۔ جتنی کہ مجھے یہاں نظر آئی۔ یہ عجیب گاؤں تھا۔ یہاں ہر جگہ بھاپ کی کثرت تھی۔ جھیل کے کناروں پر چھوٹے چھوٹے چشموں۔ گڑھوں۔ راستوں۔ کنوؤں سبزہ زاروں سے غرض ہر جگہ سے بھاپ نکل رہی تھی۔ لیکن یہاں کے لوگوں کے لئے یہ ایک معمولی سی بات تھی۔ کوئی اس کی طرف متوجہ بھی نہیں ہوتا تھا۔ کبھی کبھی یہ حصہ تہ آب ہو جاتا ہے۔ اور گاؤں دفعتاً معدوم ہو جاتا ہے۔ گرجا کو دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ کسی اتوار کی صبح کو یہ ضرور غائب ہو جائیگا۔

پریوں کے چشمے

گاؤں سے کچھ فاصلے پر پریوں کے چشمے ہیں۔ یہاں ہر طرف سیمیں چادر بچھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ ایک پہاڑی دریا کے کنارے بہت سے لمبے لمبے سایہ دار درخت ہیں جن کے نیچے سے گزرنے میں عجیب فرحت ہوتی ہے۔ یہاں مچھلیوں کی کثیر تعداد جھیل سے انڈے دینے کے لئے آتی ہے۔ مادہ مچھلی چھوٹے چھوٹے سنگریزوں کے اوپر انڈے دیتی ہے اور نر مچھلی ان کی حفاظت کے لئے بیٹھی رہتی ہے۔ اگر کوئی دوسری مچھلی ان انڈوں کو اپنی خوراک بنانے کی جسارت کرتی ہے۔ تو نر مچھلی بہت زوروں سے اس کا تعاقب کرتی ہے پانی میں بہت اچھل کود مچتی ہے۔ اور بدطینت مچھلی کو مجبوراً پسپا ہونا پڑتا ہے۔

جب میں روٹروا میں تھا۔ تو مجھے ماؤریوں سے فطرتاً بہت دلچسپی ہو گئی تھی۔ اور مجھے ان کے حالات سے واقفیت حاصل کرنے کا جتنا موقع ملا۔ میں نے اس سے ضرور فائدہ اٹھایا۔ اس کے علاوہ مجھے ان سے ایک قسم کا انس بھی ہو گیا تھا۔ جیسا کہ ہر نیوزیلینڈ کے باشندے کو ان سے ہے۔ ماؤریوں کو اب گورے آدمیوں کی طرح مساوی حقوق حاصل ہیں۔ اور وہ صحیح معنوں میں ان کے برابر سمجھے جاتے ہیں۔ اب ماؤریوں اور گورے لوگوں میں شادیاں بھی ہوتی ہیں۔

کئی سال ہوئے کسی گرجا میں ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ نیوزیلینڈ کے باشندے ماؤریوں سے کس قدر انس رکھتے ہیں۔ ایک مرتبہ امریکہ کے کچھ باشندے جہاز سے سیر کی غرض سے اترے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ امریکہ کے کچھ ملاحوں نے سینما میں ماؤریوں کے بغل میں بیٹھنے سے انکار کیا

اور ماؤریوں سے بدکلامی بھی کی۔ معاملے نے طول پکڑا۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک زبردست جوہ شروع ہو گیا۔ نیوزیلینڈ والوں نے ماؤریوں کی پوری طرف داری کی۔ اور فرانسیسی ملاحوں کو مار کر بھگا دیا۔ امریکہ والے سخت حیران وششدر رہے۔ اور ان کو بہت غصہ بھی آیا۔ لیکن وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھے کہ ان لوگوں کا قصور ہی کیا تھا۔

اس وقت بے موقع نہ ہوگا۔ اگر ہم ماؤریوں کے قدیم حالات پر بھی کچھ روشنی ڈالیں۔ کیونکہ اب وہ سیاحوں کی دلچسپی کا باعث ہو گئے ہیں۔ اہل یورپ کے طرز معاشرت کا ان کے دلوں پر کافی اثر پڑا ہے۔ اور اب وہ رفتہ رفتہ اپنے قدیم رسم ورواج اور روایات کو کسی حد تک بھولتے جا رہے ہیں۔ مگر اب بھی بعض دور دراز حصوں کے بسنے والے ماؤریوں نے اپنی خلقی خصوصیات اور دستور کو ترک نہیں کیا۔

بعض مورخین کا خیال ہے۔ کہ ماؤری نیوزیلینڈ میں باہر سے آکر آباد ہوئے۔ لیکن اس امر میں بہت اختلاف ہے۔ کہ انہوں نے کب سے آباد ہونا شروع کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ تین ہزار برس پہلے آباد ہوئے۔ اور بعضوں کا خیال ہے۔ کہ وہ اب سے صرف ۶۰۰ برس پہلے آباد ہوئے۔ ماؤری دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اصلی ماؤری خوبصورت لمبے جسم اور سڈول جسم کے ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کے ماؤری پستہ قد ہوتے ہیں۔ ناک چپٹی ہوتی ہے۔ بال گھونگرے ہوتے ہیں۔ اور رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے۔

ماؤری سست ہوتا ہے۔ سب کام عورتوں سے لیتا ہے۔ یہاں تک کہ عورتیں ہی کھیت میں کام کرتی ہیں۔ وہ خود لکڑیاں تراشتا ہے۔ پتھر رگڑتا ہے۔ اور محنت ومشقت سے گریز کرتا ہے۔ اس کی طبیعت متضاد خلقتوں سے مرکب ہے۔ وہ وحشی۔ خوفناک۔ ہمدرد۔ متلون مزاج مہمان نواز۔ لالچی۔ سخی ہوتا ہے۔ اور انتقام کے لئے کمربستہ رہتا ہے۔ اس میں خودداری کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اور وہ کسی صورت میں بھی اپنی توہین برداشت نہیں کرسکتا۔ بعض اوقات وہ ایسی باتوں پر خودکشی کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ جس کو ہم سوائے بچپن کی نخوت پرستی کی عادت کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔

مردم خوری

مردم خوری کی بنیاد جنگ وجدل سے پڑی ہے۔ مثل کثرت سی قوموں کے ماؤریوں کا خیال ہے۔ کہ مردہ دشمنوں کے کھانے سے اس کی تمام اچھی عادات وخصائل اس شخص میں منتقل ہو جاتی ہیں۔ خصوصاً اس کی قوت وشجاعت۔ ایک سردار دوسرے سردار کی بائیں آنکھ محض اس وجہ سے کھا جاتا ہے۔ کہ وہ روح کی قیام گاہ ہے۔

...من کا خون پینے سے انسان ویسا ہی بہادر ہو جاتا ...ہے۔ اس مقصد کے لئے دشمن کے ہاتھوں کی ...ھتیلیاں اور سینے بہترین حصے ہیں۔ کر لی ...ئدی کسی انسان کو کھانے کا ہرگز خیال نہیں ...ا۔ تاوقتیکہ وہ اس کا دشمن ہو۔ اور لڑائی میں ...را گیا ہو۔

ماؤریوں کو پیچیدہ قوانین کی ضرورت نہ تھی ...یونکہ وہ اس کی جگہ "مذہبی تخویف" سے کام لیتے ...یں۔ اخلاق اور جائداد وغیرہ کی حفاظت کے لئے ...ہبی تخویف اور توہمات کی ہیبت سے بہتر کوئی ...روغدیہ نہ سمجھا جاتا تھا۔ جو جائداد یا ملکیت مذہباً ...منوع قرار نہیں دی جاتی تھی۔ اس کا محفوظ رہنا ...شکل تھا۔ لیکن اگر وہ شے مذہباً ممنوع قرار ...دی گئی۔ تو وہ یورپ کی چیزوں سے بھی زیادہ ...محفوظ رہ سکتی تھی۔ اگر کوئی شخص عمدہ آلو کی ...کاشت کرتا۔ تو کوئی نگہبان نہ مقرر کرتا۔ یا ...اس کی احاطہ بندی نہ کرتا۔ بلکہ وہ صرف مقامی ...دری کو بلا لاتا۔ جو اس کے مذہباً ممنوع ہونے ...کوئی نشان نصب کر دیتا۔ جس کی وجہ سے سوائے ...ل شخص کے اور کوئی آدمی اس کی طرف کبھی ...ست درازی کی ہمت نہ کرتا۔ اسی طرح عورتوں ...بھی حفاظت کی جاتی تھی۔ ہماری زندگی کیسی ...ادہ ہوتی۔ اگر ہم لوگ بھی کوئی ایسی تدبیر عمل میں ...سکتے۔

...نگی رقص۔ رقص ماؤریوں کی زندگی کا خاص عنصر ہے۔ قدیم طرز کے جنگی رقص میں بہت چیخنے۔ پاؤں پٹکنے اور زبان نکالنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ناچتے وقت مرد ایسے سرشار مسرت ہوتے ہیں۔ کہ جب تک تھک نہیں جاتے اس وقت تک ناچتے رہتے ہیں۔

پولنیشیا کی اقوام کی طرح ماؤری بھی اپنے جسم کو گدواتے ہیں جس کی وجہ سے خصوصاً عورتوں کے خوبصورت چہرے بدنما ہو جاتے ہیں۔ ماؤری عورتیں اور شائستہ سفید رنگ کی خواتین سوائے رنگ کے فرق کے اور ہر طرح سے یکساں ہوتی ہیں۔ دونوں میں صرف یہ فرق ہوتا ہے۔ کہ ماؤری عورتوں کے ہونٹ چاروں طرف سے گدے ہوئے ہوتے ہیں۔

ماؤریوں کے سلام کا طریقہ

ماؤریوں کے ملاقات اور رخصتی کے سلام کو "تنگی" کہتے ہیں۔ یہ ایک پیچیدہ اور شورانگیز عمل ہوتا ہے۔ جب وہ دوستوں یا عزیزوں سے بہت دنوں کے بعد ملاقات ہوتی ہے۔ یا جب وہ عرصہ دراز کے لئے رخصت ہوتے ہیں۔ تو وہ زمین پر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور سوائے اپنی آنکھوں کے پورا جسم چٹائی سے چھپا لیتے ہیں۔ اور زار زار رونا چیخنا چلانا شروع کرتے ہیں۔ چونکہ یہ رونا محض رسمی ہوتا ہے۔ اس لئے یہ حیرت ہوتی ہے کہ کہاں سے اور کیونکر اس مقدار میں آنسو نکل پڑتے ہیں۔ جب وہ کافی رو لیتے ہیں۔ یا جب

آنسو نکلنے بند ہو جاتے ہیں۔ تو وہ قریب ہو جاتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے اپنی ناکیں رگڑتے ہیں۔ اور سونگھتے ہیں۔ جیسے ہی یہ رسم ختم ہوتی ہے۔ رنج و غم کے تمام آثار غائب ہو جاتے ہیں اور سب آپس میں خوب ہنسی مذاق کرنے لگتے ہیں ❖

ماؤری تیراکی میں بہت مشاق ہیں۔ ان کو پانی بہت مرغوب ہے۔ ان کے تیرنے کا طریقہ کتوں سے بہت مشابہ ہے۔ قبل اس کے کہ میں ماؤریوں کا بیان ختم کروں۔ ان کے رکھے ہوئے چند نام بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ لوگ زیادہ تر ایسے الفاظ پسند کرتے ہیں۔ جن کے تلفظ میں زبان کو کافی اینٹھنا ہوتا ہے۔ مثلاً ریری۔ واکینو۔ ٹمک آوا۔ آنگ اکرا ہیا۔ یہ سب مقامات روٹورو‌ا سے چند میل کے فاصلے پر ہیں ❖

ایک دن ہوٹل کے منیجر نے مجھے رائے دی کہ نوتوا‌ما ور تا راویرا کی سیر بہت ضروری ہے۔ چنانچہ صبح کو ہم کار میں روانہ ہوئے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ یہ بہت ہی پر لطف سیر ثابت ہوئی۔ راستے میں کئی میل تک صنوبر کے درختوں کا سلسلہ تھا۔ اس سے گزر کر ہم لوگ ایک بہت ہی فرحت بخش وسیع میدان میں آنکلے۔ جو کئی میل تک پھیلا ہوا تھا۔ اسے زلزلہ کا میدان کہتے ہیں۔ کسی زمانے میں یہاں ایک پہاڑی تھی۔ جو زلزلے کی وجہ سے یکا یک دب گئی۔ اور اب اس نے مجوف صورت اختیار کر لی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اس کے اندر بہت بڑا غار ہے ❖

رفتہ رفتہ ہم لوگوں کی کار بلندی پر پہنچ گئی۔ سڑک بھی پہاڑی پر آکر ختم ہو گئی۔ یہاں ہم کو یہ معلوم ہوا۔ کہ کار آگے نہیں جا سکتی۔ اور اب جھیل تک پیدل چلنا پڑے گا۔ لیکن جب تک کوئی ماؤری ہم لوگوں کی رہنمائی کے لئے نہ مل جائے۔ آگے بڑھنا کسی طرح مناسب نہ تھا۔ راستہ خطرناک ہونے کی وجہ سے کسی کو تنہا نہیں جانے دیا جاتا ❖

ایک عالی شان بنگلے کے کنارے سے گزرتے ہوئے ہم لوگ پہاڑی کے کنارے تک پہنچ گئے۔ وہاں کھڑے ہو کر ہم لوگوں نے چاروں طرف نظر دوڑائی شروع کی۔ نیچے ایک ہیبت ناک اور بھیانک منظر تھا۔ اور غالباً سوائے جزیرۂ بالی کے ہم لوگوں نے اس سے زیادہ خوفناک منظر کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس حصے کو جہنم کہتے ہیں۔ اس کے چاروں طرف پہاڑوں اور پہاڑیوں کے سلسلے ہیں۔ جہاں ہم لوگ کھڑے تھے۔ وہاں سے چار میل کے فاصلے پر ایک عمیق اور گندہ جھیل ہے۔ جس کا پانی نیلا معلوم ہوتا ہے ❖

ٹھیک میرے پاؤں کے نیچے زمین بہت ڈھالو تھی۔ اس کا زیادہ حصہ نشیب میں واقع ہے۔

جس پر کہیں کہیں سبزی بھی نظر آتی ہے۔ یہ حصہ بہت ویران اور سنسان ہے۔ بہ نسبت پہاڑ اور ریگستان کے اس منظر سے طبیعت زیادہ متاثر ہوتی ہے کیونکہ اسے دیکھ کر قنوطیت اور مایوسی طاری ہو جاتی ہے۔ گو مجھے قصے کا علم نہ تھا۔ لیکن بغیر اسی کے سُنے ہوئے بھی اس فضا میں پہنچتے ہی مجھ پر دہشت کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اس رقبہ کی یہ تاریخ ہے۔ اور بالکل درست ہے۔ کچھ عرصہ ہوا۔ (لیکن ٹھیک مدت نہیں معلوم) وائی ناگو کا گرم چشمہ جو میرے نیچے دو میل کے فاصلے پر میری نظروں سے چھپا ہوا تھا۔ زلزلہ کے میدان کی طرح زمین کی ایک ہلکی تہہ سے ڈھکا ہوا تھا۔ سیاحوں کے ایک گروہ نے ایک دن تیسرے پہر کو اس پر قیام کیا۔ زمین کے نیچے کی حالت سے وہ بالکل بے خبر تھے۔

دوسرے دن سویرے یکایک چشمہ پھوٹ پڑا۔ زمین کے پھٹنے سے لوگوں پر جو ہیبت و دہشت طاری ہوئی ہوگی۔ اس کا اندازہ صرف وہاں کچھ دیر کھڑے رہنے سے ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ ہم لوگوں نے وہاں کھڑے ہو کر کیا۔ یہ بہت سے لوگوں کا چشم دید واقعہ ہے۔ چشمے کا پانی ۱۶۰۰ فٹ کی اونچائی تک بلند ہوا تھا۔ اور اس کی دھاریں فوارے کی طرح اُوپر جاتی اور نیچے آتی تھیں۔

اسی وجہ سے کئی مربع میل تک ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ نظر آتی ہے۔ یہی گرم پانی کا چشمہ تبا… پہاڑی پر کے بڑے بنگلے کی بربادی کا باعث ہوا۔ سیکڑوں آدمی کیچڑ کے دھارے میں ہلاک … جو اس تیزی اور شدت سے بہہ رہا تھا۔ کہ اس … اس مکان کو بہ آسانی منہدم کر دیا۔ گو وہ گرم چشمے … سے کم سے کم دو میل کے فاصلے پر تھا۔ اس … بعد پھر کوئی اس قسم کا واقعہ نہ ہوا۔ اب وہ صرف … اُبلتے ہوئے پانی کے ایک بڑے حوض کی طر… ہے۔

لندن واپس آنے کے بعد میں نے نیوزی لینڈ … ہاؤس میں پہنچ کر محکمہ اطلاعات کے افسر اعلیٰ … سے گفتگو کی۔ صاحب موصوف نے مجھے بتایا … کہ زمین پھٹنے سے پہلے میں تیسرے پہر کو گرم چشمے … والی زمین کے اوپر بہت اطمینان سے سیر کر رہا تھا … میرے ہمراہ ایک ماؤری رہنما تھا۔ اس نے مجھ سے … کہا۔ "زمین میں کان لگا کر سنئے"۔ چنانچہ میں نے ایسا … ہی کیا۔ تو زمین کے اندر سے بہت زور کی گڑگڑاہٹ … سنائی دی۔ رہنما نے مجھے بتایا۔ کہ یہاں بہت اندیشہ … ہے۔ لہٰذا ہم لوگ وہاں سے ہٹ گئے۔

نیوزی لینڈ والے افسر نے مجھے ایک تصویر دی … جو زمین پھٹنے کے وقت کھینچی گئی تھی۔ اور بتایا کہ اس … کے چند منٹ قبل وہاں ایک فوٹو گرافر اپنا کیمرہ لئے … کھڑا تھا۔ اور تصویر کھینچنے کی پوری تیاری کر چکا تھا … دفعتاً گرم پانی کا چشمہ اُبل پڑا۔ اس وقت اس کا ہا… کیمرہ کے بٹن پر تھا۔ اس واقعہ کو دیکھتے ہی وہ … اُٹھا۔ اور اس کے ہاتھ سے بٹن خود بخود دب گیا … اور اس نئے منظر کی ایک عمدہ تصویر کھنچ گئی۔

امراض کے متعلق استفسارات

(از محترمہ جمیلہ بیگم۔ کلکتہ)

امراض کے متعلق اکثر رسائل واخبارات میں سوالات شائع کئے جاتے ہیں۔ اور ان کے لئے تیر بہدف دوائیں طلب کی جاتی ہیں۔ حالانکہ دنیا میں آئے دن بہت نئی بیماریاں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ جو معمولی پڑھے لکھے آدمی تو درکنار بڑے بڑے اسپشلسٹ کو حیران کر ڈالتی ہیں۔ پھر ایسی صورت میں ان کا معالجہ طبیب ازچین و مریض در فرنگ کی حیثیت سے کیونکر سودمند ثابت ہو سکتا ہے۔

۲۰ جون کے تہذیب میں محترمہ مسز سیدہ محمد محی شہری نے اس موضوع پر نہایت مفید خیالات کا اظہار کیا ہے۔ امراض کے متعلق استفسارات نہ صرف اخبارات کے صفحات تک ہی محدود ہیں بلکہ اسے عام ہندوستانی ذہنیت سمجھنا چاہئے کہ جہاں چند بیویاں یکجا ہوئیں۔ اِدھر اُدھر کی باتوں میں۔ صحت و بیماری کا ذکر چھڑ گیا۔ کیونکہ آئے دن ہر خاندان میں کسی نہ کسی فرد کی علالت کے باعث فکریں ستاتی رہتی ہیں۔ اس وقت سامعین میں سے ہر ایک بہن ایک نیا علاج تجویز کرتی ہیں۔ اور ایک دوسرے سے زیادہ مجرب اور مفید بتلاتی ہیں۔ جب اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ تو بعض اوقات تو اس کا نتیجہ حوصلہ افزا ہوا کرتا ہے۔ لیکن زیادہ تر خطرناک اور مہلک ثابت ہو کر بدترین نتائج کا ذمہ دار بن جاتا ہے۔ بہنوں کو چاہئے۔ کہ دور اندیشی سے کام لیں۔ اور کسی مرض کے ظاہری آثار اور سطحی حالات کی بنا پر غلط تشخیص کر کے علاج تجویز کرنے کی زحمت گوارا نہ کریں۔ اگر معالجہ اور تشخیص امراض ایسا ہی آسان فن ہوتا۔ تو ماہرین طب سالہا سال کے تجربات کے باوجود اس قدر غور و فکر اور جانچ پڑتال ضروری نہ سمجھتے۔

کس قدر حیرت کا مقام ہے۔ کہ ایک شخص کو ہلکا ہلکا بخار رہتا ہے۔ اور ہر روز بلا ناغہ کسی خاص وقت میں اس کا ٹمپریچر کچھ دیر کو اعتدال سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر حکیم اپنے تجربات و مشاہدات کی بنا پر مفید دواؤں کا استعمال کراتے ہیں۔ لیکن بخار کی وہی رفتار رہتی ہے۔ اگر تمام دن ٹمپریچر نارمل رہا بھی۔ تو رات کو کچھ دیر کے لئے حرارت بڑھ جاتی ہے۔

حکیم صاحب کے تمام نسخے بے سود ثابت ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر اپنے فارماکوپیا کی بہترین اور مجرب دواؤں کو بے اثر پاتا ہے۔ آخر

وہ خون اگزامن" کرتا ہے۔ تھوک۔ پیشاب وغیرہ سب کچھ "اینالائز" کیا جاتا ہے۔ ایکسرے کی تصاویر لی جاتی ہیں۔ جب کہیں مرض کی تشخیص ہوتی ہے۔ اس وقت اس کا درست معالجہ تجویز ہوتا ہے۔ جو آخر کار کامیاب ثابت ہوتا ہے ؀

اب بتلائیے تو اس قدر جانفشانیوں کے بعد جو چیز بمشکل حاصل ہوتی ہے۔ وہ سرسری حالات کوسُن کر کیونکر معلوم ہو جائے گی۔ نتیجہ لازمی ہے۔ کہ علاج مرض کی کیفیت کے منافی ہو کر مریض کو بجائے فائدے کے نقصان پہنچائیگا۔ سچ پوچھئے تو مرض کی تفصیل ہم عورتوں سے بیان کرنے میں بھی اکثر غلطی ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ مریض کی رشتہ دار خواتین ہمیشہ ایسے موقع پر اس قدر پریشان ہو جاتی ہیں۔ کہ بوکھلاہٹ کے مارے کچھ کا کچھ سمجھنے لگ جاتی ہیں۔ اور اس کی وضاحت کرنا ان کے لئے دشوار ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں جبکہ کسی بات کا صحیح اندازہ نہ ہو جائے۔ اس پر رائے قائم کرنا بھی امر محال ہے ؀

بعض اوقات معدے کی خرابی اور جگر کے فعل میں نقص واقع ہونے کے باعث بخار ہو جاتا ہے۔ اس کو رفع کرنے کے لئے طبیب اکثر مسہل دیا کرتے ہیں جس میں پیٹنٹ دوائیں بھی ہوا کرتی ہیں۔ بعض لوگ ان دواؤں کو بغیر ڈاکٹر کے مشورے کے خود استعمال کر بیٹھتے ہیں۔ جن سے بعض اوقات مرض نہایت نازک صورت اختیار کر لیتا ہے ؀

ایک مرتبہ ایک خاتون کو یکایک سخت بخار ہو گیا۔ ٹمپریچر ۱۰۴ سے کم ہونے میں نہ آتا تھا ڈاکٹر بلوایا گیا۔ اس نے دوا دی۔ ایک تیز جلاب بھی دیا۔ کیونکہ اس نے مشاہدات اور حالات کے مطابق یہی ضروری سمجھا تھا۔ چنانچہ بخار دو تین اجابت کے بعد ہی کم ہونا شروع ہو گیا۔ اور کئی اجابت کے بعد اتر گیا۔ گھر کے لوگوں نے سمجھ لیا کہ بس بخار اتارنے کا آسان علاج جلاب ہے۔ چونکہ ڈاکٹر نے جلاب کی پیٹنٹ دوا دی تھی۔ یادداشت کی کتاب میں چڑھا لی گئی ؀

حسن اتفاق سے کئی ماہ بعد ان بیچاری پر پھر بخار کی مصیبت نازل ہوئی۔ کئی روز تک سخت تکلیف میں مبتلا رہیں۔ تیسرے روز وہی پیٹنٹ جلاب کی گولیاں کھلا دی گئیں لیکن اس مرتبہ معاملہ برعکس تھا۔ جلاب کی گولیاں بغیر ڈاکٹر کے مشورے کے جو کھلائی گئیں۔ انہوں نے بجائے فائدے کے نقصان کیا۔ یعنی دست حد سے زیادہ آنے لگے۔ اور بخار دوگنا ہو گیا۔ مریض کی حالت حد سے زیادہ خراب ہو گئی۔ جان کے لالے پڑ گئے۔ بعد میں بڑے بڑے ماہرین فن نے تجویز کیا۔ کہ اس مرتبہ بخار معمولی نہ تھا۔ بلکہ ٹائیفائڈ تھا۔ اس مرض میں ڈاکٹر



مصر کا نوجوان فرمانروا شاہ فاروق اور مصری
عمائد سلطنت



[illegible]

خصوصیت کے ساتھ جلاب دینے کے خلاف ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ شروع ہی سے معدہ بگڑ گیا جس سے مریض کی کمزوری حد سے زیادہ تجاوز کر گئی۔ چونکہ زندگی باقی تھی۔ بہزار مصیبت صحت ہوئی۔

اسی طرح ایک بہن کو قلبی امراض کے باعث نیند نہ آنے کی شکایت پیدا ہو گئی۔ کئی یونانی اور ڈاکٹری نسخے استعمال کئے۔ لیکن کسی سے خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا۔ آخر انہوں نے ایک روز اپنی ملازمہ سے مشورہ کیا۔ کہ بھئی تم لوگ بے خوابی کا علاج کس طرح کرتی ہو۔ اس نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا۔ کہ حضور مسور کی دال کے برابر افیون کسی چیز میں ڈال کر کھالیں۔ نیند آجائے گی۔ واقعہ یہ تھا۔ کہ وہ خود افیون کی عادی تھی۔ اور روزانہ چھپا کر کھایا کرتی تھی۔

یہ بے چاری دو ہفتے سے نیند کے لئے ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی تھیں یہ صلاح ان کو پسند آئی۔ اسے ہے ٹھیک تو کہہ رہی ہے۔ بھوڑے افیونی اسی لئے تو دن رات اونگھتے رہتے ہیں۔ آخر نیند کا غلبہ بے حد ہوتا ہوگا۔ جب ہی تو یہ نوبت آتی ہے۔ لیکن میں تو فقط علاج کے طور پر تھوڑی سی استعمال کروں گی۔ اور بے خوابی کی شکایت دور ہوتے ہی چھوڑ دوں گی۔ غرض دل کو یوں سمجھا بجھا کر دوسرے دن رات کو وہ اس پر عمل پیرا ہو گئیں۔ یقین جانئے۔ کہ قلبی بیماری میں پہ اختلاج قلب کے علاوہ خون کا دباؤ بہت بڑھا ہوا تھا۔ افیون کا کھانا تھا۔ کہ اس کی گرمی۔ تیزی اور مسموم تاثیر کے باعث اختلاج قلب حد سے تجاوز کر گیا۔ اور تمام اعصاب میں تشنج کی کیفیت طاری ہو گئی۔ سر سے آگ نکل رہی تھی۔ چکر پر چکر آرہے تھے۔ غرض نیند آنے کے بجائے دائمی بے چینی بہت بڑھ گئی۔ منہ سے کف جاری ہو گیا۔ آنکھیں پتھرا گئیں۔ گھر کے لوگوں کو اس واقعہ کی خبر تو نہ تھی۔ تاہم انہوں نے سر پر برف وغیرہ رکھی۔ اور تسکین پہنچانے کے لئے مفرح شربت وغیرہ پلائے جس سے ایک حد تک ان کی طبیعت کو سکون نصیب ہوا۔

یہ درست ہے۔ کہ اکثر موقعوں پر ڈاکٹر بے خوابی کا علاج مارفیا سے کرتے ہیں۔ لیکن اعصابی شکستگی کے ساتھ جو قلبی عارضوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ ان کی صورت حالات کا مطالعہ کر کے ڈاکٹر ہرگز ان لوگوں کو مارفیا نہیں دیتے۔ اور نہ کسی قسم کی تیز دوائیں استعمال کراتے ہیں۔ خواب آور دوائیں ہر حالت میں ایک جیسی استعمال نہیں کرائی جاسکتیں۔ اور اس کا اندازہ بجز ماہر طبیب کے ہما شما صرف مریض کی کیفیتیں سن کر نہیں کر سکتے۔ اس میں بے حد خطرہ ہوتا ہے۔ بلکہ کبھی کبھی مریض کی جان پر

آبنتی ہے۔

ان دنوں ہماری بہنوں میں اپنی مغربی بہنوں کے تہذیب و تمدن کا بہت کچھ اثر ہو چلا ہے۔ اور وہ بلا سوچے سمجھے ان کی ریس کرنے لگ جاتی ہیں۔ لیکن چونکہ وہ ان کی طرح ہر کام میں احتیاط نہیں کرتیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بجائے فائدہ کے نقصان اٹھاتی ہیں کسی شاعر نے سچ کہا ہے:-

ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی بھی صورت کو بگاڑ۔

ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے۔

میری ایک دوست کو جو ماشاء اللہ صحت مند۔ تندرست اور موٹی تازی تھیں۔ فیشن پرستی نے اکسایا۔ ان کے دل میں بھی شوق چرایا۔ کہ میں کسی طرح دبلی ہو جاؤں۔ میرا جسم فیشن کی حدود سے باہر ہے۔ اس کی روک تھام ضرور ہونی چاہئے۔ گھر کے بڑوں سے اس کا چرچا کیا۔ لیکن ان لوگوں نے بات ٹال دی۔ ان کے دماغ میں تو نازک اندام بننے کا سودا سمایا تھا۔ خاموش کب رہ سکتی تھیں۔ اخباروں کے اشتہاروں سے ایک دوا انتخاب کی۔ یہ بہت کم دوا تھی۔ اس کے موجد نے دعوے کے ساتھ لکھا تھا۔ کہ روزانہ استعمال سے ہر ہفتے میں ایک پونڈ کی کمی ہوتی جائے گی۔ انہوں نے مسلسل تین ماہ تک اس کا استعمال جاری رکھا۔ اور ہمیشہ مقررہ خوراک سے دگنا کھاتی گئیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ دوا کی تیزی اور دستوں کی شدت سے تمام آنتوں میں خراش آگئی۔ معدہ کا بھی ستیاناس ہوا۔ اور وہ میں بلا دوا کے ہر وقت دست آنے لگے۔ کچھ کھاتیں یا پیتیں فوراً دست آجاتا۔ بالکل زرد اور دُبلی ہو گئیں۔ جب حالت بگڑی تو طبیب بُلائے گئے۔ اور آنت میں خراش آنے کی وجہ یہ معلوم ہوئی۔ کہ سوڈا۔ الکلی۔ تیزاب وغیرہ نے مل کر آنتوں میں زخم پیدا کر دیا۔ اب بیوی صاحبہ نے اقرار کیا۔ کہ میں فلاں پیٹنٹ دوائی استعمال کرتی تھی۔ ہزارہا علاج ہوئے۔ بے شمار انجکشن دیئے گئے۔ لیکن ضعف معدہ کی شکایت نہ گئی۔ سوکھ کر کانٹا ہو گئیں۔ اور ہمیشہ کی مریض بن گئیں۔

بعض اخباروں میں یہ اشتہار بھی نکلا کرتا ہے۔ کہ ہم تو بہت سے نسوانی بیماریوں کا علاج صرف خط و کتابت کے ذریعے کرتے ہیں۔ اور شرطیہ صحت حاصل ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ بھی ہمیشہ برعکس ہوتا ہے۔

کسی سخت مرض کا اس قدر اٹکل پچو علاج ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن ہمارے ہندوستان جنت نشان میں اگر کسی پیشہ کو فروغ حاصل ہے۔ اور وہ کثیر آمدنی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ تو وہ یہی اشتہاری دوائیں۔ نیم حکیموں کے معالجے یا پیری مریدی ہے۔ یہ دونوں طریقے

ہندوستانی زود اعتقاد لوگوں کو پھانسنے کے لئے سحر کا سا اثر رکھتے ہیں ۔

گو بہنوں کا اخبار و رسائل کے ذریعے علاج تجویز و طلب کرنا ضرر رساں ہے لیکن یہ طریقہ بھی بہت بہتر ہے ۔ ہندوستانی بیویاں عموماً جاہل اور ناواقف لوگوں کی بتلائی ہوئی دواؤں کو خطرناک اور مخدوش حالتوں میں بھی مردوں سے چھپا کر استعمال کرانے سے نہیں چوکتیں ۔

دُنیا کا پانی

شاید آپ کو دُنیا کے پانی کی مقدار کا علم نہ ہوگا۔ کہا جاتا ہے کہ دنیا بھر کے پانی کی مقدار ۳۲ کروڑ ۷۰ لاکھ مُربع میل ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جو پانی ہوا اور زمین کے نیچے ہے۔ اس میں شامل نہیں ہے۔ اگر اس کو بھی جمع کر دیا جائے۔ تو ۳۳ کروڑ مُربع میل ہو جائے گا۔ یعنی مقدار اتنی حد تک بڑھ جائے گی کہ انسان شاید ہی اس کی وسعت کا اندازہ لگا سکے ۔

سائنسدانوں نے اندازہ کیا ہے کہ بحرالکاہل۔ بحر اوقیانوس۔ بحر ہند۔ بحر منجمد شمالی اور بحر منجمد جنوبی کا کل پانی ۳۲ کروڑ ۹۰ لاکھ مُربع میل ہوگا۔ اور باقی ماندہ ندی اور جھیل کا پانی دس لاکھ میل سے بڑھ جائے گا ۔

پُوری دنیا کا رقبہ ۱۹ کروڑ ۷۰ لاکھ مربع میل ہے۔ اگر ہماری دنیا بالکل چپٹی ہوتی۔ تو پوری دُنیا دو میل کے گہرے پانی میں غرق رہتی ۔

فرض کرو۔ اگر ہم تمام پانی کو ایک جگہ جمع کریں۔ اور بارش کی طرح ایسا بہائیں۔ کہ روزانہ ۲۵½ انچ بارش ہو۔ تو اس طرح تمام پانی ختم کرنے کے لئے متواتر دن رات گیارہ سال کا عرصہ چاہیئے ۔

ساری دنیا کا پانی اگر ایک جگہ جمع کرنا ہو۔ تو ۶۹۰ مُربع میل کا حوض چاہیئے۔ اور اس میں سے پانی ایسی رفتار سے گرایا جائے جو نیاگرا کی آبشار کی رفتار کے برابر ہو۔ تو اس حالت میں دنیا کا سارا پانی ختم کرنے کے لئے ۷۰ ہزار صدیوں کی ضرورت ہوگی ۔

مس نواب میر اقبال علی خاں۔ نلگنڈہ

دو منثور نظمیں

(از محترمہ قرۃ العین صاحبہ)

خوابِ شیریں

اس شوریلی دنیا کے افسردہ فکروں سے آزاد کرنے والی سحرانگیز نیند آ! اور میری پُرنم آنکھوں کو بند کردے۔ میرا بوسیدہ دامن اشکوں کی نہ تھمنے والی ندی سے تر اور میرا دل احساس کے پُردرد نالوں سے پاش پاش ہوگیا۔ اے راحت پہنچانے والی نیند لوگ تجھ کو موت کا مجسمہ کہتے ہیں۔ تو کچھ بھی ہو۔ میرے لئے تو سکون کا فرشتہ ہے۔ کاش تو ہمیشہ کے لئے میری تھکی ہوئی رُوح کو اپنے روپہلی پروں میں چھپالے۔

اے حسین ستارہ! تیرا چہرہ میرے لئے خوشی کا پیغام لاتا ہے۔ اپنا سنہری بربط اُٹھالا! جس کے زریں تاروں کی موسیقی میرے دل کے ان ہنگاموں کو موت کی طرح خاموش کردیتی ہے جن کا وجود میرے کمزور دماغ کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ اے راحت کی دیوی اس سے پہلے کہ موت مجھ کو اپنے آغوش میں لے۔ تو مجھ کو اپنے مقدس دامن میں ڈھانپ لے۔

جُستجو

اے اطمینان وسکون کی حسین دیوی۔ بتا کہ تیرا پاک مسکن کہاں ہے؟ کیا تو ان سادہ لوح اور معصوم گڈریوں کے دلوں میں جاگزیں ہے۔ جن کی سُریلی بانسریاں سرسبز پہاڑ کے دامن میں محبت کا راگ چھیڑ کر کل کائنات کو ایک بے خودی کے عالم میں محو کردیتی ہیں؟ آخر بتا! میں تجھ کو کہاں تلاش کروں؟ کیا ان پاک رُوحوں میں جو دن رات اپنے اس معبود حقیقی کی یاد میں گریاں ہیں جس نے آسمان اور زمین کو وجود بخشا۔ اور جو کل کائنات پر اپنی رحمت کے پھول بکھیرتا ہے۔ یا تُو ان نیک بندوں کے مقدس سینوں میں مقیم ہے جن کے چہرے خدائے پاک کی ریاضت سے مہتاب کی مانند زرد اور روشن ہیں۔

شاید تو! اس عالم کے پُرنور دل میں موجود ہو! جس کی قیمتی عمر کا بہترین حصہ زندگی اور موت کے پُراسرار مرحلے کو کتابوں کے رنگین صفحوں پر تلاش کرتے گزرا۔ اے راحت کی دیوی بتا۔ میں تجھکو کہاں تلاش کروں! اس نیلگوں آسمان کے پردوں میں یا پہاڑوں کی گہری اُودی وادیوں میں۔ یا اس بے وفا دنیا کی عشرت گاہوں میں؟ تو جہاں بھی ہو اے مسرت کی دیوی آ! اور میرے ویران دل کو اپنے قدموں کی برکت سے معمور کردے۔

(ماخوذ)

دوزخ

(از آنسہ رضیہ دلشاد بیگم۔ امبیرا)

۱۔ ساس

میں دنیا میں سب سے زیادہ اپنے بیٹے سے محبت کرتی ہوں۔ اور میں نے اپنی زندگی کا بہترین زمانہ اس کی خدمت اور محبت میں گذارا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ یہ خود غرضی معلوم ہو۔ مگر میں اس کی شادی کے دن کا خیال کرکے خوف زدہ ہوجایا کرتی۔ میری بہو نئے زمانہ کی لڑکی ہے۔ گو میرا مطلب یہاں پر اس کے سُرخ ناخنوں یا سرخ لبوں کی یا حد سے زیادہ روژ کی برائی کرنا مقصود نہیں لیکن افسوس ہے۔ کہ اس کے آنے سے میرے بیٹے نے ہم کو بالکل بھلا دیا۔ جب شادی ہوئی تھی۔ تو میرے شوہر نے کہا تھا۔ کہ "ہمارا لڑکا اس قسم کا نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے والدین کو بھول جائے۔ تم خاطر جمع رکھو۔ وہ شادی کے بعد بھی ہم کو یاد رکھے گا۔" لیکن افسوس کہ معاملات بالکل برعکس ہیں۔ اور ہماری سب امیدیں اور آرزوئیں خاک میں مل گئیں۔ مانا یہ ضروری بات ہے۔ کہ ایک لڑکی اپنے شوہر سے محبت کرے۔ اور اس کے گھر کا انتظام اچھی طرح کرے۔ پھر اب اُن کے ایک ننھا سا بچہ بھی ہے جس سے ہم لوگ بھی بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔ مگر ان سب کے باوجود اگر وہ لڑکی میرے بیٹے کی تمامتر توجہ اپنی ہی طرف منعطف رکھے تو انصاف سے کہئے۔ جائے افسوس ہے یا نہیں؟

میں بچے کی پرورش میں اس کو مدد دینا چاہتی ہوں۔ وہ ازدواجی زندگی میں بہت سی غلطیاں کرتی ہے۔ میں اُسے راہ راست دکھانا چاہتی ہوں۔ اس سے میرا مقصود اس کی گھریلو زندگی میں دخل درمعقولات کا نہیں۔ بلکہ مدد دینے کا ہے۔ مگر اس کا کیا علاج۔ کہ وہ میری مدد کو بھی دخل درمعقولات ہی سمجھتی ہے وہ لوگ بچے کو نئے طرز پرورش کے مطابق پال رہے ہیں۔ مگر سچ تو یہ ہے۔ کہ جب میں بچے کو تنہا درختوں کے نیچے پڑا دیکھتی ہوں۔ صرف اس لئے کہ اس کو تازہ ہوا سے آکسیجن مل سکے۔ تو میں اپنی اور اُس معصوم کی قسمت پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ میں ان عجیب وغریب طریقوں میں کوئی فائدہ نہیں دیکھتی۔ بلکہ نقصان ہی کا احتمال ہے۔ آخر میرے بھی ایک بیٹا ہے جس کو میں نے پرورش کیا۔ یعنی اس کا

یہ تنومند اور تندرست خوب صورت شوہر جس سے وہ اس قدر محبت کرتی ہے۔ آخر میرے دقیانوسی طریقوں ہی سے پرورش پایا ہوا نوجوان ہے۔ مجھے یہ صد درجہ خود غرضی معلوم ہوتی ہے۔ ہم نے اپنا بہترین وقت اس کے لئے صرف کیا اور اس کے لئے بہتر سے بہتر چیزیں مہیا کیں اب اگر ہم اس کی زندگی میں تھوڑی دل چسپی لینا۔ اور بچے کو اپنا سمجھ کر اس کی بہتری کے متعلق رائے دینا چاہتے ہیں۔ تو ہم کو پرانا اور دقیانوسی کیوں سمجھا جاتا ہے۔ میں اس کا بھلا چاہتی ہوں۔ وہ میری زندگی کا تنہا سہارا اور میری زندگی کی تنہا خوشی ہے۔ اگر مجھے اس سے اتنی محبت نہ ہوتی۔ تو میں اس کو غلطیاں کرتے ہوئے آسانی سے دیکھ سکتی۔ اور چپ رہ سکتی تھی۔ لیکن کیا کروں۔ میں اسے غلطی کرتے نہیں دیکھ سکتی۔ اور پھر بچہ ہی تو ہے وہ۔ اور بھی زیادہ ہماری محبتوں کا مرکز ہے۔ ہر ماں میرے نقطۂ نظر کو آسانی سے سمجھ سکتی ہے۔ آپ ہی انصاف کیجئے۔ کہ میں کیا بہت زیادہ امید کر رہی ہوں؟

۲۔ بہو

میں جانتی ہوں۔ کہ اماں جان کا مطلب ہمیشہ اچھا ہوتا ہے۔ اور ابا جان بھی ہمارے خیر خواہ ہیں۔ ان دونوں سے بڑھ کر میرے شوہر اور بچے کا اور میرا کوئی خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ ہم سب سے بہت محبت کرتے ہیں۔ مگر کتنے افسوس کی بات ہے۔ کہ بہت سے بزرگ حد سے زیادہ محبت کی وجہ سے اپنے بچوں کے آرام اور خواہشات میں خلل ڈالتے ہیں۔ اماں جان چاہتی ہیں۔ کہ یا تو وہ یہاں آ جائیں۔ یا میں مع بچے کے ان کے یہاں جا کر رہوں۔ میرے شوہر کا خیال ہے۔ کہ بزرگ دور ہی رہیں۔ تو اچھا ہے۔ یہ خیال میرے لئے کتنا سوہان روح ہے۔ کہ دنیا میں جن تین اشخاص سے میں سب سے زیادہ محبت کرتی ہوں۔ وہ اس ایک بات پر ہمیشہ لڑتے رہیں۔ کاش اماں جان اس بات کو سمجھ سکتیں!!

اگر مجھے ان سے محبت نہ ہوتی۔ تو میں ان کے کہنے کی کوئی پروا نہ کرتی لیکن مشکل یہ ہے۔ کہ وہ میرے شوہر کی ماں ہیں۔ اور میں ان سے محبت بھی کرتی ہوں۔ لہٰذا انہیں فضول رنج کرتے اور اپنے کو پریشان کرتے دیکھ کر مجھے بے حد صدمہ ہوتا ہے۔ جب ان کی شادی ابا جان سے ہوئی تھی۔ تو اس وقت کوئی بھی دخل در معقولات کرنے والا نہ تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی اپنی خواہش اور زمانہ کے رفتار کے مطابق گذاری۔ انہوں نے اپنے بچے کو بھی اپنی خواہشات کے مطابق پرورش کیا۔ اب زمانہ کا اور رنگ ہے۔

میں بھی اپنی زندگی کا بہترین حظ حاصل کرنا چاہتی ہوں میں اپنے شوہر اور اپنے بچے اور اپنے گھر سے اپنی زندگی کو مطمئن کرنا چاہتی ہوں - اور کون کہہ سکتا ہے - کہ میری یہ خواہش بے جا ہے۔

وہ اپنے لڑکے کو ابھی تک بچہ سمجھتی ہیں اس نقطۂ نظر پر میرا ان کا بہت اختلاف ہے آخر اب وہ کوئی بچے تو ہیں نہیں - عقل مند اور گرہستی آدمی ہیں - اُن کو اب ماں کے آغوش یا جوڑے کی کوئی ضرورت نہیں - اپنے اچھے اور بُرے کو خود سمجھ سکتے ہیں - میں بھی کوئی بچہ نہیں - گھر سنبھالنا اور بچے کی پرورش کرنا بخوبی جانتی ہوں - وہ سمجھتی ہیں - کہ اس میں بڑی محبت ظاہر ہوتی ہے لیکن کاش وہ یہ سمجھ سکتیں - کہ ان کے یہ خیالات ہم دونوں کے لئے کس قدر اذیت دہ اور اُن کے ان عجیب خیالات کی وجہ سے ہماری خوشیوں کے آسمان پر فکر کا ایک بادل چھایا رہتا ہے - انہوں نے تیس پینتیس برس تک گرہستی کی - بہت کی - اب انہیں نئی پود کو جگہ دینا چاہئے - اگر بڑے ہٹیں گے نہیں - تو چھوٹے بڑھیں گے کس طرح - یہ اُن کی سراسر خود غرضی معلوم ہوتی ہے - کہ اپنا گھر سنبھالنے کے بعد وہ میرے گھر میں بھی دخل دینا چاہتی ہیں - اور مجھے اپنی زندگی کی ان شیریں ساعتوں سے محروم رکھنا چاہتی ہیں - بہت سی نوجوان بیویاں مجھ سے اتفاق کریں گی - آپ کی کیا رائے ہے؟

(ترجمہ از ینگ لیڈیز جرنل)

رباعیات اکبر

(۱) غفلت کی ہنسی سے آہ بھرنا اچھا - انفعال مضر سے کچھ نہ کرنا اچھا
اکبر نے سنا ہے - اہل غیرت سے یہی - جینا ذلت سے ہو تو مرنا اچھا۔

(۲) روزی مل جائے مال و دولت نہ سہی - راحت ہو نصیب شان و شوکت نہ سہی
گھر بار میں خوش رہیں عزیزوں کے ساتھ - دربار میں باہمی رقابت نہ سہی

(۳) تسبیح و دعا سے جس نے لذت پائی - اور ذکر خدا سے دل نے راحت پائی
کوئی نہیں خوش نصیب اُس سے بڑھ کر - بس دونوں جہاں کی اُس نے راحت پائی

مرسلہ مس معراج غلام حسن - پشاور سٹی

مُنّی کی کہانی

(ازجناب چند صاحب بی اے ترمیم و حذف)

منّی کی ماں کے چلے جانے پر میری پڑھائی میں خلل پڑنے لگا۔ میری کچھ ایسی عادت ہے۔ کہ میں رات کو پڑھے بنا سو نہیں سکتا۔ اور اب جبکہ منّی کی ماں یکایک میکے چل دیں۔ تو گھر کا نقشہ ہی بدل گیا۔ منّی کو ساتھ نہ لے گئیں۔ غمی ہیں۔ اسے کیوں حیران کریں۔

آج میں دفتر سے کچھ دیر پہلے ہی گھر پہنچ گیا۔ نہا دھو کر فارغ ہوا تو مہرانی نے کھانا پروس دیا۔ منّی نے میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ ماں کے چلے جانے پر اداس اداس نظر آتی تھی۔ کھانا کھا کر جو بستر پر لیٹے تو منّی نے کہانی سنانے کے لئے ضد شروع کر دی۔ آپ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ اتنی مدت اخباروں میں کہانیاں لکھنا ہی جس کا پیشہ رہا ہو۔ اس کے لئے کوئی قصہ گھڑ لینا کیا بڑی بات ہے۔ لیکن یقین جانئے کہ میرا دماغ کام نہ کرتا تھا۔ وہ تو خیر گذری کہ کوئی اخبار کا ایڈیٹر وہاں موجود نہ تھا۔ نہیں تو نہ معلوم میرے بارے میں کیا رائے قائم کرتا۔

چار و ناچار کتاب کو تہہ کیا۔ اور کہانی سنانے لگا۔

"دیکھو منّی ایک بڑا بھاری قلعہ تھا۔ اس میں ایک بہت بڑا دیو رہتا تھا۔ اس کے دو بڑے بڑے سینگ تھے۔ وہ آدمی کھایا کرتا تھا۔ اس کی ایک لڑکی تھی۔ بڑی خوب صورت اور بھولی بھالی۔ اس کے کشمیری سیب کے سے گال اور بڑی بڑی نیلی آنکھیں تھیں ۔ ۔ ۔ ۔"

"اوں ہوں اس میں راجا رانی کہاں ہیں"۔ منّی نے کہا۔

اب تک تو منّی دھیان سے سن رہی تھی۔ اور میں خوش تھا۔ کہ میرا رنگ جم رہا ہے۔ مگر اس مداخلت نے رنگ پھیکا کر دیا۔

"ارے بھئی تم سنو تو سہی۔ راجا رانی بھی آجائیں گے"۔

"ہاں تو اس کی بڑی بڑی نیلی آنکھیں تھیں اور اس کا نام تھا منّی ۔ ۔ ۔ ۔"

"اوں ہوں اس کا نام منّی کیسے ہو سکتا ہے۔ جاؤ ہم کہانی نہیں سنتے"۔

"ارے میں بھول گیا اس کا نام تھا اوشا۔ جب وہ سیانی ہوئی۔ تو دیو نے قلعے کے چاروں طرف ایک دیوار بنادی۔ کہ کہیں کوئی اوشا کو تنگ نہ کرے۔ صبح کو دیو جب خوراک کی تلاش میں جاتا۔ تو قلعے کے دروازے بند کر جاتا۔ اور پھر شام کو چراغ جلے گھر لوٹتا۔ اوشا سارا سارا دن جنگلی پھولوں سے کھیلا کرتی۔ لیکن وہ اکیلے میں بڑی اداس رہتی تھی۔ بلی بکتا اور گنگا رام طوطا اس کی یہ حالت دیکھ کر دل ہی دل میں کڑھتے۔ لیکن وہ بول نہ سکتے تھے۔

ایک دن اوشا چھوئی موئی کی بیل کے پاس کھڑی تھی۔ کہ بیل کے پتوں میں سے چھن چھن کر آتی ہوئی کرنوں میں اسے کوئی چیز ملتی ہوئی معلوم ہوئی۔ وہاں جاکر جو دیکھا۔ تو نورانی لباس والی ایک پری کھڑی تھی۔ اس کا لباس جھل جھل کر رہا تھا۔ اور وہ دھوپ کی کرن میں کھڑی ہوئی کرن ہی معلوم ہوتی تھی۔ اس نے اوشا کی ٹھوڑی ہاتھ میں لے کر کہا۔ "بیٹی میں دھوپ کی پری ہوں اور تیری مدد کرنے آئی ہوں۔ مانگ کیا مانگتی ہے؟"

"مجھے کھیلنے کے لئے ایک ساتھی چاہئے یہاں اکیلے میں میرا جی نہیں لگتا۔" اوشا نے کہا۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے پری نگاہوں سے اوجھل ہوکر دھوپ میں مل گئی۔

دوسرے دن صبح جب اوشا پھولوں سے کھیل رہی تھی۔ تو اس کا ہاتھ جھاڑی میں الجھ گیا۔ جھاڑی میں کانٹے تھے جو اس کے ہاتھ میں چبھ گئے۔ وہ رونے لگی۔ دفعتہً اسے جھاڑی پر اپنے سائے کے اوپر ایک اور سایہ پھیلتا ہوا دکھائی دیا۔ مڑ کر جو دیکھا تو ایک خوب صورت لڑکا کھڑا ہوا۔ مسکرا رہا تھا۔ اس کے بال گھنگریالے تھے۔ اور اس کی آنکھیں ہنستی ہوئی معلوم ہوتی تھیں ......"

منی کی پلکیں بوجھل ہوئی جا رہی تھیں۔ اور وہ کھوئی ہوئی نظروں سے نہ جانے کیا دیکھ رہی تھی۔ میں نے جانا سو رہی ہے۔ کہ اس کی محویت ٹوٹی اور مجھے جھنجھوڑ کر بولی "ہاں تو پھر کیا ہوا؟"

"پھر؟ پھر وہ لڑکا آگے بڑھا۔ اور اس نے اوشا کا ہاتھ جھاڑی سے نکالا۔ اوشا کے ہاتھوں سے خون نکل رہا تھا جسے اس نے رومال سے پونچھا۔ اوشا لجائی ہوئی نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔ جب لڑکے نے آنکھ اوپر اٹھائی۔ تو وہ بڑے غور سے زمین کی طرف دیکھنے اور انگوٹھے سے زمین کریدنے لگی۔

"تمہیں تکلیف تو نہیں ہوئی؟" اس نے پوچھا۔

"نہیں" اوشا نے جواب دیا۔

اس کے بعد سناٹا چھا گیا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟" لڑکے نے پوچھا۔

"میرا نام ہے اوشا"۔

"اور تمہارا نام؟" اوشا نے پوچھا۔

"میرا نام ہے نٹ کھٹ" لڑکے نے جواب دیا۔

اس کے بعد پھر خاموشی چھا گئی۔

اتنے میں بلی کتا ایک اجنبی کو پاکر زور زور سے بھونکنے لگا۔ اور طوطے نے بھی ٹیں ٹیں شروع کر دی۔ اوشا نے لڑکے سے کہا۔ "چلو اندر چلیں۔ وہاں مٹھائیاں رکھی ہیں"۔ دونوں رسوئی میں داخل ہوگئے۔ اور مزے سے مٹھائیاں کھانے اور آپس میں باتیں کرنے لگے۔

اوشا نے پوچھا۔ "تم یہاں کیسے آئے؟"

"دھوپ کی پری نے مجھے تمہارا پتہ دیا تھا"۔ نٹ کھٹ بولا۔

"لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہئے۔ کہ میں دیو کی لڑکی ہوں۔ اور میرا باپ آدمیوں کو کھا جاتا ہے۔ اس کے آنے کا وقت ہو رہا ہے تم یہاں سے فوراً چل دو"۔

"وہ میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتا"۔ نٹ کھٹ نے جواب دیا۔

اتنے میں زور سے آندھی چلنے لگی۔ اور درختوں کے ٹوٹنے کی آوازیں آنے لگیں۔ قلعے کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بھونچال آگیا۔

"دیو آرہا ہے۔ تم الماری کے پیچھے چھپ جاؤ۔ جاؤ جلدی کرو۔" اوشا نے گھبرا کر کہا۔

"ڈرو مت۔ میں یہیں کھڑا ہوں۔ دیو میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتا"۔ نٹ کھٹ نے جواب دیا۔

دیو اندر آگیا۔ اوشا ڈر کے مارے لڑکے سے لپٹ گئی۔ اتنے میں دھوپ کی کرن لڑکے پر پڑی۔

دیو نے آتے ہی اوشا کو پیار کیا۔ لیکن اسے نٹ کھٹ دکھائی نہ دیا۔ اوشا حیران رہ گئی۔ اس نے مڑ کر جو دیکھا تو دھوپ پری اس کے کانوں میں کہہ رہی تھی: "حیران مت ہو بیٹی۔ تیرے ساتھی نے دھوپ کا شفاف لباس پہن رکھا ہے۔ تیرے سوا وہ کسی کو دکھائی نہ دے گا"۔

اور اوشا نے دیکھا کہ دیو چپ چاپ بیٹھا دیکھتا رہا۔ اور پھر تھوڑی دیر میں سو گیا اور اس کا ساتھی . . . . . .

منی کی بڑی بڑی کالی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ اور دولہا اپنی اور میری موجودگی سے بے خبر خدا جانے کہاں دیکھ رہی تھی۔

محفلِ تہذیب

محترمہ مسز امتیاز علی صاحبہ۔ تسلیم۔ آپ کو ہوائی جہاز کا لائسنس ملنے کی اطلاع سب سے پہلے ہمیں سری نگر میں ڈاکٹر جد اور احمد صاحب سے ملی۔ اس کے بعد ۲ جولائی کے تہذیب اور کل کے اسٹیٹسمین میں بھی یہ مسرت خیز خبر نظر سے گزری۔

آپ کا یہ کارنامہ مسلم خواتین کے لئے باعث فخر ہے۔ خدا کرے۔ کہ آپ کی اس پیش قدمی سے مسلمان عورتوں میں زندگی کے اس قسم کے شعبوں میں حصہ لینے کا شوق پیدا ہو۔ اور آپ کی مثال ہمارے لئے شمع ہدایت ہو۔ آمین۔ آپ ہم سب کی جانب سے دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ والسلام

صدیقہ بانو بنت کپتان ابن احمد صاحب ڈسٹرکٹ میڈیکل آفیسر گیا۔

میری مسز روحنا ز بہن بیگم امتیاز علی صاحبہ۔ یوں تو پہلے ہی سے آپ کی قدر و منزلت میرے دل میں گھر کر چکی تھی۔ مگر جب سے آپ کا قیمتی مضمون بعنوان "میری ہوا بازی کی تعلیم" جو ۲ جولائی کے تہذیب میں شائع ہوا نظر سے گزرا میری عقیدت دوبالا ہو گئی۔ اور میں بلا مبالغہ کہتی ہوں۔ کہ آپ کی ہوا بازی پر مجھ کو اس قدر مسرت حاصل ہوئی۔ کہ میں پھولی نہ سمائی۔ میں آپ کو "سولو فلیٹ" پر تہ دل سے مبارکبادی کا گلدستہ پیش کرتی ہوں۔ اور اُمید کرتی ہوں۔ کہ اپنی ایک ہم وطن اور دُور افتادہ بہن کا یہ ناچیز تحفہ آپ ضرور قبول فرمائیں گی۔ گر قبول افتد زہے عزت و شرف۔

مس حسنیٰ وہاب۔ وزیگاپٹم

یہ معلوم ہو کر دلی مسرت ہوئی۔ کہ محترمہ بہن مسز حجاب امتیاز علی صاحبہ نے ہوا بازی کی تعلیم میں نہایت شوق سے حصہ لیا بعد خدا کے فضل سے کامیاب بھی ہو گئیں۔ محترمہ بہن صاحبہ کی خدمت میں بہت بہت مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ قبول فرمائیے۔

مس حمیدہ فاطمہ بیگم نہٹور ضلع بجنور

۲۳۔ مئی سنہ ۱۹۳۶ء کے محفل تہذیب میں محترمہ سیدہ خیر النساء صاحبہ کا نوٹ دیکھا۔ محترمہ موصوفہ کو خاکسار کے مضامین سے

جو دلچسپی ہے۔ اس کا شکریہ۔ مجھ ناچیز کے مضامین کو ہندوستانی بہنیں جس پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھ رہی ہیں۔ وہ بہت ہمت افزا ہے۔ اسی سلسلہ میں جن قدردان بہنوں کے نامہ ہائے عالی وصول ہوتے رہتے ہیں۔ وہ سب میرے دلی شکریہ کی مستحق ہیں۔

محترمہ نے میرے شوہر کا اور میرا نام دریافت فرمایا ہے۔ جواباً عرض ہے۔ میرے شوہر کا نام محمد نور الحسن برلاس ہے۔ اور خاکسار کا نام اشرف جہاں بیگم ہے۔ مسز برلاس میرا قلمی نام ہے۔

خاکسار مسز برلاس

بہن مس رضیہ ملک عبدالمالک صاحبہ نے ۲۷ جون کی محفل تہذیب میں اپنی ہمشیرہ خورد کے لئے جن کے چہرے پر سرخی مائل سیاہ تل نکل آئے ہیں۔ دوا دریافت کی ہے۔ لہٰذا انہیں چاہئے۔ کہ اپنی ہمشیرہ خورد نسیم اختر کا مفصل حال محترمہ ایس جے بیگم صاحبہ کھرڑ ضلع انبالہ کی خدمت میں تحریر کرکے دوائی منگوا کر استعمال کرائیں۔ انشاء اللہ چہرہ بالکل صاف ہو جائے گا۔ ان کے پاس مجرب دوائیں ہیں۔

ایک تہذیبی بہن

---

۱۲ مارچ کے پرچہ میں محترمہ سعیدہ بیگم نے بال بڑھانے کی دوا کا پتہ دریافت کیا ہے۔ لہٰذا اپنے ذاتی تجربہ سے لکھتی ہوں کہ ان کو روغن گیسو دراز لد جہانی اور سر دھونے کا پوڈر استعمال کرنا چاہئے ملنے کا پتہ۔ اندر جہاں بیگم مستورہ جہانگیرآباد بھوپال۔ قیمت روغن فی سیر چار روپیہ پوڈر فی سیر دو روپیہ ہے۔

بیگم ظہیر احمد

۱۔ میں مس علی حیدر شاہ یا مسز علی حیدر شاہ سب جج سے خط و کتابت کرنا چاہتی ہوں۔ کوئی بہن یا بھائی ان کے ایڈریس سے آگاہ کریں۔ اگر ان کی نظر سے گزرے تو وہ خود لکھیں۔ کہ آج کل وہ کہاں مقیم ہیں۔ ممنون رہوں گی۔

۲۔ کیا مس آمنہ سلطان بنت محمد یعقوب مجھے ذیل کے ایڈریس پر سلسلہ خط و کتابت قائم کریں گی۔

۳۔ مجھے ایسا نسخہ مطلوب ہے جس سے قالین پر سے چکنا ہٹ کے داغ اور سیاہی کے دھبے دور ہو جائیں۔

مس معراج غلام حسن
میوہ منڈی ٹاؤن محلہ بڑھ پشاور سٹی





حکومت فلسطین کی [illegible] کے خلاف [illegible]
[illegible]

ولائتی معلومات

(خاص تہذیب کے لیے)

دُنیا کا سب سے بُوڑھا مرد

ترکی کے زارو آغا کی وفات کے بعد

اس وقت دُنیا کا سب سے بوڑھا آدمی زپارا نامی روس کے ایک کاسک کو سمجھا جاتا ہے۔ جس کی عمر ایک سو باون سال بیان کی جاتی ہے۔ زارو آغا شراب اور دیگر منشیات سے جس قدر پرہیز کرتا تھا۔ زپارا شراب وغیرہ پینے کا اسی قدر عادی ہے ۔

پچھلے دنوں انگلستان کے ایک اخبار کا نمائندہ زپارا کی شہرت سُن کر اس کی ملاقات کو گیا۔ اس نے اس ملاقات کا جو حال لکھا ہے۔ اس کا ترجمہ تہذیبی بہنوں کی دلچسپی کے لیے درج ذیل کیا جاتا ہے ۔

نمائندہ مذکور لکھتا ہے:۔ زپارا کی پڑپوتی نے جو میرے بالمقابل بیٹھی ہوئی تھی۔ اپنے دادا کے ہاتھ سے شراب کی بوتل چھینتے ہوئے آہ بھر کر کہا۔" دادا جان کو خدا جھوٹ نہ بلوائے تو ایک سو تیس برس سے شراب نوشی کی عادت ہے۔ اس دوران میں ہم نے لاکھ کوشش کی۔ کہ کسی طرح یہ اس بُری عادت کو ترک کردیں۔ لیکن یہ باز نہ آئے۔ آخر ہم نے ان کے سدھار" کا خیال ترک کر دیا۔"

"زپارا کے پاس اپنی پیدائش کا کوئی سرٹیفکٹ تو نہیں۔ لیکن روس کے سائنسدانوں کی ایک جماعت نے اس کا معائنہ کرنے کے بعد قطعی طور پر فیصلہ کیا ہے۔ کہ اس کی پیدائش ۱۷۷۷ء میں ہوئی۔ وہ جس علاقے میں رہتا ہے۔ وہ کوہستانی اور بہت دُشوار گزار ہے۔ لیکن میں یہ خیال کر کے کہ اگر روسی سائنسدان اس کے پاس پہنچ سکتے ہیں۔ تو یقیناً میں بھی پہنچ سکتا ہوں۔ اس کی ملاقات کو چل پڑا۔ اور طویل مسافت طے کرنے کے بعد بالآخر اس کے پاس پہنچ گیا ۔

وُہ ابھی تک اسی جھونپڑے میں رہتا ہے جس میں وہ ۱۷۷۷ء میں پیدا ہوا تھا۔ اس جھونپڑے کے پیچھے ایک دس ہزار فٹ بلند پہاڑ ہے جو گویا دیوار کا کام دیتا ہے۔ جب میں اپنے مترجم کو لیکر زپارا کے دروازے کے سامنے پہنچا۔ تو اس نے ہم سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ بیمار تھا۔ اس کی پڑپوتی نے بیان کیا۔ کہ دادا جان عمر میں پہلی مرتبہ بیمار ہوئے ہیں۔ اور اس بات سے وہ سخت

شرمندہ ہیں ۔

"میں نے وُدھکا (ایک قسم کی روسی شراب) کی ایک بوتل بطور تحفہ اس کے پاس بھجوائی۔ جسے اُس نے شکریے کیساتھ قبول کیا۔ اور اسی وقت پینا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر میں عجب شراب سے اس کے قویٰ میں طاقت آئی۔ تو وہ اُٹھ کر بستر پر بیٹھ گیا۔ اور کہلا بھیجا کہ جس کو ملنا ہو آ جائے۔ میں تیار ہوں ۔

جب ہم اندر پہنچے۔ تو وہ خوب بنا ٹھنا بیٹھا تھا۔ سر پر بکری کے بالوں کی پگڑی۔ اور جسم پر کاسکوں کا لمبا کوٹ۔ جس پر جابجا کارتوس لگے ہوئے تھے۔ اس کا قد زیادہ لمبا نہیں بلکہ اپنے بلند قامت ہموطنوں کے مقابلے میں وہ پستہ قد معلوم ہوتا ہے۔ اُس کا چہرہ سُوکھا ہوُا اور ناک مُڑی ہوئی ہے۔ جو ابخاسیہ (زبارا کے گاؤں کا نام) کے باشندوں کی خاص نشانی ہے۔ اس کی ڈاڑھی مختصر سی اور سفید ہے۔ برطانیہ میں اس شکل وصورت کے آدمی کو دیکھ کر اس کی عمر کا اندازہ پچاسی یا نوّے برس سے زیادہ نہ کیا جاتا ۔

اس کی بینائی نہایت اچھی تھی۔ البتہ ذرا اونچا سنتا تھا۔ جس کے باعث ہم کو ذرا بلند آواز سے بات کرنی پڑتی تھی۔ اس کے نصف سے زیادہ دانت ابھی تک صحیح وسالم تھے۔ جن پر اُسے بڑا ناز تھا ۔

اسے دھوپ میں کرسی پر بٹھاتے ہوئے اور اس کے جام میں اَور وُدھکا اُنڈیلتے ہوئے میں نے مترجم کی مدد سے اس سے بات چیت شروع کر دی۔ اُس نے دماغ پر زور دے کر گزرے ہوئے زمانہ کی بھولی بسری باتیں یاد کرنی شروع کیں۔ اسے اپنے بچپن کا صرف وہ زمانہ یاد تھا۔ جب وہ اپنے باپ کی بکریاں بحیرہ اسود کے سواحل کی چٹانوں کے آس پاس چرایا کرتا تھا۔ اُس زمانے میں وہ لوگ سرما و گرما دونوں موسم کھلے میدان میں گزارہ کرتے تھے۔ وہ بکریوں کی کھال کے بنے ہوئے خیمے میں رہا کرتے تھے۔ اور ان کی گزران زیادہ تر بکری کے گوشت پر تھی ۔

میں نے مترجم کے ذریعے پوچھا۔ کہ تم نے شادی کب کی تھی؟ اس نے جواب دیا۔ غالباً [illegible] میں۔ اس وقت میری عمر تینتیس برس کی تھی۔ اور میری بیوی کا سن سولہ برس تھا۔ اُس کے بطن سے چوبیس بچے پیدا ہوئے آخری بچہ [illegible] میں ہوُا۔ اس وقت میری عمر چھیاسٹھ برس کی تھی۔ میری بیوی نے نوّے برس کی عمر میں انتقال کیا۔ اس کے مرنے کے بعد میں نے دوسری شادی نہیں کی۔ اس دَوران میں میں نے اپنے ۵۵ پوتوں اور پوتیوں کو یکے بعد دیگرے پروان چڑھتے اور عمر رسیدہ ہو کر مرتے دیکھا ہے"

نامہ نگار مذکور لکھتا ہے۔ کہ میں زپارا کی عادات و خصائل کا حال معلوم کرنے کا بے حد مشتاق تھا۔ کہ شاید اس سے مجھے اُس کی درازیٔ عمر کا راز معلوم ہو جائے۔ چنانچہ میں نے پوچھا "تمہیں تمباکو پینے کی عادت ہے؟"

"ہاں۔ متواتر پی رہا ہوں"۔

"کیا کبھی گوشت کھانا ترک بھی کیا؟"

"کبھی نہیں"۔

"کے روز کے بعد نہایا کرتے ہو؟"

"جوانی میں باقاعدہ نہایا کرتا تھا۔ لیکن اب کوئی پچاس ساٹھ سال سے نہانا چھوڑ رکھا ہے"۔

"کسی قسم کی ورزش بھی کرتے ہو؟"

"نہیں۔ دس سال سے میں ایک میل بھی نہیں چلا"۔

"اس کی پڑپوتی نے بیان کیا۔ کہ دادا کی ٹانگیں کمزور ہیں۔ اس علاقے کی سنگلاخ زمین پر چلنا ان کے بس کی بات نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ گاؤں کے ہسپتال میں جا کر اپنا علاج نہیں کرا سکتے"۔

"یکایک میرے ذہن میں ایک خیال آیا۔ میرا خچر پہاڑ کے دامن میں بندھا کھڑا ہے۔ اگر زپارا کو کسی طرح سے اس پہاڑ پر سے اُتار لیا جائے۔ تو میں اپنے خچر پر بٹھا کر اُسے ہسپتال پہنچا سکتا ہوں۔ چنانچہ میں نے یہ تجویز اس کے سامنے پیش کی۔ پہلے تو وہ کسی طرح رضامند نہ ہوا۔ لیکن وُدھکا کے ایک دو جام پینے سے بالآخر وہ چلنے پر آمادہ ہو گیا۔ میں نے اُسے اپنی پیٹھ پر بٹھا لیا۔ اور اپنی گردن میں اُس کے ہاتھ حمائل کر کے انہیں رومال سے باندھ دیا۔ تاکہ وہ گرنے نہ پائے۔ پھر اس کا عصا پکڑ آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا ہوا پہاڑ سے نیچے اُترنے لگا۔ تھوڑی دور چل کر میں نے گردن جو پھیری۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ زپارا آنکھیں بند کئے مزے سے سو رہا ہے۔ وہ زیادہ بھاری نہ تھا۔ اس کا وزن ایک سو پندرہ پونڈ سے زیادہ نہ ہوگا۔

"پہاڑی سے نیچے اُتر کر میں نے زپارا کو خچر پر بٹھایا۔ اور ہم لوگ ہسپتال روانہ ہو گئے جب وہاں پہنچے۔ تو زپارا کا نشہ اُتر چکا تھا۔ اور وہ ہوش میں آ چکا تھا۔ یہاں اس کے کپڑے اُتار دیئے گئے۔ اور اس کے لئے صاف ستھرا بستر مہیا کیا گیا۔ وہ تندرست ہونے تک اسی ہسپتال میں رہے گا۔

"اس ہسپتال کے ایک ڈاکٹر سے مجھے یہ سن کر بہت تعجب ہوا۔ کہ یہاں سے چالیس میل آگے ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ جس کی آبادی تین سو نفوس پر مشتمل ہے۔ ان میں کچھ نہیں تو ڈیڑھ سو مرد عورت ایسے ہوں گے۔ جن کی عمریں سو سو برس یا اس سے بھی زیادہ ہوں گی"۔

دُنیا میں موٹروں کی تعداد

تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ دنیا کے مختلف شہروں میں موٹروں کی تعداد حسب ذیل ہے:-

پرتگال	۸۱۹
البانیہ	۹۰۰
جرمنی	۱۰۰۷۰۰
آسٹریا	۳۹۰۰۰
بلجیم	۱۰۰۰۵۵
بلغاریہ	۲۰۰۰
ڈرزگ	۲۰۰۰
ڈنمارک	۱۰۰۰۲۵
استھونیا	۳۰۰۰
فن لینڈ	۳۰۰۰۰
جزائر غادر	۳۰۰۰
فرانس	۲۰۳۶۰۰۰
اسپین	۱۰۰۰۶۷
جبل الطارق	۸۵۰
انگلستان	۱۸۸۰۰۰۰
یونان	۱۵۰۰۰
ہنگری	۱۴۰۰۰
آئس لینڈ	۱۰۰۰
آئرلینڈ	۴۸۰۰۰
اٹلی	۳۷۰۰۰۰
لتھونیا	۳۰۰۰
لٹویا	۱۰۰۰
لگزمبرگ	۱۰۰۰۰
بالٹ	۳۰۰۰
مناکو	۱۰۰
ناروے	۵۸۰۰۰
ہالینڈ	۱۰۰۰۳۸
پولینڈ	۲۵۰۰۰
رومانیہ	۳۳۰۰۰
سار	۱۰۰۰۰
سویڈن	۱۰۰۰۴۱
سوس	۸۷۰۰۰
چکسلواکی	۱۰۰۰۱۱
رُوس	۱۰۰۰۸۰
یوگوسلیویا	۱۰۰۰۰

دلچسپ باتیں

ان ہی دنوں نیویارک (امریکہ) میں ایک دھات کی بنی ہوئی بانسری چھ سَو پونڈ میں فروخت ہوئی ہے۔ کہتے ہیں۔ اسے امریکہ کے کسی نامور کاری گرنے بنایا تھا۔

اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ امریکہ کی خواتین برطانیہ کی خواتین سے تین گُنا زیادہ اپنی آرائش پر صرف کرتی ہیں۔

خبریں اور نوٹ

حکومت ترکی کو آبنائے باسفورس اور ڈردانیال کی قلعہ بندی کا حق واپس مل گیا ہے۔ اور عہد نامہ مونٹری پر دستخط ثبت ہو چکے ہیں۔ ...ا پو مشہور جرمن جنگی جہاز "گوئینز" جو آج کل ترکی کے قبضہ میں ہے۔ اور جس کا ترکی نام "یاوز" ہے۔ نہایت شان و شوکت کیساتھ دردانیال سے گزر کر باسفورس میں داخل ہوا۔ اس جہاز کے پیچھے بہت سے ترکی جہاز تھے۔ ...وں نے جزائر ایمبروس اور ٹینیڈوز پر فوجی ...ضہ کر لیا ہے۔

قدس - ۲۶ جولائی - جودہ کی پہاڑیوں میں ...یوں نے تل عنیف کو جانے والی موٹر کاروں ...لہ کر دیا۔ اس کے بعد اُن کی مڈ بھیڑ انگریزی ...ج سے ہو گئی۔ جس میں ۱۲ عرب ہلاک ہوئے ...ئی ۹۰ منٹ تک رہی اس کے بعد افواج ...پہاڑیوں کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ اور عرب ...یوں کو گھیرنا شروع کر دیا۔

...ہرہ - (ڈاک کے ذریعہ) جرمنی قونصل جنرل ...پ کی سیاحت سے فارغ ہو کر مع اپنی بیوی ... قاہرہ واپس آ گئے۔

...ہرہ - ۲۳ جولائی - بیگم سعد زاغلول پاشا مرحوم سیاحت یورپ کے لئے سکندریہ سے روانہ ...ئی ہیں۔ آپ کو الوداع کہنے کے لئے بندرگاہ پر نحاس پاشا وزیر اعظم مصر۔ شہزادہ اسمٰعیل یسری بک اور دیگر عہدیداران حکومت موجود تھے۔

قاہرہ - وزارت خارجیہ مصر کو ادیس ابابا کے مصری سفارت خانہ کی طرف سے ایک تار موصول ہوا ہے۔ کہ حبشی فوج راس کاسا کی قیادت میں جنوبی سمت سے ادیس ابابا پہنچ چکی ہے۔ اور راس سیوم ایک لشکر جرار لے کر دوسری طرف سے دارالحکومت کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ادیس ابابا سے کچھ فاصلہ پر اطالوی فوج اور حبشی فوج کے درمیان سخت معرکہ ہوا۔ جس میں دونوں طرف کے بےشمار آدمی کام آئے۔

عدن - ۲۰ جولائی - رائٹر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ مساوا میں اس قدر ہولناک آتشزدگی ہوئی۔ کہ شہر شعلہ زار بن گیا ہے۔ شعلے میگزین اور ہوائی جہازوں تک پہنچ گئے۔ پٹرول کے حوض بھی بھڑک اُٹھے۔ پچاس ہوائی جہاز تباہ ہو گئے۔ اور ایک سو آدمی ہلاک ہوئے۔

طہران - حکومت کے بنک کے سونے پر پابندیوں کی وجہ سے ایران میں غیر ملکی سکوں کا بھاؤ بڑھ گیا ہے۔ حتیٰ کہ ایک کیلوگرام کی قیمت ۱۱ ہزار ریال ہو گئی ہے۔

طہران - شہزادہ ولی عہد تحصیل علم کے بعد سوئٹزرلینڈ سے واپس آ گئے۔ غیر ممالک میں جن لوگوں کو شہزادہ موصوف سے ملنے کا اتفاق

ہوا۔ وہ ان کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوئے ۔

ایران میں ریلوے تعمیر کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ شمالی حصہ مکمل ہو گیا۔ جنوبی حصہ کی تعمیر ہو رہی ہے۔ ماہرین کا اندازہ ہے کہ ۱۹۳۹ء میں اس لائن کی تعمیر بھی مکمل ہو جائیگی۔ یہ لائن ۱۳۵ میل لمبی ہے۔ اور بحیرۂ خضر کے ساتھ ساتھ بندر شاہ پور تک جاتی ہے۔ ایک اور لائن ۲۲۴ میل لمبی زیر تعمیر ہے۔ اس لائن کی تعمیر پر تین کروڑ پونڈ خرچ آئیں گے۔

لندن۔ ۲۷ جولائی۔ رائٹر کی اطلاع مظہر ہے کہ اس وقت جرمنی دنیا بھر میں سب سے بڑی فوجی قوت کا مالک ہے۔ اور جنوری ۱۹۳۷ء میں اس کی موجودہ فوجی قوت اور بڑھ جائیگی۔ جرمنی کی ساری فوج مدافعانہ سامان کے بجائے جارحانہ حملوں کے لئے جدید ترین سامان سے مسلح ہے۔ تمام سرحدوں پر نئے ہوائی مستقر تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ خاص کر مغربی سرحد پر بہت بڑے بڑے اور مستحکم مستقر بن رہے ہیں۔ جن پر سے بآسانی لندن۔ برسلز۔ پیرس سوئٹزرلینڈ اور ڈیجن وغیرہ کی طرف بآسانی پرواز کر کے حملہ کیا جا سکتا ہے۔

لندن۔ ۲۷ جولائی۔ آج لارڈ لنلتھگو وائسرائے ہند کی ہمشیرہ لیڈی میری ہوپ کی شادی ویسٹ منسٹر ایبے میں ڈیوک آف کینٹ کے دائرۂ لارڈ ہربرٹ کیساتھ ہو گئی۔ دلہن ڈچز آ[ف] کینٹ کی مصاحب ہیں۔ اس شادی میں [ڈیوک] آف کینٹ بھی شریک ہوئے۔ دلہن کو [شاہی] خاندان کے تمام افراد نے جن میں ملکہ [...] بھی شامل ہیں۔ تحائف پیش کئے۔ وائسرائے ہند لارڈ لنلتھگو کی طرف سے پلاٹینم [و] زمرد میں ہار بھیجا گیا ہے۔

لندن گزٹ میں ہندوستانی فوج کے ریگولر ریزرو افسرز قائم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ گزٹ میں افسروں کے امتیازات [اور] ملازمت کی شرائط بھی بیان کی گئی ہیں۔

لندن۔ ۲۶ جولائی۔ ٹائمز کا نامہ نگار ر[...] رقمطراز ہے۔ کہ تین روسی ہوا باز شیلاف بیلیاکوف اور بیدوکوف ۲۰ جولائی کو ایک ہوائی جہاز میں سوار ہوئے تھے۔ جو ۶۲ [...] گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد دریائے امور کے دہانے پر اترے۔ اور ۵۸۱۰ میل کی مسا[فت] طے کر کے فرانسیسی ہوا باز کوڈوس اور [...] کے ریکارڈ کو توڑ دیا۔

پیرس۔ ۲۷ جولائی۔ سرکاری طور پر معلوم ہوا ہے۔ کہ شاہ ایڈورڈ ہشتم تعطیلات کا زما[نہ] ریویرا میں نہیں گزاریں گے۔ بلکہ انگلستان ہی میں رہیں گے۔ یہ فیصلہ ہسپانیہ کی موجودہ صورت حالات کے پیش نظر کیا گیا ہے۔

ایتھنز۔ یونان میں بلغاریہ اور اطالیہ

کے خلاف زبردست ہیجان پھیلا ہوا ہے۔ کیونکہ اطالوی جنگی بیڑے نے ایک یونانی جزیرہ "ڈیشوسینی" پر قبضہ کرلیا ہے۔ بلغاریہ کے جنگی جہاز مغربی تھریس پر پرواز کررہے ہیں، حکومت یونان نے بلغاریہ اور اٹلی کے اس جارحانہ اقدام کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے بلقان لیگ کا اجلاس بلانے کا نوٹس دے دیا ہے۔

روما۔ حکومت اٹلی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ایک لاکھ اطالوی نوجوانوں میں فوجی تربیت کے لئے ایک لاکھ رائفلیں تقسیم کی جائیں۔

بارسلونا۔ ۲۷ر جولائی۔ ایک سرکاری اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ گذشتہ ہفتہ میں باغیوں اور سرکاری افواج کے متصادم ہونے سے …سو آدمی ہلاک ہوئے ہیں۔ شہر میں اس وقت امن وسکون ہے۔ ٹریم کاڑیوں اور موٹر بسوں کی آمدورفت از سرنو شروع ہو گئی ہے۔

جینوا۔ ۲۷ر جولائی۔ ایک اطالوی جہاز میں ڈیڑھ ہزار پناہ گزین ہسپانیہ سے جینوا پہنچے ہیں۔ ان میں سے ایک ہزار اطالوی ہیں۔ اور باقی دوسرے ملکوں کے باشندے ہیں۔

روما۔ ۲۵ر جولائی۔ جرمنی نے حبشہ میں اطالوی قبضہ کو تسلیم کرلیا ہے۔ اور حکومت جرمنی اپنے سفیر کو ادیس ابابا سے بلالینا اور اس کی جگہ قونصل جنرل بھیجنا چاہتی ہے۔

واشنگٹن۔ سفارت خانہ امریکہ متعینہ میڈرڈ کی طرف سے ایک اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ میڈرڈ میں صورت حال بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے۔ ایک سو امریکہ کے باشندوں نے سفارت خانہ میں پناہ لے رکھی ہے۔ نئی حکومت کی فوج شمال میں باغیوں سے شکست کھاکر بے ترتیب میڈرڈ کی طرف پسپا ہو رہی ہے۔

ٹوکیو۔ ۲۶ر جولائی۔ حکومت جاپان نے روس کو جنگ کا نوٹس دے دیا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں "اگر سوویٹ روس نے اپنی فوجیں منچوکو سے ۳۰ میل پرے نہ ہٹالیں۔ تو جاپان لشکر کشی کرنے پر مجبور ہوگا" حکومت روس کی طرف سے اس نوٹس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا ہے۔ ٹوکیو کے سیاسی حلقوں میں اس خاموشی سے یہ سمجھا جارہا ہے۔ کہ روس نے جاپان سے جنگ کرنی منظور کرلی ہے۔

بھوانگری سے ایک عجیب زنانہ ڈاکے کی اطلاع ملی ہے۔ اس گاؤں کے ایک حصہ میں ایک ہندو عورت تنہا رہا کرتی تھی۔ دوپہر کے وقت ایک دوسری عورت اس کے گھر میں داخل ہوگئی۔ اور فوراً اس گھروالی عورت کی زبان کاٹ ڈالی۔ اس کے بعد اس عورت کی سونے کی چوڑیاں اڑا کر لے گئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ملزمہ گرفتار ہوگئی ہے۔ اور اس کے

قبضہ سے چوری کا اَور سامان بھی برآمد ہُوا ہے ۔

بمبئی کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ فرقہ اسماعیلیہ کے رہنمائے اعظم مُلا سیف الدین طاہر نے ایک نقرئی چادر حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضۂ مبارک کے لئے ارسال کی تھی۔ اور مُلا صاحب نے حکومت عراق سے درخواست کی تھی۔ کہ اس ہدیہ کو محصول سے آزاد قرار دے دیا جائے۔ جو منظور کر لی گئی تھی لیکن اب اطلاع ملی ہے۔ کہ بصرہ کی بندرگاہ پر وزیر عراق نے اس کے محصول کا مطالبہ کیا ہے۔ ملا صاحب نے اطلاع پاتے ہی حکومت عراق کو احتجاجی مراسلہ لکھا ہے ۔

دہلی - ۲۴ر جولائی - شریمتی چاندو بی بی جو مقامی کانگرس کمیٹی کی کارکن ہیں۔ زیر دفعہ ۱۲۴(الف) باغیانہ تقریر کرنے کے الزام میں گرفتار کر لی گئیں۔ عدالت نے موصوفہ کو ایکہزار روپیہ کی ضمانت پر رہا کر دیا۔ ان کے خلاف ۱۶ اگست کو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ چوبیس پرگنہ کی عدالت میں مقدمہ پیش ہوگا ۔

کراچی - طوفان باد و باران کی وجہ سے سندھ کے مختلف اضلاع سے شدید نقصانات کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ سکھر اور شکارپور میں فصلیں بالکل تباہ و برباد ہوگئی ہیں متعدد مکانات بھی منہدم ہو گئے۔ دریاؤں میں طغیانی آگئی ہے۔ دو آدمی بھی ڈوب

رام پور - اعلیٰحضرت نواب صاحب راہ
نے رام پور کے اُن طلبہ کے لئے جو با
پاتے ہیں۔ سات ہزار روپیہ کے وظائف
فرمائے ہیں۔ ان وظائف میں حکومت
بات کا خاص خیال رکھا ہے۔ کہ صنعتی
طلبہ کو ترجیح دی جائے۔ رام پور میں تعلیم
مفت ہونے کے علاوہ طلبہ کو کتابوں
کے لئے بھی مدد دی جاتی ہے ۔

مدنا پور - ۲۰ر جولائی - معلوم ہوا ہے
ہند نے علاقہ مدنا پور کے دیہات میں
کاشتنگ کا انتظام کرنے کے لئے ۲
روپیہ منظور کیا ہے۔ اس اسکیم کو کامیاب
کے لئے ماہرین نے ان دیہات کا دور

شملہ - ۲۵ر جولائی - سرکاری طور پر اعلا
گیا ہے۔ کہ آج کی تاریخ سے سر شہاب ا
وزیر تعلیم بنا دیئے گئے - آپ کا تقرر تار
میں اس امر کی دوسری مثال ہے۔ کہ مسا
صدر نے وزارتِ تعلیم کا عہدہ قبول کیا
سے پہلی مثال سر عبدالقادر کی ہے ۔

بریلی - ۲۰ر جولائی - یونائیٹڈ پریس کو م
ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ خان عبدال
جنہیں کچھ عرصہ ہوا بریلی سے الموڑا جیل
منتقل کر دیا گیا تھا۔ ۱۵ر اگست کو رہا کر د
جائیں گے ۔

(اشتہار زیر دفعہ ۶ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی)

بعدالت جناب ملک ٹیک چند صاحب سب جج بہادر درجہ اول نورپور ضلع کانگڑہ

وزیر جگت سنگھ خلف وزیر ہیرا سنگھ راجپوت ساکنہ [illegible] تحصیل نورپور مدعی بنام بابو رام وغیرہ مدعا علیہم

دعوےٰ استقرار حق

بنام مسماۃ شانتی بیوہ [illegible] قوم زرگر ساکنہ [illegible] ریاست [illegible]

مقدمہ مندرجہ بالا میں مسماۃ شانتی مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتی ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام شانتی مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر شانتی مذکور بتاریخ $\frac{8}{36}$-۱۷ کو مقام نورپور عدالت ہذا میں حاضر نہیں ہوگی۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی +

آج بتاریخ ۲۸ ماہ جولائی ۱۹۳۶ء بدستخط ہمارے اور مہر عدالت جاری ہوا +

دستخط حاکم

مہر عدالت

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب خان عبدالصمد خاں صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ پی۔ سی۔ ایس سب جج بہادر درجہ سوم موگہ

اذم سنگھ ولد سنتا سنگھ ذات جٹ ساکن تکمان واقع تحصیل موگہ بنام [illegible] الدین [illegible] ساکن تکھا واقع تحصیل موگہ مدعا علیہ

(دعوےٰ مبلغ ۴۹/-/- روپیہ)

مقدمہ مندرجہ بالا میں درخواست دربیان حلفی [illegible] ثابت پایا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے اور روپوش ہوجاتا ہے۔ اس لئے اس پر معمولی طریقہ سے تعمیل سمن ہونی مشکل ہے لہذا اس کے برخلاف اشتہار ہذا جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتاریخ $\frac{8}{36}$-26 کو بوقت ۱۰ بجے دن کے حاضر عدالت ہذا ہوکر جوابدہی نکرے گا۔ تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی

آج بتاریخ ۱۰ ماہ جولائی ۱۹۳۶ء بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا +

(دستخط و مہر عدالت)

اشتہار زیر دفعہ ۲۰ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب میاں غلام علی خاں صاحب بہادر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ پی۔ سی۔ ایس
سینئر سب جج صاحب بہادر جہلم

بھائی سندر سنگھ ولد بھائی گندا سنگھ سکنہ کالا گجراں تحصیل جہلم
بنام ٹھاکر داس ولد رام کشن وسماۃ کرشنا دنتی بیوہ نانک چند سکنہ کالا گجراں ضلع جہلم حال
بخشی سندر داس ایجنٹ سردار بہادر موہن سنگھ سیال کوٹ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسماۃ کرشنا ونتی مذکورہ تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتی ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مسماۃ کرشنا ونتی مذکورہ جاری کیا جاتا ہے اگر مسماۃ کرشنا دنتی مذکورہ تاریخ ۲۴۔ ماہ اگست ۱۹۳۶ء کو مقام جہلم حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی ۔

آج بتاریخ ۱۷ ماہ جولائی ۱۹۳۶ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہو

دستخط حاکم   مہر عدالت

بعدالت جناب شیخ عبدالرحمن صاحب بی۔ اے۔ پی۔ سی۔ ایس باختیارات ڈسٹرکٹ

نمبر مقدمہ ۴۴ ۱۹۳۶ء

بمعاملہ درخواست سردار گمبھیر سنگھ ولد سردار گوپال سنگھ صاحب سکنہ گرنٹہ
بمراد عطائے سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ شریمتی درگا دیوی
زیر دفعہ 372 - ایکٹ 39 ۱۹۲۵ء

نوٹس بنام خاص و عام

بمعاملہ مندرجہ صدر سائل نے درخواست بمراد حصول سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ مالیتی -/5 یافتنی شریمتی درگا دیوی زیر ایکٹ 39 ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے۔ اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جو کچھ کسی کو اعتراض ہو وہ حاضر ہو کر عدالت ہذا میں بتاریخ $\frac{8}{36}$ 14 کو پیش کرے ۔ 24 $\frac{7}{36}$

آج ۲۴ $\frac{7}{36}$ دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا ۔   دستخط و مہر عدالت

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شہزادہ عزیز الدین صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم ہوشیار پور

کریم بخش نمبردار ولد فتح دین ذات جٹ سکنہ بندوری پی پی پرگنہ ہوشیار پور مدعی

بنام سنت رام ولد وزیر ذات سینی سکنہ پھلاہی تھانہ ہوشیار پور مدعا علیہ

دعوے دلاپانے مبلغ ۹/۱/3 زر مالیہ خریف ۱۹۳۳ء ربیع ۱۹۳۴ء

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی سنت رام مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام سنت رام مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر سنت رام مدعا علیہ مذکور تاریخ ۳ ماہ اگست ۱۹۳۶ء کو مقام ہوشیار پور یا جس جگہ عدالت ہو حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۲۳ جولائی ۱۹۳۶ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم مہر عدالت

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب میاں محمد اسلم صاحب سینئر سب جج بہادر جھنگ

ہری چند ولد چودھری دیوان چند قوم کبہ سکنہ احمد پور تحصیل شورکوٹ

بنام مسماۃ صابن المعروف صاحب خاتون بیوہ مہر احمد ولد مہر سلطان۔ مسماۃ غلام جنت دختر مہر احمد ولد مہر سلطان قوم سیال ربانہ سکنائے رنجیت کوٹ تحصیل شورکوٹ مدعا علیہم

دعوے ۱۲۰۰/-

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسماۃ صابن وغیرہ مدعا علیہم مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتی ہیں۔ اور روپوش ہیں۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مسماۃ صابن مسماۃ غلام جنت مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم مذکور تاریخ 8/12/36 کو مقام جھنگ حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہونگی تو ان کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔

آج بتاریخ 7/36 کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔ (دستخط و مہر عدالت)

بعدالت جناب ملک فتح خاں صاحب ایم۔اے۔پی۔سی۔ایس سب جج بہادر امرتسر

فرم پنڈی مل رادھاکشن۔امرتسر نمک منڈی مالکان فرم رادھاکشن جگیشن داس مدعی

بنام فرم لعل چند۔بھولامل۔لکھامل دا خد شاہ عنایت ضلع لاہور بذ۔بیہ لکھامل مالک وکارکن مدعاعلیہ

دعوے ۱۲۸/۵/۴ روپے باقی بہی

نمبر مقدمہ ۶۷ بابت ۱۹۳۶ء

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ دیوانی بنام لکھامل مدعاعلیہ مذکورہ

بمقدمہ مندرجہ بالا باوجود کئی بار سمنات جاری کرنے کے مدعاعلیہ مذکورہ کی اطلاع یابی نہیں ہوئی۔اور مدعاعلیہ مذکور اطلاع یابی نہیں کرتا۔اور عمداً تعمیل سے گریز کرتا ہے۔لہذا بذریعہ اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مشتہر کیا جاتا ہے۔کہ اگر مدعاعلیہ مذکور مورخہ $\frac{8}{36}$/15 کو اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر پیروی مقدمہ نہ کرے گا۔تو اس کے خلاف کاروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔

آج مورخہ $\frac{7}{36}$ 9 بثبت ہمارے دستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم مہر عدالت

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب میاں محمد اسلم صاحب سینئر سب جج بہادر جھنگ

گلاب رام ولد جگتا رام سچدیو سکنہ بستے غازی شاہ وغیرہ

بنام بھوانیداس ولد تاراچند سچدیو سکنہ بستے غازی شاہ وغیرہ تحصیل جھنگ

دعوے استقراریہ

بنام مسماۃ دیاوتنی بیوہ جوالاداس ککڑ سکنہ بستے غازی شاہ تحصیل جھنگ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسماۃ دیاوتنی مذکورہ تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔اور روپوش ہے۔اس لئے اشتہار ہذا بنام مسماۃ دیاوتنی مذکورہ جاری کیا جاتا ہے۔کہ اگر دیاوتنی مذکورہ تاریخ $\frac{8}{36}$ 7 کو مقام جھنگ حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔تو اس کی نسبت کاروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔

آج بتاریخ $\frac{7}{36}$ 22 کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔ (دستخط و مہر عدالت)

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب میاں محمد اسلم صاحب سینئر سب جج بہادر جھنگ

گلاب رام ولد جگتا رام سچدیو سکنہ بیتے غازی شاہ تحصیل جھنگ

بنام سجن رام ولد فتح چند اروڑہ سکنہ چک ۳۵۵

دعوےٰ استقراریہ

بنام مسماۃ دیا ونتی بیوہ جوالا داس قوم ککڑ سکنہ بیتے غازی شاہ تحصیل جھنگ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسماۃ دیا ونتی مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتی ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مسماۃ دیا ونتی مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مسماۃ دیا ونتی مذکور تاریخ $17\frac{8}{36}$ کو مقام جھنگ حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگی۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ $\frac{7}{6}$ ۳۶ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم　　　مہر عدالت

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب میاں محمد اسلم صاحب سینئر سب جج بہادر جھنگ

گوسائیں بھوجا رام ولد رسیا رام برہمن گنگا ہر سکنہ مسن تحصیل جھنگ

بنام کھوتا رام ولد امیر چند دودھ سکنہ کلیرا تحصیل جھنگ وغیرہ مدعا علیہم

دعوےٰ شفع

بنام بھگت جیونداس ولد جیگر پال برہمن سکنہ کوٹ براہم تحصیل جھنگ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی جیونداس مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام جیونداس مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر جیونداس مذکور تاریخ $15\frac{8}{36}$ کو مقام جھنگ حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ $25\frac{7}{36}$ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم　　　مہر عدالت

ضرورت رشتہ

ایک واحد غیر شادی شدہ نوجوان ڈاکٹر کسی زمیندار یا تجارت پیشہ خاندان کی کنواری یا بیوہ لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ پریکٹس بھی وہیں کر سکتے ہیں۔ مفصل حالات ذیل کے پتہ پر آنا چاہئیں۔

ایس۔ ایم۔ حق معرفت پوسٹ ماسٹر
کانپور۔ یو۔ پی

سالگرہ کی خوشی میں خاص رعایت

آرائش جمال

فخر نسواں محترمہ بیگم عبد الغنی سکرٹری آل انڈیا مسلم ویمن کانفرنس کی رائے آپ کی کتاب آرائش جمال کا بعد ابتہاج مطالعہ کیا۔ واقعی یہ زبان اُردو میں اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے اور زمانہ حاضرہ کی خواتین کے لئے بے بہا تحفہ ہے۔ اکثر نسخے بہت مفید قابل قدر ہیں یہ کتاب اپنی گوناگوں خوبیوں کے لحاظ سے بہت مفید ہے۔ ایک دفعہ اس کتاب پر قلیل دام خرچ کرنے کے بعد آئے دن کے اخراجات سے نجات ہو جائیگی لڑکیوں کو شادی کے موقع پر تحفہ دینے کے لئے نہایت موزوں چیز ہے۔ (بیگم عبد الغنی۔ ایم۔ بی۔ ہومیو)

ضخامت ۲۴۲ صفحات ہاف ٹون تصاویر ۲ درجن دستی تصاویر ۴ درجن۔ سنگھاری نسخہ جات دو صد سے کچھ زیادہ
قیمت بلا جلد ۲؎ مجلد سنہری ۲؎ جو بنیں ۱۔۳۱ اگست تک اپنی فرمائش بھیجیں گی انہیں ۸؎ رعایت دیجائیگی۔
ملنے کا پتہ: سکینہ خانم۔ نعمت منزل نمبر ۲ مزنگ روڈ لاہور

ضرورت ور

میرے ایک شریف صاحب ثروت دولت مسلمان راجپوت کو اپنی لڑکی بعمر سترہ سال کے لئے ناطہ کی جستجو ہے۔ لڑکی نہایت شریف باسلیقہ امور خانہ داری اور مذہبی تعلیم سے بخوبی واقف ہے۔ درخواستیں صرف برسر روزگار اصحاب کریں۔ جو قوم کے راجپوت۔ سید۔ مغل یا پٹھان ہوں۔

د۔م معرفت تہذیب نسواں لاہور

نارتھ ویسٹرن ریلوے

سیاحوں۔ تفریح کے لئے سفر کرنے والوں اور یاتریوں کے لئے جو سیکنڈ یا تھرڈ کلاس میں سفر کرنا چاہیں اسپیشل ٹرینوں کا انتظام ہو سکتا ہے۔ شرائط سفر میں یہ امر شامل ہے۔ کہ مسافروں کو حسب ذیل رعائتیں دی جائیں گی۔

۱۔ تھرڈ کلاس کے ہر مسافر کو ایک زائد نشست ملے گی جن کا کوئی کرایہ نہیں لیا جائے گا۔
۲۔ ایک بوگی کیبج کھانا کھانے کے لئے مفت ملے گی۔
۳۔ پندرہ مسافروں کو ایک باورچی یا اسسٹنٹ مفت دیا جائے گا۔
۴۔ اکثر اسٹیشنوں پر مسافروں کو گاڑیوں میں قیام رکھنے کی اجازت ہوگی۔
۵۔ ۲۴ گھنٹے تک گاڑی روکنے کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جائیگا۔

مزید تفصیلات کے لئے ذیل کے پتے پر خط و کتابت کیجئے
چیف کمرشل منیجر نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور

نوٹس زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب شیخ اعجاز احمد صاحب بی۔اے۔ایل۔ایل بی سب جج بہادر درجہ اول دہلی
لالہ ہیرالال جھنی لال عرف رام کشن داس پسران لالہ پنالال وہری کشن داس وغیرہ گلی بیری والی
کوچہ پاتیرام بازار سیتارام دہلی مدعیان
بنام مساۃ فیاضی خانم بنت حافظ محمد بیوہ امیر خاں قوم پٹھان باغ کردل دہلی مدعا علیہا
دعوے بابت رہن نامہ۔ درخواست ڈگری قطعی مالیتی مبلغ 1540/5/3 روپیہ

جو کہ مقدمہ مندرجہ عنوان میں نوٹس بنام مساۃ فیاضی خانم مدعا علیہا مذکورہ جاری کیا گیا تھا۔ بالا تعمیل نوٹس نہیں ہوئی اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ مدعا علیہ مذکورہ تعمیل نوٹس سے گریز کرتی ہے لہذا اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی نسبت مدعا علیہ مذکورہ بدیں مضمون جاری کیا جاتا ہے۔ اگر وہ بتاریخ ۸ ماہ اگست سنہ ۱۹۳۶ء اصالتاً یا مختاراً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ نہیں کرے گی۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۴ ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۶ء بثبت ہمارے دستخط و مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم   مہر عدالت

زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب اسسٹنٹ کلکٹر صاحب درجہ دوم موگہ

بالا سنگھ ولد خزان سنگھ ذات جٹ سکنہ موگہ اجیت سنگھ تحصیل موگہ
بنام سندر سنگھ ولد مایل سنگھ ذات جٹ سکنہ بھونہ تحصیل موگہ مدعا علیہ
دعوے واپلانے مبلغ ۵۰ روپے بابت چکوتہ اراضی خسرہ نمبر 5776 / 5778
واقعہ رقبہ موگہ اجیت سنگھ نسبت فصل خریف سنہ ۱۹۳۲ء و ربیع سنہ ۱۹۳۳ء

مقدمہ مندرجہ بالا عنوان میں مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اس لئے بذریعہ اخبار اشتہار مدعا علیہ مذکور کی تعمیل کرائی جانی ضروری ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار اخبار مدعا علیہ مذکور کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ وہ اصالتاً یا وکالتاً 8/36 // کو حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ کی کریں۔ ورنہ اسکے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔ تحریر 18 7/36

آج بثبت میرے دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ (دستخط و مہر عدالت)

سید علی ... پرنٹر و پبلشر نے ... پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپوا کر دارالاشاعت پنجاب لاہور سے شائع کیا - اڈیٹر سید امتیاز ...

THE MUSLIM INDIA INSURANCE Co. Ltd.

گھر کی خوشحالی

رار رکھنا ہر سمجھ دار بیوی کا اوّلین فرض ہے۔ اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنے

کو زندگی کا بیمہ کرانے کے لئے مجبور کرے +

نتیجہ یہ ہوگا

اں کی اعلیٰ تعلیم اور شادی کے اخراجات کے وقت زیر باری نہ ہوگی۔ بلکہ اس کام کے لئے

ت یکشت روپیہ مل جائے گا۔ نیز میاں بیوی کے بڑھاپے کا زمانہ بیمہ کا روپیہ حاصل ہونے

یت آسائش اور بے فکری سے گزرے گا +

بڑھاپے میں فارغ البالی

الی کی ایک نعمت ہے۔ کیونکہ اس کی بدولت خدا کی عبادت زیادہ سکون قلب کے ساتھ

ں ہے +

مُسلم انڈیا انشورنس کمپنی لمیٹڈ۔ لاہور

ہی خط لکھ کر مزید حالات معلوم کریں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی یہ واحد اسلامی بیمہ کمپنی

س نے قوم کی اقتصادی حالت کو بلند کرنے کا بیڑہ اُٹھایا ہے +

ٹر سیّد محمد شریف متقی مینیجنگ ڈائرکٹر ۲۲۔ مزنگ روڈ لاہور

ہندوستان میں سب سے پہلا نسوانی ہفتہ وار اخبار

تہذیب النسواں

جسے
محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلما مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم
نے
سنہ ۱۸۹۸ء میں جاری کیا
چندہ سالانہ مع محصول ڈاک ...

نمبر ۳۲	لاہور ہفتہ ۸۔ اگست سنہ ۱۹۳۶ء	جلد ۳۹

تہذیب نسواں

لاہور ہفتہ ۱۹ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

ہندوستانی تعلیم یافتہ خواتین کا مستقبل

محترمہ مس سروپ کماری واہل ایم اے نے ہندوستانی تعلیم یافتہ خواتین کے مستقبل معاشرت اور صورت روزگار کے متعلق ایک نہایت دل چسپ اور مفید مضمون انگریزی میں سپرد قلم فرمایا ہے۔ جس کا خلاصہ بہنوں کی دل چسپی کے لئے پیش کر رہی ہوں۔ چونکہ اس وقت یہ مسئلہ بہت اہم ہے۔ اس لئے اس پر جس قدر خیال آرائیاں ہوں کم ہیں۔ موجودہ اقتصادی کشمکش اور سیاسی تغیر و تبدل ہمیں اس موضوع کی طرف غور و خوض کر کے کسی خاص نتیجے پر پہنچنے کی دعوت عمل دے رہا ہے۔ لہٰذا ہر ہندوستانی بہن پر خواہ وہ ہندو ہوں۔ یا مسلمان۔ پارسی ہو یا مدراسی۔ بنگالی ہو یا پنجابی یہ فرض ہے کہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھائے اور پبلک لائف میں ایک حیثیت پیدا کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ کیونکہ گوشہ نشینی اور بے علمی کا زمانہ گزر چکا ہے۔

ہمارا مستقبل کیا ہوگا۔ یہ خیال ہر تعلیم یافتہ ہندوستانی خاتون کو ستا رہا ہے۔ اور اس سے فقط ذاتی منفعت ہی نہیں۔ بلکہ قومی مفاد وابستہ ہیں۔ اور یہ مسئلہ اس لئے بھی زیادہ غور طلب ہے۔ کہ بہنیں جو مدتوں قعر جہالت میں مبتلا رہ چکی ہیں۔ ڈرتی ہیں۔ کہ ہماری تعلیم غیر مفید اور بے مصرف ثابت ہو کر ہمیں پھر اسی پستی کی طرف نہ دھکیل دے۔ اور ہم گمنامی کی زندگی بسر کرنے لگیں۔

سچ پوچھئے۔ تو عورتیں ہی وطن کی جان ہیں۔ چنانچہ ہندوستان کی تباہی اور پستی میں سب سے زیادہ اسی کا دخل ہے یعنی پہلے عورتوں کی بلند ترین شخصیت کو قید و بند میں مبتلا کر دیا گیا۔ ان کے جائز حقوق اور آزادی چھین لی گئی۔ جس کا نتیجہ آج ہم سارے ہندوستان کی غلامی کی صورت میں بھگت رہے ہیں لیکن اب وقت آگیا ہے۔ کہ عورتیں خود کمر ہمت کس کر پرانے رسم و رواج کی زنجیروں کو توڑ ڈالیں اور اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کریں۔

قومی تحریک اور متعدد دوسری اصلاحی تحریکوں کے باعث ہم نے کسی قدر آگے قدم بڑھایا ہے۔ درحقیقت انہی زندہ تحریکوں نے اس پرانے نظریہ کو غلط ثابت کر دکھایا ہے۔ کہ مرد میدان میں اپنے جوہر دکھانے اور عورتیں بچوں کو پیدا کرنے کی گئی ہیں۔

میدان ترقی میں گامزن ہونے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہماری جہالت ہے۔ کیونکہ چند مشہور شہروں کی معدودے چند اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین کی موجودگی سے ہم یہ نتیجہ اخذ نہیں کر سکتے اور نہ دوسروں کو غلط فہمی میں ڈال سکتے ہیں۔ کہ ہماری ہندوستانی بہنیں اب تعلیم یافتہ ہو گئی ہیں

یا ان میں ترقی کی روح پیدا ہو گئی ہے لیکن ان ترقی پذیر بہنوں کی تعداد دریا میں قطرے کے برابر ہے۔ یعنی ہماری بہت سی ہندوستانی بہنیں ہنوز جاہل ہیں۔ اور یہی ہندوستان کی بڑی بدنصیبی ہے*

اب میں نفس مضمون کی طرف توجہ کرتی ہوں کہ آخر وہ بہنیں جو خوش قسمتی سے کافی تعلیم حاصل کر چکی یا کر رہی ہیں۔ ان کا مستقبل کیا ہو گا؟

عام طور پر اب تک تو یہی تجربہ ہوا ہے۔ کہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد عورتیں زیادہ تر معلمہ کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے لگتی ہیں یا کوئی دوسرا کام جو تعلیم نسواں یا انسپکشن وغیرہ کے متعلق ہو۔ ان کو مل جاتا ہے۔ میں یہ مانتی ہوں۔ کہ یہ بہت معزز اور آسان کام ہے۔ بلکن لڑکیوں کے مدارس کی تعداد پر نظر رکھتے ہوئے بے شک بہت جلد تعین سے تبدیل ہو جائے۔ کہ اس میں مزید آسامیوں کی گنجائش نہیں ہے۔ تنخواہ کی تعداد میں پہلے کی نسبت بہت ضعیف کر دی گئی ہے۔ اور مقابلہ کا بازار گرم ہے۔ لیکن اس کے باوجود اگر تعلیم کا خیال محکم ہوتا جائے۔ اور آئے دن لڑکیوں کے نئے نئے مدارس کا اجراء ہوتا رہے۔ تو یہ بھی پیشہ ایک عرصے تک قائم رہ سکتا ہے اگر بڑے بڑے اسکولوں اور کالجوں علاوہ عورتیں پرائمری اسکولوں میں تعلیم دینے پر قناعت کریں۔ تو ابھی کئی نسلوں تک معلمی کے پیشے کی ضرورت باقی رہے گی*

عورتیں اور بالخصوص مائیں پرائمری اسکولوں کو مردوں کی نسبت بہت زیادہ کامیابی سے چلا سکتی ہیں۔ چنانچہ وہ اگر اس خدمت کو محنت اور شوق سے سرانجام دینے لگیں۔ تو نہ صرف اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گی۔ بلکہ قوم کو بھی کوئی نفع پہنچے گا*

مغربی ممالک کے تعلیمی تجربات کے نتائج سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ابتدائی تعلیم دینے میں عورتیں مردوں سے گوئے سبقت حاصل کر چکی ہیں۔ اس لئے اس بارہ میں ان کی پیروی کرنا بہت ضروری ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی بہتیرے کام ایسے ہیں۔ جو تعلیم و تعلم سے زیادہ اہم ہیں لیکن افسوس ان کی طرف بہت ہی کم ہندوستانی بہنوں کی توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔ میں ان لوگوں سے متفق الرائے نہ ہوں گی۔ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ عورتوں کے لئے کام کا کوئی بہترین موقع سوسائٹی نے نہیں چھوڑا۔ کام ان کو تلاش کرنے نہیں جائے گا۔ بلکہ ان کو کام کی جانب مائل ہونے کی ضرورت ہے*

انگلستان میں آج عورتیں انہیں جد و جہد اور لامحدود کوششوں کے باعث تمام شعبوں میں ممتاز ہیں۔ اور ہر پیشے میں خواہ وہ سرکاری نوکری ہو۔ یا پرائیویٹ ملازمت مردوں کے

دوش بدوش کام کرتی دکھائی دے رہی ہیں۔ آج تک ملک یا قوم کو ان کی کسی لغزش کے باعث نقصان نہیں پہنچا۔ روس میں خواتین تمام ذمہ دار سرکاری عہدوں پر فائز ہیں۔ اور ملک کے قومی دفتروں میں ابھی عورتیں موجود ہیں۔ اسی طرح ہماری ہندوستانی بہنوں کو بھی چاہئے کہ اپنی تعلیم سے فائدہ اٹھائیں۔ گورنمنٹ اور دوسرے ذمہ دار حلقوں میں ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ایسی ناگزیر صورتیں پیدا کر دیں۔ کہ انہیں ہماری شرکت ضروری معلوم ہو۔ اور تمام دفتروں میں۔ حکومت کے نظم و نسق میں لیجسلیچر کے ساخت میں۔ ہسپتالوں۔ ریلوے اور تقریباً تمام دوسرے شعبوں میں عورتیں اپنے جوہر دکھا سکتی ہیں۔

ایک اور نہایت ضروری پیشہ ہے جس کو ہماری ہندوستانی بہنیں چھوڑ سے بیٹھی ہیں۔ یہ فن طبابت ہے۔ فی زمانہ ہندوستان میں طبی امداد کی افسوسناک حد تک کمی ہے۔ جس سے عام طور پر بڑی دقتیں پیش آتی ہیں۔ وجہ ظاہر ہے۔ کہ ملک میں لوگوں کی عام صحت خراب ہے۔ بچوں کی شرح اموات میں آئے دن اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کا ازالہ اسی طرح ممکن ہے۔ کہ عورتیں اس فن کو اچھی طرح سیکھیں۔ ڈاکٹری کا پیشہ ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق ہے۔ کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم نرس بننے میں اپنی کسر شان سمجھیں۔ عموماً طور پر خبر گیری کرنا مریض کے حق میں دوا سے زیادہ بہتر اور کارگر ہے۔ اگر ہندوستانی خواتین نرسنگ کی ٹریننگ لیں۔ تو وہ اپنے گھر میں بھی باعث رحمت ہوں گی۔ اور پیشہ کے لحاظ سے بھی خاصی آمدنی کی صورت نکال لیں گی۔

ہندوستانی ریڈر اس سوسائٹی کو مردوں کی نسبت عورتوں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے یہاں تو کاموں کے اس قدر مختلف شعبے ہیں۔ کہ ہماری ان تعلیم یافتہ بہنوں کے نظریئے بالکل غلط معلوم ہوں گے۔ جو یہ کہتی ہیں۔ کہ اب ملازمت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ بلکہ کو لیڈی ڈاکٹروں کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ عام طور پر ہندوستانی عورتیں لیڈی ڈاکٹروں کو ترجیح دیتی ہیں۔ اور ان سے شرماتی نہیں اس طرح وہ بے شمار عورتیں جو شرم و لحاظ سے مر جانا قبول کرتی ہیں۔ مگر مرد ڈاکٹروں سے اپنی تکالیف بیان کرنے یا معائنہ کرانے میں سخت عیب سمجھتی ہیں۔ اپنی ملکی بہن کی اس بروقت امداد سے گویا دوبارہ زندگی حاصل کر لیں گی۔

خصوصاً وہ لوگ جو سوشل سروس کے حامی ہیں۔ اس میں جان توڑ محنت کر رہے ہیں۔ اگر لیڈی ڈاکٹروں کی ٹولیاں فراہم کر کے تمام ہندوستان کے دیہاتوں میں پھیلائیں۔ تو اس سے بڑھ کر میڈیکل پروفیشن کہیں بھی سود مند

نہیں ہو سکتا۔ غریب دیہاتی جنہیں دوائی میسر نہیں ہوتی۔ اور آئے دن بغیر علاج کے بے شمار مائیں اور بچے ہلاک ہوتے ہیں۔ اس کو تائید غیبی سمجھ کر قبول کریں گے۔ اور لیڈی ڈاکٹروں کے لئے بھی یہ پیشہ کارآمد اور حوصلہ افزا ثابت ہوگا۔ اور آمدنی کے لحاظ سے بھی معقول۔

تعلیم یافتہ قانون دان خواتین کے لئے بیرسٹری یا وکالت بھی اچھے پیشے ہیں۔ اگرچہ مردوں نے ان پیشوں میں حد سے زیادہ اپنا دخل بٹھا رکھا ہے۔ لیکن پھر بھی گنجائش نکل سکتی ہے۔ کیونکہ ان عورتوں کے لئے جو زیادہ تر پابند پردہ یا رسم و رواج کی آہنی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہیں۔ قانونی معلومات کے لئے ورت مشیر قانونی کی رفاقت زیادہ پسند کریں ں۔ کیونکہ یہ حالات سے بہ آسانی واقف اسکتی ہیں۔ دوسروں کی دخل اندازی یا ی قسم کی غلط فہمی سے نقصان اٹھانا نہیں ے گا۔

اگرچہ شہروں اور بڑے ضلعوں میں ں اور بیرسٹر بھرے پڑے ہیں۔ لیکن ٹے دیہاتوں اور غیر معروف ضلعوں میں ں کافی قدر افزائی ہوگی۔ کیونکہ ہندوستان مہ بازی ضرب المثل ہو چکی ہے۔ اور وں میں آئے دن چھوٹی چھوٹی باتوں اور معمولی اختلاف آما پر مقدمے ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے یہاں کامیابی آسان ہے۔

تجارت اور کاروبار میں بھی ہندوستانی عورتوں کی غیر موجودگی بہت کچھ خسارے کی ذمہ دار ہے۔ اگرچہ ہندوستان میں تجارتی کاروبار میں ان کو دخل نہیں لیکن اگر مواقع اور وسائل بہم پہنچائے جائیں۔ تو خاطر خواہ کامیابی کی امید کی جا سکتی ہے۔ اور اگر وہ اس میں بے عزتی تصور نہ کریں۔ تو دکانوں اور کارخانوں کی منیجر۔ ڈائرکٹر اور نگراں بن سکتی ہیں۔

علاوہ اس کے جرنلسٹ کا پیشہ بھی موجودہ دور کی تعلیم یافتہ خواتین کے لئے کم حوصلہ افزا اور دلچسپ نہیں۔ اخبار نویسی اب تک ہندوستان میں محتاج ترقی ہے۔ اور تعلیم یافتہ مردوں نیز عورتوں کا فرض ہے۔ کہ اس کو وسیع۔ کامیاب اور دلچسپ بنائیں۔

ہماری ہندوستانی بہنیں پریس رپورٹرز بن سکتی ہیں۔ وہ اخبار و رسائل کے لیڈیز سیکشن (خواتین کے حصے) کی اڈیٹری کر سکتی ہیں۔ جس سے ان کی دوسری بہنوں کو بھی فائدہ حاصل ہوگا۔ خواب غفلت سے بیدار ہو کر وہ بھی ملکی۔ معاشرتی اور سیاسی اصلاحات میں شرکت کریں گی۔ اور فکر معاش سے بھی آزاد ہو جائیں گی۔ اخبار و رسائل کے ذریعے وہ خواتین کو

بہترین شہری بنا سکتی ہیں۔ وہ زندگی کے بیرونی اثرات سے جو مضر اور ہلاکت آفریں ہوں۔ ان کو باخبر رکھیں گی۔ اور آگاہ کریں گی۔ کہ آپ جس ماحول میں اوقات بسر کر رہی ہیں۔ اس سے بھی بہترین وسائل پیدا کئے جا سکتے ہیں مرد جو ہردم اپنی فوقیت جتا جتا کر آپ کو پست ہمت بنا چکے ہیں۔ در اصل آپ پر جملہ حالات میں بھی تفوق نہیں رکھتے۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ مدت العمر مظلوم ضعیف بنے رہنے کے باعث عورتوں میں کم ہمتی سرایت کر گئی ہے۔ ایسی خاتون مدبر اور لائق جرنلسٹ ہو کر آپ کو زمانے کی نظروں میں ممتاز کرے گی۔ اور آپ کی آنکھیں کھول دے گی۔

بہت سی خواتین مجھ پر اعتراض کر سکتی ہیں۔ کہ اگر عورتیں ان تمام منصبوں کو اختیار کرنے لگ جائیں۔ تو سارا انتظام خانہ داری درہم برہم ہو جائے گا۔ مگر اس کا جواب یہی ہے۔ کہ یہ محض خام خیالی ہے۔ جس کے باعث عورتیں آج تک حدود غلامی سے باہر نہ ہو سکیں اگر میاں بیوی ہم خیال ہوں۔ اور ایک دوسرے سے ہمدردی رکھتے ہوں۔ تو ان کی پرمسرت ازدواجی زندگی میں کسی کدورت کا پیدا ہونا ممکن نہیں۔ یہ درست ہے۔ کہ گھروں کے انتظامات سنبھالنے میں عورتوں کو مشغول رہنا پڑتا ہے یہ ضروری نہیں۔ کہ ہم چوبیس گھنٹے ہانڈی چولھے یا بچوں اور ڈرائنگ روم پر صرف کر دیں۔ تقسیم کار اور سہل الاصول طریقوں پر ہم بہترین گھر کی ملکہ، شفیق ماں اور سوسائٹی اور قوم کی محکم فرد بن سکتی ہیں۔

اگر گھروں میں روزانہ نت نئے جھگڑے پیدا ہوں۔ تو یہ آپس کی غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ بیرونی اثرات خانہ داری کو تباہ کرنے کا موجب نہیں ہو سکتے۔ سچ پوچھئے تو وہ خواتین جو پبلک کی خدمات بھی انجام دے رہی ہیں اور اپنی گھریلو زندگی کو زیادہ شاداں بنانے پر بھی قادر ہیں۔ بچوں کی تربیت بھی وہ قومی مفاد کے تحت میں کرتی ہیں۔ کیونکہ انہیں ملک و قوم کی ضرورتوں کا بھی اسی قدر خیال ہے۔ جس قدر اپنا اور اپنے بچوں کا۔ چنانچہ وہی کمزور ہاتھ جو کبھی گہوارہ طفلی میں دست شفقت بن کر نسل آئندہ کے باپوں اور ماؤں کو میٹھی نیند سلانے پر تیار رہتا تھا۔ نظام مملکت کی باگ ڈور سنبھالنے اور قوم کی ڈوبتی ناؤ کو کھینے اور پار لگانے میں بھی آگے بڑھے گا۔ لہذا ہمارا فرض ہے۔ کہ اپنی ترقیوں کی راہ میں کسی چیز کو حائل نہ رکھیں۔ اور مردانہ وار اپنے حقوق کے مطالبات کو مردوں سے منوا چھوڑیں۔ ہاں دکھا دیں۔ کہ ہم کسی بات میں ان سے پیچھے نہیں۔ البتہ ضروریات زندگی میں

مختلف طرز معاشرت پر گامزن ہونے
پر مجبور کر رہی ہے ؛

جمیلہ بیگم۔ کلکتہ

عام مجمعوں میں سرگوشیاں

بہت سی خواتین جب کسی جلسے یا تقریب میں شریک ہوتی ہیں۔ تو بجائے تقریروں یا جلسے کی روداد سننے کے آپس میں سرگوشیاں شروع کر دیتی ہیں۔ یہ طریقہ بہت برا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ نہ تو ایسی خواتین کچھ خود ہی سن سکتی ہیں۔ نہ دوسروں کو مستفید ہونے دیتی ہیں۔ ممکن ہے۔ کہ اور خواتین محض ادب و مروت کی وجہ سے ان کو ہدف ملامت نہ بنائیں۔ لیکن دل میں تو ایسی عورتوں کو ضرور برا کہتی ہوں گی ؛

بعض خواتین محض اس خیال سے علمی جلسوں وغیرہ میں شرکت کرتی ہیں۔ کہ وہاں پہنچ کر دوسری خواتین سے خوب بات چیت ملنے ملانے۔ لطف و تفریح کا موقع ملے گا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ جلسے میں شرکت کی ایک یہ بھی غرض ہو۔ تو کوئی مضحکہ انگیز بات نہیں ہے۔ لیکن ہر بات جب موقع و محل سے ہوتی ہے۔ تو اچھی معلوم ہوتی ہے جس وقت کسی جلسے میں کوئی تقریر ہوتی ہو۔ تو اس میں شرکت کرنے والیوں کے لئے گپ شپ یا آپس میں سرگوشیاں کرنا نہایت نامناسب ہے۔ اگر کوئی ضروری بات ہو۔ تو جلسے کے بعد ہو سکتی ہے ؛

جلسے کے وقت سرگوشیاں کرنے کے کئی اسباب ہوتے ہیں۔ کچھ خواتین جلسے کی روداد اور تقریروں کے سمجھنے سے قاصر رہتی ہیں۔ بعض محض سیر و تفریح کے خیال سے آتی ہیں۔ اس لئے ان کو جلسے کی سب کارروائیاں غیر دلچسپ معلوم ہوتی ہیں۔ کچھ خواتین دور بیٹھنے کی وجہ سے تقریروں کو سن ہی نہیں سکتیں۔ ان سب صورتوں میں خواتین پاس بیٹھنے والیوں سے سرگوشیاں شروع کر دیتی ہیں۔ یا دوسروں کے حرکات و سکنات پر نکتہ چینیاں کرنے لگتی ہیں۔ بہر حال ان کی عدم توجہی اور اضطراب کی جو کچھ بھی وجہ ہو۔ لیکن دوسروں کے خیال سے کم سے کم جب تک جلسہ ہوتا رہے۔ اس وقت تک اپنی طبیعت پر ذرا جبر کر کے خاموش رہنا چاہئے ؛

جاہل اور کم پڑھی لکھی عورتوں کا ذکر ہی کیا۔ میں نے اکثر جلسوں میں تعلیم یافتہ خواتین کو بھی اس قسم کی حرکتیں کرتے دیکھا ہے۔ ایسے لوگوں کی حالت بہت ہی قابل افسوس ہے۔ جب ایسی خواتین جو دوسروں کے لئے مشعل ہدایت بن سکتی نہیں۔ خود اس قسم کی عادتوں میں

مبتلا ہیں۔ تو وہ اور لوگوں کی کیا اصلاح کر سکتی ہیں!

اسی سلسلے میں مجھے ایک اور بات یاد آئی۔ جس طرح بہت سی خواتین جلسوں کے وقت بلا تکلف بات چیت کرنا شروع کرتی ہیں اسی طرح ایک اور غلطی بھی کرتی ہیں۔ کہ چھوٹے چھوٹے شیر خوار بچوں کو اپنے ہمراہ لاتی ہیں۔ جو پہنچتے ہی رونا اور شور و غل مچانا شروع کر دیتے ہیں۔ میں نے اکثر زنانہ جلسوں میں دیکھا ہے۔ کہ بچوں کے شور و غل کی وجہ سے شروع سے آخر تک سب کارروائیاں سنائی نہیں دیتیں۔

میں نے ایک جلسے میں ایک خاتون سے التجا کی۔ کہ اگر آپ براہ مہربانی اپنے چھوٹے بچے کو ملازمہ کے ساتھ باہر بھیج دیں۔ تو زیادہ بہتر ہے۔ جس کا جواب انہوں نے مجھے یہ دیا۔ کہ میرا بچہ بہت نیک اور سلیم الطبع ہے۔ ہمیشہ خاموش رہتا ہے۔ اور کبھی رونا یا شور و غل نہیں کرتا۔ یہ سُن کر میں اپنے دل میں بہت ہنسی۔ کہ بھلا ایسا کون سا بچہ ہو سکتا ہے۔ جو کسی وقت بھی شور و غل نہ کرے۔ اکثر بچے زیادہ مجمع دیکھ کر گھبرانے لگتے ہیں۔ اور چیخ اُٹھتے ہیں۔ بعض کھانے پینے کے لئے رونے لگتے ہیں۔ ناسمجھ ہونے کی وجہ سے نہ اپنی خواہشات کو روک سکتے ہیں۔ اور نہ اپنے نفس پر قابو پا سکتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد میں نے اس خاتون سے پھر کہا۔ کہ بچہ ناسمجھ ہے۔ یہ آپ کیسے دعوے کر سکتی ہیں۔ کہ شور و غل نہ کرے گا۔ اور موقع محل کو سمجھ کر اپنی طبیعت پر کچھ جبر بھی کرے گا۔ یہ تو بچوں کی فطرت میں داخل ہے۔ کہ وہ ایک گھڑی بھی چین سے نہیں بیٹھ سکتے۔ اگرچہ وہ خاتون تعلیم یافتہ معلوم ہوتی تھیں۔ لیکن میری اس گفتگو سے چیں بجبیں ہو گئیں۔ اور مجھ سے کہنے لگیں۔ کہ آپ کو اولاد کی قدر کیا معلوم۔ ان کے اس جواب پر میں قرین مصلحت سمجھ کر خاموش ہو رہی اتفاق ایسا ہوا۔ کہ جیسے ہی جلسے کی کارروائی شروع ہوئی۔ ان کے بچے نے چیخنا شروع کر دیا۔ اب تو وہ بہت شرمندہ ہوئیں۔ اور خود بخود بچے کو لے کر باہر جانے پر مجبور ہوئیں۔

ناسمجھ شیر خوار بچوں کو جلسوں میں ہرگز نہ لے جانا چاہئے۔ اگر بچہ سمجھ دار ہے۔ تو کوئی ہرج نہیں۔ بچوں کے شور و غل کی وجہ سے نہ تو ان کی مائیں جلسے کا کچھ لطف اُٹھا سکتی ہیں۔ اور نہ دوسری خواتین ہی اس سے مستفید ہونے پاتی ہیں۔ جو عورتیں اپنے بچوں کو قلیل عرصے کے لئے بھی الگ نہیں کر سکتیں۔ ان کو جلسے میں آنا ہی نہ چاہئے۔

شادی بیاہ یا دوسری تقریبوں کے موقع پر میں نے دیکھا ہے۔ کہ جہاں دو چار خواتین جمع ہو جاتی ہیں۔ آپس میں سرگوشیاں شروع

ہو جاتی ہیں۔ ایک دوسرے کے شکوے گلے ہونے لگتے ہیں۔ اور غیر عورتوں سے سب باتیں پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس لئے ایسی بہنیں جو اس قسم کی گفتگو میں حصہ لینا اخلاقی جرم سمجھتی ہیں۔ وہ خود بخود کنارہ کشی اختیار کر لیتی ہیں۔ ایسی صورت میں ان کے لئے سوائے اس کے کوئی اور چارہ نہیں رہ جاتا۔ کہ وہ گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر دن بھر گزار دیں۔ اور شام کو اپنے گھر رخصت ہو جائیں بعض اوقات ناعاقبت اندیش میزبان بہنیں بھی اس قسم کی گفتگو میں معتدبہ حصہ لیتی ہیں۔ اور یہ بھی خیال نہیں کرتیں۔ کہ آخر ان کی اس نازیبا حرکت کی وجہ سے دوسری بہنیں ان کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گی۔

کسی عام مجمع میں جہاں دو چار عورتیں بیٹھی ہوں۔ اور وہاں کوئی گفتگو شروع ہو۔ تو گفتگو ہرگز ایسی نہ ہونی چاہئے۔ کہ اس میں صرف دو ایک خواتین حصہ لے سکیں۔ اور باقی بیٹھی مُنہ تکتی رہیں۔ گفتگو کا موضوع ایسا ہونا چاہئے۔ کہ سب کی دلچسپی کا باعث ہو۔ جلسے سے تبادلۂ خیالات مقصود ہے۔ نہ کہ ایک دوسرے کا شکوہ شکایت۔ سرگوشیاں ہرگز نہ ہونی چاہئیں جس میں عیب جوئی یا نکتہ چینی کی جائے۔ اور جب دوسری خواتین قریب پہنچیں۔ تو خاموش ہو جانے کی ضرورت ہو۔ اگر کوئی ایسی بات کہنی ہو۔ جس کا پوشیدہ رکھنا ضروری ہے۔ تو مناسب یہ ہے۔ کہ عام مجمع سے ہٹ کر کہیں علیحدگی میں گفتگو کر لی جائے۔ اگر کوئی خانگی معاملہ ہو۔ جس کی عقدہ کشائی کے لئے بحث مباحثہ درکار ہو۔ تو عام مجمع میں اس کے متعلق ہرگز گفتگو نہ ہونی چاہئے۔ اس قسم کے معاملات گھر پر ہونے چاہئیں۔ عام مجمع اس کے لئے غیر موزوں جگہ ہے۔

کئی سال ہوئے مجھے ایک خاتون کا ایک دلچسپ واقعہ یاد ہے۔ میں ایک تقریب کے سلسلے میں اپنے ایک عزیز کے گھر گئی۔ وہاں ایک معمر فرسودہ خیال کی خاتون بیٹھی تھیں۔ انہوں نے ایک نوجوان خاتون کے انداز گفتگو اور لباس وغیرہ کے متعلق سرگوشیاں شروع کر دیں۔ جو ان کے پیچھے قریب ہی بیٹھی تھیں۔ جن عورتوں سے یہ مخاطب تھیں۔ وہ کچھ دور تھیں۔ لہٰذا انہوں نے ایک پنکھا اُٹھا لیا۔ اور اس کی آڑ سے گفتگو کرنے لگیں۔ انہوں نے غلط فہمی سے یہ سمجھ لیا۔ کہ جن خاتون کے متعلق گفتگو ہو رہی ہے۔ وہ قریب ہونے کے باوجود پنکھے کی آڑ کی وجہ سے ان کی بات چیت نہ سُن سکیں گی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ نوجوان خاتون نے ان

کی گفتگو کو بہ نسبت دوسروں کے اندھی صفائی سے سن لیا۔ ان کی اس سادہ لوحی پر کسی سے ضبط نہ ہو سکا۔ اور سب کی سب ہنسنے لگیں سن رسیدہ خاتون اپنی اس حرکت پر نادم ہوئیں۔ اور غالباً ان کو سرگوشیاں کرنے کا ایک عمدہ سبق مل گیا۔

مسز سید احمد محی الدین شہری

حیدرآباد سے کشمیر موٹر میں

(سلسلے کے لئے دیکھو تہذیب صفحہ ۴۲۰)

"اچھابل" سے "کوکرناگ" آٹھ دس میل کے فاصلے پر ہے۔ ہفتہ کے دن دوپہر کے کھانے کے بعد "اچھابل" سے روانہ ہوئے۔ اور چار بجے شام کو "کوکرناگ" پہنچے۔ گو موٹر جا سکتی ہے۔ مگر سڑک کچی اور ناقص ہے۔ محکمہ جنگلات کا بنگلہ اونچی جگہ واقع ہے۔ اور موٹر کا راستہ نہ ہونے کی وجہ سے پیدل چلنا پڑتا ہے۔ موٹر کے لئے نیچے گراج بنایا گیا ہے۔ ہم نے اپنی موٹر گراج میں رکھ دی۔ گراج کے ساتھ ایک چھوٹا سا مکان رہائش کے لئے ہے۔ اور اس کے سامنے یہاں کے مشہور چشمے بہتے ہیں۔ پانی سرد صاف وشفاف پہاڑ کے دامن میں سے نکلتا ہے۔

ہم بھی چشمے کے کنارے بیٹھ گئے۔ اور خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ اس کے بعد پیدل چڑھنا شروع کیا۔ تقریباً ایک میل کی چڑھائی تھی سڑک کے دونوں جانب اونچے اونچے صنوبر کے درخت تھے۔ ہم تھوڑی دیر میں بنگلے میں پہنچ گئے۔ یہاں سے جو منظر آنکھوں نے دیکھا۔ اس کی تعریف کرنی مشکل ہے۔ اونچی جگہ واقع ہونے سے ہوا بھی فرحت افزا اور صحت بخش ہے۔ آب و ہوا کے لحاظ سے یہ ایک صحت گاہ ہے۔ کشمیر کے ڈاکٹر عموماً مریضوں کو کوکرناگ جانے اور کچھ دن وہاں رہنے کی ہدایت کیا کرتے ہیں۔ یہاں رات کو کافی خنکی ہوتی ہے۔ سری نگر میں گرمی سے طبیعت گھبرا گئی تھی۔ نقل مکانی سے موسم میں زمین و آسمان کا فرق محسوس ہو رہا تھا۔ یہ بنگلہ لکڑی کا ہے۔ یعنی اس کی چھت اور دیواریں سب لکڑی کی ہیں۔ ضرورت کا سامان مثلاً پلنگ۔ کرسیاں وغیرہ موجود ہیں۔ مگر یہاں پکانے والا نہیں ملتا۔ اور نہ یہاں کھانے پینے کے برتن ہی مہیا ہیں۔ ان کا انتظام خود مسافر کو کرنا پڑتا ہے۔ پینے کے لئے پانی نیچے کے چشمے سے منگوایا جا سکتا ہے۔ اوپر بھی ایک چھوٹا سا چشمہ ہے۔ مگر اس کا پانی پینے کے قابل نہیں۔ مکان کی نگرانی کے لئے محکمہ جنگلات کی جانب سے ایک چوکیدار مقرر ہے۔ وہاں کے لوگ بہت لالچی ہیں۔ اور طرح طرح کے کرو فریب سے پیسہ کمانے کی فکر میں لگے رہتے

ہیں۔

"کوکرناگ" ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اس بنگلے کے نشیب میں بستی واقع ہے۔ ہمارے زمانۂ قیام میں کچھ انگریز مچھلی کا شکار کھیلنے کی غرض سے آئے ہوئے تھے۔ اور پانی کے کنارے خیمہ لگا کر رہتے تھے۔ بنگلے کے چاروں طرف سوائے پہاڑوں اور درختوں کے کچھ نظر نہیں آتا۔ ایک ہُو کا عالم رہتا ہے۔ سرنگر میں ہاؤس بوٹ میں رہنے کے بعد ڈاک بنگلوں میں رہنا کچھ عجیب سا معلوم ہوتا ہے۔ بوٹ کے اطراف پانی ہی پانی اور یہاں ہر طرف خشکی اور سبزہ۔

"کوکرناگ" میں ہم نے تین چار دن قیام کیا۔ ناشتہ سے فارغ ہو کر جنگل میں چلے جایا کرتے۔ اور صنوبر کے درختوں کے سایہ میں پڑھنے لکھنے میں وقت گزارتے۔ اور بارہ ساڑھے بارہ بجے کھانا کھانے کے لئے واپس آجاتے۔ ان درختوں کے سائے کے نیچے وقت گزارنا بہت بھلا معلوم ہوتا تھا۔ پتوں میں سے دھوپ کا چھن چھن کر آنا۔ اور دھیمی دھیمی ٹھنڈی ہوا کا چلنا فرحت بخشتا تھا۔ ہر طرف خاموشی ہی خاموشی تھی۔ البتہ دور سے پانی کے بہنے کی آواز کشمیری کسانوں کے گیتوں کے ساتھ مل کر فضا میں گونجتی ہوئی ہمارے کانوں تک پہنچتی تھی۔ دوپہر کے کھانے کے بعد کچھ دیر آرام کرتے پھر پانچ بجے چائے پی کر مشی کی غرض سے جنگل میں نکل جاتے۔ اور مغرب کے قریب واپس آکر شام کو کھانا کھاتے تھے۔

یہاں ایک چیز قابل ذکر ہے۔ گرمی کے زمانے میں کشمیر جیسے ملک میں مکھیوں کی بہتات ہوتی ہے۔ نہ کھاتے وقت چین ملتا ہے۔ نہ سوتے وقت۔ جس جگہ جاؤ مکھیوں کے دل کے دل حملہ آور ہوتے ہیں۔ نہ معلوم اس کی کیا وجہ ہے۔

منگل کی صبح کو تقریباً نو بجے ہم کوکرناگ سے روانہ ہوئے۔ اور اسلام آباد سے ہوتے ہوئے پہل گام پہنچے۔ یہاں ہم نے جنگلات کے بنگلے کے قریب صنوبر کے درختوں کے سایہ میں دوپہر کا کھانا کھایا۔ اور دو تین گھنٹے ٹھہر کر اسی دن سرنگر واپس ہوئے۔ پہلے ارادہ تھا کہ پہل گام میں ایک شب بسر کریں۔ مگر چونکہ ہم کو سری نگر سے نکلنے کی تیاری کرنی تھی۔ اس لئے مجبوراً وہاں سے روانہ ہوئے۔ "پہل گام" جاتے ہوئے گوجر قوم کے بہت سے زن و مرد نظر آئے۔ جو ٹٹوؤں پر سامان لادے جارہے تھے۔ یہ لوگ شکل و شمائل میں عربوں سے بہت مشابہ ہیں۔ کشمیریوں کی طرح سرخ و سفید نہ تھے۔ بلکہ ان کا رنگ زیادہ تر سانولا تھا۔ مرد و عورت دونوں کی آنکھوں سے بہادری اور وحشت

ٹپکتی تھی ؛

راستے میں "میش مقام" پر سے گزر ہوا۔ جہاں ایک مشہور اہل اللہ سید زین الدین کا مزار ہے۔ سڑک کے کنارے ایک بڑی نہر "پہل گام" سے آتی ہوئی نیچے کی طرف بہتی ہے۔ جس کا پانی کشمیر کی عام نہروں کی طرح ٹھنڈا ہے۔ سنا تھا۔ کہ پہلے "پہل گام" کا راستہ اچھا نہیں تھا۔ مگر اب اس پر موٹر جا سکتی ہے۔ اور مہاراجہ بہادر کی جانب سے ہمیشہ سڑک کی مرمت ہوتی رہتی ہے ؛

"پہل گام" کے راستے کا منظر جیسے جیسے وہ شہر سے قریب تر ہوتا جاتا ہے۔ نہایت ہی دل فریب اور فرحت انگیز ہوتا جاتا ہے۔ پہاڑ کے دامن میں نہر کا بہنا۔ چاروں طرف سبزہ چنار اور صنوبر کے اونچے اونچے درخت غرض ایسا دل کش منظر ہے۔ کہ بے اختیار دل مچل جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ وادی "لڈر" خوبصورتی میں کشمیر کی دوسری وادیوں سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ مگر "پہل گام" باوجود اپنی خوبصورتی اور رعنائی کے "گل مرگ" کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہندوستانی حضرات اس کو اس لئے زیادہ پسند کرتے ہیں۔ کہ اس کی بلندی گل مرگ سے کم یعنی سات ہزار پانچ سو فٹ ہے۔ اور اس کا پانی مقابلتاً ہاضم ہے ؛

"یہاں گل مرگ" کی طرح لکڑی کی عمارتیں نظر نہیں آتیں۔ البتہ ہر طرف خیمے ہی خیمے دکھائی دیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی فوج نے پہاڑ کے دامن میں ڈیرا کیا ہے۔ جو شخص کشمیر کی سیر کرنا اور اس کے مناظر سے بہرہ اندوز ہونا چاہتا ہے۔ اس کو چاہئے کہ کسی ایک مقام پر بہت دن نہ گزارے۔ بلکہ سرینگر کو اپنا مستقر بنا کر مختلف وادیوں میں پھرتا رہے ہر وادی میں تھوڑے تھوڑے دن گزارتا رہے۔ ورنہ کشمیر جا کر صرف سرینگر میں ٹھہرنا یا گل مرگ یا پہل گام کو اپنا مستقر بنانا ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی شخص باغ کی سیر کرنے جائے اور اس کا ایک چھوٹا سا حصہ دیکھ کر واپس آ جائے ؛

الغرض پہل گام سے اسی دن مغرب کے قریب ہم سری نگر واپس ہوئے۔ دوسرا دن اسباب وغیرہ کے باندھنے میں لگا۔ مولوی ابراہیم صاحب صدر سری نگر کالج نے چار بجے ہمیں چائے پر بلایا تھا۔ اور جسٹس عبدالقیوم اور ان کی بیگم صاحبہ کو بھی مدعو کیا تھا۔ بیگم عبدالقیوم صاحبہ ایک مہذب اور شائستہ خاتون ہیں۔ یہ ایک قدیم تہذیب بن ہیں۔ ان سے ملنے اور گفتگو کرنے سے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ چائے کے بعد کچھ دیر بیڈمنٹن کھیلنے کے بعد ہم اپنے بوٹ کو واپس ہوئے۔ اور چونکہ دوسرے دن کوچ کرنا تھا۔ جلد سو گئے ؛

اس دن میری طبیعت بڑی پژمردہ رہی

کیونکہ ۱۹ جون ۱۹۳۶ء بروز سہ شنبہ "ٹریبیون اخبار" میں حیدرآباد کے متعلق ایک وحشت ناک خبر دیکھی تھی۔ جس کے پڑھنے سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور دل بیٹھ گیا۔ لکھا تھا کہ حیدرآباد کے سینما "موتی محل" ٹاکیز کے ہال کو آگ لگ گئی۔ ایک بچہ اور تیرہ عورتیں جل کر مر گئیں جن میں بعض شہر کی ممتاز عورتیں تھیں۔ آگ اس قدر سرعت کے ساتھ پھیل گئی۔ کہ بہت سی خواتین اپنے آپ کو بچا نہ سکیں۔ وہ کچھ ایسی جل کر خاکستر ہو گئیں۔ کہ ان کی شناخت ان کے زیورات سے کی گئی۔ اس جانکاہ حادثے کے پڑھنے سے یہ سبق ملتا ہے۔ کہ پردہ نشین خواتین کو کسی ایسے سینما گھر میں ہرگز نہ جانا چاہیئے۔ جہاں حادثے کے وقت جان کو بچانے کا کوئی انتظام نہ ہو۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہٗ بنفس نفیس سینما گھر تشریف فرما ہوئے۔ اور فرمان صادر کیا۔ کہ جن سینما میں تماشائیوں کے بچاؤ کا اچھا انتظام نہیں۔ وہ بند کر دیئے جائیں۔

جمعرات ۱۸ جون ہماری روانگی کا دن تھا۔ اور ہمیں حساب کر کے ہانجی کو بوٹ کا کرایہ اور انعام دینا تھا۔ اس میں بہت سا وقت صرف ہوا۔ ہانجی کو کسی طرح روپیہ کھینچنے سے اطمینان نہیں ہوتا تھا۔ کہتا جاتا تھا۔ کہ فلاں چیز ٹوٹ گئی۔ اور فلاں چیز کا نقصان ہوا۔ الغرض بڑی مشکل سے ہم نے دو بجے اپنی جان چھڑائی۔ اور دوپہر کا کھانا کھا کر سرینگر سے راولپنڈی کی طرف روانہ ہوئے۔ چونکہ آتے وقت جموں کے راستے سے آئے تھے۔ اس لئے واپسی راولپنڈی کی راہ سے ہوئی۔ تاکہ یہاں کے دلچسپ مناظر کو بھی دیکھیں واپسی میں یعنی حیدرآباد پہنچنے تک جو اہم واقعات پیش آئیں گے۔ وہ پھر کبھی قلمبند کئے جائیں گے۔

مسز رضیہ عبدالحق۔ از گوالیار

غم

اے غم میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ تجھ کو مجھ سے اس قدر وابستگی کیوں ہے۔ حالانکہ میں تیری رفاقت کے قابل نہیں۔ تو جانتا ہے۔ کہ میں تجھ سے دلی نفرت کرتی ہوں اور تیرے طرح طرح کے روپ بدل کر رونما ہونے کے باوجود ہمیشہ تجھ سے کنارہ کش رہنا چاہتی ہوں۔ مگر تجھ کو ذرا بھی احساس نہیں۔ میں سچ کہتی ہوں۔ کہ اگر مجھ سے کوئی ذرا بھی نفرت کرے۔ تو میں کبھی اس کی طرف رخ نہ کروں مگر ایک تو ہے۔ کہ میرا پیچھا ہی نہیں چھوڑتا۔ اور بالآخر تو پھر تعلیمی ناکامی کی صورت میں نمودار ہوا۔ اب مجھ سے خاموش نہیں رہا جاتا

کیونکہ مجھے علم ہے بہت محبت ہے۔ وہ میرا دیرینہ رفیق ہے۔ تجھ کو چاہئے۔ کہ تو ایسے لوگوں کا دوست بنے۔ جو تجھ کو اپنی جان کے ساتھ رکھیں ؛

اے غم تو کسی ضعیف العمر کے پاس جا۔ جو اپنی جوانی کو غفلت میں برباد کر کے ہاتھ مل رہا ہو۔!

اے غم تو اس یتیم بچے کے پاس جا۔ جو اپنے عزیز ماں باپ کی یاد میں رو رہا ہو!

اے غم تو اس ماں کے پاس جا۔ جو اپنے جوان بیٹے کی موت پر شب و روز آنسو بہاتی ہو!

اے غم تو اس ستم رسیدہ بیوہ کے پاس جا۔ جو اپنے پیارے شوہر کی لاش پر ماتم کر رہی ہو!

اے غم تو ان غریب ماں باپ کے پاس جا۔ جو اپنے جگر کے ٹکڑوں کو بہلا کر رات کو بھوکا سلاتے ہوں!

اے غم تو اس وطن سے دور افتادہ انسان کے پاس جا۔ جو رات دن اپنے وطن کی یاد میں تڑپتا ہو!

اے غم تو اس بلبل ناشاد کے پاس جا جس کا ہرا بھرا گلشن باد خزاں کے ایک تند جھونکے نے پامال کر ڈالا ہو!

اے غم! کیا اتنے رفیقوں کی موجودگی میں بھی تو میرا پیچھا کرے گا۔ ہرگز نہیں۔ میری امید تجھ کو چھینے نہ دے گی۔ اور تجھ کو پسپا ہونا پڑے گا۔ میں سوچتی ہوں۔ کہ اگر امید تیرا مقابلہ نہ کرتی۔ تو تو نے ہزاروں عظیم الشان ہستیوں کو پیوند خاک کر دیا ہوتا ؛

میں نے ہزاروں بہروپئے دیکھے لیکن تجھ جیسا بہروپیا کبھی نظر سے نہیں گزرا۔ خیر تو جیسے جی چاہے۔ روپ بدل۔ میں پھر بھی یہی کہوں گی۔ کہ امید تجھ کو ہرگز کامیاب نہ ہونے دے گی۔ اور تجھ کو وہ دن دیکھنا پڑے گا۔ جس دن امید تجھ پر غالب آئے گی۔ اور اپنا شاندار نتیجہ تمام عالم پر روشن کر دے گی۔ میری بھی یہی دعا ہے۔ کہ کامیابی کا سہرا امید کے سر بندھے ؛

سیدہ ملقیس جہاں بنت سید مہربان علی
دیوبندی۔ از نگینہ

ترپھلہ کے فوائد

خدا نے ترپھلے کو بھی عجیب اثرات بخشے ہیں۔ کہ تقریباً ہر حصہ جسم کا علاج انہیں دواؤں سے ہو سکتا ہے۔ جس میں سے میں چند یہاں بیان کرتی ہوں ؛

ہڑ بہیڑہ آملہ۔ تینوں ہم وزن لے کر کوٹ کر ایک ایک تولہ کی پڑیاں بنا لیں

روز رات کو ایک پڑیا تین چھٹانک پانی میں مٹی یا شیشے کے برتن میں بھگو دیں۔ اور صبح کو نتھار کر آئی ڈوش میں لے کر آنکھ میں لگائیں۔ یا چھینٹے ماریں۔ دن میں چار پانچ دفعہ ایسا کرنے سے چند روز میں چشمہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی ؛

ایک بہن نے بیان کیا۔ کہ ان کے دادا کی آنکھیں سُرخ ہو گئی تھیں۔ اور کئی ڈاکٹروں نے علاج کے بعد کہہ دیا تھا۔ کہ اب یہ اچھی نہیں ہو سکتیں۔ اور جاتی رہیں گی۔ وہ اسی سے بالکل اچھی ہو گئیں ؛

اگر اسی عرق کی دن میں چار پانچ دفعہ کلی کریں۔ تو دانتوں میں کوئی مرض نہ ہوگا۔ قبض رفع کرنے کے لئے بھی یہ اچھی چیز ہے۔ مگر جاڑوں میں یوں استعمال کرنا چاہئے۔ کہ دردری سی پیس کر اور نمک ملا کر رات کو گرم پانی کے ساتھ کھا لیں۔ اگر کسی کے جلدی بیماریاں یعنی پھوڑے پھنسیاں ہو رہی ہوں۔ تو اسی طرح کا ہلکا سا مسہل چند روز استعمال کرنے سے خون صاف ہو جائے گا ؛

آملہ۔ ہڑ بہیڑہ۔ چھالیہ ہم وزن لے کر مٹی کے برتن میں رکھ کر گیلی مٹی سے مُنہ بند کر دیں۔ برتن کو آدھا بھرنا چاہئے۔ ورنہ ٹوٹ جائے گا۔ جب سوکھ جائے۔ تو اوپر نیچے اُپلے چن کر چو سات گھنٹے کی آنچ دیں۔ سب چیزیں جل کر بڑی اور ہلکی ہو جائیں گی۔ پھر پیس کر منجن کی طرح استعمال کریں۔ ہلتے ہوئے دانت انشاء اللہ جم جائیں گے ؛

ظفر سلطان منشی کامل

محفل تہذیب

مجھے آگرہ کی بنی ہوئی سنگ مرمر کی نمائشی اشیاء کی ضرورت ہے۔ لہذا آگرے کی تہذیبی بہنوں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ کوئی معزز بہن براہ کرم مجھے آگرہ کی اس صنعت کی کسی معتبر دکان کے پتے سے بذریعہ تہذیب یا پتہ ذیل پر مطلع فرما کر ممنون فرمائیں ؛

مسز برہان الدین توسط برہان الدین حسین صاحب بی اے جی ڈسٹرکٹ اگریکلچرل آفیسر اورنگ آباد۔ دکن

۱۸ جولائی ۱۹۳۶ء کے تہذیب سے یہ خبر سُن کر دلی مسرت ہوئی۔ کہ آنسہ مریم بیگم ابراہیم ہارون جعفر پونا کے بھائی اور بہن کی شادی خانہ آبادی بروز اتوار ۵ جولائی کو بخیر و خوبی انجام پائی۔ خداوند کریم دولہوں کو ان ازدواجی زندگیوں میں قدم رکھنا مبارک

کرے ⁂

آنسہ مریم بیگم کو بھی اپنے بھائی بہن کی خوشی مع اپنے متعلقین کے مبارک ہو ⁂

ایک خریدار تہذیب

تہذیب نسواں میں اکثر تہذیبی بہنیں میرا پتہ پوچھتی ہیں۔ لہذا ان کی خدمت میں سلام شوق قبول ہو۔ اور شکریہ ⁂

میرا پتہ یہ ہے:۔

جمیلہ بیگم نمبر ۱ مارسڈن سٹریٹ

کلکتہ

۱۔ بٹوے کے منہ پر جو کمانیاں لگی ہوتی ہیں۔ وہ کہاں ملتی ہیں ⁂

۲۔ گلدستہ تارکشی کس قیمت پر اور کہاں مل سکتی ہے ⁂

۳۔ موتیوں سے منی بیگ کس طرح بنایا جاتا ہے۔ ازراہ کرم کوئی تہذیبی بہن ان سوالوں کا جواب دیں ⁂

امیر سلطان امجد علی

اس ہفتے کے تہذیب میں بہن ام کلثوم دختر امیر علی صاحب نے چہرے سے شکن دور کرنے کی دوا دریافت کی ہے۔ ایک آسان دوا تحریر کرتی ہوں۔ بہن صاحبہ تجربہ کر کے دیکھیں ⁂

بادام کو انڈے کی سفیدی میں پیس کر چہرے پر اُبٹن کی طرح مل کر چھڑا لیں۔ اور کبھی صرف سفیدی ہی لگا لیا کریں۔ اس طرح دن میں دو تین بار ملا کریں۔ اور رات کو بھی مل کر سو رہیں۔ ملنے کے بعد ایک دو گھنٹے تک منہ نہ دھونا چاہئے۔ انشاءاللہ فائدہ ہوگا ⁂

ایک تہذیبی بہن

قصبہ ملیح آباد۔ شاہ آباد اور لکھنؤ میں قلم انبہ کے جو مستند و معتبر کارخانے ہوں۔ ان میں سے دس بارہ کارخانوں کے پتے مطلوب ہیں۔ ضلع لکھنؤ کی کوئی بہن یا بھائی توجہ فرمائیں ⁂

ایک خریدار تہذیب

براہ مہربانی کوئی تہذیبی بہن بذریعہ تہذیب تبلائیں۔ کہ منہ پر لگانے کا اصلی سفیدہ کہاں سے ملتا ہے ⁂

ایک خریدار

میرے لڑکے کے پائیریا ہو گیا ہے اور شدت سے دانت سے خون آتا ہے۔

یہاں کے بہت سے ڈاکٹروں کو دکھایا۔ کسی کی دوا سے فائدہ نہ ہوا۔ اسی پائیوریا کی وجہ سے جگر میں درد رہتا ہے بعض دفعہ بخار بھی آجاتا ہے۔ سب ڈاکٹروں نے کہا۔ کہ چونکہ خون پیٹ میں جاتا ہے۔ اسی وجہ سے جگر خراب ہو گیا ہے۔ کوئی بہن یا بھائی دانت سے خون آنے کی دوا جانتے ہوں۔ تو ازراہ مہربانی بذریعہ تہذیب مطلع فرمائیں تو بہت ممنون ہوں گی ؎

زبیدہ بیگم۔ پٹنہ

پچھلی اشاعت میں کسی بہن صاحبہ نے میرا پتہ دریافت کیا ہے۔ میرا پتہ حسب ذیل ہے:۔

معرفت خان بہادر سید رضا حسین
دلکشا منزل۔ اجمیر شریف

آنسہ رضیہ دلشاد

براہ کرم کوئی تہذیبی بہن مطلع فرمائیں کہ ٹھنگ اردو حصہ اول مصنفہ منشی جے بخش صاحب بھوپال کہاں سے دستیاب ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی بہن صاحبہ سیکنڈ ہینڈ کتاب بھی فروخت کرنا چاہیں۔ تو میں خریدنے کو تیار رہوں۔ بذریعہ اخبار تہذیب نسواں مجھے مطلع کریں۔ میں ان کی بے حد ممنون ہوں گی ؎

والدہ اختر حسین

تہذیب کی کسی گزشتہ اشاعت میں ایک مضمون "ہنر چھپانا" شائع ہوا تھا۔ جو مجھے بہت پسند آیا۔ براہ کرم بہن صاحبہ اپنے نام اور مفصل پتے سے خاکسار کو جلد مطلع کریں۔ ممنون ہوں گی ؎

محترمہ آر کے صاحبہ کو معلوم ہو۔ کہ آپ کی تحریر کے بموجب جناب کے والد صاحب شیخ حفیظ اللہ صاحب مرحوم کی روح کو فی الحال چودہ پارے پڑھ کر ثواب پہنچایا ہے ؎

اگر کسی تہذیبی بہن نے "سندری سہاگ تیل" کلکتہ کا تجربہ کیا ہو۔ تو ضرور آگاہ کریں ؎

آر کے بانو مضطر

کوئی سال ڈیڑھ سال سے میری بہن کے منہ سے بدبو آنے لگ گئی ہے۔ وہ ہر روز منجن کرتی ہے۔ لیکن معلوم نہیں بو کیوں آتی ہے۔ اس کو اکثر قبض کی شکایت بھی رہتی ہے۔ ممکن ہے۔ اسی وجہ سے بو آتی ہو۔ کوئی بہن یا بھائی مجرب نسخے سے مطلع فرمائیں ؎ ایک تہذیبی بہن

ولائتی معلومات

(خاص تہذیب کے لئے)

ملک معظم کے لئے بیوی

ان دنوں جرمنی میں یہ افواہ پھیلی ہوئی ہے۔ کہ شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم کی شادی سابق ولی عہد شہزادہ جرمنی کی بیٹی اور سابق قیصر جرمنی کی پوتی شہزادی سسلی وکٹوریا سے ہوگی۔ اس خاتون کا سن اُنیس سال ہے۔ اور وہ انتہا درجہ کی حسین وجمیل ہے۔ شہزادی سسلی وکٹوریا پچھلے سال انگلستان آئی تھیں۔ اور ایک آدھ مرتبہ قصر بکنگھم میں بھی گئی تھیں۔ لیکن انگلستان میں ان کے آنے کو کچھ زیادہ اہمیت نہیں دی گئی۔ اور اہل برطانیہ اس خبر کو بالکل بے بنیاد ظاہر کر رہے ہیں۔ ادھر برلن میں جہاں سے یہ افواہ شروع ہوئی۔ سرکاری طور پر اس مسئلہ کے متعلق بالکل سکوت اختیار کیا جا رہا ہے۔ اور نہ اب تک اس کی تصدیق کی گئی ہے۔ نہ تردید ✤

انگلستان کا ایک اخبار اس خبر پر تبصرہ کرتا ہوا رقم طراز ہے۔ کہ اگر یہ خبر صحیح ثابت ہو جائے۔ تو جرمنی کی نازی حکومت کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی خوش کن بات نہیں ہو سکتی۔ ایسے وقت میں جبکہ جرمنی دنیا میں بالکل بے یار و مددگار ہے۔ جرمنی اور برطانیہ میں دوستی اور اتحاد کا ایسا مستحکم رشتہ قائم ہو جانا اول الذکر کے لئے بے حد سودمند ثابت ہوگا ✤

اگر شہنشاہ ایڈورڈ شہزادی سسلی سے شادی کریں۔ تو اس سے جرمنی کے پرانے شاہی خاندان کے افراد کی مسرت کا کچھ ٹھکانا نہ رہے گا۔ کیونکہ سابق ولی عہد شہزادہ جرمنی اور وہ تمام لوگ دولت برطانیہ کے حد درجہ مداح ہیں ✤

جرمنی میں شہزادی سسلی کو اپنے گوناگون اوصاف کی وجہ سے بے حد شہرت حاصل ہے۔ اور وہ حسن وجمال میں اپنا ثانی نہیں رکھتیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ شہزادی موصوفہ کے والدین نے انہیں اختیار دے رکھا ہے۔ کہ تم جس سے چاہو شادی کر سکتی ہو ✤

طلاق پر قیود

ان ہی دنوں سوویٹ روس میں ایک

نیا قانون پاس کیا گیا ہے۔ جس کے رو سے طلاق دینے پر پابندیاں عائد کردی گئی ہیں چنانچہ اب میاں بیوی کا ایک دوسرے سے علیٰحدگی اختیار کرنا سہل نہیں رہا۔

پہلے روس میں طلاق کا یہ قاعدہ تھا۔ کہ صرف ایک درخواست لکھ کر بھیج دی جاتی تھی جس کو حاکم منظور کر لیتا تھا۔ لیکن اب نئے قانون کے مطابق طلاق صرف اس صورت میں منظور کی جاتی ہے۔ کہ فریقین میں سے ایک کو کوئی موروثی مرض ہو۔ اور دوسرے کی جان خطرے میں پڑنے کا احتمال ہو۔

اگر بیوی کے اولاد ہو۔ اور میاں اسے کسی معقول وجہ کی بنا پر طلاق دینا چاہے۔ تو وہ بیوی بچوں کی پرورش اور گزارے کے لئے معقول رقم بطور نان و نفقہ دینے پر مجبور ہوگا۔

پہلے ایک فریق حاکم کے سامنے درخواست پیش کر کے طلاق کی منظوری لے لیا کرتا تھا۔ لیکن اب جب تک فریقین عدالت میں پیش نہ ہوں گے۔ طلاق کی درخواست پر غور نہیں کیا جائے گا۔

پہلے طلاق نامہ پر صرف تین روبل یعنی تقریباً ایک روپیہ گیارہ آنے خرچ آتے تھے۔ لیکن اب پہلی دفعہ کی درخواست طلاق پر پچاس روبل یعنی اٹھائیس روپے دو آنے۔ دوسری دفعہ ڈیڑھ سو روبل یعنی چوراسی روپے چھ آنے اور تیسری مرتبہ درخواست طلاق پر تین سو روبل یعنی ایک سو اڑسٹھ روپے بارہ آنے خرچ آئیں گے۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ اب کے ماؤں اور بچوں کی امداد کے لئے بجٹ میں بہت بڑی بڑی رقمیں منظور کی گئی ہیں۔ ۱۹۳۶ء کے بجٹ کے ماتحت ہسپتالوں۔ زچہ خانوں زسوں اور کثیر الافراد خاندانوں کے لئے بڑی بڑی رقمیں منظور کی گئی ہیں۔

محکمہ پولیس میں عورتوں کی مانگ

لندن کا اخبار نیوز کرانیکل رقم طراز ہے۔ کہ محکمہ پولیس میں عورتوں کی نمایاں کامیابی کے پیش نظر حکومت انگلستان نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ان کی تعداد میں معتدبہ اضافہ کر دیا جائے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے خواتین کی توجہ کو اس جانب مبذول کرایا جا رہا ہے۔ کہ وہ پولیس کی ملازمت کے لئے اپنے نام پیش کریں۔

اس وقت لندن میں کانسٹبل خواتین کی تعداد اڑسٹھ ہے۔ اور حکومت اس میں اضافہ کر کے اسے ایک سو چالیس تک پہنچا دینا چاہتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی عورتوں کو پولیس کی تعلیم دینے کے لئے ادارے بھی قائم کئے

جائیں گے۔ اور ان کی رہائش کے لئے ہیڈ کوارٹروں کا انتظام بھی کیا جائے گا۔

عورتوں کو پہلے رنگروٹ کے طور پر بھرتی کیا جاتا ہے۔ اور انہیں دس ہفتے تک پولیس کے قواعد ضوابط وغیرہ سکھائے جاتے ہیں اور اس دوران میں انہیں چالیس شلنگ فی ہفتہ کے حساب سے تنخواہ ملتی ہے۔ اس کے بعد جب وہ کانسٹبل بن جاتی ہیں۔ تو انہیں چھپن سے لے کر اسی شلنگ تک ہفتہ وار مشاہرہ ملتا ہے۔ علاوہ ازیں الاؤنس بھی دیا جاتا ہے۔

ہوابازوں کے لئے ایک مفید ایجاد

سان فرانسسکو کے ایک موجد نے ایک ایسا مصالحہ ایجاد کیا ہے جسے آسمان سے نیچے پھینکا جائے۔ تو کہر میں بڑے بڑے شگاف پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور ہوابازوں کو نیچے اترتے وقت زمین دکھائی دینے لگتی ہے۔

پچھلے دنوں کیلیفورنیا میں مشہور ہواباز خاتون مس ایمیلیا ایرہارٹ نے جو بحر اٹلانٹک پر پرواز کر چکی ہیں۔ اس ایجاد کی آزمائش کی خاتون موصوفہ ایسے وقت میں جبکہ زمین پر پان سو فٹ موٹی کہر کی تہہ چڑھی ہوئی تھی۔ ہوائی جہاز میں سوار ہوئیں۔ اور اس ایجاد کا تجربہ کیا۔ آپ نے زمین پر اترنے کے بعد بیان کیا۔ کہ یہ ایجاد ہوابازوں کے لئے بہت سودمند ثابت ہوگی۔

خاتون موصوفہ کے شوہر مسٹر جارج پی پٹنم نے جو اس تجربے میں اس کے شریک تھے۔ بیان کیا۔ کہ جس وقت مصالحہ پھینکا جاتا۔ تو کہر میں بڑے بڑے شگاف پیدا ہو جاتے۔ اور ان میں سے ہمیں زمین دکھائی دینے لگتی۔ اگر اس ایجاد کے اور تجربے کئے جائیں۔ تو یہ بے انتہا فائدہ مند ثابت ہوگی۔

موجد کا دعوے ہے۔ کہ اس مصالحہ کو نیچے سے اوپر بھی پھینکا جا سکتا ہے۔

عورتوں کا جزیرہ

سان فرانسسکو میں لیڈیز کلب کی دو سو ارکان نے ایک جزیرہ خرید لیا ہے۔ اس جزیرے کا نام نماڈلا ہے۔ یہ عورتیں وہاں آباد ہو کر ایک زنانہ برادری کی بنیاد ڈالنا چاہتی ہیں۔ اس جزیرے میں مردوں کے آنے کی اجازت نہ ہوگی۔

دلچسپ باتیں

اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ دنیا میں ساڑھے

چار ہزار قسم کی گھاس موجود ہے۔

امریکہ میں گزشتہ موسم سرما کے دوران میں پانسو جانیں سردی کے باعث ضائع ہو گئیں۔

اس وقت دنیا کے چھبیس ممالک برطانوی کارخانوں کے بنے ہوئے ہوائی جہاز استعمال کر رہے ہیں۔

انگلستان میں دو لاکھ پینتالیس ہزار اشخاص ڈاک خانے کے محکمے میں ملازم ہیں۔

اسکیورس اکی پبلک لائبریری میں پینسٹھ لاکھ کتابیں ہیں۔

فرانس میں پاگلوں کی تعداد ۱۹۱۶ء کے مقابلے میں اس وقت ۱۴۰ فی صدی کی نسبت سے بڑھی ہوئی ہے۔

روس میں ان تمام کسانوں کو جن کی عمر ۱۸ اور ۴۵ کے درمیان ہے۔ سرکاری طور پر یہ حکم ملا ہے۔ کہ وہ آئندہ ہر مہینے میں چھ دن سڑکوں کی تعمیر پر صرف کیا کریں۔ اس کام کی انہیں کوئی اُجرت نہیں ملے گی۔

انٹرنیشنل براڈکاسٹنگ یونین کا بیان ہے۔ کہ یورپ میں دس کروڑ ستر لاکھ اشخاص ریڈیو سُنتے ہیں۔

گزشتہ سال انگلستان اور ویلز میں موٹر چلانے والوں سے جس قدر رقم بطور جرمانہ وصول کی گئی۔ اس کی تعداد تین لاکھ چھتر ہزار پونڈ ہے۔

برطانیہ عظمیٰ میں ایک صد سے زیادہ اندھے ٹیلی فون کے محکمے میں ملازم ہیں۔

سائنس دانوں کا بیان ہے۔ کہ اگر دنیا کے تمام پرندوں کو مار ڈالا جائے۔ تو حشرات الارض سات روز کے اندر ہماری دنیا کو چٹ کر جائیں۔

جنگ عظیم کے بعد سے لے کر اب تک ستر اندھے طالب علموں نے لندن یونیورسٹی کا نصاب تعلیم ختم کر کے سند حاصل کی۔

خبریں اور نوٹ

انگورہ ۔ ترکی جمہوریت کی وزارت نے اعداد و شمار شائع کئے ہیں ۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ گذشتہ تعلیمی سال کے اختتام پر مملکت ترکی میں ۱۰۰۶۰ ابتدائی مدارس تھے ۔ اور ان کے طلباء کی تعداد ۰۰۰،۷۰،۵ تھی ۔

ترکی میں عیسائی مشنریوں کے تمام مدارس بند کرنے کا حکم دیدیا گیا ہے ۔ اور وزارت معارف ترکیہ نے اعلان کیا ہے ۔ کہ حدود ترکی میں غیر ملکی مدارس قائم نہیں کئے جا سکتے ۔ اس کا سبب یہ بتلایا گیا ہے ۔ کہ ان مدارس میں سیاسی اور غیر اسلامی تعلیم دی جاتی ہے ۔

استنبول ۳ ۔ اگست ۔ تازہ ترین اطلاع مظہر ہے ۔ کہ مجلس کبیر ملی نے زہریلی گیسوں سے حملے سے بچنے کے لئے دس لاکھ گنی کا بجٹ منظور کیا تھا ۔ اب اس روپے سے نقاب خریدے جا رہے ہیں ۔ تاکہ عوام میں تقسیم کئے جائیں ۔

قاہرہ ۔ بذریعہ ڈاک ۔ مصر کے خاص ڈاکٹروں نے حکومت مصر کو اطلاع دی ہے ۔ کہ ہم نے زہریلی گیس ایجاد کر لی ہے ۔ اور ہم اس کو وسیع پیمانے پر نہایت ارزاں قیمت پر تیار کر سکتے ہیں ۔ ان ڈاکٹروں کا بیان ہے ۔ کہ پیاز اور ایک اور شے جس کا نام انہوں نے اس وقت تک پوشیدہ رکھا ہے ۔ اس مائت آفرین گیس کے بنانے میں استعمال کی جائے گی ۔

یروشلم ۔ فلسطین کی ہائی کورٹ نے پانچ ہزار پونڈ کے اس اجتماعی جرمانے کو منسوخ کر دیا ہے ۔ جو حکومت نے اہل غزہ پر اس جرم میں کیا تھا ۔ کہ غزہ کے نواحی علاقے میں ریوے ٹیلی فون کے سلسلے کاٹ دیئے گئے تھے ۔

بیت المقدس ۲۰ ۔ اگست ۔ حیفا کی جامع مسجد میں عربوں نے عرب انسپکٹر پولیس کو گولی کا نشانہ بنا دیا ۔ اور دو یہودی چوکیدار بھی سنٹرل کالونی کے قریب مردہ پائے گئے ۔

مکہ معظمہ ۔ حکومت سعودیہ کا وزیر مال اس انگریزی کمپنی سے جس نے حجاز میں مٹی کے تیل کا ٹھیکہ لے رکھا ہے ۔ معاہدہ کر رہا ہے ۔ کہ کمپنی مذکور حجاز کے ساحلی علاقے کے زیتون کے درختوں کے پھل توڑنے کا ٹھیکہ لے ۔ معاہدہ عنقریب مکمل ہونے والا ہے ۔ جو دستخط ہو جانے پر شائع کر دیا جائے گا ۔

بغداد ۲۰ جولائی ۔ علاقہ فرات میں اپریل کے مہینے میں قبائل کی بغاوت کے بعد مارشل لا کا نفاذ کر دیا گیا تھا ۔ اب وہ مارشل لا ہٹا دیا گیا ہے ۔ باغیوں سے ہتھیار لے لئے گئے ہیں ۔ جرمانہ رائفلوں کی صورت میں وصول

کیا گیا ہے۔

بغداد (ڈاک سے) حکومت ہند نے تین سال سے ان کھجوروں پر محصول درآمد بڑھا دیا تھا۔ جو ہندوستان کے بازاروں میں آتی تھیں۔ اس سلسلے میں حکومت عراق حکومت ہند سے گفت و شنید کر رہی تھی۔ اب اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ حکومت ہند اس مسئلہ میں حکومت عراق سے متفق ہو جائے گی۔ اور عراق کی کھجوروں کے لئے ہندوستان کی مارکیٹ کھل جائے گی۔

بغداد (ڈاک سے) ایک عراق کے باشندے نے حکومت عراق سے درخواست کی ہے۔ کہ اسے کوہ حمرین کے نواح سے پتھر کا کوئلہ نکالنے کا ٹھیکہ دیا جائے۔ حکومت نے چند شرائط کے ماتحت اسے اجازت دیدی ہے۔ اور وہ اپنا کام اگلے مہینے میں شروع کر دے گا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ عراق میں کوئلہ بہت بڑی تعداد میں موجود ہے۔

موصل (ڈاک سے) اطلاع ملی ہے۔ کہ موصل کے اسرائیلیوں نے فلسطین کے یہودیوں کی انجمن کے لئے ۱۰۴۳ دینار چندہ جمع کیا ہے۔ (ایک دینار ایک پونڈ کے برابر ہوتا ہے)

لندن ۳۔ اگست۔ جبوتی سے اطلاع آئی ہے۔ کہ حبشی فوج نے ادیس ابابا ریلوے پر نہایت بے جگری سے حملہ کیا۔ جس میں ڈیڑھ سو اطالویوں کو تہ تیغ کر ڈالا۔ کرنل مذ ٹیسیلی بھی مقتولین میں شامل ہیں۔

لندن ۳۔ اگست۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت اٹلی نے حکومت عربیہ سعودیہ کو تین ہوائی جہاز بطور تحفہ بھیجے ہیں۔ یہ جہاز مکہ معظمہ پہنچ گئے ہیں۔ عربی طلبا نے ان ہوائی جہازوں پر مشق بھی شروع کر دی ہے۔ یہ طلبا اٹلی میں ہوائی تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔

پیرس ۳۔ اگست۔ حبشہ کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ڈیسی کے ارد گرد حبشیوں اور اطالویوں میں خونریز جنگ جاری ہے۔ جس میں سات ہزار اشخاص ہلاک اور زخمی ہو چکے ہیں۔ اور حبشی قبائل کے دستے حملے کرتے ہوئے ادیس ابابا میں داخل ہو گئے۔ جس کی وجہ سے شہر کی آبادی میں سخت پریشانی پھیلی ہوئی ہے۔

ادیس ابابا ۳۔ اگست۔ حبشہ میں اس وقت ساڑھے تین ہزار ہندوستانی مقیم ہیں۔ حبشہ فتح ہونے کے بعد ایک ہزار سے زیادہ ہندوستانی حبشہ چھوڑ کر ہندوستان جا چکے ہیں۔ ہندوستانیوں کی جائداد ادیس ادیس ابابا۔ ہرر اور جگ جیگا میں بالکل تباہ و برباد ہو گئی ہیں۔ ادیس ابابا اور ہرار کی لوٹ میں ہندوستانیوں کو کافی نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ نقصان کا اندازہ دو لاکھ پونڈ کیا جاتا ہے۔

صوفیا ۳۔ اگست۔ تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں

کہ بلغاریہ میں جنگ کی تیاریاں پوری گرم جوشی سے جاری ہیں۔ جدید ساخت کی طیارہ شکن توپیں۔ ٹینک اور ہوائی جہاز خریدے جا رہے ہیں۔ حکومت بلغاریا نے آئندہ جنگ کے پیش نظر ۲۰۴۰ میل لمبی ریلوے لائن کا جال تمام ملک میں پھیلا دیا ہے۔ اور اس کا اتصال فوجی چھاؤنیوں سے کر دیا ہے۔ تاکہ فوجوں کو منتقل کرنے میں وقت نہ ہو۔

لزبن۔ ۴۔ اگست۔ ایک لاسلکی پیغام بارسلونا سے موصول ہوا ہے۔ کہ بہت سے فرانسیسی والنٹیر بارسلونا میں وارد ہوئے۔ اور وہ باغیوں کے خلاف ہسپانیہ کی فوجوں کے ساتھ مل گئے ہیں۔

میڈرڈ۔ یکم اگست۔ ہسپانیہ میں بغاوت کے شعلے روز بروز بھڑک رہے ہیں۔ مراکش کی "ینگ مین ایسوسی ایشن" نے اپنی تحریک آزادی کو دیہات تک پھیلا دیا ہے۔ یہ نوجوان سبز وردیاں پہن کر بازاروں۔ گلیوں اور دیہاتوں میں پھر رہے ہیں۔ تمام مراکش انقلاب زندہ باد کے نعروں سے گونج رہا ہے۔ دو ہزار سبز پوش عرب رضاکاروں نے گورنر کے بنگلے پر حملہ کیا۔ اور باڈی گارڈ کے تمام سپاہیوں کو قتل کر ڈالا۔ فوجی بارود کو آگ لگا دی۔ گودام کو لوٹ لیا۔ اور قدیم اسلامی جھنڈا چھاؤنی میں گاڑ دیا۔ اس انجمن نے ہسپانوی باغیوں کو اس شرط پر امداد دینی منظور کی ہے۔ کہ کامیابی کے بعد مراکش کی کامل آزادی تسلیم کر لی جائے۔ اسپین میں اس وقت خوفناک بغاوت برپا ہے۔ اور مسلمان اس سے فائدہ اٹھا کر آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

پیرس کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت فرانس کچھ یہودیوں کو تیونس میں آباد کرنا چاہتی تھی۔ جس پر عربوں نے احتجاج کیا۔ اور یہودیوں اور عربوں میں تصادم ہو گیا مگر بر ۔ فوج نے گولی چلائی۔ لیکن مشتعل مجمع نے فوج پر بھی گولی چلائی۔ اور یہودیوں کی دکانوں کو لوٹ لیا۔ یہودیوں کے خلاف زبردست نفرت پھیلی ہوئی ہے۔

نیو یارک ٹائمز امریکن اخبار لکھتا ہے۔ کہ برطانیہ کے ماتحت ہندوستان اور دوسرے ممالک کے مسلمانوں کی تعداد ۱۰ کروڑ ہے۔ یہ تمام مسلمان برطانیہ کی یہود نوازی اور فلسطین میں برطانوی پالیسی کے سخت مخالف ہیں۔ اس کے علاوہ دنیا کے تمام مسلمان جن کی تعداد اسی کروڑ سے زیادہ ہے۔ فلسطین کے عربوں کے مصائب اور مشکلات کا گہری نظروں سے مطالعہ کر رہے ہیں۔ برطانیہ کو ان تمام مسلمانوں کی دشمنی مول لینا مناسب نہیں۔

ہندوستان کے مشہور مہاوطن لیڈر راجہ مہندر پرتاب نے اپنی ۲۰ سالہ لڑکی بی بی بھگتی کے نام پیغام بھیجا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں۔ کہ کسی مسلمان یا اچھوت کے ساتھ شادی کر لو۔ میری سب سے بڑی آرزو ہے۔ کہ انسانوں میں عالمگیر اخوت اور مساوات کا رشتہ قائم ہو جائے۔

لکھنؤ۔ ۳۔ اگست۔ شدید اور لگاتار بارش کے باعث یوپی کے تقریباً تمام دریا طغیانی پر ہیں۔ ہر روز سیکڑوں مربع میل زمین دریا برد ہو رہی ہے۔ اور دو ہزار گاؤں خطرے میں ہیں۔ بعض اضلاع میں ہیضہ پھوٹ پڑا ہے۔

الہ آباد۔ ۳۔ اگست۔ ۲۵ جولائی سے اس وقت تک الہ آباد میں شدید بارش ہو رہی ہے۔ پانچ دن میں ۲۱٫۶۱ انچ بارش ہوئی ہے۔ اور شنبہ کے روز ۲۴ گھنٹہ میں ۵٫۴۸ انچ ہوئی۔

لاہور۔ ۲۔ اگست۔ مسٹر گابا کی درخواست ضمانت کے فیصلہ کا اپیل ۸۔ اگست کو عدالت سشن لاہور میں پیش ہوگا۔

حیدر آباد دکن۔ ۴۔ اگست۔ ایک بارہ سال کا لڑکا اس وجہ سے قتل کر دیا گیا۔ کہ اس نے چند زیور پہن رکھے تھے۔ ان زیوروں کی قیمت سترہ روپیہ بیان کی جاتی ہے۔

شیخوپورہ کی خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ ایک مسلمان فقیر پانچ سو سانپ حکام کو پیش کرنے کے لئے لایا۔ فقیر کا بیان ہے۔ کہ گزشتہ ہفتے کے دوران میں اس نے یہ سانپ کوٹ پنڈی داس سے پکڑے ہیں۔ یہ فقیر سول سرجن صاحب سے بھی ملا ہے۔ امید ہے۔ کہ حکام کی طرف سے اسے انعام دیا جائے گا۔

کراچی۔ ۲۔ اگست۔ سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون صدر پورٹ حج کمیٹی اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ہز ایکسیلنسی گورنر سندھ ۷۔ اگست ۱۹۳۶ء کو شام کے سوا آٹھ بجے حاجیوں کے کیمپ کا معائنہ کریں گے۔

نتھیا گلی۔ ۳۔ اگست۔ کابل کی تازہ ترین اطلاعات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ نیا روسی سفیر بذریعہ ہوائی جہاز کابل پہنچ گیا ہے۔

حیدر آباد دکن۔ یکم اگست۔ سٹی پولیس نے چھ گداگروں کا چالان کیا تھا۔ جن کو مختلف میعاد کی سزائیں دی گئیں۔ ایک گداگر کی تلاشی لینے پر اس کے پاس سے ۲۰۳ روپیہ کے نوٹ اور تین روپیہ پانچ آنے چھ پائی نقد برآمد ہوئے۔

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب مسٹر ایس اے ناصر صاحب سب جج بہادر درجہ دوم لاہور

مساۃ سردار بیگم بنت مبارک علی قوم عیسائی ساکن لاہور ٹکسالی گیٹ مدعیہ

بنام محب علی ولد غلام رسول عرف نتھو قوم میر ٹھیکہ دار ساکن محلہ طرہ باز خاں علاقہ ایسا خاص پشاور شہر مدعا علیہ

دعوے تنسیخ نکاح بربنائے تبدیلی مذہب

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں محب علی ولد غلام رسول عرف نتھو مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام محب علی ولد غلام رسول عرف نتھو مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور تاریخ ۲۵۔۸ اگست ۱۹۳۶ء کو مقام لاہور حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی۔

آج بتاریخ یکم ۸ اگست ۱۹۳۶ء بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم　　　　مہر عدالت



حمید علی پرنٹر و پبلشر نے مرکنٹائل پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپوا کر دارالاشاعت پنجاب لاہور سے شائع کیا۔ ایڈیٹر سید امتیاز علی تاج

ہندوستان میں سب سے پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار

تہذیب النسواں

جسے
محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلما مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم
نے
۱۸۹۸ء میں جاری کیا
چندہ سالانہ مع محصول ڈاک ... پیشگی

نمبر ۳۳	لاہور ہفتہ ۱۵ - اگست ۱۹۳۶ء	جلد ۳۹

ضرورت ہے

ڈسٹرکٹ بورڈ امرتسر کے اسکولوں میں ملازمت کے لئے بارہ عدد ایسی ٹرینڈ استانیوں کی ضرورت ہے۔ جن میں آٹھ استانیاں گورمکھی جانتی ہوں۔ اور چار اردو جانتی ہوں۔ ان استانیوں کو ۲۰-۴۰ یعنی ۲۰-۳۰ روپے کا گریڈ دیا جائے گا۔ چونکہ جدید اسکیم کے ماتحت ایک ہی اسکول میں چار یا پانچ استانیوں کو اکٹھا کام کرنا ہوگا۔ اس لئے ان کو یا ہر دیہاتوں میں اپنی ہی الگ سوسائٹی رکھنے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔ تمام درخواستیں جناب ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب مدارس ضلع امرتسر کی خدمت میں فوراً بھیجی جائیں۔

تہذیب نسواں

لاہور - ہفتہ ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

اراضیات سکونتی برائے فروخت

واقعہ اندرون شہر ملتان

اراضیات سکونتی ملکیتی کورٹ آف وارڈز
تونسہ واقعہ اندرون دولت دروازہ ملتان
بذریعہ نیلام عام بمقام موقعہ بتاریخ ۱۹ فروخت
کی جائے گی۔ کل اراضی تیرہ (۱۳) موزوں قطعات
میں تقسیم کی گئی ہے۔ ہر ایک ٹکڑہ ایک اچھے
خاصے گھر کی تعمیر کے لئے کافی ہوگا۔ اراضی قابل
فروخت محلہ کھیوں اور سڑک شہر پناہ موسومہ لنگ کے
اونچی سطح پر واقعہ ہے۔ ان ٹکڑہ جات کے لئے
جو بعض دوسرے قطعات کی پشت پر واقع ہیں۔
موزوں اور کھلی گلیاں چھوڑ دی گئی ہیں۔ تاکہ علاوہ
کھلی ہوا اور روشنی کی آسائش کے تانگہ ہائے وغیرہ کی
آمد و رفت بھی آسانی سے ہو سکے۔ بلحاظ محل وقوع۔
سطح اراضی۔ فراخ راستہ جات وغیرہ کے قطعات قابل
فروخت نہایت عمدہ طور پر واقع ہیں۔ ان لوگوں کے
لئے جو اندرون شہر کھلے مکانات بنوانے کے متمنی ہوں۔
یہ ایک نادر موقع ہے۔ واضح رہے۔ کہ فروخت نیلام
حقوق شفع سے مبرا ہوگی۔ ہر ایک قطع علیحدہ علیحدہ بیچا
جائیگا۔ مگر ایک آدمی ایک سے زیادہ قطعات بھی خرید کر سکیگا۔
خواہشمند اصحاب فہرست شرائط نیلام و نقشہ جات
اراضی زیر فروخت دفتر نزول افسر ملتان سے اوقات دفتر
کے مابین تا تاریخ نیلام حاصل کر سکتے ہیں۔ بولی دہندگان
سے کامیاب خریداروں کو کل زرقیمت کا ایک چہارم
اختتام بولی پر بطور پیشگی ادا کرنا ہوگا۔

دستخط نزول افسر ملتان

نارتھ ویسٹرن ریلوے

ریلوے کی رعائتوں سے فائدہ اٹھایئے

کیا آپ کو معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض اہم ریلوے اسٹیشنوں
کے درمیانی سفر کیلئے ایک طرف کے اور واپسی کے
ٹکٹ جن کی قیمت بہت گھٹا دی گئی ہے جاری کئے
کئے گئے ہیں۔ آپ قریب ترین ریلوے اسٹیشن پر جا کر
اس کے متعلق تفصیلی اطلاعات حاصل کر سکتے ہیں۔
کیا آپ جانتے ہیں۔ کہ رکگنائزڈ اسکولوں اور کالجوں
کے طلباء اکٹھے ہو کر جب سفر یا پکنک کرنے یا باہر کی سیر
سیاحت کی خاطر جاتے ہیں۔ اور ایک ہی اسٹیشن سے یا
ایک ہی اسٹیشن تک کم از کم پندرہ کی تعداد میں سفر کرتے
ہیں۔ تو انہیں اور اسکول کے اساتذہ یا طلباء کے
سرپرستوں کو نصف قیمت پر ٹکٹ دیئے جاتے
ہیں۔

آپ اس موقع سے فائدہ اٹھایئے تفصیلی معلومات
کے لئے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ اور چیف کمرشیل مینیجر لاہور
سے رجوع کیجئے۔

زچہ خانہ کی بے احتیاطی

اور کثرت اولاد اور دوسری زنانہ شکایتوں کے نتیجہ میں عموماً
ہر عورت کا پیٹ بے طرح بڑھ جاتا ہے راحت شکم نسخہ
طور پہ بڑھا ہوا بھاری پیٹ ہلکا کرنے کے لئے نہایت
مفید و کامیاب ثابت ہوئی ہے تعریف سے مستغنی اس کی
مقبولیت اور مانگ بہت ترقی کر رہی ہے۔ قیمت چالیس خوراک
ایک روپیہ۔ سہ ماہی کورس دو روپے۔

اے۔ ڈبلیو اینڈ سنز راحت ہاؤس دہلی

پھونکا ہوا پانی

باوجودیکہ تعلیم کی روشنی ہر جگہ کچھ نہ کچھ پھیل گئی ہے لیکن ہماری دیہاتی بہنیں اب تک جہالت کی ظلمت میں پڑی ہوئی ہیں۔ اور پرانی لکیر کی فقیر ہیں۔ ہر قدیم رسم کو خواہ وہ کتنی ہی مضر ہو۔ بہ نظر استحسان دیکھتی ہیں۔ اور اس کا بہت احترام کرتی ہیں۔ اسی طرح دوا علاج کو بھی نئی بات سمجھ کر اس کی طرف کبھی متوجہ نہیں ہوتیں۔ بلکہ ہر قسم کے مرض میں جھاڑ پھونک پر اکتفا کرتی ہیں۔

دیہاتوں کا دستور ہے۔ کہ جب کوئی بچہ بیمار ہوتا ہے۔ تو عورتیں مسجد سے پھونکا ہوا پانی منگوا لیتی ہیں۔ اور جب بچے کو پیاس معلوم ہوتی ہے۔ تو وہی پانی بطور دوا کے دیا جاتا ہے۔ عموماً یہ ہوتا ہے۔ کہ ملازمہ ایک برتن میں پانی لئے ہوئے مسجد کے دروازے پر کھڑی رہتی ہے۔ اور جب کوئی نمازی نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر نکلنے لگتا ہے۔ تو فوراً برتن کو کھول دیتی ہے۔ اور پھر بہت تیزی سے بند کر دیتی ہے۔ کہ کہیں پھونک کا اثر نہ نکل جائے۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے سب نمازی مسجد سے نکلتے اور پھونکیں مارتے چلے جاتے ہیں۔

اب غور کرنا چاہئے۔ کہ آیا اس قسم کا پھونکا ہوا پانی کس حد تک مفید ہو سکتا ہے۔ میرا تو یہ خیال ہے۔ کہ ایسا پانی بجائے دافع مرض ہونے کے صحت کے لئے سخت مضر بلکہ ہلاکت کا باعث ہو سکتا ہے۔ مسجد میں ہر قسم کے نمازی ہو سکتے ہیں۔ تندرست اور مریض بھی۔ ان میں سے بعض مختلف امراض میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ مثلاً سل۔ دق۔ پائیوریا وغیرہ۔ غور کرنے کی بات ہے۔ کہ جب ایسے مریض پانی پر پھونکیں ماریں گے۔ تو ان کے منہ سے مختلف قسم کے جراثیم نکل کر اس پانی میں ضرور آ جائیں گے۔ جس کی وجہ سے پانی بجائے صحت بخش ہونے کے یقیناً بہت ہی مضرت رساں ہو جائے گا۔ اور اس کے پینے سے طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو گا۔

ایک مرتبہ ایک خاتون کا بچہ بیمار ہوا۔ ان کی ساس اتفاق سے دقیانوسی خیال کی واقع ہوئی تھیں۔ جب ان کو بچے کی بیماری کا حال معلوم ہوا۔ تو انہوں نے اپنی ملازمہ کو حکم دیا۔ کہ شام کو مسجد سے پانی پھونکوا لانا۔ بہو نے ان کی رائے سے اختلاف کیا۔ اور کہا۔ کہ میں اپنے بچے کو ایسا مضر صحت پانی نہ پلاؤں گی۔ ساس نے کہا سخت حیرت کی بات ہے۔ کہ تم ایسے پانی کو مضرت قرار دیتی ہو۔ جس کو نمازی لوگ قرآن شریف کی صورتیں پڑھ کر پھونکیں۔ کلام مجید کا

تو یہ اثر ہے۔ کہ نجس سے نجس چیز پاک ہو جاتی ہے۔ بیٹی خدا سے ڈرو۔ کفر کی بات منہ سے ہرگز نہ نکالو۔ ورنہ خدا کا عذاب نازل ہوگا۔ توبہ کرو پھر ایسی بات کبھی نہ کہنا۔ میں اسی وجہ سے تو زیادہ تعلیم کی مخالف ہوں تعلیم لڑکیوں کو دین سے منحرف کر دیتی ہے۔ خدا نہ کرے کہ آج کل کی لڑکیوں کو ایسی تعلیم دی جائے۔ ایسے لکھنے پڑھنے سے تو جاہل رہنا بہتر ہے۔ بہو نے ساس کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ بلکہ ساس اور زیادہ ناخوش ہو گئیں۔ بالآخر بہو بھی مجبور ہو کر خاموش ہو گئی۔

ساس نے مغرب کے وقت ملازمہ کو ایک برتن میں پانی دے کر مسجد کو روانہ کیا۔ ملازمہ پھونکا ہوا پانی لائی۔ اور دادی نے ماں کی مرضی کے بالکل خلاف ننھے بچے کو پانی پلانا شروع کیا۔ غالباً اس میں سیکڑوں قسم کے جراثیم رہے ہوں گے۔ لیکن خدا کی شان کہ اس پانی کے پلانے کے تھوڑی دیر بعد سے بچے کی طبیعت سنبھلنے لگی۔ بخار اترنے لگا۔ اور صبح تک بچہ بالکل اچھا ہو گیا۔ اب تو ساس کو بہت عمدہ موقع ہاتھ آیا۔ اور بہو کی شامت آگئی۔ اس خاتون نے بہو سے کہنا شروع کیا۔ دیکھو میں کہتی تھی۔ کہ کلام مجید میں بہت اثر ہے۔ پانی پیتے ہی بچہ اچھا ہو گیا۔ بہو نے کہا۔ ہم قرآن شریف کی عظمت کی ہمیشہ سے معترف و معتقد ہوں۔ اور رہوں گی۔ میرا اعتراض یہ تھا۔ کہ پانی پھونکنے کا طریقہ بہت گندہ ہے۔

اب یہ خاتون جہاں جاتی ہیں۔ اپنی بہو کا تذکرہ کرتی ہیں۔ کہ آج کل کی لڑکیاں پڑھ لکھ کر اصول اسلام کو بھولتی جاتی ہیں۔ ایسی تعلیم سے مذہب کو بہت خطرہ ہے۔

جب اس خاتون سے میری ملاقات ہوئی۔ تو مجھ سے بھی انہوں نے اپنی بہو کا تذکرہ کیا۔ میں نے کہا۔ واقعی پانی پھونکنے کا طریقہ بہت گندہ ہے۔ اس کی وجہ سے بہت سے متعدی امراض میں مبتلا ہو جانے کا احتمال ہے۔ اسلام نے ہر صورت میں صفائی کی تاکید کی ہے۔ اور وہ ایسے طریقوں کے اختیار کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ جو صحت کے لئے مضر ہوں۔ قرآن شریف کی سورتوں کا ہر مصیبت اور تکلیف کے وقت پڑھا جانا بہت بہتر ہے۔ لیکن یہ طریقہ کہ کسی بیمار کے منہ پر دس پانچ آدمی آ کر پھونکیں ماریں۔ یا پانی ہی کو پھونکیں کسی طرح صحت کے لئے مفید نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص صفائی کے خیال سے اس سے پرہیز کرتا ہے۔ تو وہ ہرگز بےدین یا گنہگار نہیں ہوتا۔ دین کا انحصار صرف اسی پر نہیں ہے۔ کہ کوئی شخص پھونکا ہوا پانی پیئے۔ اور اگر اس کے پینے یا پلانے سے انکار کرے۔ تو اس کے لئے مرتد و کافر کا فتویٰ دیا جائے۔ ہاں اگر کوئی شخص نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ حج سے انکار کرے۔ تو ضرور ملحد بے دین کہے

جانے کا مستحق ہے۔ بہرحال بہت کافی دیر تک گفتگو ہوئی۔ لیکن وہ قائل نہ ہوئیں۔ کہ صفائی کے اصول کو مدنظر رکھنا کس قدر ضروری ہے۔

مسز سید احمد مچھلی شہری

بمبئی یونیورسٹی اور مسلمان لڑکیاں

صوبہ بمبئی میں مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ پورے صوبے میں سے صرف پونا میں ایک ہائی اسکول مسلمان لڑکیوں کا ہے۔ مگر اس کی یہ حالت ہے۔ کہ اب تک میٹرک کی جماعتیں بھی نہ کھل سکیں۔ حالانکہ مسلمان اس صوبے میں تقریباً بہانی صدی ہیں۔ اس کے برعکس پارسی قوم جو صوبے میں ایک فی صدی بھی نہیں ہے۔ ان کے مردانہ مدرسوں اور اسکولوں کے علاوہ لڑکیوں کے اسکول پورے صوبے میں بیس پچیس کے قریب ہیں۔ یہ ہے زندہ قوموں کی علامات۔ ایک مسلمان ہیں۔ کہ وہ ضروریات زمانہ کا لحاظ کرتے ہوئے بھی بیدار نہیں ہوتے۔ اور روز بروز ان کی حالت بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔

گر یہی ہے باغِ عالم کی ہوا۔
شاخِ گل اک روز جھونکا کھا گئی

میں نے ہمیشہ مسلمان لڑکیوں کی تعلیم پر زور دیا ہے۔ مگر افسوس کہ اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ ابھی حال ہی میں جب تے "ٹائمس آف انڈیا" میں اسی موضوع پر ایک مختصر مضمون لکھا تھا جس کی تائید بہت سے مردوں کے علاوہ مس تسنیم طیب جی اور میری ہمشیرہ صابرہ بیگم نے کی۔ مگر صرف کاغذی گھوڑے ٹائمز کے دفتر تک دوڑائے گئے۔

یوں تو بمبئی میں مسلمان بہت ہی مالدار ہیں۔ خصوصاً میرے ہم قوم میمن حضرات۔ جنہوں خیراتی اور اسلامی کاموں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ اس لئے مجھے تعجب ہوتا تھا۔ کہ آخر میمن حضرات کیوں نہ اس معاملے میں پیش قدمی کریں۔ اب تعلیم نسواں سے دلچسپی لینے والے حضرات غالباً یہ سن کر بے حد خوش ہوں گے۔ کہ بمبئی کے مشہور تاجر سیٹھ ابوبکر بیگ محمد صاحب اپنے چچا کی یادگار کے طور پر بمبئی میں محمد علی روڈ پر اسمٰعیل بیگ محمد ہائی اسکول قائم کر رہے ہیں۔ جس کے لئے چھ لاکھ روپے علیحدہ کر دیئے گئے ہیں۔ یہ اسکول مردانہ ہوگا۔ مگر چونکہ "ٹائمس آف انڈیا" میں میرے مضمون "تعلیم نسواں" پر خوب بحث ہو رہی تھی اور ایک حیدرآبادی صاحب بنام سید ہادی حسن رضوی نے ٹائمس میں تعلیم نسواں کی مخالفت کی تھی۔ اس لئے کارکنان بیگ محمد ہائی اسکول نے فی الحال لڑکیوں کے لئے انگریزی کی چند ابتدائی کلاسیں کھولنے

کا فیصلہ کیا ہے۔ خدا کرے اس مقصد میں انہیں کامیابی ہو۔ اور مسلمان لڑکیاں زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوں۔ کارکنان اسکول کا خیال ہے۔ کہ ہر سال ایک جماعت بڑھاتے جائیں گے۔ اور چند ہی سال میں بمبئی میں ایک اعلیٰ درجہ کا گرلز ہائی اسکول قائم ہو جائے گا ✦

بمبئی یونیورسٹی کے مختلف امتحانات کے نتائج شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں بہت ہی کم مسلمان لڑکیاں کامیاب ہوئی ہیں۔ مگر تاہم ان کی تعداد گزشتہ سال سے زیادہ ہے ✦

امتحان میٹرک یا انٹرنیس کی کامیاب طالبات کے نام:-

بمبئی سنٹر

شیریں فاضل بھائی - نور بانو نور محمد مرچنٹ۔ شاہ بانو سبز علی - زلیخا اے۔ بی دارنی - زرینہ غلام حسین شیراز ✦

پونا سنٹر

زرینہ عبد الرحمٰن جمال - نعیمہ نیاز علی قاسم علی - حفیظ خانم - صفیہ خانم - رحیس بیگم ✦

سورت سنٹر

نرگس بانو منشی ✦

کراچی سنٹر

اختر سلطانہ ہدایت اللہ

انٹرمیڈیٹ سائنس کے امتحان میں چار طالبات شریک ہوئی تھیں جن میں سے دو کامیاب ہوئی ہیں ✦

(۱) حسنا احمد دین - (۲) شکر محمد حسین مرچنٹ ان کو یونیورسٹی کی طرف سے نور محمد جیراز بھائی پیر بھائی کا وظیفہ ملا ہے ✦

انٹرمیڈیٹ آرٹس میں چھ مسلمان لڑکیاں شریک ہوئی تھیں۔ جن میں سے تین کامیاب ہوئی ہیں ✦

(۱) اشرفی دوست محمد چینائی (۲) شیریں بائی کریم جسا اور (۳) کلثوم عبد الکریم ثریا جو میمن ہیں۔ آپ کو مسلمان طلباء اور طالبات میں فرسٹ آنے پر یونیورسٹی کی طرف سے سر فرینک سوٹر سکالرشپ بھی ملا ہے ✦

بی ٹی میں صرف ایک ہی مسلمان خاتون مس شہزادی بتول تھیں۔ جو کامیاب ہو گئی ہیں۔ آپ آغا خاں صاحب کی رشتہ دار ہیں ✦

سینٹ زیویر کالج کے جونیر بی اے میں صرف ایک مسلمان خاتون تھیں۔ وہ کامیاب ہو گئی ہیں۔ آپ کا نام کاظمہ فیض بدرالدین طیب جی ہے۔ اسی کالج میں چھ لڑکیاں فرسٹ ایر آرٹس میں تھیں۔ جن میں سے تین کامیاب ہو گئی ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) حمیدہ پیر محمد (۲) ملکہ عبد الکریم (۳) رفیعہ اسد فتح علی ✦

فرسٹ ایم بی بی ایس (ڈاکٹری) میں صرف ایک خاتون مس زبیدہ حاجی یوسف سوبانی شریک تھیں۔ آپ سکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہو گئی ہیں ✦

بی اے کے امتحان میں مس زبیدہ کی بہن بھی مس صفیہ مرسو بائی شریک تھیں۔ آپ بھی اعزاز کے ساتھ بی اے میں کامیاب ہوگئی ہیں۔ آپ نے بی اے میں فلسفہ لے رکھا تھا۔ یہ دونوں لڑکیاں میمن ہیں۔ غرض مسلمان لڑکیاں اب باوجود مشکلات اور دشواریوں کے آگے بڑھ رہی ہیں۔ خدا کرے۔ کہ ہم مسلمان اب بھی تعلیم کی اہمیت کو سمجھیں۔ اور دنیا میں ترقی کریں۔ آمین!

میمن نور محمد ناز بمبئی

ہنر چھپانا

۲۷ جون کے پرچے میں ایک تہذیبی بہن نے ہمیں ایک معیوب عادت سے روشناس کرایا ہے۔ جو اکثر خواتین میں پائی جاتی ہے۔ اور جس پر مذہبی نقطہ نظر سے بخل کا اطلاق ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک گناہ ہے۔

تعلیم یافتہ اور مہذب خواتین کا فرض ہے۔ کہ ہنروں کی توسیع میں کماحقہٗ کوشش کریں۔ اور اپنی ان بہنوں کو جو کسی وجہ سے ہنر سیکھنے سے قاصر ہیں۔ بتلانے سے انکار نہ کریں۔ اگر قرون اولیٰ میں مسلمان اپنی خوبیوں کو چھپاتے۔ اور دوسروں کو بتلانے میں بخل کرتے۔ تو تمدن اسلام پھیلتا کیونکر۔ آج بھی اسلام کی عظمت گذشتہ کی یادگاریں۔ علم و حکمت کی باتیں۔ تاریخی واقعات علوم و فنون کے نسخے۔ غرض دفتر کے دفتر کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔ اگر دوسروں پر اپنے ہنر و دانش کو ظاہر کرنا عین اسلامی شعار نہ ہوتا۔ تو ہمارا دامن تاریخ و تمدن گذشتہ کے جواہر ریزوں سے خالی ہوتا۔ اور ہمیں اپنی تہذیب فلسفہ۔ سائنس اور لٹریچر پر ناز کرنے کا کوئی حق نہ ہوتا۔ اور تمام علوم سینوں میں دفن ہو جاتے جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔ لیکن بڑے افسوس کا مقام ہے۔ کہ ہم اپنی تمام خوبیوں کو حرف غلط کی طرح مٹا چکے ہیں۔ اور اغیار ہمارے چھوڑے ہوئے نقش قدم پر گامزن ہیں۔

اہل یورپ کی ترقی کا راز اسی میں مضمر ہے۔ کہ وہ نت نئے اکتشافات کا اظہار فی الفور کر دیتے ہیں۔ اس اعلان سے انہیں اس کی مزید ترقی اور اصلاح مقصود ہوتی ہے۔ جہاں ایک عالم یا ماہر فن نے کوئی نئی بات سوچی۔ وہ مختلف تجربات سے فوراً اس کے شائقین کو مطلع کر دیتا ہے۔ تاکہ مجموعی کوششیں جلد اس میں ترقیوں کے اسباب بہم پہنچائیں۔

ہندوستانی بہنوں اور خصوصاً مسلمان خواتین کا یہ محبوب مشغلہ ہے۔ کہ وہ ان تمام باتوں کو جن میں کسی قسم کا فائدہ مقصود ہو۔ اپنی ذات تک محدود رکھتی ہیں۔ فیض عام کا ان کو احساس ہی نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس غیر مسلم خواتین عموماً اور یورپین خواتین خصوصاً ہر استفسار پر فوراً وہ بات بتلانے پر تیار ہو جاتی ہیں۔ جن کا آپ کو وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا۔

سیاسی نقطۂ نظر سے آپ ان کے اصول کو جو چاہے کہہ سکتی ہیں لیکن اخلاقی طور پر ان کا یہ سلوک قابل تعریف ہے ۔ اگر آپ کی کوئی سہیلی یورپین ہے ۔ تو آپ اسے ہنر بتلانے میں اپنی رشتہ دار بہنوں سے زیادہ مستعد پائیں گی ۔ کیونکہ ان کا مسلک دوسروں کو فائدہ پہنچانا ہے ۔ اور ہماری اکثر بہنوں کا خود کو سب پر فائق رکھنا مقصود ہوتا ہے ۔ حالانکہ یہ محض ان کا ناواجب خیال ہے ۔ ایک خاندان کی اگر سب خواتین تہذیب ۔ تعلیم ۔ اور ہنر دانی میں مشہور ہوں ۔ تو یہ بات زیادہ قابل فخر ہو گی ۔ یا صرف ایک جو چند دن کے بعد گمنام ہو کر رہ جائیں گی ۔ اسی طرح اگر ایک قوم کو قعر ذلت سے نکال کر علم کی روشنی میں لایا جائے ۔ تو وہ اور بھی باعث عزت ہو گا ۔

پس انفرادی ترقیوں سے خوش ہونا اور صرف اپنی ذات ہی کو اعلیٰ قرار دینا بالکل نادانی ہے ۔ سوشل سروس لیگ جو غیر مسلم بہنوں نے قائم کی ہے ۔ اس کا واحد مقصد یہی ہے ۔ کہ معاشری اصلاح و ترقی کے اصول پر کاربند ہو کر جلد از جلد میدان عمل میں فوقیت حاصل کریں ۔ تمام درسگاہوں ۔ اداروں اور کالجوں کا یہی منشا ہے ۔ کہ قوم اجتماعی حیثیت سے متمدن کہلائے ۔ ملکوں اور قوموں نے ترقی کس طرح کی ہے ۔ آخر ایک دوسرے سے سیکھ کر ۔ یا یونہی کسی پر پوشیدہ الہام ہوتا رہا تھا ۔ یا کشف کے ذریعے خاص لوگوں نے علوم حاصل کئے ؟

میں ایک خاتون کو جانتی ہوں ۔ ان کی یہ عادت ہے ۔ کہ اپنے ہنر اول تو کسی کو بتائیں گی نہیں ۔ اور اگر ہماری طرح کوئی بے چیاری سر ہو گئیں ۔ تو ایسی غلط ترکیب بتلا دیں گی ۔ کہ سیکھنا تو الگ رہا ۔ الٹا اور چیزوں کا نقصان ہو گا ۔ اور مفت کا خسارہ برداشت کرنا پڑے گا ۔ میری ایک سہیلی ان سے بہت بے تکلف تھیں ۔ ایک دن باتوں ہی باتوں میں کرسمس کیک کا ذکر نکلا ۔ وہ بیان کر رہی تھیں ۔ کہ میں نے بے شمار کیک بنائے ۔ اور خاندان بھر کی ضروریات کے علاوہ کئی کیک دوستوں نے خرید بھی لئے ۔ میری سہیلی نے ان سے کہا ہمیں بھی بتا دیجئے کہ کس طرح آپ نے اتنے بہت کیک تیار کر لئے ۔ پہلے تو بہت ٹالتی رہیں ۔ آخر عاجز آ کر انہوں نے وعدہ کر لیا ۔ کہ اس شرط پر ترکیب لکھ کر دے سکتی ہوں ۔ کہ اسے مشتہر نہ کرنا ۔ خیر میں تمہیں بتائے دیتی ہوں ۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے بنائے ہوئے کیک ہمیں کھلائے ۔ واقعی مزیدار اور بہت عمدہ کیک تھے ۔ ہم سب نے تعریفیں کیں ۔

دوسرے دن میری سہیلی کو ان کا خط ملا ۔ اس میں کیک بنانے کی ترکیب وغیرہ لکھی تھی ۔ ہم دونوں کو وہ کیک اس قدر مزہ دار معلوم ہوئے تھے ۔ کہ ہم دونوں نے اسی وقت علیحدہ

علیحدہ سامان نوکر کو بازار بھیج کر منگوا لیا۔ اور بڑے شوق سے سہ پہر تک کیک کو سانچے میں رکھ کر تنور میں ڈالا۔ ہمارے قریب ہی ایک بیکری تھی۔ جہاں اکثر کیک۔ بسکٹ وغیرہ تیار ہوتے تھے۔ چونکہ ہمیں زیادہ تجربہ نہ تھا۔ لہذا بیکری والوں کو کچھ کمیشن دے کر ان کے ہاں پکوانے کا انتظام کر لیا۔

آپ یقین کیجئے کہ وہ کیک بالکل سخت۔ بدمزہ اور ادھ کچے سے تھے۔ بس سمجھئے لیمنس والی پاؤ روٹی سمجھ لیجئے۔ ہم دونوں سہیلیوں کے دو دو روپے برباد ہو گئے۔ اور خفت الگ اُٹھانی پڑی۔ سب لوگوں نے ہمارے کیک کا مذاق اُڑایا۔

جب اس خاتون سے دوبارہ ملاقات ہوئی تو ہم نے کیک کا واقعہ سنایا۔ اس پر آپ نے ایک حقارت آمیز تمسخر کے ساتھ جواب دیا۔ کہ اچھا کیک بنا لینا ہر شخص کا کام نہیں۔ مجھ کو اس پر اندر بھی غصہ آ گیا۔ مگر چپکی ہو رہی۔ اتفاق سے اسی روز ہماری ایک خانگی لیڈی ڈاکٹر تشریف لائیں۔ ان کو میں نے ان بیگم صاحبہ کے کیک کی ترکیب دکھائی۔ اس پر وہ ہنسنے لگیں۔ اور کہا۔ کہ یہ ترکیب تو سرے سے غلط ہے۔ اور اسی وقت میرے بلا کے ایک ترکیب لکھ دی۔ جس کو میں نے دوسرے روز ہی آزمایا۔ کیک نہایت لذیذ اور عمدہ تیار ہوا۔ میں نے دکھانے کی غرض سے ایک ٹکڑا ان بہن صاحبہ کو بھی بھیج دیا۔ اور ساتھ ہی ایک پرزے پر لکھ دیا۔ کہ اچھا کیک کی ترکیب بتلانا بھی ہر شخص کا کام نہیں۔ دل میں ضرور سمجھ گئی ہوں گی۔ کہ ان کے الفاظ کو دُہرایا ہے۔ جو انہوں نے طنزیہ ہم سے کہے تھے۔

اسی طرح میری ایک واقف کار تھیں۔ جو کروشیا کا کام اچھا کرتی تھیں۔ ان کو میں نے ایک خوبصورت میز پوش بنتے دیکھا۔ نہایت خوبصورت وضع کی گھاس بن کر اس میں گلاب کا پھول پنکھڑیوں کے ساتھ بنا گیا تھا۔ گلاب کا پھول تو مجھے بھی بنانا آتا تھا۔ مگر اس خوبصورت نمونے کی گھاس کے اندر بنانا نہ جانتی تھی۔ ان سے کہا۔ کہ صرف ایک روز کے لئے نمونہ کے واسطے دے دیجئے۔ واپس کر دوں گی۔ انہوں نے پہلے تو تامل کیا۔ اس کے بعد بخندہ پیشانی جواب دیا۔ کہ مجھے ایک عزیز کو آج شام دکھانا ہے۔ چونکہ پہلے سے وعدہ کر چکی ہوں۔ لہذا کل بھیج دوں گی۔ تم نقل اُتار لینا۔

دوسرے روز تمام دن میں نے انتظار کیا۔ مگر انہوں نے نہ بھیجا۔ تیسرے روز میں نے آدمی بھیجا۔ تو جواب ملا۔ کہ کل ہی وہ عزیز جن کو دکھانے کا وعدہ کر چکی تھیں۔ اپنے ہمراہ دوسرے ملک لے گئیں۔ اب ماہ دو ماہ بعد جب واپس آئیں گی۔ تو مل سکتا ہے۔ میں نے سمجھ لیا۔ کہ بہانہ کر رہی ہیں۔ ایسی تنگدل خاتون سے میں نے پھر اس کا ذکر تک نہیں کیا۔

اسی طرح ایک خاتون میٹھی باقرخانی بہت عمدہ پکانا جانتی تھیں۔ اتفاقاً سسرال میں ان کی طبیعت چاہی۔ کہ باقرخانی پکاؤں۔ لیکن ڈر تھا۔ کہ کہیں دوسرے لوگ نہ سیکھ جائیں۔ آخرکار ایک روز اپنے کمرے کو چاروں طرف سے بند کر دیا۔ اور انگیٹھی میں کوئلے جلا کر باقرخانی پکانے بیٹھ گئیں۔ خوش قسمتی سے کمرے سے ملحق غسل خانہ اور اس کے پیچھے چھوٹا سا کھلا ہوا برآمدہ تھا۔ اس لئے انگیٹھی سلگانے میں کچھ زحمت نہ ہوئی۔ چونکہ کھلی جگہ تھی۔ وہاں پکانے میں بھی یہ خوف تھا۔ کہ ساس نند یا دوسری کوئی رشتہ دار نہ دیکھ لیں۔ اس لئے انگیٹھی اندر لے گئیں۔ سب نے خیال کیا۔ کہ شاید بیگم صاحبہ سو رہی ہیں۔ دوپہر کا وقت تھا سب آرام کر رہے تھے۔ کسی نے ادھر توجہ نہ کی۔ کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔ گو ہوا کے جھونکوں سے کبھی کبھی گھی۔ شکر اور آٹے کی ملی ہوئی اشتہا انگیز سوندھی خوشبو بھی آجاتی تھی۔ مگر یہ بات کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آئی۔ کہ اسی مکان کے کمرے میں یہ کارروائی ہو رہی ہے۔

جب تیسرا پہر بھی گزر گیا۔ اور دلہن کا دروازہ نہ کھلا۔ تو ساس کو خدا معلوم کیا خیال آیا۔ انہوں نے آکر دروازے پر دستک دی جواب ندارد۔ جب بار بار کی آہٹ پر بھی صدائے بر نخاست کا سماں دیکھا۔ تو پھر انہیں اندر سے کسی سوندھی چیز کے جلنے کی ناگوار بو بھی اب آنے لگی تھی۔ یکایک خیال آیا۔ کہ پشت کے برآمدے سے کیوں نہ جا کر دیکھوں آخر بات کیا ہے۔ آجکل کی لڑکیوں کا کون ٹھکانا ہے کہیں بنگالی لڑکیوں کی دیکھا دیکھی شوہر کی کسی بات پر خفا ہو کر ستی ہونے پر تو آمادہ نہیں ہو گئی۔ دن رات اخباروں میں ان کی شجاعت مردانگی کا ذکر ہوتا ہے۔

اندر جا کر دیکھتی ہیں۔ تو انگیٹھی پر ایک روٹی گھی میں جل کر خاک سیاہ ہو رہی ہے۔ کئی باقرخانیاں سُرخ سرخ تلی برتن میں الگ رکھی ہوئی ہیں۔ اور انگیٹھی کے بالکل قریب دُلہن بیہوش پڑی ہے۔ اور تمام کمرہ دھوئیں سے بھر گیا ہے۔ انہوں نے حواس قائم رکھ کر ڈرائنگ پین کو جس میں اب آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ ایک سیخ سے چولہے پر سے علیحدہ کیا۔ اس کے بعد بہو کو دوسری طرف بمشکل کھینچ کر لے گئیں۔ پانی مُنہ پر ڈالا۔ پنکھا جھلنے لگیں۔ تب بڑی دیر میں جا کر ہوش آیا۔ اس اثناء میں سب دروازے کھل چکے تھے۔ انگیٹھی کو باہر نکال دیا گیا تھا۔ مگر ہوا میں وہی بھاری پن اور دم گھٹنے والی بو تھی۔

ہوش میں آکر بیچاری مارے شرم کے عرق عرق ہو رہی تھی۔ اس پر ساس کا نہایت محبت آمیز اور ملائم لہجہ میں کہنا۔ کہ بی پکوان کا شوق تھا۔ تو مجھ سے کیوں شرمائیں مجھ سے کہہ دیتیں۔ تو سارا

انتظام صحن میں کرا دیتی۔ شوق سے سب لڑکیاں مل کر پکاتیں۔ دراصل بہو صاحبہ کو تو ہنر کا چھپانا مقصود تھا۔ کھلم کھلا اسے کیسے انجام دیتیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مدتوں ہمشیرہ اس میں مبتلا رہیں +

الغرض ہماری یہ فرسودہ ذہنیت بیحد نقصانات کی ذمہ دار ہے۔ ہر شخص کا فرض ہے۔ کہ جو ہنر اس کو آئے۔ وہ بیدریغ دوسروں کو تبلا دیا کرے۔ خواہ مہربانی سے مفت یا کچھ معاوضہ لے کر۔ اس میں کوئی عیب نہیں۔ البتہ ہنر تبلانے میں بخل کرنا بے حد بداخلاقی، تنگ نظری اور گناہ ہے۔ بعض بہنیں سمجھ لیتی ہیں۔ کہ دل کھول کر یہاں نہ بتانا ہی بخل کے مرادف ہے۔ لیکن میری ناقص رائے یہ ہے۔ کہ علم و فن کو چھپانا بھی وہی درجہ رکھتا ہے +

میرا یہ ذاتی تجربہ ہے۔ ایک مرتبہ سخت علالت کے بعد میرے چہرے پر سرخ دانے نکل آئے۔ جو تمام چہرے پر جابجا بہت بدنما معلوم ہوتے تھے۔ آخر کار ایک ملاقاتی بہن نے بہت مہربان ہو کر تھوڑا سا ہلکا گلابی ٹائل پوڈر مجھے دیا۔ کہ اس کو لگا کر دیکھئے۔ اس سے انشاءاللہ بہت فائدہ ہوگا۔ پہلے تو مجھ کو خوف ہوا۔ کہ کہیں اور زیادہ دانے نہ ہو جائیں۔ لیکن دانوں کی تکلیف سے مجبور ہو کر تجربہ کرنے پر تیار ہو گئی۔ اور وہ رات کو لگائی گئی۔ تھوڑا سا پوڈر تھا۔ دس روز میں ختم ہو گیا۔ لیکن نتیجہ بہت حوصلہ افزا ثابت ہوا۔ پہلے جتنی آزمودہ دوائیں لگائی تھیں۔ کسی میں بھی اتنا فائدہ نہ ہوا تھا۔ جتنا اس میں ہوا۔ ہفتہ عشرہ میں سب دانے مٹ گئے۔ اور بہت خفیف سے چند دانے ایک آدھ جگہ رہ گئے۔ اب ان سے اور دوا منگوائی۔ تو انہوں نے کہا۔ اسٹاک ختم ہو گیا ہے۔ منگواؤں گی تو دوں گی۔ پھر دکان کا پتہ دریافت کیا۔ تو انہوں نے کہا مجھے ٹھیک یاد نہیں۔ شاید رنگون سے منگوائی تھی۔ غرض پتہ دریافت کرتے کرتے کئی روز ہو گئے۔ مگر انہوں نے نہ بتانا تھا نہ بتایا۔ البتہ کچھ دنوں بعد تھوڑا سا پوڈر اور بھیج دیا۔ مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ کیونکہ یہ چیز ہی اور تھی۔ یہ ہے ہماری بہنوں کی دریا دلی۔ صرف دکان کا پتہ تبلانا تھا۔ کوئی خاص ہنر سکھانا نہ تھا۔ بھلا اس میں بخل کی کون ضرورت تھی +

اسی طرح ایک خاتون کو ضعف معدہ کا حکیمی نسخہ معلوم تھا۔ بعض لوگوں کا بیان ہے۔ کہ کیسے ہی دست آتے ہوں۔ اور کیسا ہی پرانا مرض ہو گیا ہو۔ اس دوا سے اچھا ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ اس کے اجزا کبھی کسی کو نہ بتاتی تھیں۔ ان کے والد کی لکھنؤ کے ایک حکیم کی بہت دوستی تھی۔ انہوں نے یہ نسخہ بتایا تھا۔ حسن اتفاق سے ان کے دور کے عزیزوں میں ایک بیوی اس عارضہ میں مبتلا ہو گئیں۔ کئی ماہ تک مختلف علاج معالجے ہوتے رہے۔ جب حالت بہت خراب ہو گئی۔

کو عزیزوں کے دل میں خیال ہوا۔ کہ اب تو سب کچھ آزمائش ہو چکی۔ نہ ان کی دوا کی تاثیر بھی دیکھئے۔ اگر خدا نے شفا دیدی۔ تو کیا بعید ہے؀

مریضہ بیچاری غریب گھرانے سے تھیں۔ اس پر مسلسل علالت کے باعث علاج معالجہ میں سب کچھ اُٹھ چکا تھا۔ اِدھر اس دوا کو لکھنؤ کے وہ حکیم اور ان کے بعد خاتون مذکور کے والد مریضوں کے حسب استطاعت قیمت وصول کر کے دیتے تھے۔ یعنی غریبوں سے بہت ہی کم قیمت طلب کرتے۔ البتہ امیروں سے صحت کے بعد خود ہی بلا مانگے ان کو کافی رقوم مل جاتی تھیں۔ لیکن انہوں نے پُرانی رعایات کو پس پشت ڈال کر دس روپے ایک شیشی دوا کی قیمت طلب کی۔ جس کو مریضہ کے عزیزوں نے چڑ کر منظور نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ چند روز بعد مریضہ تو ختم ہو گئی۔ مگر ہمیشہ کے لئے یہ بات رہ گئی۔ کہ اپنی رشتہ دار کو روپے کے لالچ میں دوا نہ دی؀

جمیلہ بیگم۔ کلکتہ

گھر میں امن

جس گھر میں امن ہو۔ وہ بہشت ہے لیکن سوال یہ ہے۔ کہ امن قائم کیونکر کیا جائے۔ میرے اس سوال کا جواب ایک صاحب نے یہ دیا۔ کہ لڑائی کا فیصلہ عمر بھر نہ ہوگا۔ جس قدر بحث کی جائے گی۔ لڑائی بڑھے گی۔ اس لئے ہماری رائے یہ ہے۔ کہ گھر میں کسی کو فضول بولنے ہی نہ دیا جائے۔ بس کام کی باتیں یا اچھی باتیں تو سب کریں۔ جہاں بحث کی کوئی بات نکلے۔ فوراً بند کرا دی جائے۔ یہی صورت امن قائم کرنے کی ہے۔ ورنہ برابر لڑائی رہے گی۔ اور امن قائم نہ ہوگا؀

یہ ایک حد تک صحیح ہے۔ کہ گھر میں اس طریقہ عمل سے ضرور امن رہتا ہے۔ لیکن ایسے گھر میں انصاف اور محبت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ کمزوروں پر بڑا ستم رہتا ہے۔ کہ وہ بیچارے اپنا درد دکھ نہیں کہہ سکتے۔ اور جل جل کر مرا کرتے ہیں۔ ان کو زبردست کے حکم کی تعمیل کرنی پڑتی ہے۔ یہ طریق عمل اس وقت صحیح ہو سکتا ہے۔ جبکہ گھر میں مختلف رشتے کے لوگ نہ ہوں۔ لیکن جس گھر میں ہر قسم کے رشتہ دار موجود ہوں۔ وہاں اس قدر سختی کیسے ہو سکتی ہے۔ اور کون کر سکتا ہے؀

فرض کیجئے کہ گھر کا سرپرست کوئی چھوٹا رشتہ دار ہوا۔ پھر بڑے رشتہ داروں کی تو بہت ہی بے عزتی ہوگی۔ وہ کیونکہ اپنے چھوٹے رشتہ دار کی ڈانٹ میں رہنے لگے۔ جس گھر میں اس غلط طریقے پر امن قائم رکھا

جائے گا- وہاں کے رہنے والے سب موقع کی تاک میں رہیں گے- کہ کب وہ وقت آتا ہے- کہ ہم اپنا بدلہ لے سکیں- بس یہ سمجھنا چاہئے- کہ سب مار آستین ہوں گے- کوئی کسی کا خیر خواہ نہ ہوگا- اور جو گھر کا اتفاق اور امن ہوگا- وہ محض بناوٹی ہوگا- کسی کی شکایت نہ سننا اور اس کو گلا گھونٹ کر خاموش رکھنا بڑا ظلم ہے- جس گھر میں ایسا ظلم ہوتا ہو- وہاں کبھی برکت نہیں ہو سکتی- کیونکہ مظلوموں کا صبر رد پڑتا ہے- خدا ظالموں کو دوست نہیں رکھتا۔

میں اس طرح امن قائم رکھنے کی سخت مخالف ہوں- امن قائم رکھنے کے متعلق میری رائے یہ ہے- کہ فضول بحث تو کسی کو نہ کرنے دی جائے- مگر شکائتیں ہر ایک کی دور کر دینا چاہئیں- اور ہر شخص کے درجے کے مطابق اس کو آزادی دینا چاہئے- ناجائز روک ٹوک کسی کے ساتھ نہ کی جائے- حقوق سب کے ادا کرنے چاہئیں- گھر میں محبت کا برتاؤ کیا جائے- تاکہ صحیح معنوں میں امن قائم ہو- اور کوئی کسی کا بدخواہ نہ ہو- نہ اپنا بدلہ لینے کا منتظر ہو- میں نے ایسے کئی گھروں کو بہت بُری طرح برباد ہوتے دیکھا ہے- جہاں ڈانٹ کر خاموش کر دینے سے امن قائم تھا۔

عام طور پر سمجھدار بزرگوں کا امن قائم رکھنے کا یہ طریقہ ہے- کہ وہ دشمن تک کو بُرا نہیں کہتے- جو شخص ان سے ملنے آتا ہے- اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں- جس پر مصیبت پڑتی ہے- اس کی امداد پر آمادہ ہوتے ہیں- اپنے رشتہ داروں کی شادی و غمی میں شریک ہوتے ہیں- غریبوں کی خبرگیری کرتے ہیں- کسی کے ملنے ملانے میں رکاوٹ پیدا نہیں کرتے- جن کا اکیلے کسی کے گھر بھیجنا نامناسب ہوتا ہے- ان کو ساتھ لے جا کر ملا لاتے ہیں- لیکن کسی پر کوئی قید نہیں لگاتے- کہ تم فلاں سے ملتے ہو- فلاں کو خط مت لکھو- فلاں کو کچھ مدد مت دو- ایسی روک تھام سے گھر میں ضرور لڑائی ہوگی۔

دنیا میں میل محبت اور عقل مندی کے برتاؤ کی ضرورت ہے- ایسا اندھیر نہ چاہئے- کہ سگے رشتہ داروں کو چھوڑ کر لڑائی بند کرائی جائے- اس طرح تو لڑائی اور بھی بڑھے گی- امن اس طرح قائم ہو سکے گا- کہ جن لوگوں سے فساد کا اندیشہ ہے- انہیں محبت اور میل سے قابو میں لانا چاہئے- ان کی خاطر سب سے زیادہ کی جائے- تاکہ وہ مخالفت پر آمادہ نہ ہو سکیں- جس گھر میں بے انصافی ہوتی ہے- وہاں امن نہیں رہ سکتا- انسان دنیا میں کھانے پینے اور گھر میں پڑا رہنے ہی کے لئے نہیں آیا- اور نہ اس لئے آیا ہے- کہ اگر اس کے کسی عزیز

پر مصیبت پڑے۔ تو وہ اس کا ساتھ نہ دے۔
اور نہ اپنے گھر والوں میں سے کسی شخص کا ساتھ
دینا پسند کرے۔

اکثر گھر والے یہ کہتے ہیں۔ کہ فلاں فلاں
ہمارے مخالف ہیں۔ ہم ان کو اپنے گھر نہ آنے
دیں گے۔ اور نہ اپنے کسی گھر والے کو اس سے
ملنے دیں گے۔ کیونکہ ہم امن قائم رکھنا چاہتے
ہیں۔ یہ بات ہرگز نہیں ہو سکتی۔ آج ایک
رشتہ دار سے لڑائی ہے۔ تو کل کسی اَور سے
ہو جائے گی۔ اور پرسوں کسی اَور سے۔ یوں تو
سب چھوٹتے ہی چلے جائیں گے۔ جو صاحب
اولاد ہوگا۔ اس کو لڑائی جھگڑے سے زیادہ
واسطہ رہے گا۔ کیونکہ اس کی اولاد کے رشتے
ہوں گے۔ اور بہت سی خلاف مزاج باتیں
ن کو دیکھنا پڑیں گی۔ وہ جب تک کنبے میں
یل کر کے نہ رہے گا۔ اس کے یہاں ہرگز
ن نہیں رہ سکتا۔

ایک صاحب اسی خیال کے تھے۔ بہت
ں انہوں نے اپنے گھر میں امن قائم رکھا۔
و وہ ایک جگہ اپنی بیٹی کا رشتہ کرنے پر مجبور
ئے۔ بیٹی غیروں میں دے کر رد کھا رہا تو
نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سسرال والوں نے بیٹی کو
ستایا۔ جب انہوں نے بیٹی کو گھر بٹھا لیا۔
وں نے ان کو اس قدر دق کیا۔ کہ زندگی
عاجز آ گئے۔ ہیگھر کا امن خاک میں مل

گیا۔ اس وقت رشتہ داروں نے بھی صاف
جواب دیدیا۔ کہ اپنے کئے کی سزا پاؤ۔ یہ بھائی
بند نہیں تھے۔ جو بُرے برتاؤ سے خاموش رہ
جاتے۔ کہتے ہیں۔

گندم از گندم بروید جَو ز جَو۔
از مکافاتِ عمل غافل مشو۔

انسان جیسا کام کرتا ہے۔ ویسا ہی اس
کو بدلہ ملتا ہے۔ پس امن قائم رکھنے کا واحد
طریقہ انصاف ہے۔ انصاف کرنا تعلیم سے
آتا ہے۔ اور تعلیم بھی مذہبی تعلیم۔ ہر شخص کا فرض
ہے۔ کہ وہ تعلیم حاصل کرے۔ اور اپنے
مذہب سے واقفیت پیدا کرے۔ تاکہ وہ
اپنے گھر میں صحیح معنوں میں امن قائم رکھ سکے۔

عیسائی لوگ جنہوں نے اعلیٰ تعلیم پائی ہے
وہ اپنے گھروں میں ظلم و سختی سے امن قائم
نہیں رکھتے۔ وہ انجیل پڑھتے اور اس پر
عمل کرتے ہیں۔ اگر کوئی بے قاعدگی دیکھتے
ہیں۔ تو فوراً مذہبی رو سے اس کا دفعیہ کر دیتے
ہیں۔ ہم مسلمانوں کو اپنے گھروں میں امن قائم
رکھنے کے لئے ناجائز طریقے عمل میں لانا پڑتے
ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہمارے یہاں امن
کے بجائے بدامنی رہتی ہے۔ کوئی کسی کا خیرخواہ
نظر نہیں آتا۔ ہر شخص ایک دوسرے کی مخالفت
پر آمادہ ہے۔ عورتوں کی جہالت سے گھروں
میں اَور بھی بدامنی ہے۔ یہ ایک دوسرے پر ظلم

کراتی رہتی ہیں۔ مثلاً ساس بہو کی مخالفت پر آمادہ رہتی ہے۔ اور بہو ساس کی۔ اس طرح اور رشتے ہیں۔ خاص کر سوتیلے رشتے جہاں ہیں۔ وہاں لوگ کتنے بھی ایک دوسرے کے درپے آزار رہتے ہیں۔ جب تک گھر کی عورتوں کو تعلیم نہ دلوائی جائے گی۔ مرد امن قائم رکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ گھروں میں جس قدر جھگڑے ہوتے ہیں۔ ان سب کی بانی عورتیں ہی ہوتی ہیں۔ مرد تو گویا عورتوں کا آلہ ہوتے ہیں۔ جس کے ذریعے سے وہ ایک دوسرے پر حملہ کرتی ہیں۔ جہالت ان کی رہبر ہوتی ہے۔ اور روپیہ پیسہ لڑائی کی جڑ ہوتا ہے۔ جب تک عورتیں تعلیم یافتہ نہ ہوں گی۔ گھر میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ جس چیز کو لوگوں نے امن سمجھ رکھا ہے۔ وہ امن نہیں۔ اچھی خاصی دشمنی ہے۔ اور وہ گھر دوزخ کا نمونہ ہے۔ اس میں نہ صرف تکلیفیں ہی ہیں۔ بلکہ آئے دن کوئی نہ کوئی ناگہانی آفت آتی رہتی ہے۔ اور برکت وہاں سے اڑ جاتی ہے۔ پس اس بحث کا خلاصہ یہ نکلا۔ کہ عورتوں کو جاہل مت رکھو۔

شاہزاد جہاں بیگم۔ آگرہ

کچھ یادگار کے متعلق

مولانا سید ممتاز علی صاحب مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات کے بعد سے آج تک ان کی یادگار قائم کرنے کے متعلق برابر ایک نہ ایک تہذیبی بہن کی طرف سے تحریک ہوتی رہتی ہے۔ میں بھی پچھلے سال اپنے ناچیز خیالات پیش کر چکی ہوں۔ مگر افسوس ہے کہ پچھلے سال اگست سے میری طبیعت برابر کچھ نہ کچھ خراب رہی۔ اس لئے پھر اس سلسلے میں کچھ تحریر نہ کر سکی۔ مگر اس کام کا خیال اور تہذیبی بہنوں کی عدم توجہی کا قلق دل کو برابر رہا۔

مجھے محترمہ بہن عابدہ بیگم صاحبہ الخیریہ کی ٹکٹ چھپوا کر فروخت کرنے کی تجویز اور محترمہ بہن امۃ الوحی صاحبہ کی ایک روپیہ چندہ کی تجویز مناسب معلوم ہوئی تھی۔ لیکن ٹکٹ چھپوانے کا خیال تو فی الحال چھوڑ دینا چاہئے۔ کیونکہ غالباً بھائی امتیاز صاحب کی غیور طبیعت اس کے لئے تیار نہ ہوگی۔ حالانکہ یہ ان کی زیادتی ہے۔ کہ مولانا مرحوم و مغفور کی یادگار کے کام کو وہ ذاتی معاملہ سمجھ کر خاموش ہیں۔ تہذیبی تحریک کی مرکزیت کے ذمہ دار وہ خود ہیں۔ انہیں صرف قومی کام کی حیثیت سے اس میں کوشاں ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس

کام کو انجام تک پہنچانا اور کسی کے بس کا نہیں ہے۔ اور اس میں مزید تاخیر صد درجہ افسوسناک اور ہم خواتین کے لئے انتہائی ذلت کا باعث ہے۔ کہ ہم اپنے جلیل القدر محسن کی ایک حقیر سی یادگار بھی آج تک قائم نہیں کر سکے۔

قصہ اصل یہ ہے۔ کہ پچھلے چند سال کے بے شمار چندوں نے لوگوں کو چندوں سے بیزار کر دیا ہے۔ مگر صد ہزار افسوس اگر ہم ضروری اور غیر ضروری چندوں میں فرق نہ کر سکیں۔

بہرحال میں بنت الوحی صاحبہ کی تجویز میں صرف اتنی ترمیم کرنا چاہتی ہوں۔ کہ بجائے ایک روپے چندے کے دو روپے کا وی پی جانا چاہئے۔ جو خواتین تہذیب کی خریدار ہیں اور اس کا سالانہ چندہ ادا کر سکتی ہیں۔ ان میں میرے خیال میں کوئی خاتون اتنی کم حیثیت نہ ہوں گی۔ جو عمر بھر میں اپنے سب سے بڑے محسن مرحوم کے لئے دو روپے چندہ بھی نہ دے سکیں۔ ہاں جن خواتین کے نام اخبار کسی ذریعے سے مفت جاری ہے۔ ان کے نام وی پی نہ بھیجا جائے۔ اور ان کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے۔ کہ جو کچھ وہ چاہیں۔ خود خوشی سے بھیجدیں۔ اور یہ وی پی سالانہ چندے کے وی پی سے بالکل الگ ایک ساتھ سب خریداران کے نام جانے چاہئیں مثلاً یہ اگست کا مہینہ ہے۔ ۳۰ ستمبر تک کی تاریخ دیدی جائے۔ کہ جو خریدار کم یا زیادہ جس قدر چندہ دینا چاہیں۔ خود منی آرڈر کر کے بھیجدیں۔ تاکہ وی پی کے مزید خرچ سے بھی بچ جائیں اور کوپن پر اپنا نمبر خریداری لکھ دیں۔ اور اسی طرح جو خواتین چندہ نہ دے سکیں۔ وہ ایک کارڈ پر مع نمبر خریداری اپنی معذوری لکھ کر بھیجدیں۔ اس کے بعد جو خریدار خواتین باقی رہ جائیں۔ یعنی جنہوں نے ۳۰ ستمبر تک چندہ نہ بھیجا ہو۔ یا جنہوں نے اپنی معذوری ظاہر نہ کی ہو۔ ان کے نام اکتوبر کے پہلے ہفتے میں دو روپے کا وی پی روانہ کر دیا جائے۔ جسے وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔

میرا خیال ہے۔ کہ اس تجویز کو اب مزید اظہار رائے کے لئے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ کیونکہ محترمہ بنت الوحی صاحبہ کی تجویز پر کئی خواتین اپنی پسندیدگی کا اظہار کر چکی ہیں۔ اور ایک روپے کے بجائے دو روپے کے وی پی سے زیادہ فرق نہیں پڑے گا۔ جو ایک روپیہ چندہ دے سکتی ہو۔ وہ دو روپے بھی آسانی سے دے سکتی ہے۔ اور ایک روپیہ چندے سے تو کوئی ایسی بڑی رقم جمع نہ ہو سکے گی۔ جس سے کوئی قابل ذکر یادگار قائم کی جا سکے۔ جبکہ کئی خریدار بہنیں کم حیثیت ہونے کی وجہ سے چندہ میں شریک بھی نہ ہو سکیں گی۔

اس کے علاوہ تہذیب کی وہ تمام خریدار خواتین جو کسی ایک یا زیادہ کتابوں کی مصنف

ہیں۔ غالباً اس تجویز کو پسند کریں گی۔ کہ وہ اپنی کل تصانیف کی ایک ایک کاپی ہدیتہً بھیج دیں۔ اور ان کے علاوہ جو خواتین ایسی نایاب قیمتی کتابیں دینا چاہیں۔ جو عمدہ حالت میں اور خواتین کے لئے مفید ہوں۔ وہ بھی اپنی طرف سے چندے میں پیش کر سکتی ہیں۔ کیونکہ میری ناچیز رائے میں مولوی صاحب مرحوم کی یادگار میں (چندے کی گنجائش دیکھ کر) اور جو کچھ بھی کام کرنا ہو۔ ضرور کیا جائے۔ مگر ایک شاندار زنانہ لائبریری ضرور قائم ہونی چاہئے۔ جس کا صدر دفتر لاہور میں ہو۔ اور دوسرے شہروں کی خریداران تہذیب بھی لائبریری کی شرائط کی ماتحت کتابوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔ جیسا کہ لاہور میں ایک یا زیادہ مردانہ لائبریریاں ایسی قائم ہیں۔ جن کے بیرونی ممبر بھی اپنے خرچ پر اس کی کتابیں منگا کر پڑھتے اور ان قیمتی کتابوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور میعاد مقررہ پر واپس کر دیتے ہیں۔

لیکن جو خواتین اپنی تصانیف کے علاوہ (کیونکہ وہ بہر صورت بھیج ہی دینی چاہئیں۔) دیگر نایاب کتابیں بھیجنا چاہیں۔ وہ پہلے بھائی امتیاز علی صاحب کو ان کے نام لکھ کر بھیجدیں۔ اور ان کی پسندیدگی کے بعد کتابیں روانہ کریں۔ امید ہے۔ کہ محترم خریداران تہذیب میرے ناچیز خیالات کو پسند کر کے انہیں جلد سے جلد عملی جامہ پہنا کر اپنے نام کو احسان فراموشی کے داغ سے بچالیں گی۔

یہ بھی ہرگز نہ بھولئے گا۔ کہ مولوی صاحب مرحوم کی جو یادگار بھی قائم ہوگی۔ وہ ہم خرما و ہم ثواب کی مصداق ہوگی۔ کیونکہ اس سے ہماری ہی ذات کو فائدہ پہنچے گا۔ امید ہے۔ کہ بھائی امتیاز علی صاحب بھی پوری توجہ سے کام لے کر آخر سال تک ضرور اس کام کو انجام تک پہنچا دیں گے۔ کیونکہ صرف بہنوں کے مشورے پر چھوڑ دینے سے کام نہ چلے گا۔ جب تک کہ وہ خود عملی طور پر اس کام کے لئے سعی نہ کریں گے۔

خاکسار امتہ الحمید خانم۔ بٹالہ

محفل تہذیب

آہ وقت کس تیز رفتاری سے گزرتا ہے۔ پچھلے سال یہی دن تھے۔ کہ ہماری پیاری والدہ مرحومہ خدا مغفرت کرے۔ بقید حیات تھیں۔ اور ہمیں معلوم نہ تھا۔ کہ چند روز میں وہ ہمیں داغ مفارقت دے جائیں گی ۱۲۔ اگست ۱۹۳۵ء کا دن کس قدر منحوس تھا۔ اس دن کا قیامت خیز منظر دلوں کو لرزا دیتا ہے۔ خداوند کریم انہیں جوار رحمت

میں جگہ دے۔ آمین۔ اس روز کی یاد میں دو روپے کی حقیر رقم ارسال ہے۔ خیرات فنڈ میں شامل کر لیجئے ۔

غمزدہ خورشید بانو۔ معرفت مسٹر ڈی
حسن بی اے۔ شملہ

میں نہایت رنج والم کے ساتھ تہذیبی بہنوں اور بھائیوں کو ایک جگر خراش اطلاع دیتی ہوں۔ میرے مرحوم بھائی اور بھاوج ایک چھوٹی سی بچی چھوڑ کر راہی ملک عدم ہوئے تھے۔ میرے شوہر کا کاروبار ابتر ہو جانے پر ہمیں تقدیر نے کالے کوسوں پھینک دیا۔ اور میں اس بچی کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکی۔ افسوس کہ یہ بچی اپنی نانی کے آغوش میں جوان ہو کر ۲ جون کو بعمر ۱۴ سال اس جہان فانی سے سدھار گئی۔ اور اپنی نانی اور پھوپھی پر رنج والم کا پہاڑ ڈھا گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تہذیبی بہن اور بھائی بارگاہ ایزدی میں دعا کریں کہ مرحومہ کو خداوند عالم اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین ۔

بیگم جمال الدین اُپل۔ کمپالہ
ملک افریقہ

بہن زبیدہ بیگم صاحبہ ٹمپنہ اپنے لڑکے کے لئے پائیریا کی دوا دریافت فرماتی ہیں لہٰذا وہ اپنے فرزند کا مفصل حال محترمہ ایس بی بیگم صاحبہ کھرڑ ضلع انبالہ کی خدمت میں تحریر فرمائیں۔ اور ان سے مجرب ادویات منگوا کر استعمال کریں۔ انشاء اللہ شفا ہو جائے گی ۔

ایک تہذیبی بہن نے منہ سے بدبو کھونے کا نسخہ وغیرہ طلب کیا ہے۔ وہ بھی محترمہ مذکورہ بالا سے براہ راست لکھ کر مشورہ لیں۔ اور مستفید ہوں ۔

ایک تہذیبی بہن

براہ نوازش کوئی علی گڑھ کی رہنے والی بہن یا بھائی مجھے مسلم یونیورسٹی کے حال سے پورے طور پر آگاہ کریں۔ کیونکہ میں اپنے بیٹے کو جس کی عمر پانچ سال ہے۔ وہاں بورڈنگ میں داخل کرانا چاہتی ہوں۔ وہاں ننھے بچوں کا رکھ رکھاؤ کس طرح ہے۔ اور انگلش وارڈ اور دیسی وارڈ میں کیا فرق ہے۔ کھانا وغیرہ کیا ملتا ہے۔ اور کیا خرچ ہوتا ہے ۔

ارجمند خدا بخش

ولائتی معلومات

خاص تہذیب کے لئے

جبشہ کی تباہی

گذشتہ ماہ سرسڈنی بارٹن جو ادیس ابابا میں برطانی سفیر تھے۔ مع اپنی بیوی لیڈی بارٹن جبشہ سے انگلستان واپس آ گئے۔ لیڈی بارٹن نے جنگ جبشہ و اطالیہ کے جو حالات نمایندہ اخبار سے بیان کئے ہیں۔ وہ نہایت پُر درد اور ہولناک ہیں۔ ذیل میں لیڈی موصوفہ کے بیان کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

لیڈی بارٹن بیان کرتی ہیں۔ کہ جبشہ میں جو واقعات رونما ہوئے۔ اگر میں انہیں بلاکم و کاست بیان کروں۔ تو دنیا میں تہلکہ مچ جائے۔ لیکن افسوس میرے ہونٹ سی دیئے گئے ہیں اب میری یہ انتہائی آرزو ہے۔ کہ میں ان ایام کی یاد کو جو میں نے ادیس ابابا میں گزارے اپنے ذہن سے محو کر دوں۔

آہ وہ آخری منظر جب اطالوی افواج کے دستے ادیس ابابا میں داخل ہوئے۔ میں مرتے دم تک نہ بھول سکوں گی۔ شہر میں ایک قیامت برپا تھی اطالوی سپاہی خاک و خون میں لت پت اور چیتھڑے لگائے تھے۔ مگر سب کے سب فتح و نصرت کے نشے میں سرشار تھے۔ فوجیوں سے بھری ہوئی لاریوں پر لاریاں شہر کے دروازوں سے اندر داخل ہو رہی تھیں۔ مارشل بیڈ و گیلو سب سے آگے تھا۔ وہ ایک فورڈ کار میں سوار تھا۔

دفعتہً میرے کانوں میں آہ و بکا اور چیخوں کی دردناک آوازیں آئیں۔ میں نے اپنی خادمہ سے دریافت کیا۔ تو اس نے بتایا۔ کہ یہ وہ اہل جبش ہیں۔ جو سفارت خانے میں پناہ گزیں ہیں۔ اور اس وقت وہ اپنے ملک کی ہزیمت پر آٹھ آٹھ آنسو رو رہے ہیں۔

لیڈی بارٹن بیان کرتی ہیں۔ کہ جب شہنشاہ جبشہ دارالسلطنت سے روانہ ہوئے۔ تو یہ خبر آگ کی طرح سارے شہر میں پھیل گئی۔ اور ہر طرف عجیب بھگدڑ مچ گئی۔ لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ لوگ غم اور خوف سے باؤلے ہو رہے تھے۔

شہنشاہ جبشہ بہت دلیر انسان ہیں۔ لیکن جب وہ اپنی فوجوں کا معائنہ کر کے واپس دارالسلطنت میں آئے۔ تو ان کی کمر ہمت ٹوٹ چکی تھی۔ ان کے چہرے سے مایوسی ٹپک رہی تھی۔ پیشانی عرق آلود تھی۔ اور ان کی صورت دیکھ کر بخوبی اندازہ کیا جا سکتا

تھا۔ کہ امید نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ اور یاس نے ان کے دل میں گھر کر لیا ہے۔

جنگ کے دوران میں لیڈی بارٹن حبشہ کے زخمیوں کی مرہم پٹی اور دیکھ بھال کے کاموں میں نہایت سرگرمی سے مصروف رہیں۔ وہ ڈاکٹر میلی کی دست راست تھیں۔ جو برطانوی ایمبولنس کے ایک بہادر کارکن تھے۔ اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتے ہوئے جاں بحق ہوئے تھے۔ ان کی موت کا ذکر لیڈی موصوفہ نے ان الفاظ میں کیا ہے:۔

"ڈاکٹر میلی اپنی موٹر میں بیٹھ کر ایک جماعت کے ہمراہ زخمیوں کی مرہم پٹی کے لئے گیا۔ ایک جگہ اسے ایک شخص زمین پر اوندھے منہ پڑا نظر آیا۔ ڈاکٹر نے اپنے ڈرائیور کو موٹر ٹھہرانے کا حکم دیا۔ اور کہا۔ معلوم کرو۔ یہ شخص زندہ ہے۔ یا مر گیا۔ ڈرائیور نے بیان کیا۔ کہ ابھی اس میں جان باقی ہے۔ تو ڈاکٹر میلی اسے دیکھنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا۔ کہ اسی وقت دشمن کی گولی اس کے پھیپھڑے میں آ کر لگی۔ اور وہ گر پڑا۔

"ڈاکٹر میلی کو برطانوی سفارت خانے میں پہنچایا جہاں دو ہزار مرد و زن برطانوی گورنمنٹ کی حفاظت میں پناہ لے رہے تھے۔ مگر اسے ایسا کاری زخم آیا تھا۔ کہ وہ جانبر نہ ہو سکا۔"

لیڈی بارٹن نے دوران جنگ میں حبشی خواتین کی ایک ایسوسی ایشن بھی قائم کی تھی۔ جو جنگ کے زخمیوں کی دیکھ بھال کرتی تھی۔ لیڈی موصوفہ حبشی خواتین کی تعریف کرتی ہوئی فرماتی ہیں:۔

"حبشہ کی عورتوں نے جس سلیقے۔ تن دہی اور بہادری سے میرے ساتھ کام کیا۔ اس سے مجھے گونہ تعجب ہوا۔ وہ تمام کام اصول و قواعد کے ماتحت کرتی تھیں۔ انہوں نے اپنے ضروری خرچ نے اور زخمیوں میں تقسیم کرنے کے لئے مختلف کمیٹیاں بنا رکھی تھیں۔ جو نہایت حسن و خوبی کے ساتھ یہ سارا انتظام کرتی تھیں۔"

حبشہ کے واقعات کو یاد کرتے ہوئے لیڈی بارٹن کے آخری الفاظ یہ تھے:۔

"ہولناک اور مہیب۔ پر درد اور رقت انگیز"۔

سر سڈنی بارٹن اس وقت چار ماہ کی رخصت پر ہیں۔ وہ یہ زمانہ اپنی بیوی کے ساتھ اپنے وطن آئرلینڈ میں گزاریں گے۔ ابھی اس امر کا فیصلہ نہیں کیا گیا۔ کہ وہ دوبارہ حبشہ جائیں گے یا نہیں۔

عورتوں کی بین الاقوامی کانفرنس

پچھلے مہینے لندن میں عورتوں کی ایک بین الاقوامی کانفرنس ہوئی۔ جس میں چالیس سے زیادہ ممالک کی طرف سے نمائندہ خواتین شامل ہوئیں۔ ان خواتین میں میڈم موزابل

ایلیس مسارک خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ ایم مسارک کی صاحبزادی ہیں۔ جو حال ہی میں زیکوسلاویکیہ کی صدارت سے ریٹائر ہوئے ہیں ٭

اس کانفرنس میں عورتوں کے مختلف بین الاقوامی مسائل پر غور وخوض کیا گیا۔ اور ان کی فلاح وبہبود کے لئے متعدد تجویزیں سوچی گئیں سب سے زیادہ اہم یہ مسئلہ تھا۔ کہ موجودہ زمانے میں جبکہ گھروں میں ہر قسم کا سامان آسائش مہیا ہے۔ اور خانہ دار عورتوں کو انتظام خانہ داری کے لئے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی۔ انہیں اپنا وقت کس طرح گزارنا چاہئے۔ چنانچہ قریب قریب تمام ملکوں کی نمائندہ خواتین نے اس پر اظہار خیال کیا ٭

میڈموازیل ایلیس مسارک نے مذکورہ بالا مسئلہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے بیان کیا:۔

چھوٹے سے چھوٹے گھر میں بھی خواہ اس میں کیسی ہی سہولتیں مہیا ہوں۔ خانہ دار عورت کے لئے اتنا کام ہے۔ کہ وہ دن بھر اس میں مشغول رہ سکتی ہے۔ خانہ دار عورتوں کے پانچ فرائض ہیں:۔

اول اپنی صحت درست رکھنا۔ خواہ آدھ گھنٹے چہل قدمی کرکے۔ خواہ ورزش سے ٭

دوم۔ اپنے تئیں خوب صورت بنانا ٭

سوم۔ گھر کے لئے موزوں سامان آرائش اور رنگ انتخاب کرکے اسے سجانا اور خوبصورت بنانا۔ تازہ پھولوں سے گھر کو دلاویز بنانا ٭

چہارم۔ شام کا وقت اور تعطیلات گزارنے کے لئے ایسے پروگرام مرتب کرنا جس سے خاندان کے تمام افراد لطف اندوز ہوسکیں ٭

پنجم شوہر اور بچے جب شام کو گھر آئیں۔ تو خندہ پیشانی سے ان کا خیر مقدم کرنا ٭

خاتون موصوفہ کہتی ہیں۔ کہ تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے۔ کہ عام عورتیں بھی اپنے اندر وہ اوصاف پیدا کرسکتی ہیں۔ جو صرف اعلیٰ طبقے کی خواتین کی ذات تک محدود سمجھے جاتے تھے۔ وہ فلموں ناٹکوں اور گراموفون کے ریکارڈوں کے متعلق نقادوں کی رائیوں کو غور سے پڑھ کر اپنے خاندان کے لئے تفریح طبع کا بہترین سامان مہیا کرسکتی ہیں ٭

گو ان فرائض کو انجام دینے میں عورتوں کو بہت محنت کرنی پڑے گی۔ لیکن اس سے ان کی حیثیت اپنے گھر کی چھوٹی سی سلطنت میں ایک ملکہ کی ہوگی ٭

آخر میں میڈموازیل مسارک کہتی ہیں کہ جب تک عورتیں پہلے کی طرح گھر کا انتظام اپنے ہاتھ میں نہ لیں گی۔ دنیا کے اقتصادی مسائل حل نہ ہوسکیں گے ٭

دلچسپ باتیں

آسٹریلیا کے جنگلات میں ایک درخت کی چوٹی پر شہد کی مکھیوں کا ایک بہت بڑا چھتہ لگا ہوا ہے۔ جس کا وزن ایک ٹن ہے۔ حال ہی میں اس سے ۷ ہزار پونڈ شہد نکالا گیا ہے۔ جس کی قیمت ۵ سو پونڈ ہوتی ہے۔ یہ چھتہ دنیا بھر میں شہد کی مکھیوں کا سب سے بڑا چھتہ خیال کیا جاتا ہے۔

آسٹریلیا کا گورنر جنرل سر اساکس ایک درزی کا بیٹا ہے۔ وہ اپنے باپ کی دکان واقع ملبورن میں پیدا ہوا تھا۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میری ترقی کا باعث میری ماں کی تعلیم ہے۔ وہ یورپین زبانوں کے علاوہ چینی جاپانی۔ ہندوستانی۔ فارسی اور پالی جانتا ہے۔ یہ زبانیں اس نے کسی اسکول میں نہیں سیکھیں۔ اس کی پرورش ایک گاؤں میں ہوئی۔

جاپان کی آٹھ سو عورتوں نے بالوں کا ایک جھنڈا بنانے کے لئے اپنے سر کے تھوڑے تھوڑے بال کاٹ دیئے۔ اس جھنڈے پر طلوع آفتاب کا منظر بنانے کے لئے کچھ حصے کو سرخ رنگا گیا ہے۔ اور کچھ کو سفید۔ یہ جھنڈا عورتوں کی حب الوطنی کی نشانی کے طور پر فوج کو پیش کیا جائے گا۔

امریکہ کے ایک باشندے نے (۲۴۰) دن کی مسلسل نیند کے بعد آنکھیں کھولی ہیں۔ اس کی صحت بہت خراب ہو گئی ہے اور اسے نلکے سے غذا دی جا رہی ہے لیکن امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ بتدریج تندرست ہو جائے گا۔

امریکہ کا مشہور فلم ایکٹر مسٹر جیک [illegible] پونڈ ماہوار تنخواہ پاتا ہے۔ اس تنخواہ کا اسی فی صدی حصہ حکومت امریکہ بطور انکم ٹیکس وصول کر لیتی ہے۔

امریکہ کی مشہور اخبار نویس خاتون مس یولالیکار کل دنیا کا دورہ ۸۰ دن میں ختم کرنا چاہتی ہے۔ وہ اب تک ۱۷ ممالک کی سیر کر چکی ہے۔ اور حال ہی میں بمبئی آئی تھی۔

امریکہ کی ایک عورت مس جین رینالڈز پھولوں کی ٹوپی پہنتی ہے۔ جو اس نے نیویارک کی پھولوں کی نمائش میں دو سو پونڈ میں خریدی تھی۔

خبریں اور نوٹ

ترکی حکومت ایک جدید صنعتی شہر کی تعمیر کی اسکیم پر جس میں ۲۰ ہزار انسان آباد ہو سکیں عمل پیرا ہونے والی ہے۔ یہ جدید شہر بحر اسود کی کوئلے کی کان کے قریب بمقام قرابک بسایا جائیگا۔ تعمیر کا کام عنقریب شروع ہونے والا ہے۔ اور ڈھائی برس تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

بیت المقدس ۱۰ اگست۔ عربوں کے ایک گروہ نے القدس کے مغرب میں ریلوے لائن کو بالکل تباہ کر دیا ہے۔

یافا ۱۰ اگست۔ عربوں کے چار مکانوں کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا گیا۔ کیونکہ وہاں عرب پناہ لیا کرتے تھے۔

بیت المقدس ۱۰ اگست۔ حکومت فلسطین نے اعلان کیا ہے۔ کہ اس شخص کو آٹھ سال کی سزا دی جائے گی جس کے قبضہ سے بم یا دیگر اسلحہ برآمد ہوں گے۔

حیفا ۱۰ اگست۔ یہودیوں کی تجارت بالکل تباہ ہو گئی ہے۔ بازار اور سینما بالکل بے رونق پڑے ہیں۔ کھانے پینے کی چیزیں نہیں ملتیں۔ ہڑتال کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

دمشق ۱۰ اگست۔ شام اور لبنان کے اطباء نے فلسطین کے عرب زخمیوں کی امداد کے لئے دوائیں اور آلات جراحی روانہ کئے ہیں۔

بیروت ۱۰ اگست۔ فلسطینی طلباء کا ایک وفد بیروت پہنچا ہے۔ تاکہ پروپیگنڈا کر کے فلسطین کے عربوں کے لئے امداد حاصل کی جائے۔

بغداد ۱۰ اگست۔ فلسطین کے یہودیوں کی امداد کے لئے عراقی اسرائیلیوں نے چندے جمع کئے ہیں۔ اور گیارہ ہزار چار سو دس دینار کی ایک رقم حیفا کی یہودی انجمن کو بھیجی گئی ہے۔

طہران ۱۰ اگست۔ ایران کے وزیر خارجہ نے مجلس اقوام کے معتمد کے پاس ایک یادداشت بھیجی ہے۔ جس میں جزائر بحرین کے متعلق برطانیہ کے طرز عمل کی شکایت کی ہے۔ حکومت ایران نے اس یادداشت میں احتجاج کیا ہے۔ کہ حکومت برطانیہ جزائر بحرین کی ملکیت کی دعویدار ہے۔ حالانکہ یہ جزائر حکومت ایران کی ملکیت ہیں۔

طہران ۱۰ اگست۔ حکومت ایران نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ طہران میں لاسلکی کے دو زبردست اسٹیشن قائم کئے جائیں۔ جن سے نشر و اشاعت اور پروپیگنڈے کا کام لیا جائے۔ ریڈیو کے آلات پر محصول بہت کم کر دیا گیا ہے۔ تاکہ عوام الناس اس کو آسانی سے خرید سکیں۔

ایران میں جدید مردم شماری کا کام یکم ستمبر سے شروع ہو جائے گا۔ اور پندرہ روز میں ختم

ہو جائے گا۔ ماہرین فن کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔

جبل الطارق ۔۔۔ اگست۔ باغیوں نے برطانی سفارت خانہ اور ارجنٹائن کے سفارت خانہ پر شدید گولہ باری کی۔ ارجنٹائن کا سفارت خانہ پیوند زمین ہوگیا۔ اور برطانوی سفارت خانہ کی دیواروں میں بڑے بڑے شگاف پڑگئے۔ برطانی سفیر بال بال بچا۔ باغیوں کے جرنیل اور حکومت ہسپانیہ نے اس واقعہ پر اظہار افسوس کیا ہے۔ برطانیہ میں مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ حکومت اس کے خلاف شدید اقدام کرے۔

لندن ۔۔ اگست۔ انگلستان میں انڈے کی قیمت گزشتہ دو ماہ کے اندر دس گنا ہوگئی ہے۔ لندن کے نان بائیوں کی ایسوسی ایشن بھی روٹی کی قیمت بڑھانے والی ہے۔

لندن ۱۰۔ اگست۔ ہندوستانی ٹیم اور گلوسٹر شائر ٹیم کے درمیان جو میچ ۸۔ اگست کو شروع ہوا تھا۔ اس میں ہندوستانی ٹیم پہلی اننگ میں ۲۱۳ رنز بنا کر آؤٹ ہوگئی۔

لندن۔ ڈیلی میل رقم طراز ہے۔ کہ جرمنی ایک ارب ۰۰ کروڑ پونڈ ۳ سال میں خرچ کر کے پورے طور پر جنگ کے لئے تیار ہوگیا ہے۔ اور اس وقت دنیا کی کوئی حکومت اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

لندن (بذریعہ ڈاک) معلوم ہوا ہے۔ کہ جرمنی اچھی نسل کے خوبصورت چست و چالاک اعلیٰ گھوڑے آئرلینڈ سے خرید رہا ہے۔ یہ گھوڑے جرمن سوار فوج کے عہدیداروں کی سواری کے لئے خریدے جا رہے ہیں۔ اور ان گھوڑوں سے نسل کشی کا کام بھی لیا جائے گا۔ جنگ عظیم کے بعد پہلا موقع ہے۔ کہ جرمنی نے آئرلینڈ سے گھوڑے خریدے ہیں۔ جنگ عظیم سے پہلے ایک گھوڑے کی قیمت پچاس پونڈ سے زیادہ نہ تھی۔ لیکن اب دو سو پونڈ مقرر کر رکھی ہے۔

لندن میں مس لیتہ برج اراضی فروخت کرنے کے ایک بڑے کاروبار کی مالک ہے۔ اس نے اپنی عمر میں بہت سے کام کئے ہیں مثلاً دیا سلائی بیچنا۔ نرس۔ کلرک۔ صیغہ اشتہارات کی انچارج۔ انڈوں کی خرید و فروخت۔ خادمہ بھٹکن۔ تھیٹر کی بکنگ کلرک وغیرہ رہ چکی ہیں۔ جنگ یورپ میں ایک اسلحہ خانے کے پھٹ جانے سے اس کی ایک ٹانگ اڑ گئی تھی۔ اس وقت اس کا کارخانہ نہایت کامیابی سے چل رہا ہے۔

روما ۹۔ اگست۔ میڈرڈ میں پانچ اطالویوں کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اطالوی حکومت نے اسپین کی حکومت کو ایک احتجاجی نوٹ بھیجا ہے جس میں اس مار دھاڑ کی ذمہ داری سرکاری افواج پر ڈالی گئی ہے۔

پیرس ۹۔ اگست۔ فرانسیسی اخبار "لی ہیکانڈین"

نے خبر شائع کی ہے۔ کہ اٹلی کے ڈکٹیٹر مسولینی کا ایک ذاتی دوست ہسپانوی باغیوں کے صدر مقام برگو میں پہنچ گیا ہے۔ تاکہ باغیوں کی امداد کرے ؛

میڈرڈ ۹۔ اگست۔ اس وقت تک ہسپانیہ سے دو ہزار برطانوی باشندے نکالے جا چکے ہیں۔ اور ابھی ایک ہزار باقی ہیں۔ تین سَو آدمی ہسپانیہ چھوڑنے پر تیار ہی نہیں ہیں ؛

میڈرڈ ۹۔ اگست۔ بیرا اور گڈ ارا ما کی لڑائیوں میں باغیوں کو شکست ہوئی۔ اور ساڑھے ۳ ہزار باغی میدان کارزار میں کام آئے ؛

پیرس ۹۔ اگست۔ سویلی میں باغی میڈرڈ پر حملہ کرنے کے لئے اپنی طاقت کو منظم و مجتمع کر رہے ہیں۔ مراکو سے چھ ہزار باغی ہسپانیہ پہنچ گئے ہیں۔ اور مزید ۲۰ ہزار سپاہی میڈرڈ پر حملہ کرنے کے لئے ہسپانیہ جا رہے ہیں ؛

جرمنی کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جرمنی کے محکمہ فضائی نے جدید قسم کے ہوائی جہاز تیار کئے ہیں۔ جو ۳۰ ہزار فٹ تک بلند اُڑ سکتے ہیں۔ اور طیارہ شکن توپوں کی زد سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ نیز بحری جہاز۔ آبدوز کشتیاں اور مختلف قسم کی گیسیں بنائی جا رہی ہیں۔ جرمنی میں ایام جنگ کی سی احتیاطیں برتی جا رہی ہیں۔ کسی نو وارد کو جرمنی کے اندر فوٹو کیمرہ لانے کی اجازت نہیں ؛

میڈرڈ۔ رائٹر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ سفیر جرمنی متعینہ ہسپانیہ میڈرڈ گیا ہے۔ کیونکہ مقامی حکام نے بارسیلونا میں چار جرمن تاجروں کو گولی کا نشانہ بنا دیا تھا۔ جرمن سفیر اس اتلاف جان کے تاوان کا مطالبہ کرے گا ؛

نیوزی لینڈ کا ہائی کمشنر مسٹر جارڈن پالیٹکس میں داخل ہونے سے پہلے لندن میں ایک افسر پولیس تھا۔ اس نے اپنی زندگی میں بہت سے کام کئے۔ مثلاً گاڑیوں پر رنگ کرنا۔ چٹھی رساں کی حیثیت سے ڈاک تقسیم کرنا۔ زراعت۔ تجارت ریلوے کے پھاٹک کی چوکیداری ؛

کوئٹہ ۱۰۔ اگست۔ شہر میں پرائیوٹ دکانیں اور مکانات بنائے جا رہے ہیں۔ ویرانوں سے اب تک لاشیں برآمد ہو رہی ہیں۔ ۸۶۲۶ لاشیں اب تک برآمد ہو چکی ہیں ؛

بمبئی ۱۰۔ اگست۔ بمبئی بندرگاہ ہندوستان بھر میں سب سے بڑی بندرگاہ ہے۔ آئندہ اس کا انتظام حکومت ہند خود بلاواسطہ کرے گی لیکن ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ مرکزی حکومت کس تاریخ سے یہ انتظام اپنے ہاتھ میں لے گی ؛

ریوا ۱۱۔ اگست۔ ریاست ریوا میں ایک میل کے رقبے کے اندر بیک وقت سات جگہ بجلی گری جس سے دو آدمی ہلاک اور ۱۱ زخمی ہوئے ؛

حیدرآباد دکن۔ ۱۰ اگست۔ حضور نظام نومبر کے آخر میں کلکتہ تشریف لے جائیں گے۔ اور وہاں چند روز قیام کریں گے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ آپ فیڈریشن کے بارہ میں وائسرائے ہند سے تبادلہ خیالات کریں گے۔

لاہور۔ ۹ اگست۔ شملہ سے ایک تازہ ترین اطلاع مظہر ہے۔ کہ ہز ایکسیلنسی سردار صلاح الدین سلجوقی سفیر افغانستان یکشنبہ کو شملہ سے روانہ ہو کر دوشنبہ کی صبح کو لاہور پہنچیں گے اور دن بھر لاہور قیام فرما کر شب کی گاڑی سے عازم پشاور ہوں گے۔ پشاور سے آپ کابل روانہ ہو جائیں گے۔ اور کابل ایک ماہ قیام کے بعد پھر شملہ واپس تشریف لائیں گے۔

احمد آباد ۹ اگست۔ روئی کے کپڑے کی اقتصادی بدحالی کے پیش نظر بھارت لکشمی کاٹن مل کو بند کر دیا گیا ہے۔ مل کے بند ہونے سے ایک ہزار آدمی بیکار ہو گئے ہیں۔

لکھنؤ ۸ اگست۔ لکھنؤ میں گزشتہ ۱۴۴ گھنٹوں سے بارش ہو رہی ہے۔ ۲۰۰ مکانات منہدم ہو گئے۔ اور حکام بلدیہ نے ۱۲۰ مکانوں کے گرانے کا حکم دے دیا ہے۔ کیونکہ وہ گرنے والے تھے۔ اور ان میں رہنے والوں کو خطرہ تھا۔ دریائے گومتی میں گزشتہ ۲۴ گھنٹوں میں ۱۳ انچ پانی چڑھ گیا ہے۔ لکھنؤ میں چار چار فٹ پانی کھڑا ہوا ہے۔ اور پانی یونیورسٹی تک پہنچ گیا ہے۔ اس لئے یونیورسٹی غیر معین عرصے کے لئے بند کر دی گئی ہے جس وقت تک یونیورسٹی کھلی رہی۔ طلباء کشتیوں کے ذریعے وہاں پہنچتے رہے۔

دہلی ۷ اگست گورنمنٹ آف انڈیا پریس کے ایک ملازم کو اس بنا پر موقوف کر دیا گیا کہ اس کے مکان سے ایک پستول برآمد ہوا تھا۔ جس کی صفائی میں وہ کوئی شہادت پیش نہ کر سکا۔

لکھنؤ ۹ اگست دریائے راپتی میں ہولناک طغیانی آگئی ہے۔ جس کی وجہ سے پانچ سو گاؤں زیر آب ہو گئے ہیں۔

جالندھر ۱۰ اگست۔ ایک بارہ سال عمر کا لڑکا پتنگ اڑاتا ہوا۔ مکان سے گر کر مر گیا۔

دہلی ۱۰ اگست۔ ایک عادی چور کو کٹ پیس کا ایک ٹکڑا چوری کرنے کے جرم میں سٹی مجسٹریٹ نے ۱۸ ماہ قید سخت کی سزا دی۔

بنارس ۱۰ اگست۔ ۷ اگست کی رات کو رابرٹس گنج میں ۲۲ انچ اور [illegible] میں ۱۱½ انچ بارش ہوئی ہے۔ کمشنر بنارس نے پانچ ہزار روپیہ غرباء کی امداد کے لئے منظور کیا ہے۔

بعدالت جناب شیخ محمد اکبر صاحب سب جج بہادر درجہ سوئم جالندھر

غلام محمد ولد غلام نبی و میراں بخش ولد دھرپان وغیرہ ذات راجپوت ساکنان موضع ناہل تھانہ آدمپور تحصیل جالندھر۔ مدعیان

بنام غلام رسول ولد عبداللہ ۔ جہاد خاں ولد صندل خاں وغیرہ ذات راجپوت ساکنان موضع ناہل تحصیل جالندھر۔ تھانہ آدمپور۔ مدعاعلیہم

دعوےٰ اجرائے حکم امتناعی دوامی

(۱) دولے خاں ولد چندو بخش (۲) نیاز علی خاں (۳) فتح خاں پسران بندو بخش (۴) مسماۃ بی بی صاحبہ بیوہ غلام غوث (۵) رحمت علی ولد غلام نبی (۶) نتھو ولد عمرا۔ (۷) غلام ولد عمرا (۸) امیر ولد غلام محی الدین (۹) جوہر ولد غلام محی الدین (۱۰) محمد عاشق نابالغ ولد فضل محمد بولایت چوہڑ خاں تایا خود (۱۱) چوہڑ خاں ولد بندو بخش (۱۲) گامے خاں ولد مہر خاں (۱۳) شان خاں ولد بندو بخش (۱۴) نعمت خاں ولد مہر خاں (۱۵) مہدی خاں ولد محمد بخش (۱۶) رحمان ولد بوٹا (۱۷) میراں بخش ولد نبا (۱۸) مسماۃ عمری بیوہ جھنڈا (۱۹) دولے خاں (۲۰) گامے خاں پسران سکندر خاں (۲۱) مسماۃ شاہ بیگم زوجہ نیاز علی (۲۲) مسماۃ دولی بیوہ غلام غوث (۲۳) مسماۃ عمری بیوہ میراں بخش (۲۴) بندو بخش ولد پرہو اقوام راجپوت ساکنان موضع ناہل تھانہ آدمپور تحصیل جالندھر (۲۵) کالا در خاں ولد سندھی خاں راجپوت سکنہ کدیانہ تحصیل جالندھر (۲۶) دیوان سنگھ ولد گوردت سنگھ (۲۷) مکو سنگھ ولد موال سنگھ (۲۸) مہر سنگھ ولد ساون سنگھ (۲۹) جیت سنگھ ولد ہیرا سنگھ (۳۰) سندر سنگھ ولد ایشر سنگھ (۳۱) لچھمن سنگھ ولد سنت سنگھ اقوام جٹ ساکنان پنڈوری نجراں تحصیل جالندھر (۳۲) بساوا سنگھ ولد بھوپ سنگھ ترکھان سکنہ پنڈوری نجراں تحصیل جالندھر (۳۳) غلام قادر ولد بندو بخش راجپوت کنسٹیبل پولیس جالندھر کوتوالی معرفت کپتان صاحب (۳۴) نیاز علی خاں ڈپٹی رجسٹرار، انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز راولپنڈی (۳۵) جان ولد بندو بخش راجپوت ۔ (۳۶) گامے خاں ولد غلام نبی راجپوت ساکنان ناہل تحصیل جالندھر۔ تھانہ آدمپور ضلع جالندھر مالکان دیہہ مدعاعلیہم

مقدمہ مندرجہ عنوان میں مدعاعلیہم مذکوران بالا کثیر التعداد ہیں۔ ان پر معمولی طریقے سے تعمیل ہونی مشکل ہے۔ لہٰذا ان کے برخلاف اشتہار بذریعہ آرڈر ۱ رول ۸ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعیان نے اپنے اور ان کے یعنی (مالکان) دیہہ کے مفاد کے لئے دعویٰ دائر کیا ہے۔ اگر وہ بتاریخ $\frac{15}{36}$ ابتدا اصالتاً یا وکالتاً یا مختار نامہ خاص حاضر عدالت ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ نہ کریں گے۔ تو ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائیگی۔ کہ کیوں نہ مدعیان کو پیروی مقدمہ کی اجازت دی جائے۔

آج بتاریخ ۳ ماہ ... ۱۹۳۶ء ہمارے دستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ دستخط حاکم مہر عدالت

میاں ممتاز علی پرنٹر و پبلشر نے دفتر تہذیب نسواں ...... میں چھپوا کر دارالاشاعت پنجاب لاہور سے شائع کیا۔ ایڈیٹر بیگم ممتاز علی (لاہور)

ہندوستان میں عورتوں کا سب سے پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار

تہذیب النسواں

جسے

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلما مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم

نے

سنہ ۱۸۹۸ء میں جاری کیا

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک ۵ پیشگی

جلد ۳۹	لاہور - ہفتہ ۲۲ - اگست سنہ ۱۹۳۶ء	نمبر ۳۴

تہذیب نسواں

لاہور ہفتہ ۳ جمادی الآخر سنہ ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

مفت مفت مفت

اصلی فیسرین خریدیں نقلی سے بچیں

کیلوں مہاسوں چھائیوں کا

فیسرین جسٹرڈ

سے بڑھ کر کوئی علاج نہیں۔ کیونکہ یہ جلد اور چہرے کی تمام بیماریوں کو مٹانے اور دھبوں کو زائل کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ جس کے متعلق **شیخ رحمت علی صاحب سب انسپکٹر پولیس رہتک** سے تحریر فرماتے ہیں۔ میرے چہرے پر عرصہ سولہ سال سے چھائیاں پڑی ہوئی تھیں۔ جن کا علاج میں نے ہندوستان کے مشہور ڈاکٹروں اور حکیموں کے علاوہ دہلی کے مشہور ماہر امراض چہرہ ڈاکٹر مس اسے ریحانہ Miss. A. Rehana سے کروایا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر مایوسی کی حالت میں آپ کی فیسرین کریم استعمال کی۔ اس سے میری تمام چھائیاں رفع ہو گئیں۔ میں تمام بھائیوں اور بہنوں سے سفارش کرتا ہوں۔ کہ وہ چہرے کے کل امراض کے لئے فیسرین استعمال کریں اور فائدہ اٹھائیں۔

قیمت فی شیشی ایک ہی روپیہ لیکن آئندہ فیسرین کے ہر ایک خریدار کو فیسرین سنو قیمت ۸ آنہ کے نصف کے لئے مفت دی جائیگی۔ محصول بذمہ خریدار

سوال کیا فیسرین کا عرصہ سات سال سے ہر اشتہار میں تعریفی حالت پیش کرنا۔ اس کی سچائی کا ثبوت نہیں؟

پتہ۔ **فیسرین فارمیسی کٹرہ فرزند علی پنجاب**

ضرورت شادی

ایک شریف و معزز خاندان کی ۱۷ سالہ لڑکی کے لئے جو جائداد کی مالک ہے۔ اور جس کے والد امپیریل سروس میں ملازم ہیں کسی شریف خاندان میں رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکے کا اعلیٰ سرکاری ملازمت پر فائز ہونا ضروری ہے۔ لڑکی نیک سیرت و صورت اور امور خانہ داری سے واقف ہے۔ فی الحال کالج میں زیر تعلیم ہے۔ جملہ خط و کتابت بصیغہ راز رکھی جائے گی۔

ایم اے اختر

معرفت تہذیب نسواں۔ لاہور

ضرورت

میرے ایک شریف صاحب ثروت دوست مسلمان راجپوت کو اپنی لڑکی عمر ستر ہ سالہ کے لئے ملازم کی ضرورت ہے۔ لڑکی نہایت شریف باسلیقہ۔ امور خانہ داری۔ اور مذہبی تعلیم سے بخوبی واقف ہے۔ درخواستیں صرف برسر روزگار اصحاب کریں۔ جو قوم کے راجپوت سید۔ مغل یا پٹھان ہوں۔

د۔ م

معرفت دفتر تہذیب نسواں

لاہور

پہلی ترک سپاہی خاتون

مذکورہ بالا عنوان سے ایک انگریزی اخبار نے کمال پاشا اتاترک کی متبنیٰ بیٹی صبیحہ گلشن خانم کی توصیف میں خامہ فرسائی کی ہے۔ لکھا ہے۔ کہ یہ پہلی خاتون ہے۔ جس کو سرکاری طور سے یہ عہدہ عطا ہوا ہے۔ حال ہی میں صبیحہ گلشن خانم ملٹری اسٹیشن اسکول اسکی شہر میں کیڈٹ کی حیثیت سے داخل ہوئی ہیں۔ آپ سند حاصل کرنے کے بعد پہلی ترک خاتون ہوں گی۔ جن کو ملٹری آفیسر آف دی ٹرکش فولنگ کور یعنی فوج کے محکمہ ہوابازی کے آفیسر کو منصب ملے گا۔

نئی ترکی حکومت ابتدا سے اس اصول پر کاربند رہی ہے۔ کہ عورتوں کو کسی محکمے سے محروم نہ کیا جائے۔ حتیٰ کہ وہ مناصب بھی جو فقط مردوں کے لئے مخصوص کئے گئے تھے۔ وہ بھی ان پر قبضہ کر رہی ہیں۔ ایک فوج کا محکمہ رہ گیا تھا۔ اب وہ بھی ان سے خالی نہ رہا۔

موجودہ ترکی حکومت کا یہ انتظام تعارت قابل قدر ہے کہ اس نے نظام حکومت میں مرد و عورت دونوں کو یکساں حقوق عطا کئے ہیں۔ اور عورتوں کو جنت العمر حرم کی چاردیواری میں قید رہیں۔ آزاد کر دیا۔

ترکی کے وزیر اعظم غازی عصمت پاشا نے ملک پر قوم کی یونین سے متعلق خیال ادا کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ موجودہ نسل کی عورتیں ہمارے ملک و ملت کے مفاد کے مطابق تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ اور یہ بات خاص طور پر مدنظر رکھی گئی ہے۔ کہ انہیں اپنی حفاظت کے لئے کسی قسم کی وقت پیش نہ آئے۔ گو بظاہر اس وقت کوئی خطرہ نظر نہیں آتا لیکن اگر کوئی پوشیدہ دشمن برسرپیکار ہو جائے۔ تو ہمیں یقین رکھنا چاہئے۔ کہ ہمارے مرد عورتیں اور بچے سب کے سب ہتھیار باندھ کر اپنی اور اپنے ملک کی حفاظت کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور بلا امتیاز مرد و صنف یکساں طور پر اپنے فرائض سرانجام دیں گے۔

صبیحہ گلشن خانم سوویٹ روس میں ہوابازی کی تعلیم حاصل کر چکی ہیں۔ ان کی اس کامیابی کی خبر مفید ہے۔ کہ ملک کی اور خواتین بھی جرأت سے کام لے کر ہوابازی کی طرف مائل ہو جائیں گی۔ ہم ہندوستانی عورتوں کو بھی اپنی مسلمان ترک بہن کی عالی ہمتی پر بہت خوشی حاصل ہوئی۔ واقعی حکومت ترکی کی یہ حوصلہ افزائی اس میدان میں دوسری بہنوں کو گامزن کرنے کے لئے ضرور موثر ثابت ہو گی۔

اب ذرا ہماری بدنصیبی کو دیکھئے۔ کہ ایک ہندوستانی مسلم خاتون جس نے ہندوستان میں سب سے پہلے مسلمان پائلٹ ہونے کا

شرف حاصل کیا۔ حکومت سے عوصلہ افزائی تو درکنار خود اپنی ہم قوم بہنوں اور بھائیوں کی مدح سرائی اور توصیف سے بھی محروم ہے۔ گو محترمہ مسز حجاب امتیاز علی کی یہ علو ہمتی محتاج توصیف نہیں۔ تاہم تاریخ کے ایک حیرت انگیز واقعہ کو ایسی خاموشی سے نظر انداز کر جانا مسلم قوم کی مردہ دلی نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ یا ہم اس کو مردوں کی تنگ دلی پر محمول کر سکتے ہیں۔ کہ وہ ان کے اس کارنامے پر ان کی تعریف میں نہ سہی۔ مگر دوسری نیم خفتہ بہنوں کو جگانے کے خیال ہی سے کچھ تو اس کو شہرت دیتے۔ تمام انگریزی اخبارات میں بالعموم اور ہندوستانی رسالوں میں بالخصوص ان کی تصویر ہوتی۔ ان کے فلائنگ کلب کی نسبت کچھ خیالات ہوتے۔ ایری ایشن پر کچھ طبع آزمائیاں ہوتیں۔ کیا عورتیں ہندوستان میں علم و شہرت حاصل کرنے کے بعد بھی ملکی غلامی کے زیر اثر محروم مسرت رہ جائیں گی۔ ان کی کارگزاریاں کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔ واقعی عورتوں کے بارے میں مسلمانوں کی یہ قدر ناشناسی قابل اعتراض ہے۔

ابھی چند سال کا ذکر ہے۔ میرے خالہ زاد بھائی مسٹر مراد ایری ایشن کی ڈگری حاصل کر کے سر آغا خان کا پرائز (انعام) جو کیپ ٹاؤن کی سیاحت کے لئے مسلمان ہوا باز یا شاید ہندوستانی ہوا باز کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ حاصل کرنے کروانا چاہتے۔ تو تمام مردانہ و زنانہ رسالوں میں اس کا چرچا ہوا۔ کیا ایک مسلمان مرد کا اعزاز حاصل کرنا عورتوں کی نسبت زیادہ قابل فخر ہے؟ جس طرح وہ پہلے مسلمان ہوا باز تھے۔ اسی طرح یہ پہلی مسلم خاتون ہوا باز ہیں۔ کیا صنف نازک کی یہ بلند ہمتی مردوں کے لئے قابل فخر نہیں؟

مسز بروس ایمی جانسن اور اسی طرح کی بے شمار یورپین خواتین جب ہوا بازی کے میدان میں اپنے جوہر دکھانے پر آمادہ ہوئیں۔ تو چار دانگ عالم میں ان کی شہرت کی پکار ہونے لگی۔ اور ہر دنیٰ و اعلیٰ کی زبان پر یہی چرچا تھا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اس موقعہ پر انتہائی مسرت کا اظہار نہ کریں۔ مہذب ملک اور قوم میں ایسی عورتیں بیشمار ہوتی ہوں گی۔ مگر ہم پست ہمت ہندوستانیوں میں اگر معدودے چند ایسی ہمت اور استقلال والی خواتین نکل آئیں۔ تو بہت غنیمت ہے۔ ان سے آئندہ ترقی کی امید کی جا سکتی ہے۔ ان کی قابل فخر تقلید میں بہت سی خوش قسمت بہنیں جن کو ایسے مواقع حاصل ہوں۔ اپنے جوہر دکھا سکتی ہیں۔

محترمہ مسز حجاب امتیاز علی کو ہم دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے بہنوں میں بہترین نظیر پیش کی ہے۔ ان کے شاعرانہ تخیل کی بلند پروازی صرف گھر بیٹھے زمین و

آسمان کے قلابے ملانے اور ہفت اقلیم کی خبر لانے تک ہی محدود نہیں رہی۔ بلکہ انہوں نے حقیقت میں شاعرانہ خیال آرائی کے ساتھ ساتھ عملی طور پر فن ہوابازی پر بھی عبور حاصل کر لیا۔ اور یہ وہ فن ہے۔ جو آج کل کے ہوائی برقی دور مشینوں اور کلوں کے زمانے میں جملہ فنون پر فوقیت رکھتا ہے۔

حمیدہ بیگم۔ کلکتہ

دیہاتی عورتوں کے ووٹ

محترمہ بیگم شاہنواز صاحبہ کا ایک مضمون بعنوان نیا آئین حکومت اور ہندوستانی عورتیں ۲۰ جولائی ۱۹۳۶ء کے تہذیب نسواں میں شائع ہوا ہے۔ چونکہ نئے نظام حکومت کے ماتحت انتخاب کے قواعد ووٹر بننے کی صفات نشستوں کی تعداد اور عورتوں کے حقوق وغیرہ کے متعلق دیہاتی عورتیں تو درکنار دیہات کے اکثر مرد بھی واقفیت نہیں رکھتے۔ اس لئے بیگم صاحبہ نے عین وقت پر نہایت ہی اہم۔ مفید اور پر از معلومات مضمون تحریر فرما کر ایک بڑی کمی کو پورا کر دیا۔

اس مضمون میں عورتوں کو ترغیب دی گئی ہے۔ کہ وہ ہر ممکن کوشش سے ہر ایک ووٹر کا نام مدرج رجسٹر کرائیں۔ اور ووٹوں کے صحیح استعمال کی قابلیت پیدا کرنے کے لئے مستورات کو منظم ہونے اور لائق کارکن اور دیانتدار نمائندے منتخب کرنے کی تلقین بھی کی گئی ہے۔

بہن صاحبہ لکھتی ہیں۔ کہ الکشن تک تمام اخبارات و رسائل کے کالم ایسے مضامین سے پر ہونے چاہئیں۔ جن سے عورتیں اپنے فرائض کو بآسانی سمجھ لیں۔ اور سیاسیات کو سمجھ کر اپنے ووٹ کا صحیح استعمال کرنے اور قابل نمائندہ منتخب کرنے کا احساس ہر ووٹر عورت کے دل میں پیدا ہو۔ اور الیکشنوں کے اختتام پر پریس کا فرض اولین ہے۔ کہ وہ ممبران کونسل کی صحیح طور پر رہنمائی کرے۔

گورنمنٹ نے عورتوں کو ووٹ کا حق دینے میں جن تین صفات سے متصف ہونے کی شرط رکھی ہے۔ ان میں سے شرط اول (یعنی صاحب جائداد ہونا) پوری کرنے والی عورت کا نام دیہات کے پٹواری خود بخود درج کریں گے۔ مگر شرط دوم (یعنی عورت پڑھی لکھی ہو) اور شرط سوم (یعنی جن عورتوں کے خاوند ۱۹۲۹ء کے ووٹرز کی فہرستوں میں رائے دینے کا حق رکھتے ہیں) کے لئے درخواست دینے کی قید لگائی گئی ہے۔ مؤخر الذکر دونوں شرطوں میں کوئی ایک یا دونوں شرطیں پوری کرنے والی عورت بذات خود جب تک اپنی درخواست برائے اندراج نام پیش نہ کرے گی۔ اس وقت تک اس کا نام ووٹروں کی فہرست میں درج نہیں

ہوگا۔ محترمہ موصوفہ نے اس کی بابت افسوس کا اظہار کیا ہے۔

اس مضمون کی محرک بھی یہی درخواست کی قید ہے۔ عورتوں کی درخواست پیش کر کے نام درج کرانے کی شرط کے باعث تحصیل مری عموماً عورتوں کا نام ووٹروں کی فہرست میں درج نہیں ہو سکا۔ چنانچہ موضع موتڑ ستیاں تحصیل مری میں سنہ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق مسلمان عورتوں کی تعداد ۳۰۸۰ ہے۔ مگر افسوس کہ ان میں سے ایک عورت نے بھی ووٹر بننے کے لئے درخواست نہیں دی۔ لہٰذا ان ۳۰۸۰ عورتوں میں سے ایک کا نام بھی ووٹروں کی فہرستوں میں درج نہیں ہو سکا۔ حالانکہ صفت دوم و سوم کے ماتحت اس موضع کی عورتیں مرد ووٹروں کے ملک بھگ ووٹر بن سکتی تھیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ تحصیل مری کے باقی مواضع کا بھی یہی حال ہوگا۔

نئے آئین حکومت کے ماتحت ووٹر بننے کے لئے جو قواعد و ضوابط اور شرائط منظور اور مقرر ہوئی ہیں۔ گورنمنٹ عالیہ نے ان کو پوسٹروں اور اشتہارات کی صورت میں چھپوا کر ہر پٹواری کے پاس برائے آگاہی عوام بھیجی ہیں۔ تحصیل و ضلع کی عدالتوں۔ میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کے دفتروں اور دیگر نمایاں جگہوں اور شاہراہوں میں دیواروں اور نوٹس بورڈوں پر ان اشتہارات کو چسپاں کیا گیا ہے۔ مگر افسوس کہ پرانے رسم و رواج کے پابند اور کیر نے فقیر لوگوں پر اس کا کچھ اثر نہ ہو سکا۔

اب جمہوریت کا دور دورہ ہے۔ اور نئے آئین حکومت میں ممبروں کی تعداد کا انحصار زیادہ تر ووٹروں کی تعداد ہی پر ہے۔ لہٰذا عورتوں کا ووٹروں کی فہرستوں میں اپنا نام درج نہ کرانا سخت نقصان دہ ہے۔

اس مضمون کے شائع ہونے سے پہلے نئے نام اندراج کرانے اور درج شدہ ناموں کی بابت اعتراض کرنے کی مدت (جو غالباً ۱۵ اگست تک ہے)، گزر جائے گی۔ لیکن اگر اب بھی متفقہ طور پر آواز اٹھائی جائے۔ تو امید ہے۔ کہ مستحق عورتوں کے نام ووٹروں کی فہرستوں میں درج کرانے کے لئے مزید مہلت مل سکتی ہے۔ اگر ہم اس کے لئے کوشش کریں۔ تو ممکن ہے۔ کہ الیکشن کی تاریخ سے تین چار ماہ پہلے تک عورتوں کے نام ووٹروں کی فہرستوں میں درج ہو سکیں۔

چونکہ عورتوں کے ووٹر بننے سے مردوں کو بھی فائدہ ہے۔ لہٰذا مردوں کو چاہئے۔ کہ وہ عورتوں کے نام ووٹروں کی فہرست میں درج کرانے کی دل سے کوشش کریں۔ بعض عورتیں جاہل رشتہ داروں، سہیلیوں اور جاہل پڑوسیوں کے کہنے سننے اور پردہ ترک ہونے کے ڈر سے ووٹ نہ دینے کی

قسم کھائیگی ہوں گی۔ اور ہم صبح کرانے پر پشیمان ہوں گی۔ لہذا لیڈروں کا فرض ہے۔ کہ وہ الیکشن شروع ہونے سے پہلے متعلقہ دیہات کا دورہ کرکے جاہل مردوں اور عورتوں کے غلط خیالات کی تردید کریں۔ اور ان میں صحیح جذبات پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ ووٹروں کی متفقہ کوشش سے صحیح انتخاب ہو کر ملک کی بہتری کا باعث ہو۔

عبدالمجید خاں۔ از وجنہ (موضع یال)
تحصیل مری

تعلیمی غلط فہمی

۳۰ مئی ۱۹۳۱ء کے تہذیب نسواں میں ... شہزادجہاں بیگم کا مضمون "تعلیم نسواں کے متعلق غلط فہمی" دیکھ کر طبیعت بہت خوش ہوئی۔ کاش سب بہنوں کو یہی خیال پیدا ہو جائے۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ تعلیم کو لوگوں نے بدنام کر رکھا ہے البتہ یہ ضرور ہے۔ کہ لڑکیوں کو بالکل آزادی دینا بھی اچھا نہیں۔ بالکل آزادی دینے سے میرا مطلب یہ ہے۔ کہ ان کی کسی بات پر خواہ اچھی ہو یا بُری۔ بالکل روک ٹوک نہ کی جائے۔ وہ جیسا چاہیں کریں۔ ماں باپ کا ادب اور قدیم طرز معاشرت اور اس کی بعض خوبیوں کی وقعت ان کی نظر میں ہیچ ہو۔ غرض اس قسم کی خود مختاری دیدی جائے جس کی بدولت وہ اس قدر بر خود غلط ہو جائیں کہ کسی کو شمار قطار میں نہ لائیں۔

تعلیم یافتہ لڑکی کبھی کسی کی محتاج نہیں رہ سکتی۔ اور عزت کے ساتھ گھر سنبھال سکتی ہے۔ ویسے تو گاؤں کی گنواریں بھی دھان کوٹ کر۔ چکی پیس کر پیٹ پال رہی ہیں لیکن یہ حقیقت ہے۔ کہ اگر کسی معمولی سے معمولی شخص کی لڑکی بھی تعلیم حاصل کرے گی۔ تو وہ ضرور سب کے لئے ایک عزیز ہستی بن جائے گی۔

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ پڑھی لکھی لڑکی خانہ داری میں ماہر نہیں ہو سکتی۔ یہ محض ان کی خام خیالی ہے۔ پڑھی لکھی لڑکی جس خوبصورتی سے اپنا گھر چلا سکتی۔ ترتیب و تنظیم کا خیال رکھ سکتی اور وقت کی پابندی کے ساتھ ہر کام انجام دے سکتی ہے۔ جاہل ہرگز نہیں کر سکتی۔ ذرا ایک تعلیم یافتہ اور ایک جاہل گھر کا مقابلہ کیجئے۔ جاہل کی طرف جایئے۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر طبیعت گھبرا جائے گی۔ ایک طرف کوڑے کا ڈھیر ہوگا۔ تو دوسری طرف پلنگوں پر بجائے بستر کے دنیا بھر کی چیزوں کا انبار لگا ہوگا۔ کہیں کھانے کے برتن بغیر دُھلے اور بکھرے ہوئے پڑے ہوں گے۔ اور کہیں روٹی کے نوالے۔ صفائی کا کام کچھ تو کتے کرتے

نظر آئیں گے۔ اور کچھ مرغیاں۔ ایک طرف اگر بلیاں دودھ میں منہ ڈال کر اپنا حصہ نکال رہی ہوں گی۔ تو دوسری طرف گلہریاں اپنے حصے کی چیزیں لے جانے میں مصروف ہوں گی۔ اور اس پر طرہ یہ کہ جانوروں کا شوق بھی بے انتہا ہوگا۔ اگر کہیئے تو بیگم صاحبہ فرمائیں گی۔ کہ بھئی ہم کوئی میم صاحب تھوڑا ہی ہیں۔ کہ میز کرسی ڈال کر آپ سے ملنے بیٹھتے ہم تو سیدھے سادے مسلمان آدمی ہیں۔ دل چاہے ہم سے ملو۔ ملو نہ چاہے نہ ملو۔

اب اتنی ہی آمدنی والی ایک تعلیم یافتہ بی بی کے گھر کو ملاحظہ کیجئے۔ ہر چیز سلیقے سے رکھی ملی گی۔ ہر بات میں۔ ہر کام میں سہولت ہوگی۔ بچے بھی صاف ستھرے نظر آئیں گے۔ جن کو دیکھ کر طبیعت خوش ہوجائے گی۔ یہ مانا کہ بعض ناخواندہ لڑکیاں بھی سلیقہ مند ہوتی ہیں لیکن شاذ و نادر۔ اور پڑھی لکھی لڑکیاں بہت کم بدسلیقہ ہوں گی۔

بہن صاحبہ نے شادی کے متعلق جو خیالات ظاہر کئے ہیں۔ وہ بالکل درست ہیں۔ کہ آجکل ماں باپ (خصوصاً جاہل) صرف یہ دیکھتے ہیں۔ کہ لڑکا دولت مند ہو۔ اور اگر پڑھا لکھا ہو۔ تو اچھا ہے۔ ورنہ نہ سہی۔

تعلیم یافتہ لڑکی کی لئے تو لڑکے میں صرف تعلیم ہی کا ہونا کافی ہے۔ وہ دولت کو زیادہ نہیں چاہتی۔ اگر ہو۔ تو بہت بہتر۔ ورنہ میاں بی بی مل کر آرام کی زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ اور جاہل لڑکی کے لئے میرے خیال میں تعلیم یافتہ دولہا ڈھونڈنا سخت حماقت ہے۔ جتنی قابلیت لڑکی میں ہو۔ اسی کے مطابق دولہا کا ہونا مناسب ہے۔ لیکن بعض ناعاقبت اندیش ماں باپ چاہتے ہیں۔ کہ دولہا انتہا درجہ تعلیم یافتہ ہو۔ خواہ ان کی صاحبزادی جاہل مطلق ہی کیوں نہ ہو۔ بھلا غور تو کیجئے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ چار دن بعد میاں کسی اور دھن ہوں گے۔ بی بی گھر میں پڑی سڑ رہی ہوں گی۔ اگر میاں دولت مند ہیں۔ تو ان کی دولت بی بی کی جہالت کی بدولت چار دن میں خاک ہوجائے گی۔ ایک کی جگہ دس روپیہ خرچ ہوں گے۔ اور پھر وہی بے ترتیبی اور ابتری نظر آئے گی۔ سلیقہ ہی جب نہ ہو۔ تو وہ لڑکی گھر کا انتظام کیا خاک کرے گی۔

مختصر یہ کہ جن بہنوں کو تعلیم سے عداوت یا دشمنی ہے۔ تو اس کو سوائے ان کی بدقسمتی کے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ اللہ ان کے حال پر رحم کرے۔ اور طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ کی اہمیت اور معنی ان کے ذہن نشین فرماکر اس اہم ترین فرض کی طرف متوجہ فرمائے۔ آمین۔

مریم خلیل شاہجہانپوری

جارجٹ

آج کل جارجٹ کا ہر جگہ عام رواج ہے۔ اور ہر قسم کے پھولدار کامدانی اور سادہ جارجٹ طبقۂ نسواں میں عام طور پر مقبول ہے۔ جس طرح ہزاروں قسم کے کپڑے آرہے ہیں۔ اسی طرح جارجٹ بھی بہت طرح کی آرہی ہے۔ سب سے عمدہ اور نفیس جارجٹ فرنچ جارجٹ ہوتی ہے۔ جس کی سب سے بڑی پہچان اس کا خفیف کھردراپن ہے۔ یہ جارجٹ رنگ میں پکی اور نہایت مضبوط اور نفیس ہوتی ہے۔ اور عموماً ڈھائی روپے گز ملتی ہے۔ معمولی دیسی اور جاپانی جارجٹ بہت باریک ہوتی ہے۔ مگر اس کے تاگے چھدرے چھدرے ہوتے ہیں۔ عموماً اس کا رنگ بھی کچا ہوتا ہے۔ اور اس کے پھول بھی اُبھرے ہوتے ہیں۔ جو دو چار دُھلائی کے بعد بکھر جاتے ہیں۔

جارجٹ پہننے کی شوقین بہنوں کو بڑی شکایت یہ ہے۔ کہ وہ دُھلنے سے سکڑ جاتی ہے۔ اور اس وقت جو بددلی ہوتی ہے۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ بھلا سوچئے تو سہی۔ کہ آپ کی کوئی محبوب ساری جس کی تعریف میں آپ کی سب سہیلیاں رطب اللسان رہی ہوں۔ جب وہ دُھلنے کے بعد سکڑ کر چھوٹی سی رہ جائے تو کس قدر تکلیف ہوگی۔ فرنچ جارجٹ عموماً زیادہ نہیں سکڑتی۔ مگر دوسری جارجٹیں بہت سکڑتی ہیں۔ اس لئے معمولی جارجٹ کبھی دھوبی سے نہیں دھلوانا چاہئے۔ بلکہ نیم گرم پانی سے خود دھونا چاہئے۔ جارجٹ کے دھونے میں ضروری بات یہ ہے۔ کہ ٹھنڈا پانی کبھی استعمال نہ کیا جائے۔ دوم صابن کپڑے پر نہ ملا جائے۔ بلکہ جو کوئی بھی صابن آپ استعمال کریں۔ اس کو چھری سے باریک کتر کر کسی پیالے وغیرہ میں خوب گرم پانی کے اندر حل کریں۔ اور اس سے دھوئیں۔ دھونے کے لئے ریٹھا بھی اچھا ہے۔ مگر سوڈے کا ہلکا سا لیوشن ہونا چاہئے۔ جب دوپٹہ یا ساری خوب دھل جائے تو اس کو سادے پانی میں خوب دھوئیں۔ یہاں تک کہ ذرا بھی صابن باقی نہ رہے۔ پھر اس کو ہلکے ہاتھ سے دبا دبا کر پانی نچوڑ دیں۔ نچوڑنے میں کپڑے کو بل نہ دیں۔ اب اصلی کام سکھانے کا آیا۔ جارجٹ کو ہمیشہ سائے میں سکھانا چاہئے۔ تاکہ جلدی نہ سوکھ جائے۔ اور دو آدمی مل کر سکھائیں۔ ایک طرف کے دونوں سرے ایک آدمی پکڑ کر کھڑا ہو جائے۔ اور دوسرا آدمی دوسری طرف سے دوسرے دونوں سرے پکڑ کر عرض سے کھینچتا جائے۔ اور قریب آتا جائے۔ اس طرح سے جارجٹ کا عرض نہیں سکڑتا۔ مگر اس کھینچنے میں اس بات کی نہایت احتیاط

کی جائے۔ کہ کھینچاوٹ احتیاط اور مضبوطی سے ذرا سے زیادہ دو دو انچ پر کی جائے۔ اس سے زیادہ فاصلہ پر اگر کھینچا جائے گا۔ تو بیچ میں سے سکڑ جائے گا جب عرض خوب کھنچ جائے۔ تب اسی طرح طول کھینچا جائے۔ اور کونے بھی دو چار مرتبہ اسی طرح کھینچ دیئے جائیں۔ جیسے پلنگ کی کان نکالی جاتی ہے (جس کو بعض جگہ بانک کہتے ہیں۔) دوپٹہ کا سکڑنا یا نہ سکڑنا صرف اس کھینچ کے عمل پر منحصر ہے۔ اگر دھونے کے بعد کھینچا نہ جائے گا۔ تو یقیناً سکڑ جائے گا۔ اگر کنارہ کھینچ جائے۔ تو خفیف سا گوند تھوڑے سے پانی میں حل کر کے کناروں پر انگلیوں سے لگا دیں۔ اور باریک چٹکی بھر دیں کنارہ ٹھیک بیٹھ جائے گا۔ واضح ہو۔ کہ جارجٹ گیلا ہی کھینچا جائے۔ سوکھا کھینچنے سے کچھ نتیجہ نہ ہوگا۔ اگر جارجٹ کا رنگ کم ہو جائے۔ تو اس میں پڑیوں کا رنگ آسانی سے دیا جا سکتا ہے۔ جارجٹ کو ہمیشہ ہلکا رنگ دینا چاہئے۔ کیونکہ جب جارجٹ رنگ پکڑ لیتی ہے۔ تو پھر وہ رنگ مشکل سے جاتا ہے حتیٰ کہ اگر آپ چاہیں کہ ایک مرتبہ کسی دوپٹے پر گہرا اودا رنگ دیں اور پھر چند روز بعد چاہیں۔ کہ دھو کر ان کو شربتی رنگیں۔ تو یہ مشکل بات ہے۔ اور رنگ اترتا نہیں بلکہ دھبہ دار ہو جاتا ہے ہلکے رنگ آسانی سے دھل سکتے اور رنگے جا سکتے ہیں۔ ہاں جب کوئی جارجٹ پرانی ہو جائے۔ اور اس پر کئی رنگ چڑھائے اور اتارے جا چکے ہوں۔ تو اسے کوئی گہرا رنگ مثلاً کتھئی۔ اودا شربتی یا سبز رنگوا لینا چاہئے۔

دوپٹہ یا ساری پر اگر کام بنانا چاہیں۔ تو فرنچ جارجٹ ہی لینی چاہئے۔ اگرچہ وہ گراں ہوتی ہے۔ مگر اس پر کام بھی اچھا بنتا ہے۔ اور مضبوط ہونے کی وجہ سے کام کی محنت بھی وصول ہو جاتی ہے۔ میری ایک سہیلی نے فرنچ جارجٹ کے ایک دوپٹہ پر کاسنی رنگ کے پھول مشین سے بنائے ہیں۔ جو نہایت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں معمولی جارجٹ جب ہاتھ کا کام نہیں سہار سکتی۔ تو مشین کا کب سہار سکتی ہے۔ اور اگر بن بھی جائے۔ تو دو ایک دھلائی کے بعد وہ بھی ناس ہو جائے گا۔ اس لئے جن بہنوں کو جارجٹ پر کام بنانے کا شوق ہے۔ ان کو چاہئے۔ کہ فرنچ جارجٹ ہی استعمال کریں تاکہ ان کی محنت وصول ہو جائے۔

اگر اور کسی بہن کو اس قسم کی معلومات حاصل ہوں۔ تو ضرور لکھیں۔ تاکہ اوروں کو بھی فائدہ پہنچ سکے۔

آنسہ رضیہ رشید بیگم۔ اجمیر

◆

تھوکنا

یہ بظاہر ایک بہت معمولی فعل ہے اور اس لائق نہیں - کہ کوئی مضمون نگار اس پر خامہ فرسائی کر کے اپنا وقت ضائع کرے لیکن اگر علم طب کی رو سے دیکھا جائے - تو یہ فعل معمولی نہیں - بلکہ بہت خطرناک ہے - اس پر مضمون لکھنا - اور عوام کو اس کے پوشیدہ نقصانات سے واقف کرانا اور اصل وقت کا ضائع کرنا نہیں - بلکہ خلق خدا کی حفاظت کرنا اور ان کی جان ومال کو بچا کر داخل ثواب ہونا ہے - خلق خدا کو نقصان سے بچانا ہمارا مذہبی فرض ہے - پس ہمیں اس سے غفلت نہ کرنا چاہئیے ۔

ہم میں تھوکنے کا بڑا رواج ہے - خصوصاً عورتوں کو تو شاید تھوکنے کا مرض ہوتا ہے - جہاں چند عورتیں بیٹھی ہوں گی - وہاں تھوک اور اگال کثرت سے پڑا نظر آئے گا - بعض عورتوں کے آگے پیکدان لبریز رکھا ہوتا ہوتا ہے - ایک بیوی کے تو پلنگ پر میں نے چھوٹا سا پیکدان رکھا دیکھا - جو ان میں کئی مرتبہ ان کی بچی ہاتھ مار کر پلنگ ہی پر لنڈھا کر بازو کو رنگ دیتی تھی - مگر ان کو اس کی مطلق پروا نہ تھی - کہ ہو کیا رہا ہے - وہ اس کو صاف کر دیتیں اور لڑکی کو ڈانٹ دے کر ہٹا دیتیں - بچی اپنی گندی انگلیاں منہ میں ڈال لیتی - اور کبھی پلنگ کے نیچے گھس کر تھوک کو خوب لیپتی ۔

ہم میں سے جو پاک وصاف طبیعت والی عورتیں ہیں - وہ تو اس کو صرف گندا پن اور ناپاکی کہیں گی - یہ سچ ہے - ہر جگہ تھوکنا - پیکدان گرا دینا - بستر پر پیکدان رکھنا - بچوں کا تھوک چھونا بڑی گندگی ہے - ایک صاف آدمی کو یہ باتیں دیکھ کر بڑی گھن آتی ہے - گندگی پھیلانا ہمارے مذہب سے بھی درست نہیں ہے - لیکن گندگی کے علاوہ ایک بڑا نقصان تھوک سے ہوتا ہے - جس کو سب نہیں سمجھ سکتے - بہت سی بیماریاں ایسی ہیں - جو محض تھوک سے ایک دوسرے کو لگتی ہیں - مثلاً دق - پائیریا بخار - کھانسی وغیرہ وغیرہ ۔

اکثر لوگ یہ جانتے ہیں - کہ صرف دوسرے کا جھوٹا کھانے پینے سے بیماری لگ جاتی ہے - یہ صحیح ہے - لیکن زمین پر تھوکنے سے بھی بیماری لگ جاتی ہے - زمین پر پڑا ہوا تھوک جب خشک ہو جاتا ہے - تو اس کے ذرے ہوا کے ذریعے اڑ کر ناک منہ سے جسم میں داخل ہو کر دوسروں کا مرض ایک تندرست آدمی کو لگا دیتے ہیں - تھوک میں مرض کے کیڑے موجود ہوتے ہیں - جب تک تھوک پر کیڑے مارنے والی دوا نہ ڈالی جائے - یا وہ آگ سے نہ جلایا جائے کیڑے ہرگز نہیں مرتے - کیڑوں کے مرنے

کی بھی میعاد ہوتی ہے۔ وہ خود بخود ایک مقررہ میعاد پر مر جاتے ہیں۔ لیکن مہینوں زندہ رہتے ہیں۔ بیماری کے کیڑے اکثر اس طرح بھی ہمارے جسم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ کہ تھوک پر مکھی بیٹھتی ہے۔ پھر وہ اڑ کر ہمارے کھانے پینے کی چیزوں پر بیٹھ جاتی ہے۔ اس طرح بیماری کے کیڑے ہماری اشیائے خوردنی میں داخل ہو کر ہمارے جسم میں مرض پیدا کر دیتے ہیں۔

جھاڑو دینے سے ہمارے کھانے اور پانی اور پھلوں وغیرہ پر دھول پڑتی ہے۔ اس دھول میں بھی بیماری کے کیڑے ہوتے ہیں۔ وہ ان چیزوں کے ساتھ ہمارے جسم میں جا کر بیماری پیدا کر دیتے ہیں۔ مریض کے جھوٹے برتنوں میں کھانے سے بھی امراض لگ جاتے ہیں۔ جب بہت سے امراض تھوک سے ہی لگتے ہیں۔ تو ہم کو چاہیے ہیں یہ عادت پیدا کر لینا چاہیئے۔ کہ کسی چیز کو جھوٹا نہ کریں۔ زمین پر ہر جگہ تھوکتے نہ پھریں۔ کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانک کر رکھیں۔ اور مچھر اور مکھی نہ بیٹھنے دیں۔ مریض سے دور رہ کر بات کریں۔ کیونکہ کبھی بات کرنے میں بھی تھوک اُڑ کر پڑ جاتا ہے۔ پیکدان کے رکھنے اور صاف کرانے کا انتظام کافی طور پر کیا جائے۔

اکثر لوگ پوچھتے ہیں۔ کہ بیمار کے تھوک سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ تندرست کے تھوک سے کچھ نہیں۔ یہ سچ ہے۔ لیکن دنیا کا ایک قاعدہ یہ ہے۔ کہ کوئی کسی کو اپنا مرض فوراً بتانے نہیں بیٹھ جاتا۔ بعض جاہل تو بیماری کو چھپاتے یا بعض کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ کسی سخت مرض میں مبتلا ہیں۔ اس لئے تندرست آدمی کے تھوک سے بھی احتیاط لازمی ہے۔ اکثر لوگ کتابوں اور کاغذوں میں تھوک لگا کر ورق پلٹتے ہیں۔ یہ بھی مرض لگانے کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ اس گندی عادت کو قطعی ترک کر دینا چاہیئے۔

بچوں کی عادت ہے۔ کہ ہر چیز منہ میں ڈال لیتے ہیں۔ اور بعض بچے تو تھوک کے کھیل کھیلا کرتے ہیں۔ یہ سب گندی اور خطرناک عادتیں چھڑا دینا چاہیئے۔ میں نے اکثر بہت بڑی عمر لڑکوں کو ہر وقت بڈھوں کی طرح کخ تھو آخ تھو ہر جگہ کرتے دیکھا ہے۔ یہ عادت محض بڑوں کی نقل سے ہو جاتی ہے۔ اس کو دور کرنا چاہیئے۔

اکثر بیویاں تکیوں اور بستروں پر بھی تھوکتی ہیں۔ ان کے کپڑوں پر بھی تھوک لگا رہتا ہے۔ بچے اپنی سلیٹ تھوک سے صاف کرتے ہیں۔ پنسل منہ میں ڈالتے ہیں۔ عورتیں اپنے پاندان کو بڑا گندہ رکھتی ہیں۔ ہر وقت کتھے چونے کو چاٹتی اور پانوں کے بنانے سے انگلیاں

پوچھتی ہیں۔ کبھی اپنے ہونٹ بھی پونچھ لیتی ہیں
یہ سب باتیں غیر مطلب ہیں۔ ہر ایک کو ان
پر توجہ کرنا لازم ہے۔ کئی بچوں کو بادجود منہ
سے تھوک نکال کر سب چیزوں میں پیسنے کی
عادت ہوتی ہے۔

بیویوں کو چاہئے۔ کہ اپنے بچوں کو
صاف ستھرا رکھیں۔ اور معقول بنائیں۔ گندگی
ترک کر کے صفائی کو مغربی نقش خیال کر کے
بر نہ جائیں۔ بلکہ صفائی کو جزو ایمان سمجھیں۔
۔ انسان کو خدا سے ملا دیتی ہے۔

شاہزاد جہاں بیگم۔ آگرہ۔

دہلی والوں کی برسات

دہلی والے برسات کے آنے پر ایسی خوشی
مناتے ہیں۔ کہ عید پر بھی نہ مناتے ہوں گے۔
دہلی سے گیارہ میل کے فاصلے پر ایک قصبہ
مہرولی ہے۔ وہاں قطب صاحب کی لاٹھ
ہے۔ وہ جگہ ان لوگوں کی برسات کی تفریح گاہ ہے
بارشوں کے شروع ہوتے ہی ہر امیر غریب
کی یہ تمنا ہوتی ہے۔ کہ برسات کا سارا زمانہ
وہیں کٹے۔ امیر آدمی تو جتنا بھی خرچ کریں۔
تھوڑا ہے۔ غریب آدمی بھی اپنی بساط سے
بڑھ کر خرچ کرتے ہیں۔ یہاں کے کارخانہ دار
لوگ جو سارا سارا دن بیٹھے ورق کوٹتے ہیں
کہا کرتے ہیں۔ کہ ہم اسی دن کے لئے کماتے
ہیں۔ کہ برسات آئے۔ اور ہم قطب جاکر
اٹھائیں۔ اسی طرح یہاں کی غریب عورتیں
بھی اسی دن کے لئے دن دن بھر محنت مزدوری
کرتی ہیں۔ کوئی گوٹہ بنتی ہے۔ کوئی کاڑھتی
ہے۔ کوئی پھول پتی کا کام کرتی ہے۔ کوئی
کپڑے سیتی ہے۔ اور قطب جانے کے لئے
پیسہ جوڑ کے رکھتی ہے۔ قطب جاکر یہ رنگ
روپے میدے کے پراٹھے کھاتے ہیں۔
یہ یہاں کا رواج ہے۔

غریب عورتیں برقعے سروں پر ڈالے
ادھر ادھر پھرتی ہیں۔ پاندان ہاتھوں میں لٹکائے
رکھے ہیں۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد دم لینے
اور پان کھانے بیٹھ جاتی ہیں۔ پیچھے پیچھے ان
کے بچے روتے جھینکتے چلے آتے ہیں۔ اماں
پیر دکھ گئے۔ اماں پیر دکھ گئے۔ بچوں کے پیر
دکھ گئے تو بلا سے۔ قطب کی سیر تو ہوگئی۔

یہ تو غربا کی عورتوں کی کیفیت تھی۔ اب
متوسط طبقے کی عورتوں کا حال سنئے۔ یہ قطب
جاتے ہوئے درختوں میں جھولے ڈالنے کے
لئے رسے بھی لے جاتی ہیں۔ ایک یا دو
عورتیں نہیں جاتیں۔ کہ رونق کم ہوگی۔ بیس
بیس اور چالیس چالیس مل کر دو تانگے
کرائے کرکے جاتی ہیں۔ اس طرح سے رونق
بڑھ جاتی ہے۔ یہ عورتیں وہاں کڑاہیاں

چڑھائی جاتی ہیں۔ خوب پکوان تلے جاتے ہیں
جھولا جھولتی جاتی ہیں۔ اور پکوان کھاتی جاتی
ہیں۔ جھولے کے ساتھ ساتھ گیت بھی خوب
گائے جاتے ہیں۔

دہلی کے لوگ ہر سال برسات میں قطب
کی سیر کو ضرور جاتے ہیں۔ اگر ہاتھ تنگ ہے۔
اور پیسہ پاس نہیں ہے۔ تو کیا ہے۔ کوئی بیوی
کی انگوٹھی رہن رکھتا ہے۔ اور کوئی بٹن رہن
رکھ کے قطب چلا جاتا ہے۔ جس کسی کے پاس
زیور نہیں ہوتا۔ وہ اپنے کپڑے اور نئی جوتی
پاس ہوئی۔ تو وہی رکھ کے چلا جاتا ہے۔ جس
کسی کا قطب جانا نہیں ہوتا۔ اس کو اپنی لعنت
... بیچ ہو گئی ہے۔ اور وہ کہتا ہے۔ کہ اب کے تو
... سال آیا۔ کہ قطب بھی جانا نہ ہو سکا۔

کوئی ایک سال کا ذکر ہے۔ ایک بہن
... کے پاس رہا کرتی تھیں۔ برسات جو آئی
... ان کا دل چاہا۔ کہ قطب کی سیر کو جائیں۔ دام
... پاس نہیں تھے۔ اپنی سونے کی انگوٹھی نکال
... بھائی کو دی۔ کہ اسے رہن رکھ کے کچھ لا دو۔
... قطب جاؤں۔ بھائی کو یہ بات بُری معلوم
... ہوئی۔ اس نے صاف جواب دیدیا۔ آخر آپ
... کہیں سے قرض دام کیا۔ اور سیر کرنے
... وہاں پر جاکر وہ خوب جھولا جھولتی رہیں
... جھولتے جھولتے اچانک نیچے گر پڑیں۔ ٹانگ
... ٹوٹ گئی۔ مگر قطب صاحب کی سیر تو

کی۔

جو لوگ قطب نہیں جاتے۔ وہ باغوں میں
پڑے جھولا ڈالا کرتے جاتے ہیں۔ اور وہیں پر
جاکر قطب صاحب کی سی بہار لوٹ لیتے ہیں۔
غرض دہلی والوں کی تمام برسات بڑے مزے
سے گزرتی ہے۔

شوکت سلطانہ۔ دہلی۔ سعید منزل

چائے کا استعمال

آج کل چائے کا استعمال ہر جگہ ہو رہا ہے۔
اور روز بروز ترقی پر ہے۔ اس زمانے میں
بہت کم آدمی ایسے ہوں گے۔ جو چائے کے
استعمال سے ناواقف ہوں۔ عزیزوں دوستوں
کی خاطر تواضع ہمارے گھروں میں زیادہ تر چائے
سے ہی کی جاتی ہے۔

تکان دور کرنے اور انسان کو تازہ دم بنانے
کے لئے چائے نہایت کارگر ثابت ہوئی ہے۔
خصوصاً دماغی محنت کرنے کے بعد چائے کے
استعمال سے زائل شدہ طاقت عود کر آتی ہے۔
البتہ کثرت استعمال سے نیند اُچاٹ دیتی ہے۔
اور خالی معدے پر اس کا استعمال بھوک کو
زائل کر دیتا ہے۔

چائے اعتدال سے استعمال کرنے پر
صحت کے لئے نہایت مفید شے ثابت ہوئی

ہے۔ لیکن اعتدال کا خیال نہ رکھا جائے تو نفع کی بجائے الٹا نقصان ہونے لگتا ہے۔
چائے تین اجزاء فراری، کیفین و ٹینن سے مرکب ہے۔

فراری ایک روغن ہے۔ جو چائے میں نہایت قلیل مقدار میں موجود رہتا ہے۔ یہ روغن دل و دماغ کے لئے نہایت مقوی شے ہے۔ لیکن اس کا زیادہ مقدار میں استعمال کرنا دوران سر اور دردسر کا باعث ہو جاتا ہے۔

کیفین ایک سفید سیال جوہر ہوتا ہے۔ جو فراری کے مانند مقوی دماغ و اعصاب ہے۔ یہی جوہر چائے کا اہم ترین جزو ہے۔ اس کی زیادتی سے بھی ضعف قلب ہو جاتا ہے۔ اور اعصاب پر برا اثر پڑتا ہے۔

ٹینن ایک جزو ہے۔ جو آنت اور معدے کو نقصان پہنچا کر بالآخر دائمی بدہضمی اور قبض پیدا کر دیتا ہے۔

ایں ہمہ اگر چائے صحیح طریقے پر تیار کی جائے تو چنداں مضرت رساں نہیں ہے۔ لہذا مفید ترکیب درج ذیل کی جاتی ہے۔

چائے کی لذت اور عمدگی اس کی قسم پر منحصر ہے صاف و شفاف پانی (جس کو سائنس کی اصطلاح میں سافٹ واٹر کہتے ہیں۔) چولھے پر جوش دینا چاہئے۔ لیکن زیادہ دیر تک ابالنا بھی اچھا نہیں۔ فی کپ پانی کے لئے دو چمچے پتی ڈال کر نیچے اتار لیں۔ اور پانچ منٹ کے بعد چھان کر دودھ اور شکر کے ساتھ استعمال کریں۔

جو لوگ چائے میں زیادہ دودھ اور شکر نہیں ڈالتے سخت غلطی کرتے ہیں۔ دودھ کی زیادتی سے اس کی بوست اور سمیت میں خاطر خواہ کمی ہو جاتی ہے۔ اور شکر غذائیت بڑھا دیتی ہے۔
بعض ملکوں میں چائے میں لیمو۔ سوڈا۔ برف نمک مکھن اور جام وغیرہ ڈال کر استعمال کرتے ہیں۔

اکثر جگہ دیکھا گیا ہے۔ کہ بہنیں بے سوچے سمجھے صبح سے شام تک چائے کی ان گنت پیالیاں اڑا جاتی ہیں۔ میرے چچا دن میں کم از کم چھ پیالیاں ہضم کر لیتے ہیں۔ لیکن ان کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ البتہ دبلے ہیں۔ بہرحال حد سے زیادہ چائے کا استعمال کرنا دانشمندی نہیں۔ اسٹرانگ چائے کا استعمال کسی حالت میں بھی اچھا نہیں۔ اطبا نے لکھا ہے۔ کہ چائے کے کثرت استعمال سے دوران سر۔ دردسر۔ غشی اختلاج قلب۔ مالیخولیا۔ بدہضمی قبض ضعف دماغ وغیرہ مہلک امراض پیدا ہو جاتے ہیں لہذا بہنوں کو میرا مخلصانہ مشورہ ہے۔ کہ حتی المقدور چائے کے استعمال سے پرہیز کریں۔ لیکن صبح و شام ناشتہ کے بعد ایک آدھ پیالی دودھ اور شکر کے ساتھ استعمال

کرنا چنداں مضرت رساں نہیں۔ اس سے
طبیعت میں پھرتی۔ اور دل و دماغ کو قدرے
تقویت پہنچتی ہے۔ چائے کو نعم البدل دودھ
بنا لیا جائے۔ تو جسم کو بہت تقویت پہنچے گی
اور مضرت کا امکان نہ ہوگا۔ چھوٹے بچوں کو
چائے کبھی نہ پلانا چاہئے۔ اس سے ان کے
معدے کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔
اور ضعف دل والوں کے لئے تو سم قاتل
ہے۔ چونکہ چائے ایک محرک شے ہے۔ اس
کا استعمال دوران خون کو تیز کر دیتا ہے جس
سے مسامات کھل کر پسینہ کثرت سے خارج
ہونے لگتا ہے۔ لہذا گرم ملکوں میں رہنے والوں
کو اور گرمی کے موسم میں اس کا استعمال نہایت
ہوشیاری سے کرنا چاہئے۔ سستی چائے کبھی
استعمال نہ کرنی چاہئے۔ آج کل بروک بونڈ
پٹنمن وغیرہ اچھی چائے ہیں۔

مس میمون النساء شہاب الدین بنگلور

ننھے کی کھلائیاں

ایک تہذیبی بہن نے اپنے ہمشیر زادہ کے
پیدا ہونے کی اطلاع دی ہے۔ اس
لئے ان کی خدمت میں ایک لوری ارسال
کرتی ہوں۔ خداوند کریم بچہ و زچہ کو خیریت
سے رکھے۔

ننھے کی کھلائیاں۔ معدوں میں ننانیاں۔
رانی کی ہیں بیٹیاں۔ راجا کی ہیں جائیاں۔
پوتوں بھی آئیں۔ دھن سنائیں گائیں۔
مدوں کی غالائیں۔ شہزادوں کی بیاہیں
نازوں سے ہے پالنا۔ منہ میں مصری ڈالنا۔
کھیل رہا ہے لالنا۔ جھول رہا ہے پالنا۔
ناحق دودھ چاستے۔ لال تو سوتے جاتے۔
چونکے کیا کیا تے۔ نیند کے ہیں ماتے۔
سوتے سوتے ہنستے۔ کیا کیا پھول برستے۔
منہ پر ننھے بستے۔ کان ہیں یا گلدستے۔
ننی ننی آنکھیں۔ کیریوں کی پھانکیں۔
پلکیں موتی ٹانکیں۔ پریاں حوریں جھانکیں۔
بال جھنڈولے بلتے۔ پھول ہوا سے کھلتے۔
شبنم سے گل ملتے۔ بلبل کے دل چھلتے۔
راجہ اٹھے سو کر۔ درد اور دکھ سب کھو کر۔
امرت سے منہ دھو کر۔ گل سے شگفتہ ہو کر۔
آنکھیں پیاری پیاریاں۔ نرگس کی سی کیاریاں۔
پلکیں چھری کٹاریاں۔ حوریں ان پر واریاں۔
گال مکھن کے گولے۔ خاصے بھولے بھولے۔
لال جہاں منہ کھولے۔ طوطا مینا بولے۔
کھا لڈو کے کھجوریں۔ لائی ہیں مدھوریں۔
کھائے جو کھجوریں منہ ہم ان کا چوریں۔
کرے سلام آ جھک کے آتے جیند امیوں۔
عیدی بھی مانگ اس سے صدقے تیرے جاؤں۔
لایا تھا مٹھائی۔ دلی سے حلوائی۔

بچے نے جب کھائی۔ اس کو دل سے بھائی۔
ننھے کو پہناؤں چھم چھم کا اک جوڑا۔
زیور بھی پہن آیا چھم چھم کرتا گھوڑا۔
شام ہوئی مت سو اب ننھے پیارے علی
دادا آیا باغ سے لا پھولوں کی ڈالی۔
ہو جانے کی کھانسی سردی کا ہے زمانہ۔
میں انگور جو کھائے۔ بیر ہی میٹھے لانا۔
بات نہیں کوئی سنتا۔ کیوں کھڑا ہے ہنستا۔
جا تیار ابھی کر چھوٹا سا گلدستہ۔
بچے کی جو دیکھی صورت گوری گوری۔
دیکھ کے دی ہر اک نے بیٹھ سرہانے لوری۔

شاکرہ بیگم دختر قاضی محمد شفیق احمد صاحب
بریلی

محفل تہذیب

میں دلی مسرت سے تہذیبی بہنوں کو یہ خوش خبری سناتی ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میری ہمشیرہ منظوری النساء بیگم کو بتاریخ ۷۔ اگست ۱۹۳۶ء چاند سا بیٹا عطا کیا۔ اللہ پاک اس کو عمر طبعی عطا کرے۔ اور اقبالمند بنائے۔ نیز مریم النساء کو چاند سی بیٹی ہونے پر ان کو مبارک باد دیتی ہوں۔ اس خوشی میں ایک روپے کی حقیر رقم ارسال کرتی ہوں۔ کہ اس کو خیراتی فنڈ میں داخل کرکے ممنون فرمائیں۔

حسینہ خاتون۔ بانکی پور پٹنہ

میں نہایت مسرت سے اطلاع دیتی ہوں کہ میرے ماموں مسٹر ایم ضیاء الدین صاحب پوسٹل آر۔ ایم۔ ایس کی شادی خانہ آبادی میر عبدالعزیز صاحب پولیس انسپکٹر میسور کی دختر نیک اختر (سیدہ عبدالرحیم صاحب بی اے ہیڈ ... بنک آف انڈیا مدراس کی بھانجی) سے ۲۱ جون ۱۹۳۶ء کو اختتام پذیر ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری دلہن ممانی اور ماموں کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے۔ اس خوشی میں ایک روپے کی حقیر رقم ارسال خدمت ہے۔ کسی کار خیر میں صرف کر دیجئے۔

مس میمون النساء شہاب الدین۔ بنگلور

اگر کسی بہن صاحبہ کے پاس "خورشید بیگم" مصنفہ محترمہ فاطمہ صغرا بیگم صاحبہ بنت خواجہ احمد حسن صاحب ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول دہلی ہو۔ اور وہ بہن قیمتاً دینا پسند کریں۔ تو بذریعہ تہذیب جلد اپنے پورے پتے سے مطلع فرمائیں۔

ایک تہذیبی بہن

بہن رضیہ دلشاد بیگم صاحبہ یا کوئی اور بہن یا بھائی مطلع فرمائیں۔ کہ کوکنگ لیڈیز

جرنل کہاں سے شائع ہوتا ہے۔ نیز سالانہ چندہ کیا ہے۔ نہایت ممنون ہوں گی ۔

آنسہ مقبول لیاقت حسین

کوئی بھائی یا بہن مہربانی فرما کر مجھے بذریعہ جلد مطلع فرمائیں۔ کہ فوٹو گرافی ہندوستان کے کن کن شہروں میں سکھائی جاتی ہے۔ وہاں کا صحیح پتہ لکھ کر ممنون فرمائیں ۔

میری ایک عزیز ترین سہیلی کے چہرے پر بچپن میں لوہا کا داغ رہ گیا تھا۔ اب اس کی عمر چودہ سال ہے۔ داغ زیادہ نمایاں ہو گیا ہے۔ اور اس پر چھ سات بال بھی نکل آئے ہیں۔ یہ داغ ان کے چہرے پر نہایت بدنما معلوم ہوتا ہے۔ کوئی بہن از راہ کرم کسی مفید اور بے ضرر دوا سے بذریعہ تہذیب مطلع فرمائیں ۔

ایک ضرورت مند

مجھے ایسی کتب حدیث کی ضرورت ہے۔ جن کے پڑھنے سے اسلامی تعلیم میں ترقی ہو۔ اور اسلام کی ہر ایک بات کا علم ہو جائے ۔

ارجمند خدا بخش

براہ کرم کوئی بہن یا بھائی مطلع فرمائیں کہ کپڑوں پر سے کول تار کے داغ کس طرح دور کئے جا سکتے ہیں ۔

ثریا بی۔ لاہور

بہن ام کلثوم صاحبہ چہرے کی جھریوں کے دفعیہ کے لئے حسب ذیل نسخہ استعمال کریں :۔

نسخہ ٹینک ایسڈ۔ گلیسرین۔ دو چمچہ اور چمچہ دونوں کو ملائیں۔ اور ایک برش کے ذریعہ جھریوں پر لگائیں ۔

۲۔ ایک تہذیبی بہن نے منہ سے بدبو آنے کا نسخہ طلب فرمایا ہے۔ اگر معدے کی خرابی سے یہ شکایت ہو۔ تو نمک سانبھر۔ الیلہ۔ فلفل دراز ہم وزن پیس کر تین ماشہ دہی میں ملا کر روزانہ تناول کریں ۔

۳۔ بہن زبیدہ بیگم صاحبہ اپنے لڑکے کو منجن اور غرارے مطابق نسخہ مندرجہ کتاب آرائش جمال استعمال کرائیں۔ چونکہ نسخے لمبے ہیں۔ اس لئے درج نہیں کئے۔ کسی بہن سے کتاب لے کر یا خود کتاب خرید کر یہ نسخے تھوڑی لاگت میں تیار کر لیں ۔

حمیدہ خانم

جرنل کہاں سے شائع ہوتا ہے۔ نیز سالانہ چندہ کیا ہے۔ نہایت ممنون ہوں گی ۔

آنسہ مقبول لیاقت صاحبہ

کوئی بھائی یا بہن مہربانی فرما کر جلد از جلد مطلع فرمائیں۔ کہ علم فوٹوگرافی ہندوستان کے کن کن شہروں میں سکھائی جاتی ہے۔ وہاں کا صحیح پتہ لکھ کر ممنون فرمائیں ۔

میری ایک عزیز ترین سہیلی کے چہرے پر بچپن میں لو کا داغ رہ گیا تھا۔ اب اس کی عمر چودہ سال ہے۔ داغ زیادہ نمایاں ہوگیا ہے۔ اور اس پر کچھ سات بال بھی نکل آئے ہیں۔ یہ داغ ان کے چہرے پر نہایت بدنما معلوم ہوتا ہے۔ کوئی بہن از راہ کرم کسی مفید اور بے ضرر دوا سے بذریعہ تہذیب مطلع فرمائیں ۔

ایک ضرورت مند

مجھے ایسی کتب حدیث کی ضرورت ہے۔ جن کے پڑھنے سے اسلامی تعلیم میں ترقی ہو۔ اور اسلام کی ہر ایک بات کا علم ہو جائے ۔

ارجمند خدا بخش

براہ کرم کوئی بہن یا بھائی مطلع فرمائیں کہ کپڑوں پر سے کول تار کے داغ کس طرح دور کئے جا سکتے ہیں ۔

عمرانی صاحبہ

بہن ام کلثوم صاحبہ چہرے کی جھریوں کے دفعیہ کے لئے حسب ذیل نسخہ استعمال کریں :-

نسخہ ٹینک ایسڈ۔ گلیسرین۔ دو چمچہ چائے کا ادھ چمچہ دونوں کو ملائیں۔ اور ایک برش کے ذریعہ جھریوں پر لگائیں ۔

۲۔ ایک تہذیبی بہن نے منہ سے بدبو آنے کا نسخہ طلب فرمایا ہے۔ اگر معدے کی خرابی سے یہ شکایت ہو۔ تو نمک سنگ۔ ہلیلہ۔ فلفل دراز ہم وزن پیس کر تین ماشہ دہی میں ملا کر روزانہ تناول کریں ۔

۳۔ بہن زبیدہ بیگم صاحبہ اپنے لڑکے کو منجن اور غرارے مطابق نسخہ مندرجہ کتاب آرائش جمال استعمال کرائیں۔ چونکہ نسخے لمبے ہیں۔ اس لئے درج نہیں کئے۔ کسی بہن سے کتاب لے کر یا خود کتاب خرید کر یہ نسخے تھوڑی لاگت میں تیار کرلیں ۔

حمیدہ خانم

ولائتی معلومات

خاص تہذیب کے لئے

گھر میں سانپ

نیویارک میں سیفرڈ گلاس نامی ایک ستو سالہ نوجوان ہے۔ جو میڈیکل کالج میں پڑھتا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا۔ اس نے ایک بہت زہریلا سانپ پکڑ کر اپنے گھر میں ایک ٹینک کے اندر بند کر دیا۔ اس کا ارادہ تھا۔ کہ فرصت کے اوقات میں اس سانپ کا قریب سے معائنہ کر کے اپنی معلومات میں اضافہ کرے۔

لیکن اس کی بڑی بہن ایسے زہریلے سانپ کو گھر میں رکھنے کی سخت مخالف تھی۔ چنانچہ اس نے پہلے تو بھائی کو سمجھایا۔ کہ اس کو گھر سے نکال دو۔ مگر جب وہ اپنی ہٹ سے باز نہ آیا۔ تو اس نے تھانے میں جاکر اپنے بھائی کے خلاف رپورٹ لکھوادی۔ کہ اس نے ایسے زہریلے سانپ کو گھر میں رکھ چھوڑا ہے۔ جس سے میری۔ میری والدہ اور میرے دوسرے بھائی کی جان خطرے میں ہے۔

جب پولیس کے سپاہی اس سانپ کو گھر سے نکالنے آئے۔ تو مسٹر گلاس نے انہیں اس حرکت سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ اور کہا۔ یہ سانپ بحر وتیانوس کے سواحل سے پکڑا گیا ہے۔ اور اپنے زہریلے پن کی وجہ سے دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ میں اس سانپ کو اس وقت تک ضائع نہ ہونے دوں گا جب تک میں اس کے زہر کا معائنہ نہ کر لوں۔

جب پولیس نے اس پر دباؤ ڈالا۔ تو اس نے اس کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے کہا۔ کہ پولیس والوں کا یہ فعل سائنس کی ترقی میں سخت حائل ہوگا۔

آخر پولیس والوں نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ اس سانپ کو چڑیا گھر میں ایک خاص قسم کا پنجرہ بنوا کر رکھوا دیا جائے۔ اور وہ طالب علم وہیں اس کا معائنہ کرتا رہے۔ چنانچہ اب وہ سانپ نیویارک کے چڑیا خانہ میں ہے۔

پھانسی یا زہر کا پیالہ

یونان قدیم میں یہ رواج تھا۔ کہ جس مجرم کو موت کی سزا کا حکم سنایا جاتا تھا۔ یہ امر اس کی مرضی پر موقوف ہوتا تھا۔ کہ وہ چاہے تو زہر کا پیالہ پی کر مرنا قبول کرے۔ اور چاہے تو پھانسی پاکر۔ چنانچہ مشہور فلسفی سقراط اپنی خواہش کے مطابق زہر کا پیالہ پی کر مرا تھا۔

حال میں استونیا کی نئی ریاست نے ایک قانون پاس کیا ہے۔ جس کی رو سے ان تمام قاتلوں کو جنہیں سزائے موت کا حکم سنایا جائے گا۔ اس امر کا اختیار ہو گا۔ کہ وہ زہر یا پھانسی ان دونوں میں سے اپنے لئے کوئی سزا تجویز کریں۔ اور اسی کے مطابق عمل بھی کیا جائے گا۔

ان ہی دنوں استونیا کے ایک کسان کو جس کی عمر ۱۸ سال اور نام جولس ایزٹ ہے۔ سزائے موت کا حکم سنایا گیا ہے۔ اس شخص نے اپنے ستر سالہ باپ اور اسی سالہ ماں کو ان کی گائے حاصل کرنے کے لالچ میں قتل کر دیا تھا۔ ابھی اس نے فیصلہ نہیں کیا۔ کہ وہ کس طریق سے مرنا پسند کرے گا۔

کچھ عرصہ ہوا۔ وہاں کے ایک قاتل سے پوچھا گیا۔ کہ تم زہر یا پھانسی میں سے کونسی سزا پسند کرو گے۔ تو اس نے غیر متوقع طور پر پھانسی کو ترجیح دی۔ جب اس سے اس کا سبب دریافت کیا گیا۔ تو اس نے بیان کیا کہ میری رائے میں زہر پی کر جان دینا خودکشی کے مترادف ہے۔

شہنشاہ حبشہ کو امریکہ سے دعوت

شہنشاہ حبشہ کو امریکہ سے کئی دعوت نامے موصول ہوئے ہیں۔ جن میں ان سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ آپ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں آکر لیکچر دیں۔ اور آپ بھاری رقم چندے کے ذریعے فراہم کر سکیں گے۔ اور اس قابل ہو جائیں گے۔ کہ دوبارہ ایک لشکر جرار اکٹھا کر کے اطالوی افواج سے نبرد آزما ہو سکیں۔

شروع شروع میں تو شہنشاہ نے اس پیشکش کو نہایت حقارت سے ٹھکرا دیا تھا۔ لیکن اب جبکہ جمعیت اقوام نے شہنشاہ کو قرض دینے سے صاف انکار کر دیا ہے۔ شہنشاہ کے مشیر انہیں یہی مشورہ دے رہے ہیں۔ کہ وہ امریکہ والوں کی دعوت قبول کر لیں۔ اس طرح وہ نہ صرف وہاں کے باشندوں کو اپنا ہمدرد بنا لیں گے۔ بلکہ انہیں مالی اعتبار سے بھی خاطر خواہ فائدہ ہو گا۔

شہنشاہ حبشہ نے مجلس اقوام کے سکرٹری کو ایک پر زور نوٹ لکھا ہے۔ جس میں علاوہ اور امور کے یہ بات خاص طور سے واضح کی گئی ہے۔ کہ اگر مجلس اقوام نے حبشہ پر اطالویوں کا قبضہ تسلیم کر لیا۔ تو یہ فعل مجلس کے آئین کے رو سے سراسر غیر قانونی ہو گا۔ اور مجلس کو اپنے ممبروں کی کثرت آراء سے بھی یہ حق نہیں پہنچتا۔ کہ وہ اپنے بنیادی اصول کی خلاف ورزی کرے۔

ایک عورت کی بہادری

حال ہی میں لندن سے ایک عورت کی رحم دلی اور بہادری کی خبر آئی ہے۔ واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ پچھلے دنوں بمقام ونڈسر دریائے ٹیمس میں ایک کتا ڈوب رہا تھا۔ دریا کے کنارے بہت سے آدمی کھڑے تھے۔ جو کتے کی طرف رستے پھینک کر اسے بچانا چاہتے تھے۔ مگر چونکہ کتا رستہ نہیں پکڑ سکتا تھا۔ اس لئے اس کے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ آخر لوگوں نے مایوس ہو کر اس کو بچانے کا خیال چھوڑ دیا۔

اتفاق سے لندن کے ایٹن کالج کی ایک طالب علم لڑکی مس ہینڈ کا گذر اس طرف سے ہوا۔ اُسے کتے کی حالت پر بہت رحم آیا۔ اور اس نے مرد تماشائیوں سے کہا۔ کہ تم میری کمر کے گرد رستہ باندھ دو۔ تو میں دریا میں اُتر کر کتے کو بچا لوں گی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور کتے کی جان بچ گئی۔

جب مس ہینڈ کی اس کارگزاری کی خبر ونڈسر کے میئر کو ہوئی۔ تو اس نے اُسے بلا کر اس کی ہمت وجرات کی بے حد تعریف کی۔ اور اس بہادری کے صلے میں اُسے سارٹیفکٹ عطا کیا۔

مصنوعی زمین سے فصل

ان دنوں کیلیفورنیا کی یونیورسٹی کے ایک پروفیسر ڈاکٹر ڈبلیو ایف گریک مصنوعی زمین سے فصل اُگانے کے تجربے کر رہے ہیں۔ جن میں انہیں بہت حد تک کامیابی ہو چکی ہے۔

ڈاکٹر موصوف پانی کے بڑے بڑے ٹنکوں پر پھونس کی چٹائیاں ڈال کر اس میں بیج بو تے ہیں۔ جن میں تھوڑے دنوں کے اندر کونپلیں پھوٹ آتی ہیں۔ ڈاکٹر موصوف اب تک آلو۔ کھیرا۔ تمباکو اور دو تین ولائتی سبزیوں کی کاشت کے تجربے کر چکے ہیں۔ جن میں انہیں خاطرخواہ کامیابی ہوئی۔

اس سلسلے میں سب سے زیادہ قابل ذکر امر یہ ہے۔ کہ کاشتکاری کا یہ مصنوعی طریقہ پہلی مرتبہ تجارتی لحاظ سے نفع بخش ثابت ہوا ہے۔

دل چسپ باتیں

ان ہی دنوں فرانس کے پارچہ بافی کے کارخانوں نے سلک کے ایسے کپڑے

تیار کئے ہیں۔ جن کے بنے ہوئے سوٹ
مٹھی میں چھپائے جا سکتے ہیں ۔

اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ دنیا کی کل آبادی
ایک ارب ۔ ۲۰ کروڑ پچانوے لاکھ ہے ۔

لنکاشائر کے کارخانوں میں روزانہ
تقریباً دو کروڑ میل لمبا سوت تیار ہوتا
ہے ۔

سویڈن میں ایک شخص بھی ناخواندہ
نہیں ۔

شارٹ ہینڈ کے ایک ماہر نے ایک
منٹ میں گفتگو کے ۳۰۰ الفاظ قلم بند
کئے۔ دارالعوام میں تیز بولنے والے مقررین
۱۲۰ الفاظ سے زیادہ نہیں بول سکتے ۔

میری جونز جس کا قد صرف ۳۳ انچ
تھا۔ سو سال تک زندہ رہی ۔

دنیا میں لگاتار بولنے کا ریکارڈ پولینڈ
کے ایک باشندے نے قائم کیا۔ جو لگاتار
گھنٹے تک بولتا رہا۔ اور اس دوران
میں وہ صرف ایک کچا انڈا اور ایک گلاس
پانی پینے کے لئے رکا ۔

"جان بیگارنو" کا مریڈو کے رہنے
والے صرف گھوڑے کھڑے اپنی نیند پوری
کر لیتے ہیں ۔

بمبئی کے ایک حصے میں ٹیکس دینے
والوں کے لئے حکام کی طرف سے یہ آسانی
پیدا کر دی گئی ہے۔ کہ وہ ٹیکس کی رقم کے
بجائے مردہ چوہے دفتر میں پیش کر کے
عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ دس مردہ چوہوں کے
لئے ایک روپیہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ جب
سے ادائے ٹیکس کا یہ نیا طریقہ جاری ہوا
ہے۔ ہزاروں چوہے محکمۂ ٹیکس کو موصول
ہو چکے ہیں ۔

ایک عورت "مادام بوگا" نامی کو جس
کی عمر سو سال سے زیادہ ہے۔ فرانس کے
فوجی محکمے کی طرف سے بہت سے تمغے عطا
کئے گئے ہیں۔ اس عورت نے سنہ ۱۸۷۰ء
کی جنگ فرانس اور جرمنی میں اپنے ملک
کی اتنی گرانقدر خدمات انجام دی تھیں
کہ اسے فوج کی کسی خوشی کی تقریب پر
بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا ۔

خبریں اور نوٹ

ترکی میں لوہے اور فولاد کے ایک عظیم الشان کارخانہ کی تعمیر کا ٹھیکہ ایک برطانی فرم کو دیا گیا ہے۔ جس پر ۵ء۱۲ لاکھ پونڈ کی رقم صرف ہوگی۔ اور اس کارخانے میں ڈیڑھ لاکھ ٹن لوہے اور فولاد کا سامان مہیا ہوا کرے گا۔ اب تک ترکی معمولی سے معمولی آہنی سامان کے لئے بھی دوسرے ملکوں کا دست نگر تھا۔ اور اس کی وہی حالت تھی۔ جو ٹاٹا کے کارخانے سے پہلے ہندوستان کی تھی۔ لیکن اب امید کی جاتی ہے۔ کہ چند ہی سال میں ترکی اپنی تمام ضروریات پورا کرنے کے قابل ہو جائے گا۔

ترکی کے مشہور جنرل واہب پاشا جو جنگ اٹلی وحبش میں حبشی فوج کی رہنمائی کر چکے ہیں۔ ان کو ان کے ہم قوم مسلمان حبشی سوداگر نے پھر بلانے کی دعوت دی ہے۔ جنرل موصوف نے اس درخواست کو منظور کر لیا ہے۔ اور آپ عنقریب عازم حبش ہونے والے ہیں۔

ترکی کے وزیر تعلیم نے اعلان کیا ہے۔ کہ تمام مدارس میں کیسوں سے بچنے کی تعلیم کا انتظام عنقریب کیا جائے گا۔

پچھلے ہفتے غازی مصطفےٰ کمال پاشا ترکی کی قومی مجلس میں چھ دن تک روزانہ چھ گھنٹے تقریریں فرماتے رہے۔

قاہرہ میں ہوائی جہازوں کی ایک بین الاقوامی نمائش ماہ فروری ۱۹۳۷ء میں ہوگی۔ جس میں ہوابازی کا مقابلہ بھی ہوگا۔

کابل (بذریعہ ڈاک) جنرل پیر محمد خاں نے گردیز (جنوبی صوبے کا مرکز) کی فوج کا معائنہ کر کے جنرل آفیسر کمانڈر انچیف کی خدمت میں رپورٹ پیش کی ہے۔ جس میں گردیز کی فوج کی قابلیت اور جدید ترین اسلحہ کے استعمال کی مہارت کی بے حد تعریف کی گئی ہے۔

لندن (بذریعہ ہوائی ڈاک) انگلستان کے چند اسلحہ سازوں نے اسلحہ سازی کی مشینوں کے لئے ۱۰ لاکھ پونڈ کا آرڈر جرمنی کے کارخانہ کرپ کو دیا ہے۔ اور اس کے علاوہ مزید آرڈر بھی بھیجے جانے والے ہیں۔

لندن ۱۸ - اگست - نحاس پاشا وزیر اعظم مصر اور مصری مندوبین کا ایک وفد سکندریہ سے لندن روانہ ہو گیا ہے۔ تاکہ انگلستان اور مصر کے معاہدے پر دستخط ثبت کرے سارے مندوبین یک شنبہ تک لندن پہنچ جائیں گے۔ مصری مندوبین کو حکومت انگلستان کے مہمان کی حیثیت سے رکھا جائے گا۔

لندن کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ

حال ہی میں مہاراجہ میسور نے لندن میں ۳۰۰ اینگلو انڈین دوستوں کو ٹی پارٹی دی۔ اس تقریب پر مہاراجہ میسور نے ہیروں کا ایک ہار پہنا تھا جس میں ۲۰ ہیرے لگے ہوئے تھے۔ ہر ایک ہیرا ابابیل کے انڈے کے برابر تھا۔ وہ ہیرے اتنے بڑے۔ ایسے ہم رنگ اور ایسے خوب صورت تھے۔ کہ باہم ان کی شناخت محال تھی۔ ان ہیروں کی کوئی قیمت مقرر نہیں کی جا سکتی۔ البتہ ان کی قیمت کا اندازہ ایک کروڑ روپیہ کیا جاتا ہے۔ مہاراجہ کی بادلے (سونے کے تاروں سے بنا ہوا کپڑا) کی پگڑی ڈھائی سو پونڈ قیمت کی تھی ❖

پیرس۔ ۱۹۔ اگست فرانسیسی شمالی افریقہ میں ہزاروں عربوں نے علم جہاد بلند کر دیا ہے سرکاری فوجوں اور عربوں میں ۳۶ گھنٹے تک خونریز جنگ ہوتی رہی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ عربوں کی امداد کمیونسٹ جماعتیں کر رہی ہیں ❖

روما۔ ۱۸۔ اگست۔ ترکی سفیر متعینہ ادیس ابابا والسرائے سے اجازت لے کر ترکی معاملات میں شریک ہونے کے لئے وطن روانہ ہو گیا اس واقعہ کو ترکی کی طرف سے اطالوی فتوحات کو تسلیم کرنے کا پہلا مرحلہ خیال کیا جاتا ہے ❖

ادیس ابابا۔ ۱۸ اگست۔ اطالوی حکومت نے شہنشاہ ابی سینیا کی ذاتی جائداد کو اطالوی آبادکاروں کے لئے ضبط کر لیا ہے۔ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ۱۰ اکتوبر میں سب سے پہلے شہنشاہ کی زمین میں زراعتی نوآبادیاں قائم کی جائیں گی۔ اور سب سے پہلے سیاہ پوشوں کو ان میں آباد ہونے کا موقع دیا جائے گا۔ حبشہ میں عنقریب اٹلی کے سرکاری خزانے کی شاخ قائم کی جائے گی۔ اور بنک آف اتھوپیا یکم ستمبر سے بالکل بند کر دیا جائے گا ❖

میونخ رائٹر کی اطلاع منظر ہے۔ کہ جرمن اور بلجیم کی حکومتوں نے میڈرڈ کی حکومت کو ہوائی جہاز اور اسلحہ جات بھیجے ہیں۔ اس خبر کو سیاسی حلقوں میں بہت اہمیت دی جا رہی ہے ❖

روس کے اخبارات دہ دانیال میں ترکوں کی فتوحات کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ دراصل ترکوں کی اخلاقی فتح ہے۔ نیز یہ ایک مثال ہے۔ کہ فریب اور جوڑ توڑ کے بغیر ایک خود دار قوم کس طرح فتح حاصل کر سکتی ہے ❖

ہانگ کانگ۔ ۱۸۔ اگست۔ طوفان باد باران کی وجہ سے پہاڑی کا ایک حصہ گرنے سے ۱۰۰ چینی زندہ درگور ہو گئے۔ بندرگاہ کے قریب ایک برطانوی جہاز خشکی پر چڑھ گیا۔

طوفان کی وجہ سے گینگن میں بھی بے حد نقصان پہنچا ہے۔ بہت سے گھر منہدم اور بہت سی کشتیاں غرق ہو گئیں۔

کراچی کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک ہوائی جہاز کمپنی نے اعلان کیا ہے۔ کہ قاہرہ اور مکہ کے درمیان حاجیوں کے لیے چھ نشستوں والے ہوائی جہاز مہیا کرے گی۔ قاہرہ سے جدہ تک ایک دن لگے گا۔

نینی تال۔ نواب بہادر سر مزمل اللہ خاں نے گورنر یو۔ پی کے نام ایک ہزار روپیہ ارسال کر کے انہیں اختیار دیا ہے۔ کہ اس روپے کو اپنی مرضی کے موافق سیلاب زدگان میں تقسیم کریں۔

لاہور ۱۰۔ اگست۔ رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی نے اعلان کیا ہے۔ کہ میٹرکولیشن اور ایس ایل سی کے امتحانوں میں کسی لڑکی کو شامل ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ تاوقتیکہ اس کی عمر امتحان کے روز ۱۴ سال کی نہ ہو چکی ہو۔ اس سے پہلے عمر کے متعلق کوئی تعیین نہ تھی۔

لاہور ۱۰۔ اگست۔ سیلاب نے یو پی میں قیامت برپا کر رکھی ہے۔ تین لاکھ کے قریب اشخاص ایسے ہیں۔ جو فاقہ کشی کی حالت میں تھے۔ اور ۱/۲ ۳ سو ہلاک شدگان کی تعداد ہے۔ ضلع گورکھپور میں لاکھوں آدمی بے خانماں ہو گئے ہیں۔ ضلع لکھنؤ اور اناؤ کے بھی ہزاروں اشخاص بے گھر مارے مارے پھر رہے ہیں۔ جو لوگ ہزاروں۔ لاکھوں روپے کے مالک تھے۔ آج کوڑی کوڑی کو محتاج ہیں۔ پبلک انجمنوں کی جانب سے ریلیف کا کام وسیع پیمانے پر شروع ہو گیا ہے۔ کئی مقامات پر کشتیاں دیر سے پہنچنے کی وجہ سے لاکھوں روپے کا نقصان ہو گیا۔

بمبئی (بذریعہ ڈاک) اٹلی۔ برطانیہ۔ فرانس۔ جرمنی اور دیگر ممالک کی طرف سے تانبے کی خریداری کی رفتار دیکھ کر امریکہ نے بھی ماہ جولائی میں صرف ایک دن کے اندر ایک لاکھ ٹن تانبا خریدا ہے۔

لدھیانہ ۱۰۔ اگست۔ ریل کے پل کے قریب ایک شخص اخبار پڑھتا ہوا لائن عبور کر رہا تھا۔ کہ ٹرین اوپر سے گزر گئی۔ اور وہ فوراً راہی ملک عدم ہوا۔

ہندوستانی ہاکی ٹیم نے برلن میں اولمپک کھیلوں کے سلسلے میں جرمنی کی ٹیم کو آٹھ گول کو ایک سے شکست دی۔ وائسرائے ہند نے ہندوستان ہاکی ٹیم کے نام مندرجہ ذیل پیغام ارسال کیا ہے:۔

"دلی مبارکباد۔ ہم سب کو آپ کی کامیابی پر فخر ہے"۔

رانچی ۔ ۱۸ اگست ۔ حکومت ہند نے ضلع سارن کے کلکٹر کو ۱۰ ہزار روپیہ سیلاب زدگان کی اعانت کے لئے دیا ہے ۔

شملہ ۱۷ اگست ۔ حضور ملک معظم نے اپنی ہمشیرہ کو انڈین سگنل کور کی کرنل انچیف کا نیا اعزاز مرحمت فرمایا ہے ۔

لاہور ۔ ۱۷ اگست ۔ حکومت پنجاب کے دفاتر ۱۷ اکتوبر کو بعد دوپہر شملہ میں بند ہو کر سوموار ۲۱ اکتوبر کو قبل دوپہر لاہور میں کھلیں گے ۔

کپورتھلہ ۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کی اطلاع مظہر ہے ۔ کہ لفٹننٹ کرنل فشر وزیر اعظم ریاست کپورتھلہ دو سال کے لئے مقرر ہوئے تھے ۔ یہ مدت جنوری ۱۹۳۶ء میں ختم ہونے والی ہے ۔ اس کے متعلق اطلاع موصول ہوئی ہے ۔ کہ ان کی ملازمت میں ایک سال کی توسیع عمل میں لائی جائے گی ۔

نئی دہلی کی خبروں سے معلوم ہوا ہے ۔ کہ نئی دہلی میونسپلٹی نے اپنے ایک خاص اجلاس میں فیصلہ کیا ہے ۔ کہ سپرنٹنڈنٹ تعلیم کی سفارش کے متعلق یکم اپریل ۱۹۳۶ء سے میونسپل پرائمری اسکولوں میں انگریزی کی تعلیم دی جائے ۔

علی گڑھ یونیورسٹی کو ۱۰ اگست سے ۳۰ ستمبر تک کے لئے موسم خزاں کی تعطیلوں کے سلسلے میں بند کر دیا ہے ۔ اسکول بھی بند کر دیئے گئے ۔ یہ تعطیلات عموماً ستمبر میں ہوا کرتی تھیں ۔ لیکن اب ہڑتال کے باعث پہلے ہی سے کر دی گئی ہیں ۔

ڈیرہ اسمٰعیل خاں ۱۷ اگست ۔ ڈیرہ کے علاقے میں ایک عورت نے کسی بات پر ناراض ہو کر اپنے خورد سالہ لڑکے کو ایک بڑے مٹکے میں بند کر دیا ۔ اس برتن میں جو عرصے سے خالی پڑا تھا ۔ ایک زہریلا سانپ بھی موجود تھا جس نے لڑکے کو ڈس لیا ۔ عورت نے بچے کی چیخ پکار پر کوئی توجہ نہ کی ۔ بچہ کچھ دیر بعد مر گیا ۔ جب عورت کا خاوند گھر آیا ۔ تو اس کے دریافت کرنے پر اسے بتلایا ۔ خاوند نے ڈھکنا اٹھا کر جو دیکھا ۔ تو بچے کو مردہ پایا ۔ اس پر طیش میں آکر اس نے کلہاڑے سے عورت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ۔

کوئٹہ کی خبروں سے معلوم ہوا ہے ۔ کہ تباہ شدہ شہر کے بڑے حصے کا ملبہ اٹھایا جا چکا ہے ۔ اب وارڈ نمبر ۳ میں کام ہو رہا ہے جو تباہی سے پہلے کاروبار کا مرکز تھا ۔ وارڈ نمبر ۲ وغیرہ بھی صاف ہو چکے ہیں ۔

لاہور میں اب تک ہیضہ کا کوئی نہ کوئی کیس ہو جاتا ہے ۔ لائلپور اور ننکانہ صاحب میں بھی ہیضے کی وارداتیں ہوتی ہیں ۔

بعدالت شیخ غلام حسین صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم بٹالہ

مساۃ نبتی بیوہ بچن سنگھ جٹ ساکن دھرم پور تحصیل بٹالہ۔ سائلہ
بنام ہر سنگھ۔ چنن سنگھ پسران امر سنگھ۔ کمل سنگھ و کرشن سنگھ۔ کرم سنگھ ولد جگت سنگھ جٹ ساکنان
دھرم پور۔ حال اندرون شارکیہ براستہ پینانگ ملک چین۔ مسئول علیہم
درخواست تقسیم اراضی مرازی ۱۳۵ کنال واقعہ دھرم پور

مقدمہ بالا میں باوجود کئی بار طلبی کے مسئول علیہم حاضر عدالت ہذا میں نہیں آتے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہری کرائی جاتی ہے۔ کہ اگر مسئول علیہم بتاریخ 6/10/36 کو حاضر عدالت ہذا بمقام بٹالہ نہ ہوں گے۔ تو ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔

آج ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط اسسٹنٹ کلکٹر صاحب درجہ دوم بٹالہ — مہر عدالت

بعدالت شیخ عبدالرحمن صاحب فرسٹ ایڈیشنل ای اے سی باختیارات ڈسٹرکٹ جج کوئٹہ

معاملہ درخواست شریمتی اندر کور المعروف ایشر کور بیوہ سندر داس متوفی سکنہ کوئٹہ برائے عطائے سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ یافتنی سندر داس متوفی زیر دفعہ ۳۱۲ ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء

نوٹس بنام ہر خاص و عام

بمعاملہ صدر سائلہ نے درخواست برائے حصول سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ البتی [illegible] ۔ یافتنی کا سندر داس متوفی زیر ایکٹ ۳۹ سنہ ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے۔ اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جو کچھ کسی کو اعتراض ہووے حاضر ہو کر عدالت ہذا میں بتاریخ 29/9/36 پیش کرے۔

آج بدستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا 7/9/36

دستخط حاکم — مہر عدالت

بعدالت شیخ اعجاز احمد صاحب بی اے ایل ایل بی اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم رودہ

(۱) امیرالدین ولد اللہ بخش ذات گوجر سکنہ موضع دوداڈی تحصیل رودہ (۲) عمرالدین ولد بھونڈو ذات گوجر سکنہ موضع دوداڈی تحصیل رودہ (۳) چوہڑا ولد علیا ذات گوجر سکنہ موضع دوداڈی تحصیل رودہ بنام سدیا ولد اللہ بخش گوجر سکنہ دوداڈی تحصیل رودہ (۱) امام الدین نابالغ پسر اللہ بخش سرپرستی ردیا سکنہ دوداڈی (۲) اللہ بخش ولد بیسا ذات گوجر سکنہ دوداڈی (۳) اللہ بخش ولد تارو گوجر سکنہ دوداڈی.

(۵) منظورالدین ولد محمد اگوجر سکنہ دوداڈی (۶) علی محمد ولد نامعلوم سکنہ دوداڈی (۷) گوولد نور بخش گوجر دوداڈی (۸) لال دین گوجر سکنہ دوداڈی (۹) حاجی نابالغ ولد ردیا پسر سرپرستی علی شیر چچا خود توم گوجر سکنہ دوداڈی (۱۰) شادی گوجر سکنہ دوداڈی (۱۱) جمالا گوجر سکنہ دوداڈی (۱۲) علی شیر ولد عمرالدین گوجر سکنہ دوداڈی (۱۳) غلاموں گوجر سکنہ دوداڈی (۱۴) مساۃ چوہلی بیوہ محمد بخش (۱۵) مساۃ خیراں بیوہ جاموں سکنائے دوداڈی (۱۶) مساۃ منگتی بیوہ گوہرو (۱۷) نظام الدین ولد ملا (۱۸) حاجی پسر مرو (۱۹) نوردین پسر امر (۲۰) صاحب دین پسر کرم بخش (۲۱) گوہرو پسر باقی (۲۲) مساۃ بختے نابالغہ دختر گوہرو سرپرستی چوہڑا پسر علیا (۲۳) فضل دین پسر بھونڈو (۲۴) کرم بخش پسر سوہن (۲۵) نتھو ولد عمرا (۲۶) بھورو پسر امام الدین (۲۷) صاحب دین پسر علیا (۲۸) علی شیر پسر میراں بخش (۲۹) قطب الدین پسر ضیا (۳۰) نورا پسر ضیا گوجر سکنہ دوداڈی (۳۱) بوٹو پسر کرم بخش (۳۲) عمرا پسر بھیو (۳۳) حکم دین پسر قمرالدین (۳۴) غلاموں (۳۵) سادہ پسر نادرو (۳۶) بگا پسر کریموں (۳۷) نورالدین پسر لوبا (۳۸) عمرالدین پسر جمال (۳۹) رحیموں (۴۰) لال دین عرف تاجا پسر جاموں (۴۱) مساۃ سرداراں بیوہ عمرالدین (۴۲) تعایا پسر علی (۴۳) نورو پسر فتو (۴۴) کرم بخش پسر سکندر یا (۴۵) محمد پسر سبو (۴۶) نوردین (۴۷) بگو پسر نگاہیا (۴۸) عمرا (۴۹) سادو پسر گنگو (۵۰) لالو پسر منی (۵۱) جال (۵۲) پیرا پسر نور (۵۳) معراج دین پسر کرم بخش (۵۴) جاموں (۵۵) نیا پسر باقی سکنائے دوداڈی (۵۶) چتر سنگھ پسر کرشن سنگھ گوجر سکنہ [illegible] (۵۷) اچھر سنگھ پسر امان ذات گوجر سکنہ [illegible] (۵۸) حکم الدین پسر اللہ بخش گوجر سکنہ دوداڈی (۵۹) غلام پسر محمد ذات گوجر سکنہ دوداڈی (۶۰) اندر سنگھ پسر نند سنگھ گوجر سکنہ [illegible] (۶۱) بچن سنگھ ولد پرنام سنگھ (۶۲) اچھر سنگھ پسر فتح سنگھ (۶۳) سنت سنگھ پسر مہر سنگھ گوجر سکنہ [illegible] (۶۴) لال دین پسر جھنڈو ذات گوجر سکنہ دوداڈی ۔ مدعاعلیہم

درخواست تقسیم اراضی نمبر جمعبندی وکھتونی $\frac{۱۵}{۱۹۳۶۷۵۰۲}$ خسرو ۹۳۴ واقعہ رقبہ

۔ والی تحصیل و ضلع انبالہ حسب دفعہ ۱۱ ایکٹ ۷ ۱۸۸۲ء
مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں چونکہ مدعا علیہم تعمیل سمن دیدہ دانستہ گریز کرتے ہیں۔ لہٰذا زیر
کنندہ معدل ۔ ضابطہ دیوانی ان کے خلاف اشتہار دیا جاتا ہے۔ کہ بتاریخ ۲۵ ۲۶ حاضر عدالت
ہذا ہو کر پیروی مقدمہ اصالتاً یا وکالتاً کریں۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔
آج بتاریخ ۱۹۳۶ء بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم مہر عدالت

بعدالت شیخ عبدالرحمٰن صاحب پی اے۔ پی سی ایس باختیارات ڈسٹرکٹ جج بہادر کوئٹہ

بمعاملہ درخواست لدم پرکاش نابالغ پسر لالہ دلیسراج متوفی بولایت لالہ دیو راج اکوٹنٹ ضلع کوئٹہ براد عطائے سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ یافتنی لالہ دلیسراج متوفی۔ زیر دفعہ ۳۷۲ ایکٹ ۳۹ ۱۹۲۵ء

نوٹس بنام ہر خاص و عام

بمعاملہ صدر سائل نے بذریعہ رفیق خود درخواست براد حصول سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ مالیتی 863/9 روپیہ یافتنی لالہ دلیسراج متوفی زیر ایکٹ ۳۹ ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے۔ اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جو کچھ کسی کو اعتراض ہووے۔ حاضر ہو کر عدالت ہذا میں بتاریخ 26 8/36 پیش کرے۔
آج بدستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ مورخہ 7 8/36

دستخط حاکم مہر عدالت

اسی دن میں دنیا کا سفر

یہ فرانس کے مشہور ناول نگار جولز ورن کے ایک ناول کا خلاصہ ہے۔ ایک شخص فیاس نامی شرط لگاتا ہے۔ کہ میں اسی دن میں روئے زمین کا سفر طے کر لوں گا۔ اور سائنس کے ایک عجیب اصول کے مطابق بازی جیت لیتا ہے۔ قیمت ۱۰/ پتہ :۔ دفتر تہذیب نسواں لاہور

بعدالت جناب سب جج بہادر درجہ چہارم چنیوٹ

حبیب اللہ جلال ہرل سکنہ دہن ہراں تحصیل چنیوٹ

بنام تھوریہ ولد بلند ہرل سکنہ سدراہ کان تھانہ ... خاص چوبارہ تحصیل ضلع شیخوپورہ

حق شفع

مقدمہ مندرجہ بالا میں عدالت کو اطمینان ہوگیا ہے۔ کہ تھوریہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہا ہے۔ لہذا مدعا علیہ مذکور کے نام اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ تھوریہ مدعا علیہ اصالتاً یا وکالتاً مورخہ ۸ ... کو بوقت ۹ بجے صبح حاضر عدالت نہ ہوگا۔ تو مدعا علیہ کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔

آج دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ ۱۹۵۶

دستخط حاکم   مہر عدالت

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب سینیر سب جج صاحب بہادر جہلم

فرم لالہ بھگوان داس ہاکم چند بذریعہ رام شاہ و رام پرکاش الکان فرم مذکور پسران لالہ ہاکم چند سکنائے جہلم۔ مدعی

بنام مساۃ عائشہ بی بی بیوہ رحیم بخش قوم شیخ ساکن جہلم حال بمقام احمد نگر۔ دکن ... گیٹ معرفت عبدالرحمان ولد رحیم بخش مرغی انڈا فروش۔ مدعا علیہا

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مساۃ عائشہ بی بی مذکورہ تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتی ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مساۃ عائشہ بی بی مذکورہ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مساۃ عائشہ بی بی مذکورہ تاریخ ۲۷، ۱۰ اگست ۱۹۵۶ء کو بمقام جہلم حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگی۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۱ اگست ۱۹۵۶ء بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم   مہر عدالت

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی ؛

بعدالت جناب لالہ رام پرشوتم صاحب بنسل بی اے ایل ایل بی پی سی ایس سب جج صاحب بہادر درجہ اول کیتھل ضلع کرنال ؛

دعویٰ دیوانی ۲۶ بابت ۱۹۳۰ء

منشی رام پسر رائی رام برہمن ساکن موضع رتہ کھیڑہ کمہرام تحصیل کیتھل ضلع کرنال مدعی ؛

دعویٰ دلا پانے مبلغ ۷۵ روپے بدعوے بہی ؛

بنام مسماۃ قائمی بیوہ قطب الدین ذات جاٹ مسلمان ساکن رتہ کھیڑہ کمہرام تحصیل کیتھل حال آباد بڈانہ تھانہ بہرور ریاست مہاراجہ پٹیالہ . . . مدعا علیہا ؛

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا مسماۃ قائمی مدعا علیہا مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتی ہے اور عمداً پوشیدہ ہے اسلئے اشتہار ہذا بنام مسماۃ قائمی مدعا علیہا مذکورہ جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مسماۃ قائمی مذکورہ تاریخ ۳۱ ماہ اگست ۱۹۳۰ء کو مقام کیتھل معرفت وکیل یا اصالتاً بذاتہا حاضر نہیں ہوگی تو اسکی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آئیگی ؛

آج بتاریخ ۲۳ ماہ اگست ۱۹۳۰ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا ؛

ضرورت

ایک شریف مسلمان گھرانہ کے لئے ایک باسلیقہ لڑکی کی ضرورت ہے جو گھر کے کام کاج سے بخوبی واقفیت رکھتی ہو۔ کھانا کپڑے مہیا کئے جاویں گے۔ ۲۵ سے ۳۵ سال لڑکی یا لاولد بیوہ کو ترجیح دی جائیگی۔ تنخواہ کا فیصلہ حسب ذیل پتہ پر کریں ؛

چودہری معرفت منیجر صاحب
اخبار تہذیب نسواں لاہور ؛

ضرورت

ضلع علی گڈھ کے دیہاتی مدارس نسواں کیلئے چند مسلمان استانیوں کی ضرورت ہے۔ جنہوں نے کم از کم درجہ چہارم پاس کیا ہو۔ تنخواہ حسب لیاقت ۱۰ سے ۱۵ روپیہ ماہوار تک دی جاویگی۔ درخواست معہ نقول اسناد ڈپٹی انسپکٹرس مدارس ضلع علی گڈھ کے نام آنی چاہئیں ؛

دستخط
چیئرمن صاحب ایجوکیشن کمیٹی
ڈسٹرکٹ بورڈ علی گڈھ

اراضی سکونتی برائے فروخت

واقع اندرون شہر ملتان

درمنیت سکونتی ملکیتی گورنمنٹ اندرون قلعہ
وقصبہ اندرون عدالت درون ملتان بذریعہ نیلام عام
بمقام موقعہ بتاریخ ۲۰ ماہ فروخت کی جائے
گی۔ کل اراضی تیرہ (۱۳) موزوں قطعات میں تقسیم
کی گئی ہے ہر ایک ٹکڑا ایک اچھے خاصے گھر کی
تعمیر کے لئے کافی ہوگا۔ اراضی قابل فروخت متصل
کچہری اور سڑک شہر پناہ موسومہ اتنگ سے بلند
سطح پر واقع ہے۔ ان ٹکڑوں جات کے لئے جو بعض
دوسرے قطعات کی پشت پر واقع ہیں۔ موزوں
اور کمل گلیاں چھوڑ دی گئی ہیں۔ تاکہ علاوہ کمل ہوا
اور روشنی کی آسائش کے تانگہ ہائے وغیرہ کی
آمد و رفت بھی آسانی سے ہو سکے بلحاظ محل
وقوع سطح اراضی۔ فراخ راستہ جات وغیرہ
کے قطعات قابل فروخت نہایت عمدہ طور پر واقع
ہیں۔ ان لوگوں کے لئے جو اندرون شہر کے کھلے مکانات
بنوانے کے متمنی ہوں یہ ایک نادر موقع ہے۔ ہر قطعہ
سے فروخت نیلام حقوق شفع سے مبرا ہوگی ہر ایک
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

نارتھ ویسٹرن ریلوے

مچھلیاں اور پھل

پھل اور کراچی کی مچھلیاں زیادہ استعمال کیجئے
نارتھ ویسٹرن ریلوے کے تمام اسٹیشنوں پر جن میں
شملہ بھی شامل ہے۔ کراچی سے جو مچھلیاں بھیجی جاتی ہیں
ان کے کرایہ کے نرخ میں پچاس فیصدی کمی کر دی گئی ہے اور جو
پھل بہت فاصلہ پر بھیجے جاتے ہیں ان کے پارسلوں کے کرایہ
میں نصف سے زیادہ تک کمی کر دی گئی ہے۔

عوام کو علی العموم اور کلبوں، ہوٹلوں اور ہوسٹلوں
کو خاص طور پر مرغ خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ پہلے کی
نسبت مچھلی اور پھل کا کرایہ کم ہونے کی رعایت سے بہرہ
اندوز ہوں۔

ریجینل ٹریفک منیجر

قابل توجہ ذی ثروت اصحاب

ایک معمر ریٹائرڈ مسلمان قرآن حکیم سے با معنی و
با تفسیر کما حقہ واقف بحیثیت ہیڈ ماسٹر پرائمری سکول
نہایت کامیابی سے کام کرتا رہا ہے اور جسے ورنیکل
سینئر تک عبور حاصل ہے۔ کسی متمول خاندان میں
بحیثیت ٹیوٹر کام کرنے کا متمنی ہے۔ جن صاحب کو ضرورت ہو
خواہشمند اصحاب پتہ ذیل پر اطلاع دیں۔

پتہ:-

منشی محمد حنیف مقام ونگروال براستہ سیالکوٹ
شیخوپورہ

ہندوستان میں سب سے پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار

تہذیب النسواں

جسے
محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ اور شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم
نے
۱۸۹۸ء میں جاری کیا
چندہ سالانہ مع محصول ڈاک ... ششماہی

جلد ۳۹	لاہور ہفتہ ۲۹ - اگست ۱۹۳۶ء	نمبر ۳۵

تہذیب نسواں

لاہور۔ ہفتہ ۱۰ جمادی الآخر ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

• • •

ریلوے کے سفر میں بچے

اس سال برسات کا موسم غیر معمولی جلدی سے سر پر آ پہنچا۔ جو لوگ مع اپنے اہل و عیال کے پہاڑوں پر گرمیوں کے چار ماہ ٹھنڈک اور آرام سے گزارنے گئے تھے۔ وقت سے پہلے ہی واپسی پر مجبور ہو رہے ہیں۔ لیکن اب کے انہیں سفر میں ویسی تکلیف نہیں اٹھانی پڑی۔ جیسی گزشتہ سالوں میں ننھے ننھے بچوں کو ساتھ لے کر سخت چلچلاتی دھوپ میں اٹھانی پڑتی تھی۔ کہ ایک طرف مارے پیاس کے بُری حالت ہے۔ تو دوسری طرف گرد و غبار کے جھکڑ حواس باختہ کرنے کو کافی ہیں۔ اور اس پر اگر لمبا سفر ہو۔ تو بچے اسے ناقابل برداشت مصیبت بنا دیتے ہیں۔

کھانے پینے کا مسئلہ بھی کافی اہم ہے۔ اگر گاڑی میں رسٹوران کار شامل ہوئی۔ تو خیر ورنہ بڑی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ ایسی حالت میں چھوٹے بچوں کو پلیٹ فارم پر لوگوں کی بھیڑ میں سے گزار کر رسٹوران کار تک لے جانا بھی ایک کٹھن مرحلہ ہے۔ چنانچہ پکنک باسکٹ میں ضروری چیزیں مثلاً پھل۔ بسکٹ۔ جام جیلی۔ کولڈ میٹ۔ پنیر اور خشک مٹھائیاں رکھنی چاہئیں۔ کنڈنسڈ ملک بھی کافی مقدار میں ہونا ضروری ہے لیکن ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہئے۔ کہ سفر میں بچوں کو ہلکی غذا دی جائے۔ اور مقدار میں بھی تھوڑی ہو۔ تاکہ آسانی سے ہضم کر لیں۔ مالٹڈ ملک۔ ٹھنڈے کھٹے پھل بھی بہت ضروری ہیں۔ علاوہ ازیں تھرموس فلاسک بھی کارآمد ثابت ہوتی ہے۔ اس میں برف۔ چائے اور گرم پانی بآسانی دیر تک رکھا جا سکتا ہے۔

گرم پانی سے ہر وقت کنڈنسڈ یا مالٹڈ ملک تیار کر کے بچوں کو دیا جا سکتا ہے۔ اگر سفر دو تین دن کا ہو۔ اور ننھے بچوں کا ساتھ ہو۔ تو پکنک باسکٹ کے علاوہ ایک اور چیز بھی بہت آرام دہ اور کارآمد ثابت ہوتی ہے۔ یہ بچوں کے غسل کرانے کا سفری ٹین کا ٹب ہے۔ جو کم از کم ۲۴ انچ لمبا اور ۱۸ انچ چوڑا ہونا چاہئے۔ یہ بازار سے ایک روپیہ یا اس سے بھی کم قیمت میں دستیاب ہو سکتا ہے۔

سفر میں اسی ٹب کے اندر ایک درجن بوتل جوش دیا ہوا پانی گتے کی سلی ہوئی تھیلیوں میں لپیٹ کر پینے کے لئے ساتھ رکھے جائیں۔ لیکن دن بھر میں تین مرتبہ اس ٹب کو اس کی اصلی ضرورت یعنی بچوں کو غسل کرانے کے لئے خالی کر دینا چاہئے۔ سفر میں بچوں کو نہلا دھلا کر صاف ستھرا رکھنا ضروری ہے۔ تاکہ سفر کا گرد و غبار اور تکان رفع ہو جائے۔ اور بچے کچھ دیر آرام سے سو رہیں۔ ورنہ ان کی ضد اور چڑچڑاہٹ میں اضافہ ہو جائے گا۔ اور وہ رو رو کر آپ کا دماغ چاٹ جائیں گے۔ تھوڑے سے پانی سے

جو ان کے لئے دلچسپی کا باعث ہو سکے تو
زیادہ مفید ہے۔

دو سال سے چھوٹے بچے ریل کے سفر میں بہت کم روتے ہیں۔ کیونکہ ان کو نئے نظارے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بہت ہی ننھے بچے تو سوائے کھانے سونے یا رونے کے اور کچھ احساس ہی نہیں رکھتے۔ اس لئے ان کو معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن بڑی عمر کے سمجھدار لڑکوں کی تفریح ہو جاتی ہے۔ دریا، کھیت، تالاب، میدان، دیہات مختلف مناظر دیکھنے میں مشغول رہتے ہیں۔ البتہ دو سے پانچ برس تک کی عمر کے بچے بہت پریشان ہو جاتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ سفر سے پہلے ہی ان کی دلبستگی کا کوئی انتظام کریں۔ تاکہ راستے میں الجھن نہ پیدا ہو۔

مثلاً ایک بکس میں بہت سے کانچ کے موتی، سوت اور بے نوک کی سوئیاں ساتھ رکھ لی جائیں۔ اس سے بچوں کو سفر کی اداسی محسوس نہ ہو گی۔ اور وہ شوق سے موتیوں کے پرونے میں مصروف ہو جائیں گی۔ علاوہ ازیں پلاسٹک ماتش کا ایک پیکٹ۔ یا لکھنے کی رنگین پنسلیں اور تختیاں۔ جن پر وہ تصاویر بنا سکیں۔ ننھے بچوں کی دلچسپی کی خاص چیزیں ہیں۔ لڑکیوں کے لئے کترنوں اور رنگین ٹکڑوں کی ایک تھیلی بھی بڑی دلچسپ ثابت ہوتی ہے۔ وہ ننھی ننھی گڑیاں بنانے اور ان کے کپڑے سینے یا رنگین

جھٹکوں کو جو گاڑی کے چلنے سے ہوتے ہیں بہت چھوٹے بچے محسوس نہیں کرتے۔ انہیں سفر کی بے لطفی محسوس نہ ہو گی۔ البتہ ان بچوں اور بڑوں کے لئے ریل کا سفر بہت تکلیف دہ ہوا کرتا ہے جن کو گاڑی کی تیز رفتاری کے باعث متلی کے دوران سر چکرانے لگتا ہے۔ جو اچھل کود، جھانکنے یا سفر کی دلفریبیوں میں حصہ لینے سے قاصر رہتے ہیں۔ ان کو غذا میں بجائے دودھ، گوشت یا انڈوں کے صرف گلوکوز کی ٹکیاں دینی چاہئے۔ بجلی شکر بھی جو سفر کو دیا فائدہ مند ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس میں بھی گلوکوز شامل ہے۔

دو سال سے زیادہ عمر کے بچوں کو سفر کی ابتداء میں آدھی ٹکیا اسپرین یا فی نو باربیٹون کر پلا دینا بھی مفید ہے۔ اس سے وہ زیادہ بے چین نہیں ہوں گے۔ ان کو حتی الامکان خاموش اور لٹائے رکھنا ہی بہتر ہے۔ برف کا پانی بھی متلی اور دوران سر دور کرنے میں معاون ہوتا ہے۔ سر اور پیشانی میں برابر یوڈی کولون ڈالتے رہنا بھی فائدے سے خالی نہیں۔ بائی کاربونیٹ آف سوڈا ایک چٹکی پانی میں ڈال کر پلا دینے سے متلی میں کمی واقع ہو کر وہ متلی رفع ہو جاتی ہے۔

اکثر بچے نہایت آرام سے ٹرین کے برتھ پر سو رہتے ہیں خصوصاً اگر سوٹ کیس یا ہولڈال کا تکیہ کنارے میں لگا دیا جائے۔ تاکہ گرنے کا

اور شملہ یا بہت اعلیٰ مقامات پر رہنے والے بچوں کے لئے ننھی سی چھپر کھٹ [illegible] بنا دیتے ہیں۔ بعض بچوں کو بکس یا باسکٹ کے ڈھکنے پر بچھونا بچھا کر سلا دیتے ہیں۔ نہایت چھوٹے بچوں کے لئے اگر ٹرنک یا [illegible] سامنے ہو تو اس پر بستر لگا کر سلا دینا سب سے بہتر ہے۔ اور سوتے وقت یہ خیال رکھنا چاہئے۔ کہ بالکل پنکھے کے نیچے نہ رہے اگر ضروری ہو۔ تو ایک ہلکی سی گرم شال یا گرم چھوٹی چادر ان کو لپیٹ دینا چاہئے۔ تاکہ یکایک سردی نہ لگ جائے ٭

سفر میں بچوں کو پہلے سوار کر لینا چاہئے۔ تاکہ ان کے چھوٹ جانے کا احتمال باقی نہ رہے۔ ننھے بچوں کی ماؤں کو بھی پہلے سوار ہو جانا لازمی ہے۔ عموماً کم فہم یا جاہل عورتیں بھیڑ بھاڑ دیکھ کر گھبرا جاتی ہیں۔ اور الٹی پلٹی کارروائیاں کر بیٹھتی ہیں۔ کوئی دوسری ٹرین میں جا بیٹھتی ہے۔ تو کوئی بچے کو پلیٹ فارم پر بٹھانے لگتی ہے اپنا سامان خیال کرتی ہیں۔ کہ انا بچے کو لے کر سوار ہوتی یا نہ دیکھی ہی رہ جاتی ہے۔ گر اِدھر گاڑی چھوٹ جاتی ہے۔ ایسے موقعوں پر ہزاروں دقتوں کا سامنا ہوتا ہے۔ اور پریشانیوں کی انتہا نہیں رہتی۔ جب کہیں ان بھولے مسافروں کا پتہ لگتا ہے ٭

سفر میں بچوں کو زیادہ بھڑک دار لباس نہیں پہنانا چاہئے۔ سیدھے سادے لباس آرام دہ ہوا کرتے ہیں۔ علاوہ بریں زیور نہ ہونے سے ان کی جان کا خطرہ نہیں رہتا۔ چار پانچ برس سے لے کر دس بارہ سال تک کی عمر کے بچوں کو گاڑی سے نکل کر جھانکنے نہ دیں۔ کیونکہ بارہا ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ کہ گاڑی کی تیز رفتاری میں وہ اپنا توازن قائم نہ رکھ سکے۔ اور نیچے گر پڑے۔ یا آنکھوں میں کوئلے یا گرد و غبار کے ذرے آ پڑے۔ جس سے بری حالت ہو گئی۔ ہمیشہ سیدھے بیٹھے رہنے کی تاکید کرتی رہیں ٭

ریل اکثر اسٹیشنوں پر ٹھہرتی جاتی ہے۔ بچوں کو اندازہ نہیں ہوتا۔ کہ کس جگہ کتنی دیر ٹھہرے گی پس وہ دوڑتے بھاگتے آگے کو نکل جاتے ہیں بعض اوقات راستہ بھول جاتے ہیں۔ یہ بہت خطرناک امر ہے۔ اگر ٹرین چھوٹ گئی۔ تو پھر طرفین کی بری حالت ہو جاتی ہے۔ ٹرین رکوائی جاتی ہے۔ اور ہزاروں دقتیں پیش آتی ہیں ٭

اسی طرح بچوں کو اسٹیشنوں پر چیزیں خرید کر دینے سے بھی ناگوار واقعات رونما ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ عموماً خوانچہ والے کھلی ہوئی مٹھائیاں۔ نیم پختہ۔ یا سڑے گلے پھل۔ خراب پوری کچوریاں بیچتے پھرتے ہیں۔ ان کا کھانا بے حد مضر ثابت ہوتا ہے

خصوصاً سفر میں باسی کھانا ہوتا ہے۔ کھانے والے بھی بعض چیزیں مسموم ہو جاتی ہیں۔ اور اس کو کھا کر پیٹ کی بیماریاں مول لیتے ہیں۔ ان چیزوں پر مکھیاں کثرت سے بیٹھتی ہیں۔ اس لئے ان کے کھانے سے ہیضہ۔ طاعون۔ چیچک وغیرہ ہو جانا بھی ناممکن نہیں۔ چنانچہ بچوں کو سوائے پھلوں کے اور کوئی چیز خرید کر کھانے کی اجازت نہ دینی چاہئے۔

اگر سفر میں آپ کے ہمراہ دوسرے مسافر بھی ہوں۔ تو حتی الامکان ان کے آرام کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور بچوں کو ان کی چیزوں کے چھونے یا خراب کر دینے کی مہلت نہ دینی چاہئے۔ اس طرح دوران سفر میں بدمزگی پیدا کرنا بھی برا ہوتا ہے۔ مناسب میل جول کے ساتھ جہاں تک بن پڑے وقت گزارنا چاہئے۔ اگر اتفاق سے بچے کسی چیز کو خراب کریں۔ تو ان سے معذرت چاہیں۔ بلکہ ممکن ہو۔ تو اس کی قیمت ادا کر دیں۔ لیکن بچوں کی معصومیت اور نادانی جتا کر لڑنا جھگڑنا نہیں چاہئے۔

بعض بیویاں اگر زنانہ کمپارٹمنٹ میں اکیلی بیٹھی ہوں۔ تو اکثر اسٹیشنوں پر بچوں کو مردانہ ڈبے میں بھیجتی رہتی ہیں۔ یہ بھی بہت نامناسب امر ہے۔ ممکن ہے بچے راستہ بھول جائیں۔ یا گاڑی چھوٹ جائے۔ یا وہ کسی اور خطرے میں پڑ جائیں۔ تو بعد میں سخت پریشانی

ہو گئی ہے۔ جس سے پہلی سے بھی بدتر ہے۔

حمیدہ بیگم۔ کلکتہ

ایک عالی ہمت مسلم خاتون

کا کارنامہ

ہم آئے دن غیر مسلم خواتین کے کارناموں کی خبریں پڑھا کرتے ہیں۔ جن کو پڑھ پڑھ کر ہمیں رشک ہوتا ہے۔ اور ہم حسرت سے یہ کہتے ہیں۔ کہ مسلمان عورتیں ابھی ان سے بہت پیچھے ہیں۔ مگر گذشتہ زمانے کی تواریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمان خواتین نے بھی اپنی علو ہمتی سے بہادری کے وہ وہ کام کئے جن کی نظیر اس زمانے میں نہیں ملتی۔ آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا۔ کہ اس پستی کے زمانے میں بھی ایسی مسلمان خواتین موجود ہیں۔ جو دلیری میں چاند بی بی اور نور جہاں سے کم نہیں ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے۔ کہ وہ بحیثیت ایک فرمانروا کے تھیں۔ اور یہ خواتین بیچاری رعایا ہیں۔ جو مثل گدڑی کے لال کے ہیں۔

جولائی [illegible] کا واقعہ ہے۔ کہ میری ایک رشتہ دار کی بھانجی جو مسلم گرلز ہائی اسکول لکھنؤ کی دسویں جماعت میں پڑھتی تھی۔

کوئین وکٹوریہ ہائی اسکول آگرہ میں پڑھنے کی غرض سے لکھنؤ سے آگرہ روانہ ہوئی۔ میری بھانجی ہمشیرہ نے لکھنؤ میں ریل میں سوار کرا کے آگرے کی پرنسپل صاحبہ کو تار دیدیا۔ کہ اسٹیشن پر اُتار لیں۔ کوئین وکٹوریہ ہائی اسکول آگرے کی پرنسپل صاحبہ نے دو استانیوں کو فوراً اسٹیشن روانہ کیا۔ مگر میری بھانجی نہ آئی۔ ان کو بہت فکر ہوا۔ اور خیال کیا کہ شاید دوسرے دن آ سکے۔ انہوں نے دوسرے دن بھی دو مرتبہ کئی اسٹیشن پر بھیجا۔ اور دو اسٹیشنوں پر دو وقت کی گاڑی دیکھی۔ مگر میری بھانجی کا دوسرے دن بھی پتہ نہ تھا۔

اب تو پرنسپل صاحبہ بہت گھبرائیں۔ مجھ سے فوراً دریافت کیا۔ میں خود گھبرا گئی۔ اور میرے منہ سے چھوٹتے ہی نکلا۔ کہ لڑکی غلط گاڑی میں بیٹھ گئی ہوگی۔ اسی سبب سے نہیں آئی۔ پرنسپل صاحبہ نے گھبرا کر میری ہمشیرہ کو لکھنؤ تار دیدیا۔ کہ لڑکی آج تک نہیں پہنچی۔ تار کا مسلم گرلز اسکول لکھنؤ پہنچنا تھا۔ کہ میری ہمشیرہ کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ پریشانی کی انتہا نہ رہی۔ ہر طرف اسٹیشنوں پر جوابی تار بھیجے اور فون کئے گئے۔ لڑکی کے بھائی کو بھی تار دیدیا۔ فوراً خود شاہجہاں پور روانہ ہو گئیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ جو حلیہ بیان کیا گیا ہے۔ اس حلیہ کی ایک لڑکی لکھنؤ کی گاڑی سے اُتری تھی۔ اور نہایت گھبرا کر ریلوے والوں سے کہتی تھی۔ کہ میں غلط گاڑی میں بیٹھ کر شاہجہاں پور آ گئی ہوں۔ ریلوے والوں نے چاہا۔ کہ لڑکی کو آگرے کی گاڑی میں بٹھا کر روانہ کردیں۔ کہ ایک چالاک عورت خدا معلوم کیسے اسٹیشن پر نازل ہو گئی۔ اس نے لڑکی کو بھانجی بنا لیا۔ اور لگی ریلوے والوں سے لڑنے۔ نوبت یہاں تک پہنچی۔ کہ ریلوے والوں نے اس عورت کو مع لڑکی کے پولیس کے حوالے کردیا۔ پولیس نے خوب دھمکایا۔ اور حوالات میں بند کردینے کا حکم دیدیا۔ مگر وہ چالاک دغا باز عورت اس پر بھی نہ ڈرتی۔ اور خوب پولیس والوں سے لڑی۔ اور اس لڑکی کو بریلی لے گئی۔ لڑکی کا ٹکٹ بھی اس نے اپنے پاس سے خریدا۔ اور خوب اس کو کھلایا پلایا۔ اور تسلی دی۔

میری ہمشیرہ نے جب یہ بیان سنا۔ کہ ایک چالاک عورت لڑکی کو بریلی لے کر چلی گئی تو ان کو بیحد فکر ہوئی۔ اور سوچنے لگیں۔ کہ لڑکی ایک عورت کے بہکانے میں آ کر کیوں اس کے ساتھ چلی گئی۔ کیوں نہ مجھ کو لکھنؤ تار دیا۔ خیر وہ فکر اور پریشانی میں بریلی روانہ ہوئیں۔ بریلی پہنچنے ہی کو تھیں کہ ریلوے ہیڈ کا فون پہنچا کہ لڑکی خیریت سے آگرے پہنچ گئی۔ لڑکی کے پہنچنے کی خبر پا کر میری ہمشیرہ فوراً لکھنؤ روانہ ہو گئیں۔ مگر معلوم نہ ہوا۔ کہ کون عورت لڑکی کو لے گئی۔ لکھنؤ پہنچ کر پرنسپل صاحبہ آگرہ

سوتا رہا۔ کہ لڑکی گھر پہنچ گئی۔

جب آپ اس معاملہ کی حقیقت سننے جس وقت میں اسکول سے گھر واپس آئی۔ تو میں لڑکی کے غائب ہو جانے کا چرچا کر رہی تھی۔ گھر میں بھی سب پریشان تھے۔ اسی فکرو پریشانی میں شام کے چار بج گئے۔ ذرا دیر بعد دیکھتی کیا ہوں۔ کہ میری بھانجی مع ایک برقع پوش خاتون کے پریشان حال چلی آرہی ہیں۔ مجھ کو بے حد خوشی ہوئی۔ فوراً پہلے ان کے آرام کا انتظام کیا۔ پھر ان کی مصیبت کی داستان سُنی۔ لڑکی نے بیان کیا۔ کہ جب وہ لکھنؤ سے روانہ ہوئی۔ تو قلی نے اس کو غلط گاڑی میں بٹھا دیا۔ اور بھیڑ اس قدر پڑی تھی۔ کہ کسی کو بھی اس غلطی کا گمان نہ ہوا۔ راستے میں کسی چھوٹے اسٹیشن پر اُترنے کی ہمت نہ ہوئی۔ کیونکہ سامان بہت تھا۔ اور ریل گاڑی بھی پنجاب میل تھی۔ جو چھوٹے اسٹیشنوں پر ذرا دیر ہی ٹھہرتی تھی۔

جب میری بھانجی شاہجہاں پور پر اتری تو غریب بیحد پریشان تھی۔ اول اکیلی۔ دوم اس قدر روپیہ نہیں۔ کہ آگرہ جا سکے۔ گھبرا کر ریلوے افسروں سے اپنا سب حال کہہ سنایا۔ انھوں نے بے حد مہربانی کی۔ اور اطمینان دلایا۔ کہ وہ سیکنڈ کلاس میں بٹھلا کر آگرہ بھیج دیں گے۔ خیر میری بھانجی نے تھوڑی دیر ویٹنگ روم میں انتظار کیا۔ اس عرصے میں گاڑی آگئی۔ اور ریلوے افسروں نے ان کو سیکنڈ کلاس میں بٹھلا کر کہا۔ یہ اس ڈبے میں بیٹھی ہی تھیں۔ کہ ایک رحمت کا فرشتہ نازل ہوا۔ یعنی یہی برقع پوش خاتون جن کو پولیس والوں نے چالاک عورت کا خطاب دیا تھا۔ اور [illegible] لگایا تھا۔ کہ وہ لڑکی کو ساتھ لے گئیں۔ ان خاتون نے میری بھانجی کو پہچان کر سارا حال [illegible] کیا۔ جیسے ہی انھوں نے سُنا۔ کہ ریلوے [illegible] سیکنڈ کلاس میں بٹھا کر آگرے پہنچا رہے ہیں انھوں نے ڈانٹ دے کر کہا۔ کہ یہ گاڑی آگرے نہیں جا رہی۔ بلکہ دہرہ دون جاتی ہے۔ یہ میری بھانجی ہے۔ میں اپنی حفاظت میں اس کو لیتی ہوں۔ خبردار جو کسی نے مزاحمت کی۔

جب ریلوے والے اپنی کوشش میں ناکام رہے۔ تو ان خاتون سے خوب ہی لڑے۔ اور فوراً ان کو مع میری بھانجی کے پولیس کے حوالے کر دیا۔ پولیس نے بہت دھمکیاں دیں اور کہا۔ کہ تم کو حوالات میں رہنا پڑے گا۔ بیچاری لڑکی تو یہ سن کر سہم گئی۔ مگر یہ بااخلاق خاتون نہ ڈریں۔ اور برابر بحث کرتی اور بگڑتی رہیں اور فوراً اپنا ٹکٹ جو الٰہ آباد سے بریلی کا تھا۔ آگرے کے ٹکٹ سے تبدیل کرا لیا۔ پھر لڑکی کے لئے علیحدہ ٹکٹ لیا۔ اور سب مردوں سے لڑ جھگڑ کر ریل پر سوار ہو کر آگرہ پہنچیں پولیس نے آگرے تک ان کا تعاقب کیا۔

بقیہ

یہ خاتون میری ایک بہت پرانی دوست تھیں۔ زمانۂ طالب علمی میں ہم اور یہ بحیثیت دوست کے ایک ہی بورڈنگ ہاؤس میں رہا کرتے تھے۔ یہ ایک عالی خاندان سید زادی ہیں۔ جو اب الموڑہ کے سرکاری مدرسے میں ہیڈ مسٹریس ہیں۔ یہ مجھ کو ہمیشہ سے پہچانتی ہیں۔ اور محبت بھرے خطوط لکھا کرتی ہیں۔ میری بھانجی اور ان دوست کی بیٹی ایک وقت میں مسلم گرلز اسکول لکھنؤ میں پڑھتی تھیں۔ یہ خاتون میری بھانجی کو اپنی ہی بھانجی خیال کرتی تھیں۔

واقعی جو دلیری کا کام اس وقت ان خاتون نے کیا ہے۔ وہ قابل تعریف ہے۔ شاید میں اس موقع پر ہوتی۔ تو میرے اوسان خطا ہو جاتے میں نے فوراً سب حال لیڈی پرنسپل صاحبہ کو لکھ کر بھیجا۔ انہوں نے میری ہمشیرہ کو لکھنؤ خیریت کا تار اسی وقت دیدیا۔ جس سے ہمشیرہ کی جان میں جان آئی۔ دوسرے دن میں اپنی دوست کو مع بھانجی کے لے کر اسکول پہنچی سب وہاں اسٹاف نے ان کی دلیری پر آفریں کیا۔ اور سب نے مل کر خوشی منائی اور خدا کا شکر ادا کیا۔

شہزادہ جہاں بیگم از آگرہ

ڈیرہ دون کا سفر

ابا جان یعنی سید سلیمان صاحب ندوی مدظلہ العالی گزشتہ سال جاڑوں میں سخت علیل ہوگئے۔ اس لئے اس سال ڈاکٹروں نے گرمیوں کا زمانہ کسی خوشگوار مقام پر بسر کرنے کی رائے دی۔ انہیں لوگوں کے مشورے سے ڈیرہ دون یا (دہرہ دون) کا مقام طے پایا۔ چنانچہ گزشتہ اپریل میں ہم لوگ دہرہ دون کے لئے اعظم گڑھ سے روانہ ہوئے۔

اعظم گڑھ ایک چھوٹی لائن یعنی بنگال نارتھ ویسٹرن ریلوے پر واقع ہے۔ یہاں سے سات آٹھ اسٹیشن کے بعد شاہ گنج ہے۔ جہاں سے بڑی لائن یعنی ایسٹ انڈین ریلوے شروع ہوتی ہے۔ ڈیڑھ بجے ہم لوگ ڈیرہ دون ایکسپریس میں سوار ہوئے۔ ڈبے میں بڑی بھیڑ تھی۔ بڑی مشکل سے ہم لوگوں کو جگہ ملی۔ ہمارے قافلے میں علاوہ ابا جان۔ بھائی جان اور ایک ملازم کے اماں جان۔ ایک چھوٹی بہن ایک چھوٹا بھائی اور میں تھی۔ زنانہ ڈبے میں ہم چاروں آدمی سوار ہوئے۔ ڈبے میں گو خواتین کی کثرت تھی۔ مگر سب جدید تعلیم سے بہرہ ور معلوم ہو رہی تھیں۔ ابا جان نے تھوڑی دیر کے بعد ہم لوگوں کے بیٹھنے کے لئے جگہ

بمشکل ... رات بھر کا سفر تھا۔ لیکن بیٹھنے کی جگہ مل گئی۔ اسی کو غنیمت سمجھے۔

ڈبے میں بعض دلچسپ لڑکیوں اور عورتوں سے ملاقات رہی۔ کچھ لڑکیاں بنارس ہندو یونیورسٹی سے ایف اے کا امتحان دے کر گھر جا رہی تھیں۔ وہ لوگ بار بار اپنے کالج اور ہوسٹل کا ذکر کر رہی تھیں۔ شاید اس خیال سے کہ ان کی ارد گرد بیٹھنے والیاں ان کی گفتگو سن کر ان کو نہایت بلند نظر سے دیکھنے لگیں۔ یہی نہیں۔ بلکہ ہر پندرہ یا بیس منٹ پر وہ اپنے سنگار بکس کھولتیں۔ اور کبھی بالوں کو سنوارتیں۔ کبھی چہرے پر پوڈر ملتیں۔ کبھی غازہ لگاتیں۔ کبھی لبوں پر سرخی جماتیں۔ اور اپنی طبیعت کی شوخی دکھلانے کے لئے ہر اسٹیشن کے میوہ فروشوں اور خوانچہ والوں کو بلا کر الٹی سیدھی باتیں کرتیں۔ یہ لڑکیاں اس قسم کی حرکتوں سے اپنی ساتھ والی مسافروں پر شاید اپنا رعب اور اثر قائم کرنا چاہتی تھیں۔ مگر ہم لوگوں پر اس کا اچھا اثر نہیں پڑا۔ اماجان تو راستہ بھر دبی زبان سے کہتی رہیں۔ کہ جدید تعلیم کی بے باکی اور شوخی سے تو قدیم تعلیم کی متانت اور سنجیدگی ہی بہتر۔ ممکن ہے کہ ان لڑکیوں کی شوخی اور بے باکی ان کی انفرادی طبیعتوں کا نتیجہ ہو۔ لیکن عام طور سے دیکھنے والے جلد اسی نتیجے پر پہنچتے ہیں۔ کہ یہ بے باکی اور شوخی جدید تعلیم کا نتیجہ ہے۔ اماں جان بار بار یہی کہتیں۔ کہ یہ تصنع اور نمائش کالج کی ہوا کے اثرات ہیں۔ میں خاموش ہو کر سنتی رہی۔ معلوم نہیں اصل حقیقت کیا ہے۔ مگر اتنا ضرور ہے۔ کہ میں بھی دل میں کڑھتی تھی۔ اور کہتی تھی۔ کہ یہ لڑکیاں جو حرکات کر رہی ہیں۔ نہ کرتیں تو اچھا تھا۔ ان باتوں سے جدید تعلیم کیوں بدنام ہو؟

اسی ڈبے میں ایک نہایت عبرت انگیز اور سبق آموز واقعہ پیش آیا۔ ایک ہندو خاتون اپنے شیر خوار بچے کو گود میں لئے ہوئے بیت الخلا کے قریب بیٹھی تھیں۔ ادھر سے بار بار عورتیں گذرتیں۔ تو ان خاتون کو بہت تکلیف ہوتی۔ اماجان نے مجھے اٹھا کر ان خاتون کو اپنے پاس بلا لیا۔ پہلے تو آنے میں ہچکچائیں۔ مگر سب نے اصرار کیا۔ تو اماں جان کے پاس آگئیں۔ تھوڑی دیر بیٹھی ہوں گی۔ کہ اپنے ایک ہمسفر سے کہا۔ کہ میں یہاں نہیں بیٹھوں گی۔ اس نے پوچھا: کیوں؟ تو خاتون نے کہا۔ کہ "یہاں پر مسلمان ہیں" یہ کہہ کر اپنی جگہ پر چلی گئیں۔ ہم لوگوں کو بہت افسوس ہوا ہم بار بار یہی سوچتے تھے۔ کہ جب یہ ذہنیت ہے۔ تو ہندو مسلم میں اتحاد کیونکر ہوگا۔ شاید ہندو مسلم کبھی ایک نہ ہوں گے۔

ہم لوگ صبح کو ڈیرہ دون پہنچے۔ گرمی

عنایت اللہ صاحب مدظلہٗ رسالدار ناظم بلدۂ حیدرآباد کی ملازمت سے پنشن لے کر یہاں آئے تھے۔ عنایت اللہ صاحب نے اپنی کوٹھی کے پاس ہی ہمارے لئے ایک کوٹھی لے رکھی تھی۔ جس حصے میں ہم لوگ ٹھہرے وہ ڈالن والا کہلاتا ہے۔ اس میں مختلف سڑکیں ہیں۔ ہم لوگوں کی سڑک کا نام اندر روڈ تھا۔ ڈالن والا نہایت سرسبز اور شاداب حصہ ہے۔ اس میں کسی کوٹھی کا احاطہ پانچ بیگہ زمین سے کم نہیں۔ کوٹھی بیچ میں ہوا کرتی ہے۔ اس کے چاروں طرف چمن اور باغ ہوتا ہے۔ شمشاد۔ نرگس اور مولسری۔ گلاب۔ بیلے چنبیلی اور لالے ہر کوٹھی میں کثرت سے ہوتے ہیں۔ یوکلپٹس کے تناور اور خوبصورت درختوں کی قطاریں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں جب تیز ہوا کے جھونکے چلتے ہیں۔ تو ان سربفلک درختوں کی پتیوں سے ایک خاص قسم کی آواز نکلتی ہے جس میں عجیب موسیقیت ہوتی ہے ان کے تنے ایسے ہوتے ہیں۔ جیسے کسی نازک بدن کا جسم سیمیں ہو ؎

دہرہ دون کی ہر کوٹھی میں لیچیاں کثرت سے ہیں۔ کوئی کوٹھی ایسی نہ ہوگی جس میں آٹھ دس درخت لیچیوں کے نہ ہوں۔ میرا خیال ہے۔ کہ مظفر پور اور دربھنگہ کے بعد دہرہ دون ہی میں لیچیاں کثرت سے ہوتی ہیں۔ دہرہ دون کی لیچیاں مظفر پور سے زیادہ خوش رنگ ہوتی ہیں۔ مگر مظفر پور کے مقابلہ میں خوش مزہ اور خوش ذائقہ نہیں ہوتیں۔ دہرہ دون کی لیچیاں خوش رنگ ہوتی ہیں۔ اور گودا بھی کم ہوتا ہے۔ مگر یہاں کے لوگ انہی کو بہت شوق سے کھاتے ہیں۔ یہاں کی لیچیاں کثرت سے پنجاب جاتی ہیں۔ لیچیوں کے علاوہ پپیتہ۔ ناشپاتی اور الوبخارے کے پیڑ بھی ہر کوٹھی میں ہیں ؎

دہرہ دون کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ کہ It is a land, of grey heads and green hedges.

یعنی یہ سفید بالوں اور سرسبز جھاڑیوں کا مقام ہے۔ اور یہ بڑی حد تک درست ہے۔ کہ اتنا سرسبز مقام کہیں اور دیکھنے میں نہیں آتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہاں کے درختوں اور پودوں میں خزاں کبھی نہیں آتی۔ مئی اور جون میں عموماً درخت اور پودے جھلس جایا کرتے ہیں۔ مگر یہاں مئی اور جون میں گھاس اور پتیاں ایسی سرسبز نظر آتی ہیں۔ کہ دوسری جگہوں میں برسات میں بھی دیکھنے میں نہیں آتیں۔ یہاں بارش کثرت سے ہوتی ہے۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ پانی کہیں نظر نہیں آتا۔ اکثر دو دو روز تک مسلسل بارش ہوتی رہتی ہے۔ لیکن بارش ختم ہوئی اور پانی کہیں بھی نہیں۔ دیکھئے تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ بارش مطلق ہوئی ہی نہیں ؎

باشندوں ہے۔ کہ زمین تمام پانی کو جذب کر لیتی ہے۔ اسی لئے زمین کے اندر نمی کافی رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے درخت اور پودے ہمیشہ سرسبز رہتے ہیں۔ یہاں کے درختوں اور پودوں میں پانی شاذونادر ہی دیا جاتا ہے۔ بارش برابر ہوتی رہتی ہے۔ اسی لئے مئی اور جون میں بھی آب و ہوا معتدل اور خوشگوار رہتی ہے۔ جون کے مہینے میں اکثر ہم لوگوں کو کمرے کے اندر کمبل اوڑھ کر سونا پڑا۔

ڈلہوزی میں زیادہ تر معمر اور سن رسیدہ لوگوں کی آبادی ہے۔ یہاں پنشن یافتہ لوگ آکر بس گئے ہیں۔ چنانچہ یہاں کی خوشگوار آب و ہوا میں وہ بہت ہی پرسکون زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ حصہ شوروغل سے بالکل خالی ہے۔ کبھی کبھی موٹروں کے گزرنے کی آواز سنائی دیتی ہے۔ مگر موٹریں عموماً اچھی قسم کی ہوتی ہیں۔ اس لئے زیادہ شوروغل نہیں ہونے پاتا۔ یہاں کے لوگ عموماً معمر اور زندگی کے ہنگاموں سے بیزار ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ پرسکون زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ یہاں کوئی سوسائٹی اور کلب نہیں۔ ہاں انگریزوں کے اچھے اچھے کلب ضرور ہیں۔

ہم لوگوں کو یہاں مختلف ملکوں کی عورتوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ علاوہ ہندوستان کے مختلف صوبوں کی عورتوں کے عرب۔ افغان انگریز یا دہ جرمن عورتوں کی صحبت بھی حاصل ہوئی۔ ان تمام عورتوں سے ملنے کے بعد ہم لوگ اس نتیجے پر پہنچے۔ کہ اللہ میاں نے تمام دنیا کی عورتوں کی فطرت ایک ہی سی بنائی ہے۔

موخر الذکر خواتین میں سے ایک خاتون سے ملاقات ہوئی۔ ابھی ملے کچھ زیادہ دیر نہ ہوئی تھی۔ کہ انہوں نے خاندانی قصے چھیڑ دیئے۔ بہو کے شکوے اور بہو کے عزیز و اقارب کی شکائتیں مسلسل دو گھنٹے تک کرتی رہیں۔ پھر فرمانے لگیں۔ کہ میرے پاس کتنا روپیہ جمع ہے اور کیا کیا زیورات میرے پاس ہیں۔ اور کیا کیا بنانے کا ارادہ رکھتی ہوں۔ ان قصوں سے ہم لوگوں کو کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ مگر خیر ان کی خاطر سننا پڑا۔

ایک جگہ ہم لوگ میلاد النبی کی مجلس میں شریک ہوئے۔ تقریب میلا ختم ہو چکی۔ تو میزبان خاتون نے کھڑے ہو کر مسجد شہید گنج کے مختصر لیکن موثر حالات سنائے۔ تقریر کے دوران میں مسجد کے شہید ہونے پر وہ خاتون زاروقطار رونے لگیں۔ اور قریب تھا کہ بے حال ہو کر گر جائیں۔ حاضرین مجلس پر بھی رقت طاری تھی۔ سب کے دل متاثر تھے۔ اور تمام خواتین خدا سے دعائیں کر رہی تھیں۔ کہ مسلمانوں کے دل میں پھر وہی دیرینہ جوش ایمان۔ پرانی قوت عمل اور اگلی شاندار روایت قائم ہو جائے۔ کہ زوال پذیر

مسلمان ایک بار پھر دنیا میں عزت و وقار کی زندگی بسر کرنے کے لائق ہوں۔ آمین ثم آمین ٭

ڈیرہ دون میں بعض چیزیں ایسی ہیں جو ہندوستان بھر میں مشہور ہیں۔ مثلاً گورکھا فوج کی چھاؤنی۔ فوجی کالج۔ فورسٹ (جنگل) کالج اور ایک پبلک اسکول۔ فوجی کالج اور فورسٹ کالج کو دیکھنے کے لئے ہم لوگوں نے کئی بار ارادہ کیا۔ لیکن ہر بار معلوم ہوا۔ کہ موسم گرما کی تعطیل کے سبب بند ہے۔ اس لئے ہم لوگ نہ دیکھ سکے۔ یہاں سکھوں کا ایک گردوارہ ہے۔ جس میں ایک کتبہ لگا ہوا تھا۔ کتبہ نکال لیا گیا ہے۔ لیکن اس کی جگہ اب تک باقی ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اورنگ زیب عالمگیر نے یہ گردوارہ خاص اپنے بیٹے سے بنوا دیا تھا۔ کتبہ اسی کا شاہد تھا۔ مگر اب بڑھتے ہوئے فرقہ وارانہ فساد کے سبب یہ کتبہ نکال دیا گیا ہے۔ یہاں اب تک مسلمان قوال آ کر خدا کی وحدت کے گیت گاتے ہیں ٭

ڈیرہ دون میں دو چیزیں دل چسپ نظر آئیں۔ ایک تو والسرائے بہادر کے گھوڑوں کا اصطبل۔ اور دوسرے ان کے شکاری کتوں کا گھر۔ والسرائے کے گھوڑوں کا بہت بڑا اصطبل بنا ہوا ہے۔ جس میں انگریز اور ہندوستانی ملازم مقرر ہیں۔ صبح و شام گھوڑوں کو قواعد کرائی جاتی ہے۔ اور ٹہلانے کے لئے سائیس باہر لے جاتے ہیں۔ اسی طرح کتے رنگ برنگ کے نظر آتے ہیں۔ جو عموماً یہیں رہتے ہیں۔ والسرائے بہادر کو جب ضرورت ہوتی ہے۔ تو یہاں سے گھوڑے اور کتے منگوا لیتے ہیں۔ ڈیرہ دون کی آب و ہوا جانوروں کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ اسی لئے وہ یہیں رکھے جاتے ہیں ٭

یوں تو مناظر قدرت کے لئے ڈیرہ دون مشہور ہے۔ لیکن تین چیزیں خصوصیت سے دیکھنے کے لائق ہیں۔ ایک گپ چپ کا چشمہ دوسرے ٹپکیشور۔ تیسرے گندھک کا چشمہ۔ گندھک کا چشمہ ہم لوگ نہ دیکھ سکے۔ وہاں تک پہنچنے کے لئے یا تو بہت دور پیدل چلنا پڑتا ہے۔ یا گھوڑے کی سواری کرنی پڑتی ہے۔ بقیہ دو چیزوں کو دیکھ کر ہماری طبیعت بہت ہی مسرور ہوئی ٭

گپ چپ ایک چشمہ ہے۔ جو دو پہاڑیوں کے بیچ سے نکلتا ہے۔ دونوں طرف پہاڑیاں ہیں۔ درمیان سے چشمہ بہتا نظر آتا ہے۔ چشمہ میں نشیب و فراز بہت ہے۔ اسی انداز سے پانی بہتا ہے۔ کنارے پر درخت اور جھاڑیاں کثرت سے ہیں۔ جھرنے میں پانی تیز نہیں چلتا پانی کے اندر پتھر کی چٹانیں جا بجا پڑی ہوئی تھیں۔ ہم لوگ انہی پر جا کر بیٹھ گئے۔ عجیب و

دلفریب اور پرکیف مناظر دیکھنے میں آئے۔ ہم لوگ کئی گھنٹے یہیں بیٹھے رہے۔ یہاں کے مناظر ایسے نظر فریب ہیں۔ کہ سینما کی اکثر کمپنیاں یہاں آکر مناظر کی تصاویر اتارتی ہیں۔ یہ چشمہ شہر سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مگر لوگ پکنک کے لئے برابر آتے رہتے ہیں۔

دوسرا ٹپکیشور کا چشمہ ہے۔ یہ ہندوؤں کی ایک مذہبی جگہ بھی ہے۔ یہاں مختلف کٹیاں یعنی جھونپڑے نظر آئے۔ معلوم ہوا کہ اس میں وہ لوگ رہتے ہیں۔ جنہوں نے دنیا کو تیاگ کر فقیری لے لی ہے۔ یہ لوگ مختلف جگہ کے رہنے والے تھے۔ کوئی بنگال کا۔ کوئی آسام کا۔ کوئی پنجاب کا۔ یہاں بھی دو پہاڑوں کے بیچ سے جھرنا جاری ہے۔ پہاڑی کے اندر ہندوؤں نے ایک مندر بنا رکھا ہے۔ اس پہاڑی کی ایک چٹان میں گائے کے تھن کی ایک شکل بنی ہوئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ پہلے اس تھن سے دودھ کا ایک قطرہ برابر گرتا رہتا تھا۔ مگر اب جیسا کہ ہم لوگوں نے بھی دیکھا۔ دودھ کے بجائے پانی کا قطرہ گرتا ہے۔ ہم لوگوں نے وہاں کے پجاری سے پوچھا۔ کہ اب اس تھن سے دودھ کے بجائے پانی کیوں گرتا ہے۔ تو ان لوگوں نے کہا۔ کہ یہ ہم لوگوں کے پاپ کا نتیجہ ہے۔ ہم لوگوں میں دھکسا کٹ ہو رہی ہے۔ کون سا چشمہ زیادہ اچھا ہے۔ گپ چپ یا ٹپکیشور۔ مگر ابا جان نے اس پر بہت اچھا تبصرہ کیا۔ جس سے ہم لوگ خاموش ہو گئے۔ ابا جان نے کہا۔ کہ گپ چپ میں جمال تھا۔ لیکن ٹپکیشور میں جلال ہے۔

ہم لوگ مسوری دیکھنے گئے۔ مسوری کا سفر مناظر کے لحاظ سے نہایت دلچسپ تھا۔ مگر طوالت کے خیال سے اسے نظر انداز کرتی ہوں۔ آئندہ موقع ملا۔ تو انشاءاللہ مسوری کے سفر کے کوائف بھی لکھوں گی۔

ہم لوگوں نے ڈیرہ دون میں کئی مہینے بڑی خوشی خوشی بسر کئے۔ گو پینے کے پانی کی بڑی دقت رہتی تھی۔ وہاں ایک یا دو ہی مرکز ہیں جہاں سے تمام شہر میں پانی جاتا ہے۔ پانی کا ایک حوض ہے۔ جس میں صرف دو نل ہیں۔ اس لئے سقوں کا ایک ہجوم رہتا ہے۔ وہاں پر پولیس والوں کا پہرہ رہتا ہے۔ جو نمبروار سقوں کو پانی لینے دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اکثر سقوں کا نمبر دو بجے رات کو آتا ہے۔ اگر پانی کی دقتوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ تو یہ جگہ ہر لحاظ سے آرام دہ ہے۔ ہر قسم کی ترکاریاں ہر موسم میں ملا کرتی ہیں۔ پھل بھی کثرت سے ملتے ہیں۔ چیزیں گراں نہیں ہیں۔ عموماً اسی حساب سے مل جاتی ہیں۔ جیسے عام طور سے شہروں میں ملتی ہیں۔ چاول بہت عمدہ اور

سے ملتے ہیں۔ موسم ہمیشہ خوشگوار رہتا ہے بعض لوگ تو مسوری سے اسی کو بہتر سمجھتے ہیں ۔

شمیمہ بانو رضوی ۔ شبلی منزل
اعظم گڈھ

فخر نسواں محترمہ حجاب زندہ باد

اخبار تہذیب نسواں اور بعض دیگر اخبارات سے یہ معلوم ہوکر ہم دور افتادہ مسلم خواتین کو بے حد مسرت حاصل ہوئی۔ کہ محترمہ مسز حجاب امتیاز علی صاحبہ نے ہوائی جہاز کی پرواز کا باقاعدہ لائسنس حاصل کر لیا ہے۔ ہماری خوشی کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے۔ کہ ۱۰ اگست بروز دوشنبہ صبح کے آٹھ بجے ہمارے یہاں مسلم گرلز اسکول میں ایک خاص جلسہ محترمہ حجاب کو مبارکباد دینے کی غرض سے منعقد کیا گیا۔ جلسے کی صدارت ہماری ہر دلعزیز ہیڈ مسٹرس محترمہ محمودہ سلطانہ صاحبہ نے فرمائی۔ محترمہ نے ایسی پرجوش تقریر کی۔ کہ تمام حاضرات پر اس کا بہت گہرا اثر ہوا۔ اور سب میں ایک نئی روح پیدا ہوگئی۔

ہماری خوش قسمتی سے جب سے محترمہ محمودہ سلطانہ صاحبہ یہاں تشریف لائی ہیں۔ ہم مستورات میں ایک خاص قسم کی تبدیلی واقع ہوگئی ہے۔ نیز محترمہ کے شوہر نامدار سید رضوان حیدر صاحب کے خاص اثر کے باعث ہمارے مردوں میں بھی اب پہلی سی تنگ خیالی نہیں رہی۔ سچ ہے۔ کہ یہ سب ان دونوں محترم ہستیوں کے کمال اخلاق اور قومی ہمدردی کا نتیجہ ہے۔ کہ ہم ایک سال کے قلیل عرصے میں زیور علم سے آراستہ ہوکر یہ سمجھنے کے قابل ہو گئے۔ کہ دنیا میں ہماری بھی کچھ ہستی ہے۔

محترمہ حجاب کے اس کارنامہ عظیم نے ہندوستانی مسلم خواتین کی عزت و نصرت میں چار چاند لگا دئے۔ ہم سب بہنوں کی طرف سے محترمہ مسز حجاب امتیاز علی صاحب کی خدمت میں بعد ادب ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ امید ہے۔ کہ محترمہ موصوفہ جلد اپنی ایک ایسی تصویر جس میں وہ ہوائی جہاز کے پورے ٹھاٹ کے ساتھ ہوں۔ تہذیبی بہنوں کی دلچسپی کے لئے ضرور شائع کرائیں گی۔

آج سے چند ماہ پیشتر جب ہم لوگوں کو بھائی [illegible] حیدر صاحب کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ خاتون صاحبہ (بیگم سید الطاف حسین صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس میرٹھ) کی پرواز کے متعلق معلوم ہوا تھا۔ کہ موصوفہ مع اپنے چھوٹے بچوں کے ایک ریزرو ہوائی جہاز میں اڑی تھیں۔ تو ہمیں ان کی اس جرأت پر نہایت حیرت ہوئی تھی۔ مگر اب محترمہ حجاب کی بے نظیر ہمت اور شوق پرواز

نے ہمارے مرحلے ہی کم آذر کر دیئے ہیں۔ زندہ باد محترمہ مہتاب زندہ باد ❖

تہنیت گزار خورشید اکبر سکروڑی

ممانی جان کا انتقال

میں تہذیبی بہنوں کو دلی رنج و قلق سے یہ روح فرسا خبر سناتا ہوں۔ کہ میری بڑی ممانی جان اہلیہ مولوی سید محمد سمیع صاحب نے ۲۔ اگست ۱۹۳۶ء کو شام کے ۶½ بجے وکٹوریا ہسپتال اجمیر شریف میں ہیضہ کے عارضہ سے انتقال فرمایا۔ مرحومہ کی بڑی صاحبزادی آصف جہاں بیگم گزشتہ سال اجمیر میں عبدالسلام صاحب بی اے علیگ سے بیاہی گئی تھیں ان کی علالت کی اطلاع پاکر مرحومہ اجمیر شریف لے گئیں۔ اور بچی کی حالت مخدوش پاکر اسے ہسپتال میں داخل کرا دیا۔ وہیں یکم اگست کے روز آپ علیل ہوئیں۔ اور اگلے روز شام کو سفر آخرت اختیار کر لیا ❖

مرحومہ نواب فیض احمد خاں صاحب دہلوی کی بڑی صاحبزادی تھیں۔ جو بہنیں تہذیب کی قدیم معاون ہیں۔ انہیں یاد ہوگا۔ کہ والدہ مرحومہ نے کس شوق اور چاؤ سے ۱۹۲۰ء میں ماموں جان کی شادی خود دہلی میں کی تھی۔ اور ممانی جان کو مہر جہاں بیگم کا خطاب دیا تھا۔ مرحومہ نے اپنی یادگار چار لڑکیاں اور چار لڑکے چھوڑے ہیں۔ ان میں سے اب تک صرف ایک ہی لڑکی کی شادی ہوئی ہے ❖

اس صدمہ جانکاہ نے ماموں جان کا خاندان برباد کر ڈالا۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کس کس سے اظہار ہمدردی کروں۔ اور ایسے الفاظ کہاں سے لاؤں جو بیتاب دلوں کو ایک پل کے لئے بھی صبر بخش سکیں۔ ایک طرف ماموں جان ہیں۔ جن سے اٹھتیس تیس سال کی عزیز ترین رفاقت بچھڑ گئی۔ ضعیفی کی آمد آمد میں شریک حیات کی الفت و محبت سے محروم ہو جانا کس قدر دردناک اور اذیت بخش ہے۔ ادھر بھائی بہنیں ہیں۔ جن پر سے کم نصیبی نے زندگی کی بہاریں دیکھنے سے پہلے ہی ماں کا سایۂ شفقت اٹھا لیا۔ ضعیف العمر نواب صاحب کو زندگی کے اس مرحلے میں اپنی سب سے بڑی صاحبزادی کا داغ دیکھنا پڑا۔ لیکن مشیت ایزدی میں کسے دم مارنے کی مجال ہے ❖

عزیزوں کے انتقال پر اندازہ ہوتا ہے کہ ہمیں ان سے کس قدر الفت و محبت تھی۔ اسی وقت یہ اندازہ بھی صحیح طور پر ہو سکتا ہے۔ کہ اگر وہ زندہ رہتے۔ اور ہم انہیں داغ مفارقت دے جاتے۔ تو ان کی محبت اسے کس قدر محسوس کرتی۔ غم و الم کی جو چھریاں

آج ہمارے دل پر چل رہی ہیں۔ یہی ان کے دل پر چلتیں۔ اس خیال سے بے قرار دل تسکین پاتا ہے۔ کہ مشیت ایزدی نے اس صدمے کو سہنے کے لئے ہمیں منتخب کیا۔ ہماری ایک محبوب ہستی کو اپنی رحمت کے دامن میں چھپا کر یہ صدمے کی اذیت سہنے سے بچا لیا۔

دعا ہے۔ کہ اللہ تعالے مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ کوئی تہذیبی بہن یا بھائی ازراہ نوازش تاریخ وفات کہہ کر مجھے شکریے کا موقع بخشیں۔

اس حادثہ جانکاہ پر نواب فیض احمد خاں صاحب دہلوی اور ماموں جان مولوی سید محمد سمیع صاحب کو تعزیت و ہمدردی کے بے شمار خطوط موصول ہوئے ہیں۔ چونکہ ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ شکریہ ادا کرنا ان کے بس کی بات نہیں اس لئے وہ بذریعہ تہذیب ان تمام مخلص بہنوں اور بھائیوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے اس صدمۂ عظیم پر ان سے اظہار ہمدردی کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

سید امتیاز علی تاج

محفل تہذیب

۱- میری اہلیہ جو بیگم شارق کے نام سے "تہذیب" میں اپنے اکثر مضمون شائع کراتی تھیں۔ عرصہ تین ماہ سے سخت علیل ہیں۔ [illegible] پیدائش کی ولادت کے بعد سے تو ان کی حالت بہت ہی خراب ہوگئی ہے۔ اس قدر خراب کہ میں تہذیب نسواں میں ان کی تشویشناک حالت شائع کرنے پر بالآخر مجبور ہوگیا ہوں۔

تہذیبی بہنوں سے التجا ہے۔ کہ وہ بعد نماز میری شریک زندگی کی صحت کے لئے دعا کریں کہ باری تعالے عارف اور عذرا جیسی ننھی سی جانوں پر رحم کرے۔ آمین!

۲- میرے ایک دوست پانی کے ذریعے پیٹ کا علاج کرانا چاہتے ہیں۔ کوئی بھائی یا بہن کسی شہر کے ایسے ماہر ڈاکٹر کا پتہ تحریر کریں۔ جو بذریعہ پانی علاج کرتا ہو۔

سید ابن حسن شارق۔ قلعہ گوالیار

اگر کسی بہن کے پاس مندرجہ ذیل کتابیں موجود ہوں۔ اور وہ قیمتاً یا عاریتاً دے سکتی ہوں تو براہ کرم جلد ذیل کے پتے پر مطلع فرمائیں۔

کتب مطلوبہ:۔ زینت العروس۔ مصنفہ مولوی عبدالماجد۔ گہوارۂ تمدن۔ مصنفہ نیاز فتحپوری

پتہ:۔ وزیر بیگم ضیا ادیب فاضل۔ آزاد منزل لاہور

نہایت افسوس کے ساتھ لکھتی ہوں۔ کہ ۱۰ اگست کو جناب شاہ منیر عالم صاحب ریٹائرڈ سب جج غازی پور کی چھوٹی صاحبزادی میمونہ بیگم کا انتقال ہو گیا۔ مرحومہ تہذیب نسواں کی پرانی خریدار تھیں۔ ان کو اس سے بیحد دلچسپی تھی۔ آہ ابھی مرحومہ کی نسبت ایک مشہور وکیل کے ساتھ طے ہو رہی تھی۔ کہ وہ خود راہی ملک عدم ہوئیں ؁

براہ مہربانی تہذیبی بہنیں ایک ایک پارہ پڑھ کر مرحومہ کی روح کو ثواب بخشیں۔ اور مغفرت کے لئے دعا کریں ؁

ایک خریدار تہذیب

۱۔ میں ایک خریدار تہذیب کی خدمت میں ان کی مبارکباد پر گلدستہ شکریہ پیش کرتی ہوں۔ اگر حرج نہ ہو۔ تو خریدار تہذیب اپنے نام و مقام سے مطلع کریں ؁

۲۔ بجواب استفسار محترمہ والدہ اختر حسین صاحبہ عرض ہے۔ کہ تہذیب کی کسی پرانی جلد میں حسن خشک اور کروشیا کی کتابیں ملنے کا پتہ شائع ہوا تھا۔ جسے بجنسہ ذیل میں درج کرتی ہوں :۔

Spinker & Co,
Stationers, Bangalore

آنسہ مریم بیگم ابراہیم ہارون جعفر۔ پونا

میں لے سنا ہے۔ کہ لاہور میں لارنس گارڈنز کے پاس ایک پردہ لیڈیز کلب ہے۔ لیکن اس کے قواعد وغیرہ سے ناآشنا ہوں۔ عنایت ہوگی اگر کوئی بہن جو سندکرہ بالا کلب کی ممبر یا سکرٹری وغیرہ ہوں۔ مجھے مفصل قواعد وغیرہ سے مطلع فرمائیں۔ اور مندرجہ ذیل پتے پر خط و کتابت کریں ؁

۲۔ کوئی بہن یا بھائی اس پر روشنی ڈالیں کہ خواب میں انسانی گوشت کھانا کیا تعبیر رکھتا ہے۔ مفصل تحریر کریں۔ احسان ہوگا

مسز ایس پیرزادہ ۱۲ لٹن روڈ۔ لاہور

کوئی بہن یا بھائی تبدل آبا جان کی وفات حسرت آیات کا قطعہ تاریخ لکھ دیں۔ بے حد ممنون ہوں گی۔ محترمہ بہن صاحبہ ریاض فاطمہ و بہن صاحبہ خورشید امراؤ تی ضرور توجہ فرمائیں

راقمہ آر کے

۱۔ مجھے نوتر میم غرارہ سینے کی ترکیب مطلوب ہے۔ براہ مہربانی کوئی بہن بذریعہ تہذیب مطلع کریں۔ ممنون ہوں گی ؁

ایک تہذیبی بہن

---

* * *

ولائتی معلومات

(خاص تہذیب کے لئے)

چینی عورتوں کی خبر رساں ایجنسی

حال میں کینٹن (چین) میں ایک خبر رساں ایجنسی کا افتتاح کیا گیا ہے۔ جو عورتوں کی ملکیت ہے۔ اور اس کی کارکن بھی تمام کی تمام عورتیں ہی ہیں۔

اس نیوز ایجنسی کی منیجر جن کا نام مس وو چینی ہے۔ جنوبی چین کی کومنگ تانگ یعنی نیشنلسٹ جماعت کی نہایت سرگرم کارکن ہیں۔

چینی اخبارات کا بیان ہے۔ کہ اس ایجنسی کی تمام رپورٹر خواتین نوعمر اور تعلیم جدید سے بہرہ ور ہیں۔ انہیں خبریں فراہم کرنے کا نہایت عمدہ سلیقہ ہے۔ اور بعض اوقات تو وہ خبروں کے انتخاب کے لحاظ سے مرد رپورٹروں سے بھی بازی لے جاتی ہیں۔

ان رپورٹروں میں سب سے زیادہ شہرت مس ہوانگ چین شی کو حاصل ہے۔ اس خاتون کو تمام اعلیٰ مجالس اور سوسائٹیوں میں جانے کی اجازت ہے۔ اور اس کی رپورٹیں عموماً تمام دوسرے رپورٹروں سے زیادہ جامع۔ مکمل اور صحیح ہوتی ہیں۔

رپورٹروں کو جس قدر مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ اس کا اندازہ کچھ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں اس قسم کے کام سے سابقہ پڑ چکا ہو۔ مس ہوانگ چین شی کو کبھی بارہا بڑی دقتیں پیش آئیں۔ اور ایک دفعہ تو انہیں قید بند کی مصیبتیں جھیلنی پڑیں۔

واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ کسی سلسلے میں اپنے صوبے کے فوجی ہیڈ کوارٹروں میں پہنچ گئیں۔ وہاں وہ ایک دستاویز کو بغور دیکھ رہی تھیں۔ کہ اتنے میں فوج کے کمانڈر انچیف تیین شی تانگ (جو آج کل جرنیل کے عہدے پر فائز ہیں) کمرے میں داخل ہوئے۔ اور آتے ہی انہیں مخبری کے الزام میں گرفتار کر لیا۔ آخر تحقیقات کے بعد جب حکام اعلیٰ نے اُسے بے گناہ سمجھ کر اس کی رہائی کی سفارش کی۔ تو کہیں اسے قید سے خلاصی ملی۔

اس واقعہ سے مس ہوانگ چین شی کی شہرت اَور بھی بڑھ گئی ہے۔ اور وہ پہلے سے زیادہ ہمت و استقلال کے ساتھ نامہ نگاری کی خدمات انجام دے رہی ہیں۔

میڈم مونٹیسوری

ان دنوں اسپین میں بغاوت پھیل جانے سے بہت سے لوگ ہجرت کر کے دوسرے ممالک کو جا رہے ہیں۔ ان میں ایک خاتون ڈاکٹر ماریا مونٹیسوری کا نام قابل ذکر ہے۔ خاتون موصوفہ کی عمر اس وقت ۷۰ سال ہے۔ اور وہ ننھے بچوں کی ذہنی تربیت کا بے حد سلیقہ رکھتی ہیں۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے انہوں نے ایسے ایسے ڈھنگ نکالے ہیں۔ کہ بڑے بڑے عالم انگشت بدنداں رہ گئے ہیں۔

میڈم مونٹیسوری نے اطالوی خواتین میں سب سے پہلے ڈاکٹری کی تعلیم پا کر ڈگری حاصل کی۔ آپ نے سب سے پہلے ان بچوں کا علاج کرنا شروع کیا۔ جو دماغی لحاظ سے کمزور واقع ہوئے تھے۔ اور ایسا طریق کار اختیار کیا۔ کہ وہ بچے بہت جلد اس قابل ہو گئے۔ کہ دوسرے تندرست بچوں کے ساتھ ساتھ تعلیم جاری رکھ سکیں۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے انہی طریقوں کو کمسن تندرست بچوں پر آزمایا۔ جس سے ان کی ذہانت بہت بڑھ گئی۔

میڈم مونٹیسوری اس اصول پر کاربند ہیں۔ کہ بچوں کو اپنی حرکات و سکنات میں آزادی ہونی چاہئے۔ ان کو سبق رٹانے کی اتنی ضرورت نہیں۔ جتنی اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ وہ جو کچھ پڑھیں۔ اس پر پوری توجہ دیں۔ بچوں کی ذہنی تربیت کا مسئلہ بہت اہم ہے۔ اور اس پر نہایت سنجیدگی سے عمل پیرا ہونا چاہئے۔ اور انہیں فقط پریوں کی کہانیاں ہی نہیں سنا دینا چاہئے۔

میڈم مونٹیسوری کی سب سے پہلی تصنیف ۱۹۱۲ء میں کتابی صورت میں شائع ہوئی تھی۔

روسی عورتوں کی فوج

معلوم ہوا ہے۔ کہ ان دنوں سوویٹ روس کے ارباب حل و عقد اس مسئلہ پر نہایت سنجیدگی کے ساتھ غور کر رہے ہیں۔ کہ عورتوں کے لئے فوجی تعلیم لازمی قرار دی جائے۔

موجودہ اسکیم کے مطابق بیس لاکھ عورتوں کو فوجی تعلیم دینے کی ضرورت ہو گی۔ تاکہ وہ ضرورت کے وقت سوویٹ یونین کی ایک کروڑ فوج میں شامل ہو سکیں۔ یہ عورتیں ہزار ہزار کے بٹالین میں منقسم ہوں گی۔ اور انہیں قدیم و جدید ہر قسم کے اسلحہ کا استعمال سکھایا جائے گا۔ خصوصاً مشین گنیں اور بندوقیں چلانا۔

انہیں ہوائی فوج میں بھی رکھا جائے گا۔ سوویٹ روس کے تازہ اعداد و شمار کی رپورٹ

سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس وقت روس میں کم و بیش پچاس ہزار خواتین ہوابازی میں مہارت رکھتی ہیں۔ اور وہ خاص قسم کے چھوٹے غبارے کے ذریعہ جو پیراشوٹ کہلاتا ہے۔ ہوائی جہاز سے کود کر زمین پر اتر سکتی ہیں۔ حال میں ایک اٹھائیس سالہ روسی خاتون کو نسائی فوج کا کمانڈر بنایا گیا ہے۔

روسی خواتین کو پولیس کے محکمے میں بھی وسیع پیمانے پر ملازمتیں دی جا رہی ہیں۔ اور ان میں سے بعض کو ان کی کارگزاری کے صلے میں خاص اعزاز بخشے گئے ہیں۔

نانگا پربت کی نئی مہم

معلوم ہوا ہے۔ کہ ۱۹۳۷ء میں جرمنی کے کوہ پیما ہمالیہ کی چوٹی نانگا پربت پر چڑھنے کی ایک بار پھر کوشش کریں گے۔ جرمنی میں ہمالیہ کے نام سے ایک کلب قائم ہے جس کا واحد مقصد ہمالیہ کی چوٹیوں پر چڑھ کر اس کے متعلق معلومات حاصل کرنا ہے۔ اس کلب کے اراکین نے ۱۹۳۷ء کی مہم کے لئے چار جرمن کوہ پیماؤں کو منتخب کیا ہے۔ اور انہیں ہدایت کر دی گئی ہے۔ کہ وہ آئندہ سال اس مہم کے سلسلے میں ہندوستان آنے کے لئے تیار رہیں۔

یہ مہم پال بوئر کی سرکردگی میں کلکتہ سے سکم کی طرف روانہ ہوگی۔ ریاست سکم نیپال اور بھوٹان کے درمیان واقع ہے۔ اور اس پر انگریزوں کا راج ہے۔

پال بوئر بہت تجربہ کار کوہ پیما ہے۔ اور اس سے قبل بھی ۱۹۲۹ء اور ۱۹۳۱ء کی جرمن مہموں کا لیڈر رہ چکا ہے۔ اس نے اپنے سفر کے دلچسپ تجربات ایک کتاب کی صورت میں شائع کئے ہیں۔ یہ کتاب محققین کے حلقوں میں بہت مقبول ہوئی ہے۔ اور لاس اینگلس میں اس پر اولمپک انعام بھی دیا گیا ہے۔

سانپوں کا جزیرہ

سواحل کوریا کے قریب ایک کوہستانی جزیرہ ہے۔ جو سانپوں کے جزیرے کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں سانپ اس کثرت سے ہیں۔ کہ چپہ بھر زمین بھی ان سے خالی نہیں ہے۔ چنانچہ کوئی انسان اس جزیرے میں رہ نہیں سکتا۔ یہ سانپ پرندوں کو کھا کر اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔ حکومت جاپان ان سانپوں کو مروانا نہیں چاہتی۔ کیونکہ ان سے بعض ایسے اجزاء حاصل ہوتے ہیں۔ جن سے مختلف دوائیں اور مرہم تیار کئے جاتے ہیں۔

دل چسپ باتیں

بینک کے نوٹ سب سے پہلے چین میں حضرت مسیح علیہ السلام سے دو ہزار چھ سو ستانوے برس قبل جاری کئے گئے تھے۔ ان نوٹوں پر بینک کا نام تاریخ اجراء اور سیریل نمبر درج ہوتا تھا۔

ماسکو سے ایک فلم کمپنی کے کارکن کیمرے لے کر عنقریب بحر اسود جانے والے ہیں۔ یہ لوگ سمندر کی تہ میں پہنچ کر مچھلیوں اور دیگر آبی جانوروں اور ان کے قدرتی گھروں کی تصاویر لیں گے۔

اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ جنگ عظیم کے دوران میں غنیم کے فضائی حملے سے برطانیہ میں ایک ہزار ایک سو سترہ اشخاص مارے گئے تھے۔ جن میں دو سو باون بچے تھے۔

چائے یا طعام کے دوران میں جب کبھی دیجیس آن کنٹ کو نمک پیش کیا جاتا ہے۔ تو وہ اظہار تشکر کے طور پر "تھینک یو" کبھی نہیں کہتیں۔ کیونکہ یونان میں نمک ملنے پر شکریہ ادا کرنا منحوس سمجھا جاتا ہے۔

برطانیہ میں نظر بد کے اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے انگلیوں کو تر چھا کر کے ملاتے ہیں۔ اٹلی میں اس مطلب کے لئے کنجیوں کے گچھے کو جھنکایا جاتا ہے۔

سنہ ۱۹۱۵ء میں پال کنٹ نامی ایک سپاہی سر میں گولی لگنے سے زخمی ہوا تھا۔ اس وقت سے لے کر اب تک وہ لمحہ بھر کے لئے بھی نہیں سو سکا۔

انگلستان میں پانسو انجمنیں ایسی ہیں جن کے اغراض و مقاصد بہت دل چسپ اور عجیب و غریب ہیں۔ اور خاص حالات کے ماتحت ہر شخص اس قسم کی کسی انجمن کا ممبر بن سکتا ہے۔ ان انجمنوں کے اغراض و مقاصد عجیب و غریب ضرور ہیں۔ مگر خلاف قانون نہیں۔ اور ان کا مقصد محض تفریح طبع ہے۔ منجملہ دیگر انجمنوں کے ایک انجمن نکٹوں کی ہے۔ اس کا ممبر صرف وہی شخص ہو سکتا ہے۔ جس کی ناک کسی حادثے کی نذر ہو چکی ہو۔

حال میں اس قسم کا ایک آلہ ایجاد ہوا ہے جو بتا دے گا۔ کہ حادثہ موٹر ڈرائیور کی غفلت سے ہوا ہے یا نہیں۔

خبریں اور نوٹ

ترکی حکومت نے بھی عام بھرتی کا اعلان کر دیا ہے۔ ۲۰ سال کی عمر کے تمام نوجوانوں کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ فوج میں بھرتی ہو کر فوجی تعلیم حاصل کریں۔ ایک ہزار سے زیادہ نوجوانوں نے اپنی خدمات فوجی محکمہ کو بلا معاوضہ پیش کی ہے ✦

القدس ۲۲۔ اگست۔ برطانوی فوج سکلی علاقہ میں مجاہدین عرب کو تلاش کر رہی ہے۔ جنگ کے مقام پر چھ مجاہد شہید ہوئے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ پنجشنبہ کو حیدرہ کے قریب دن بھر جنگ ہوتی رہی۔ اور اس میں ۳۲ مجاہدین شہید ہوئے ✦

بیت المقدس۔ ۲۵ اگست۔ جنرل نوری پاشا وزیر خارجہ عراق کے ورود کی وجہ سے سمجھا جاتا ہے۔ کہ عرب کے حکمران فلسطین کے معاملات میں مداخلت کر کے وہاں کے تنازعات کو رفع کرنا چاہتے ہیں ✦

حیفا ۲۲ اگست۔ کوہستان کارمل میں ایک عرب خاتون کے واقعہ قتل کی بنا پر یہودیوں کے ایک گاؤں پر ۵۰۰ اشرفیک تاوان عائد کیا گیا ہے۔ فلسطین کی موجودہ شورش کے سلسلے میں یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ ایک یہودی گاؤں کے باشندوں کو جرمانہ کیا گیا ✦

قاہرہ ۲۰۔ اگست۔ مصر کو جمعیت اقوام میں شامل کرنے کے متعلق فوری اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ وفدیوں نے صدر اعظم مصر نحاس پاشا کو اختیار دے دیا ہے۔ کہ وہ لیگ سے اس امر کی درخواست کریں۔ کہ مصر کو بھی ممبروں میں شامل کر لیا جائے۔ چنانچہ اینگلو مصری معاہدے پر دستخط ہو جانے کے بعد نحاس پاشا اس مقصد کے لئے جنیوا روانہ ہو جائیں گے ✦

کابل (بذریعہ ڈاک) حکومت افغانستان نے اپنی سفارتوں کی وساطت سے جاپان اور جرمنی سے فن تعمیر کے تین تین ماہر بلائے ہیں۔ جو عنقریب افغانستان پہنچنے والے ہیں ✦

کابل (بذریعہ ڈاک) حکومت افغانستان نے جاپان کو جنگلی درختوں کے بیج کا آرڈر دیا تھا۔ چنانچہ یہ بیج کابل پہنچ چکے ہیں۔ اور ان کے استعمال کے لئے انتظامات عمل میں لائے جا رہے ہیں۔ دوسرے علاقوں سے بھی پودے اور بیج منگوائے جا رہے ہیں۔ اور درختوں کی پرورش کے لئے ماہرین ملازم رکھے جا رہے ہیں۔ اس وقت حکومت افغانستان قدرتی جنگلات کے تحفظ اور جدید جنگلات کی افزائش کے لئے بے حد کوشاں ہے۔ ہر صوبے کے نئے جنگلوں میں اضافہ کیا جا رہا ہے ✦

کابل کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ روس کا جدید سفیر بذریعہ ہوائی جہاز کابل پہنچا ہے۔

اور اس نے اپنے مقررہ پروگرام کے مطابق قصر وکشا میں پہنچ کر ہز مجسٹی کے حضور میں اپنا استفادہ پیش کیا ہے۔

ریوٹر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ باغیوں کے ۱۲ ہوائی جہازوں نے میڈرڈ پر زبردست بمباری کی۔ اور چار سو خوفناک بم پھینکے۔

بارسیلونا کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ لیکسیز کی ایک خانقاہ کے سترہ راہبوں کو گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔ صرف ایک راہب جان بچانے میں کامیاب ہو گیا۔

اسپین کے باغیوں کے صدر مقام برگوس سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ حکومت نے باغیوں کے اس بڑھتے ہوئے ہجوم اور پیشقدمی کو دیکھ کر اعلان کیا ہے۔ کہ سان سبیتان میں جو بارہ سو قیدی مقید ہیں۔ انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ بیانہ کے مقام پر باغی جہازوں نے جو بمباری کی تھی۔ اس کا جواب حکومت نے اس طرح دیا۔ کہ ۵۰۰ باغی قیدیوں کو گولی مار دی گئی۔

لندن ۲۱۔ اگست۔ حکومت برطانیہ نے ہسپانیہ کے لئے اسلحہ۔ بارود اور فوجی یا سول ہوائی جہازوں کی برآمد قطعیتاً ممنوع قرار دیدی ہے۔ ان کے پرزوں کی برآمد بھی ممنوع ہے۔

لندن ۲۳۔ اگست۔ آج رات مصری وفد کے ارکان یہاں وارد ہوئے۔ یہ وفد معاہدہ مصر اور انگلستان پر دستخط کرنے کے لئے آیا ہے۔ جس میں النحاس وزیر اعظم مصر نحاس پاشا ہیں۔ اور اس میں صدقی پاشا اور محمود پاشا سابق وزیر اعظم بھی شامل ہیں۔ وکٹوریہ ٹرمنس پر استقبال کرنے والوں کا ایک جم غفیر تھا۔ اس میں مصری بھی کثیر تعداد میں موجود تھے۔

روما۔ ۲۲۔ اگست ڈینکن سٹی رادیوں کا شہر کے مذہبی حلقوں کا بیان ہے کہ لغاوت ہسپانیہ میں پانچ بشپ ہلاک ہو چکے ہیں۔

روما ۲۰۔ اگست۔ فوجی حکام نے حبشہ اریٹیریا اور سمالی لینڈ کی نوآبادیات کی فوج کے لئے رضاکاروں کی بھرتی کے لئے اپیل کی ہے۔ یہ بھرتی ان تمام غیر کمیشنڈ فوجیوں کے لئے ہوگی جو فوج سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔ یا رخصت پر ہیں۔ ملازمت کی میعاد ۲ سال رکھی گئی ہے۔ نوآموزوں کو بھرتی کے بعد مال غنیمت اور جنگ کی علاوہ میں گراں بہا تنخواہیں ملیں گی۔

ماسکو بذریعہ ڈاک۔ جنوبی روس سے مولانا حبیب احمد وفا کے انتقال کی خبر موصول ہوئی ہے۔ مرحوم اپنی بیوی اور بچوں سمیت یہاں تفریح کے لئے آئے ہوئے تھے۔ مولانا مرحوم لدھیانہ (پنجاب) کے باشندے تھے۔ ماسکو میں آپ کو دفن کیا گیا۔

ریگا۔ ۲۲۔ اگست۔ سوویٹ روس میں فوجی بھرتی کے لئے عمر کی شرط تبدیل کر کے ۱۹

سال کر دی گئی ہے۔ موسم سرما میں دس ہزار کی بھرتی شروع ہونے والی ہے۔ سرحدی علاقے میں نئی بارکوں کی تعمیر شروع ہو گئی ہے۔ امسال نئے ہوائی جہازوں کی ساخت پچھلے سال گزشتہ کی نسبت ۲۰ فی صدی زیادہ ہوگی۔ روس کے محکمہ جنگ کا بیان ہے۔ کہ بہت جلد روس کی فضائی قوت باقی تمام ممالک کے مجموعی فضائی قوت کے برابر ہو جائے گی۔

ماسکو ۲۲۔ اگست۔ مقدمہ سازش کے تمام ملزموں کو سزائے موت کا حکم سنا دیا گیا۔ اس مقدمہ میں ۱۶ اشخاص سازش کے الزام میں ماخوذ تھے۔ سب نے اقبال جرم کرتے ہوئے اظہار افسوس کیا۔ عدالت نے ۸ گھنٹہ مقدمہ کی سماعت کر کے حکم دیا۔ کہ تمام ملزموں کو گولی کا نشانہ بنا دیا جائے۔ مجرموں نے فیصلہ سن کے عدالت سے درخواست کی۔ کہ ہمیں مزدوروں سے الوداعی ملاقات کی اجازت دی جائے۔ تازہ اطلاع منظر ہے کہ تمام مجرموں کو گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔

برلن ۲۲۔ اگست ہینڈنبرگ ہوائی جہاز نے ایک ہفتے میں جرمنی اور امریکہ کا چکر لگا کر ایک نیا ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔ ہینڈنبرگ نے پانچ دن میں بحر اوقیانوس کو دو دفعہ عبور کیا۔

برلن ۲۲۔ اگست۔ ایک سرکاری خبر رساں ایجنسی کی خبر منظر ہے۔ کہ جرمنی پر حملہ کرنے کی غرض سے روس بڑے زور شور سے تیاریاں کر رہا ہے۔

پرنس عبدالرحمان فرزند امیر محمد یعقوب خاں مرحوم سابق حکمران افغانستان نے لارڈ لنلتھگو وائسرائے ہند سے دردناک اپیل کی ہے۔ کہ حکومت کی طرف سے میرے خلاف انتقامی احکام پاس کئے گئے ہیں۔ اور کوئی وجہ نہیں بتلائی گئی ہے۔ الاؤنس بہت ناکافی دیا جا رہا ہے۔ اگر گورنمنٹ مجھ سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی ہے۔ تو میری استدعا ہے۔ کہ مجھے اور میری بیوی بچوں مشین گن سے ہلاک کر کے ہماری مصائب کا خاتمہ کر دیا جائے؟

کراچی ۲۲۔ اگست۔ برلن کی خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ہندوستانی ہاکی ٹیم وسط ستمبر میں یورپ سے روانہ ہو کر اسی ماہ کے اختتام پر ہندوستان پہنچ جائے گی۔ اس دوران میں وہ مختلف ممالک کی سیر و تفریح کرتی رہے گی۔ ہندوستان پہنچ کر وہ انڈین ہاکی فیڈریشن کی مالی حالت بہتر بنانے کے لئے بمبئی۔ دہلی۔ لاہور اور کلکتہ میں میچ کھیلے گی۔

سیالکوٹ ۲۴۔ اگست۔ عدالت العالیہ کشمیر کے چیف جسٹس اور صدر اسمبلی ریٹائر ہو رہے ہیں۔ آپ کی جگہ سر لال گوپال مکرجی ریٹائرڈ جج الہ آباد ہائی کورٹ کا تقرر عمل میں

تسلیم کرے گا۔

مدراس ۲۴۔اگست۔ مدراس کونسل کے آئندہ اجلاس میں حسب ذیل قرارداد کا نوٹس دیا گیا ہے۔ یہ کونسل اس امر کی سفارش کرتی ہے۔ کہ شہر اور پریذیڈنسی مدراس کے بیکاروں کی مالی اعانت کے لئے مالیہ سے فوراً دس لاکھ روپے کی رقم وقف کر دی جائے۔

بیکانیر ۲۰۔اگست۔ منیجر بیکانیر ریلوے بذریعہ تار برقی اطلاع دیتے ہیں۔ کہ سورت گڑھ۔ انوپ گڑھ برانچ لائن پر گاڑیوں کی آمد و رفت آج سے شروع ہو گئی ہے۔

اڑیسہ ۲۴۔اگست۔ اطلاع موصول ہوئی کہ مسٹر رنجیو اچن سہائے سشن جج کا چھ سال کا بچہ ایک تتلی کے پیچھے دوڑتا ہوا کنوئیں میں گر کر ہلاک ہو گیا۔

بریلی (ڈاک سے) عزت نگر سنٹرل جیل میں دو انقلاب پسندوں کی شادی ہوئی۔ جو قید کی طویل سزائیں کاٹ رہے ہیں۔ دولہا کا نام دلیپ پال ہے۔ اور دلہن کو پرکاشو وتی کپور کہتے ہیں۔ شادی سول میرج ایکٹ کے ماتحت ایک انگریز نے کرائی۔ حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

ملتان ۲۱۔اگست۔ کل سول ہسپتال ملتان میں ایک عورت کو ٹیکہ کیا جا رہا تھا۔ کہ وہ اسی وقت مر گئی۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے۔ کہ یہ فوری موت کیوں واقع ہوئی۔

لاہور ۲۴۔اگست۔ دریائے راوی میں زبردست سیلاب آنے سے شہر میں ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔ کیونکہ لاہور کی آبادی کی طرف بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ لاہور کے ارد گرد کئی گاؤں زیر آب ہیں۔ اور ایک گاؤں تو بالکل غرق ہو گیا ہے شاہدرہ کی گلیوں میں تین تین چار چار فٹ پانی جمع ہے۔ جہانگیر کے مقبرے میں بھی پانی پہنچ گیا ہے۔ شاہدرہ سے شیخوپورہ کی طرف سڑک ایک میل تک زیر آب ہے۔ امرتسر نارووال ریلوے لائن دس روز کے لئے بند کر دی گئی ہے۔ کیونکہ دو میل تک ریلوے لائن بہہ گئی ہے۔ ریلوے بند اور پل بھی منہدم ہو گئے ہیں۔ آج صبح دریا کے پانی کی گہرائی ۲۰ فٹ تھی۔ اس کے بعد دو ڈیڑھ فٹ پانی اور بڑھ گیا ہے۔ لاہور اور شاہدرہ کی درمیانی سڑک بھی بند ہے۔

لاہور ۲۲۔اگست۔ حکومت پنجاب کے حکام اس سال پنجاب کے بڑے شہروں میں پولیس کی جمعیت میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔

بعدالت شیخ عبدالرحمان صاحب بی اے۔ بی سی ایس باختیارات ڈسٹرکٹ جج بہادر کوئٹہ

بعاملہ درخواست تلوک چند ولد کوارا مام زات کھتری دکاندار کوئٹہ۔ براد عطائے سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصولی قرضہ یافتنی جسونت رام متوفی

زیر دفعہ ۳۷۲ ایکٹ ۳۹ ۱۹۲۵ء

نوٹس بنام ہر خاص و عام

بعاملہ صدر سائل نے درخواست براد حصول سارٹیفکیٹ جانشینی نسبت وصول قرضہ الیتی -/۱۰۰۵ روپیہ یافتنی جسونت رام متوفی زیر ایکٹ ۳۹ ۱۹۲۵ء عدالت ہذا میں پیش کی ہے۔ اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جو کچھ کسی کو اعتراض ہووے۔ حاضر ہو کر عدالت ہذا میں بتاریخ 31 8/36 پیش کرے ۔

آج بدستخط اور مہر عدالت جاری کیا گیا ۔ 13 8/36

دستخط حاکم

مہر عدالت

کثرتِ اولاد

زچہ خانہ کی بے احتیاطی و دیگر زنانہ عوارض اور بدی وغیرہ سے بڑھا ہوا بھاری پیٹ کم کرنے کی دوا راحت شکم کا استعمال چند ہفتوں میں قابل تعریف اور تقریباً سو فیصدی کامیاب ہے خوراک ایک روپیہ ۔ پوری کورس دو روپیہ ۔

راحت دماغی شکستگی کمزوری بجز لی ... کی کمزوری کے لئے مقویات کا خاص تیل شیشی نمونہ ... آنہ ۔

اے۔ ڈبلیو اینڈ سنز، راحت ہاؤس دہلی

پانچ ہفتے غبارے میں

ایک شخص غبارے میں بیٹھ کر براعظم افریقہ کا سفر کرتا ہے۔ اسے کیا کیا مصیبتیں پیش آتی ہیں۔ ۱۲ ر

پتہ :- دفتر تہذیب نسواں لاہور

ضرورت شادی

ایک شریف اور معزز خاندان کی ۱۶ سالہ لڑکی کے لئے جو جائداد کی مالک ہے۔ اور جس کے والد امپیریل سروس میں ہیں کسی معزز اور شریف خاندان میں رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکے کا اعلیٰ سرکاری ملازمت پر فائز ہونا ضروری ہے۔ لڑکی نیک سیرت و صورت اور امور خانہ داری سے واقف ہے۔ فی الحال کالج میں زیر تعلیم ہے۔ جملہ خط و کتابت بصیغہ راز رکھی جائے گی ۔

ایم ساے اختر معرفت تہذیب نسواں کے دفتر لاہور

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب میاں غلام ربانی صاحب بی اے۔ پی سی ایس سب جج بہ درجہ اول امرتسر

سردار مان سنگھ ولد سردار لچھمن سنگھ جٹ ساکن بل خورد تحصیل امرتسر

بنام چراغ دین وغیرہ

دعویٰ دلا پانے مبلغ ۔/۱۰۴۵ روپیہ بروئے تمسک

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسیان جلال الدین و عمرا جٹ ساکن دوبرجی مشہور سوہیاں کلاں تحصیل امرتسر ملازم محمد و عمرا جٹ ساکن دوبرجی حال ملازم اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ و ضلع گھر کوٹ ... سندھ براستہ میرپور ہے۔ کہ مذکوران تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتے ہیں۔ اور روپوش ہیں اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہم مذکوران جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم مذکوران ۱۰ ماہ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو مقام امرتسر حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوں گے۔ تو ان کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۸ ماہ اگست ۱۹۳۶ء بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم　　　　مہر عدالت

بعدالت جناب اے لینڈرس صاحب بہادر جج دیوانی سیالکوٹ

کھیڑا ولد مولا جٹ سکنہ بھاگووالی

بنام بھول وغیرہ

بنام مجہ ترن طیبان

مقدمہ مندرجہ عنوان میں کھیڑا سائل جو کہ بحکم مورخہ ۳-۱۱-۲ کو دیوالیہ قرار دیا گیا تھا۔ بذریعہ اشتہار اخبار مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ دیوالیہ مذکور بحکم مورخہ ۱۱-۹-۳۶ کو کلی ڈسچارج کیا گیا ہے۔

تحریر تاریخ ۱۱-۹-۳۶ء　　دستخط حاکم　　مہر عدالت

ملک ... پرنٹر و پبلشر نے ... پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپوا کر دفتر تہذیب نسواں لاہور سے شائع کیا۔ ایڈیٹر سیدہ امتیاز علی